بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تذکرہ

اولیائے پوٹھوہار

صاحبزادہ مقصود احمد صابری

هاشمی
پبلی کیشنز

خطہ پوٹھوہر کے 120 عظیم صوفیاء کرام

کی سوانح حیات کا حسین مرقع

تذکرہ

اولیائے پوٹھوہار

صاحبزادہ مقصود احمد صابری

ہاشمی پبلی کیشنز

احمد بک کارپوریشن

عالم بزنس سنٹر، اقبال روڈ، راولپنڈی۔ فون 051-5558320

ناشر .... ہاشمی پبلی کیشنز، راولپنڈی
نام کتاب .... تذکرہ اولیائے پوٹھوار (جلد اوّل)
تالیف .... صاحبزادہ مقصود احمد صابری
کمپوزنگ .... میٹرکس کمپوزرز، 0300-5211201
قیمت 250/-

دوسرے شہروں میں ملنے کے پتے

۱ شبیر برادرز 40 بی اُردو بازار، لاہور
۲ شمع بک ایجنسی، اولمپک پلازہ، الکریم مارکیٹ، اُردو بازار، لاہور
۳ مکتبہ رحمانیہ، اقرا سنٹر، غزنی سٹریٹ، اُردو بازار، لاہور
۴ پیر بھائی کمپنی بیسمنٹ میاں مارکیٹ غزنی سٹریٹ 38 اُردو بازار، لاہور
۵ قادری رضوی کتب خانہ، گنج بخش روڈ، لاہور
۶ زاویہ پبلشرز، گنج بخش روڈ، لاہور
۷ مکتبہ قادریہ، گوجرانوالہ
۸ ضیاء القرآن، اُردو بازار، لاہور
۹ نوریہ رضویہ گنج بخش روڈ، لاہور
۱۰ مکتبہ اعلیٰ حضرت، لاہور
۱۱ مکتبہ ضیائیہ، بوہڑ بازار، راولپنڈی
۱۲ اسلامک بک کارپوریشن، اقبال روڈ، راولپنڈی
۱۳ مکتبہ قادریہ، موتی بازار، راولپنڈی

ڈسٹری بیوٹرز

احمد بک کارپوریشن

عالم بزنس سنٹر، اقبال روڈ، کمیٹی چوک، راولپنڈی۔ فون 5558320

بفیضان نظر و زیر ادارت

جگر گوشہ غوث الاعظم، فخر السادات، وارث علوم حضرت خواجہ چوراہی
عالمی مبلغ عالم اسلام شہباز طریقت، شہنشاہِ خطابت، عالمِ ربانی، مرشد لاثانی

حضرت علامہ الحاج

پیر سید محمد شبیر علی شاہ

گیلانی نقشبندی مجددی مدظلہ العالی

زیب آستانہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ چورا شریف ضلع اٹک

جن کے کردار و گفتار اور علوم ظاہریہ و باطنیہ سے پوری دنیا
میں محبت و اخوت اور تصوف کے دیپ روشن ہیں

خدا رحمت کند این عاشقان پاک طینت را

طالب دعا و محتاج کرم

صاحبزادہ مقصود احمد صابری

انتساب

اپنے آقائے نعمت' ہادی ورہبرو راہنما ولی العصر مرشد لاثانی عالم ربانی

بحر العلوم پیر روشن ضمیر الحاج قبلہ

صاحبزادہ حاجی منیر احمد صابری رحمۃ اللہ علیہ

دربار عالیہ چشتیہ صابریہ ماڑی بگیال شریف تحصیل وضلع راولپنڈی

کے نام

جن کی نگاہ فیض سے ناچیز چند اوراق لکھنے کے قابل ہوا۔

ع گر قبول افتد زہے عز و شرف

تیری رحمت سے الٰہی پائیں یہ رنگ قبول
پھول کچھ میں نے چنے ہیں ان کے دامن کے لیے

طالب دعا و محتاج کرم

صاحبزادہ مقصود احمد صابری

مہتمم جامعہ اسلامیہ فیض القرآن رجسٹرڈ جامع مسجد اکبری صابری

گلستان غریب نواز' موہڑہ چھپر چکری روڈ' راولپنڈی

نذرانۂ عقیدت

آفتاب شریعت، ماہتاب طریقت، مرد قلندر ہمہ اوصاف یگانہ،

حضرت قمر المشائخ الحاج

الحاج حافظ **قمر الدین صابری** نور اللہ مرقدہٗ

کی خدمت میں بصد احترام پیش کرتا ہوں

گر قبول افتد زہے عز و شرف

خویدم اہل التصوف

صاحبزادہ مقصود احمد صابری

خلف الرشید عالم ربانی حضرت حافظ فیض محمد صابری الحسینی رحمۃ اللہ علیہ

دعائے بارہ امام علیہم السلام

ازقلم

حضرت صاحبزادہ حاجی منیر احمد صابریؔ

آستانہ عالیہ ماڑی بگیاں شریف، ضلع راولپنڈی

اے خالقِ ارض و سما، بہرِ جنابِ مصطفٰےؐ
ہر دو جہاں میں کر عطا مُجھ کو وِلائے مرتضٰیؓ
حسنینؓ کا طالب رہوں زین العباؒ کا نام لُوں
باقرؒ کی اُلفت میں مروں جعفرؒ کی ہو مجھ پہ عطا
کاظمؒ کے صدقے سے مِرے حُبِّ رضاؒ دل میں رہے
سیّد تقیؒ کے جام سے دست نقیؒ سے مے پلا
عسکری سید حسنؒ مجھ پہ رہیں سایہ فگن
مہدیؒ اِمامِ ہر زمن کرتے رہیں جُود و سخا
منیرِ صابری کہہ برملا بارہ اماموں کی وِلا
دیتی ہے اللہ سے مِلا، ہے ضامنِ روزِ جزا

نعت شریف

سرکارؐ کے روضے کا منظر سبحان اللہ سبحان اللہ
پڑتی ہے تو جھک جاتی ہے نظر سبحان اللہ سبحان اللہ

والشّمس رُخِ زیبا ان کا واللّیل ہے ان کی زُلف سیاہ
والفجر جبینِ رشکِ قمر سبحان اللہ سبحان اللہ
انوار کی ایسی برساتیں روشن ہیں مدینے کی راتیں
ہے شہر مدینہ نور نگر سبحان اللہ سبحان اللہ
شرماتے ہیں جن و انس و ملک انوار کی جب پڑتی ہے جھلک
ہے جلوۂ یزداں پیشِ نظر سبحان اللہ سبحان اللہ
اللہ کے پیارے کی صورت کو قرآن کی صورت کہتے ہیں
خود رب نے کہا ماشاء اللہ سبحان اللہ سبحان اللہ
مقصودؔ میں نعت نبی جس دم پڑھتا ہوں تو ہو جاتا ہے کرم
الفاظ بھی ہو جاتے ہیں امر سبحان اللہ سبحان للہ

کلام: صاحبزادہ مقصودؔ احمد صابری

قطعہ تاریخ طباعت

رشکِ جنت کا نشاں ہے خطۂ پوٹھوار میں ہے آستاں مہر علی کا جو خطۂ پوٹھوار میں
موہڑہ شریف بھی ہے یہاں اور بری سرکار بھی ہر طرف جلوہ ہی جلوہ خطۂ پوٹھوار میں
اس ارضِ دلنشیں کو میں خلدِ بریں کہوں کرتا ہے حق سبحانہٗ خود ثنا پوٹھوار میں
خواجہ نگر میں بستے ہیں خواجہ رحم الدین غنچے کھلے ہیں چار سُو خطۂ پوٹھوار میں
خواجہ نور محمد اور خواجہ فقیر محمد ہیں چورا شریف میں ان کے فیض پاک کا ہے چرچا خطۂ پوٹھوار میں
خواجہ عبدالکریم صاحب عیدگاہ شریف میں فیض جاری رکھتے ہیں خطۂ پوٹھوار میں
یہ کرم بھی خواجۂ صدیق کا بس دیکھئے بن گیا فرزندِ علی کا روضہ پوٹھوار میں
خواجہ فضل الدین ہیں جلوہ گر کلیام میں فیض بخشے خواجہ محمد حسین پوٹھوار میں
خواجہ عبدالرحمٰن اور خواجہ منیر احمد صابریؔ دیتے ہیں گنج شکر کا صدقہ خطۂ پوٹھوار میں
موہڑہ چھپر میں ہے فیض عام حافظ فیض الدین کا حافظ قمر الدین کا روضہ بنا پوٹھوار میں
تیری بخشش کی سفارش وہی کریں گے مقصودؔ تذکرہ جن کا لکھا ہے اولیائے پوٹھوار میں
اولیاء اللہ کی تعریف کیسے ہو رقم اے جمیل صابریؔ اُٹھ آ جا اب پوٹھوار میں

ازقلم صاحبزادہ جمیل اختر صابری
سجادہ نشین دربار صابریہ صدیقیہ
کالے کی منڈی، تحصیل و ضلع حافظ آباد

فہرست

ضلع اٹک

ضلع جہلم

.103	حضرت سلطان شہاب الدین غوری چشتی رحمۃ اللہ علیہ	موضع دھمیک تحصیل سوہاوہ ضلع جہلم	561
.104	حضرت پیر سید ولایت شاہ نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ	چک عبدالخالق سیداں والی تحصیل دینہ ضلع جہلم	569
.105	حضرت خواجہ صوفی محمد اسلم نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ	شاد پور شریف، جہلم شہر	571
.106	حضرت پیر صوفی فرزند علی صابری رحمۃ اللہ علیہ	دربار حضرت سلیمان پارس جہلم شہر	578
.107	حضرت خواجہ محمد عالم خان نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ	باولی شریف سرائے عالمگیر ضلع جہلم	586
.108	حضرت پیر سید فیض اللہ شاہ رحمۃ اللہ علیہ	چھمر شریف تحصیل سوہاوہ ضلع جہلم	587
.109	حضرت اکبر علی المعروف چنجی والی سرکار رحمۃ اللہ علیہ	موضع سنگھوئی شریف تحصیل وضلع جہلم	589
.110	حضرت خواجہ فیض بخش چشتی نظامی رحمۃ اللہ علیہ	للہ شریف تحصیل پنڈ دادنخان ضلع جہلم	592
.111	حضرت خواجہ ناصر الدین چشتی نظامی رحمۃ اللہ علیہ	للہ شریف تحصیل پنڈ دادنخان ضلع جہلم	598
.112	حضرت خواجہ فضل حسین چشتی نظامی رحمۃ اللہ علیہ	للہ شریف تحصیل پنڈ دادنخان ضلع جہلم	600
.113	حضرت خواجہ غلام نبی نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ	للہ شریف تحصیل پنڈ دادنخان ضلع جہلم	602
.114	حضرت خواجہ دوست محمد نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ	للہ شریف تحصیل پنڈ دادنخان ضلع جہلم	606
.115	حضرت خواجہ مقبول الرسول نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ	للہ شریف تحصیل پنڈ دادنخان ضلع جہلم	608
.116	حضرت خواجہ سید غلام حیدر علی شاہ چشتی نظامی رحمۃ اللہ علیہ	جلال پور شریف تحصیل پنڈ دادنخان ضلع جہلم	612
.117	حضرت خواجہ سید مظفر علی شاہ چشتی نظامی رحمۃ اللہ علیہ	جلال پور شریف تحصیل پنڈ دادخان ضلع جہلم	629
.118	حضرت خواجہ سید بدیع الزمان شاہ چشتی نظامی رحمۃ اللہ علیہ	جلال پور شریف تحصیل پنڈ دادنخان ضلع جہلم	631
.119	حضرت خواجہ پیر سید محمد فضل شاہ چشتی نظامی رحمۃ اللہ علیہ	جلال پور شریف تحصیل پنڈ دادنخان ضلع جہلم	632
.120	حضرت خواجہ پیر سید برکات احمد شاہ چشتی نظامی رحمۃ اللہ علیہ	جلال پور شریف تحصیل پنڈ دادنخان ضلع جہلم	636

عرض محرر

الحمدالله حمد الشاکرین والصلوۃ والسلام علی سید المرسلین وعلی له الطیبن واصحابه الطاھرین و اولیاء مته الکاملین العارفین وعلماء ملته الرشدین المسترشدین وعلینا معھم اجمعین یا ارحم الرحمین امابعد و فاعوذ باللہ من الشیطن الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ تمام تعریفیں اللہ وحدہ لاشریک کے لیے اور انگنت لاتعداد کروڑہا بار درود رحمت عالم نور مجسم شفیع المذنبین خاتم النبیین امام الانبیاء حبیب کبریا راز دار رب العلیٰ مالک ہر دوسرا علیہ التحیۃ والثنا کی ذات بابرکات پر جن کے نور نبوت کی روشنی میں اولیائے کاملین نے اس دھرتی پر رشد وہدایات کے چراغ جلائے اور گمراہوں کو راہ ہدایت دی۔ بے راہوں کو نہ صرف منزل دی بلکہ ان کے قلوب واذہان کو نور ایمان سے منور فرما کر انہیں رہبر وراہنما بنایا۔ بالخصوص برصغیر پاک و ہند میں اولیائے کاملین نے تبلیغ اسلام کے لیے محنت ومشقت اور سختیاں برداشت کر کے تبلیغ اسلام کا فریضہ سرانجام دیا ہے۔ اطرح انہوں نے سرکار ابد قرار صلی اللہ علیہ وسلم کے مشن کا وارث ہونے کا حق ادا کر دیا۔ انہی اولیائے کاملین کی بدولت آج الحمدللہ ہم نہ صرف مسلمان ہیں بلکہ ہمارا ایمان بھی انہی کے نعلین پاک کے تصدق محفوظ ہے۔ وگرنہ دور جدید کی بڑھتی ہوئی مادہ پرستی اور جدید ٹیکنالوجی الیکٹرانک اور پرنٹ میڈیا پر عریانی وفحاشی اور بے حیائی کے سبب ایمان کا محفوظ رکھنا محال ہے۔ آج کے مادہ پرستی اور نام نہاد ترقی کے دور نے ہماری نوجوان نسل کو اپنے اسلاف سے دور کر دیا ہے۔ ہمارا آج کا نوجوان اپنے اسلاف اور ان کی تاریخ اور تعلیمات سے بے خبر ہوتا جا رہا ہے اور خانقاہی نظام کو بھلا چکا ہے۔ اسی باعث آج ہم بے راہ روی کا شکار ہو کر گمراہی کی دلدل میں اس قدر پھنس چکے ہیں کہ واپسی کا راستہ نظر نہیں آ رہا۔ بات صرف اہلِ دنیا تک ہی پہنچ کر ختم نہیں ہو جاتی بلکہ ستم ظریفی یہ

ہے کہ خانقاہوں کے سجادہ نشینوں اور مشائخ عظام کی اولاد بھی حوادثات زمانہ سے نہ بچ سکی۔
مجھے زیرِ نظر کتاب کے سلسلہ میں اکثر بزرگوں کی اولاد و امجاد سے واسطہ پڑا۔ جب ان سے ان کے بزرگوں کی تاریخ اور سوانح حیات طلب کی گئی بزرگوں کے بارے میں معلومات دریافت کی گئیں تو جواب نفی میں ملا کہ ہم نہیں جانتے کہ ہمارے آباؤ اجداد کب اور کہاں سے یہاں آئے حتیٰ کہ ان کے وصال کی تاریخ بھی ان کے پاس سے نہ مل سکی۔ ایک سیدھا سا جواب ملتا ہے کہ یہ تمام باتیں بڑوں تک ہی معلوم تھیں ہمیں کچھ معلوم نہیں ہے اور بالخصوص خطہ پوٹھوار جس طرح اپنے اندر ناہمواریت رکھتا ہے کہیں بلندی کہیں پستی۔ اسی طرح یہاں کے لوگ بھی کہیں تھوڑے کہیں زیادہ اپنے بزرگوں کے بارے میں معلومات رکھتے ہیں۔ اس ضمن میں اکثر سجادگان کو بار بار خطوط بھی لکھے اور بہت سے حضرات کے پاس بار بار حاضری بھی دی مگر باوجود اس کے انہوں نے ہماری دعوت اور اس کاوش کو قبول نہ کیا اور نہ ہی کوئی تعاون کیا۔ کتاب شروع کرتے وقت خیال تھا کہ صرف راولپنڈی/اسلام آباد کے بزرگوں پر ہی کچھ کام کیا جائے مگر جب مخدوم اہل سنت فخر السادات جناب مخدوم پیر سید طارق حسن گیلانی مدظلہ العالی منتظم اعلیٰ دربار برکات شریف فیصل آباد سے مشورہ کیا تو آپ نے فرمایا کہ بجائے راولپنڈی پر اکتفا کرنے سے بہتر یہ ہے کہ اس کا نام اولیائے پوٹھوار رکھا جائے اور کام بھی پورے پوٹھوار پر کیا جائے۔ چنانچہ خدا کی ذات پر توکل کر کے قلم اُٹھایا اور راولپنڈی ڈویژن کے اولیائے کاملین کے حالات جمع کرنے شروع کر دیئے۔ الحمدللہ ۱۲۰ بزرگان دین کے حالات پر مشتمل یہ پہلی جلد تذکرہ اولیائے پوٹھوار کے نام سے آپ کے ہاتھ میں ہے جبکہ دوسری جلد بھی چھپ کر منظرِ عام پر 2005ء میں آ چکی ہے۔ یہ سب ان اولیائے کاملین کی نگاہ پاک کا تصدق ہے کہ خود بخود اسباب اور وسائل میسر آنا شروع ہو گئے۔ وگرنہ کیا میں اور کیا میری اوقات میں اس سلسلہ میں ان سجادگان مشائخ عظام، علمائے کرام، خلفائے کرام اور بزرگانِ دین کے عقیدت مندان کا دل کی اتھاہ گہرائیوں سے مشکور ہوں جنہوں نے میرے کہنے پر کچھ تردد کر کے اپنے بزرگوں کے حالات واقعات مجھے بھجوائے ان میں

سے اکثر احباب وہ بھی ہیں جنہوں نے کسی سے سن کر میرے لیے کوشش کر کے بزرگان دین کی جو تعلیمات حالات واقعات سوانح حیات ان کی دسترس میں تھیں وہ مجھے خود آ کر بھی پہنچا گئے۔ بالخصوص میں ان علماء اور مشائخ اور دیگر احباب گرامی کا تہہ دل سے مشکور ہوں جنہوں نے اس کتاب کی نوک پلک کو سنوارنے میں میرے ساتھ تعاون کیا۔ میں اس موقع پر جناب منیر احمد ہاشمی، جناب تنویر احمد، ظہیر ہاشمی مالکانِ احمد بک کارپوریشن، اقبال روڈ، راولپنڈی کا مشکور ہوں کہ انہوں نے زر کثیر خرچ کر کے اپنے ادارے کے زیر اہتمام اس کتاب کو چھپوا کر اس کا تیسرا ایڈیشن آپ تک پہنچایا۔ اس سلسلہ میں وہ لائق داد و تحسین ہیں اللہ رب العزت کی بارگاہ میں دعا ہے کہ پاکانِ امت کا صدقہ ان کو مزید توفیقات سے نوازیں اور ان کے کاروبار میں دن دگنی رات چوگنی ترقی عطا فرمائے۔ آمین۔ اور کتاب کو اولیائے کاملین کے ماننے والوں کے لیے نافع بنائے۔ تذکرہ اولیائے پوٹھوار کی پہلی جلد کا تیسرا ایڈیشن آپ کے ہاتھ میں ہے جبکہ دوسری جلد کا دوسرا ایڈیشن بھی اسی ادارے کے زیر اہتمام چھپ رہا ہے۔ اولیائے کرام کے درباروں کے سجادہ نشینوں، علمائے کرام، خلفائے کرام اور عقیدتمندان سے گزارش ہے کہ وہ تیسری جلد کے لیے اپنے اپنے بزرگوں کے حالات زندگی ہمیں روانہ فرما کر اس کی تیاری میں معاون بن کر عنداللہ ماجور ہوں ہم اس سلسلہ میں آپ کے تعاون کے منتظر ہیں۔

والسلام مع الاکرام خاکپائے اولیاء خویدم اہل التصوف

صاحبزادہ مقصود احمد صابری

خلف الرشید شیخ العصر عالم ربانی حافظ فیض محمد صابری رحمتہ اللہ علیہ

بانی و مہتمم جامعہ اسلامیہ فیض القرآن رجسٹرڈ جامع مسجد اکبری صابری

موہڑہ چھپر، چکری روڈ، راولپنڈی

0300-9500314, 0333-5594225

تقریظ

مناظر ابن مناظر شیخ الحدیث پیر طریقت حضرت

مولانا محمد عبدالتواب صدیقی صاحب مدظلہ العالی

سجادہ نشین دربار حضرت مناظر اعظم اچھروی، لاہور

نحمدہ و نصلی علی رسول الکریم اما بعد

نبی کریم ﷺ کے فرمان ذکر الصالحین عبادہ کے مطابق حضرت مولانا صاحبزادہ مقصود احمد صابری کی یہ تصنیف ایک عبادت بھی ہے۔ اولیائے کرام کے حالات زندگی معمولات اقوال کرامات کا لکھنا بوسیلہ اولیائے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی رضامندی کا باعث ہوتا ہے جو کہ یقیناً ذریعہ بخشش ہے لہٰذا مولانا مذکور کے لیے یہ کتاب باعثِ مغفرت بھی ہے اور پھر آپ نے عنوان ایسا دیا ہے کہ قبل ازیں دیکھنے میں نہیں آیا۔ اس میں ایسے ایسے بزرگوں کا بھی ذکر قلمبند کیا گیا ہے جو اس سے پہلے متعارف بالکتب نہ تھے۔ آپ کی یہ جدوجہد اہل سنت کے لیے ایک قیمتی سرمایہ کی حیثیت رکھتی ہے۔ میں نے جزوی طور پر اس کتاب کے کمپوز شدہ مسودہ کا طالعہ کیا اور آپ کی تحریر کو داد دیئے بغیر نہ رہ سکا۔ بڑی خوشی کی بات ہے کہ عوام اہلِ سنت میں اس کے ایڈیشن اول اور دوم کو بہت پذیرائی بخشی۔ اور اب تیسرا ایدیشن آپ کے ہاتھ میں ہے جو کہ کامیابی سے ہمکنار ہوگا۔ میری دعا ہے اللہ تعالیٰ مولانا کی اس کاوش کو قبول فرمائے اور عوام الناس سے بھی درخواست گزار ہوں کہ وہ اس کتاب کا مطالعہ کریں اور اس سے خوب مستفیض ہوں اور اذکار صالحین پڑھ کر نور ایمانی میں اضافہ کریں۔

محمد عبدالتواب صدیقی

سجادہ نشین آستانہ عالیہ مناظر اعظم رحمۃ اللہ علیہ، اچھرہ، لاہور

تقریظ

استاذ العلماء مبلغ یورپ حضرت علامہ **قاضی محمد عبداللطیف** قادری مدظلہ العالی

بانی ومہتمم ادارہ فیضان رسالت چکری روڈ راولپنڈی حال مقیم وخطیب اعظم برطانیہ

الحمد علی نعمائه والصلوٰة والسلام علی افضل انبیائه وعلی اولیائه اجمعین. بسم الله الرحمن الرحيم. اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ جس نے اپنے پیارے نبی کا غلام بنایا اور اپنے اولیائے کرام کے دامن سے وابستہ فرمایا اور **وَابْتَغُوْا اِلَيْهِ الْوَسِيْلَه** کے تحت ہر مسلمان اولیائے کرام سے نسبت قائم کر کے اور ان کا ذکر خیر کر کے اپنے لیے ذریعہ نجات سمجھتا ہے۔ اور بموجب ارشاد نبوی **تتنزل الرحمته عند ذكر الصالحين** اپنے لیے نزول رحمت کا سبب جانتا ہے۔ حضرت علامہ صاحبزادہ مقصود احمد صابری نے اپنی کتاب ''تذکرہ اولیائے پوٹھوار'' جس میں اس خطہ سے متعلق اللہ کے نیک بندوں کے حالات جمع کر کے امت پر بالخصوص خطہ پوٹھوار کے عقیدت مندوں پر احسان عظیم فرمایا ہے۔ میں حضرت صاحبزادہ صاحب کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں کہ جنہوں نے نامساعد حالات کے باوجود انتہائی کٹھن اور مشکل کام کو سرانجام دیا۔ مشکل اس لیے کہ جن بزرگوں کا انہوں نے ذکر کیا ہے ان میں سے اکثر بزرگوں کے نام و حالات پہلے کسی کتاب میں موجود نہ تھے۔ کتابوں کی نقل کر کے تالیف کرنا آسان ہے مگر مختلف جگہوں سے انتہائی کاوش کر کے اور روپیہ پیسہ وقت خرچ کر کے حالات جمع کرنا اور کتاب تصنیف کرنا ایک مشکل کام تھا۔ جسے صاحبزادہ مقصود احمد صابری نے بخوبی سرانجام دیا۔ اللہ تبارک وتعالیٰ انہیں اس کی جزائے خیر دے اور کتاب کو نافعِ خلائق بنائے۔ آمین بجاہ نبی الکریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

قاضی محمد عبداللطیف قادری عفی عنہ حال مقیم برطانیہ

تقریظ

فخر السادات مخدوم سید طارق حسن گیلانی مدظلہ العالی

منتظم اعلیٰ دربار برکات فیصل آباد

الحمدلله وحده والصلوة والسلام علی من لانبیا بعده اما بعد تمام تعریفیں اس خدائے ذوالجلال کے لیے جس نے ہمیں رحمت کائنات حضرت محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اُمتی اور اولیائے کاملین کا غلام بنایا۔ میرا عقیدہ اور ایمان ہے کہ اولیاء اللہ کی غلامی درحقیقت خدا کی بارگاہ تک رسائی کا ذریعہ ہے۔ جمعیت مشائخ پاکستان کے مرکزی سیکرٹری جنرل صاحبزادہ مقصود احمد صابری کے ساتھ ہمارا تنظیم کی وجہ سے بہت گہرا تعلق اور رابطہ ہے۔ اسی سبب سے صبح وشام اکثر و بیشتر پورا پورا دن اکٹھے ہی گزرتا ہے۔ سفر ہو یا حضر یہ اولیائے کرام کے مشن کے علمبردار بن کر کام کرتے نظر آتے ہیں خواہ وہ تنظیمی شکل میں ہو یا تقریری ہو یا تحریر کے میدان میں اولیاء اللہ کا ذکر ان کی زندگی کا مشن رہا ہے۔ تحصیل چشتیاں ضلع بہاولنگر کے تنظیمی دورے پر ہم اکٹھے سفر کر رہے تھے کہ اچانک صابری صاحب کہنے لگے کہ مخدوم صاحب یوں تو اجتماعی طور پر ہر مورخ نے اپنا کام کیا ہے مگر راولپنڈی کی بدقسمتی کے کسی بھی مورخ اور مصنف نے اس خطہ کے بزرگوں کے بارے میں کوئی کام نہیں کیا۔

یہی وجہ ہے کہ یہاں پر مدفون اولیائے کرام کی اکثریت کے حالات زندگی ناپید ہیں صرف چند بزرگوں کے حالات دستیاب ہیں کیوں نہ دیگر تصانیف کو مکمل کر کے تذکرہ اولیائے راولپنڈی کے نام سے ایک کتاب لکھ کو چھپوا دی جائے۔ میں نے مشورہ دیا کہ صرف راولپنڈی ہی نہیں بلکہ پورے پوٹھوار پر کام کیا جائے اور کتاب کا نام تذکرہ اولیائے پوٹھوار رکھا جائے۔

چنانچہ صاحبزادہ مقصود احمد صابری صاحب نے اس مشورہ کو پسند کرتے ہوئے ہمت سے کام لیا اور ایک ضخیم جلد مکمل کر کے دوسری جلد بھی مکمل کر دی جو کہ چھپ کر منظرِ عام پر آ چکی ہے۔ میں اس سلسلہ میں حضرت صاحبزادہ صاحب کو جتنا بھی خراج تحسین پیش کروں وہ کم ہے کہ خواب شرمندہ تعبیر ہوا۔

الحمدللہ خداوند کریم کے فضل و احسان سے مکتبہ صابریہ راولپنڈی کے زیر اہتمام اس کا پہلا اور دوسرا ایڈیشن یکے بعد دیگرے چھپا۔ جس کو عوام نے انتہائی پذیرائی بخشی اور کتاب کا تیسرا ایڈیشن آپ کے ہاتھ میں ہے جس سے میں یقین سے یہ کہہ سکتا ہوں کہ یہ کتاب جن بزرگوں کے تذکرے اور سوانح حیات پر لکھی گئی یہ ان کی بارگاہ میں بھی مقبول ہوئی اور مقبولیت کی دلیل اس کا تیسرا ایڈیشن آپ کے ہاتھ میں ہے۔ جبکہ تذکرہ اولیاء پوٹھوار (جلد سوم) کا کام بھی تقریباً مکمل ہونے کو ہے۔ انشاءاللہ بہت جلد آپ تک پہنچے گی۔

اللہ کریم کی بارگاہ میں دعا ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی نگاہ پاک اور اولیاء کاملین کا صدقہ انہیں مزید توفیقات سے نوازے اور روز قیامت اولیائے کاملین کا یہ تذکرہ اور نسبت ان کی بخشش کا سبب بنائے۔

آمین۔ بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم

مخدوم سید طارق حسن گیلانی

منتظم اعلیٰ دربار عالیہ برکات شریف فیصل آباد

چیئرمین مشائخ یوتھ ونگ، پاکستان

تقریظ

مناظر اہل سنت حضرت پیر سید شبیر حسین شاہ گیلانی (ایم۔اے)

زیب آستانہ عالیہ غوثیہ رضویہ گلشن احمد رضا محلہ غازی آباد راولپنڈی کینٹ

بسم اللہ الرحمن الرحیم، نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

سب تعریفیں کائنات کے خالق و مالک کے لیے صلوٰۃ وسلام کے گجرے والی کائنات علیہ الصلوۃ والسلام کے لیے۔

خواجگان چشت اہلِ بہشت شاید ۱۹۸۲ء میں منظرِ عام پر آئی تو بہت سے اپنے اور بیگانوں کو حیرانی ہوئی۔ کیا ایسا بھی ہوسکتا ہے بہرحال ہو گیا۔ پھر ایک وقت آیا دیوانہ سیاست کے ہاتھوں نالاں ہوا۔ بلکہ خوار ہوا۔ ہم نے مشورہ دیا کہ حضرت صابری صاحب اپنے مدرسے میں بیٹھ جاؤ۔ مالک کائنات تمہیں بہت عزت دے گا۔

چنانچہ تھوڑے عرصے کے بعد سب نے دیکھا کہ ایک خوبصورت کتاب صداقت اہلِ سنت کے نام سے ۲ مئی ۲۰۰۰ء میں چھپ کر منظرِ عام پر آئی۔ بہت پذیرائی ہوئی۔ جس کا ثبوت یہ ہے کہ مکمل ایڈیشن ایک سال کے قلیل عرصہ میں ختم ہو گیا جب کہ اس کا دوسرا ایڈیشن جون ۲۰۰۲ء میں دوبارہ چھپ کر منظر عام پر آ گیا۔ بلبل اور زاغ کے دماغ سے آپ آگاہ ہوں گے۔ سنار اور لوہار کے کام سے بھی آپ واقف ہیں۔ دیوانہ صابری ظاہراً بلبل نظر نہ آئے نہ سنار مگر جب کام کر کے دکھایا تو شخصیت نکھر گئی۔ پھر کیا تھا تذکرۃ العارفین چھپی۔ اب تذکرہ اولیائے پوٹھوار جلد اوّل آپ کے ہاتھوں میں ہے جبکہ تذکرہ اولیائے پوٹھوار جلد دوم اور گلدستہ اولیاء بھی چھپ گئی ہے۔ علمائے پوٹھوار پر جو کام کیا گیا۔ وہ قابلِ تعریف ہے۔ بلکہ یوں کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا کہ علماء اور اولیائے کاملین جو پوٹھوار میں واقع ہوئے ہیں ان کے بارے میں جو کام صاحبزادہ صابری صاحب نے کیا وہ شاید ان بزرگوں کی اولاد نے

بھی نہ کیا ہو۔

بزرگانِ دین کے بارے میں زیادہ کام کرنا جو اس فقیر کے حصہ میں آیا میرا خیال ہے یہ فیضان ان کے والد گرامی حضرت حافظ فیض محمد صابری رحمتہ اللہ علیہ اور ان کے چچا قمر المشائخ حافظ قمر الدین چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ اور ان کے پیشوا جناب صاحبزادہ حاجی منیر احمد صابری سجادہ نشین دربار ماڑی شریف کا ہے اولیائے پوٹھوار کے لیے میرے علم میں ہے کہ بہت محنت کرنا پڑی۔ بہر حال محنت نے خوب رنگ دکھایا۔ پھر کیا تھا کہ تجلیات خواجگانِ چشت ۹۵۰ صفحات پر اور پھر صابری انسائیکلو پیڈیا ۱۱۵۵ صفحات جبکہ مجموعہ کراماتِ اولیاء جلد اول صفحات ۶۲۰ جلد دوم صفحات ۶۲۰ مکمل ہو گئیں اور منظرِ عام پر جلد آنے والی ہیں۔

دعا ہے مصنف کی کاوش بزرگانِ دین کی بارگاہ سے مقبولیت پائے۔ خدا رسول جل وعلی صلی اللہ علیہ وسلم بہت قبول فرمائے۔ فلاح دارین نصیب فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم

سید شبیر حسین گیلانی

غازی آباد، راولپنڈی

تقریظ

عالم باعمل
فاضل اجل
حضرت علامہ **حافظ عبدالحلیم نقشبندی** صاحب

مہتمم جامعہ نوارالاسلام غوثیہ رضویہ لائن پاک ضلع چکوال

الحمدلله رب العلمین، والصلوة والسلام علی رسوله الکریم۔امابعدزیرنظر کتاب تذکرہ اولیائے پوٹھوار۔ان پاک نفوس کا تذکرہ ہے جنہوں نے ایک مدت تک گم کردہ راہوں کو صراطِ مستقیم پر چلایا۔ بے نور سینوں کو اپنے فیوض و برکات اور نور ایمان سے منور کیا۔ بے سکون دلوں کو سکون کی دولت سے مالا مال کیا۔ اپنے وعظ و تبلیغ اور ذکر و مراقبہ سے دنیا کی کایا پلٹ دی لیکن اسلامی تاریخ میں بارہا ایسے مواقع بھی آئے کہ صوفیا کا مقابلہ بھی کیا گیا۔ بایں ہمہ وہ مغلوب نہ ہو سکے۔اس کی وجہ یہ ہے کہ تصوف یا صوفیا کا انداز فکر فوراً اس کی مدد کو آ جاتا تھا اور اس کو اتنی قوت اور توانائی بخش دیتا کہ کوئی طاقت ان کا مقابلہ نہ کر سکتی تھی۔ چنانچہ ان پاکیزہ ہستیوں کی زندگی جہاں خلوص، قناعت، سخاوت، للٰہیت اور ہر انسان سے بے شمار ہمدردی اور انوار قلب و نظر کو روشنی بخش رہی ہے۔ وہ تمام خوبیاں تذکرہ اولیائے پوٹھوار میں مل سکتی ہیں۔ جناب محترم حضرت علامہ صاحبزادہ مقصود احمد صابری صاحب نے ان پاکیزہ فطرت ہستیوں کا تذکرہ مرتب کر کے حق و صداقت کے متلاشیوں کی خدمت میں ایک عظیم تحفہ پیش کرنے کی سعادت حاصل کی ہے۔فقط

حافظ عبدالحلیم نقشبندی
لائن پارک، چکوال

نشان منزل

عالم باعمل، فاضل جلیل حضرت علامہ حافظ قاری

قاضی محمد سعید الرحمٰن قادری

ناظم اعلیٰ ادارہ فیضان رسالت مہریہ قادریہ پیر مہر علی شاہ ٹاؤن چکری روڈ راولپنڈی

صوفیائے کرام اور اولیائے کاملین کی زندگیوں کو زیور قلم سے آراستہ کرنے والے اور دیگر کئی کتب کے مؤلف اور مرتب حضرت علامہ مولانا صاحبزادہ مقصود احمد صابری زہد عمرہ ایک عظیم مذہبی اور سیاسی شخصیت ہیں۔ جس کے باعث آپ علماء اور سیاست کے میدان میں منفرد مقام رکھتے ہیں۔ ملک پاکستان کے تمام بڑے شہروں کے نامی گرامی علماء و مشائخ عظام اور علاقہ بھر کے تمام قومی اور صوبائی سیاسی رہنماء آپ سے خصوصی تعلق رکھتے ہیں۔

صاحبزادہ مقصود احمد صابری موصوف کی زندگی پر نظر ڈالنے سے تین مراحل آپ کی زندگی کے نمایاں نظر آتے ہیں۔

(۱) نسب و پیدائش (۲) تعلیم و تربیت (۳) عملی زندگی کا آغاز اور خدمات

نسب و پیدائش ☆

موصوف کی پیدائش گیارہ ذی الحج ۱۳۷۵ھ بمطابق گیارہ اگست ۱۹۵۵ء بروز سوموار بعد نمازِ فجر حضرت مولانا حافظ فیض محمد چشتی صابری رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے ہاں جھنگی محلہ نزد بنی چوک، سرکلر روڈ، راولپنڈی میں ہوئی۔

موصوف کی پیدائش کا تاریخی قطعہ صاحبزادہ جمیل اختر صابری سجادہ نشین آستانہ عالیہ چشتیہ صابریہ کالے کی منڈی تحصیل وضلع حافظ آباد نے یوں رقم کیا۔

قطعہ

ہجری تیرہ سو پچھتر اور دن تھا سوموار
ایسے میں پیدا ہوئے ایک پسرِ نامدار

اور صدائیں چار سو آئیں مبارک باد کی
حافظ فیض محمد کا گھر ہو گیا پُر بہار

اے جمیلؔ صابری اس عالم بے بدل کا
نام مقصود احمد رکھا مقصود تھا ہر چہار

خاندانی نام مقصود احمد مسلکاً سنی حنفی بریلوی اور مشرباً چشتی صابریؔ ہے۔قوم آپ کی سروہی راجپوت ہے۔ والد گرامی چونکہ بھارت سے تشریف لائے تھے۔ لہٰذا آپ کا آبائی علاقہ موضع بچیٹی روڑکی روڈ تحصیل دیوبند ضلع سہارنپور یو۔ پی انڈیا۔ والد گرامی نے مدرسہ دیوبند کے پڑوسی ہونے کی وجہ سے علوم اسلامیہ وہیں سے حاصل کیے۔ عجیب اتفاق یہ ہے کہ موصوف کے والد گرامی کے علاوہ تمام اجداد قوم قبیلہ اور خاندان کے لوگ دیوبندی مسلک رکھتے ہیں۔ صرف والد گرامی اور تمام اولاد جو گیارہویں شریف کا عدد پورا کرتے ہیں اور ان کی اولاد سنی حنفی بریلوی ہیں۔ والد گرامی سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ میں حضرت پیر طریقت رہبر شریعت پیر سید غلام حسین شاہ صاحب چشتی صابریؔ حیدر آباد دکنی رحمۃ اللہ علیہ کے مرید و خلیفہ مجاز ہیں۔

تعلیم و تربیت ☆

موصوف نے علوم دینیہ کا آغاز اپنے والد گرامی کے مدرسہ تجوید القرآن جھنگی محلہ راولپنڈی سے کیا۔ ابتدائی علوم اپنے والد سے ہی حاصل کیے۔ اس کے ساتھ ساتھ سکول کی زندگی کا آغاز ہونے پر

مڈل تک سکول کی تعلیم بھی حاصل کی۔ بعد ازاں درس نظامی کے لیے جامعہ نعیمیہ غوثیہ گجرات میں داخل ہوئے اور وہیں سے درس نظامی کی سند حاصل کی۔ جبکہ دورہ تفسیر القرآن حضرت علامہ مولانا مفتی مختار احمد نعیمی رحمۃ اللہ علیہ، شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد یعقوب ہزاروی اور مفتی مختار احمد درانی خانپور کٹورہ سے پڑھا۔ اس کے علاوہ امام المناطقہ صدر المدرسین علامہ مفتی محمد سلیمان رضوی مدظلہ سے بھی اکتساب علم کرتے رہے۔ روحانی تعلیم بھی گھر سے شروع ہوئی۔ نیز زندگی کا بیشتر حصہ فقراء اور صالحین کی صحبت میں گزرا۔ والد گرامی کے پیر بھائی اور راولپنڈی کی مشہور و معروف علمی و روحانی شخصیت حضرت قمر المشائخ الحاج حافظ قمر الدین چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ نے سلسلہ صابری اور حضرت پیر سید دلدار حسین شاہ قادری گیلانی آف قلعہ سوبھا سنگھ نارووال نے بھی اپنی توجہات سے قادری سلسلہ میں نوازا اور انہی سے دستارِ خلافت کا حصول بھی ہوا۔ ۱۹۷۷ء میں والد گرامی کے سالانہ عرس کے موقع پر حضرت قمر المشائخ نے بڑے بڑے مشائخ و صوفیا کرام کی موجودگی میں دستار سجادگی قبلہ والد صاحب کی طرف سے باندھی۔

عملی زندگی کا آغاز اور خدمات ☆

عملی زندگی میں قدم رکھتے ہوئے آپ نے ۱۹۷۹ء میں پہلی بار جامع مسجد غوثیہ ڈھوک تھتھال چکری روڈ راولپنڈی میں امامت کے فرائض سرانجام دینا شروع کیے۔ حوصلہ افزائی کے لیے ماہوار ۲۰۰ روپے وظیفہ مقرر ہوا۔ چھ ماہ بعد اتنے ہی عرصے تک جامع مسجد غوثیہ مہریہ حنفیہ ماڈل کالونی ڈھوک حسّو اور پھر ۱۹۸۰ء تا ۱۹۸۲ء تک مرکزی جامع مسجد مورگاہ گاؤں میں خدمات انجام دیں۔ اس کے بعد مرکزی جامع مسجد چٹہ موڑ مری میں ۱۹۸۲ء تا ۱۹۸۴ء خدمات انجام دیں۔ اس کے بعد جامع مسجد حاجیا گلی تحصیل و ضلع ایبٹ آباد میں ۱۹۸۴ء تا ۱۹۸۶ء تک خدمت دین کی۔ اس کے بعد جامع مسجد نوری خیابان سرسید راولپنڈی میں ۱۹۸۶ء تا ۱۹۸۷ء تک سال گزارا۔ اس کے بعد جامع مسجد سید پوری گیٹ بنی چوک راولپنڈی میں ۱۹۸۷ء تا ۱۹۸۹ء تک خدمت اسلام کی۔

مذکورہ دس سالوں میں صاحبزادہ مقصود احمد صابری صاحب کی زندگی میں اہم موڑ شادی خانہ آبادی کی صورت میں رونما ہوا جو کہ گیارہ اپریل ۱۹۸۰ء میں قرار پائی۔ یوں موصوف نے ایک طویل سفر کا آغاز کیا۔ آپ کے پہلے بیٹے کی ولادت ۳۱ مارچ ۱۹۸۲ء کو ہوئی۔

۱۹۸۸ء ان دس سالہ خدمات کے بعد اللہ پاک نے اپنے فضل و کرم سے موصوف کو ایک

جامعہ قائم کرنے کے لیے ایک قطعہ زمین جگہ عطا فرمائی۔ جہاں جامعہ اسلامیہ فیض القرآن رجسٹرڈ جامع مسجد اکبری صابریؔ چکری روڈ راولپنڈی کی بنیاد ۱۹۹۰ء میں پڑی۔ جامع میں تعلیم وتدریس کا آغاز و افتتاح گیارہ اپریل ۱۹۹۲ء کو محدث کبیر حضرت علامہ مولانا غلام رسول رضوی فیصل آبادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ہاتھوں ہوا۔ جامعہ اسلامیہ کے بانی و مہتمم کی حیثیت سے کام شروع کرنے کے بعد صابری صاحب کی زندگی میں دیگر مساجد میں جمعہ کا خطبہ دینے کا معمول کچھ اس طرح سے ہے کہ ایک سال ۱۹۸۹ء تا ۱۹۹۰ء جامع مسجد بلال گروٹی شاپ کمال آباد راولپنڈی۔ ۱۹۹۰ء تا ۱۹۹۵ء جامع مسجد اللہ والی احمد آباد دھمیال کیمپ میں فی سبیل اللہ خطابت کے جوہر دکھائے۔ ۱۹۹۵ء تا ۱۹۹۹ء جامع مسجد میرا کلاں چکری روڈ میں بھی فی سبیل اللہ کام کیا۔ اس کے بعد سے تا حال اپنے جامعہ میں جامع مسجد اکبری صابریؔ میں نماز پنجگانہ کا فریضہ سرانجام دے رہے ہیں۔

"**سیروا فی الارض**" کے بمصداق آپ کو ملک پاکستان کے طول وعرض کا شائد ہی کوئی گوشہ ہو جہاں آپ کو جانے کا اتفاق نہ ہوا ہو۔ اور بڑے بڑے شہروں کی مساجد، مدارس اور مزارات پر حاضری دینے کے علاوہ آپ نے علماء ومشائخ سے ایک تعلق بھی استوار کیا۔ اس کے ساتھ ساتھ آپ نے بیرونی ممالک کے دورے بھی کیے۔ جن میں سب سے پہلا دورہ دسمبر ۱۹۷۵ء مسقط، صلالہ کا کیا جہاں چھ مہینے تک قیام رہا۔ دوسرا دورہ ۱۹۸۳ء میں انڈیا کا کیا جس میں اپنے خاندان کے لوگوں سے ملاقات کے علاوہ بہت سارے مقدس مقامات کی حاضری بھی ہوئی۔ انڈیا کے مختلف شہروں جن میں مظفر نگر، دیوبند، کلیر شریف، دہلی، مہرولی اور میرٹھ کے بزروں کے مزارات کی زیارت کرنے کا موقع ملا۔ تیسرا دورہ ۱۹۹۵ء میں ایران جانے کا اتفاق ہوا۔ مختلف مقامات کی سیر کے ساتھ ساتھ حاضری مزارات بھی ہوئی۔ چوتھا دورہ ۱۹۹۷ء ملک شام کا کیا اور شام میں صحابہ اور تابعین اور آئمہ مجتہدین کے مزارات پر حاضری دینے کا موقع ملا۔ پانچواں دورہ ۱۹۹۹ء میں عرب امارات کا کیا جن میں دوبئی، ابوظہبی، العین اور شارجہ کے ممالک شامل ہیں۔ حسبِ معمول تمام مقدس مقامات کی زیارت کی اور علماء ومشائخ سے ملاقاتیں ہوئیں۔ اس طرح صابریؔ صاحب کو مبلغ اسلام ہونے کا شرف بھی حاصل ہے۔

ادائیگی عمرہ مسلمان کی سب سے بڑی اور دلی خواہش دربار رسول اللہ ﷺ کی حاضری ہے۔ جو ہر مسلمان کو تڑپاتی اور بے قرار کرتی ہے۔ اللہ کا کرم جن کے شاملِ حال ہو وہ ہی اس عظیم نعمت سے

سرفراز ہوتے ہیں۔صابری صاحب کو بھی اللہ پاک نے اپنی خاص عنایت سے دو مرتبہ حاضری حرمین کی سعادت عطا فرمائی۔ پہلا کرم ۱۹۸۳ء میں ہوا اور دوسری مرتبہ یہ کرم ۱۹۹۷ء، ۱۴ سال بعد ہوا اور ہر مسلمان اور صاحب عشق و محبت کی طرح خواہش رکھتے ہیں کہ

''خدایا ایں کرم بارے دگر کن''

بیعت وارادت ☆

یوں تو آپ کی بچپن سے روحانی تربیت والد گرامی اور ان کے پیر بھائی حضرت قمر المشائخ کے ذریعے ہوتی رہی۔اس طرح آپ کے والد گرامی اور حضرت قمر المشائخ نہ صرف آپ کے استاد بلکہ ہر دو حضرات شیخ تربیت بھی ہیں جبکہ بیعت توبہ کے لیے ایک کامل رہنماء کی بہرحال ضرورت ہوتی ہے جن سے شرف بیعت ضروری ہوتا ہے۔اس سلسلے میں صابری صاحب نے ۲۳ دسمبر ۱۹۹۵ء میں حضرت صاحبزادہ حاجی منیر احمد صابری رحمۃ اللہ علیہ کے دست مبارک پر آستانہ عالیہ چشتیہ ماڑی بگیال شریف ضلع و تحصیل راولپنڈی میں بیعت کی۔

صابری صاحب کہتے ہیں کہ میرے بہترین شوق چھ کام ہیں۔

(۱) ☆ کسی بھی سفر میں کتابیں خریدنا، قوالی اور علماء کی تقریر والی کیسٹ خریدنا۔(۲) ☆ سنی ادارے تعمیر کروانا۔(۳) ☆ محفل سماع سننا۔ (۴) ☆ مختلف حوالوں سے پروگرام کرانا۔(۵) ☆ آنے والے مہمانوں کی خدمت کرنا اور اس سلسلہ میں ہمیشہ ایک ہی دعا رہی ہے کہ ''مولیٰ فقیر کا دروازہ کھلا رہے اور لنگر چلتا رہے۔'' (۶) ☆ تصنیف و تالیف۔

صابری صاحب کے بہترین شوقوں میں جو تصنیف و تالیف کا شوق ہے اس پر آپ نے خاصہ کام کیا ہے۔آپ کی تالیف شدہ کتابوں میں سب سے پہلی کتاب ''خواجگانِ چشت'' ۱۹۸۲ء میں پرنٹ ہوئی اور پہلی کیسٹ بھی بازار میں اسی سال پہنچی جس کا موضوع شانِ غوث پاک تھا۔اور پھر آپ تسلسل سے اس کام میں کوشش کرتے رہے اور اب تک ۱۷ کتابیں تالیف کر چکے ہیں جن کے نام حسب ذیل ہیں۔

☆ (۱) ☆ صداقت اہل سنت (۳۴۰ صفحات) ☆ (۲) ☆ تذکرہ اولیائے پوٹھوار (۶۷۰ صفحات، جلد اوّل) ☆ (۳) ☆ تذکرہ اولیائے پوٹھوار (جلد دوم، صفحات ۷۲۰) ☆ (۴) ☆ گلدستہ

اولیاء (جلد اوّل، صفحات ۹۰۰) ☆(۵) ☆ تجلیات خواجگانِ چشت (صفحات ۹۵۰) ☆(۶) ☆ تذکرۃ العارفین (صفحات ۲۸۸) ☆(۷) ☆ صابری انسائیکلو پیڈیا (صفحات ۱۱۵۵) ☆(۸) ☆ مجموعہ کراماتِ اولیاء (جلد اوّل) (صفحات ۶۲۰) ☆(۹) ☆ مجموعہ کراماتِ اولیاء (جلد دوم) (صفحات ۶۲۰) ☆(۱۰) تذکرہ خواجگانِ چشت (صفحات ۳۷۵) ☆(۱۱) ☆ وظیفہ خداوندی (صفحات ۱۰۱) ☆(۱۲) ☆ مسائلِ الصلوٰۃ (صفحات ۷۰) ☆(۱۳) ☆ مسائل رمضان (صفحات ۵۲) ☆(۱۴) ☆ ایصال ثواب اور حقیقت گیارہویں شریف (صفحات ۵۲) ☆(۱۵) ☆ تحفہ میلاد مصطفیٰ (صفحات ۵۲) ☆(۱۶) تحریک پاکستان میں علماء و مشائخ کی شاندار خدمات (صفحات ۵۲) ☆(۱۷) ☆ فیضان برکات شریف (صفحات ۶۰)

جبکہ زیر تالیف کتب میں ☆(۱) ☆ اخلاقِ صابری فی عرفانِ باری ☆(۲) ☆ مجالسِ نوری ☆(۳) ☆ کلیاتِ مشتاق ☆(۴) ☆ چوتھی کتاب انگلش میں تذکرہ فریدیہ زیر تکمیل ہیں۔ ہر کتاب مؤلف کی طرح اپنی مثال آپ ہے۔ خطہ پوٹھوار میں عظیم عظیم اولیاء جن کے نام تک لوگوں کے ذہن سے محو ہوتے جارہے تھے ان کو کتابی شکل دینے اور پھر ان اولیاء کی کرامات کو جمع کرنے اور خاص طور پر صابری چشتی سلسلے پر خاصا بڑا کام "صابری انسائیکلوپیڈیا" کی شکل میں کر چکے ہیں۔

دعا ہے کہ اللہ رب العزت محبوب دو عالم ﷺ کے وسیلہ سے صابری صاحب کے جملہ مقاصد کو پورا فرمائے۔ آپ کے لگائے ہوئے پودے (جامعہ اسلامیہ) کو بار آور فرمائے۔ آپ کی تصانیف کو درجہ قبولیت عطا فرمائے اور آپ کے صاحبزادگان کو دارین کی کامیابیوں سے سرفراز فرمائے۔

والسلام

قاضی محمد سعید الرحمٰن قادری

ناظم اعلیٰ ادارہ فیضانِ رسالت، پیر مہر علی شاہ ٹاؤن، راولپنڈی

۱۲ ربیع الاول ۱۴۲۷ ہجری، بمطابق گیارہ اپریل ۲۰۰۶ء بروز منگل

ضلع اسلام آباد کے

بزرگانِ دین کے

حالاتِ زندگی

حضرت سخی سید شاہ محمود قادری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆

تاجدارِ ولایت، واقف رموزِ حقیقت، عارف حقانی، امام الاولیاء، حضرت سید سخی شاہ محمود قادری رحمۃ اللہ علیہ بعض ناگزیر حالات کی وجہ سے موضع کرسال چولیاں سے ہجرت کر کے موضع باغ کلاں موجودہ (آبپارہ اسلام آباد) میں تشریف لے آئے اور اسی جگہ پر ہدایت خلق اللہ میں مصروف ہو گئے۔

آپ اپنے زمانے کے بلند پایہ ولی کامل تھے۔ آپ حضرت سید عبدللطیف قادری المعروف بری امام علیہ الرحمۃ کے والد بزرگوار ہیں۔ آپ کا سلسلہ نسب ۳۱ واسطوں سے حضرت امیر المؤمنین علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے ملتا ہے۔ آپ حسینی سید ہیں اور حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی اولاد پاک سے ہیں۔

نمبرا ☆

حضرت شاہ محمود بن حضرت شاہ حامد بن حضرت شاہ بودلہ بن حضرت شاہ سکندر بن حضرت شاہ عباس بن حضرت شاہ عبدالغنی بن حضرت شاہ حسین بن حضرت شاہ آدم بن حضرت شاہ علی شیر المعروف ابراہیم بن حضرت عبدالکریم بن حضرت شاہ وجیہہ الدین بن حضرت شاہ محمد ولی آپ کو ولی الدین بھی کہتے ہیں۔ بن حضرت شاہ محمد ثانی الغازی بن حضرت شاہ رضا دین آپ کو رضاء الدین بھی کہتے ہیں بن حضرت شاہ صدر الدین آپ سید عبدالوہاب بھی کہلائے بن حضرت شاہ سلطان محمد احمد بن حضرت شاہ سلطان عبدالقاسم حسین المشہدی بن حضرت شاہ علی الامیر پیر بریاں آپ سید مشہدی بھی کہلائے بن حضرت شاہ عبدالرحمٰن آپ رئیس الزمان اور بلبل شاہ بھی کہلائے بن حضرت شاہ قاسم عبداللہ بن حضرت شاہ محمد اول بن حضرت شاہ اسحٰق بن امام زین العابدین علیہ السلام بن حضرت امام حسین علیہ السلام بن حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم۔

کشف وکرامات ☆

آپ صاحبِ کشف وکرامات بزرگ تھے۔ روایات میں آتا ہے کہ اسلام آباد کے ابتدائی نقشے میں شاہراہ کشمیر شاہ محمود رحمتہ اللہ علیہ کے مزار کے اوپر سے گزرتی تھی۔ جب سڑک نکالنے کے لیے

بلڈوزر مزار شریف کے نزدیک لایا گیا تو وہ ٹوٹ گیا۔ سڑک بنانے والی انتظامیہ نے جب آپ کی یہ کرامت دیکھی تو مزار شریف کو مسمار کرنے کا ارادہ ختم کر کے سڑک کو تھوڑا سا ختم دے کر مزار کے پاس سے گزار دیا گیا۔

نمبر۲ ☆

آپ کے مزار پر جھاڑو دینے والا ایک شخص جس کا نام عبدالغفور ہے وہ کہتا ہے کہ میری والدہ کو کئی سال پرانا چنبل تھا وہ آپ کے مزار پُر انوار پر حاضری دیتی اور چراغ سے تیل لگاتی رہی۔ اس کے بعد خدا کے فضل و کرم سے اب وہ بالکل ٹھیک ہے۔

نمبر۳ ☆

سید اعجاز حسین مشہدی فرماتے ہیں کہ میں نے آپ کے مزارِ پُر انوار پر فالج زدہ افراد کو آتے دیکھا اور حضرت شاہ محمود کی بدولت انہیں شفا ہوتی ہے۔

آپ کے مزار پُر انوار پر ہر جمعرات اور جمعہ کو اور دنوں کے علاوہ زیادہ رش ہوتا ہے۔ ہر روز آپ کے دربار پر لنگر بھی ہوتا ہے۔

وصال باکمال ☆

آپ کا وصال باکمال ۸۷ برس کی عمر میں ۱۰۸۲ ہجری بمطابق ۱۶۷۱ء کو ہوا۔ مزار پُر انوار آبپارہ مارکیٹ اسلام آباد کے سامنے سروس روڈ خیابان سہروردی اور شاہراہِ کشمیر کے درمیان جامع مسجد الفقراء کے قریب ایک چاردیواری میں گنبد کی شکل میں مرجع خاص و عام ہے۔ آپ کے دربار کے احاطہ میں آپ کی اہلیہ اور صاحبزادی اور ایک صاحبزادے کی قبریں بھی موجود ہیں۔ فقیر راقم الحروف کو بارہا آپ کے دربار کی حاضری کا شرف حاصل ہے۔

آباد خدا رکھے میخانہ محمد کا ﷺ

حضرت سید عبداللطیف شاہ المعروف بری امام رحمۃ اللہ علیہ

تعارف ☆

حضرت سید عبداللطیف شاہ قادری المعروف امام بری شاہ رحمۃ اللہ علیہ ۱۰۲۶ھ بمطابق ۱۶۱۷ء میں ضلع باغ کلاں کے قصبہ چولی میں پیدا ہوئے۔ آپ کا اصل نام سید عبداللطیف شاہ ہے۔ حضرت سید جمال اللہ حیات المیر علیہ الرحمۃ نے آپ کو امام بری کا لقب عطا فرمایا اور ساتھ ہی تاکید فرمائی کہ اگر کوئی پوچھے کہ تمہیں امام بری کا لقب کس نے دیا ہے تو برملا کہہ دینا کہ مجھے یہ لقب حضرت امام مہدی بن حسن عسکری علیہ السلام نے عطا کیا ہے۔ آپ کے والد ماجد کا نام نامی اسم گرامی حضرت سید سخی محمود شاہ ہے۔ انہوں نے اپنے گاؤں سے نقل مکانی فرما کر باغ کلاں (موجودہ اسلام آباد، آبپارہ) میں آ کر ڈیرے ڈال دیئے۔ آپ کے والد بزرگوار نجف اشرف کے فارغ التحصیل عالم و فاضل تھے۔ آپ اپنے وقت کے متقی اور زاہد قیام الیل اور قائم العلوم تھے۔ آپ نے حضرت سید عبداللطیف شاہ المعروف امام بری سرکار کی تربیت اس طرح کی تھی جس طرح حق تھا۔ آپ نے اپنی نگاہ ولایت سے اپنے بیٹے کو دیکھتے ہوئے ان کی بہترین انداز میں تربیت کی اور اپنی زندگی کے آخری لمحات تک کماحقہٗ زیور تعلیم سے بہرہ ور کیا۔ حضرت سخی سید محمود بادشاہ علیہ الرحمۃ کا جب وصال باکمال ہوا تو انہیں آبپارہ اسلام آباد نزد شاہراہ کشمیر میں دفن کیا گیا۔ والد گرامی کی وفات کے بعد غور غشتی علاقہ چھچھ ضلع اٹک جو کہ اس زمانہ میں علوم دینیہ کا مرکز تھا، آپ نے وہاں پر ریاضی، منطق، فقہ، حدیث کی تعلیم مکمل کی۔ اس کے علاوہ علم الکلام و علم ادب، علم معانی، علم طب اور علوم روحانی میں کمال حاصل کیا۔ یہاں سے تحصیل علوم مکمل کر کے کشمیر، بدخشاں، مشہد، نجف، اشرف، کربلائے معلی، بغداد شریف، بخارا، مصر، دمشق، مکہ مکرمہ اور مدینۃ المنورہ تشریف لے گئے۔ حج بیت اللہ کے دوران آپ نے علوم ظاہری اور باطنی کے خزانے حاصل کیے۔

سلسلہ بیعت ☆

حج بیت اللہ اور زیارت روضہء رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے فارغ ہو کر آپ مرشد حق کی تلاش میں حجرہ شاہ مقیم دیپالپور اوکاڑہ حضرت سید شاہ امیر بالا پیر علیہ الرحمۃ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اس زمانہ میں یہ علاقہ روحانیت کا مرکز و منبع تھا۔ آپ نے حضرت سید شاہ امیر بالا پیر علیہ الرحمۃ

کے دست حق پرست پر بیعت کی اور روحانیت کے باقی تمام علوم مرشد کامل کی خدمت میں رہ کر مکمل کیئے۔ انہی دنوں حضرت پیر شاہ غازی دمڑیاں والی سرکار بھی حضرت سید شاہ پیر بالا کے دست حق پرست ہوئے تھے۔ باطنی علوم کی تکمیل کے بعد مرشد کامل نے آپ کو ظلمت جہالت کی اندھیری چادر کے خاتمے کے لیے خطہء پوٹھوار کی طرف روانہ کی اور حضرت پیر شاہ غازی المعروف دمڑیاں والی سرکار کو آزاد کشمیر کی طرف روانہ کیا۔

سلسلہ نسب وطریقت ☆

آپ کا سلسلہء نسب حضرت امام موسیٰ کاظم سے ہوتا ہوا حضرت علی علیہ السلام سے جاملتا ہے اور شجرہ طریقت کے اعتبار سے آپ ۱۴ واسطوں کے بعد حضرت سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی الحسنی والحسینی حضرت غوث الاعظم سے جاملتا ہے۔ آپ کے مرشد حضرت سید شاہ امیر بالا پیر بن حضرت سید محکم الدین شاہ محمد مقیم المعروف حجرہ شاہ مقیم حضرت غوث الاعظم علیہ الرحمۃ کے پوتے کی اولاد تھے۔

شادی واولاد ☆

آپ نے نور پور شاہاں سے ۷ میل شمال میں واقع ایک گاؤں راہی سیداں ضلع ہزارہ کے ایک معزز خاندان کے سردار سید نور محمد کی صاجزادی بی دامن خاتون سے شادی کی۔ اللہ نے آپ کو ایک لڑکی عطا کی۔ جو کچھ ہی عصہ کے بعد رضائے الٰہی سے وصال فرما گئیں اور کچھ مدت کے بعد آپ کی اہلیہ محترم بھی اس دارِ فانی سے کوچ کر گئیں۔ اس کے بعد آپ نے عائلی پابندیوں سے آزاد رہنے کا فیصلہ کرتے ہوئے دوسری شادی نہیں کی اور اپنا سارا وقت خدا کی عبادت وریاضت میں گزارنا شروع کر دیا۔ آپ نے اپنی زندگی کا ایک حصہ بطور سالک گزارا۔

حضرت غلام شاہ قادری اور حضرت شاہ محمد غوث لاہوری کی آپ سے ملاقات ☆

حضرت سید غلام شاہ قادری علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ میں نے علاقہ پوٹھوار میں حضرت امام بری شاہ لطیف قادری سے ملاقات کی اور آپ کو عابد وزاہد اور گوشہ نشین سالک پایا۔ آپ پر بعض اوقات اس قدر جذب طاری ہو جاتا کہ آپ سالک کی بجائے مجذوب معلوم ہوتے تھے۔ اسی طرح حضرت شاہ محمد غوث لاہوری علیہ الرحمۃ نے حضرت امام بری شاہ لطیف رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات کی اور ان کو جذب سے نکال کر سلوک میں منتقل کیا اور اپنا کمبل مبارک حضرت امام بری سرکار کو اوڑھا کر صاحب ستر کیا۔

سیرت وکردار☆

آپ کی زندگی اتباع رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ایک انمول نمونہ تھی۔آپ نے خطہء پوٹھوار میں رشد وہدایت کے وہ چراغ روشن کیئے کہ تمام علاقہ کی کایا ہی پلٹ گئی۔آپ نے بے لوث دینی خدمات انجام دیں۔آپ کے دم قدم سے کفر وظلمت کے بادل چھٹ گئے۔آپ نے لوگوں کو جہاں اخلاقی اور اسلامی و مذہبی تعلیم دی وہاں اس کے ساتھ ساتھ تصوف کے جام بھی پلائے۔آپ ایک انقلاب آفرین ہستی تھے۔آپ کی نادرروزگار درس گاہ نے اسلام کو بہت ترقی دی۔حضرت سید غوث علی شاہ قادری لاہور نے آپ کی حیات مبارکہ اور سیرت وکردار پر ۲ کتابیں تحریر کی ہیں۔ان کتابوں سے نہ صرف آپ کی روحانیت کی دنیا میں عرق ریز محنتوں کا پتہ چلتا ہے بلکہ ان کے مطالعہ سے روح میں تازگی اور ایمان میں پختگی پیدا ہوتی ہے۔

آپ کی دینی وعلمی خدمات☆

آپ نے اپنے آباؤ اجداد کے طریقے پر چلتے ہوئے بندگانِ خدا کی رشد وہدایت کا سلسلہ احسن طریقہ سے شروع کی۔دین اسلام کی تعلیمات کو عام لوگوں تک پہنچانے کے لیے درس گاہیں قائم کیں اور خود درس قرآن مجید دیتے اور وعظ ونصیحت کا فریضہ بھی انجام دیتے تھے۔آپ کی روحانیت اور علمیت کا چرچا سن کر دور دور سے لوگ آپ کے درس میں شرکت کے لیے آیا کرتے تھے۔دور دراز سے لوگوں کی آمد کے پیش نظر آپ نے طالبانِ دین حق کے لیے خورد ونوش کا بھی اہتمام کر رکھا تھا۔لنگر کا سارا انتظام اللہ کریم کے فضل سے پورا ہوتا تھا۔آپ ایک جید عالم و فاضل تھے۔شریعت معرفت طریقت اور حقیقت آپ پر روز روشن کی طرح عیاں تھی۔نوجوانوں کی زندگی اور ان کے تخیل کی رفعت و پابندی آپ کی تربیت پر منحصر تھی۔

حضرت بری سرکار نے دینی علوم کی ترویج اور اپنے افکار ونظریات کو پھیلانے کے لیے تین اداروں کا قیام ضروری سمجھا۔مدرسہ کو آپ نے اوّلیت دی۔جہاں عربی علوم شریعت کی تعلیم کے علاوہ درس نظامی کی تعلیم کو فروغ ملا۔صوفیائے کرام کے لیے تصوف کی تعلیم کے لیے خانقاہوں کے قیام کا اہتمام کیا۔عوام الناس کے لیے وعظ وہدایت کا انتظام مسجد میں کیا۔حضرت بری سرکار نے اپنے ان اداروں سے دین حق کی تبلیغ پورے زور وشور سے شروع کی۔آپ نے اس کے لیے ایک جگہ نہیں بلکہ علاقہ بھر میں پھر کر دین

اسلام کی روشنی کو پھیلایا۔ اس سلسلہ میں آپ دھیرکوٹ بھی تشریف لے گئے۔ وہاں پر بھی یہی سلسلہ رشد و ہدایت جاری کیا۔ لوگوں کو خدا کی وحدانیت کا درس دیا۔

دھیرکوٹ آزاد کشمیر میں ستی قوم آباد تھی جو کہ آپ کی تبلیغ کے زور اور نگاہ ولایت سے مسلمان ہو گئی۔ دھیرکوٹ میں جب مسلمانوں کی تعداد میں روز بروز اضافہ ہونے لگا اور ہر جگہ پر آپ کی دھوم شہرت اور چرچا ہونے لگا تو وہاں پر موجود ایک قوم تھوڑ آپ کے خلاف ہوگئی۔ اس قوم کا سردار کئی ہزار کا لشکر لے کر آپ کے خلاف جنگ کے لیے نکل آیا۔ مگر آپ نے جنگ کرنے کی بجائے اولاً اس قوم کو دوبارہ خدا کی وحدانیت کا درس دیا اور مدینے کے تاجدار صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی سیرت و کردار سے آگاہ کیا۔ آپ کے پُر اثر وعظ و نصیحت کا یہ اثر نکلا کہ لشکر میں شامل ایک دوسرا سردار اپنے بہت بڑے قبیلے کے ہمراہ حلقہ بگوش اسلام ہوا اور آپ کے دست حق پرست پر بیعت ہوگیا۔ اس کی تقلید کرتے ہوئے اور بھی کئی لوگ میدانِ جنگ میں مسلمان ہونا شروع ہو گئے۔ اس طرح آپ کے پاس بھی بہت بڑی قوت جمع ہو چکی تھی۔ جب وہ لوگ جنگ سے باز نہ آئے تو آپ نے ستی قوم کے نوجوانوں کو آگے کیا نتیجتاً تھوڑ قوم کے اس سردار کو شکست فاش ہوئی۔

فقر و استغنا ☆

ایک مرتبہ مغل شہزادے یحیٰ حسنین شاہ کو نایاب پتھروں اور زمرد کی تلاش تھی۔ وہ ہزارہ کے علاقہ میں آیا مگر باوجود کافی کوشش کے اس کو زمرد کی کان کا سراغ نہ مل سکا۔ دہلی کی جانب سے روانگی سے قبل شہزادے نے حضرت شاہ بری عبداللطیف رحمۃ اللہ علیہ کی عظمت، بزرگی اور خداداد روحانیت کی شہرت سنی تو آپ کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر قدم بوسی کی۔ شہزادے نے عرض کیا۔ حضرت میں ہیروں کی تلاش میں مارا مارا پھر رہا ہوں مگر کامیابی کی کوئی صورت نظر نہیں آتی۔ آپ اس سلسلہ میں میری مدد فرمائیں۔ آپ نے فرمایا۔ شہزادے ایک مرتبہ پھر پہاڑ پر جاؤ اس چٹان جس پر قدیمی زبان میں کچھ لکھا ہوا ہے۔ اس کو ہٹاؤ اس کے نیچے زمرد کی کان مل جائے گی۔ شہزادہ آپ کے حکم کے مطابق مطلوبہ کان کی طرف چل دیا۔ جب وہ چٹان ہٹائی۔ اس کے نیچے سے انتہائی قیمتی اور نایاب ہیرے برآمد ہوئے۔ مطلوبہ ہیرے حاصل کرنے کے بعد ایک طشت ہیروں کا بھر کر آپ کی خدمت میں بھی پیش کیا۔ آپ نے اس سے طشت لے کر ندی میں اُلٹ دیا۔ شہزادہ حیران ہوا اور عرض کی حضور آپ نے اتنے قیمتی ہیرے اس طرح ضائع کر دیئے آخر کیوں؟ آپ نے فرمایا۔ شہزادے قیمتی پتھر تو تمہارے

لیے ہیں میرے لیے تو وہ سنگریزے ہیں اور اگر تمہیں یقین نہیں اور اگر ان پتھروں کے ضائع ہونے کا دکھ ہوا ہے تو آنکھیں بند کرو۔ تمہیں اس سے بھی قیمتی پتھر دکھا سکتا ہوں۔ شہزادے نے آنکھیں بند کیں تو دیکھ کر حیران و پریشان ہو گیا کہ آپ کے حجرے میں اس سے قیمتی پتھر بکھرے پڑے ہیں۔ جن کا نظارہ انسانی آنکھ سے ناممکن ہے۔ حضرت امام بری سرکار کی اس کرامت کا اس شہزادے پر اتنا اثر ہوا کہ اس کا ظاہر و باطن روحانی عظمت سے روشن ہو گیا۔ اور اس نے فیصلہ کر لیا کہ اب تمام زندگی آپ کے قدموں سے وابستہ رہ کر ہی گزاروں گا۔ اس کے بعد شہزادے نے آپ سے شریعت و طریقت کی تعلیم حاصل کی اور سلوک کی منزلیں طے کیں اور ہر وقت ذکر خدا میں مشغول رہنے لگا اور ساری زندگی ایک لمحہ کے لیے بھی آپ کے قدموں سے جدا نہ ہوا اور آپ کو بھی شہزادے سے بڑا اُنس اور محبت تھی۔ اس کو ہمیشہ اپنے نزدیک جگہ دیتے جب اس کا انتقال ہوا تو اس شہزادے کو آپ کے قدموں میں جگہ ملی۔ اس کا مزار بھی آپ کے مزار کے ساتھ ہی اندر واقع ہے۔

عبادت وریاضت ☆

آپ نے کئی برس نور پور شاہاں کے قریب بہنے والی ندی نیلاں میں کھڑے ہو کر عبادت و ریاضت کی۔ اس کے بعد نور پور شاہاں کے قریب موضوع بوتوں کے قریب ایک غار میں طویل چلہ کشی کی اور اسی غار میں آپ نے سلوک کی تمام منازل طے کیں اور نفس کشی کی ایک شاندار مثال قائم کی۔ آپ کو غار سے باہر نکالا اور فرمایا کہ میں تمہیں اس بر یعنی (زمین) پر اپنا نائب مقرر کرتا ہوں۔ اس روز سے آپ حضرت بری امام کے لقب سے مشہور ہو گئے۔

نوٹ: ☆

بعض مورخین کہتے ہیں کہ ۱۲ سال تک پانی میں چلہ کشی کی وجہ سے آپ جری کہلائے بعد میں لفظ بگڑ کر بری ہو گیا۔ آپ نے تمام عمر بڑی سادگی میں گزاری۔ آپ کو سامانِ زندگی حاصل کرنے کی کبھی ضرورت محسوس نہیں ہوئی۔ ایک معمولی لباس آپ کے لیے مہینوں کافی ہوتا تھا۔ اکثر اوقات ایک دھوتی اور ایک کمبل میں گزارا کر لیا کرتے تھے۔

بچپن کی کرامت ☆

آپ کا دور شہنشاہ جہانگیر کا دور تھا۔ آپ کے والد گرامی عبادت و ریاضت کے ساتھ ساتھ

اپنی کھیتی باڑی بھی کرتے تھے۔ انہوں نے اپنی گزر بسر کے لیے چند بھینسیں بھی رکھی ہوئی تھیں۔ مویشی چرانے جاتے تو آپ کو بھی ہمراہ لے جاتے۔ ایک مرتبہ آپ کے والد گرامی حضرت سخی محمود شاہ مویشی لے کر نہ گئے۔ آپ اکیلے ہی مویشی چرانے جنگل تشریف لے گئے۔ ایک دن درخت کے سائے کے نیچے بیٹھے تھے۔ آپ کو نیند آ گئی اور آپ کی بھینس کسی زمیندار کے کھیت میں گھس گئی اور پورے کھیت کا صفایا کر دیا۔ کھیت کے مالک نے آپ کے والد گرامی سے شکایت کی تو آپ کے والد گرامی فوراً آپ کے پاس آئے اور نیند سے جگا کر آپ کی سرزنش کی۔ حضرت امام بری سرکار نے اپنے والد گرامی سے عرض کیا۔ کھیت کے مالک کو غلط فہمی ہو گئی ہے۔ آپ کھیت میں جا کر دیکھ لیجئے۔ اس کا کوئی نقصان نہیں ہوا۔ آپ کے والد اس زمیندار کو لے کر جب کھیت پر گئے تو اس میں فصل کھڑی لہلہا رہی تھی۔ ایک پودے کا بھی نقصان نہیں ہوا تھا۔ یہ کرامت دیکھ کر زمیندار اپنے پورے خاندان سمیت آپ کا مرید ہو گیا۔

کرامت نمبر۲ ☆

ماش کی فصل پک کر تیار ہو گئی۔ مزارع نے تمام ماش اکٹھے کیے اور گھر لے گیا۔ فصل کا ڈھیر دیکھ کر مزارع کی نیت میں فتور آ گیا اور دل ہی دل میں سوچنے لگا کہ زمین کے مالک کو فصل کا وزن پورا نہیں بلکہ کم بتایا جائے اور فالتو فصل منڈی میں فروخت کر کے خوب اور پیسے کما لیے جائیں۔ ابھی وہ یہ منصوبہ بنا رہا تھا کہ اس کے قریب حضرت امام بری سرکار آ کے رُکے اور مزارع سے پوچھا۔ سناؤ بھئی اس مرتبہ کتنے ماش پیدا ہوئے ہیں۔ اس نے بتانے سے گریز کیا۔ حضرت نے ۳ مرتبہ پوچھا۔ مزارع ہر مرتبہ خاموش رہا۔ حضرت امام بری سرکار اس کی خاموشی دیکھ کر جلال میں آ گئے اور فرمایا کہ تم دھوکے بازی کے منصوبے بناتے رہو۔ خدا نے تمام ماش کنکر میں تبدیل کر دیئے ہیں۔ مزارع بھاگا اور کمرے میں جا کر دیکھا کہ ماش واقعی کنکر میں تبدیل ہو چکے تھے۔ فوراً واپس آیا اور آپ کے پاؤں پکڑ لیے اور گڑگڑا کر رونے لگا اور عرض کیا۔ حضور فصل کا مالک میری چمڑی ادھیڑ دے گا۔ آپ خدا سے دعا کریں کہ میری ماش دوبارہ اصلی حالت میں آ جائے۔ آپ نے فرمایا کہ فصل کے مالک سے ڈرتے ہو۔ لیکن مالک کائنات سے نہیں ڈرتے تمہیں معلوم نہیں کہ جو ذات پاک اس زمین کے اندر سے ماش پیدا کر سکتی ہے وہ اسے کنکر بھی بنا سکتی ہے۔ اس مزارع نے توبہ کی اور آپ نے دعا فرمائی۔ ماش اصلی حالت میں ہو گئے۔ اس نے زمین کے مالک کو اصل پیداوار سے آگاہ کیا اور اس کا حصہ اس کو دینے کے بعد آپ کے حلقۂ ارادت میں داخل ہو گیا۔

کرامت نمبر ۳ ☆

ایک مرتبہ آپ ایک خشک درخت کے نیچے آرام فرما رہے تھے کہ چند آدمی مویشی چراتے ہوئے اس طرف آ نکلے۔ ان کے قدموں کی چاپ سن کر آپ کی آنکھ کھل گئی۔ آپ اُٹھ کر بیٹھ گئے۔ ان لوگوں نے آپ سے عرض کیا کہ آپ جس درخت کے نیچے آرام فرما رہے تھے۔ مدت ہوئی ہے کہ یہ خشک ہے۔ اس کو بارشیں بھی سرسبز نہ کر سکیں۔ سنا ہے کہ اللہ کے ولیوں کی دعا سے اللہ کریم سوکھے درخت بھی ہرے بھرے کر دیتا ہے۔ اگر آپ اللہ کے ولی ہیں تو خدا کی بارگاہ میں دعا کر کے اس درخت کو سرسبز و شاداب کروا دیجئے۔ آپ ان لوگوں کی باتیں خاموشی سے سن رہے تھے کہ اسی اثناء میں وہاں سکھ یاتریوں اور ہندو جوگیوں کا ایک قافلہ بھی آ گیا۔ انہوں نے سوچا کیوں نہ اس مسلمان ولی کی کرامت دیکھ لی جائے وہ بھی آپ کے قریب کھڑے ہو گئے۔ حضرت امام بری سرکار نے بارگاہ رب العزت میں ہاتھ اُٹھائے اور عرض کیا۔ اے مولائے کریم یہ لوگ میرا امتحان لینا چاہتے ہیں مجھے اس میں سرخرو کر دے۔ یہ کہہ کر آپ نے سجدے میں سر رکھا۔ ابھی سجدے سے سر اُٹھایا ہی نہ تھا کہ سوکھا درخت ہرا بھرا ہو گیا۔ تمام کے تمام لوگ حیران رہ گئے۔ سکھ یاتریوں اور ہندو جوگیوں نے جب یہ کرامت دیکھی تو فوراً اسی وقت آپ کے دست حق پرست پر کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو گئے اور آپ کے ارادت مندوں میں شامل ہو گئے۔

شاہجہان بادشاہ کی آمد ☆

شاہجہان بادشاہ کسی مہم پر ہزارہ کے دورے پر آیا ہوا تھا۔ بادشاہ کے حواریوں نے حضرت امام بری سرکار کی بڑھتی ہوئی مقبولیت کو بادشاہ کے لیے خطرہ ثابت کرنے کی کوشش کی۔ بادشاہ نے بھی ان لوگوں کی لگی لپٹی باتوں میں آ کر فوج کا ایک لشکر اپنے بیٹے اورنگزیب کی قیادت میں تیار کیا اور حکم دیا کہ آپ کی درسگاہ کو گھیرے میں لے کر آپ کے مقتدیوں سمیت سب کو گرفتار کر لیا جائے۔ شہزادہ اورنگزیب فوج لے کر آپ کی درس گاہ پر پہنچ گیا۔ مگر آپ نے اس کی آمد کی کوئی پرواہ نہ کی اور درس و تدریس میں مشغول رہے۔ اس بات کا شہزادے پر بہت اثر ہوا اور وہ دل ہی دل میں سوچنے لگ کہ یہ واقعی کوئی اللہ کے ولی کامل اور فقیر ہیں۔ جنہیں میری آمد کا علم ہے باوجود اس کے اُنھیں نہ میری اور نہ ہی فوج کی پرواہ ہوئی۔ شہزادے کی اس بات کا باطنی طور پر آپ کو علم ہو گیا۔ آپ نے درس کے دوران قرآن مجید کی یہ آیت پڑھی جس کا ترجمہ یہ ہے کہ اللہ کے ولیوں کو نہ خوف ہے اور نہ ہی انہیں کوئی حزن

ملال ہے۔ اس کے جواب میں شہزادے نے بھی قرآن مجید کی ایک آیت تلاوت کی جس کا ترجمہ یہ تھا کہ اطاعت کرو اللہ کی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اور حاکم وقت کی اطاعت کرو۔ آپ نے جواباً ارشاد فرمایا کہ میں اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت سے ہی فارغ نہیں حاکم وقت کی اطاعت کیسے کر سکتا ہوں۔ پھر آپ نے درس دیتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہی ہیں۔ جو کہ لائق حمد وثنا ہے۔ وہ ہر چیز پر قادر و قابض ہے۔ اس کا نور چار سُو پھیلا ہوا ہے۔ اس کا کوئی شریک وثانی نہیں۔ وہ ہر برائی اور عیب سے پاک اور مبرا ہے۔

از اول تا ابد بود ظاہر ز آنکہ دین نور نور جاوید است
عالم ظہور کمال محمد است آدم مثال حسن و جمال محمد است

اس کے بعد شہزادے نے آپ سے دعا کی درخواست کی۔ آپ نے اس کے لیے تفصیلی دعا فرمائی اور اس کو دعا کی اہمیت وفضیلت بیان فرمائی۔ اس ضمن میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی احادیث بھی پیش کیں اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کو دعا سے زیادہ کوئی چیز پسند نہیں۔ جو شخص اللہ تعالیٰ سے دعا نہیں مانگتا وہ اس سے غضبناک ہوتا ہے۔ پھر فرمایا کہ دعا مومن کا ہتھیار ہے اور دعا کی قبولیت کا یقین یہ ہے کہ رک رک کر کرنی چاہیے۔ شہزادے نے دعا قبول نہ ہونے کے متعلق دریافت کیا۔ تو فرمایا۔ رزق حلال کی دعا قبولیت کے لیے سب سے بڑی چیز ہے۔ حدیث شریف میں آیا ہے۔ ایک مرتبہ صحابی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ میرے لیے دعا فرما دیجئے۔ چونکہ میری دعائیں قبول نہیں ہوئیں۔ آپ نے فرمایا کہ رزق حلال کا بندوبست کرو کیونکہ دعا کی قبولیت رزق حلال سے ہوتی ہے اور لقمہ حرام سے ۴۰ روز تک دعا قبول نہیں ہوتی۔ دوسری بات استغفار کی ہے۔ انسان عیوب کا اعتراف اور کمزوریوں کا اقرار اور آئندہ کے لیے توبہ کرے تو بھی دعا قبول ہو جاتی ہے۔ آپ نے فرمایا کہ اگر انسان اپنی مذموم حرکات پر بھی قائم رہے اور دعا بھی کرتا رہے تو اس طرح دعا قبول نہ ہوگی بلکہ وقت کا ضیاع ہوگا۔ اس کے بعد آپ نے شہزادہ اورنگزیب کو خوشخبری دی کہ تم ہندوستان کے بادشاہ بنو گے مگر یاد رکھو جب تک تم رزق حلال نہیں کماؤ گے تمہاری دعا ہرگز قبول نہ ہوگی۔ شہزادے اورنگ زیب پر آپ کی حکیمانہ اور مشفقانہ باتوں کا بہت اثر ہوا اور تاریخ گواہ ہے کہ اورنگزیب نے بادشاہت سے پہلے اور بادشاہت کے بعد ہمیشہ قرآن حکیم کی کتابت کر کے روزی کمائی اور رزق حلال کھایا۔ آپ نے اورنگ زیب کو یہ بھی تلقین فرمائی کہ رعایا کے ساتھ انتہائی محبت اور شفقت سے پیش آنا۔ بادشاہت کو بڑی تقویت پہنچاتا ہے اور ایسے بادشاہ سے ہی حکومت کو دوام ملتا ہے جو اپنی رعایا میں مقبول ہوتا ہے۔

فقر اور حضرت امام بری سرکار☆

فقر کے متعلق حضرت امام بری شاہ لطیف رحمۃ اللہ علیہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ایک فرمان الفقر فخری (مجھے فقر پر ناز) کی حقیقت بڑے جامع پیرائے میں بیان کی کہ فقیر کا درجہ خدا کے نزدیک بہت بلند ہوتا ہے اور دنیاوی طور تنگ دستی فقیر کی شان ہے۔ کیونکہ دنیاوی مال وزر فقیر کی عبادت وریاضت میں دخل انداز ہوتا ہے۔ درویش جس قدر تنگ دست ہوگا۔ وہ اتنا ہی اعلیٰ وارفع مقام پر پہنچے گا اور اس کو حقیقت کے اسرار ورموز اسی قدر زیادہ نصیب ہوں گے۔ آپ نے فرمایا کہ فقیر کا سرمایہ اللہ اور اس کے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے بے پناہ محبت اور والہانہ عشق ہے۔ عرفان کے سمندر پی جانا فقیر کی شان ہے اور فقیر کا در ہر ایک کے لیے کھلا ہوتا ہے۔ خواہ مسلم ہو یا غیر مسلم امیر ہو یا غریب فقیر کے لیے سب یکساں ہوتے ہیں اور فقیر ان کی طرف سے بے نیاز ہوتا ہے۔ فقیر کی زندگی کچی جھونپڑی میں بسر ہوتی ہے اور بعد از وصال بھی وہ کچی قبر میں رہتا ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ فقیری بڑا کٹھن اور نازک راستہ ہے۔ فقیر کی نظر صرف تین چیزوں پر ہوتی ہے۔ علم، فقر اور شمشیر یعنی علم برائے تبلیغ اسلام فقر برائے خدمت خلق اور شمشیر برائے جہاد اسلام۔ آپ فرماتے ہیں کہ فقیر کی زبان سے جو بات بھی نکلتی ہے۔ وہی دل میں ہوتی ہے۔ کیونکہ اگر انسان کا دل نیک ہے تو جسم بھی پاک ورنہ اس کے تمام اعمال بے کار ہو جاتے ہیں۔

پھنے شاہ بخاری کا مقابلہ اور شکست☆

اوچ شریف کے رہنے والے سید پھنے شاہ بخاری جو کہ صاحب کشف وکرامت بزرگ تھے انہوں نے جب حضرت برّی سرکار علیہ الرحمۃ کی شہرت سنی تو غضب وجلال میں آ کر فرمانے لگے کہ ہماری اس مملکت میں دوسرا مشہدی ولی کیسے آ سکتا ہے۔ ہم اس کی تمام قوتوں اور روحانیت کو سلب کر لیں گے۔ اس ارادہ سے وہ اُوچ شریف سے اسلام آباد نور پور (سابق چور پور) کی جانب اس انداز سے روانہ ہوا کہ شیر پر سواری اور ہاتھ میں سانپ کا کوڑا۔ اور ہمراہ ایک سو کے قریب ساتھی۔ جب وہ جہلم کے قریب پہنچا تو آپ نے اپنے مریدین سے فرمایا کہ اوچ شریف کے سیّد پھنے شاہ بخاری ہمارے ساتھ مقابلے کے لیے آ رہا ہے اور ساتھ ہی شہادت کی انگلی پھنے شاہ کی طرف کی تو پھنے شاہ کا نصف دھڑ مفلوج ہو چکا تھا۔ اس علاقے کے ایک بزرگ سید مہر شاہ خراسانی سکنہ نرالا والا اس معاملہ کو باطنی طور پر دیکھ رہے تھے۔ پھنے شاہ نے ان بزرگ کو مدد کے لیے پکارا تو حضرت مہر شاہ خراسانی نے باطنی طور پر

حضرت بری سرکار سے عرض کیا کہ مہمان سمجھ کر معاف کر دیں۔ آپ نے فرمایا کہ اگر مہمان بن کر آ رہا ہے تو بے شک آئے اور میں اسے اس مصیبت سے آزاد کرتا ہوں۔ چنانچہ پھنّے شاہ بخاری مہمان بن کر آپ کے پاس پہنچا۔ آپ کے مریدین پھنے شاہ کے لشکر کو دیکھ کر پریشان ہوئے تو آپ نے فرمایا کہ آٹا گوندھنے والے برتن میں تھوڑا سا آٹا لے آؤ۔ آپ کے حکم پر آٹا برتن میں پیش کیا گیا۔ آپ نے اپنے دست مبارک سے آٹا گوندھا اور مریدین سے فرمایا کہ میرا رومال اس پر ڈھکے رہنے دیں حسبِ ضرورت آٹے کے پیڑے بناتے جاؤ، روٹی پکاتے جاؤ۔ پھنے شاہ بخاری کا لشکر اور آپ کے تمام مریدین کھانا کھا چکے تو پھنے شاہ نے عرض کیا کہ سرکار میرے شیر اور سانپ کی خوراک کا بھی انتظام کیا جائے۔ آپ نے اپنے مریدین کو حکم دیا کہ رات کو شیر کے لیے گائے اور سانپ کے لیے مرغ کا اہتمام کیا جائے تاکہ یہ بھی اپنا پیٹ بھر لیں۔ صبح کو پھنے شاہ اور اس کے ساتھیوں نے دیکھا کہ شیر اور سانپ دونوں غائب تھے۔ حضرت امام بری سرکار کو جب علم ہوا تو آپ گائے کے قریب آئے اور فرمایا کہ یہ ہمارے مہمان ہیں ان کا مال واپس کر دو۔ آپ کا فرمانا تھا کہ گائے نے فوراً شیر کو اُگل دیا۔ اسی طرح مرغ نے سانپ کو اُگل دیا۔ اور دونوں زندہ تھے۔ پھنے شاہ بخاری کو رخصت کرتے وقت آپ نے فرمایا کہ تم نے جو ہمارے ساتھ مقابلہ کا ارادہ کیا تھا۔ اس کی ہم نے تو معافی دے دی۔ مگر کارکنانِ قضا وقدر نے ایک معمولی سزا کے طور پر فیصلہ کیا ہے کہ تم تلی کے مقام پر اس جہان سے رخصت ہو جاؤ گے لیکن زمین تمہیں جگہ نہ دے گی۔

چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ ضلع ہزارہ تلہاڑ کے قریب تلی کے مقام پر پھنے شاہ فوت ہو گئے۔ مریدین نے آس پاس زمین پر قبر کھودنے کی لاکھ کوشش کی مگر جیسے ہی قبر کھودنے کا ارادہ کرتے وہاں پر سخت پتھر نکلتا چنانچہ مجبور ہو کر میت کو ساتھ لیے پھرتے رہے جہاں پڑاؤ کرتے زمین پتھریلی نکلتی، یہاں تک کہ پھنے شاہ کے مریدوں کا یہ قافلہ سری نگر کے راستے میں چناری کے مقام پر تکیہ رنگ امام کے سامنے دریا کے کنارے پہنچا۔ جہاں انہوں نے پھنے شاہ کی میت کو ایک تابوت میں بند کر کے لوہے کی زنجیریں لگا کر درخت کے کنارے لٹکا دیا۔ جہاں وہ تابوت آج تک موجود ہے۔ اس تابوت کو کشمیر جانے والے سینکڑوں لوگ دیکھ چکے ہیں۔

دیو کا پتھر بن جانا ☆

ایک دیو جو کہ آپ کی چلہ گاہ کے قریب ہی کہیں مقیم تھا۔ دورانِ عبادت آپ کو پریشان کرتا تھا۔ آپ نے کئی بار اس سے فرمایا کہ میری عبادت میں خلل ڈالنے سے باز آ جاؤ مگر وہ اپنی سرکشی سے

باز نہ آیا۔ ایک روز آپ نے اس سرکش کو غصے میں آ کر پکڑا اور پوری طاقت سے دور پھینک دیا۔ وہ دیو اوندھے منہ ایک پہاڑی پر جا گرا اور وہیں سیل پتھر ہو گیا۔ حضرت امام بری سرکار رحمتہ اللہ علیہ نے یہ کرامت چلہ کشی کے دوران لوئی دندی کے مقام پر دکھائی یہ مقام نور پور شاہاں وہاں سے ۲ میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔ آج بھی آپ کے عقیدتمند ۲ میل کا سفر پیدل طے کر کے اس مقام پر موجود اس لمبے سے پتھر کو دیکھ کر حیران ہوتے ہیں جو قیامت تک آپ کی کرامت کے طور پر باقی رہے گی۔

ستر بھینسوں کا زندہ کرنا ☆

ندی نیلاں میں آپ کا ایک مرید صادق رہتا تھا۔ اس کے پاس ستر بھینسیں تھیں وہ آپ کو روزانہ ایک بھینس کا دودھ پلاتا تھا۔ اتفاق کی بات یہ ہے کہ جس روز اس نے آپ کو جس بھینس کا دودھ پلایا وہ مر گئی۔ اگلے روز وہ دوسری بھینس کا دودھ لے آیا وہ بھی مر گئی۔ مختصر یہ کہ آپ کو جس بھینس کا بھی دودھ پلاتا وہ مر جاتی اس طرح اس کی تمام بھینسیں مر گئیں۔ ایک روز آپ نے دیکھا کہ وہ مرید خالی ہاتھ چلا آ رہا ہے۔ آپ نے پوچھا کہ بھئی دودھ لے کر نہیں آئے۔ تو عرض کرنے لگا۔ حضور میں نے آپ کی خدمت میں جس بھینس کا دودھ پیش کیا وہ مر گئی۔ حتیٰ کہ میری ستر کی ستر بھینسیں مر گئی ہیں۔ اب صرف ایک بھینسا ہی باقی رہ گیا ہے۔ آپ نے اسے تسلی دی اور فرمایا تمہارا یہ بھینسا بھی ستر بھینسوں جتنا دودھ دے گا تم جا کر دودھ دوہنے کی کوشش کرو۔ وہ مرید گیا اور بھینسے کی کمر پر ہاتھ پھیرا۔ اس کے نیچے بیٹھ کر دودھ دوہنے لگا۔ قدرت خدا کی کہ اس نے ستر بھینسوں جتنا دودھ دیا۔ جب وہ دودھ لے کر آپ کی خدمت میں پہنچا تو آپ نے فرمایا کہ اب واپس ندی پر چلا جا اور اپنی ہر بھینس کو پکار۔ اللہ کے حکم سے تمام بھینسیں زندہ ہو کر تیرے پاس آ جائیں گی۔ مگر بھینسوں کو پکارتے ہوئے پیچھے مڑ کر نہیں دیکھنا۔ چنانچہ اس نے ایسا ہی کیا اور ندی کے کنارے کھڑے ہو کر اپنی تمام بھینسوں کے نام پکارتا گیا تمام کی تمام ہی بھینسیں زندہ ہو کر دریا سے نکلنا شروع ہو گئیں۔ اس شخص پر یہ کرامت دیکھ کر عجیب خوف طاری ہو گیا اور گھبرا گیا۔ اس نے ڈر کے مارے دریا کی جانب پیچھے مڑ کر دیکھا اس وقت اس کا بھینسا دریا سے نکل رہا تھا۔ اس پر اس کی نظر پڑتے ہی وہ بھینسا پانی میں پتھر بن گیا جو آج بھی ہر خاص و عام کو دعوت فکر دے رہا ہے۔

وصال باکمال ☆

۱۷۵۶ء بمطابق ۱۱۱۷ھ میں آپ نے طویل علالت کے بعد ۹۱ برس کی عمر میں دار فانی کو

خیر باد کہتے ہوئے آپ واصل بحق ہوئے۔ آپ کے جنازے میں بادشاہ اورنگ زیب عالمگیر نے بھی شرکت کی اور آپ کے مزار کی پہلی تعمیر بھی بادشاہ اورنگ زیب عالمگیر نے کرائی اور اس علاقے موضع باغ کلاں کا نام بدل کر نور پور شریف رکھا۔ بعد ازاں وقتاً فوقتاً ضرورت کے مطابق مزار شریف کی تعمیر و توسیع کا کام جاری رہتا ہے جو کہ آج بھی جاری و ساری ہے۔ محکمہ اوقاف کے زیر اہتمام اس دربار کے حالات قابلِ رحم ہیں۔ دربار پر حاضری دینے والے زائرین کی سہولت کے لیے کوئی خاطر خواہ انتظام نہ ہے۔ جب کہ کروڑوں روپے کا فنڈ بھی موجود ہے جو کہ محکمہ کے افسران اور ذمہ داران نہ جانے خرچ کرتے ہوئے کیوں گریزاں ہیں۔

فقیر راقم الحروف کو بارہا آپ کے دربارِ عالیہ کی حاضری کا شرف حاصل ہے۔

آباد خدا رکھے میخانہ محمد کا ﷺ

حضرت سائیں نانگا ہلی والا رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆

قلندر زماں، عارف باللہ، فنافی المرشد جناب حضرت سائیں نانگا ہلی والا سرکار رحمتہ اللہ علیہ آپ کا اصل نام نامی اسم گرامی امیر علی اور والد گرامی کا نام نامی حیات علی تھا۔ آپ نور پور شاہاں سے تقریباً ۱۲ میل دور شمال کی جانب تحصیل کے ایک گاؤں ڈیریال علاقہ ہلی والا میں پیدا ہوئے۔ آپ کا تعلق ڈھونڈ قریشی قبیلے سے تھا۔ ابھی کمسن ہی تھے کہ والد گرامی کا سایہ سر سے اُٹھ گیا۔ والد کے وصال با کمال کے بعد آپ کے چچا اعتبار علی نے آپ کی پرورش کی جو سرائے خربوزہ تحصیل ہری پور کے رہنے والے تھے۔

آپ اپنے چچا کے گھر میں ہی مقیم تھے کہ آپ کی ملاقات ایک بزرگ سے ہوئی جنہوں نے آپ کو مغرب کی جانب جانے کی تلقین فرمائی چنانچہ آپ سرائے خربوزہ سے نکلے اور سیر وسیاحت کرتے ہوئے نور پور شریف ضلع اسلام آباد میں حضرت سید عبداللطیف شاہ المعروف بری امام سرکار علیہ الرحمۃ کی خدمت میں پہنچے اور پھر وہیں کے ہو کے رہ گئے۔

۱۲ سال تک یہ معمول رہا کہ دن بھر جنگل میں رہتے اور رات کی تاریکی میں برہنہ سر اور برہنہ پاؤں مزار حضرت سید عبداللطیف شاہ قادری علیہ الرحمۃ پر حاضر ہوتے اور مزار اقدس کے سامنے ہاتھ باندھ کر کھڑے رہتے۔ پھر صبح کا اُجالا پھیلنے سے قبل ہی جنگل میں واپس چلے جاتے اور حال یہ تھا کہ کسی سے بات تک نہ کرتے تھے۔ اگر جنگل میں کوئی آدمی نظر آ جاتا تو آپ چھپ جاتے تھے۔ ۱۲ سال بعد آپ نے مستقل طریقہ پر شاہ لطیف بری امام علیہ الرحمۃ کے مزار شریف پر قیام کیا۔ اس کے بعد کی حالت یہ تھی کہ صبح شام دن و رات گرمی و سردی میں ہر وقت ہاتھ باندھے مزار شریف کے سامنے کھڑے رہتے اور کبھی کبھی فرش پر لیٹ جاتے۔

ایک دن حضرت سید عبداللطیف شاہ قادری المعروف بری امام قادری سرکار علیہ الرحمۃ نے اپنے مزار کے ایک مجاور کو خواب میں حکم فرمایا کہ سائیں نانگا کو فلاں جگہ بٹھا دیا جائے۔ چنانچہ حسب الحکم مجاور آپ کو مزار شریف سے ملحقہ صدر دروازے کے سامنے جو مکانات تھے، ان میں آپ کو بٹھا دیا گیا۔

اسی دن سے آپ نے بات چیت شروع کر دی اور لنگر بھی جاری فرمایا۔ یہ وقت روحانی تکمیل اور نیابت شاہ لطیف بری کا دور تھا۔

آپ نے کئی برس تک یہیں قیام کیا اور ظاہری باطنی فیض جاری کیا۔ جب آپ کی شہرت کا چرچا عام ہوا اور لوگ جوق در جوق آپ کی خدمت میں حاضر رہنے لگے تو کچھ حاسدین کو یہ سلسلہ پسند نہ آیا اور وہ حسد کرنے لگے۔ جب آپ کو ان کے حسد کا علم ہوا تو آپ نے نور پور چھوڑنے کا ارادہ کیا تو حضرت امام بری سرکار علیہ الرحمۃ نے باطنی طور پر آپ کو وہاں سے جانے سے منع فرمایا اور فرمایا کہ جب ہم تمہیں یہاں بٹھا رہے ہیں تو اُٹھا کون سکتا ہے۔ چنانچہ آپ نے ارادہ ختم کر کے وہیں پر مستقل رہنے کا پروگرام بنالیا اور تادمِ آخر وہیں رہے۔

آپ کے خلفاء کی تعداد ☆

آپ کے اٹھارہ خلفاء تھے۔ آپ کا معمول تھا کہ آپ کے پاس اگر کوئی مرید ہونے کے لیے آتا تو آپ اس کو شربت دم کر کے دیتے اور عبادت و ریاضت اور احکام شریعت کی اتباع کا حکم دیتے تھے۔ آپ نہ خود کسی قسم کا نشہ کرتے تھے اور نہ ہی مریدین کو کرنے دیتے بلکہ سختی سے منع فرماتے تھے۔

حضرت بری امام سے عقیدت ☆

آپ کو اپنے پیرومرشد حضرت سید عبداللطیف شاہ قادری المعروف بری امام سرکار قادری علیہ الرحمۃ سے اس قدر عقیدت و محبت تھی کہ اگر کوئی دعا کے لیے حاضر ہوتا تو پہلے حضرت بری امام سرکار علیہ رحمۃ کے مزار پُرانوار پر حاضری کا حکم دیتے اور فرماتے تھے کہ یہ فیض جو میرے پاس ہے وہ سرکار یعنی امام بری شاہ لطیف علیہ الرحمۃ کا ہے۔

وصال باکمال ☆

آپ کا وصال باکمال ۱۸ محرم الحرام ۱۳۵۰ ہجری بمطابق ۱۶ جون ۱۹۳۰ء کو ہوا اور آپ کو اسی مقام پر جہاں بری سرکار نے بٹھایا تھا وہیں دفن کیا گیا۔

آپ کا مزار شریف نور پور شاہاں ضلع اسلام آباد نزد دربار حضرت بری سرکار علیہ الرحمۃ میں

آج بھی مرجع خاص وعام ہے۔ مریدین وعقیدت مندان نے بہت ہی عالی شان روضہ تعمیر کیا ہے جو حضرت امام بری کے روضہ کے مشابہ ہے۔

آپ کا عرس سال میں دو مرتبہ منایا جاتا ہے ایک چاند کے حساب سے ۱۸ محرم الحرام کو اور دوسرا ۱۴ جون کو کیونکہ اسی تاریخ کو آپ کا وصال با کمال ہوا تھا۔

فقیر کو کئی بار حاضری کا شرف حاصل ہے۔

آباد خدا رکھے میخانہ محمد ﷺ کا

حضرت شاہ حسین قادری رحمۃ اللہ علیہ

تعارف☆

امام السالکین ، دلیل الکاملین ، محبوب الفقراٗ حضرت شاہ حسین رحمۃ اللہ علیہ آپ مغل بادشاہوں کی اولاد اور مغل شہزادے تھے۔ دہلی سے نایاب پتھروں کی تلاش میں نکلے۔ ہزارہ کے پہاڑوں میں ناکامی کے بعد دہلی واپس جانے سے پہلے اُس نے کسی سے حضرت عبداللطیف شاہ قادری المعروف بری امام سرکار علیہ الرحمۃ کی عظمت و بزرگی اور خداداد روحانیت کی شہرت سنی تو آپ کی خدمت اقدس میں حاضری دے کر قدم بوسی کی۔ حضرت سید لطیف شاہ قادری علیہ الرحمۃ نے جب شہزادے کو پاس پایا تو فرمایا کہ ایک شہزادے کا فقیر کی کٹیا میں کیا کام۔ شہزادے نے عرض کیا حضور میں ہیروں کی تلاش میں مارا مارا پھر رہا ہوں۔ کامیابی کی کوئی صورت نظر نہیں آ رہی۔ اس لیے آپ کی خدمتِ عالیہ میں حاضر ہوں۔ میری کامیابی کے لیے دعا فرمائیں اور میری مدد و راہنمائی بھی فرمائیں۔

آپ نے فرمایا شہزادے ایک مرتبہ پھر پہاڑ پر جاوٗ۔ اس پہاڑ پر ایک چٹان ہے جس پر قدیمی زبان میں لکھا ہوا ہے۔ اس چٹان کو ہٹاوٗ اس کے نیچے زمرد کی کان مل جائے گی۔ شہزادہ آپ کے حکم کے مطابق مطلوبہ کان کی طرف چلا گیا اور وہاں پہنچ کر وہ چٹان ہٹائی تو اس کے نیچے سے نایاب اور انتہائی قیمتی ہیرے برآمد ہوئے۔ مطلوبہ ہیرے حاصل کرنے کے بعد ایک طشت ہیروں کا بھر کر آپ کی خدمت میں پیش کیا۔ آپ نے اس سے طشت لے کر ندی میں اُلٹ دیا۔ شہزادہ حیران و پریشان ہو کر عرض کرتا ہے کہ حضور آپ نے اتنے قیمتی ہیرے اس طرح ضائع کر دیئے ، آخر کیوں؟

آپ نے فرمایا۔ شہزادے! قیمتی پتھر تمہارے لیے ہیں میرے لیے تو وہ سنگ ریزے ہیں اور اگر تمہیں یقین نہیں اور اگر ان پتھروں کے ضائع ہونے کا دکھ ہوا ہے تو آنکھیں بند کرو تمہیں اس سے بھی زیادہ قیمتی پتھر دکھا سکتا ہوں۔ شہزادے نے آنکھیں بند کیں تو دیکھ کر حیران و پریشان ہوا کہ آپ کے حجرے میں اس سے بھی قیمتی پتھر بکھرے ہوئے ہیں جن کا نظارہ انسانی آنکھ سے ناممکن ہے۔ اس واقعہ کا شہزادے پر اتنا اثر ہوا کہ اس کا ظاہر و باطن روحانی عظمت سے روشن ہو گیا اور اس نے فیصلہ کر لیا کہ اب تمام زندگی آپ کے قدموں سے وابستہ رہ کر ہی گزاروں گا۔ اس کے بعد شہزادے نے آپ

سے شریعت وطریقت کی تعلیم حاصل کی اور سلوک کی منزلیں طے کیں اور ہر وقت یادِ خدا میں مشغول رہنے لگا اور ساری زندگی ایک لمحہ بھی آپ کے قدموں سے جدا نہ ہوا۔

آپ کو بھی شہزادے کے ساتھ بڑا انس اور محبت تھی۔ اس کو ہمیشہ اپنے نزدیک جگہ دیتے تھے اور بعد از وصال بھی اپنے قدموں میں ہی جگہ دی۔

حضرت شاہ حسین سے شاہی سلسلہ یا لڑی جاری ہوئی۔ آپ کے دو خلیفہ تھے ایک کا نام محمد علی تھا دوسرے کا نام معلوم نہ ہوسکا کہ وہ کون تھے۔ حضرت شاہ حسین نے شادی نہیں کی تھی۔ ان کا سلسلہ ان کے چیلوں کے ذریعے ہی چلا۔

مزار شریف ☆

حضرت شاہ حسین قادری کا مزار نور پور شاہاں ضلع اسلام آباد میں دربار حضرت سید عبداللطیف قادری المعروف بری امام علیہ الرحمۃ کے قریب ہی مغربی جانب مرجع خلائق عام ہے۔

فقیر کو بارہا آپ کے دربار کی حاضری کا شرف حاصل ہے۔

آباد خدا رکھے میخانہ محمد کا ﷺ

حضرت دبنگ شاہ قادری رحمۃ اللہ علیہ

تعارف ☆

امام الواصلین حضرت دبنگ شاہ قادری رحمۃ اللہ علیہ کا تعلق نگری ٹھیال سے تھا۔ حضرت بری امام شاہ لطیف قادری علیہ الرحمۃ کے دست حق پرست پر شرف بیعت سے مشرف ہوئے اور ان ہی سے خلافت پائی۔

تذکرہ نگاروں نے آپ کا نام دبنگ شاہ اور بعض نے دونگ شاہ بھی لکھا ہے۔ دبنگ شاہی سلسلہ یا اس کی لڑی کے مورث اعلیٰ آپ ہی ہیں۔

آپ کا مزار پُر انوار بھی نور پور ضلع اسلام آباد میں حضرت سید عبداللطیف قادری المعروف بری امام علیہ الرحمۃ کے مزار سے بازار کی طرف پل پار کرتے ہی سڑک سے تھوڑے سے فاصلے پر بائیں جانب آپ کا مزار ہے۔

آپ کا مزار حال ہی میں آپ کے ایک عقیدت مند طالب حسین طالب نے پختہ تعمیر کروای ہے۔ اور اس کے اردگرد چاردیواری بھی بنائی ہے۔ حضرت دبنگ شاہ کی بھی کوئی اولاد نہیں ہے یہ بھی لاولد گزرے ہیں۔

آباد خدا رکھے میخانہ محمد کا ﷺ

حضرت مٹھے شاہ قادری رحمۃ اللہ علیہ

تعارف ☆

امام العرفا حضرت سید مٹھے شاہ قادری رحمۃ اللہ علیہ موضع لے بڑ ضلع اسلام آباد کے رہنے والے اور اپنے وقت کے عارف کامل اور درویش منش مرد باخدا تھے۔ موضع لے بڑ اسلام آباد بننے کے بعد اپنی اصلی حالت کھو بیٹھا۔

آپ امام العارفین غوث زماں قطب الاقطب حضرت سید عبداللطیف شاہ المعروف بری امام سرکار علیہ الرحمۃ کے مرید خاص تھے۔

دستور العمل خانقاہ شریف حضرت امام بری سرکار ۱۲ ستمبر ۱۸۵۹ء میں ترتیب وتحریر کیا گیا۔ اس کے مطابق حضرت امام بری سرکار علیہ الرحمۃ کے چار خدمت گار تھے اور اس دستور میں ان چاروں خدمت گاروں کو طالب لکھا گیا ہے اور اس سن کی ایک اور تحریر شجرہ نسب مالکان اراضی نور پور شاہاں میں انہیں خادم لکھا گیا ہے۔ ان دونوں تحریروں میں ان کے نام (۱) مٹھے شاہ (۲) دبنگ شاہ (۳) عنایت شاہ (۴) اور شاہ حسین لکھے ہیں۔

ان تحریروں کو تیار کرانے والوں میں سید غلام حسین بخاری بھی شامل ہیں جنہوں نے ایک کتابچہ کرامات شاہ لطیف بری میں چاروں طالبوں کے یہ نام تحریر کیے ہیں۔

(۱) روڈ سلطان قوم گکھڑ ساکن پھروالہ (۲) شاہ سلمی قوم گکھڑ ساکن چھٹہ (۳) شاہ عنایت قوم بخاری سیّد۔ جو باہر کے کسی علاقے سے نور پور آ کر آباد ہوئے۔ (۴) شاہ حسین آپ دہلی سے تشریف لائے تھے۔ غلام حسین نے مٹھ شاہ کی بجائے روڈ سلطان کو حضرت بری شاہ لطیف علیہ الرحمۃ کا طالب لکھا اور یہ وضاحت کی کہ مٹھ شاہ براہ راست شاہ لطیف کے طالب نہ تھے بلکہ روڈ سلطان کے خلیفہ تھے اسی طرح دبنگ شاہ کے متعلق لکھا گیا ہے کہ انہوں نے بھی حضرت بری شاہ لطیف کی بجائے شاہ سلمی سے فیض پایا ہے جبکہ تذکرہ نگاروں نے اسی بات پر اتفاق کیا ہے کہ مٹھ شاہ اور دبنگ شاہ آپ کے ہی طالب تھے۔ فقیر راقم الحروف کا وجدان اسی بات سے متفق ہے۔

یوں تو حضرت امام بری شاہ لطیف قادری علیہ الرحمۃ کے فیضانِ نظر کا دائرہ بہت وسیع تھا۔ لیکن ان چار میں سے تین خلفاء ایسے ہیں جن کے مزارات بھی آپ کے قریب ہیں اور بری امام میں

مدفون ہیں۔آپ کے چار خلفاء چارلڑیوں مٹھ شاہی، دبنگ شاہی، عنایت شاہی اور حسین شاہی کے نام سے مشہور ہیں۔حضرت مٹھے شاہ رحمۃ اللہ علیہ آپ کے عظیم اور محبوب خلفاء میں سے ہیں۔

وصال باکمال☆

حضرت مٹھے شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے وصال باکمال کی تاریخ اور سن تو معلوم نہیں ہو سکا مگر آپ کے مزار پر جو کتبہ لگا ہوا ہے اس پر لکھا ہوا ہے۔مزار شریف حضرت بخی مٹھے شاہ رحمۃ اللہ علیہ تاریخ تعمیر ۹ جمادی الثانی ۱۳۷۲ہجری بروز جمعرات غالباً مزار شریف کی تعمیر جناب سائیں بخی محمد مرحوم نے کرائی ہو گی۔

آپ کا مزار حضرت امام بری شاہ لطیف قادری علیہ الرحمۃ کے مزار مبارک کے مغربی جانب ایک احاطہ میں قبرستان کے اندر ہے۔اس میں پچاس کے لگ بھگ قبریں ہیں جن میں زیادہ تر شکستہ حال ہیں۔ان میں حضرت مٹھے شاہ اور حضرت شاہ حسین علیہ الرحمۃ کی بھی قبریں ہیں۔ضرورت اس امر کی ہے کہ ان مزارات کو شایانِ شان تعمیر کیا جائے کیونکہ یہ حضرات حضرت امام بری سرکار کے محبوب خلیفہ اور سجادہ نشین ہیں۔حضرت مٹھے کی کوئی اولاد نہ تھی بلکہ ان کے چھ طالب تھے جو وارث ہوئے (۱) شاہ پیرا (۲) نور شاہ (۳) شاہ ثبوت (۴) شاہ مارالہ (۵) شاہ ورحائے (۶) شاہ لطیفی۔

آباد خدا رکھے میخانہ محمد کا ﷺ

حضرت گل وارث پیا ماماجی سرکار رحمۃ اللہ علیہ

تعارف ☆

سلطان الفقراء، قلندر زماں، در دریائے ورع وعرفان، سلطان التارکین، تارک مملکت دنیا، صاحب سلطنت عقبی حضرت گل وارث پیا المعروف ماماجی سرکار رحمۃ اللہ علیہ اپنے زمانہ چودھویں صدی ہجری کے عظیم مرد قلندر ہمہ اوصاف خیگانہ شخصیت تھے۔ آپ بالکل مجذوب اور قلندرانہ مشرب کے حامل فقیر تھے۔ دنیا اور اہلِ دنیا سے تمام عمر کنارہ کش رہے۔ باطنی احوال کا عالم یہ تھا کہ لاکھوں افراد کو آپ نے اپنی روحانی تصرف سے دین ودنیا کی دولت سے مالا مال کیا۔ آنے والے کو کبھی خالی نہ لوٹاتے تھے۔ سائل کے آنے کی دیر ہوتی ابھی سوال بھی نہ کر پاتا تھا کہ آپ اشاروں اور ہلکی سی آواز سے اس کے مقصد کو بیان کرتے بلکہ آپ اس کے بگڑے ہوئے معاملہ کو حل کرنے کا عندیہ بھی دیتے۔ نتیجتاً آنے والا ابھی گھر ہی نہ پہنچا تھا کہ مقصد کو پالیتا تھا اور اس کی مشکل حل ہو جاتی تھی۔ آپ سرکار علیہ السلام کی اس حدیث پاک کی مکمل عملی تصویر تھے۔ "کان اللّٰہ و کان لہ" جب بندہ خدا کا ہو جائے تو خدا اس بندے کا ہو جاتا ہے۔

آپ تمام عمر دنیاوی آلائشوں سے پاک رہے۔ شادی اولاد کا تصور بھی نہ تھا۔ مال و دولت قدموں کی ٹھوکر سے دور کر دیتے تھے۔ آپ اپنے روحانی پیشوا حضرت شاہ قبول اولیاء جن کا مزار پُر انوار پشاور شہر میں مرجع خاص و عام ہے۔ آپ ہمہ وقت ان کے جلوے میں مگن رہتے۔ یادِ خدا کے علاوہ کچھ کام نہ تھا۔

پہلے پہلے آپ سڑکوں پر دوڑتے ہوئے اور کبھی کبھی چلتے ہوئے نظر آتے تھے۔ مگر وصال باکمال سے چند سال قبل مرکزی جامع مسجد راولپنڈی کے عقب میں ایک کمرے میں آپ نے تمام عمر عزیز گزاری دن ورات مستوں عقیدت مندوں کا ہجوم آپ کے گرد رہتا۔ آپ سب سے بے نیاز اور دنیا سے بے خبر بیٹھے رہتے تھے۔

آپ کے بارے میں مزید کسی قسم کی کوئی معلومات نہ مل سکی۔ ہاں صرف یہ معلوم ہو سکا کہ آپ کے اہل خاندان پشاور صوبہ سرحد کے مختلف علاقوں میں قیام پذیر ہیں اور اب بھی آپ کی ایک ہمشیرہ تا دمِ تحریر بقید حیات ہیں۔ جو آپ کے بچپن اور جوانی کے احوال سے واقف ہیں۔ کرامات تو اس

قدر ہیں کہ شمار میں نہیں آتیں۔ یہ تمام کرامات عوام کی زبانی ہیں۔ جن کو تحریر کرنے کی راقم کوئی خاص ضرورت محسوس نہیں کرتا۔ فقیر راقم الحروف اپنے بچپن سے لے کر آپ کے وصال باکمال تک کے زمانے سے بخوبی واقف ہے۔ واقعی اپنی شان کا فی زمانہ عظیم قلندر تھا۔

وصال باکمال☆

آپ کا وصال باکمال ماہ رمضان بروز جمعۃ الوداع ۱۹۹۹ء کو اپنی بیٹھک جامع مسجد روڈ میں ہوا۔ نماز جنازہ مرکزی جامع مسجد میں ادا کی گئی۔ جب آپ کا جنازہ اُٹھا کر لے جایا جا رہا تھا تو اس وقت آسمان سے ہلکی ہلکی بارش کی پھوہار آپ کے جنازے پر پڑ رہی تھی۔ محسوس ہوتا تھا جیسے گلاب کے عرق کا چھڑکاؤ کیا جا رہا ہے۔ اس واقع کے چشم دید ہزاروں افراد ابھی بھی راولپنڈی میں زندہ ہیں اور اس کے بعد آپ کو حضرت بری امام سرکار کے دربار کے علاقے (نور پور شاہاں اسلام آباد میں دفن کیا گیا) جہاں پر آپ کا عرس مبارک بڑی دُھوم دھام سے منایا جاتا ہے۔

آباد خدا رکھے میخانہ محمد کا ﷺ

حضرت پیر سید روشن دین شاہ قادری رحمۃ اللہ علیہ

حضرت پیر سید رسول شاہ قادری رحمۃ اللہ علیہ

تعارف ☆

پیر روشن ضمیر عارف کامل حضرت پیر سید روشن دین شاہ رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت پیر سید رسول شاہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین حضرت پیر سید عبدالرحمٰن شاہ نوری قادری علیہ الرحمۃ کے فرزندان ارجمند اور حضرت سید شاہ قیص قادری علیہ الرحمۃ کی بارہویں پشت سے اولاد پاک ہیں۔ حضرت پیر سید عبدالرحمٰن شاہ قادری علیہ الرحمۃ جب حج بیت اللہ شریف کی ادائیگی کے لیے حجاز مقدس تشریف لے گئے تو واپسی پر بصرہ کے مقام پر آپ کا انتقال ہو گیا تو لوگوں نے وصیت کے مطابق آپ کے اوراد و وظائف کی کتابیں آپ کے ساتھ ہی دفن کر دی تھیں۔

جب آپ کو وصال باکمال کی اطلاع ملی تو وہ اپنے آبائی علاقہ ساڈھوڑا ہندوستان سے پیدل بصرہ پہنچے اور چھ ماہ تک اپنے والد ماجد کی قبر انور پر بیٹھے رہے۔

اچانک ایک روز آپ کے والد گرامی حضرت سید عبدالرحمٰن نوری قادری علیہ الرحمۃ کی قبر مبارک سے وہ کتابیں باہر آ گئیں جو ان کے ساتھ دفن کر دی گئی تھیں۔ چنانچہ دونوں صاحبزادگان وہ کتابیں لے کر فریضہ حج کی ادائیگی کے لیے حجاز مقدس روانہ ہو گئے اور واپسی پر بغداد شریف سے ہوتے ہوئے کابل پہنچے جہاں امیر کابل نے ایک علمی مناظرہ میں بڑے صاحبزادے سے سید روشن دین شاہ علیہ الرحمۃ کے علمی کمال سے متاثر ہو کر آپ کو منصب قضا کی پیش کش کی مگر آپ نے اسے قبول نہیں کیا اور کابل سے ساڈھوڑا پہنچ کر مختصراً قیام کے بعد وہاں سے سرزمین گولڑہ شریف میں تشریف لائے اور اسی جگہ کو رشد ہدایت کا مرکز منبع بنایا۔

یہ بات غالباً بارہویں صدی ہجری کی ہے کہ جب تخت دہلی پر مغل شہزادہ عالم ثانی متمکن تھا اور بنگال پر انگریزوں کا قبضہ ہو چکا تھا۔ ہر طرف طواف الملوکی کا دور دورہ تھا۔ پنجاب پر سکھ قابض ہو رہے تھے اور مرہٹے اور انگریز دہلی کے تخت پر نظر رکھے ہوئے تھے۔ ۶۱-۱۷۶۰ء میں احمد شاہ ابدالی اور

مرہٹوں کے درمیان پانی پت کی تیسری لڑائی سے گردونواح میں بدامنی پھیلی ہوئی تھی۔

اس لیے ان دونوں سادات کے عظیم فرزندان نے پنجاب کے اس شمالی گوشے کو جائے امن قرار دیتے ہوئے اور اپنے مقاصد تبلیغ و رشد و ہدایت کے لیے موزوں خیال کرتے ہوئے ساڈھوڑا سے اپنے اہل و عیال و خدام کو بھی گولڑہ شریف میں بلوایا اور پھر یہیں پر چشمہ علم و عرفان سے لوگوں کو سیراب کرنے لگے آپ کی آمد سے پہلے یہ علاقہ سکھ سرداروں کی علم برداری میں تھا۔ مسلمان نہ ہونے کے برابر تھے۔ مگر آپ نے اس سرزمین پر ایسے قدم جمائے کہ آج پوری دنیا میں آپ کا فیضان گولڑہ شریف سے جاری ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ آپ بانی گولڑہ شریف ہیں۔ حضرت پیر سید روشن دین علیہ الرحمۃ حضور تاجدار گولڑہ علیہ الرحمۃ کے پڑدادا تھے۔ حضرت پیر سید روشن دین شاہ علیہ الرحمۃ کے بیٹے پیر سید غلام شاہ علیہ الرحمۃ اور ان کے بیٹے حضرت پیر سید نذر دین شاہ علیہ الرحمۃ اور ان کے بیٹے حضور تاجدار گولڑہ پیر سید مہر علی شاہ علیہ الرحمۃ تھے۔ حضرت پیر سید روشن دین شاہ اور حضرت پیر سید رسول شاہ علیہم الرحمۃ کے مزارات پیر سید مہر علی شاہ علیہ الرحمۃ کے مزار کے شمالی جانب ایک چاردیواری میں آج بھی مرجع خلائق عام ہیں۔

آباد خدا رکھے میخانہ محمد کا ﷺ

حضرت پیر سید میراں شاہ قادری رحمۃ اللہ علیہ

تعارف☆

خانوادۂ رسالت کے عظیم چشم و چراغ مرکز مہر و وفا حضرت پیر سید میراں شاہ قادری رحمۃ اللہ علیہ ثمہ گولڑوی حضرت پیر سید روشن دین شاہ قادری گولڑوی علیہ الرحمۃ کے صاحبزادے تھے جو کم سنی میں ہی یتیم ہو گئے تھے اور ان کی تربیت و پرورش حضرت سائیں علی محمد المعروف مسکین شاہ جو آپ کے والد گرامی کے مرید خاص تھے نے فرمائی تھی۔ حضرت سید میراں شاہ قادری گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ اگرچہ صاحبِ شریعت اور پابند طریقت بزرگ تھے مگر آپ پر غلبہ سکر و کیف قلندرانہ بہت زیادہ تھی۔

کشف باطنیہ☆

ملفوظات مہریہ میں تاجدار گولڑہ حضرت پیر سید مہر علی شاہ علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ میرے والد حضرت پیر سید نذر دین شاہ علیہ الرحمۃ ایک مرتبہ بچپن میں آپ کی اُنگلی پکڑے ہوئے جا رہے تھے کہ جب اس جگہ سے گزرے جہاں آج کل حضور تاجدار گولڑہ کی سرائے ہے اس زمانے میں قوم سہام کے مکانات اسی جگہ پر تھے تو ایک سہام کو اپنی پوری قوم کے سکھوں کی عملداری میں صاحب قلم و قانون ہونے پر ناز تھا۔ اپنے مکانات کی مرمت کے سلسلے میں آپ سے کوئی ناگوار بات کی تو آپ نے جواباً فرمایا کہ خاطر جمع رکھو اس جگہ پر ہم میں سے کسی کے مکانات بنیں گے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

کرامت☆

آپ کی ایک اور کرامت کے سلسلہ میں تاجدار گولڑہ حضرت پیر سید مہر علی شاہ علیہ الرحمۃ رقم طراز ہیں کہ ایک رات آپ کی گھوڑی رسی تڑوا کر ایک زمیندار کے کھیت میں جا نکلی۔

اُس نے گھوڑی کو پکڑ کر درخت کے ساتھ اس طرح باندھا کہ اس کا منہ اوپر کو رہے اور وہ کچھ کھا نہ سکے۔ اگلے روز تلاش کے دوران آپ کے ایک خادم نے گھوڑی کو اس حالت میں دیکھا تو اُس زمیندار سے کہا کہ اگر غلطی سے گھوڑی تیرے کھیت میں آ ہی گئی تھی تو زیادہ سے زیادہ اُسے آوارہ قرار دے کر سرکاری پھاٹک میں بند کرا دیا ہوتا بعد میں ہم جرمانہ ادا کر کے واپس لے آتے۔ تو اس نے اس

طرح ایک بے زبان جانور کو تکلیف میں ڈال کر اچھا نہیں کیا۔ اُس زمیندار نے آپ کے خادم کی بات سُنی ان سُنی کر دی۔ خادم نے جا کر آپ کو بتلایا اور تمام ماجرا خدمت اقدس میں عرض کر دیا۔ آپ نے فرمایا کہ اُسے اجا کر کہہ دو کہ تم نے ہماری گھوڑی کا منہ باندھا ہے ہم نے تمہاری گھوڑی کی بچے دانی باندھ دی ہے چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ اس کے ہاں اولاد کبھی نہ ہوئی اور وہ بے اولاد ہی دنیا سے رخصت ہو گیا۔

وصال باکمال☆

آپ کو حضور تاجدر گولڑہ علیہ الرحمۃ سے خصوصی محبت تھی۔ بڑی شفقت و پیار فرمایا کرتے تھے۔ اکثر و بیشتر اپنے پاس ہی بٹھائے رکھتے تھے۔ حضور تاجدار گولڑہ علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ جس شام آپ کا وصال باکمال ہوا اُس روز صبح کے وقت مجھ سے فرمایا کہ چھوٹے ماموں فضل دین شاہ سے جا کر کہہ دینا کہ آج ہم لمبے سفر پر جانے والے ہیں۔ آپ فرماتے ہیں چونکہ میں کم عمر تھا پیغام دینا یاد نہ رہا۔ جب شام کو بغیر کسی تکلیف کے آپ کا وصال باکمال ہو گیا تب حقیقت کھلی کہ لمبے سفر سے کیا مراد تھی۔

آباد خدا رکھے میخانہ محمد کا ﷺ

حضرت پیر سید فضل دین شاہ قادری رحمۃ اللہ علیہ

تعارف ☆

خاندان سادات گیلانیہ کے سر خیل عارف باللہ حضرت پیر سید فضل دین شاہ قادری گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ حضرت پیر سید مہر علی شاہ علیہ الرحمۃ کے والد گرامی حضرت پیر سید نذر دین شاہ علیہ الرحمۃ کے ماموں تھے اور حضرت تاجدار گولڑہ بھی آپ کو ماموں ہی کہہ کر پکارا کرتے تھے۔ آپ ایک بلند پایۂ مقام کے ولی کامل اور صاحب کشف وکرامت بزرگ تھے۔ آپ سیف زبان تھے زبان ترجمان سے جو کچھ بھی ارشاد فرما دیتے ویسا ہی ہو کے رہتا تھا۔ آپ کے پاس لوگوں کا ایک اژدہام ہمہ وقت جمع رہتا تھا۔ دم درود وتعویذات کا اس قدر اثر تھا کہ بلا امتیاز و تفریق آپ کے پاس ہر مذہب وملت اور ہر طبقے کے لوگ حاضری دے کر اپنے دامنوں کو گوہر مراد سے بھرتے تھے۔

آپ کے داداجان کی وصیت ☆

تاجدار گولڑہ حضرت پیر سید مہر علی شاہ علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ آپ کے داداجان نے آپ کی پیدائش سے قبل یہ وصیت فرمائی تھی کہ میرے بیٹے سید رسول شاہ علیہ الرحمۃ کے ہاں خدا کے فضل وکرم سے ایک بیٹا ہوگا اسے اپنے حال پر چھوڑ دینا چنانچہ اسی طرح کیا گیا کہ جب آپ کی ولادت باسعادت ہوئی اور آپ کچھ بڑے ہوئے تو آپ کے معاملات میں خاندان کے کسی فرد نے دخل نہیں دیا۔ آپ اکثر اسی جگہ پر جا کر بیٹھتے اور محوِ عبادت رہتے۔ جہاں آج آپ کا مزار پُر انوار ہے اس جگہ سے آپ کو بہت اُنس تھا آپ نے تمام عمر اسی جگہ پر گزاری۔

مولائے کائنات کی زیارت ☆

ایک دن آپ کو حضرت امام الاولیاء مولائے کائنات مولا علی کرم اللہ وجہ الکریم کی زیارت خواب میں ہوئی تو آپ نے عرض کیا کہ مجھے وہی کلمہ پڑھا دیں جو حضرت رسول کریم ﷺ نے آپ کو

پڑھایا تھا۔ مولائے کائنات علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے آپ سے فرمایا کہو لا الہ الا اللہ محمد الرسول اللہ پھر آپ نے یہی کلمہ پڑھا۔

ایک مجذوب کی پیشین گوئی ☆

حضرت سائیں علی محمد المعروف مسکین شاہ علیہ الرحمۃ جنہوں نے آپ کی پرورش آپ کے والد بزرگوار کے وصال با کمال کے بعد فرمائی تھی وہ بھی اپنے وقت کے عارف کامل بزرگ تھے۔ انہوں نے ایک دن آپ سے فرمایا تھا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے آپ کے لنگر کے لیے ۱۲۵ روپے یومیہ مقرر فرما دیا ہے اگر اس سے زیادہ ہو گیا تو آپ کی قسمت مگر اس سے کم کسی قیمت پر نہ ہو گا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ آپ کی حیات مبارکہ میں آپ کے لنگر کا چرچا زبان زد خاص وعام پر ہے جو کہ آج تک اسی طرح جاری وساری ہے۔

تصرفات باطنی ☆

حضور تاجدار گولڑہ علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں سفر حج پر حجاز مقدس گیا۔ جب میں واپس گولڑہ شریف پہنچا تو آپ نے میرے سفر کے دوران پیش آنے والے واقعات کا خود مجھ سے ذکر کیا اور فرمایا کہ ایک روز میں نے دیکھا کہ تم جہاز میں قبلہ رُخ بیٹھ کر فلاں فلاں وظیفہ پڑھ رہے تھے۔ چنانچہ فی الحقیقت میں وہی وظیفہ پڑھ رہا تھا۔ جس سے معلوم ہوا کہ آپ کے تصرفات باطنی اس قدر ہیں بلکہ آپ کی نگاہ پورے ماحول پر اثر انداز تھی۔ آپ نے تمام عمر مجرد گزاری نہ شادی کی نہ اولاد ہوئی۔ (نوٹ) آپ نے ہی حضور تاجدار گولڑہ علیہ الرحمۃ کی ظاہری و باطنی تربیت بھی اپنی نگرانی میں فرمائی تھی اور آپ ہی کے فرمان پر حضور تاجدار گولڑہ علیہ الرحمۃ شہنشاہ کلیام حضرت قبلہ خواجہ فضل دین کلیامی چشتی صابری علیہ الرحمۃ کی خدمت میں اکثر و بیشتر حاضری دیا کرتے تھے اور آپ ہی نے اپنے وصال با کمال سے قبل آپ کو اپنی مسند پر بٹھا دیا تھا اس طرح حضور تاجدار گولڑہ علیہ الرحمۃ کا سلسلہ اپنے والد اور آپ کی موجودگی میں شروع ہو گیا تھا اور ان دونوں بزرگوں نے آپ کی ولایت کے عروج کا زمانہ بھی بنفس نفیس دیکھا ہے۔

وصال باکمال☆

آپ کا وصال باکمال ایک سو آٹھ برس کی عمر شریف میں ۱۲ ذیعقد ۱۳۱۱ھ بمطابق ۰۳-۱۸۹۲ء میں ہوا۔

آپ کا مزار حضور تاجدار گولڑہ علیہ الرحمۃ کے مزار کے شمال مغرب میں مرجع خاص و عام ہے جہاں اہلِ عقیدت ومحبت آج بھی حاضری دے کر اپنے دامنوں کو گوہر مقصود سے بھرتے ہیں۔ فقیر راقم الحروف نے بھی بارہا آپ کے مزار پُر انوار پر حاضری دینے کا شرف حاصل کیا ہے۔

آباد خدا رکھے میخانہ محمد کا ﷺ

حضرت پیر سید نذر دین شاہ قادری رحمۃ اللہ علیہ

تعارف ☆

عارف کامل ولی العصر امام السالکین عارف ربانی حضرت پیر سید نذر دین شاہ قادری المعروف اجی جی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت باسعادت ۳۵۔۱۹۳۴ء بمطابق ۱۸۱۵ء کو گولڑہ شریف کے روحانی مرکز میں ہوئی۔

حضرت پیر سید غلام شاہ علیہ الرحمۃ کی شادی اپنے چچا پیر سید رسول شاہ علیہ الرحمۃ کی صاجزادی اور پیر سید فضل دین شاہ کی ہمشیرہ سے ہوئی تھی۔ مراج البحرین کے ان دریاؤں سے تولد ہونے والے اس ماہ کامل کا نام اسم گرامی حضرت پیر سید نذر دین شاہ تھا جو کہ حضور تاجدار گولڑہ پیر سید مہر علی شاہ علیہ الرحمۃ کے والد گرامی تھے۔ خطہ پوٹھوار میں والد کو پوٹھواری زبان میں اجی جی کہتے ہیں اس لیے آپ اجی جی کے نام سے معروف ہوئے۔

اور بذات خود حضور تاجدار گولڑہ علیہ الرحزہ نے جہاں جہاں آپ کا ذکر اپنی تحریروں میں کیا ہے وہاں پر اجی جی ہی تحریر فرمایا ہے۔

آپ مادرزاد ولی تھے۔ عبادت وریاضت میں یکتائے روزگار تھے۔ شب وروز ذکر خدا میں مصروف رہتے۔ دینی کتب کے مطالعے کا بہت زیادہ شوق تھا۔ نماز پنجگانہ اور تہجد اور دیگر نوافل کا خصوصیت سے اہتمام فرماتے۔ تمام عمر شریعت وطریقت کی پاسداری میں گزاری۔

شجرہ نسب ☆

آپ کی شادی حسن ابدال کے گیلانی خاندان میں ہوئی تھی جو حجرہ شاہ مقیم والے حضرت بہاول شیر قلندر گیلانی ضلع اوکاڑہ والوں کی اولاد سے ہیں۔ حضرت بہاول شیر قلندر گیلانی علیہ الرحمۃ حضرت غوث پاک کے صاجزادے عبدالرزاق علیہ الرحمۃ کی اولاد سے ہیں اور وہ نویں صدی ہجری میں بغداد شریف سے حجرہ شریف مقیم ضلع اوکاڑہ تشریف لائے تھے۔ اس سے ثابت ہوا کہ حضور تاجدار گولڑہ علیہ الرحمۃ اپنے والد اور والدہ دونوں کی طرف سے نجیب الطرفین حسنی حسینی گیلانی سیّد ہیں۔ آپ کی

والدہ پیر بہادر شاہ گیلانی علیہ الرحمۃ کی دختر نیک اختر تھیں۔

بیعت وخلافت☆

آپ سلسلہ عالیہ قادریہ جدیہ میں اپنے ماموں حضرت پیر سید فضل دین شاہ گولڑوی قادری علیہ الرحمۃ کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف ہوئے اور انہی سے آپ کو اجازت وخلافت بھی تھی اور سلسلہ عالیہ چشتیہ نظامیہ نے اپنے صاحبزادے حضرت پیر سید مہر علی شاہ علیہ الرحمۃ سے وظائف حاصل کیے تھے۔

سیرت وکردار☆

آپ انتہائی بلند اوصاف حمیدہ کے حامل اور باطنی تصرفات کے مالک تھے۔ آپ کی طبیعت میں غریب پروری، مظلوموں کی حمایت کا درد بدرجہ اتم موجود تھا۔ کسی کی تکلیف کو برداشت نہ کر سکتے تھے۔ بڑے سے بڑے جابر شخص کی زیادتی اور شکایت پر فوراً اس کے خلاف ڈٹ جاتے اور مظلوم کا حق اس ظالم سے دلوا کر رہتے تھے۔

جوانی سے لے کر آخری عمر تک سخاوت شجاعت سپہ گری کے اوصاف وکمالات آپ کی شخصیت میں نمایاں رہے۔ آپ گھوڑے کی سواری بہت شوق سے فرماتے اور اپنے زیر استعمال سواری کے لیے بہترین گھوڑا استعمال کرتے تھے۔

کرامت☆

آپ جس مسجد میں محو عبادت اور مطالعہ کتب میں مصروف رہتے تھے اس مسجد کے قریب سکھوں کا محلہ تھا۔ جہاں قلعہ دار کی ایک رشتہ دار لڑکی کی بدچلنی کے الزام میں حاملہ پائی گئی۔ اس موقع سے فائدہ اُٹھاتے ہوئے آپ کے ایک مقامی مخالف جو قلعہ دار کا معتمد خاص تھا اور آپ کے خاندان کی روز افزوں عزت وشہرت سے حسد رکھتا تھا۔ اُس نے قلعہ دار سے کہہ کر یہ الزام آپ پر لگا دیا۔

قلعہ دار نے بغیر کسی انکوائری بغیر ثبوت وشہادت کے آپ کو گرفتار کروا کر زندہ جلانے کا حکم دے دیا۔ اس بے گناہ الزام وسزا کے خلاف قرب وجوار کے مسلمان سراپا احتجاج بن گئے اور مسلمانوں کا ایک وفد قلعدار سے ملا اور اس کو اپنے ارادے سے باز رہنے کو کہا۔

سکھ قلعہ دار نے کہا۔ٹھیک ہے میں تمہاری بات ایک شرط پر مان لوں گا کہ بذات خود سجادہ نشین حضرت پیر سید فضل دین شاہ علیہ الرحمۃ دربار میں میرے پاس تشریف لا کر مجھے یقین دلائیں کہ یہ بے گناہ ہیں تو میں چھوڑ دوں گا۔

جب لوگ یہ پیغام لے کر حضرت پیر سید فضل دین شاہ علیہ الرحمۃ کے پاس گئے تو انہوں نے فرمایا کہ میں کسی قیمت پر سکھ قلعہ دار کے پاس نہیں جاؤں گا اور فرمایا کہ قلعدار سے کہہ دو کہ اسے زندہ جلا دو اگر یہ گنہگار ہے تو ہمارے لیے اس کا جل جانا ہی بہتر ہے۔

سزا کی مقررہ تاریخ سے ایک دن پہلے مواضعات میرا بادیا، ومیراا کو وغیرہ کے مسلمانوں نے اجتماع کر کے سکھ قلعہ دار کا مقابلہ کرنے کا فیصلہ کرلیا۔

مگر بڑے پیر صاحب آپ کے ماموں جناب سید فضل دین شاہ علیہ الرحمۃ نے تمام مواضعات میں اپنا نمائندہ بھیج کر اطلاع کرائی کہ جو کوئی بھی ایسا قدم اُٹھائے گا اس کا ہمارے ساتھ کوئی تعلق واسطہ نہ ہوگا۔ بڑے پیر صاحب کا پیغام سن کر لوگ خاموش ہو گئے۔

اور سزا والے دن علی الصبح ہی ہزاروں افراد مرد وزن مسلمان، قلعے کے باہر جمع ہو گئے۔اس قلعے کیکھنڈرات شہر سے مغرب کیجانب کچھ دور ندی کے کنارے اب تک موجود ہیں۔عورتوں نے آہ وبکا کرتے ہوئے اپنے زیورات کا ڈھیر لگا دیا اور کہا کہ ہمارے پیرزادے کو زیورات سے تول کر جرمانہ وصول کرلو مگر انہیں رہا کردو۔مگر سکھ قلعہ دار اپنے فیصلے پر ڈٹا ہوا تھا۔

اُس زمانے کے دستور کے مطابق عبرت عامہ کے لیے سزائے موت شارع عام پر سب کے سامنے دی جاتی تھی۔اس کے لیے ایک کھلی جگہ پر لکڑیوں کا الاؤ بہت بڑا ڈھیر لگا کر چتا تیار کی گئی اور قلعہ دار کی فوج نے اس کو گھیرے میں لے لیا۔

یہ بدھ چہار شنبہ کا دن تھا کہ اُس روز حضرت پیر سید نذر دین شاہ صاحب علیہ الرحمۃ کو حضرت غوث الاعظم کی زیارت نصیب ہوئی جنہوں نے فرمایا کہ چتا پر جانے سے پہلے غسل کر کے گھر میں جو نیا کپڑوں کا جوڑا ہے وہ پہن کر دو رکعت نماز نفل پڑھ لینا۔

جب آپ کو قلعہ دار کے سپاہی آگ کی چتا پر لے جانے لگے تو آپ نے اُن سے غسل کرنے اور نیا جوڑا کپڑوں کا پہننے کی اجازت طلب کی۔

قلعہ دار کے سپاہیوں نے آخری خواہش کی تکمیل کی خاطر آپ کو اجازت دی اور خود غسل کے لیے پانی بھر کر دیا اور گھر سے نیا لباس بھی لا کر دیا۔ جو آپ نے زیب تن فرمایا اور دو رکعت نماز نفل ادا فرمائی اور چتا پر جا کر بیٹھ گئے۔

اس کے بعد قلعہ دار کے سپاہیوں نے لکڑیوں پر تیل ڈال کر آگ لگانے کی کوشش کی مگر لاکھ جتن کے بعد بھی آگ نہ جلی۔ یہ ناکامی دیکھ کر الزام لگانے والے حاسد نے قلعہ دار سے کہا کہ تمہارے سپاہی پیروں سے مل گئے ہیں۔ اس لیے وہ دانستہ ہیرا پھیری کر رہے ہیں میں دیکھتا ہوں کہ آگ کیسے نہیں جلتی۔ یہ کہہ کر وہ شخص آگے بڑھا اور اُس نے آپ کے کپڑوں اور لمبے لمبے گھنگریالے بالوں پر بہت سا تیل ڈالا اور ایک برتن میں خشک نبولے ڈال کر جلائے جب اُس برتن میں شعلے بلند ہونے لگے تو اُس برتن کو آپ کے تیل سے تر بتر کپڑوں اور بالوں کے نیچے رکھ دیا۔ آگ کے شعلے آسمان کی طرف لپک رہے تھے اور شعلوں کی حرکت سے آپ کے بال لوگوں کو ہوا میں اڑتے ہوئے نظر آنے لگے۔ آپ کا جسم اور کپڑے تو درکنار آپ کے بالوں نے بھی آگ کے اثر کو محسوس نہیں کیا۔ جب اُس بدباطن نے یہ ماجرا دیکھا تو اُس نے جلتے ہوئے بنولوں کو آپ کے تیل میں شرابور کپڑوں پر اُلٹ دیا مگر وہ بھی آپ کو تکلیف دیئے بغیر لکڑیوں پر جا گرے اور بجھ گئے۔ یہ تمام ماجرا دیکھ کر لوگوں میں آپ کی بے گناہی کا غوغا اُٹھ کھڑا ہوا اور قلعہ دار نے حکم دیا کہ مخبر کو گرفتار کر کے اسی چتا پر جلایا جائے۔

اور قلعہ دار خود گلے میں کپڑا ڈال کر آپ کے سامنے دست بدستہ کھڑا ہو گیا اور معافی مانگنے لگا اور کہنے لگا کہ میں تسلیم کرتا ہوں کہ آپ واقعی بے گناہ ہیں اور یہ میری غلطی ہے کہ میں نے اس بدباطن شخص کے کہنے پر آپ کے ساتھ اتنا بڑا ظلم کیا۔

ادھر یہ تمام کھیل جاری تھا کہ دوسری طرف آپ کے ماموں حضرت پیر سید فضل دین شاہ علیہ الرحمۃ صبح ہی سے اپنا منہ بغداد شریف کی جانب کر کے کھڑے ہوئے تھے اور بار بار آدمی بھیج کر آپ کے حالات سے باخبر ہو رہے تھے۔ جب ان کو یہ معلوم ہوا کہ مخبر گرفتار ہو گیا ہے اور قلعہ دار معافی کے لیے ہاتھ باندھے کھڑا ہے تو آپ نے فوراً پیغام بھیجا کہ سید نذر دین شاہ سے کہہ دو کہ اُس شخص کو معاف کر دے۔ لیکن پیغام پہنچنے سے پہلے ہی آپ نے قلعہ دار سے کہہ دیا تھا کہ میں اُس وقت تک چتا سے نہیں اُتروں گا جب تک مجھ پر الزام لگانیوالے کو معاف نہیں کر دیا جاتا۔ جب قلعہ دار نے آپ کے کہنے پر اسے معاف کر دیا تو اس کے بعد آپ چتا سے نیچے اُترے۔

چتا سے نیچے اُترنے کی دیر تھی کہ لوگوں نے آپ کے لباس کے ساتھ غلافِ کعبہ جیسا سلوک کیا اور عالمِ شوق وارفتگی میں آپ کے کپڑے چیتھڑے کر دیئے اور تبرک سمجھ کر ہمراہ لے گئے۔

خدا کی شان کہ اس واقعہ کے بعد جلد ہی ۱۸۴۸ء میں پنجاب سے سکھوں کی عمل داری کا تختہ اُلٹ گیا اور پنجاب پر انگریزوں کی حکومت کا قبضہ ہو گیا۔

اس واقعہ کے بعد آپ کا تمام عمر معمول رہا ہے کہ ہر بدھ کی رات کو غسل ضرور فرماتے تھے اور اپنے متعلقین کو بھی بطور وظیفہ برائے حل مشکلات بتلایا کرتے تھے۔

سائیں مجی نامی ایک مجذوب جو آپ کے خاندان کے دامن سے وابستہ تھے اس واقعہ کے دوسرے روز حضرت پیر سید فضل دین شاہ علیہ الرحمۃ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آ کر کہنے لگا کہ حضرت تمام لوگ آپ کو مبارکباد دے رہے ہیں لیکن مجھے کسی نے بھی شاباش نہیں دی اور نہ ہی میرے ہاتھوں کو مہندی لگائی۔ حالانکہ یہ دیکھئے صاحبزادے کی آگ بجھاتے بجھاتے میرے ہاتھوں پر چھالے پڑ گئے ہیں۔ آپ اکثر اس آگ والے واقعہ پر انکساری فرماتے اور فرماتے تھے کہ یہ سب تمہارے پیر سید مہر علی شاہ کی کرامت تھی کہ جو اس وقت میرے صلب میں تھے۔ جس کی وجہ سے آگ نے مجھے جلنے نہ دیا۔

آپ فرمایا کرتے تھے کہ جب سے سید مہر علی شاہ میرے صلب میں آئے ہیں اس کی وجہ سے مجھے عشق الٰہی کی آگ بھڑکائے رکھتی ہے۔ پوری پوری رات عبادت میں مصروف رہ کر بھی سکون نہیں ملتا۔ جب نوافل پڑھ کر تھک جاتا ہوں تو پھر کنوؤں سے پانی نکال کر تمام مساجد کے سقاوے بھر آتا مگر نیند تھی کہ میرے پاس پھٹکتی بھی نہ تھی اور نہ ہی طبیعت کو قرار آتا تھا۔

آپ فرماتے ہیں کہ جب حضرت پیر سید مہر علی شاہ میرے صلب سے شکم مادر میں منتقل ہوئے تو پھر ان کی بھی یہی کیفیت ہو گئی تھی کہ تمام رات عبادت میں مصروف رہ کر وقت گزارہ کرتی تھیں۔ رات بھر نیند نہیں آتی۔ ہر وقت ذکر خدا میں مصروف رہتی تھیں۔

وصال باکمال ☆

آپ کا وصال باکمال ۹۰ برس کی عمر شریف میں ۲۴ رجب المرجب ۱۳۲۴ ہجری بمطابق ۱۹۰۵ء کو گولڑہ شریف ضلع اسلام آباد میں ہوا۔

آپ کی وصیت تھی کہ میرے وصال باکمال کے بعد میری قبر پر روضہ نہ بنانا اور مجھے مسجد کے قریب دفن کرنا تا کہ اذان کی آواز آتی رہے۔ چنانچہ آپ کی وصیت کے مطابق دربار عالیہ گولڑہ شریف سے ملحقہ مسجد کے متصل مدرسے کی وسیع عمارت کے اندر آپ کو دفن کیا گیا۔ جہاں آپ کا مزار آج بھی مخلوقِ خدا کی زیارت کے لیے مرجع خاص وعام ہے۔ فقیر راقم الحروف کو بھی بارہا اس در دولت پر حاضری کا شرف حاصل رہا ہے۔

آباد خدا رکھے میخانہ محمد کا ﷺ

حضرت پیر سید مہر علی شاہ چشتی نظامی رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆

منبع علم وعرفان، محدث وجد و پیمان، غزالی صحرائے الوہیت، رازی صحرائے نبوت، فاتح قادیاں، غوث زماں، تاجدار گولڑہ حضرت پیر سید مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ ۱۸۵۹ء میں راولپنڈی سے ۱۱ میل دور گولڑہ شریف کے مقام پر آپ کی ولادت باسعادت ہوئی۔ آپ کے والد گرامی کا نام نامی اسم گرامی پیر سید نذر دین شاہ تھا۔ جو کہ مجذوب تھے۔ وہ راتوں کو گولڑہ شریف کے قلعہ کے آس پاس حق ہو کے نعرے لگاتے تھے۔ راستے میں چلتے وقت اُن کے آگے کوئی بسم اللہ کی صدائیں لگاتا تھا۔ آپ خاموش طبیعت فقیر تھے۔ کسی سے کلام نہ فرماتے تھے۔ لوگ بسا اوقات آپ کے بولنے کے منتظر رہتے تھے۔ آپ سیف زبان تھے۔ جو بھی آپ کی زبان ترجمان سے نکل جاتا وہ ہو کے رہتا۔

حضرت پیر سید مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت سے قبل ہی خاندان کے بزرگوں کو بشارتیں ملنا شروع ہوگئی تھیں۔ آپ کی ولادت سے چند روز قبل ایک مجذوب فقیر نے آپ کی خانقاہ کے باہر ڈیرہ ڈال دیا تھا۔ خانقاہ کے خادم اس کو کھانا پہنچاتے۔ تو وہ کھانا کھانے سے یہ کہہ کر انکار کر دیتا کہ ظالمو! میں کھانا کھانے نہیں بلکہ آنے والے کو سلام کرنے آیا ہوں۔

جب آپ کی ولادت باسعادت ہوئی تو وہ مجذوب فقیر بے تابانہ انداز میں حرم سرا کی ڈیوڑھی میں پہنچا اور ''پہلے میں، پہلے میں'' کی دیوانہ وار صدائیں دینے لگا۔ آپ کے والد گرامی نے لوگوں سے فرمایا یہ حقیقت ہے کہ پہلا حق بھی اسی کا ہے کہ بچے کی زیارت اسی کو کرائی جائے۔ چنانچہ بچے کو باہر لایا گیا۔ مجذوب نے عقیدت ومحبت سے السلام علیکم یا مجدد یا ولی اللہ کہہ کر بچے کے ہاتھوں کو بوسہ دیا۔ اور الحمدللہ کہہ کر واپس چلا گیا۔ پھر دوبارہ کسی کو نظر نہ آیا۔ آپ کا پیدائشی نام نامی مہر منیر ہے۔ مگر آپ نے سید مہر علی شاہ کے نام سے شہرت پائی۔

ولادت سے پہلے آپ کے والد گرامی کی کیفیت ☆

آپ کے والد گرامی پیر سید نذر دین شاہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جس وقت سید مہر علی شاہ

میرے صلب میں تھے تو میری طبیعت میں اس قدر ہیجان اور بے قراری ہوا کرتی تھی کہ ایک پل بھی مجھے چین نہ ملتا تھا۔ ساری ساری رات عبادت گزاری میں بسر ہو جاتی تھی۔ پورے قصبہ میں جتنی مساجد تھیں کبھی ان میں پانی بھرنا شروع کر دیتا مگر سکون میری طبیعت سے کوسوں دور تھا۔ کبھی نوافل کا اہتمام شروع کر دیتا۔ کبھی اوراد و وظائف میں رات گزر جاتی۔ کبھی روزے رکھتا جن کی تعداد کا شمار ہی نہیں۔ مگر عشق الٰہی کی ایک حدت تھی۔ جو مجھے اندر ہی اندر جلا رہی تھی اور یہ خدا کا طالب اس کی طلب میں جان جانِ آفرین کے سپرد کرنے کو بے قرار تھا۔

تعلیم و تربیت ☆

حضور تاجدار گولڑہ کی عمر شریف ابھی ۴ سال ہی تھی کہ آپ کی ابتدائی تعلیم کا آغاز ہو گیا۔ ابتدائی تعلیم سے فارغ ہونے کے بعد آپ کو عربی فارسی اور صرف ونحو کی تعلیم ہزارہ کے ایک عالم دین مولانا غلام محی الدین نے دی تھی۔ کافیہ کے علوم بھی آپ نے مولانا غلام محی الدین سے ہی حاصل کیے تھے۔

آپ کی ذہانت میں اس قدر تیزی تھی کہ جو سبق ایک روز پڑھتے وہ اگلے روز از بر ہوتا۔ اسی طرح قرآن کریم بھی آپ نے بہت جلد حفظ کر لیا تھا۔ ایک روز آپ کے استاد مولانا غلام محی الدین نے آپ کی روحانیت اور فراست کو آزمانے کے لیے ایک ایسی کتاب جس کی کچھ عبارت کرم خوردہ تھی، اس کو پڑھنا اور اس کے متعلق اندازہ لگانا عام آدمی کے لیے بہت مشکل تھا۔

مولانا غلام محی الدین نے وہ کتاب آپ کو دی اور کہا کہ یہ کرم خوردہ صفحات کی عبارت کل تمہیں صحیح یاد ہونے چاہئیں وگرنہ سخت سزا دی جائے گی۔ آپ نے وہ کرم خوردہ عبارت اور صفحات اگلے روز مولانا غلام محی الدین کو زبانی سنا دیئے۔ مولانا سُن کر حیران تو بہت ہوئے مگر اپنی تسلی کے لیے وہ کتاب لے کر راولپنڈی ایک مدرسے میں گئے۔ وہاں سے اصل کتاب میں سے کرم خوردہ عبارت اور صفحات کو دیکھ کر انگشت بدنداں ہو گئے کہ عبارت بلفظہٖ وہی تھی جو کہ گولڑے کے تاجدار نے سنائی تھی۔ اُس روز کے بعد مولانا غلام محی الدین نے آپ کو پڑھانے سے معذرت کرتے ہوئے آپ کے والد گرامی سے عرض کیا کہ عرش کی طرف پرواز کرنے والے شاہین کو ایک مولا کیا تعلیم دے سکتا ہے۔ اس کے بعد آپ نے بھوئی گاڑ کے مقام پر مولانا محمد شفیع قریشی کی درس گاہ میں داخل ہو کر منطق اور نحو کی تعلیم حاصل کی۔ دوران تعلیم آپ کے زہد تقوے کا یہ حال تھا کہ آپ اکثر روزے سے رہتے تھے۔ گھر سے

ملنے والے جیب خرچ کو اپنے ساتھی طلباء میں تقسیم فرما دیا کرتے تھے۔ آپ نے ہندوستان کی اعلیٰ درس گاہوں سے علم حاصل کیا۔ اور کمال کے درجے کو پہنچے۔ آپ کے زمانے میں آپ کا ثانی ناممکن تھا۔ بڑے بڑے اُلجھے ہوئے مسائل کا فوری حل فرما دینا یہ آپ کو خداداد نعمت حاصل تھی۔

دوران تعلیم قصیدہ غوثیہ کے عامل سے ملاقات ☆

جس زمانے میں آپ مولانا سلطان محمود کے درس میں تعلیم حاصل کر رہے تھے۔ اُن سے ملنے کے لیے قصیدہ غوثیہ کے ایک عامل تشریف لائے۔ تمام طلباء ان کی تعظیم کے لیے کھڑے ہو گئے۔ مگر آپ اپنی جگہ پر بیٹھے رہے۔ یہ دیکھ کر قصیدہ غوثیہ کے عامل کو غصہ آ گیا اور کہنے لگا قصیدہ غوثیہ پڑھوں تو جب اُٹھو گے۔ آپ نے اس سے فرمایا کہ تم قصیدہ پڑھو میں قصیدے والے کو بلاتا ہوں۔ آپ کا یہ فرمان تھا کہ تمام طلباء اور مولانا سلطان محمود نے دیکھا کہ اُس عامل کو غش پڑ گیا اور بے ہوش ہو کر گر گیا۔ آپ کے استاد مولانا سلطان محمود نے جب یہ ماجرا دیکھا تو فرمایا کہ آپ شرعی درسگاہ کے طالب علم ہیں۔ شرعی حدود سے تجاوز نہ کیا کریں۔

استاد محترم کی نصیحت سننے کے بعد آپ نے اپنا سر ندامت سے جھکایا اور ساتھ ہی استاد محترم سے عرض کیا کہ آپ بھی ایسے شعبدہ بازوں کو یہاں آنے سے روکیں۔

ولیہ خاتون کی پیشین گوئی ☆

ایک مرتبہ آپ کے استاد مولانا سلطان محمود کسی سفر کے لیے روانہ ہوئے۔ وہ خود تو گھوڑے پر سوار تھے۔ جبکہ تاجدار گولڑہ ان کے گھوڑے کی لگامیں پکڑ کر آگے آگے چل رہے تھے۔ راستے میں ایک مقام پر سلطان العارفین حضرت سلطان باہو علیہ الرحمۃ کی ایک مرید جو کہ انتہائی متقی پرہیزگار عابدہ زاہدہ خاتون تھیں، نے جب یہ منظر دیکھا تو مولانا سلطان محمود سے فرمایا کہ تمہیں اس شہزادے کے مرتبہ کا علم نہیں ہے ورنہ تم یوں گھوڑے پر سوار ہو کر لگامیں اس کے ہاتھ میں نہ تھماتے۔ انہوں نے فرمایا کہ مولوی سلطان محمود ایک دن ایسا بھی آئے گا کہ جب یہ شہزادہ گھوڑے پر سوار ہوگا اور تم اس کے پیچھے بھاگو گے۔ چنانچہ اس عفیفہ اور متقیہ خاتون کی یہ پیشین گوئی درست ثابت ہوئی کہ تاجدار گولڑہ پیر سید مہر علی شاہ صاحب جب روحانیت اور سلوک کی تمام منزلیں طے کر چکے تو دور دور تک آپ کے علم وعمل، فضل وکمال

اور ولایت کے چرچے تھے۔ آپ گھوڑے پر سوار عرس مبارک میں شرکت کے لیے تشریف لے جا رہے تھے کہ مولانا سلطان محمود نے آپ کے گھوڑے کے پیچھے دوڑنا شروع کیا۔ کافی دور جا کر آپ کو جب علم ہوا کہ استاد محترم مولانا سلطان محمود گھوڑے کے پیچھے دوڑے چلے آ رہے ہیں تو فوراً گھوڑے کو روکا اور نیچے اترنے کی کوشش کی تو آپ کے استاد محترم مولانا سلطان محمود نے حکم دیا کہ اگر آپ گھوڑے سے اُترے تو میں آپ کو اپنی شاگردی سے خارج کر دوں گا۔ چنانچہ اُستاد کا فرمان سن کر آپ مجبوراً گھوڑ پر سوار رہے۔ اس طرح مولانا نے اس واقعہ کی تلافی کی کہ جب ان کے گھوڑے کی لگام تاجدار گولڑہ تھام کر چلتے تھے۔

حصولِ علم کے لیے کان پور روانگی ☆

حضرت پیر سید مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ جس زمانے میں حصولِ علم کے لیے کان پور مولانا احمد حسن محدث کے پاس تشریف لے گئے۔ مولانا اُن دنوں حج بیت اللہ کے لیے ہندوستان سے حجاز مقدس کی طرف روانہ ہونے کی تیاری کر رہے تھے۔ آپ کی عمر شریف اس وقت صرف ۱۰ برس تھی۔ آپ نے جب دیکھا کہ مولانا احمد حسن محدث حج کے لیے تشریف لے جا رہے ہیں تو آپ علی گڑھ تشریف لے گئے۔ وہاں مولانا لطف اللہ کے مدرسے میں داخلہ لیا اور بقیہ تعلیم وہیں پر مکمل کی۔ مولانا احمد حسن جب حج بیت اللہ سے واپس تشریف لائے تو انہیں اس بات کا شدید احساس و رنج تھا کہ گولڑے کے تاجدار کی استادی کا شرف حاصل نہ کر سکا۔ اسی حساس محرومی میں کافی دن گزر گئے اور اکثر فرمایا کرتے تھے کہ کاش میں بھی سید مہر علی شاہ کا استاد ہوتا تو میری بھی بخشش کا سامان بن جاتا۔ مگر میری قسمت میں ایسا نہ تھا۔

اسی غم میں آپ ایک دن زبدۃ الاولیاء حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر علیہ الرحمۃ کے آستانہ عالیہ پر پاکپتن تشریف لے گئے تو وہاں پر پہلے سے موجود حضرت پیر سید مہر علی شاہ کو دیکھ کر بہت پر تپاک طریقہ سے ملے اور بہت خوش ہوئے۔ پیر سید مہر علی شاہ بھی مولانا احمد حسن محدث کو دیکھ کر تعظیماً کھڑے ہو گئے۔ وہاں پر بھی مولانا احمد حسن نے دورانِ گفتگو کہا کہ کاش آپ کی اُستادی مجھے حاصل ہو جاتی اور میں بھی آپ کی دعاؤں میں شامل ہو جاتا۔

مولانا احمد حسن کانپوری کے وصال باکمال کے بعد بھی اکثر و بیشتر حضرت پیر سید مہر علی شاہ

اپنی محافل میں اُن کا تذکرہ کرتے اور فرمایا کرتے تھے کہ مولانا احمد حسن جیسا انسان اب اس دنیا میں نہیں آ سکتا۔ یہ فرما کر آپ آبدیدہ ہو جایا کرتے تھے۔

بیعت وخلافت ☆

۱۸۷۶ء میں آپ ظاہری تعلیم سے فارغ ہو کر مرشد کامل کی تلاش میں نکلے۔ مختلف مقامات کی سیر وسیاحت کرتے ہوئے بالآخر سیال شریف حضرت خواجہ شاہ سلیمان تونسی علیہ الرحمۃ کے مرید و خلیفہ اور جانشین شمس العارفین حضرت خواجہ شمس الدین سیالوی کے مرید ہوئے۔ پیر کامل نے جلد ہی خلافت عطا فرما کر آپ کو سرفراز فرمایا۔

ایک سوال ☆

تاجدار گولڑہ پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ سے ایک شخص نے سوال کیا کہ حضور آپ سیّد زادے اور آل رسول ﷺ ہیں۔ مگر بیعت آپ نے جٹ گھرانے کے مرشد سے کی ہے، اس کی کیا وجہ ہے؟ یہ سادات کی توہین کے مترادف نہیں ہے؟ یہ سن کر گولڑے کے تاجدار مسکرا دیئے اور فرمایا کہ جٹ کے سبز کھیت اپنی ہریالی کی وجہ سے مجھے اپنی طرف کھینچ کر لے گئے۔ جٹ کے پاس کچھ تھا تب ہی سیّد زادے نے اس کی غلامی قبول کی ہے۔ یہ سن کر معترض خاموش ہو گیا۔

شادی ☆

ظاہری و باطنی علوم کی تکمیل کے بعد جب آپ گولڑہ شریف پہنچے تو والدین نے فوراً آپ کی شادی کر دی۔ مگر شادی کے بعد جلد ہی آپ پر جذب کا عالم طاری ہو گیا۔ دوران نماز اور وظائف عبادت و ریاضت اور دورانِ گفتگو آپ پر رقت طاری ہو جاتی اسی حالت میں آپ ننگے پیر اپنی خانقاہ سے نکل کر جنگل کی طرف چلے جاتے۔ اکثر اوقات کئی کئی مہینے گھر واپس تشریف نہ لاتے۔

اسی دوران آپ آگرہ، دہلی، کلیہ شریف، سرہند شریف اور ہندوستان کی دیگر زیارات مقدسہ پر حاضری دیتے ہوئے جب والی ہند شہنشاہ ولایت عطائے رسول ﷺ خواجہ خواجگان حضرت خواجہ سید معین الدین حسن چشتی سنجری اجمیری رضی اللہ عنہ کے دربار گوہر بار میں پہنچے تو حضور غریب نواز

نے آپ پر خصوصی توجہ فرماتے ہوئے آپ کو اسرار رموز کی غیبی تعلیم بھی دی اور حجاب کے پردے بھی اُٹھا دیئے۔ حضور خواجہ غریب نواز کی بارگاہ میں حاضری کے بعد آپ نے حجاز مقدس کے لیے اپنے سفر کا آغاز کیا۔ وہاں پر پہنچنے کے بعد آپ نے حج بیت اللہ ادا کی۔ حج سے فارغ ہو کر مدینہ منورہ میں زیارت روضہء رسول کریم ﷺ کی بارگاہ میں پہنچے اور کافی عرصہ مقیم رہے۔

ایک روز وادی حمرأ میں ڈاکوؤں کے خوف سے آپ نے عشاء کی سنتیں بوجہ مجبوری موقوف کر دیں۔ تو رات کو شہنشاہ کونین باعث تخلیق کائنات مالک ارض و سماء نبی کریم رؤف الرحیم ﷺ کی خواب میں زیارت سے مشرف ہوئے۔ مدینے کے تاجدار کو دیکھ کر طبیعت میں حیرانگی پیدا ہوئی کہ سرکار مدینہ علیہ السلام نے آپ پر نظرِ کرم نہیں فرمائی بلکہ ناراضگی کا اظہار نمایاں نظر آتا ہے۔ حضرت پیر سید مہر علی شاہ نے سرکار ابد قرار کی بارگاہ بے کس پناہ میں عرض کیا۔ یا رسول اللہ ﷺ! کیا وجہ ہے کہ آپ آج ناراض معلوم ہو رہے ہیں۔ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ مہر علی جب تم نے میری سنتیں ترک کر دیں تو لطف و کرم کا مطالبہ کیسا؟ تاجدار گولڑہ فرماتے ہیں کہ جب میری آنکھ کھلی تو فوراً عشاء کی نماز دوبارہ ادا کی۔

حضرت مولانا حاجی امداد اللہ مہاجر مکی سے ملاقات ☆

مدینہ منورہ سے مکہ مکرمہ واپسی پر آپ کی ملاقات برصغیر پاک و ہند کے معروف صوفی بزرگ حاجی امداد اللہ مہاجر مکی چشتی صابری علیہ الرحمۃ سے ہوئی۔ آپ مکہ مکرمہ میں قیام کے دوران اکثر و بیشتر حاجی امداد اللہ صاحب کے پاس تشریف لے جایا کرتے تھے۔ حجاز مقدس میں قیام کا ابھی آپ کا پروگرام کافی طویل تھا کہ حاجی امداد اللہ صاحب نے آپ کو ہندوستان واپسی کے لیے فرمایا اور کہا کہ آپ کی ضرورت یہاں نہیں بلکہ ہندوستان میں ہے۔ اس لیے کہ ہندوستان میں ایک فتنہ اُٹھنے والا ہے جس کی سرکوبی آپ کے ہاتھوں ہوگی۔ مکہ مکرمہ سے روانہ کرنے کے وقت حاجی امداد مہاجر مکی علیہ الرحمۃ نے آپ کو سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ کی دستار خلافت بھی عنایت فرمائی۔

گولڑے شریف کی واپسی ☆

حجاز مقدس سے جب آپ گولڑے شریف پہنچے تو ہر وقت، آپ کے آستانہ عالیہ پر مخلوق

خدا کا اژدہام رہنے لگا اور دور دور سے لوگ آتے۔ ملاقات وزیارت کرتے اور آپ کے دست مبارک پر بیعت کرتے۔ روزانہ سینکڑوں کی تعداد میں مریض آتے اور خدا کی رحمت سے شفایاب ہو کر واپس جاتے۔

فاتح قادیاں کا اعزاز☆

آپ مخلوقِ خدا کی رشد و ہدایت میں مصروف تھے کہ پورے ملک میں قادیانی فتنہ کی آوازیں آنے لگیں۔ پورے برصغیر پاک و ہند میں مرزا غلام احمد قادیانی کذاب نے اعلانِ نبوت کر کے مسلمانوں کے جذبات سے کھیلنے کی ناپاک کوشش کی۔ مرزا قادیانی نے اسلام دشمنی میں طرح طرح کے حیلے بہانے اختیار کیے۔ لوگوں کو گمراہ کرنے کے لیے نبوت کا جھوٹا دعویٰ کیا اور حضرت تاجدار گولڑہ پیر سید مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کو مناظرے کا چیلنج کیا۔ آپ نے مرزا قادیانی کو جواباً فرمایا کہ تُو میرے ساتھ کیا مناظرہ کرے گا۔ اگر تُو سچا ہے تو آ ہم دونوں جلتے ہوئے تندور میں چھلانگ لگاتے ہیں۔ جو سچا ہو گا بچ جائے گا جو جھوٹا ہو گا وہ جل کر مر جائے گا۔

مرزا قادیانی آپ کا یہ جواب سُن کر راہِ فرار اختیار کر گیا۔ اسی طرح لاہور میں انجمن اسلامیہ کے ہال میں مناظرہ طے ہوا۔ جس میں حضرت پیر سید جماعت علی شاہ علیہ الرحمۃ محدث علی پوری جیسے اکابرین ملت موجود تھے مگر مرزا قادیانی وہاں نہیں پہنچا۔ مغرب کی نماز تمام علمائے اہل سنت و مشائخ عظام نے اکٹھے ادا کی اور نماز کے بعد دعا کرتے ہوئے تاجدار گولڑہ پیر سید مہر علی شاہ نے اللہ کی بارگاہ میں عرض کیا کہ اے اللہ! ہم سب تیرے دین اور تیرے محبوب ﷺ کی عظمت کی خاطر یہاں اکٹھے ہوئے صبح سے اب تک اس جھوٹے اور کذاب مدعی نبوت کا انتظار کیا۔ مگر وہ نہ آیا۔ اے اللہ! اب معاملہ تیرے سپرد ہے اس کذاب کو اپنے منطقی انجام تک پہنچا۔ اس دُعا کے فوراً بعد آپ نے فرمایا کہ لوگو سُن لو۔ مرزا قادیانی کی موت انتہائی ذلت آمیز اور غلاظت میں ہو گی۔

چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ اس بے ایمان کو خدا نے اسی رات بیت الخلاء میں انتہائی ذلت آمیز موت دی جو کہ مرزا کے پیروکاروں کے لیے رہتی دنیا تک باعث عبرت ہے۔ ادھر آپ نے بددُعا دی اور ادھر پیر سید جماعت علی شاہ محدث علی پوری علیہ الرحمۃ نے اعلان کیا کہ لاہور والو! کل کا سورج نکلنے سے پہلے مرزا اپنے انجام کو پہنچ جائے گا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ رد قادیانیت کے لیے تاجدار گولڑہ کی خدمت

انتہائی درجہ کی ہیں جس کی مثال ونظیر ناممکن ہے۔ اس سلسلہ میں آپ نے بہت سی کتابیں اور رسالے لکھے جن میں سیف چشتیائی اور ایک رسالہ شمس الھدیٰ مقبول عام ہیں۔ آج بھی علمائے ال سنت کے علاوہ مختلف مکاتب فکر کے لوگ ان ہی کتابوں سے استفادے کرتے ہیں اور انہی کتابوں کے حوالہ جات پیش کرتے ہیں۔

باباغلام فرید کی حاضری ☆

سلسلہ عالیہ چشتیہ کے ایک بزرگ کے مرید باباغلام فرید جو کہ معماروں کا کام کرتے تھے۔ اُنہیں بزرگوں، پیروں، فقیروں، درویشوں سے ملاقات اور ان کی زیارت کرنے اور بزرگوں کی کرامات دیکھنے کے علاوہ ذاتی تجلی کا بھی شوق تھا۔ انہوں نے اپنے مرشد سے تحریری طور پر اجازت لے رکھی تھی کہ میں کسی بھی بزرگ کی خدمت میں جاسکتا ہوں اس سلسلہ میں انہوں نے کسی صاحب کمال ہستی کی تلاش میں کئی سال جنگلوں، ویرانوں، بیابانوں، شہروں اور قصبوں میں گزار دیئے۔

ایک روز حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری لاہوری علیہ الرحمۃ کے مزار فیض انوار پر چلہ کش تھے کہ ان کی ملاقات ایک گیسو دراز خوش پوش خوبصورت بزرگ سے ہوئی اور اسی طرح بار بار خواب میں انہی باکمال بزرگ کی زیارت ہوتی رہی۔ مگر یہ معلوم نہ ہوسکا کہ یہ بزرگ کس مقام پر جلوہ گر ہیں۔ اسی پریشانی میں کافی دن گزر گئے کہ ایک دن حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری علیہ الرّحمۃ کے مزار پر حاضر تھے کہ ایک بزرگ تشریف لائے۔ انہوں نے باباغلام فرید سے کہا کہ گولڑے شریف کے مقام پر ایک بزرگ ہیں جو ذاتی تجلی کرانے پر قادر ہیں۔ لہٰذا گولڑے شریف چلے جاؤ تمہارا گوہر مقصود تمہیں مل جائے گا۔

چنانچہ باباغلام فرید مژدۂ جان فزا سن کر فوراً وہاں سے گولڑے شریف کی جانب چل دیئے۔ گولڑہ شریف پہنچ کر کیا دیکھا کہ جن بزرگ کی بار بار زیارت کرائی جارہی تھی وہ بزرگ تو یہاں تشریف فرما ہیں۔ دیکھ کر حیرت کی انتہا نہ رہی۔ بڑے شوق ولولے کے ساتھ حضور تاجدار گولڑہ کی خدمت میں حاضری دی۔ تاجدار گولڑہ نے جب اپنی نگاہ بابا فرید غلام فرید پر ڈالی تو بیہوش ہوکر زمین پر گر گیا اور مرغ بسمل کی طرح تڑپنے لگا۔ آپ کے آستانہ پر بیٹھے ہوئے خدام نے باباغلام فرید کو سہارا دینا چاہا اور پکڑنے کی کوشش کی تو آپ نے منع فرمایا اور فرمایا کہ اس کو ایسے ہی تڑپنے دو۔ دو روز کے بعد خدام نے

عرض کیا۔ حضور اس کی حالت دیدنی اور قابلِ رحم ہے۔ اب معاف فرما دیجئے۔ تو آپ نے فرمایا کہ اچھا جاؤ بابا غلام فرید سے کہہ دو کہ اگر ورد و وظائف سے تمہاری تسلی نہیں ہوتی تو پھر ۴۰ یوم کا روزہ رکھو۔ بابا غلام فرید نے سوچا کہ چلو تڑپ تو رہا ہوں۔ چالیس یوم کا روزہ رکھوں گا۔ بھوک پیاس کی وجہ سے دم تو نکل ہی جائے گا اور جان کی خلاصی ہو جائے گی۔

چنانچہ اسی طرح آپ کے فرمان کے مطابق بھوک پیاس برداشت کرتے ہوئے کئی روز گزر گئے ایک دن اچانک تاجدار گولڑہ نے اپنے خادم خاص سے فرمایا کہ بابا غلام فرید کو بلاؤ جب خدام بابا غلام فرید کو لے کر حاضر ہوئے تو آپ نے فرمایا۔ بابا غلام فرید تمہارے لیے خوشخبری ہے کہ تمہیں مبارک ہو تمہارا کام ہو گیا ہے۔ اب روزہ افطار کر لو۔ چنانچہ بابا فرید نے روزہ افطار کر لیا اور اس کے بعد ورد و وظائف میں مشغول رہنے لگا اور ہر وقت ایک چادر میں اپنے آپ کو لپیٹے رکھتے۔ کچھ عرصہ بعد بابا غلام فرید کو حج بیت اللہ پر جانے کا حکم ملا۔ حکم ملتے ہی حج پر چلے گئے۔

مگر واپسی پر حضرت تاجدار گولڑہ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا۔ اے مرشد آپ یہاں بھی میرے ساتھ اور نظروں کے سامنے تھے۔ اور وہاں بھی میرے ساتھ رہتے تھے۔ تو پھر مجھے اپنی شان دکھانے کے لیے اتنی دور کیوں بھیجا۔ اس بوڑھے کو اپنے قدموں میں ہی رہنے دیتے۔ یہ سن کر تاجدار گولڑہ مسکرا دیئے اور بابا غلام فرید پر خصوصی نگاہِ کرم ڈالی اور دعا سے سرفراز فرمایا۔

مریدوں کے سامان کی حفاظت اور نگہبانی ☆

پشاور سے ایک پٹھان گولڑہ شریف میں آپ کی خدمت عالیہ میں حاضر ہوا اور عرض کرنے لگا۔ حضور مجھے اپنی غلامی میں لے لیں۔ میں آپ کا مرید ہونا چاہتا ہوں۔ آپ نے فرمایا خان صاحب ابھی کچھ انتظار کرو۔ اور جب تک آپ کے لیے کوئی حکم نہیں آ جاتا، آپ مسجد کی خدمت کریں۔ چنانچہ حکم ملنے کے بعد خان صاحب نے مسجد کی خدمت کا فریضہ سرانجام دینا شروع کر دیا۔ ۳،۴ ماہ کے بعد خان صاحب دوبارہ حضور تاجدار گولڑہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور پھر عرض کیا۔ حضور مجھے بیعت فرما لیں۔ حضور تاجدار گولڑہ نے کچھ دیر سکوت فرمایا اور کہا کہ خان صاحب ابھی مزید کچھ انتظار کرو۔ خان صاحب پھر انتظار میں لگ گئے۔ ایک رات اعلیٰ حضرت تاجدار گولڑہ نے اس پٹھان کو طلب فرمایا اور فرمایا کہ خان صاحب ایک کدال ساتھ لے لو اور میرے ساتھ چلو، پٹھان نے کدال لی اور آپ کے ساتھ چل

دیا۔ ایک گاؤں میں پہنچ کر حضور پیر مہر علی شاہ ایک مکان کے قریب جا کر رُک گئے اور پٹھان سے فرمایا کہ خان صاحب اس مکان کو نقب لگاؤ۔ خان صاحب یہ حکم سنتے ہی پہلے تو بڑے حیران و پریشان ہوئے اور پھر خاموشی سے تعمیل ارشاد کی خاطر نقب لگائی۔ پھر مکان کے اندر داخل ہو کر آپنے پٹھان سے فرمایا کہ خان صاحب اس گھر میں جتنے صندوق ہیں۔ سب کی تلاشی لو اور ان میں جتنی قیمتی پارچات، زیورات، نقدی اور قیمتی اشیاء موجود ہیں سب نکال کر گٹھڑی باندھ لو۔ خان صاحب نے تعمیل ارشاد کرتے ہوئے تمام سامان بندھا اور لے کر واپس آپ کے ساتھ گولڑے شریف واپس آ گیا۔ آپ نے فرمایا کہ خان صاحب یہ تمام سامان میرے حجرے میں رکھ دو۔ پٹھان نے تمام مذکورہ سامان آپ کے حجرے میں رکھ دیا۔ مگر پٹھان کی کیفیت بڑی عجیب تھی طبیعت انتہائی پریشان اور خوف زدہ تھی اور دل ہی دل میں کہنے لگا شکر ہے خدا کا کہ میں نے اس پیر کی بیعت نہیں کی۔ اس شخص نے تو چوری کا کام بھی شروع کر رکھا ہے۔ پٹھان پر اس قدر خوف طاری تھا وہ سوچ رہا تھا کہ کہیں اس چوری میں میرا نام بھی نہ آئے، مجھے تو یہاں سے بھاگ جانا چاہیے۔ کسی سے ذکر نہ کیا، مگر خاموش رہ کر اسی ادھیڑ بن میں تھا کہ ایک روز کچھ لوگ دربار شریف میں آئے اور حضرت تاجدار گولڑہ کے پاس آ کر رونے چیخنے چلانے لگے اور عرض کرنے لگے۔ حضور ہم کسی کام کی غرض سے اپنے مکان کو تالا لگا کر گاؤں سے باہر گئے ہوئے تھے۔ ہمارے جانے کے بعد گاؤں میں ڈاکہ پڑا۔ ڈاکو پورے گاؤں کے لوگوں کا سامان لوٹ کر لے گئے اور ہمارا تمام سامان بھی چوری کر کے لے گئے۔ حضور ہماری بیٹی جوان ہے۔ ہم نے بڑی مشکل سے اس کی شادی کا سامان اکٹھا کیا تھا۔ اب شادی بھی نزدیک آ گئی ہے۔ جب کہ تمام سامان ڈاکو لے گئے۔ اب ہمارا کیا بنے گا۔ آپ نے پوری بات سننے کے بعد پٹھان کو بلایا اور فرمایا کہ خان صاحب میں نے اپنے حجرے میں رکھنے کے لیے آپ کو کچھ سامان دیا تھا۔ وہ لے آؤ۔ جب وہ سامان لایا گیا اور کھولا گیا تو وہ مرید دیکھ کر حیران ہو کر خوشی کے مارے چیخنے لگے۔ حضور یہ ہمارا ہی سامان ہے۔ آپ کے پاس کیسے پہنچا۔ آپ نے فرمایا کہ وہ مرشد کیسا مرشد جو مریدوں کی خبر نہ رکھتا ہو۔ مجھے باطنی طور پر جب معلوم ہوا کہ تمہارے گاؤں میں ڈاکو ڈاکہ ڈالیں گے تو میں خود تمہارے مکان پر اس پٹھان کو لے کر گیا اور نقب لگا کر تمام قیمتی سامان نکال لایا۔ ہمارے بعد ڈاکوؤں نے گاؤں میں ڈاکہ ڈالا اور تمہارا نقب زدہ مکان دیکھ کر انہوں نے اس کی طرف نگاہ بھی نہ کی۔ جس کی وجہ سے تمہارے گھر کا سارا سامان محفوظ پڑا رہا۔

آپ نے فرمایا کہ یہ ہماری ذمہ داری تھی کہ ہمارے مرید گھر پر نہ ہوں تو ان کے سامان کی حفاظت کرتے۔ چنانچہ قیمتی سامان ہم لے آئے جو کہ تمہاری امانت ہے۔ لے جاؤ۔ خان صاحب یہ تمام ماجرا دیکھ کر بہت پشیمان اور حیران ہوئے۔ خان صاحب کی کیفیت دیکھ کر حضور تاجدار گولڑہ نے فرمایا کہ خان صاحب تمہارا یقین متزلزل تھا۔ اسی لیے ہم آپ کو اپنی بیعت میں لینے کے لیے تامل سے کام لیتے رہے اور یہ واقعہ بھی آپ کے یقین اور اعتقاد کو پختہ کرنے کے لیے تھا۔ پٹھان آپ کے قدموں میں گر گیا اور زاروقطار رونے لگا اور معافی مانگنے لگا۔ آپ نے اس کو معاف فرما کر بیعت فرمالیا۔

راہزن سے راہبر تک ☆

ایک مرتبہ گولڑے کے تاجدار اپنے استاد محترم مولانا لطف اللہ اور چند مستورات کے ہمراہ بیل گاڑی پر سوار ہو کر سفر پر جارہے تھے کہ راستے میں ڈاکوؤں نے پڑاؤ ڈالا ہوا تھا اور وہ لوگوں کو لوٹ رہے تھے۔ جب آپ کا قافلہ ڈاکوؤں کے قریب پہنچا تو انہوں نے سامان اور مال وزر طلب کیا۔ آپ نے ڈاکوؤں کے سردار سے فرمایا کہ ہمارے ساتھ مستورات بھی ہیں۔ آپ ایک طرف ہو جائیں ہم تمام مطلوبہ سامان آپ کو خود ہی دے دیں گے۔ چنانچہ آپ نے تمام مطلوبہ سامان اور مستورات سے زیورات اتروا کر ڈاکوؤں کو دے دیئے۔ جب ڈاکو چلے گئے تو قافلہ میں شامل ایک عورت کہنے لگی کہ میں نے کسی طرح اپنا زیور ڈاکوؤں سے بچالیا ہے۔ جب آپ کو اس بات کا علم ہوا تو آپ بہت ناراض ہوئے اور کسی سے کہہ کر وہ زیور اس عورت سے اتروا کر خود ان ڈاکوؤں کا تعاقب کرتے ہوئے ان کے پیچھے گئے اور ڈاکوؤں کے سردار کو آواز دے کر کہا کہ بھئی وعدہ خلافی ہو گئی ہے۔ جس کے لیے تمہارے پیچھے مجھے آنا پڑا ہے۔ معافی چاہتا ہوں کہ ایک عورت نے زیور چھپایا تھا وہ دینے آیا ہوں۔ آپ کے زبان ترجمان سے یہ الفاظ سنتے ہی ڈاکوؤں کا سردار تائب ہو کر آپ سے معافی چاہنے لگا۔ تمام لوٹا ہوا سامان آپ کو واپس کیا اور آپ کے دست حق پرست پر پورے گروہ سمیت بیعت ہو گیا اور ہمیشہ ہمیشہ کے لیے راہزنی سے تائب ہو گیا۔

گھوڑے سمیت دریا سے گزارنا ☆

حضور تاجدار گولڑہ دریا کے کنارے عبادت الٰہی اور ذکر وفکر میں مشغول تھے کہ آپ کے پاس

ایک گھوڑا سوار آیا اور عرض کیا۔ حضور کیا میں اس دریا سے اسی طرح گزر جاؤں گا۔ آپ نے فرمایا کہ اللہ پر توکل کر کے گزر جاؤ۔ جب وہ گھوڑے سمیت دریا سے گزرنے لگا تو کچھ دیر بعد آپ کو وہ نظر نہ آیا۔ آپ نے فوراً اپنا منہ بغداد شریف کی طرف کیا اور عرض کیا یا غوث الاعظم میں اس کو کہہ بیٹھا ہوں کہ گھوڑے سمیت اسی طرح پار ہو جا۔ اب میری لاج آپ کے ہاتھ میں ہے۔ دستگیری فرمایئے۔ شہنشاہ بغداد کی بارگاہ استغاثہ کرنے کے بعد جب آپ نے دریا کی طرف دیکھا تو وہ گھوڑا سوار دریا کے دوسرے کنارے کھڑا ہوا تھا۔

قلم ربانی ہتھ ولی دے لکھے جو من بھاوے
ولیاں نوں رب طاقت دتی لکھے لیکھ مٹاوے

نجدی ٹولے کا جنازہ ☆

ایک مرتبہ منکرین ولایت نجدی وہابیوں کے گروہ کے چند افراد جو کہ گولڑہ شریف کے قریب ہی کسی جگہ کے رہنے والے تھے، مل بیٹھے اور چہ مگوئیاں کرنے لگے کہ یہاں پر دور دور سے لوگ آتے ہیں اور جو بھی ہمیں ملتا ہے وہ یہی کہتا ہے کہ ہم تاجدار گولڑہ پیر سید مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کو سلام کرنے آئے تھے۔ کوئی کہتا ہے کہ ہم زیارت کرنے آئے تھے۔ کوئی علاج کے لیے آتا ہے کوئی دعا کے لیے آخر ہم بھی اسی بستی کے رہنے والے ہیں۔ ہمیں کوئی سلام نہیں کرتا اور نہ ہی کوئی ہمیں ملنے کو آتا ہے۔ آخر معلوم یہ کرنا چاہیے کہ ان کے پاس کچھ ہے بھی یا ویسے ہی کھیل رچایا ہوا ہے۔ انہوں نے اپنے گروہ میں سے ایک شخص کو تیار کیا۔ وہ چارپائی پر مردہ کی طرح لیٹ جائے ہم جنازہ کی شکل بنا کر پیر مہر علی شاہ کے راستے میں رکھ دیں گے۔ جب وہ گزریں گے ان سے کہیں گے کہ آپ اس کا جنازہ پڑھا دیں۔ جب وہ جنازہ پڑھائیں گے تو یہ مردہ شخص اُٹھ کر کھڑا ہو جائے گا۔ ہم اس طرح مہر علی شاہ کا مذاق بھی بنائیں گے اور لوگوں کو بھی بتائیں گے کہ انہوں نے سب کھیل رچایا ہوا ہے اس کے پاس کوئی ولایت وغیرہ نہیں ہے۔

چنانچہ منصوبہ کے مطابق جنازہ تیار کر کے پیر سید مہر علی شاہ کے اس راستے میں رکھ دیا۔ جہاں سے آپ روزانہ چلہ کشی کے لیے پہاڑی پر جایا کرتے تھے۔ جب آپ کا گزر ہوا تو ان لوگوں نے آپ سے گزارش کی کہ جناب یہ مر گیا ہے اس کا جنازہ پڑھا دیں۔ آپ نے فرمایا کہ مجھ سے جنازہ مت کراؤ

بلکہ کسی مولوی سے پڑھوالو۔ انہوں نے فوراً پینترا بدلا اور کہنے لگے۔ حضور مرنے والے نے مرتے وقت وصیت کی تھی کہ میرا جنازہ تاجدار گولڑہ سے ہی کرانا۔ لہٰذا آپ ہی اس کا جنازہ پڑھائیں۔ آپ نے صفیں بنانے کا حکم دیا اور جنازہ کی تکبیریں پڑھ دیں۔ مگر وہ منصوبہ کے تحت نہ اُٹھا۔ آپ نے جنازہ پڑھا اور گھوڑے پر سوار ہو کر چل دیئے۔ انہوں نے جب لیٹے ہوئے آدمی کے چہرے سے پردہ اٹھایا تو وہ حقیقت میں مر چکا تھا۔ اب وہ دوڑے اور آپ کو روک کر کہنے لگے۔ ہم نے آپ سے مذاق کیا تھا۔ یہ تو حقیقت میں مر چکا ہے۔ اس کو زندہ کر جائیے۔ آپ نے ان سے پوچھا کہ جب مرغ ذبح کرتے ہو تو کتنی تکبیر پڑھتے ہو تو انہوں نے جواب میں عرض کیا۔ حضور ۳ تکبیریں۔ آپ نے فرمایا کہ میں نے اس پر چار تکبیریں پڑھی ہیں۔ اب یہ زندہ نہیں ہوسکتا۔ روز محشر تمام لوگ اُٹھ بیٹھیں گے۔ مگر یہ روز محشر بھی نہیں اُٹھ سکے گا۔

آنکھوں کی بینائی واپس آ گئی ☆

ایک ستار نواز کی آنکھوں کی بینائی جاتی رہی۔ اسے آپ کے پاس لایا گیا اور آنکھوں کی بینائی کے لیے عرض کیا گیا۔ آپ نے فرمایا آج یہیں رہو اور مجھے راگ سنانا۔ جب رات کا وقت ہوا۔ تو ستار نواز نے راگ بجانا شروع کر دیا۔ آپ ساتھ والے کمرے میں دروازہ بند کیے ہوئے سجدے میں پڑے رہے۔ تھوڑی دیر گزری جب راگ اپنے عروج پر پہنچا تو ایک دم سے کسی چیز کے گرنے کی آواز آئی اور ستار نواز کی آنکھوں کی روشنائی واپس آ گئی۔ خوشی کی وجہ سے اس کے ہاتھوں میں رعشہ طاری ہوگیا۔ اس نے اپنے ساتھی سے کہا کہ مجھے محسوس ہو رہا ہے کہ میری آنکھیں روشن ہوگئی ہیں۔ ساتھی نے کہا کہ ساز بے سُرا نہ ہو۔ اس نے حجرے کے دروازے میں جھری سے جھانک کر دیکھا تو آپ سجدے میں پڑے ہوئے تھے۔ آپ نے سجدے کی حالت میں فرمایا۔ بھاگ جاؤ بھاگ جاؤ اپنی آنکھیں لے جاؤ اور میری آنکھوں کے لیے دعا کرنا کہ درست رہیں۔

میخ چکی کے پاٹ سمیت باہر آ گئی ☆

گولڑہ شریف سے ایک بارات موضع ڈھیری شاہاں گئی۔ رواج کے مطابق وہاں نیزے بازی کا مقابلہ ہوا۔ لڑکی والوں نے یہ شرط رکھ دی کہ جب تک گولڑے کا کوئی شہسوار اس میخ کو زمین سے

اکھاڑ کر باہر نہ نکالے گا ہم نکاح نہ دیں گے۔ نیزے بازی کے اس مقابلے کو ۳ دن گزر گئے اور گولڑے کا کوئی بھی شہسوار اس مقابلے میں کامیابی حاصل نہ کر سکا۔ جب بھی کوئی گھوڑ اسوار میدان میں اُترتا ناکام ہو کر واپس آتا۔ لڑکی والے ہر اس سوار کی ناکامی پر اس کا مذاق اڑاتے۔ بارات میں شامل چند بزرگ واپس لوٹے اور آپ کی خدمت میں عرض گزاری کی کہ حضور گولڑے شریف کی عزت کا مسئلہ ہے برائے کرم آپ تشریف لے چلیں اور ہماری لاج رکھ لیں۔ آپ ان کے ہمراہ گھوڑ پر سوار ہوئے۔ موضع ڈھیری شاہاں پہنچ کر اس میخ کا جائزہ لیا۔ گھوڑے پر سوار ہو کر پہلے چکر میں ہی اس میخ کو اکھاڑ کر باہر پھینک دیا۔ لوگوں نے دیکھا کہ میخ کے ساتھ چکی کا پاٹ بھی باہر آ گیا تھا جو کہ در حقیقت انہوں نے چکی کے پاٹ میں گاڑ رکھی تھی۔

آپ کے معمولات اور آخری ایام ☆

آپ کا اکثر وقت ذکر خدا میں صرف ہوتا۔ فجر کی سنتیں پڑھنے کے بعد حجرے سے مسجد میں تشریف لاتے اور نماز کے بعد دس بجے دن تک ورد و وظیفہ میں مصروف رہتے۔ اس دوران میں کسی کو آپ کے پاس آنے کی اجازت نہ تھی۔ اکثر لوگ اگر جاتے تو بے ہوش ہو جاتے۔ ساڑھے دس بجے آپ دیوان خانے میں تشریف لاتے لوگ آپ کی زیارت سے مشرف ہوتے۔ نصیحت و ہدایت کا سلسلہ جاری رہتا۔ لوگوں سے گفتگو بھی ہوتی نماز مغرب اور نماز عشاء خانقاہ سے باہر کسی دوسری جگہ ادا فرماتے۔ آپ کا معمول تھا کہ آپ کم بولتے کم کھاتے اور کم سوتے تھے۔ عبادت الٰہی کی وجہ سے نیند اور آرام سے بے نیاز ہو چکے تھے۔ آخری عمر میں آپ کے معدے نے کام کرنا چھوڑ دیا تھا۔ اس کے باوجود اکہتر برس کی عمر تک آپ کی صحت بہت اچھی رہی۔ جیسے جیسے عمر بڑھتی گئی، عبادات طویل ہوتی چلی گئیں۔ تھوڑی تھوڑی دیر بعد آہ بھر کر سر اُٹھا لیتے چہرہ کبھی زرد کبھی سرخ ہو جاتا۔ باوجود اس کے آپ نے اپنے معمولات میں فرق نہ آنے دیا۔ عقیدت مندان آپ کی یہ کیفیت دیکھ کر پریشان اور مغموم ہو جاتے۔ آپ سر اُٹھا کر لوگوں کے فکر مند چہرے دیکھتے تو مسکرا کر انہیں تسلی دیتے آخر ایک وقت وہ بھی آیا کہ آپ کو اپنا ہوش نہ رہا۔ کسی سے واسطہ نہ رہا۔ صرف نماز کے وقت بے چین ہو جاتے اور اشاروں میں نماز ادا فرماتے۔ اسی زمانے میں آپ کی بڑی صاحبزادی عیادت کے لیے آئیں تو آپ نے ان سے پوچھا کہ تم کون ہو؟ انہوں نے اپنے بھائی کا نام لے کر کہا کہ میں غلام محی الدین کی بہن ہوں۔ آپ نے پھر فرمایا کہ کون غلام محی الدین؟ صاحبزادی نے عرض کیا کہ پیر مہر منیر کے بیٹے اور جانشین حضرت

نے یہ سن کر فرمایا کہ یہاں کوئی مہر منیر نہیں ہے۔کوئی غلام محی الدین نہیں ہے۔

وصال باکمال☆

۳۰ صفر المظفر ۱۳۵۶ھ بروز بدھ ۱۲ مئی ۱۹۳۷ء عصر کے وقت آپ نے دونوں ہاتھ اُٹھا کر اشارہ کیا کہ مجھے سہارا دو۔آپ کو سہارا دے کر اُٹھایا گیا تو آپ سیدھے ہو کر بیٹھ گئے۔پھر آپ نے دروازے کی طرف دیکھ کر احترام سے سر جھکا لیا جیسے کسی آنے والے کا استقبال فرمار ہے ہوں۔فضا میں قرآن خوانی کی آواز گونج گئی۔حاجی خدا بخش ٹوانہ اس وقت آپ کے پاؤں دبار ہے تھے۔ایسا محسوس ہوا کہ جیسے رحمت کے فرشتے اور اولیاء اللہ کی روحیں یہاں پر موجود ہیں۔تھوڑی دیر کے بعد آپ کے حکم کے مطابق آپ کو پھر لٹا دیا گیا۔آپ کے چہرے پر سکون اور ہونٹوں پر تبسم اچانک آپ نے آہستہ سے اللہ کہا اور آپ کا پورا جسم روشنی میں نہا گیا۔مولانا غلام محمد آپ کے سرہانے کھڑے تھے۔انہوں نے جھک کر آپ کی پیشانی کو بوسہ دیا اور رونے لگے۔

آپ کا مزار پُر انوار راولپنڈی سے ۱۱ میل دور گولڑہ شریف کے مقام پر جو کہ آج کل ضلع اسلام آباد ہے میں واقع ہے۔سینکڑوں لوگ روزانہ آپ کے مزار پر فاتحہ خوانی کرتے ہیں جمعہ کی شب اور جمعہ کے وقت لوگوں کا اژدہام رہتا ہے۔بڑی گیارہویں شریف اور آپ کے سالانہ عرس مبارک کے موقع پر زائرین کی تعداد لاکھوں تک پہنچ جاتی ہے۔لاکھوں افراد کے لنگر اور بیرونی مہمانوں کے قیام کا بہترین انتظام ہوتا ہے۔آپ کے مریدین کی تعداد لاکھوں سے تجاوز کر چکی ہے۔آپ کا مزار مبارک پہاڑوں کی اوٹ میں ہے۔صبح کے وقت ہرے بھرے درختوں کے جھرمٹ میں سنگ مرمر کے گنبد اور مینار کا نظارہ بہت دلکش ہوتا ہے۔مزار شریف کے ساتھ خوبصورت مسجد ہے جس کا خوبصورت حوض شفاف پانی سے ہمہ وقت لبریز رہتا ہے۔مسجد کے پہلو میں آپ کا کتب خانہ ہے جس کا شمار پاکستان کے خوبصورت کتب خانوں میں ہوتا ہے۔آپ کے قائم کردہ دارالعلوم میں حفاظ قرآن کریم حفظ کرتے ہیں اور علماء دینی کتابوں کی تعلیم حاصل کرتے ہیں۔لاتعداد علماء اور مشائخ اس درس گاہ کے فارغ التحصیل ہیں۔طلباء کے قیام وطعام کے تمام اخراجات خانقاہ شریف سے پورے ہوتے ہیں۔

فقیر راقم الحروف کو اس دربار گوہر بار میں بار ہا حاضری کی سعادت حاصل ہے۔

آباد خدا رکھے میخانہ محمد ﷺ کا

حضرت پیر سید غلام محی الدین شاہ چشتی نظامی رحمۃ اللہ علیہ

تعارف ☆

امام العارفین، برہان العارفین، قدوۃ السالکین، سلطان العاشقین، محبوب الاولیاء، فنافی الرسول، پناہ جان ایقان، وکان عرفان، نقش ثانی لاثانی، حضرت قبلہ پیر سید محی الدین شاہ گیلانی الحسنی والحسینی المعروف قبلہ بابو جی گولڑی چشتی نظامی رحمۃ اللہ علیہ حضرت غوث زماں فاتح قادیاں تاجدار گولڑہ حضرت پیر سید مہر علی شاہ صاحب گولڑی علیہ الرحمۃ کے اکلوتے فرزند ارجمند و جانشین ہیں۔ آپ کی ولادت باسعادت ۱۸۹۱ء دسمبر بمطابق ۹۔۱۳۰۸ کو گولڑہ شریف ضلع اسلام آباد کے روحانی مرکز میں ہوئی۔

جس وقت آپ کی ولادت باسعادت ہوئی تو اعلیٰ حضرت تاجدار گولڑہ علیہ الرحمۃ کو دستور زمانہ کے مطابق خوشخبری سنائی گئی تو کہنے والے نے کہا کہ حضور مبارک ہو تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ میں نے مبارک کے لفظ سے سمجھا کہ شاید مجھے خدا مل گیا ہے۔ بعد ازاں فرمایا کہ ہر شخص کو اولاد نرینہ کی خوشی ہوتی ہے۔ لیکن مجھے اس بات کی خوشی ہے کہ ہمارے گھر میں ایک اللہ اللہ کرنے والی روح کا ورود ہوا ہے۔

چنانچہ ہوا بھی اسی طرح اور دنیا جانتی ہے کہ آپ چلتے پھرتے اٹھتے بیٹھتے حالت سفر ہو یا حضر زندگی کے ہر پہلو میں آپ کبھی بھی ذکر خدا سے غافل نہ ہوئے۔

حضور تاجدار گولڑہ علیہ الرحمۃ کے مرید خاص ملک خدا بخش ٹوانہ فرماتے ہیں کہ ایک روز حضور تاجدار گولڑہ علیہ الرحمۃ اپنے بالا خانے پر تشریف فرما تھے کہ دور سے حضرت قبلہ بابو جی رحمۃ اللہ علیہ آتے ہوئے نظر آئے۔ حضور تاجدار گولڑہ علیہ الرحمۃ نے انہیں دیکھ کر فرمایا کہ غلام محی الدین ہے۔ پھر متبسم ہو کر فرمایا دیکھو گھوڑا بھی دوڑاتا ہے مگر اپنے کام میں بھی (یعنی) یاد حق میں برابر مشغول ہے۔

تعلیم و تربیت ☆

آپ کی تعلیم و تربیت حضور قبلہ تاجدار گولڑہ علیہ الرحمۃ کے زیر سایہ علم و فضل کے گہوارے میں ہوئی۔ چونکہ حضور تاجدار گولڑہ علیہ الرحمۃ نے روز ازل سے ہی جان لیا تھا کہ یہ نونہال گلشن نبوت اس دور قحط الرجال میں رشد و ہدایت کا مرکز و محور بنے گا اسی لیے آپ کو ظاہری و باطنی علوم سے مزین کرنے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ فرمایا۔

یوں تو سادات کا گھرانہ اخلاق حسنہ کا ایک مکمل نمونہ ہوتا ہے اور انہیں شرح صدر ابتدا ہی

حاصل ہوتا ہے اوران کا سینہ علوم ظاہری و باطنی کا خزینہ ہوتا ہے مگر آپ اس لحاظ سے بہت خوش قسمت ہیں کہ آپ کی تعلیم وتربیت اور پرورش خود حضور تاجدار گولڑہ علیہ الرحمۃ نے فرمائی تھی اور اس کے علاوہ اپنے وقت کے جید علمائے کرام قرأ حضرات اور عارفین نے بھی خصوصی توجہ کے ساتھ آپ کی تعلیم و تربیت پرزوردیا۔

آپ کے مشاہیر اساتذۂ کرام☆

آپ نے علم قرأت وتجوید استاذ القرأ قاری عبدالرحمٰن جونپوری سے حاصل فرمایا تھا قاری عبدالرحمٰن صاحب جو کہ اُس زمانے کے مشہور قرأ میں سے تھے اور اپنے فن کے یگانہ روزگار تھے جونپور اور دیگر اضلاع میں انہی کے دم قدم سے فن تجوید کی روشنی پھیلی تھی۔ دیگر علوم دینیہ کی تحصیل مولانا محمد غازی علیہ الرحمۃ سے کی۔ اسرار علوم، باطنیہ کی تعلیم و تکمیل، حضور تاجدار گولڑہ نے بھی آپ کی تعلیم و تربیت پر خصوصی اور کڑی نظر رکھی۔ حضر ہو یا سفر کسی حالت میں بھی توجہء خاص میں کمی نہ آنے دی۔

حالت زمانہ طالب علمی☆

آپ نے حصول علم کے لیے دور دراز مقامات کے سفر بھی کیے اور اس دوران سختی زمانہ کو بھی برداشت کیا۔ آپ اپنے ساتھی طلباء کے ساتھ انتہائی خندہ پیشانی سے پیش آتے۔ ہر ساتھی سے محبت و شفقت فرماتے۔ ایثار کا یہ عالم تھا کہ آپ کو جو رقم گھر سے خرچے کے لیے ملتی آپ وہ تمام کی تمام اپنے ساتھی طلباء میں تقسیم فرما دیتے اور خود کئی کئی وقت کا فاقہ فرما کر وقت گزارتے مگر کسی کو محسوس نہ ہونے دیتے حالانکہ آپ ایک صاحب حیثیت اور اچھے خاصے کھاتے پیتے گھرانے کے چشم و چراغ تھے۔ گھر میں آرام و آسائش کی تمام تر سہولتیں موجود تھیں۔ گھر کے آرام انتظام واہتمام اور مدرسے کے انتظام و اہتمام میں خاصا فرق ہوتا ہے مگر آپ نے ان تمام صعوبتوں کو خنداں پیشانی سے برداشت کیا اور اپنے ساتھی طلباء سے اس قدر ہم آہنگی پیدا کی کہ انہیں بھی اپنے اور بیگانے سے بے خبر کر دیا۔ آپ کا معمول تھا کہ جمعرات کی شام کو چند طلباء ساتھیوں کے ہمراہ کسی نواحی بستی میں چلے جاتے اور وہیں کسی مسجد میں شب بسر کرتے اور اپنے ساتھی طلباء کے ہمراہ ہی روکھی سوکھی روٹی کے ٹکڑے عام طلباء کی طرح گداگری کر کے جمع کرتے اور مسجد میں لے آتے اور اپنے ساتھی طلباء کے ہمراہ تناول فرما کر بارگاہ خداوندی میں سجدۂ شکر بجالاتے۔ رفتہ رفتہ لوگوں کو پتہ چلنا شروع ہو گیا کہ یہ روکھے سوکھے ٹکڑے کس کے نورعین کے لیے جمع ہوتے ہیں۔ چنانچہ ٹکڑوں کی بجائے پرتکلف کھانے آنے شروع ہو گئے۔ آپ نے جب

دیکھا کہ ہمارا راز کھل گیا ہے تو آپ نے اپنا طرزِ زندگی بدل ڈالا۔ زمانہ طالب علمی میں آپ کی فکر ونظر کا یہ عالم تھا کہ علمی بات ہو یا فنی کسی کام سے متعلق ہو یا کھیل سے آپ اس کی گہرائی تک پہنچتے۔

سیرت و کردار☆

آپ انتہائی درجہ کے متقی اور پرہیز گار اور سادہ طبیعت کے مالک تھے۔ دل میں کبھی صاحبزادگیت کا گمان پیدا نہ ہونے دیا بلکہ خلق خدا کی خدمت کو اپنا شعار بنائے رکھا۔ دنیا کی بڑی بڑی شخصیت کبھی بھی آپ کے قلب پر اثر انداز نہ ہو سکی۔ دوسری طرف ادنیٰ سے ادنیٰ حیثیت کا انسان بھی آپ کی شفقت سے محروم نہ رہ سکا۔ نماز پنجگانہ کی خصوصیت سے اہتمام فرماتے۔ ذکر وفکر اور اپنے اوراد وظائف کے معمولات میں کبھی کمی نہ آنے دی۔ اپنے شیخ محترم اور والد بزرگوار کے نقش قدم پر چلنے میں اپنی عافیت سمجھتے تھے۔ ہمہ وقت اپنے خواجگان کی طریقت پر عمل پیرا رہتے اور شریعت وطریقت کے اصولوں پر کاربند رہتے۔ بچپن ہی سے آپ میں ولایت وکمالات رشد وہدایت اور قیادت کے آثار پائے جانے لگے تھے۔ جن حضرات نے آپ کا بچپن دیکھا ہے وہ کہتے ہیں کہ نوعمری سے ہی متوجہ الی الحق ہو گئے تھے۔ قیادت نظم وضبط اور جذب کی جھلکیاں نمایاں ہونے لگی تھیں۔

آپ کے مقام کے بارے میں تاجدار گولڑہ کی پیشین گوئی☆

ملک سلطان محمد ٹوانہ صاحب فرماتے ہیں کہ آپ نے صغر سنی میں ایک مبارک خواب دیکھا جسے سن کر حضرت تاجدار گولڑہ علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ ہم کو بھی اسی عمر میں ایک ایسا ہی خواب نظر آیا تھا لیکن غلام محی الدین کا خواب ہمارے اُس خواب سے فوقیت لیے ہوئے ہے۔

نمبر۲☆

جن دنوں حضرت تاجدار گولڑہ علیہ الرحمۃ پر غلبہء استغراق شروع ہوا تھا۔ اُس زمانے میں سر سکندر حیات مرحوم وزیر اعظم پنجاب نے آپ کی خدمت میں ایک خط لکھا تھا کہ آج کل حضور تاجدار گولڑہ علیہ الرحمۃ سخت علیل ہیں اور آپ پر ہر وقت استغراق کا غلبہ رہتا ہے۔ لہٰذا اس وجہ سے آپ باہر دوروں پر آنا جانا کم کر دیں اور آستانہ عالیہ پر زیادہ وقت قیام فرمایا کریں۔ آپ کو یہ بات کچھ ناگوار گزری تاہم اس کا اظہار کیے بغیر آپ نے وہ خط حضور تاجدار گولڑہ علیہ الرحمۃ کے گوش گزار کر دیا۔ خط کو سُن کر حضور تاجدار گولڑہ علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ جو لوگ تمہیں ایسی باتیں لکھتے ہیں وہ تمہارے حال سے بے خبر ہیں۔

نمبر۳☆

ملک فضل قادر مرحوم فرماتے ہیں کہ ایک دن شاہپور ضلع سرگودھا کے دو معمر بزرگ جو حضور تاجدار گولڑہ علیہ الرحمۃ کے پیر بھائی تھے۔ حضرت سے ملنے تشریف لائے۔ دوران گفتگو ان دونوں حضرات نے عرض کیا کہ ماشاء اللہ آپ کا یہ سنہری دور ہے اپنے صاحبزادے کے حال پر خصوصی توجہ رکھیں۔ حضور تاجدار گولڑہ نے لفظ سنہری سن کر از راہِ تواضع فرمایا کہ جس زمانے کو سنہری کہا جاسکتا ہے وہ تو حضرت قبلہ عالم حضور خواجہ سیالوی علیہ الرحمۃ کا ہی دور تھا۔ جسے آپ حضرات نے بخوبی دیکھا ہے اب وہ بات کہاں رہی۔ ان حضرات نے عرض کیا حضور ہمیں تو آج بھی وہ ہی رنگ یہاں بھی نظر آرہا ہے۔ ان کی یہ بات سن کر حضور تاجدار گولڑہ علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ غلام محی الدین ابھی چھوٹی عمر میں تھا کہ ایک روز میرے پیچھے پیچھے میرے قدموں کے نشانوں پر اپنے قدم رکھتا ہوا چلا آرہا تھا۔ میں نے پیچھے مڑ کر اس کی یہ کیفیت دیکھی تو اس سے کہا کہ اگر تو اس راہ پر چلنا چاہتا ہے تو تین باتوں پر کاربند رہنا ہوگا۔ (اوّل) ہر وقت باوضو رہنا۔ (۲) اپنی خودی کو مٹا کر مخلوق خدا کی خدمت میں مشغول اور احد من الناس بن کر رہنا۔ (تیسری بات کا ذکر آپ نے اس وقت نہ کیا پھر فرمایا کہ آج تک تو میری ان باتوں پر کاربند چلا آرہا ہے۔ پھر زمانے نے دیکھا کہ اُس سعادت مند فرزند نے اپنے والد کے مقدس نصائح پر عمل پیرا ہو کر ایک امتیازی شان پیدا کی اور اپنے آباؤ اجداد کا نورانی علم بلند سے بلند تر رکھا۔

اور اپنے دونوں صاحبزادوں حضرت پیر سید غلام معین الدین شاہ گیلانی علیہ الرحمۃ اور حضرت قبلہ پیر سید شاہ عبدالحق شاہ گیلانی مدظلہ العالی کی تربیت بھی اپنے اسلاف کے اُن اصولوں پر کی جن پر آپ بذاتِ خود کاربند تھے اور یہی وجہ ہے کہ آستانہ عالیہ چشتیہ گولڑہ شریف کا وہ سنہری دور آج بھی خدا کے فضل وکرم سے بدستور سنہری دور ہے۔

بچپن میں ریلوے انجن سے شغف☆

زمانہ طفولیت سے ہی آپ کو ریلوے انجن سے خصوصی شغف تھا۔ اُس زمانے میں ریلوے ڈرائیور عموماً انگریز ہوا کرتے تھے جو آپ کی خوش اخلاقی اور معصومیت کی وجہ سے آپ کی ذات والا صفات سے بے حد مانوس ہو گئے تھے۔ ان ڈرائیوروں نے آپ کا شوق پورا کرنے کے لیے آپ کو انجن چلانا بھی سکھا دیا تھا۔ آپ کا یہ شوق اس قدر بڑھا کہ اکثر راتیں گولڑہ شریف کے ریلوے اسٹیشن پر ہی گزار دیتے تھے۔ اکثر گھر میں بھی فرصت کے اوقات میں اسی کھیل میں مصروف رہتے۔ یہاں تک کہ

اپنی بیٹھک کی چھت پر ریلوے سگنل کی طرح ایک سگنل آویزاں کرادیا تھا۔

جب کوئی ریل گاڑی رات کے وقت گولڑہ شریف کے اسٹیشن سے گزرتی تو آپ کے جاننے والے ریلوے انجن ڈرائیور انجن کی سیٹی بجادیتے تھے۔ جس کی آواز سن کر آپ اپنی بیٹھک کا سگنل گرادیا کرتے تھے۔ ریلوے کی انجن کی سیٹی کی آواز سے بھی آپ کا دردمند دل متاثر ہوتا اور رقت طاری ہو جاتی تھی۔ اس کھیل کی وجہ سے شب بیداری کی عادت پڑی تھی۔ آپ کی اس خصوصی وابستگی کو دیکھتے ہوئے بہت سے وابستگان نے نشست گاہ کی زینت کے لیے انجنوں کی تصاویر اور نقشے بنا بنا کر پیش کیے۔

جناب شاہ عبدالولی گوالیاری نے تو ایک ماڈل انجن جس میں کوئلے کی بجائے مٹھائی اور پانی کی بجائے شربت بھرا ہوا تھا۔ آپ کی خدمت میں پیش کیا تو آپ بہت محظوظ ہوئے۔ آپ کی دلچسپی کو دیکھ کر حضور تاجدار گولڑہ علیہ الرحمۃ نے آپ کو بابو جی کا خطاب عطا فرمایا جو اس قدر مقبول و معروف ہوا کہ آج زمانے کا زمانہ آپ کو قبلہ بابو جی کے نام سے پکارتا ہے۔ وضع داری اور تعلق کا یہ حال ہے کہ بچپن کا یہ خوش نصیب دوست ریلوے انجن آپ کو زندگی کے آخری لمحات تک محبوب رہ اور اس کی وجہ سے ریلوے کا سارا محکمہ ہی منظورِ نظر رہا۔

ایک مرتبہ کسی بے تکلف دوست نے آپ سے عرض کیا کہ حضور کیا کالے لکلوٹے انجن پر آپ کا دل آیا ہے اور کس بھونڈی شکل والی شئے کو آپ نے محبوب بنایا ہے۔

آپ نے جواب میں ارشاد فرمایا کہ مجھے اس کی چار ادائیں پسند ہیں۔ (اوّل) یہ کہ اس میں جتنی زیادہ آگ ڈالو اتنا ہی تیز چلتا ہے۔ (دوم) یہ کہ یہ وفادار اتنا ہ کہ خواہ اس کے ساتھ فرسٹ کلاس کا ڈبہ لگا دو یا مال گاڑی کا چھکڑا جہاں خود جائے گا اپنے ساتھیوں کو بھی وہیں لے جائے گا۔ (سوئم) ایثار کہ خود جلتا ہے مگر دوسروں کو نفع پہنچاتا ہے۔ یعنی منزلِ مقصود پر پہنچا دیتا ہے۔ (چہارم) استقامت کہ اپنی متعینہ راہ (لائن) پر ہی چلتا ہے بے راہ روی اختیار نہیں کرتا۔

مرشد راہ کے لیے انجن کی چار خصوصیات کا سبق ☆

آپ کے یہ الفاظ کسی تشریح کے محتاج نہیں ہیں۔ ان میں جہاں ایک طرف بلند نگاہی کا مظاہرہ ہے تو دوسری طرف مرشد کی خصوصیات کی وضاحت ہے کہ صاحب ارشاد کے لیے ضروری ہے کہ (نمبر ۱) وہ بلند حوصلہ ہو۔ عرفان کے خم پی جائے مگر اُس کا ظرف عالی چھلکنے نہ پائے۔ (نمبر ۲) باوفا ہو کہ اپنے جملہ صاحب نسبت مبایعین کو خواہ وہ کیسے ہوں ان کو منزل مقصود تک پہنچائے۔ (نمبر ۳) صاحب

ایثار ہو کہ دوسروں کو نفع پہنچانے کے لیے خود ضرر تک اُٹھالے۔ (نمبر۴) استقامت (نصف کرامت) پر ایسا راسخ ہو کہ کسی حالت میں جادۂ حق نہ چھوٹے۔

اجازت بیعت وارشاد ☆

علوم ظاہریہ و باطنیہ کی تکمیل کے فوراً بعد اعلیٰ حضرت تاجدار گولڑہ علیہ الرحمۃ نے آپ کو ان تمام صفات میں کامل و اکمل قرار دیتے ہوئے آپ کو بیعت وارشاد کے لیے اجازت عطا فرمائی۔ چونکہ آپ منکسر المزاج شخصیت کے مالک تھے اس لیے لوگوں کو بیت کرنے سے کافی عرصہ تک گریز کرتے رہے۔ مگر مالک حقیقی کے فیصلے اٹل ہوتے ہیں اور اس نیک مقصد کے لیے آپ کو روز ازل سے ہی چن لیا گیا تھا۔ بالآخر وہ وقت آ گیا کہ آپ کو یہ بارِ گراں اُٹھانا پڑ ہی گیا۔

جن دنوں حضور تاجدار گولڑہ علیہ الرحمۃ ایام علالت میں تھے آپ نے اُن سے پاک پتن شریف حضرت بابا فرید الدین گنج شکر علیہ الرحمۃ کے مزار پُر انوار پر حاضری کے لیے اجازت مانگی تو حضور تاجدار گولڑہ علیہ الرحمۃ نے اجازت دیتے ہوئے فرمایا کہ اگر کوئی بندہ بیعت کے لیے اخلاص سے اصرار کرے تو بیعت لے لیا کرو۔ آپ نے عرض کیا حضور اگر بیعت لینے کے لیے اہلیت ضروری ہے تو بند میں یکسر اس کا فقدان ہے اور اگر روٹی کمانا مقصود ہے تو حضور غوث الاعظم پیرانِ پیر دستگیر رحمۃ اللہ علیہ اور آپ کی جوتیوں کا صدقہ مجھے اس معاملہ میں کوئی محتاجی نہیں رب تعالیٰ کا فضل و احسان ہی کافی ہے اور وقت بڑی عزت و آبرو سے گزرتا ہے دوسرا یہ کہ یہ بھی تو آپ ہی کا ارشاد گرامی ہے کہ بیعت لینے کا استحقاق اس شخص کو حاصل ہے جس کی نظر اعیان ثابتہ تک ہو جب کہ میں تو ظاہری نظر کے لیے بھی عینک کا محتاج ہوں۔ حضرت تاجدار گولڑہ نے ارشاد فرمایا کہ دوسرے لوگ کون سے ولیوں کی اولاد ہیں۔

آپ نے عرض کیا حضور میں دوسروں کی نسبت کچھ نہیں کہہ سکتا صرف اپنا حال عرض کر رہا ہوں۔ حضور تاجدار گولڑہ علیہ الرحمۃ نے کچھ دیر سکوت فرمانے کے بعد تیسری مرتبہ اپنا حکم صادر فرمایا تو آپ نے عرض کیا ایک شرط پر تعمیل حکم ہو سکتی ہے کہ آپ وعدہ فرمائیں کہ جس شخص کو میں اپنے ہاتھ پر بیعت کروں گا اس کے ذمہ دار آپ ہوں گے۔

غالباً آپ نے یہ شرط اس لیے رکھی تھی نہ حضور تاجدار گولڑہ علیہ الرحمۃ اس قسم کا کوئی وعدہ فرمائیں گے اور نہ ہی مجھے کسی کو بیعت کرنا پڑے گا۔

یہ شرط سن کر حضور تاجدار گولڑہ علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ ذمہ داری جن کی ہے وہی ذمہ دار ہوں گے میں بے چارہ ذمہ داری اُٹھانے والا کون ہوں۔ اس پر آپ نے عرض کیا کہ اگر آپ ہی اس معاملے

میں بیچارگی کا اظہار فرمار ہے ہیں تو پھر میرا کیا حال ہوگا۔ میں کس طرح یہ بارِ گراں اُٹھا سکتا ہوں۔ آپ کی یہ بات سن کر حضور تاجدار گولڑہ علیہ الرحمۃ نے کچھ دیر سکوت فرما کر ارشاد فرمایا اچھا جو شخص تمہارے ہاتھ پر بیعت ہوگا اس کا ذمہ دار میں ہوں گا۔

مرشد کامل کا تصرف اور دستگیری ☆

بابا محمد دین نامی ایک شخص لنگر کی زمین پر ہل چلانے پر مامور تھا۔ اس کے ادب کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ ایک مرتبہ آپ سفر پر تشریف لے گئے تو دیوان غلام رسول نے بابا محمد دین سے کہا کہ جب تک آپ سفر سے واپس تشریف نہیں لاتے تم حضور بابو جی ہی کے کمرے میں سو جایا کرو۔ چنانچہ بابا محمد دین رات کے وقت آپ کے کمرے میں چلا جاتا اور بے ادبی کے ڈر سے تمام رات جاگ کر گزار دیتا مگر سوتا بالکل نہ تھا۔ جب آپ سفر سے واپس تشریف لائے اور آپ کو اس بات کا علم ہوا تو آپ نے اظہارِ ناراضگی فرماتے ہوئے فرمایا کہ کسی دوسرے شخص کو میری بیٹھک میں سلا دیا ہوتا اس غریب کو کیوں مصیبت میں ڈالے رکھا۔ حضور تاجدار گولڑہ علیہ الرحمۃ کے وصال باکمال کے بعد وہی بابا محمد دین کچھ عرصے کے بعد حاضر ہوا اور عرض کرنے لگا کہ حضور تاجدار گولڑہ نے ارشاد فرمایا ہے کہ غلام محی الدین سے کہہ دو کہ وہ دل گرفتہ ہو کر نہ رہے بلکہ لوگوں کو کھلے دل سے بیعت کر لیا کرے۔ اس وقت مرشد کامل کے تصرف اور دستگیری کا آپ نے تذکرہ فرمایا کہ میں نے حضور تاجدار گولڑہ کے حکم کی تعمیل کی غرض سے لوگوں کو بیعت کرنا تو شروع کر دیا تھا مگر ہر وقت دل گرفتہ رہا کرتا تھا اور رہ رہ کر دل میں خیال آتا تھا کہ حضرت تاجدار گولڑہ علیہ الرحمۃ نے ذمہ داری تو اُٹھالی ہے اور سلسلہ طریقت کے اکابرین کی لسٹ میں میرا نام بھی آ گیا ہے مگر یہاں اور وہاں اپنے گناہوں کی وجہ سے بجز شرم ساری کے کیا حاصل ہوگا۔

آپ فرماتے ہیں کہ یہ بات چونکہ میرے دل میں تھی اور اس کا کسی کو علم نہ تھا نہ ہی میں نے کسی سے اس کا تذکرہ کیا اور دل ہی دل میں کڑھتا رہتا تھا بابا محمد دین کے پیغام سے حیرانی تو ہوئی مگر ساتھ ہی اطمینان بھی ہوا ہے کہ یہ شخص بات سچی کہہ رہا ہے اس لیے کہ دوسرا کوئی شخص میرے اس راز سے واقف نہ تھا۔

لحمک لحمی جسمک جسمی فرق نہیں مابین پیأ

صاحب تصنیف مہر منیر جناب مفتی فیض احمد اویسی چشتی نظامی گولڑوی مدظلہ العالی فرماتے ہیں کہ اس قسم کا ایک اور واقعہ میرے تجربے اور علم میں آیا کہ میں نے مدینہ منورہ میں قیام کے دوران

حضرت سید احمد العطاس المعروف مدنی صاحب علیہ الرحمۃ سے استفسار کیا کہ آپ کے تعلقات قبلہ حضور بابو جی رحمۃ اللہ علیہ سے کس طرح پیدا ہوئے تو مدنی صاحب نے اس کی تفصیل یہ بتائی کہ میں ایک مرتبہ حضور تاجدار گولڑہ علیہ الرحمۃ کے دست حق پرست پر بیعت کی غرض سے گولڑہ شریف میں حاضر ہوا تو مجھے یہ سن کر دلی تعجب اور رنج ہوا کہ حضور تاجدار گولڑہ علیہ الرحمۃ کا تو انتقال ہو گیا ہے اور اب تو حضرت بابو جی صاحب کا دور دورہ ہے۔ مجھے حضرت تاجدار گولڑہ علیہ الرحمۃ کی زیارت کا بہت شوق وامنگیر تھا ایک دن صبح کی نماز پڑھ کر کمرہ بند کیئے ہوئے اپنے خاندانی اور اد و وظائف میں مصروف تھا کہ اچانک حضور تاجدار گولڑہ علیہ الرحمۃ بنفس نفیس میرے کمرے میں تشریف لے آئے اور مجھے تسلی دے کر فرمانے لگے کہ مدنی صاحب میں اور سید غلام محی الدین دو نہیں ہیں اس سے میری تشفی ہو گئی اور کچھ عرصہ کے بعد بغدادِ شریف کے قیام کے دوران میں حضرت قبلہ بابو جی سید غلام محی الدین شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف ہوا۔

حضور علیہ السلام کی طرف مژدۂ جانفزہ ☆

حضرت سید احمد العطاس مدنی علیہ الرحمۃ اپنے افادات بعنوان مبشرات مدنی حضرت قبلہ بابو جی رحمۃ اللہ علیہ کے سفرِ حج کے بارے میں ۱۳۶۳ ہجری کے واقعات نقل کرتے ہوئے رقم طراز ہیں کہ عرصہ دس سال گزر جانے کے بعد بھی میرا حافظہ کمزور نہیں مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ میرے مرشد اور میرے سردار حضرت سید غلام محی الدین شاہ المعروف حضور قبلہ بابو جی رحمۃ اللہ علیہ حجاز مقدس میں حج بیت اللہ شریف کی ادائیگی اور زیارت روضہ رسول کریم ﷺ کے لیے تشریف لا رہے تھے اور آپ اپنے ہمراہیوں سمیت جدہ پہنچ چکے تھے کہ مجھے خواب میں آقا حضور علیہ السلام کی زیارت نصیب ہوئی اور میں حضور علیہ السلام کے قریب کھڑا تھا کہ آپ ﷺ نے میرا نام لے کر پکارا اور فرمایا کہ میرے فرزند سید غلام محی الدین شاہ گولڑوی اور ان کے ہمراہی جماعت کو میرا اسلام پہنچا اور اس کو خبر دے کہ میں اس سے راضی ہوں اور وہ مقبولانِ خدا میں سے ہے۔

حجاز مقدس میں ایک قیدی کی ضمانت کے لیے سرکار دو عالم ﷺ کا حکم ☆

حضرت سید احمد العطاس مدنی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے غربا اور مساکین کی آپ ہر سال حج بیت اللہ شریف کے موقع پر اپنی آمد کے وقت ہر طرح کی امداد فرماتے اور

سخاوت کا یہ عالم تھا کہ سلاطین زمانہ بھی ششدر و حیرت زدہ رہ جاتے تھے۔ آپ کی آمد کے موقع پر تمام سائلین و حاجت مندان میرے پاس اپنی اپنی حاجات لکھ لکھ کر بھجوا دیتے تھے اور میں تمام عرائض اور رقعہ جات آپ کی خدمت میں پیش کر دیتا تھا۔ ۱۹۶۳ء کا ہی واقعہ ہے کہ جب آپ تشریف لائے تو بہت خیرات و صدقات اور مال و زکوٰۃ تقسیم فرمائے۔ لوگوں کے جو خطوط مجھ تک پہنچے تھے ان میں ایک خط ایک ایسے قیدی کا جیل سے آیا جو قتل کے الزام میں بند تھا۔ میں نے وہ رقعہ بھی دوسرے رقعوں کے ساتھ جیب میں رکھ لیا اور گھر کے اندر تخت پوش پر بیٹھا بیٹھا سو گیا۔ چونکہ تھکاوٹ بہت تھی اس کی وجہ سے نیند آ گئی اس دوران مجھے حضور علیہ السلام کی زیارت ہو گئی اور سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرما رہے ہیں کہ وہ رقعے کہاں ہیں۔ میں نے جیب میں ہاتھ ڈالا تو وہی قیدی والا رقعہ میرے ہاتھ میں آ گیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ غلام محی الدین سے کہو کہ اس کی طرف سے ضمانت ادا کرے۔ چنانچہ میں بیدار ہوا اور وہ رقعہ حضور علیہ السلام کا پیغام آپ کو دیا تو آپ نے فوراً ہی اس قیدی کی طرف سے وہ تمام چیز ادا کر دی جو حکومت وقت اور حکام کی طرف سے اس پر واجب الادا تھی اور قیدی کو چھڑا دیا۔ اس کے علاوہ وہ تمام قیدی جو اس کے ساتھ جیل میں بند تھے، ان کی طرف سے بھی بطور ضمانت جو بنتا تھا ادا کر دیا اور ان کو جیل سے رہائی دلائی۔ آپ کی اسی سخاوت و ایثار کو دیکھ کر مدینہ منورہ کے لوگوں کے چہرے خیرہ رہ گئے۔ اہلِ مدینہ نے اس پر بڑی خوشی کا اظہار کیا۔

دوسری جنگ عظیم کے خاتمہ کے قریب ۱۹۴۴ء میں جب برصغیر پاک و ہند اور جنوبی مشرقی ایشیاء بلکہ حجاز مقدس کا راستہ سمندر پار کے تمام ممالک کے مسلمانوں پر حج بیت اللہ شریف دوبارہ کھولا گیا تو آپ نے عرب شریف میں تشریف لا کر ایسی بے نظیر و بے مثال داد و دہش فی سبیل اللہ کا مظاہرہ فرمایا کہ جس کی مثال والیانِ ملک کے لیے بھی پیش کرنا مشکل ہو گی۔ کئی برس تک حج بند رہنے کی وجہ سے عرب شریف کے غربا، مساکین، طلبا، اساتذہ کرام، مدارس مشائخ اور خدام حرمین بیرون ممالک کی اقتصادی اعانت سے محروم رہے تھے۔ مارکیٹ کا حال مندہ ہونے کی وجہ سے بڑے بڑے تاجروں کی حالت بھی ناگفتہ بہ تھی۔

آپ نے جدہ سے مکہ مکرمہ اور وہاں سے مدینہ منورہ تک کے راستے میں آنے والی تمام بستیوں اور دیہاتی آبادیوں سمیت ہر درجہ کے مستحق غرباء کی امداد اور اعانت فرمائی اور ان کی ضروریات کی کفالت فرمائی۔ کثیر تعداد میں پہننے کے کپڑے سلوا کر بغرض تقسیم ہمراہ لے گئے تھے۔ مدینہ منورہ میں جب تیار شدہ فہرستوں کے مطابق علماء کرام، مشائخ عظام، دینی مدارس کے طلباء اور اساتذہ مدارس اور

خدام حرمین میں زراعانت تقسیم ہو چکا تو اعلان فرما کر تمام غربا اور مساکین کو ایک حویلی میں جمع کرایا اور اُن میں خیرات تقسیم فرمائی بعد ازاں جب پتہ چلا کہ مقامی پولیس (شرطہ) کو اس کے سال بیشتر حصہ میں تنخواہیں نہیں ملیں تو پولیس کے سپاہیوں کی بھی امداد فرمائی اور ان کے افسروں کو ان کے گھروں پر عطیات بھجوائے۔

شرفائے سادات کے ایک عمر رسیدہ بزرگ مدینہ شریف کے ایک بیرونی محلے میں رہتے تھے۔ آپ بذات خود ان کے گھر تشریف لے گئے۔ وہ کرایہ کے مکان میں رہتے تھے اور کئی برس کا کرایہ مالک مکان کو ادا نہ کر سکے تھے۔ اس کے علاوہ بھی کافی مقروض تھے آپ نے ان کے مکان کا تمام سابقہ کرایہ بھی ادا کیا اور باقی ماندہ لوگوں کا قرض بھی ادا کر دیا جب واپس تشریف لانے لگے تو سید زادے نے عرض کیا کہ چند روز قبل حضور رحمت عالم صلی الہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ بے کس پناہ میں استغاثہ عرض کیا تھا کہ حضور میری مالی حالت بہت خراب ہے مالک مکان اور باقی دیگر قرض خواہ بھی تنگ کر رہے ہیں تو حضور علیہ السلام نے فرمایا تھا کہ تمہارا ایک دوست آنے والا ہے وہ آ کر تمہاری مدد کرے گا۔ آپ جس حویلی میں قیام پذیر ہوتے تھے اس حویلی میں غربا اور مساکین میں تقسیم اعانت کے دوران آپ کے حکم کے مطابق روپوں اور ریالوں سے بھرے ہوئے ٹوکرے کپڑوں سے ڈھانپ دیئے جاتے تھے۔ آپ کی نصیحت تھی کہ روپے کپڑے کے نیچے ہاتھ ڈال کر نکالے جائیں اور کپڑا ٹوکروں پر سے نہ اُٹھایا جائے۔ آپ کے ایک مخلص رفیق میاں غلام قادر فرماتے ہیں کہ تقسیم شروع ہونے سے ایک گھنٹہ بعد اس خیال سے کہ روپے ختم ہو گئے ہوں گے میں نے ٹوکرے سے کپڑا اٹھایا اور جھانک کر دیکھا تو ابھی ایک چوتھائی روپے بھی ختم نہ ہوئے تھے۔ میں سمجھ گیا کہ یہ خدا کی طرف سے غیبی خزانہ کی امداد کا کرشمہ ہے۔ چنانچہ فوراً ٹوکرے کے منہ پر کپڑا ڈال دیا۔ ادھر تقسیم کنندہ نے غلطی سے ٹوکرے کے منہ سے کپڑا ہٹایا تو کیا دیکھا کہ روپوں کی تہہ تیزی سے نیچے کی طرف گر رہی ہے اور تھوڑی دیر میں ٹوکرا خالی ہو گیا۔

اس کے برعکس حویلی کے دوسرے دروازے پر جو ٹوکرا استعمال ہو رہا تھا جس سے کپڑا نہیں اتارا تھا اس میں سے بہت دیر تک تقسیم جاری رہی اور وہاں کے مستحقین کے لیے وہی روپیہ کافی ثابت ہوا اس واقعہ کو سب نے حضور علیہ السلام کا معجزہ شمار کیا۔

تواضع اور انکساری ☆

آپ کے مزاج پر تواضع اور انکساری کا بہت غلبہ تھا۔ اپنی تعریف و توصیف قطعاً پسند نہ

فرماتے تھے آپ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ لوگ تو جھوٹی تعریف کو قابلِ فخر سمجھتے ہیں مگر ہمارے نزدیک سچی تعریف بھی ضرر سے خالی نہیں ہوتی اس سے عجب پیدا ہوتا ہے اور نفس کے قوی ہونے کا امکان ہوتا ہے اس کے برعکس نفس کے خلاف بات سے طبیعت میں انکساری اور توجہ الی اللہ پیدا ہوتی ہے۔

ایک مرتبہ آپ بمبئی میں حکیم شمس الدین صاحب کے ہاں قیام پذیر تھے کہ دوران گفتگو ایک ایسے شخص کا ذکر آ گیا جو آپ کے خاندانِ عالیہ سے بغض وعناد رکھتا تھا اس کی گستاخی اس حد تک بڑھ گئی کہ لوگوں میں کہتا پھرتا کہ یہ سادات کا خاندان نہیں ہے۔ حکیم صاحب نے اس شخص کی مذمت شروع کر دی اس پر آپ نے حکیم صاحب کو منع فرمایا اور ساتھ ہی فرمایا کہ حکیم صاحب کیا خبر ہے کہ علیم وخبیر ذات اللہ جل شانہ کے نزدیک ہم اہل ہیں یا نہیں؟

ان کلمات کو سُن کر حکیم شمس الدین صاحب تڑپ گئے اور خاموش ہو گئے اور بعد میں کسی محفل میں اس بات کا ذکر کرتے ہوئے فرمان لگے کہ آپ اتنے اعلیٰ ظرف کے مالک ہیں کہ آپ کی مثال نہیں ملتی۔ مزید فرمایا کہ اگر میں نے حضور تاجدار گولڑہ علیہ الرحمۃ کے دست حق پرست پر بیعت نہ کی ہوتی تو میں آپ کے ہاتھ پر بیعت کر لیتا۔

اخلاق کریمانہ☆

انہی حکیم شمس الدین صاحب کے ہاں قیام کے دوران ایک سفید ریش بزرگ آپ سے ملنے آئے اور دعوت طعام کی پیشکش کی۔

ان بزرگ کے بارے میں مشہور تھا کہ وہ قوم کے جولاہے ہیں مگر وہ لوگوں میں اپنے بارے میں یہ مشہور کرتے تھے کہ حضور تاجدار گولڑہ علیہ الرحمۃ میرے بھائی ہیں اور انہوں نے اس بات کو بنیاد بنا کر پیری مریدی کا دھندا چمکایا ہوا تھا۔ حکیم صاحب اس کے تمام احوال سے واقف تھے۔ اس لیے اس پر برس پڑے اور اسے مکار کذاب وغیرہ کہنا شروع کر دیا۔ آپ نے حکیم صاحب کو روکا اور فرمایا کہ سفید داڑھی کا لحاظ کریں اور انہیں کچھ نہ کہیں۔ بلکہ آپ نے ان کے ان تمام معاملات سے واقف ہونے کے باوجود اپنے آبائی اخلاق کریمانہ سے کام لیتے ہوئے اس کی دعوت طعام قبول کر کے اس کے گھر بھی تشریف لے گئے۔

اُس شخص نے آپ کی آمد کے پیش نظر شہر کے عمائدین کو بھی دعوت میں بلایا ہوا تھا۔ آپ کے تشریف لے جانے پر اُس شخص نے اپنے تمام مہمانوں کے سامنے آپ کا تعارف کرایا اور ساتھ ہی

کہنے لگا کہ حضور تاجدار گولڑہ علیہ الرحمۃ بڑی شان کے مالک تھے۔ بڑی بڑی دور سے لوگ آتے اور ہر وقت آپ کے گرد لوگوں کا ہجوم رہتا تھا۔ حکیم شمس الدین مرحوم بڑے تیز طبع تھے۔ فوراً بول اُٹھے۔ ''لوگوں کا جمع ہونا بھی کوئی کمال کی بات ہے۔ بھیڑ تو وہاں بھی لگی رہتی ہے جسے بازار حسن کہتے ہیں تو کیا زنان بازاری بھی ولی اللہ ہوتی ہیں؟''

پھر حکیم صاحب نے اعلیٰ حضرت تاجدار گولڑہ علیہ الرحمۃ کے حسب ونسب علم وفضل زہد وتقویٰ پر ایک بصیرت افروز تقریر کی اور شان ولایت پر ایسا نقشہ کھینچا کہ حاضرین بے حد متاثر ہوئے۔

حج بیت اللہ شریف اور زیارات مقدسہ☆

آپ نے اپنی ظاہری حیات مبارکہ میں ۲۰ سے زیادہ حج کیے اور مدینہ شریف میں حضور علیہ السلام کے مزارِ پُر انوار کی بارہا زیارت سے مشرف ہوئے اور اس موقع پر آپ کی کیفیت دیدنی ہوا کرتی تھی۔

اس کے علاوہ نجف اشرف، کربلائے معلیٰ، کاظمین شریفین، بغداد شریف، قونیہ شریف، ترکی، مزار شریف، ہرات شریف (افغانستان) مصر، شام، بیت المقدس، ہندوستان اور دوسرے ممالک میں مختلف مقبولان حق کے مشاہدات مبارکہ کی زیارت کے لیے متعدد سفر فرمائے خصوصاً حضرت مولانا روم علیہ الرحمۃ اور شہنشاہ بغداد حضرت پیرانِ پیر دستگیر رحمۃ اللہ علیہ کی ذات سے تو آپ کو انتہا درجہ کی عقیدت ومحبت تھی کہ بار بار حاضری دیتے تھے۔ تقسیم ہند سے قبل تقریباً ہر سال اجمیر شریف اور ہندوستان کے دیگر مزارات کی زیارت کے لیے تشریف لے جاتے تھے۔ تقسیم ہند کے بعد بھی چند مرتبہ اجمیر شریف کی حاضری کی سعادت حاصل کی۔ توحید وجودی کا ایسا غلبہ تھا کہ تمام خلق خدا پر شفقت و رحمت آپ کی عادت شریفہ بن چکی تھی۔ ہر فرد وملت کے لوگ آپ کے پاس آتے۔ حتیٰ کہ عیسائی ہندو سکھ اور دیگر غیر مسلم بھی آپ سے عقیدت ومحبت رکھتے تھے۔ تقسیم ہند سے پہلے لاہور میں مقیم ایک ہندو مسمی داور کا سنگھ نے ایک مرتبہ عرض کیا کہ مجھے کسی اور چیز کی ضرورت نہیں۔ فقط میرا تعلق خدا سے ہو جائے اس کے اس جذبہ سے آپ اس قدر متاثر ہوئے کہ جب بھی وہ محفل سماع کی مجلس کی درخواست کرتا تو آپ عدیم الفرصتی کے باوجود اس کی قیام گاہ پر ضرور تشریف لے جاتے اور توحید کے موضوع پر سماع منعقد کراتے۔ تقسیم ہند کے بعد بھی آپ نے کئی مرتبہ امرتسر اور دہلی میں ہندو اور سکھوں کے مجمع میں محفل سماع منعقد کرائیں۔ آپ کے ہمراہ رفیق سفر احباب کہتے ہیں کہ ان مجالس کی کیفیت بیان سے باہر ہے۔ ایک مجلس میں قوال محبوب علی نے توحید کے متعلق مضمون بیان کرتے ہوئے یہ مصرعہ پڑھا:

تمہارے بڑے پن میں شک ہے کسے

اور ساتھ ہی اللہ اکبر کہا جس پر تمام مجمع میں اللہ اکبر اللہ اکبر کی صدا گونج گئی۔ اس میں شریک تمام ہندو سکھ بے ساختہ ہاتھ جوڑ جوڑ کر اللہ اکبر کہنے لگے۔ دہلی کی محفل سماع میں پہلے کئی سرکاری اور غیر سرکاری افراد نے آپ کو مشورہ دیا کہ حضرت سماع کی مجلس منعقد کرانا خطرے سے خالی نہ ہوگا۔ آپ نے ان کی بات سن کر اس خیال سے کہ ان ہندو اور سکھ تارکین وطن سے وعدہ ہو چکا ہے اور وہ خدا کی تعریف سننا چاہتے ہیں فرمایا کہ مجلس سماع ضرور ہوگی الغرض خلق اللہ ہونے کی حیثیت سے ہر شخص کے ساتھ حسب مراتب آپ کا تعلق رہا۔ آپ کو خلق خدا کی ایذا رسانی سے اس قدر نفرت تھی کہ اس قسم کے واقعات سننا بھی برداشت نہ فرماتے تھے۔

عفو درگزر اور وضع داری ☆

آپ انتہائی کریم اور حلیم الطبع اور درگزر سے کام لینے والے تھے۔ آپ کی طبیعت میں انتقام نام کی چیز بھی نہ تھی۔ آپ پر کئی مرتبہ حملے ہوئے، دشمن کے بارے میں علم ہونے کے باوجود تعرض نہیں فرمایا۔ ایک مرتبہ آپ کے پلنگ کے نیچے چھپا ہوا دشمن پکڑا گیا مگر آپ نے فوراً ہی معاف کر دیا۔

کئی مرتبہ حاسدین نے گاڑی روک کر گولیوں کی بوچھاڑ کر دی۔ ایک مرتبہ گولیوں کی اُس بوچھاڑ کے وقت آپ کے ہمراہ محبوب قوال بھی تھا آپ نے فرمایا کہ محبوب نعت پڑھو اُس نے مولانا عبدالرحمٰن جامی علیہ الرحمۃ کی مشہور زمانہ نعت پڑھنا شروع کر دی:

نسیما جانب بطحا گذر کن
ز احوالم محمد را خبر کن

اس موقع پر آپ کے ہمراہی دوستوں نے آئندہ کے لیے حفاظتی تدابیر سے متعلق کچھ تجاویز پیش کیں مگر آپ نے یہ کہہ کر ٹال دیا کہ اللہ تعالیٰ خود میرا محافظ و ناصر ہے۔ موت کا ایک دن معین ہے۔ اس سے پہلے نہیں آئے گی اور جب وقت آ گیا تو جو بہانہ اور مقام مقرر ہوگا اسے کوئی تدبیر نہیں ٹال سکے گی۔

اسی طرح آپ میں وضع داری بھی کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔ جس سے ایک مرتبہ تعلق ہو گیا پھر آپ نے تا دمِ آخر اُسے نبھایا کوئی لاکھ توڑے مگر آپ نے اسے جوڑنے ہی کی کوشش کی۔

حکیم شمس الدین مرحوم بمبئی والوں نے ایک مرتبہ اعلیٰ حضرت تاجدار گولڑہ علیہ الرحمۃ کی خدمت میں خط لکھا کہ باوجود اس کے کہ میری بیعت آپ کے دست حق پرست پر ہے مگر فلاں عورت کی محبت میرے دل میں ایسی رچ بس گئی ہے کہ دل سے نکلتی نہیں ایسی بیعت سے کیا فائدہ؟ میں اپنی بیعت فسخ کرتا ہوں۔

اس کے ساتھ انہوں نے ایک خط آپ کو بھی لکھا چونکہ حکیم صاحب اور آپ کے درمیان بڑی محبت اور دل لگی تھی۔ انہوں نے خط میں لکھا کہ میں آپ کے والد گرامی علیہ الرحمۃ سے قطع تعلق کرتا ہوں۔ لہٰذا آپ، مجھ سے تعلق منقطع فرمالیں۔

شمس الدین حضور تاجدار گولڑہ علیہ الرحمۃ کے مرید ہونے کے علاوہ آپ کے استاد بھائی بھی ہیں۔ چونکہ مولانا لطف اللہ علی گڑھی کے شاگرد تھے۔

حکیم شمس الدین کے خط کے جواب میں حضور تاجدار گولڑہ علیہ الرحمۃ نے لکھا کہ تم شوق سے قطع تعلق کرلو مگر ہماری طرف سے آشنائی اور خیر خواہی میں کوئی کمی نہیں آئے گی۔

اسی طرح آپ نے بھی انہیں خط کے جواب میں لکھا کہ جب آپ نے حضور تاجدار گولڑہ علیہ الرحمۃ سے تعلق قائم کیا تھا تو اس وقت میں نے وکالت نہیں کی تھی۔ اب اس تعلق کا توڑنا آپ کا اور حضرت کا معاملہ ہے یہ ہمارے تعلق پر اثر انداز نہ ہوگا۔

آپ کے بچپن کے ہم جولیوں میں سے ایک ساتھی کا انتقال ہو گیا تو آپ آبدیدہ ہو کر فرمانے لگے دل چاہتا ہے کہ جب میرا وقت آجائے تو اس ساتھی کے پہلو میں میری قبر بنے۔ اُس دوست کے انتقال کے بعد اس کے صاحبزادے پر آپ بڑی نظر اور شفقت فرماتے تھے اور فرماتے تھے کہ یہ میرے دوست کا بیٹا ہے۔

آپ کی دینی وملی خدمات ☆

دین وملت کی خدمت کے اہم فریضہ کی جو مستحکم بنیاد حضرت تاجدار گولڑہ حضرت پیر سید مہر علی شاہ علیہ الرحمۃ نے رکھی تھی۔ اس کی تعمیر و ترقی میں ایک جانشین کی حیثیت سے آپ نے قابل قدر خدمات انجام دیں۔ آستانہ عالیہ پر تمام علوم دینیہ کی تحصیل کے لیے قائم شدہ جامعہ غوثیہ میں ساٹھ ستر طلباء کے قیام و طعام اور تعلیمی ضروریات اور مدرسین کی کفالت کا مکمل انتظام تھا۔ تقریباً چھ ہزار مطبوعہ اور

قلمی کتب پر مشتمل کتب خانہ دارالافتاء اور حضرت تاجدار گولڑہ علیہ الرحمۃ کی تصانیف کی اشاعت اور اعراس مبارکہ کے علاوہ محرم الحرام، میلاد شریف اور معراج شریف وغیرہ کی تقریبات پر اہل سنت جماعت کے مسلک کی ترویج و اشاعت کے لیے علمائے کرام کی تقاریر اور مجالس سماع کا آپ نے باقاعدہ انتظام فرما رکھا تھا۔ جس سے ہزاروں حاضرین مستفید ہوتے تھے۔

حضور تاجدار گولڑہ علیہ الرحمۃ کے زمانے میں بڑا اجتماع بڑی گیارہویں شریف کے حوالے سے ربیع الثانی کی ۹۔۱۰۔۱۱ کو ہوتا تھا۔ اُس وقت حاضرین کی تعداد ہزاروں میں تھی۔ مگر آپ کے زمانے میں تعداد لاکھوں تک پہنچ چکی تھی۔ اس سالانہ عرس کے علاوہ حضور تاجدار گولڑہ علیہ الرحمۃ کا سالانہ عرس مبارک ۲۹ صفر کو کراتے دوسرے دن چادر چڑھائی جاتی۔ ۱۲ ربیع الاول شریف کو رات بھر میلاد شریف کی محفل بڑے تزک احتشام سے منعقد فرماتے۔ اوّل شب سے درود شریف کی محفل ہوتی آدھی رات کے وقت تقریریں اور نعت خوانی ہوتی تھی۔ حضور علیہ السلام کی عین ولادت باسعادت کے وقت قیام و سلام ہوتا تھا اور ایک سو ایک گولوں کی سلامی دی جاتی تھی۔ جس کا منظر عجیب روح پرور ہوتا تھا۔ الحمدللہ یہ سلسلہ آج بھی آپ کے موجودہ جانشین حضرت قبلہ شاہ عبدالحق گیلانی مدظلہ العالی قائم رکھے ہوئے ہیں۔

آپ کے دور میں آستانہ عالیہ پر تدریس و افتاء اور امامت و خطابت کے فرائض انجام دینے والوں میں مولانا قاری نعمت اللہ آلہ آبادی مرحوم مولانا سید محمود احمد شاہ راولپنڈی مولانا محب النبی علیہ الرحمۃ بھوئی شریف ضلع اٹک حافظ عطا محمد پدھراڑ علاقہ سون، مولانا قاری محبوب علی صاحب لکھنوی، مولانا عبدالرزاق صاحب گوہر ضلع راولپنڈی، مولانا فریدالدین صاحب بھوئی گاڑ ضلع اٹک، مولانا فتح محمد مرحوم راولپنڈی، مولانا اللہ بخش اور مولانا خدا بخش صاحب مٹھیال ضلع اٹک، مولانا محمد فاضل صاحب گوجر خان کے اسمائے گرامی خاص طور پر قابلِ ذکر ہیں۔ ان کے علاوہ اپریل ۱۹۶۰ء سے مفتی فیض احمد فیض چشتی گولڑوی صاحب بھی اس مرکز روحانیت سے وابستہ ہیں۔ جبکہ جامع مسجد گولڑہ شریف دربار ہذا میں نماز جمعہ کی خطابت و امامت کے فرائض علامہ مفتی محمد عمر صاحب سرانجام دے رہے ہیں۔ مقامی طور پر متذکرہ بالا خدمات کے علاوہ اندرون ملک اور بیرون ملک جہاں اور جب کبھی کوئی ایسا مسئلہ پیدا ہو جائے جس میں دینی نقطہ نظر سے تعاون کی اشد ضرورت ہوتی وہاں آپ کی ذات والا صفات سیاسی اور

ذاتی اغراض سے بالاتر ہو کر محض رضائے خدا اور مسلمانوں کے مفاد کے پیش نظر حتی الوسع امداد فرماتے رہتے تھے۔ قیام پاکستان کے زمانہ میں آپ مسلم لیگ کی حمایت میں پیش پیش رہے۔

۴۸۔۱۹۴۷ء میں جہاد کشمیر کے موقع پر مجاہدین اور مہاجرین کی ہر ممکن نقد و جنس سے بھرپور امداد فرمائی۔ ۱۹۵۶ء میں تحریک ختم نبوت کے موقع پر آپ نے بھرپور کردار ادا کیا۔ ستمبر ۱۹۶۵ء کی جنگ میں آپ نے ذاتی طور پر مجاہدین و مہاجرین کی امداد فرمائی اور اپنے متوسلین کو بھی خاص طور پر اس جہاد میں حصہ لینے کی ترغیب دی اور تاکید فرمائی اور خلاف معمول و مشرب اس موقع پر ریڈیو پاکستان سے اپنے عقیدت مندان کے لیے تقریر بھی ریکارڈ کرائی جو ۱۶ ستمبر ۱۹۶۵ء کو ریڈیو پاکستان سے نشر کی گئی۔

آپ کی اولاد پاک ☆

آپ کو خداوند قدوس نے ایک بیٹی اور دو فرزند عطا فرمائے۔ ان میں بڑے صاحبزادے حضرت سید غلام معین الدین شاہ گیلانی علیہ الرحمۃ جو بڑے لالہ جی کے نام و لقب سے مشہور ہیں جن کی ولادت باسعادت ۱۹۲۰ء میں ہوئی تھی اور دوسرے صاحبزادے حضرت سید شاہ عبدالحق شاہ گیلانی مدظلہ العالی آپ چھوٹے لالہ جی کے لقب سے مشہور ہیں۔ ان کی ولادت باسعادت ۱۹۲۶ء الحمدللہ ان دونوں فرزندان کی ولادت باسعادت حضور تاجدار گولڑہ علیہ الرحمۃ کے زمانہ میں ہوئی اور حضرت خواجہ گولڑوی سرکار کے وصال باکمال کے وقت بڑے لالہ جی کی عمر شریف ۱۷ برس اور چھوٹے حضرت شاہ عبدالحق شاہ صاحب کی عمر شریف گیارہ برس تھی۔ اللہ کریم نے ان دونوں صاحبزادگان کو حضور خواجہ گولڑوی کی خصوصی نوازشات سے بہرہ اندوز ہونے کا کافی موقعہ عطا فرمایا تھا۔

آپ کی شادی مبارکہ ☆

آپ کی شادی خانہ آبادی ۱۹۱۰ء میں ہوئی۔ اس مبارک تقریب سعید میں ہر شعبہ زندگی سے تعلق رکھنے والے افراد نے شرکت کی۔ عوام و خواص کے علاوہ جید علمائے کرام مشائخ عظام صوفیائے کرام کثرت سے شامل ہوئے۔ حضرت سید محمد صاحب دیوان صاحب پاک پتن شریف حضرت خواجہ محمود صاحب تونسہ شریف حضرت خواجہ محمد ضیاء الدین صاحب سیال شریف حضرت میاں شیر محمد شرقپور شریف حضرت امیر ملت پیر سید جماعت علی شاہ صاحب اور حافظ جماعت علی شاہ ثانی صاحب علی پور

شریف ضلع نارووال رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین خصوصی مہمانوں میں سے تھے۔

خطبہ نکاح بعد نماز ظہر حضرت اجی جی صاحب علیہ الرحمۃ کے مزار شریف کے قریب پڑھا گیا۔ دعا کے بعد مجلس سماع منعقد ہوئی اور عجیب سماں بندھ گیا۔ جس کی کیفیت بیان سے باہر ہے۔ حضرت صاحبزادہ خواجہ محمود تونسوی علیہ الرحمۃ سجادہ نشین تونسہ شریف کی خواہش پر گھوڑسواری کے کرتب دکھانے کا اہتمام بھی کیا گیا۔ کسی سوار نے نیزہ بازی کے ہنر دکھائے تو کسی نے گھوڑے کی پشت پر کھڑے ہوکر اسے دوڑایا۔ کسی نے شمشیرزنی کے جوہر دکھائے۔ الغرض اس کھیل سے سب حاضرین محظوظ ہوئے۔ حضور تاجدار گولڑہ علیہ الرحمۃ بھی اپنے خصوصی مہمانوں کے ہمراہ بنفس نفیس شریک اجتماع رہے۔ اس موقع پر ایک حادثہ بھی پیش آیا۔ علاقہ پوٹھوار کے ایک سیّدزادے جو ایک مرتبہ اپنے جوہر دکھا چکے تھے۔ دوبارہ بغیر باری اور بغیر اجازت کے نیزہ بازی کے لیے تیار ہو گئے۔ دوڑ میں گھوڑے نے ٹھوکر کھائی اور گر کر بے ہوش ہو گیا۔ سیدزادے نے بھی لمبی قلابازی کھائی اور دور جا گرے۔ جب گھوڑے کے بچنے کی کوئی اُمید باقی نہ رہی تو صاحبزادہ محمود احمد تونسوی نے حضرت تاجدار گولڑہ علیہ الرحمۃ سے فرمایا کہ آپ ہی اس گھوڑے کا کوئی علاج فرمائیں۔ آپ اس گھوڑے کے قریب تشریف لے گئے اور حکم دیا کہ ایک سفید چادر اس پر ڈال دو اور کچھ دیر یونہی رہنے دو۔ چنانچہ کچھ دیر کے بعد اتاری گئی تو گھوڑا بالکل صحیح سلامت کھڑا ہو گیا۔

اس کے بعد حضور تاجدار گولڑہ علیہ الرحمۃ نے اُس سیّدزادے سے فرمایا کہ اپنی باری کے بغیر سبقت نہیں کرنی چاہیے۔

آپ کی شادی پر حضور تاجدار گولڑہ علیہ الرحمۃ نے ارشاد فرمایا کہ اولاد کی شادی کی خوشی تو ہر والدین کو ہوتی ہے تاہم مجھے اس بات کی زیادہ خوشی ہوئی ہے کہ اس بہانے سے اتنی ذی وقار شخصیتیں یہاں جمع ہو گئی ہیں۔ احباب سے ملاقات اور ان کی میزبانی کا شرف حاصل ہوا۔ اور حضرت اجی جی صاحب علیہ الرحمۃ کی یہ وصیت کہ غلام محی الدین شاہ کی شادی بڑے اہتمام سے کرنا بھی پوری ہو گئی۔

زندگی کے شب و روز اور عادات شریفہ☆

آپ کی صحت مبارکہ بفضل تعالیٰ عمرِ عزیز کے بیشتر حصہ میں قابل رشک رہی۔ میانہ قد پر سفید

لباس۔ گندمی رنگ کالی پُر پیچ زلفیں اور سُرمگیں مدھبری آنکھیں ایک ایسا نقشہ پیش کرتی تھیں کہ دیکھنے والا دیکھتا ہی رہ جاتا تھا۔ اپنے چہرہ مبارک کی وضع قطع سے آپ اپنی اصل عمر سے بھی کم نظر آتے تھے۔ سادہ غذا آپ کو بہت پسند تھی اور کھانے پینے کے لیے مٹی کے برتن زیادہ استعمال فرماتے تھے۔ دورانِ سفر جب کبھی اپنے کسی ملنے والے کے اصرار پر اُس کے ہاں کھانے کی دعوت اس شرط پر قبول کرتے تھے کہ دال یا سبزی یا ایک قسم کا سالن پکایا جائے۔ بسا اوقات ایسا بھی اتفاق ہوتا تھا کہ کسی ملنے والے کے ہاں قیام ہوتا تو وہاں بہت سے کھانوں کی بہتات دیکھ کر ناپسندیدگی کا اظہار فرماتے تھے چونکہ تکلف اور فضول خرچی سے آپ بہت پرہیز فرماتے تھے ایسا بھی اتفاق ہوتا تھا کہ آپ کسی کے ہاں کھانے کے وقت اچانک بغیر کسی طلاع کے پہنچ جاتے تو اس وقت گھر میں موجود جو کچھ ہوتا وہ ہی کھانا پسند فرماتے تھے اور اس وقت فرماتے کہ دیکھو اپنے لیے کتنا اچھا کم مرغن سالن اور کھانا پکاتے ہیں اور ہمیں پیار کرنے کے لیے مرغن کھانے اور اتنا سارا گھی ڈال دیتے ہیں۔ سہل پسندی سے آپ ہمیشہ دور رہتے جسم کو مشقت کا ایسا عادی بنا دیا تھا کہ تھکاوٹ محسوس نہ فرماتے تھے۔ دورانِ سفر کبھی پیدل چلتے تو اس قدر تیز تیز قدم اُٹھاتے کہ آپ سے کم عمر والے پیچھے رہ جاتے۔ اپنے آباؤ اجداد کی طرح گھوڑے کی سواری کو پسند فرماتے تھے۔ بسا اوقات صبح کے وقت گھوڑے پر سوار ہو کر ساتھ والے گاؤں بادیا میرا تشریف لے جاتے۔ شام کے وقت عموماً راولپنڈی تشریف لے جاتے اور حاجی محمد شفیع کی دوکان واقعہ پرانہ قلعہ پر کچھ دیر قیام فرماتے اور عشاء کی نماز پڑھ کر واپس دربار عالیہ میں تشریف لاتے۔ پرانے قلعے سے تھوڑی دیر کے لیے آپ اپنے پرانے مخلص منشی رحیم بخش کے گھر لالکڑتی تشریف لے جاتے تھے۔

دوسری جنگ عظیم کے دوران جب پٹرول کی راشن بندی ہوئی تو آپ نے گاڑی کا سفر ترک کر کے راولپنڈی تک کے لیے گھوڑے تانگے کی سواری کا معمول بنا لیا۔ حالانکہ کچی سڑک پر یہ بیس میل کا سفر خاصہ دشوار تھا۔

لنگر شیف سے ریلوے اسٹیشن گولڑہ تک دو میل کا سفر پیدل فرماتے وہاں سے تانگے پر سوار ہوتے۔ پرانہ قلعہ والے حاجی محمد شفیع سے آپ کا دیرینہ اور دلی تعلق تھا وگرنہ آپ کے خدام میں بڑے بڑے صاحب ثروت لوگ شامل تھے اور انہوں نے یہ کوشش بھی کی کہ آپ بجائے حاجی محمد شفیع کی دکان پر جانے کے ہمارے ہاں تشریف لایا کریں مگر آپ نے پرانے تعلق کو چھوڑنا گوارہ نہ کیا۔ جب حاجی محمد

شفیع بیمار ہو گئے اور دکان پر آنے جانے سے معذور ہو گئے تو پھر آپ شام کو منشی رحیم بخش لالکڑتی والوں کے پٹرول پمپ واقع چاولہ گیراج مال روڈ صدر تشریف لے جاتے لالکڑتی کا یہ خاندان لنگر شریف سے خصوصی عقیدت ومحبت رکھتا ہے۔ منشی رحیم بخش کے بھتیجے حاجی غلام قادر تو اپنی جوانی ہی کی عمر سے آپ کی ذات وال صفات سے وابستہ ہو گئے تھے اور سفر وحضر میں آپ کے ساتھ ہی رہتے تھے۔ شام کی اس مجلس میں شہر اور دور دراز مقام سے آئے ہوئے بڑے بڑے صاحب علم وصاحب ذوق حضرات شامل ہوتے اور اس دوران علمی اور روحانی مسائل زیر بحث آتے تھے۔ آپ کی ذات مبارک کو خدا نے ایسا وقار، تمکنت اور جلال عطا فرمایا تھا کہ آپ کی تمام مجالس نہایت سنجیدہ اور پروقار ہوتی تھیں۔ آپ کے پاس آنے والوں میں زیادہ تر لوگ وہی ہوتے تھے جو زمانے کے ستائے ہوئے اور مصیبت میں گرفتار لوگ اپنی مشکلات کے حل کے لیے اور صحت وسلامتی کے لیے آپ سے دعا کے طلب گار ہوتے تھے۔

علالت کے اسباب وابتداء☆

قیام پاکستان کے بعد ابتدائی سالوں میں ہی حکومتی اہلکاروں عہدیداروں کی غلط پلاننگ اور اقربا پروری ذاتی مفادات کا حصول اور غریب عوام کی طرف سے انتظامیہ کی بے توجہی نے غریب عوام کا جینا دوبھر کر دیا آپ کے دربار میں لوگ آ کر جب حکومت وقت کی غلط کاریوں اور ظلم وتشدد اور مہنگائی بے حیائی کا رونا روتے تو آپ کی طبیعت میں اضطراب آ جاتا تھا۔ آپ پریشان اور غمگین ہو جاتے تھے۔ ۱۹۷۱ء کی جنگ میں مشرقی پاکستان کا سانحہ ہوا تو آپ کے قلب نے اس کا گہرا اثر لیا اور اس واقعہ سے دل پر اس قدر شدید چوٹ لگی جو برداشت سے باہر تھی اور جب پاکستانی جنگی قیدیوں کے عزیز واقارب آپ کی خدمت عالیہ میں ان کی رہائی کے لیے دعا کی خاطر حاضر ہوتے اور آپ سے ان کی تکلیفوں کا ذکر کرتے تو آپ تڑپ جاتے اور فرماتے کہ ملک کا بڑا حصہ بھی گیا اور نوے ہزار مسلمان جنگی قیدی دشمنانِ اسلام کے قبضے میں ہیں نہ جانے ان کا کیا حال ہوگا۔

ان تمام تکلیف دہ باتوں کا آپ کے قلب اطہر پر لازمی اثر ہونا تھا۔ ۱۹۷۱ء میں حج بیت اللہ شریف سے واپسی کے موقع پر آپ نے حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی علیہ الرحمۃ کے مزار پر حاضری کا پروگرام بنایا اور یہ سفر آپ نے بذریعہ کار کیا۔ کاروں کے اس قافلہ میں آپ سب سے آخر میں مخلص عزیز الحق قریشی جو نوابزادہ محمد سعید قریشی کے فرزند اور نوابزادہ محمد ذاکر قریشی کے بھتیجے تھے۔ ان کی کار

میں سفر فرماتے رہے۔ سرگودھا کا یہ قریشی خاندان صاحب ثروت ہونے کے ساتھ ساتھ اولیاء اللہ سے نہایت عقیدت ومحبت رکھتا تھا اور ان کے جدامجد محمد حیات قریشی مرحوم حضور تاجدار گولڑہ علیہ الرحمۃ کے مرید تھے۔ عزیز الحق قریشی آپ کو بہت عزیز تھے۔ جاتے ہوئے قندھار میں قیام کے دوران آپ نے سخت کمزوری اور سخت بے چینی محسوس کی۔ ٹھنڈے پسینے بھی آئے مگر آپ نے اپنے رفقائے سفر کو اس خیال سے نہ بتایا کہ یہ پریشان ہو جائیں گے ان کو خبر تک نہ ہونے دی اور پوری ہمت سے سفر جاری رکھا۔ راستہ میں دوبارہ پھر اُسی طرح تکلیف محسوس ہوئی اور ہرات پہنچ کر آپ نے رفقاء کے اصرار پر ڈاکٹروں کو دکھایا ڈاکٹروں نے فوری آرام کا مشورہ دیا اور دوائی بھی دی۔ مگر آپ نے جس مقصد کی تکمیل کے لیے اتنا طویل سفر کیا تھا اس کے بغیر بھی آرام سے نہ رہتے تھے۔

آپ روزانہ تین چار گھنٹے حضرت علامہ عبدالرحمٰن جامی علیہ الرحمۃ کے مزارِ پُرانوار پر حاضری دیتے اور ہرات میں پانچ روز اور قیام کے بعد آپ کابل سے مزار شریف کے راستے گیارہ اکتوبر ۱۹۷۱ء کو واپسی گولڑہ شریف پہنچے۔

مگر چند دن قیام کے فوراً بعد مٹھاٹوانہ ضلع سرگودھا ایک شادی کے سلسلہ میں جانا پڑ گیا۔ وہاں سے براستہ ستیانہ کھیانہ، جھنگ تشریف لائے کھیانہ میں قیام کے دوران احباب کے پُرزور اصرار پر ان کے گھروں میں دور دراز علاقوں میں تشریف لے گئے اور ایک جگہ ایک نالے کر عبور کرنے کے لئے آپ کو چھلانگ لگانا پڑی۔ اس کا اثر یہ ہوا کہ کھیانہ سے واپسی پر کبیر والا پہنچ کر آپ نے دل کے قریب تکلیف محسوس فرمائی اور وہ دوائی دوسری گاڑی سے منگوائی اور اپنے منہ میں رکھی جو ڈاکٹر کرنل محمد شفیع نے ایسے موقع پر استعمال کرنے کے لئے دی تھی۔

ملتان پہنچے کے فوراً بعد آپ کی طبیعت پر نقاہت اور کمزوری کا پرزور حملہ ہوا ملتان میں آپ خواجہ مظفر محمود کے صاحبزادے خواجہ محمد مسعود کی کوٹھی پر قیام فرمایا کرتے تھے۔ جو بہت عاجزی اور انکساری کے مالک تھے۔ اس صفت کیوجہ سے آپ نے انہیں فقیر صاحب کے لفظ سے نوازا ہوا تھا۔

ملتان کے مخلصین مریدین عقیدت مندان نے تمام بڑے بڑے ڈاکٹروں کو بلا کر آپ کا علاج شروع کر دیا اور زبردستی تین روز تک آپ کو ملتان میں قیام کرانے کی نیت سے رکھا اور ملتان سے گولڑہ شریف تک کا سفر بذریعہ کار کرنے سے منع کر دیا اور ملتان سے بذریعہ کار آپ کو لاہور لایا

گیا۔وہاں سے بذریعہ ہوائی جہاز آپ راولپنڈی پہنچے۔راولپنڈی پہنچ پر آپ کو ڈاکٹروں نے مکمل آرام کا مشورہ دیا مگر آپ نے علالت کے باوجود اپنے روزمرہ کے معمولات اور اوراد و وظائف میں ذرہ برابر بھی فرق نہ آنے دیا۔صاحبزادگان کے بار بار اصرار پر اتنا کیا کہ مجلس سے مکان کی طرف جاتے ہوئے راستہ میں چڑھائی کی وجہ سے آپ پیدل جانے کی بجائے کار میں گھر تک تشریف لے جاتے مگر اس کے ساتھ ساتھ صاحبزادگان اور عقیدت مندان سے فرماتے کہ تم مجھے بالکل معذور بنانا چاہتے ہو مجھے کچھ تو پیدل چلنے دیا کرو۔

دل کی تکلیف کو ابھی کچھ افاقہ ہوا تو مسلسل ہچکی کی تکلیف شروع ہوگئی۔جس کی وجہ سے آپ کے جسم مبارک میں اور کمزوری واقع ہوگئی۔اسی دوران حج بیت اللہ شریف کا زمانہ آیا تو آپ نے ڈاکٹروں کی شدید مخالفت کے باوجود اس مقدس فریضہ کی ادائیگی کے لئے حج پر جانے کا پروگرام بنا لیا۔دسمبر ۱۹۷۲ء میں اپنے خاندان اور دیگر متعلقین کے ہمراہ حج بیت اللہ شریف کی سعادت حاصل کرنے کے لئے حرمین شریفین حجاز مقدس تشریف لے گئے اور واپسی پر کربلائے معلیٰ نجف اشرف کا ظمین شریفین بغداد شریف میں بھی حاضری دی۔آپکا معمول تھا کہ ایسے سفر کے دوران اپنے سب رفقا اور ہمراہیوں کو گاڑی میں سوار کر کے بعد ازاں آخر میں خود سوار ہوتے اور پھر منزل بمنزل چلتے کسی بھی منزل پر قیام کے دوران اپنے ہر ایک ہمراہی کے لئے قیام کا انتظار فرما کر آخر میں اپنے قیام کا بندوبست فرماتے تھے۔بسا اوقات ایسا بھی ہوتا کہ تمام رفقاء اپنے اپنے ڈیروں پر آرام کر رہے ہوتے تھے۔اور آپ باہر کسی کھلی جگہ میں تشریف فرما ہو کر آرام فرماتے آپ فرمایا کرتے کہ ایسے سفروں میں چونکہ طبیعت کا رجحان یکسوئی سے منزلِ مقصود کی جانب ہوتا ہے اس لیے دوران سفر کسی تکلیف یا کمزوری کا بالکل احساس نہیں ہوتا۔یہ سفر حجاز مقدس و عراق آپ کا آخری سفر تھا اس سفر کے بعد آپ کی طبیعت مبارک میں نمایاں تبدیلی واقعہ ہوئی۔آپ اکثر و بیشتر خاموش رہنے لگے ایسا معلوم ہوتا تھا کہ آپ کا جسم مبارک تو گولڑہ شریف میں ہے۔مگر آپ کا قلب و روح مبارک کسی نہایت ہی اعلیٰ وارفع مقام پر متمکن ہے بعض مرتبہ استغراق کا یہ عالم دیکھنے میں آیا کر آپ اپنے پاس بیٹھے ہوئے آدمی سے پوچھا کرتے تھے اب مجھے کیا کرنا ہے ان ہی دنوں آپ محبوب قوال کو مولانا روم کی مثنوی شریف کے مندرجہ ذیل اشعار پڑھنے کے لئے ارشاد فرمایا کرتے تھے۔

چند باشی عاشق صورت بگو　　طالب معنی شود معنی بجو
صورت ظاہر فنا گردو بداں　　عالم معنی بماند جاوداں
گفت المعنی ھو اللہ شیخ دیں　　بحر معنی ہاست رب العلمین

آخر دنوں میں ایسا معلوم ہوتا تھا کہ آپ کو اپنے سفر آخرت کا علم ہوتا تھا اور ان اشعار کو بار بار سُن کر آپ اپنے ملنے والوں کو اپنی جدائی کے لئے تیار فرما رہے تھے۔ یہ بات ایک ایسی حقیقت ہے کہ آپ کی ذات والا صفات اپنے ملنے والوں کے لئے بڑی ہی محبوب و ملجاو ماوی تھی، جس کا احاطہ تحریر میں لانا ناممکن ہے۔ اس لئے کہ آپ کے جاننے والوں کی تو کائنات ہی آپ کے دم قدم سے آباد تھی۔ ان کے لئے آپ کی ایک پل کی جدائی بھی محال تھی اور ایسے حضرات میں چند رفقاء ہی نہیں بلکہ ایک جہان آپ کا گرویدہ اور پرستار تھا۔ اور خود آپ سے بھی یہ بات مخفی اور پوشیدہ نہ تھی کہ جدائی کس قدر تکلیف دہ چیز ہوتی ہے۔ اس لئے آپ خوب اچھی طرح سمجھتے تھے کہ میرے جانے کے بعد میرے چاہنے والوں پر کیا گذرے گی۔ آپ کے ایک پرانے نیاز مند مہر احمد نواز خان جو اپنی پُر مزاح باتوں سے آپ کی طبیعت کو بہلایا کرتا تھا۔ مندرجہ بالا اشعار سُن کر عرض کرنے لگا۔ حضور آپ ہمیں اس قسم کی باتیں سنا سنا کر دوسرے راستے پر نہ لگائیں ہم جانتے ہیں کہ معنی اچھی چیز ہیں مگر ہمیں تو آپ کی صورت ہی بڑی پیاری ہے۔ آپ اسی کو ہمارے پاس رہنے دیں۔

۵ نومبر ۱۹۷۳ء کو آپ دیرینہ نیاز مند ریاست امب کے نواب صاحب کے انتقال پر ایبٹ آباد سے ہوتے ہوئے شیر گڑھ تشریف لے گئے اور چھ نومبر ۱۹۷۳ء کو آپ ریحانہ ضلع ہری پور ہزارہ میں سردار بہار خان کی والدہ ماجدہ کی تعزیت کے سلسلہ میں رکے۔ وہاں سے اُسی رات واپس گولڑہ شریف پہنچے۔

۸ نومبر ۱۹۷۳ء کو آپ نے ناشتے کے بعد حسب معمول محبوب قوال سے کلف لگوائی اسی دوران آپ نے زبان کی روانی میں رکاوٹ محسوس کی۔ محبوب قوال جب بیٹھک سے نیچے اترا تو فوراً اُس نے آپ کے بڑے صاحبزادے پیر سید غلام معین الدین شاہ صاحب سے عرض کیا کہ آپ کی زبان کی روانی میں فرق محسوس ہو رہا ہے۔ ابھی یہ باتیں ان کے مابین ہو رہی تھیں کہ آپ بذات خود بیٹھک سے نیچے کی طرف تشریف لے آئے اور آپ نے بھی اپنے بڑے صاحبزادے سے اس بات کا

ذکر فرمایا حضرت شاہ غلام معین الدین علیہ الرحمتہ نے فوراً اس تکلیف کو آپ کی گفتگو سے محسوس کرتے ہوئے آپ کے خصوصی معالج ڈاکٹر کرنل محمد شفیع کو فون کر کے بلایا تو ڈاکٹر نے معائنہ کرنے کے بعد کہا کہ آپ کی زبان پر فالج کا اثر ہے۔اس لئے مکمل آرام کیا جائے۔مگر آپ نے اپنے معمولات میں اتنا فرق ڈالا کہ پہلے مجلس سے گھر کی طرف کار میں جایا کرتے تھے اور پیدل گھر سے مجلس میں تشریف لاتے تھے۔مگر اب گھر سے بھی بذریعہ کار تشریف لانے کا سلسلہ شروع کر دیا۔ڈاکٹروں کی دوائیوں کے ساتھ ساتھ ہومیو پیتھک کا علاج اور حکیموں کی تیار کردہ یونانی دوائیاں بھی استعمال کرتے رہے۔جس سے تھوڑے عرصے میں ہی افاقہ ہو گیا تاہم زبان کی روانی مکمل طور پر بحال نہ ہوئی۔

مدینہ شریف سے مدنی صاحب کی آمد☆

ابھی آپ زیر علاج تھے کہ حج کا زمانہ آ گیا کمزوری اور نقاہت کے باوجود آپ حج بیت اللہ کی ادائیگی کے لئے تیار ہو گئے۔مگر ڈاکٹر صاحبان اور صاحبزادگان کے بار بار اصرار وارہ ملتوی فرمادیا اور فرمایا کہ حج کے بعد عمرہ کیلئے جائیں گے۔ابھی پروگرام بن ہی رہا تھا کہ ۵ مارچ ۱۹۷۳ء کو اچانک اطلاع ملی کہ جناب مدنی صاحب کراچی پہنچ گئے ہیں۔اطلاع کے ملتے ہی آپ ڈاکٹر کرنل محمد شفیع ۔مشتاق قوال خواجہ خدابخش ،خواجہ محمد اعظم ملتانی کے ہمراہ ۶ مارچ کو بذریعہ ہوائی جہاز راولپنڈی گولڑہ شریف سے کراچی جناب مدنی صاحب کے استقبال کے لئے چلے گئے۔

جناب سید الشیخ محمد العطاس علیہ الرحمتہ آپ کا مرید ہونے کا صرف زبانی دعوی ہی نہیں کرتے لکھتے تو ان الفاظ سے خط کی ابتدا فرماتے تھے۔

من مسقط راس المدینة المنورہ　　　　الی مسقط قلبی گولڑہ شریف

ترجمہ: یہ خط جا رہا ہے اُس دیار یار پاک سے جہاں میرا سر گرا ہے طرف سے اس دیار کے جہاں میرا قلب گرا ہے۔

نوٹ: جناب الشیخ سید احمد العطاس مدنی علیہ الرحمتہ آپ کے وصال باکمال کے تھوڑے عرصے بعد ہی یکم رمضان المبارک ۱۳۹۴ء ہجری کو اس دار فانی سے واصل بحق ہو کر اپنے مرشد کریم سے جا ملے تھے۔جب آپ ۶ مارچ ۱۹۷۳ء کو مدنی صاحب کو کراچی سے گولڑہ شریف لانے کے لئے کراچی پہنچے تو

آپ نے حسب معمول صادق ٹریڈرز کے دفتر میں قیام فرمایا۔ بعد میں آپ کے ایک مخلص مرید صادق اور رفیق خاص احمد داؤد کے بے حد اصرار اور منت وسماجت سے اپنے گھر لے گئے۔

احمد داؤد صاحب آپ کی ذات والا صفات سے بے حد محبت وانس رکھتے تھے اور آپ بھی ان سے خصوصی شفقت فرماتے۔ حتیٰ کہ کراچی قیام کے دوران اندرون ملک اور بیرون ملک تمام سفروں کا انتظام انہی احمد داؤد صاحب کے سپرد ہوتا تھا۔ احمد داؤد صاحب دل کے مریض تھے۔ مگر لنگر کیلئے پیدل سفر کرتے اور دوڑتے پھرتے تھے۔ بہرحال کراچی میں تین دن قیام کے بعد آپ مدنی صاحب کو لے کر واپس گولڑہ شریف پہنچ گئے۔ آپ کی واپسی کے دوسرے ہی روز آپ کو اطلاع ملی کہ احمد داؤد صاحب کا وصال باکمال ہوگیا ہے۔ اس جانکاہ خبر سے آپ کو دلی صدمہ ہوا۔ اور اپنے بڑے صاجزادے جناب سید غلام معین الدین شاہ گیلانی علیہ الرحمتہ کو ان کے جنازہ میں شرکت کے لئے کراچی بھیجا۔

ادھر کمزوری اور علالت کے باوجود آپ نے مصروفیات میں کوئی فرق نہ آئے دیا۔ مگر علالت تھی کہ دن بدن بڑھتی جارہی تھی۔ آپ کی علالت کا سن کر دور دراز سے مریدین عقیدت مندان علمائے کرام مختلف آستانوں کے سجادگان دربار عالیہ گولڑہ شریف پہنچے لگے اور ہر طرف عوام اور عقیدت مندان اور تیمارداری کرنے والوں کا ہجوم نظر آنے لگا اور دربار شریف پر آپ سے ملاقات کے لئے آنے والوں کا سلسلہ دن بدن بڑھتا ہی گیا۔

۲۲ مارچ ۱۹۷۴ء کو بغداد شریف سے حضرت محبوب سبحانی قطب ربانی غوث الصمدانی حضور سیدنا عبدالقادر جیلانی الحسنی والحسینی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دربار شریف کے متولی جناب السید یوسف گیلانی تشریف لے آئے۔ ان کی مہمان نوازی کے سلسلہ میں آپ نے بنفس نفیس دلچسپی لی اور کسی قسم کی کمی نہ آنے دی۔

۳۰ مارچ کو مائی سارا صاحبہ آپ کی علالت کی خبر سن کر ترکی سے تشریف لے آئیں یہ ترکی کے مشہور جرنیل انور پاشا کی اولاد سے تھیں اور حضرت مولانا روم علیہ الرحمتہ سے بڑی عقیدت ومحبت رکھتی تھی۔ آپ کی ملاقات ان خاتون تھوڑی قونیہ شریف میں مولانا روم علیہ الرحمتہ کے مزار شریف پر ہوئی تھی۔ چونکہ یہ خاتون تھوڑی بہت انگریزی جانتی تھیں۔ اس لئے وہاں پر یہ آپ کے اور ترکی

انتظامیہ کے درمیان بطور مترجم کام کرتی تھیں۔

مذکورہ خاتون آپ کے اخلاق کریمانہ سے اس قدر متاثر ہوئی کہ آپ کو بھائی کہتی تھیں اور ایک بہن کی حیثیت سے بیماری کی خبر ملنے پر ترکی سے پاکستان گولڑہ شریف صرف او، صرف بیمار پرسی کے لئے تشریف لے کر آئی تھیں۔

۱۱۶اپریل ۱۹۷۳ء کو آستانہ عالیہ گولڑہ شریف پر عید میلادالنبی صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سالانہ تقریب تھی۔ مگر آپ شدید علالت کے پیش نظر اس میں شرکت نہ فرماسکے۔ آپ کی جگہ پر آپ کے صاحبزادگان مسند پر جلوہ افروز ہوئے مگر وہ بھی دیگر عقیدت مندوں کی طرح آپ کی علالت اور محفل میلاد شریف سے غیر حاضری پر سنجیدہ اور پُر ملال نظر آرہے تھے۔

حضرت احمد العطاس مدنی صاحب علیہ الرحمتہ کی آمد سے آپ کی طبیعت تو سنبھل گئی تھی۔ مگر چونکہ مدنی صاحب جو آنکھ میں موتیا اترنے کی وجہ سے اپریشن کرانے کے لئے پاکستان تشریف لائے تھے اور اس سے قبل بھی ایک آنکھ کا کامیاب آپریشن پاکستان ہی سے کراویا تھا آپ نے اپنی طبیعت سنبھلنے پر فوراً اپنی نگرانی میں جناب مدنی صاحب کا آپریشن کرایا جو کامیاب رہا۔

مگر کچھ ہی دن کے بعد حضور شہنشاہ بغداد محبوب سبحانی قطب ربانی غوث الصمدانی السید ناالشیخ عبدالقادر، جیلانی الحسنی والحسینی جعفری حنبلی رضی اللہ عنہ کی بڑی گیارھویں شریف کا سالانہ عرس پاک ۲۔۳۔۴مئی ۱۹۷۴ء کو آگیا۔ اس کی مصروفیات اور عقیدت مندوں سے ملاقاتوں کے پیش نظر آپ کی طبیعت مزید خراب ہوگئی۔

حتی کے سہہ روز عرس مبارک کی محفلوں میں دوزانوں بیٹھ بیٹھ کر اور جمعہ کے روز ختم شریف کی خصوصی مجلس میں دیر تک بیٹھے رہنے سے آپ نے محسوس کیا کہ ایک ٹانگ بالکل بے حس ہوگئی ہے۔ مجلس کے خاتمہ پر بڑی مشکل سے سہارا لے کر قیام گاہ تک تشریف لے گئے اور پھر تکلیف کے باوجود دوبارہ نماز جمعہ باجماعت ادا کرنے کے لئے تشریف لے آئے اور نماز جمعہ باجماعت دربار شریف کی مسجد میں ہی ادا فرمائی۔

مدنی صاحب کی واپسی اور ہسپتال میں داخلہ☆

عرس مبارک کے تھوڑے دنوں بعد گیارہ مئی بروز ہفتہ آپ کو غدود مثانہ بڑھ جانے کی وجہ

سے پیشاب میں رکاوٹ اور تکلیف محسوس ہونے لگی۔ ڈاکٹروں نے آپریشن کا مشورہ دیا جس کے لئے آپ کو باقاعدہ ۱۰ مئی ۱۹۷۴ء کو کمبائنڈ ملٹری ہسپتال کمرہ نمبر ۴ راولپنڈی میں داخل کرادیا گیا۔ حضرت مدنی صاحب سے آپ کی تکلیف دیکھی نہ گئی اور اسی سبب سے واپسی جانے کے لئے اصرار کرنے لگے۔ غالباً وہ نہیں چاہتے تھے کہ میری موجودگی کی وجہ سے آپ کے علاج معالجہ میں کوئی فرق آئے۔ جب آپ مدنی صاحب کی واپسی کے پروگرام کا علم ہوا تو آپ نے ہسپتال سے پیغام بھیجا کہ انہیں کہیں ابھی واپس نہ جائیں مگر مدنی صاحب بدستور اصرار کرتے رہے اور واپس جانے کے لئے تیار ہوگئے۔

بالآخر ۲۶ مئی ۱۹۷۴ء بروز اتوار رات ساڑھے آٹھ بجے واپسی طے ہوگئی ان کی روانگی سے ایک روز قبل آپ ڈاکٹروں سے اجازت لے کر انہیں خیر باد کہنے کے لئے دوبار عالیہ گولڑہ شریف میں تشریف لے آئے دوسرے روز آپ پروگرام کے مطابق جناب مدنی صاحب کو اسلام آباد ایئر پورٹ تک الوداع کہنے کے لیے جانے لگے تو مدنی صاحب نے عرض کیا کہ آپ ایئر پورٹ تشریف نہ لے جائیں۔ آپ چونکہ بیمار ہیں۔ آپ نے ہسپتال سے دربار شریف تک تشریف لا کر جو تکلیف اُٹھائی ہے وہ کافی ہے۔ آپ نے فرمایا کہ میں نے کہا تھا کہ ابھی واپس نہ جاؤ رک جاؤ مگر آپ نے میرا کہا نہیں مانا۔ لہٰذا میں بھی اب آپ کا کہا نہیں مانوں گا۔ اور ایئر پورٹ تک ضرور جاؤں گا۔ چنانچہ آپ ایئر پورٹ تشریف لے گئے اور انہیں الوداع کہنے کے بعد واپسی پر حیرت زدہ لہجہ میں فرمایا کہ میری خواہش تھی کہ مدنی صاحب میرا جنازہ پڑھا کر جاتے مگر افسوس کہ یہ خواہش پوری نہ ہوئی۔ ادھر مدنی صاحب کا بار بار اپنی واپسی پر اصرار کرنے سے اندازہ ہوتا ہے کہ انہیں آپ کے عنقریب دنیا سے پردہ کر جانے کا علم ہو گیا تھا اور وہ نہ چاہتے تھے کہ جان کا منظر اپنی آنکھوں سے دیکھوں۔

آخری ایام علالت ☆

آپ مسلسل ۱۹ روز کمبائنڈ ملٹری ہسپتال راولپنڈی میں زیر علاج رہے۔ ڈاکٹر بریگیڈیئر آئی وی حسن ڈاکٹر کرنل اکرام نے خصوصی توجہ سے آپ کا علاج کیا۔ اس دوران پورے ملک کے طول وعرض سے عقیدت مندان کا تانتا بیمار پرسی کے لیے ہسپتال میں بندھ گیا۔ ہسپتال کی انتظامیہ بے بس ہوگئی عوام اور عقیدت مندوں میں سے ہر شخص غم زدہ اور پریشان، اخبارات نے آپ کی علالت کی نہ صرف خبر

چھاپی بلکہ دعائے صحت کے لیے عوام سے اپیل بھی کی۔ لوگوں کی اس کیفیت کو دیکھ کر آپ ۳ جون کو
دوبارہ گولڑہ شریف دربار عالیہ پر تشریف لے آئے۔ اس دوران سب گھر والوں عزیز و اقارب اور
پوتے پوتیاں نواسے نواسیاں اور صاحبزادگان سے ملاقاتیں کیں اور نصیحت فرمائی کہ دیکھنا آپس میں
اتفاق و اتحاد کی فضا قائم رکھنا اور اپنے کو صاحبزادہ نہ بنانا بلکہ لوگوں کا خادم بن کر رہنا۔ ایسا نہ ہو کہ تم
کمروں میں آرام سے بیٹھے رہو اور ملنے والے باہر تکلیف میں کھڑے رہیں۔ آرام طلب نہ بننا بلکہ
اپنے اندر مشقت اور تکلیف سہنے کی عادت ڈالنا۔ مالک کی یاد سے غافل نہ ہونا۔ اس کے حقوق ادا ہوں
گے۔ تب ہی منزل مقصود کو پہنچو گے۔ بعد ازاں فرداً فرداً تمام عقیدت مندوں مریدین سے ملے جو دور
دراز کا سفر طے کر کے صرف اور صرف آپ کی تیمارداری اور زیارت کے لیے آئے تھے۔

اس دوران پھر تکلیف زیادہ ہونے لگی اور گیارہ جون ۱۹۷۴ء کو آپ کو دوبارہ ہسپتال میں
داخل کرا دیا گیا۔ ڈاکٹروں نے پہلے تو فوری آپریشن کرنا چاہا مگر بعد میں کمزوری کی وجہ سے پروگرام
ملتوی کر دیا۔ اس کے بعد کے چند ایام آپ نے سخت تکلیف میں گذارے۔ کمزوری کی وجہ سے گلوکوز
لگانے کے لئے آپ کے بازو پر خون کی رگ تلاش کرنے کے لئے کئی کئی مرتبہ آپ کے جسم میں سوئیاں
چبھانا پڑتیں مگر آپ شدید تکلیف کے باوجود زبان سے فرماتے کہ الحمد اللہ الحمد اللہ اللہ کا بڑا شکر ہسپتال
کے ڈاکٹر اور عملہ بھی حیران تھا تمام زندگی ایسا راضی برضا انسان دیکھنے میں نظر نہیں آیا۔

مریدین اور عقیدت مندان سے ملاقات سے ڈاکٹروں نے منع فرما دیا تھا آپ کی چارپائی
کے سامنے والی کھڑکی کھول دی جاتی تھی۔ جہاں سے لوگ کمرے سے باہر ہی کھڑے ہو کر آپ کے
چہرے کی زیارت کر کے اپنے دلوں کو سکون بخشتے تھے۔

ہسپتال میں آخری محفل سماع ☆

۱۹ جون ۱۹۷۴ء کو آپ نے اپنے دربار کے محبوب قوال اور مشتاق قوال دونوں کو بلایا اور ان
سے آخری بار سید نا غوث الاعظم محبوب سبحانی کی شان میں مندرجہ ذیل منقبت سماعت فرمائی اور انہیں
دعائیں دے کر رخصت فرمایا۔

شاہباز لا مکان مظہر رب قدیر   حضرت محبوب سبحانی شہہ پیران پیر
اب مدد فرمایئے قید خودی میں ہوں اسیر   تاجدار ملک قدرت مظہر رب قدیر

یا قطب یا غوث الا عظم یا ولی روشن ضمیر

بحر عصیاں میں تلاطم اور اندھیری رات ہے ہے بھروسہ جس پہ ہم کو وہ آپ ہی کی ذات ہے
زادِ راہ آخرت کچھ بھی نہ میرے پاس ہے ہاتھ پر تیرے بکا ہوں لاج تیرے ہاتھ میں ہے

بندہ ام در ماندہ ام جز تو نہ دارم دستگیر

ہو اگر آزاد اپنی قید ہست و بود سے ربطہ ہو جائے مدامی عبد کا معبود سے
دیجئے ناسوتی کو بھی صدقہ کچھ اپنے جود سے دامن رد کو بھر دو گل مقصود سے

خاطر ناشاد راکن شادبا پیران پیر

ہستی فانی پہ ہے میری یقینی کا حباب زندگی اپنی نظر آتی ہے مجھ کو اک سراب
دیجئے اجداد اپنے کا تصدق بے حساب بروردرگاہ والا ساتلم اے آفتاب

جاؤں گا خالی نہ در سے آپ کے پیران پیر

۲۰ جون کو آپ کی طبیعت میں کمزوری اور نقاہت پیدا ہوگئی اور ہر وقت استغراق کی کیفیت طاری رہنے لگی۔ اس کے باوجود تمام نمازیں چارپائی پر ہی اپنے اپنے وقت پر اشاروں سے ادا فرماتے رہے۔ اس مرتبہ ہسپتال والے وہ کمرہ نمبر ۴ نہ دے سکتے تھے، جو پہلی مرتبہ دیا تھا۔ آپ نے بار بار فرماتے تھے کہ وہ کمرہ کب خالی ہوگا۔

۲۲ جون کو وہ کمرہ خالی ہوا اور ۲۲ جون ۱۹۷۴ء بروز ہفتہ دو جمادی الثانی ۱۳۹۴ ہجری رات گیارہ بجے آپ کا وصال باکمال ہوا۔

وصال باکمال کے وقت آپ کے دونوں صاحبزادے اور ڈاکٹر کرنل محمد شفیع، ڈاکٹر شہاب الدین، ڈاکٹر آصف چشتی، غلام مصطفیٰ، راجہ غلام سرور، عبدالرزاق مٹھیالوی، ملک غلام ربانی اور سیٹھی محمد اسماعیل پشاوری موجود تھے۔

اسی وقت آپ کے جسدِ مبارک کو ایمبولینس کے ذریعے دربار عالیہ گولڑہ شریف لے جایا گیا جہاں رات ۲ بجے آپ کو غسل مبارک دے کر حرم سرا میں اہل خانہ کی زیارت کے لئے لے جایا گیا۔ راتوں رات پورے ملک میں ہی نہیں بلکہ بیرونِ ممالک بھی لوگوں کو خبر ہوگئی۔ اگلے روز عوام اور اہلِ عقیدت کا ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر گولڑہ شریف میں جمع ہوگیا۔ نماز ظہر کے بعد ۱/۲۔۲ بجے کے قریب آپ

کے جسد مبارک کو حرم سرا سے باہر لایا گیا۔ ہجوم اس قدر تھا کہ گولڑہ شریف کی زمین تنگ پڑ گئی تھی۔ تاحدِ نگاہ آدم ہی آدم تھا۔ ہر شخص کی خواہش تھی کہ میں بھی جنازے کو کندھا دے سکوں۔ مگر کوئی قسمت والا ہی تھا جس کو یہ سعادت ملی ہو۔ جنازہ کو بڑی مشکل سے گیراج تک پہنچایا گیا اور مہمان خانہ نمبر ا کے صحن میں ایک تخت پوش پر رکھ دیا گیا۔ آسمان پر ابابیلوں کے جھنڈ کے جھنڈ نظر آ رہے تھے۔ ہر آنکھ اشکبار تھی۔ ہر دل غمگسار تھا۔ ملک بھر کے طول و عرض سے سینکڑوں نہیں بلکہ ہزاروں علمائے کرام، مشائخ عظام کے علاوہ ساڑھے تین لاکھ افراد نے جنازہ میں شرکت کی۔

نمازِ عصر کے بعد آپ کی چارپائی گیراج سے اٹھا کر بذریعہ ویگن ایک کھلے میدان میں لے جائی گئی۔ وہاں پر حضرت شیخ السید عبدالقادر جیلانی سابق سفیر حکومت عراق جو بارگاہ غوثیہ بغداد شریف کے متولی کے بھائی اور حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ کی اولاد پاک میں سے تھے۔ ان کی اقتدا میں نماز جنازہ ادا کی گئی۔ بعد ازاں آپ کو حضور تاجدار گولڑہ شریف الرحمتہ کے پہلو میں دفن کر دیا گیا جہاں آج بھی آپ کا مزار فیض آثار عقیدت مندوں کے لئے زیارت گاہ عام ہے۔

فقیر راقم الحروف کو آپ کی ظاہری حیاتِ مبارکہ میں آپ کی زیارت سے مشرف ہونے اور اسی طرح بعد از وصال باکمال دربار گوہر بار میں حاضری کا شرف بار بار حاصل ہے۔

آباد خدا رکھے میخانہ محمد کا ﷺ

حضرت پیر سید غلام معین الدین شاہ چشتی نظامی رحمۃ اللہ علیہ

تعارف ☆

عمدۃ السالکین، برھان العارفین، امام الواصلین، دلیل الکاملین، بقیۃ السلف، حضرت پیر سید غلام معین الدین شاہ گیلانی الحسنی والحسینی چشتی نظامی گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ ۱۹۲۰ء میں حضرت محبوب المشائخ عارف باللہ حضرت خواجہ سید غلام محی الدین شاہ گیلانی گولڑوی علیہ الرحمۃ کے گھر آپ کی ولادت باسعادت بمقام گولڑہ شریف ضلع اسلام آباد میں ہوئی۔ آپ آستانہ عالیہ چشتیہ نظامیہ گولڑہ شریف کے درخشندہ ستارے کی مانند ہیں۔ گولڑہ شریف جیسے علمی اور روحانی مرکز میں جب آپ نے آنکھ کھولی تو اس وقت حضور تاجدار گولڑہ پیر سید مہر علی شاہ علیہ الرحمۃ کی ولایت اور علم کا شہرہ پوری دنیا میں پھیل چکا تھا۔ آپ کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ آپ نے سترہ برس

تک حضور اعلیٰ تاجدار گولڑہ علیہ الرحمۃ کی زیارت بھی کی اور ان کی شفقت و محبت سے بھی مالا مال ہوتے رہے۔ یہاں تک کہ حضرت تاجدار گولڑہ علیہ الرحمۃ آپ کو اپنے کاندھے پر بٹھا کر سیر کرایا کرتے تھے۔

تعلیم و تربیت ☆

آپ کی ابتدائی تعلیم و تربیت اپنے گھر ہی یعنی گولڑہ شریف کے عظیم علمی اور روحانی دارالعلوم میں ہی ہوئی۔ ابتدائی تعلیم سے فراغت کے بعد آپ نے درسی کتابیں مولانا محمد غازی علیہ الرحمۃ جو کہ گولڑہ شریف دارالعلوم میں مدرس تھے ان سے پڑھیں۔ ۱۹۳۹ء میں مولانا محمد غازی الرحمۃ اللہ علیہ کے وصال باکمال کے بعد جامعہ بہاولپور میں استاذی العلماء حضرت علامہ شیخ الجامعہ غلام محمد گھوٹوی علیہ الرحمۃ کی سرپرستی میں داخلہ لے کر شیخ الجامعہ علامہ غلام محمد گھوٹوی سے ۱۹۴۴ء تک اکتساب فیض کرتے رہے۔ حضرت قبلہ بابو جی علیہ الرحمۃ نے آپ کی ظاہری و باطنی تعلیم پر خصوصی توجہ دے رکھی تھی اور جہاں کہیں بھی ہوتے حضرت قبلہ بابو جی علیہ الرحمۃ بذریعہ خط و کتابت حصول علم کے سلسلہ میں آپ کو پند و نصائح فرماتے رہتے اور علم کی فضیلت سے آگاہ فرماتے رہے۔ حضور قبلہ بابو جی علیہ الرحمۃ کی خصوصی توجہ نے آپ کو علم و عمل کا بحر بیکراں بنا دیا تھا۔ (نوٹ) دوران تعلیم حضرت لالہ جی حاصبان کو حضور قبلہ

بابو جی گولڑوی علیہ الرحمتہ کی طرف سے جو خطوط لکھے گئے ہیں وہ تمام خطوط ممتاز عالم دین محقق العصر علامہ جی اے حق محمد چشتی گولڑوی مدظلہ العالی نے جمع کر کے "مسافر چندروزہ" کے نام سے ایک ضخیم جلد کتابی شکل میں شائع کر دی ہے۔

بیعت وخلافت☆

آپ اپنے والد گرامی حضرت قبلہ بابو جی صاحب گولڑوی علیہ الرحمتہ کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف ہوئے اور انہی سے خرقہ خلافت حاصل کر کے صاحب ارشاد ہوئے۔

سیرت وکردار☆

آپ جس قدر خوبصورت تھے۔حق تعالٰی نے اسی قدر آپ کو باطنی حسن سے بھی نوازا تھا۔اخلاق محمدی کا عملی نمونہ تھے۔سخاوت میں بے مثل تھے۔عفو در گذر آپ کا شیوۂ خاص تھا۔دشمن سے بھی گفتگو فرمارہے ہوتے تو معلوم ہوتا تھا کہ آپ کے لبوں سے پھول جھڑ رہے ہیں۔اتنے عالی شان اور رفیع الدرجات گھرانے سے تعلق کے باوجود انتہائی سادہ زندگی گذارتے تھے۔تکبر،غرور،حسد،کبر، کینہ،بخل جیسی چیزیں نام کو بھی آپ میں موجود نہ تھیں۔اپنے سے بڑوں کا انتہائی درجہ کا احترام فرماتے، چھوٹوں پر شفقت کے لیے ہمیشہ آپ کا ہاتھ دراز رہتا۔آپ کی زندگی کے معمولات بہت سخت تھے۔ہر کام کو اپنے وقت پر انجام دیتے تھے۔عبادت ریاضت مجاہدہ سلوک میں آپ یکتائے روزگار تھے۔تہجد اور دیگر نوافل کا اہتمام خصوصیت سے فرماتے تھے۔آپ ہمہ وقت اپنے اوراد و وظائف میں مشغول رہتے۔سفر ہو یا حضر آپ نے اپنے معمولات میں کبھی بھی فرق نہیں آنے دیا۔آپ اپنے زمانے کے مشائخ میں لاثانی تھے۔سخاوت حد درجہ کی فرماتے۔آنے والے سائل کو کبھی نہ جھڑ کا نہ ہی خالی لوٹایا،لنگر وسیع اور دراز تھا۔اپنے دادا اور والد بزرگوار کے نقش قدم پر چلتے ہوئے طریقت وشریعت کی مکمل پاسداری آپ کا شیوہ رہا۔آپ جب دعا فرماتے تو فیضان کا سمندر ٹھاٹھیں مار رہا ہوتا تھا۔آپ انتہا درجہ کے راست گو اور روشن خیال تھے۔بڑے بڑے،تدآور اور صاحب اختیار اور سرکش قسم کے لوگ آپ کو دیکھتے ہی سر جھکا لیتے تھے۔خوشامد اور خود نمائی کا آپ میں شائبہ تک نہ تھا۔آپ اپنے آپ کو نہ تو پیر لکھتے تھے اور نہ ہی لکھوانا پسند کرتے تھے۔حالانکہ آپ برصغیر کے عظیم روشن ضمیر اور شیخ طریقت تھے۔ آپ خادم دربار کہلوانا پسند فرماتے تھے۔اپنے آباؤ اجداد اور پیر خانہ کا بے حد احترام کرتے تھے۔آپ

کو دیکھتے ہی حضرت تاجدار گولڑہ کی تصویر نظر سامنے آجاتی تھی۔ آپ جاہ وجلال قد وقامت میں حضرت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وارث لگتے تھے۔ معرفت وطریقت میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی تصویر تھے۔

حج بیت اللہ وزیارات مقامات مقدسہ☆

آپ نے لاتعداد مرتبہ حج بیت اللہ شریف ادا کیا اور مدینہ پاک میں رسول کریم ﷺ کے دربار گوہر بار میں بھی بہت عقیدت ومحبت سے حاضری دیا کرتے تھے۔ مدینہ منورہ میں قیام کے دوران آپ کی سخاوت کا یہ عالم تھا کہ اہل مدینہ میں جتنے حسنی حسینی سید موجود تھے ان کو فوقیت دیتے ہوئے ان کی ہر ضرورت پوری کرتے اور کثیر رقم نقد پیش فرماتے۔ اس کے علاوہ بھی اپنے آباؤ اجداد کی روایت کو قائم رکھتے ہوئے مدینہ پاک کے غربا اور مساکین علماء وطلباء کی دل کھول کر امداد فرماتے تھے۔ اس کے علاوہ آپ نے متعدد بار بغداد شریف، دمشق، شام شریف، کربلائے معلیٰ، نجف اشرف کاظمین شریفین، بخارا، کابل، قندھار اور دیگر مقامات مقدسہ کی زیارات کے لیے بھی متعدد سفر فرمائے۔

وصال باکمال☆

آپ وصال باکمال سے پہلے اکثر فرمایا کرتے تھے۔ اب یہاں جی نہیں لگتا۔ چنانچہ آپ کا وصال باکمال ۲ ذیقعد بروز بدھ ۱۹۹۷ء کو گولڑہ شریف میں ہوا۔ لاکھوں افراد نے نماز جنازہ میں شرکت کی۔ مزار پُر انوار گولڑہ شرف ضلع اسلام آباد میں مرجع خاص وعام ہے۔

آباد خدا رکھے میخانہ محمد کا ﷺ

حضرت خواجہ محمد امین مستالوی نقشبندی رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆

عالم ربانی، مرشد لاثانی، واقف اسرار خفی وجلی حضرت خواجہ محمد امین مستالوی رحمتہ اللہ علیہ موضع روپڑ علاقہ سواں ضلع راولپنڈی میں حضرت شیخ احمد جی نقشبندی علیہ الرحمتہ کے گھر آپ کی ولادت ہوئی۔ آپ کے والد ماجد حضرت شیخ احمد جی علیہ الرحمتہ سلسلہ نقشبندیہ کے معروف بزرگ خواجہ مراد تھیالوی کے مرید وخلیفہ تھے جو کہ تمام عمر شریعت وطریقت کی اتباع اور عبادت وریاضت میں مصروف رہے۔

حضرت شیخ احمد جی علیہ الرحمتہ کا وصال باکمال ۱۴ شوال ۱۲۸۴ء ہجری ۸ فروری ۱۸۶۸ء کو روپڑ شریف ضلع راولپنڈی میں ہوا اور وہیں ان کا مزار مرجع خلائق عام ہے۔ حضرت شیخ احمد جی علیہ الرحمتہ کے تین صاجزادے تھے۔ (۱) خواجہ فقیر محمد علیہ الرحمتہ (۲) حضرت خواجہ محمد حبیب اللہ علیہ الرحمتہ (۳) حضرت خواجہ محمد امین علیہ الرحمتہ۔

اوّل الذکر دونوں صاجزادے روپڑ میں ہی مقیم رہے۔ لیکن آپ حضرت مولانا خواجہ محمد امین مستالوی روپڑ شریف سے نقل مکانی کر کے مستال شریف ضلع اسلام آباد تشریف لے آئے اور اس جگہ کو خلق خدا کی ہدایت اور تبلیغ وارشاد کے لئے اپنا مرکز بنایا۔ آپ سیرت وکردار میں بے مثل اور اپنے وقت کے بہترین عالم وفاضل اور شیخ طریقت تھے۔ تمام زندگی یاد خدا اور ذکر خدا میں گزاری۔ تقویٰ، پرہیز گاری آپ کی زندگی کا خاصہ تھا۔ نماز پنجگانہ اور دیگر نوافل کا کثرت سے اہتمام آپ کا معمول زندگی تھا۔ خلافِ شریعت کبھی بھی کوئی کام سرزد نہ ہونے دیا اور نہ ہی اپنے شیوخ واسلاف کے اصولوں کی خلاف ورزی کی۔ آپ علم وفضل وکمال میں یگانہ روزگار تھے۔ دُور دُور سے علمائے کرام، مشائخ عظام آکر آپ سے اکتساب فیض فرماتے۔ سخاوت میں بے مثل وبے مثال تھے۔ اخلاقِ محمدی کا عملی نمونہ تھے۔ شجاعت وجوانمردی کے دھنی تھے۔ دنیا اور اہل دنیا سے لاتعلق تھے۔ ریاکاری، تکبرو غرور کا شائبہ نہ تھا۔ بناوٹ اور ظاہر داری سے ہمیشہ پرہیز فرماتے رہے۔

آپ کی علمی یادگاریں ☆

آپ نے دو کتابیں یادگار چھوڑی ہیں جن میں (۱) "زادالامین لاہل الیقین" (فارسی، غیر

مطبوعہ) جو کہ تصوف کے موضوع پر بصورتِ سوال و جواب عمدہ کتاب ہے مگر افسوس کہ موت کے بے رحم ہاتھوں نے موئف مرحوم کو کتاب مکمل نہ کرنے دی۔ (۲) "تحفہ احمدیہ" (پنجابی منظوم) اُس کتاب میں آپ نے اپنے والد محترم اور شیخ طریقت حضرت خواجہ شیخ احمد روپڑی علیہ الرحمتہ کے شمائل، خوارق عادات اور کمالات عالیہ نظم کئے ہیں۔

اولادامجاد☆

آپ کے دو صاحبزادے ہیں حضرت خواجہ عبدالحی جو کہ حج پر تشریف لے گئے اور کچھ بیمار رہنے کے بعد مکہ مکرمہ میں ہی وصال با کمال فرما گئے۔ دوسرے صاحبزادے مولانا عبدالعلی مستالوی علیہ الرحمتہ جو کہ آپ کے جانشین ہوئے۔

وصال با کمال☆

آپ کا وصال با کمال ۲ شوال ۱۳۱۸ء ہجری ۲۳ جنوری ۱۹۰۱ء کو ہوا۔ مزار پُر انوار مستال شریف ضلع اسلام آباد میں مرجع خاص و عام ہے۔

آباد خدا رکھے میخانہ محمد کا ﷺ

حضرت علامہ پیر محمد عبد العلی مستالوی نقشبندی رحمتہ اللہ علیہ

تعارف☆

واقف رموزِ حقیقت، پیر طریقت، رہبر شریعت علامہ زماں حضرت علامہ محمد عبدالعلی مستالوی رحمتہ اللہ علیہ مستال شریف ضلع اسلام آباد میں حضرت خواجہ محمد امین مستالوی علیہ الرحمتہ کے گھر آپ کی والادت ہوئی۔

آپ اپنے وقت کے بہترین عالم فاضل اور متقی تھے۔ دور دور سے لوگ فتویٰ لینے کے لئے آپ کے پاس آتے۔ آپ تفقہ فی الدین کی بدولت مرجع عوام تھے۔ ساری زندگی سیاسی ہنگاموں سے کنارہ کش رہے۔ آپ کا اوڑھنا بچھونا کتابیں اور صرف کتابیں تھیں۔ آپ نے فقہ کے موضوع پر ایک بہترین کتب خانہ فراہم کر رکھا تھا۔ جس میں نادر الوجود عمدہ کتابیں موجود ہیں۔ آپ نایاب کتابوں کی نقلیں خود تیار کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے فن خوش نویسی سے آپ کو بہرہ ور فرمایا تھا۔ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں اپنے والد ماجد سے بیعت و صاحب مجاز تھے اور اپنے چچا حضرت علامہ خواجہ محمد حبیب اللہ نقشبندی سے بھی تعلق ارادت رکھتے تھے۔ آپ نے مناظرانہ انداز کے چند رسائل یادگار چھوڑے ہیں۔ مگر آپ کا اصل کارنامہ فتادیٰ مستالیہ ہے جو ابھی تک زیور طبع سے آراستہ نہیں ہوا۔ اگر یہ مجموعہ فتاوی شائع ہو جائے تو فقہ حنفی کے موضوع پر ایک اچھا اضافہ ہوگا۔ کاش کہ آپ کے جانشین حضرات اپنی زندگی میں اسے طبع کروا دیں۔

وصال باکمال☆

آپ کا وصال با کمال ۲۵ ربیع الآخر ۱۳۳۳ھ یکم مئی ۱۹۴۳ء کو ہوا۔ مزار پُر انوار مستال شریف ضلع اسلام آباد میں مرجع خاص و عام ہے۔

آباد خدا رکھے میخانہ محمد کا ﷺ

حضرت صاحبزادہ پیر محمد اصغر علی مستالوی نقشبندی رحمتہ الرحمتہ

تعارف ☆

یادگار اسلاف، نمونہء سلف صالحین، علامتہ الدھر، پیر طریقت، ماہتاب شریعت حضرت صاحبزادہ پیر محمد اصغر علی مستالوی رحمتہ اللہ علیہ اپنے وقت کے بہترین عالم دین اور شیخ طریقت بزرگ تھے۔ انتہائی سادہ مزاج، بناوٹ اور طمع سے پاک تمام زندگی یادِ خدا میں گزاری اور دین اسلام کی خدمت درس وتدریس اور اپنے اسلاف کے اصولوں پر سختی سے کار بند رہتے ہوئے گزاری۔ تمام عمر خلافِ شریعت کوئی کام سرزد نہ ہونے دیا۔ آپ کا زیادہ وقت علماء مشائخ اور درویشوں کی صحبت میں گزرتا تھا۔ دنیا اور اہل دنیا سے بیزار رہتے تھے۔ آپ نے اسلاف کے طریقہ پر اپنی اولاد کی بھی تربیت کی تمام زندگی جامع مسجد تالاب بختہ بنی محلہ کے امام وخطیب رہے اور حکمت کو ذریعہ روزگار بنائے رکھا۔

بیعت وخلافت ☆

آپ اپنے والد گرامی حضرت پیر عبدالعلی مستالوی علیہ الرحمتہ کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف ہوئے اور انہی سے خرقہ خلافت اور اجازت حاصل کی۔

وصال با کمال ☆

آپ کا وصال با کمال مورخہ ۹ مئی بروز جمعرات ۱۹۹۱ء بوقت عشاء اپنے مکان واقع محلہ امام باڑا نزد مسجد مولوی نادر دین میں ہوا۔ وہاں سے ہزاروں اشکبار عقیدت مندوں کی موجودگی میں آپ کا جنازہ اٹھا کر آپ کو مستال شریف ضلع اسلام آباد آپ کے والد گرامی کے مزار فیض آثار کے قریب دفن کیا گیا۔ آپ کے جانشین جناب صاحبزادے پیر محمد مظہر علی مستالوی بڑے اچھے انداز میں آپ کے مشن کو زندہ رکھے ہوئے ہیں۔ فقیر راقم الحروف عرصہ ۲۵ سال تک آپ کی ظاہری حیات مبارکہ میں آپ کی زیارت سے شرف یاب ہوتا رہا اور دو مرتبہ فقیر راقم الحروف کی دعوت پر آپ جامع مسجد رحمانی جھنگی محلہ میں تقریبات سے خطاب کے لئے تشریف بھی لائے تھے۔

آباد خدا رکھے میخانہ محمد کا ﷺ

حضرت خواجہ عبدالمجید بادشاہ قادری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆

قدوۃ السالکین، زبدۃ العارفین، حضرت خواجہ عبدالمجید بادشاہ رحمتہ اللہ علیہ اپنے زمانے کے بہت بڑے شیخ کامل تھے۔ آپ دہلی کے فرمانروا اکبر بادشاہ کی اولاد سے تھے۔ آپ کی ولادت با سعادت کوٹ نجیب اللہ ضلع ہری پور ہزارہ کے مقام پر ہوئی۔ آپ کے خاندان کے تمام افراد حافظ، قاری، عالم، زاہد و عابد اور متقی پرہیزگار گزرے ہیں۔ آپ کے والد گرامی کا مزار پُرانوار گنجا شریف داخلی کوٹ نجیب اللہ ہری پور ہزارہ میں موجود ہے۔ جن کا عرس ہر سال نہایت عقیدت و احترام سے منایا جاتا ہے۔

تعلیم و تربیت ☆

آپ بڑے وجیہہ اور خوبصورت نیک سیرت شخصیت کے حامل تھے۔ تمام زندگی شریعت و طریقت کی پاسداری کی اور اخلاق جیسی دولت سے آپ کو خدا نے نوازا ہوا تھا۔ نماز پنجگانہ، تہجد اور دیگر نوافل اور نفلی روزوں کا خصوصیت کے ساتھ اہتمام فرماتے۔ گفتگو میں اس قدر چاشنی تھی کہ سننے والے بے خود ہو جاتے۔ آپ کی زبان میں خدا نے وہ تاثیر دی تھی کہ زبان مبارک سے جو فرماتے وہ ہو جاتا۔ لوگوں کی عقلیں حیران رہ جاتیں کہ جو کام عام انسان کی سمجھ نہیں آتا جو گتھی برسوں نہ سلجھتی وہ آپ تھوڑی سے دیر میں سلجھا دیتے۔ سخاوت آپ کی مشہور تھی۔ آنے والے سائلین کی حاجت روائی فرماتے۔ کسی کا دل نہ دکھاتے ہر وقت یادالٰہی میں مستغرق رہتے کسی سے بھی کسی بات کا شکوہ نہ فرماتے تھے۔

بیعت و خلافت ☆

علوم ظاہری کی تکمیل کے بعد آپ کو مُرشد کامل کی جستجو ہوئی۔ ادھر آپ کے مرشد حضرت سید محمد شاہ بادشاہ علیہ الرحمتہ کو روحانی طور پر آپ کو بیعت کرنے کا حکم مل چکا تھا۔

چنانچہ انہوں نے آپ کو از خود تلاش کر کے اپنے سلسلہ ارادت میں داخل فرما کر بیعت سے مشرف فرمایا۔ آپ چونکہ اپنے وقت کے بہت بڑے خوش نویس بھی ہوتے۔ آپ کی خوش نویسی سے متاثر ہو کر مرشد کامل حضرت پیر سید محمد بادشاہ علیہ الرحمتہ نے آپ کو خرقہ خلافت بھی عطا فرما دیا تھا۔

عارف کھڑی کی طرف سے انعام ☆

حضرت خواجہ عبدالمجید بادشاہ سرکار نے اپنے دست مبارک سے ایک چادر پر پورا قرآن شریف لکھا اور اپنے پیرو مرشد کے مزار پر انوار پر ڈالی۔ تو اس وقت حضرت میاں محمد عارف کھڑی علیہ الرحمتہ بھی وہاں موجود تھے۔ انہوں نے جب چادر اور خوش نویسی کو دیکھا تو فرمانے لگے جس شخص نے چادر پر پورا قرآن اس قدر خوبصورت انداز سے لکھا ہے اگر میرے سامنے ہو تو میں اسے اپنے رنگ میں رنگ دوں اور بہترین رنگ چڑھاؤں۔ چونکہ یہ شخص فقراء کی جماعت میں ابدال کا درجہ رکھتا تھا۔ یہ سُن کر آپ میاں محمد عارف کھڑی علیہ الرحمتہ کی خدمت میں پیش ہوئے اور عرض کیا حضور یہ چادر اس مسکین نے اپنے ہاتھوں سے لکھ کر اپنے مرشد کی بارگاہ میں نذرانہ پیش کیا ہے۔ آپ کی بات سُن کر میاں محمد صاحب عارف کھڑی علیہ الرحمتہ نے آپ کے ہاتھوں کو چوما اور گلے سے لگا کر باطنی دولت کے انعام سے مالا مال کیا۔

حضرت پیر سید مہر علی شاہ سے تعلق ☆

آپ کا اپنے زمانے کے علماء اور مشائخ سے گہرا لگاؤ اور تعلق تھا۔ اپنے ہم عصر بزرگوں علماء اور مشائخ کی بہت تعظیم کرتے تھے۔ اس طرح تاجدار گولڑہ فاتح قادیاں حضرت پیر سید مہر علی شاہ علیہ الرحمتہ سے آپ کا خصوصی اور گہرا تعلق تھا۔ آپ کبھی کبھی حضور پیر سید مہر علی شاہ سرکار سے ملنے کے لئے گولڑہ شریف تشریف لے جاتے اور اس طرح کبھی کبھی حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب علیہ الرحمتہ بھی آپ کے پاس کلیاہ شریف داخلی چراہ ضع اسلام آباد میں تشریف لاتے۔

آپ کا شجرہ طریقت ☆

آپ کا شجرہ طریقت چند واسطوں سے حضرت مقیم بادشاہ حجرہ شاہ مقیم سے جاملتا ہے۔ آپ کے پیرو مرشد حضرت سید محمد شاہ بادشاہ آف گنھیارہ شریف موجودہ بچہ شریف نزد مندرہ گوجر خان ان کے پیرو مرشد حضرت حاجی صاحب بگا شیر درکالی شریف نزد کلر سیداں تحصیل کہوٹہ ان کے پیرو مُرشد حضرت پیر شاہ غازی قلندر المعروف دمڑی والی سرکار ان کے پیرو مرشد حضرت پیر سید مقیم بادشاہ حجرہ شاہ مقیم تحصیل دیپالپور ضلع اوکاڑہ میں آپ کا مزار فیض آثار ہے۔ آپ حضرت مقیم بادشاہ حضرت غوث پاک کی اولاد سے حسنی حسینی گیلانی سید ہیں۔

وصال باکمال☆

آپ کا وصال باکمال کلیاہ شریف میں کو ہوا۔ مزار پُر انور کلیاہ شریف داخلی چراہ شریف ضلع اسلام آباد میں مرجع وعام ہے۔ آپ کا عرس مبارک ۱۷۔۱۶ جون کو نہایت عقیدت واحترام سے منایا جاتا ہے۔

فقیر راقم الحروف کو بار بار آپ کے دربار کی حاضری کا شرف حاصل ہے اور موجودہ سجادہ نشین حضرت صاحبزادہ مسعود الرحمٰن قادری سے فقیر کا گہرا تعلق اور رابطہ ہے۔

آباد خدا رکھے میخانہ محمد کا ﷺ

حضرت سید احمد شاہ گردیز رحمتہ اللہ علیہ

تعارف☆

امام العارفین، برہان الواصلین، قدوۃ السالکین، حضرت پیر سید احمد شاہ گردیزی رحمتہ اللہ علیہ بن حضرت سید عبدالصمد گردیزی علیہ الرحمتہ اپنے وقت جلیل القدر اولیائے کبار سے ہوئے ہیں۔ آپ کا سلسلہ نسب ۱۵ واسطوں سے حضرت امام حسین علیہ السلام سے جاملتا ہے۔ آپ حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد پاک سے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ گردیز سادات اپنے نام کے ساتھ جعفری بھی لکھتے ہیں۔

آپ کے جداعلیٰ حضرت ابوبکر گردیز علیہ الرحمتہ کے فرزند ارجمند حضرت سید یوسف شاہ گردیزی علیہ الرحمتہ ۴۸۱ ہجری میں ۳۱ برس کی عمر شریف میں ابراہیم کے زمانے میں ملتان تشریف لائے اور ملتان کو رشد وہداہت کا سرچشمہ بنایا۔

مقام ولایت اور جد امجد☆

آپ کے جد امجد حضرت ابوبکر گردیزی رحمتہ اللہ علیہ کے فرزند ارجمند حضرت سید یوسف شاہ گردیز علیہ الرحمتہ جب ملتان میں تشریف لائے تو حضرت شیخ بہاوالحق ذکریا ملتانی علیہ الرحمتہ کا اس زمانے میں بہت چرچا اور فیضان عام تھا۔ اس طرح آپ ان کے ہم عصر ہوئے۔

حضرت سید یوسف شاہ گردیز علیہ الرحمتہ کی یہ کرامت بڑی مشہور تھی کہ آپ کی قبر پر حاضری دینے والا اگر آپ کے دست حق پرست پر بیعت ہونا چاہتا تھا تو قبر انور سے ہاتھ باہر آ جاتا تھا۔

جب یہ سلسلہ تواتر سے جاری رہا تو حضرت بابا فریدالدین گنج شکر علیہ الرحمتہ نے آپ کے مزار پرانوار پر حاضری دے کر درخواست کی کہ اب قبر سے ہاتھ باہر نکلنے والا سلسلہ بند ہونا چاہیے۔ اس روز کے بعد آپ کا ہاتھ قبر سے باہر نہیں آیا۔ مگر وہ جگہ اب بھی اُس طرح ہے جہاں سے آپ کا ہاتھ باہر نکل آتا تھا۔

آپ کی خطہء پوٹھوار میں آمد☆

حضرت سید یوسف شاہ گردیز علیہ الرحمتہ کے وصال باکمال کے بعد آپ کے بڑے

صاحبزادے حضرت سید احمد شاہ عماد الدین گردیزی رحمتہ اللہ علیہ سجادہ نشین ہوئے۔ پھر ان کے فرزند سید عبدالصمد گردیزی رحمتہ اللہ علیہ بہت مشہور عارف کامل ہوئے۔ حضرت سید عبدالصمد گردیزی کے دو فرزند تھے۔ جن میں بڑے صاحبزادے سید یحییٰ گردیزی علیہ الرحمتہ کے دوسرے صاحبزادے حضرت سید احمد شاہ گردیزی علیہ الرحمتہ تھے۔ سید عبدالصمد گردیزی علیہ الرحمتہ کے سجادہ نشین گردیزی علیہ الرحمتہ مقرر ہوئے۔ جبکہ دوسرے صاحبزادے شمع رشد و ہدایت کو فروزاں کرنے کے لئے عبادت وریاضت میں مشغول ہوگئے۔ ابھی آپ عبادت وریاضت میں مصروف تھے کہ ایک رات غیب سے ندا آئی کہ ہجرت کرو۔ آپ ملتان سے روانہ ہوکر خطہ پوٹھوار کے علاقہ دان گلی میں تشریف لائے۔ یہاں گکھڑ قوم آباد تھی۔ جب انہیں یہ معلوم ہوا کہ حضرت سید یوسف شاہ گردیزی علیہ الرحمتہ کی اولاد پاک سے ان کے خاندان کے عظیم چشم و چراغ جناب سید احمد شاہ گردیزی علیہ الرحمتہ ہماری بستی کو علم وعرفان سے مزین کرنے کے لئے ہم میں موجود ہیں تو سینکڑوں کی تعداد میں لوگ آپ کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف ہوئے۔ پوری گکھڑ قوم آپ کی گرویدہ ہوگئی۔ کئی غیر مسلموں نے آپ کے دست حق پرست پر کلمہ پڑھ کر اسلام قبول کیا۔

سلسلہ رشد وہدایت ☆

آپ نے دان گلی کو رشد وہدایت کا مرکز بنا کر یہاں کے اطراف اور گردونواح کے لوگوں کی ظاہری و باطنی تربیت کا سلسلہ شروع کر دیا۔ آناً فاناً ہی دور دور تک آپ کہ شہرت ہوگئی اور دور دور سے لوگ جوق در جوق آپ کی خدمت میں حاضری دے کر اپنے قلوب واذہان کو نور ایمان سے منور کرتے۔ آپ کی تبلیغ کا انداز سادہ مگر پُر اثر تھا۔ زبان ترجمان سے جو الفاظ نکلتے وہ لوگوں کے دل و دماغ میں اپنا گھر کر لیتے۔ آپ کی مجلس اور صحبت میں بیٹھنے والا سابقہ گناہوں سے توبہ کر کے یاد خدا میں مستغرق ہو جاتا۔ آپ نے خطہء پوٹھوار میں وحدت ومعرفت کے وہ خم لنڈھائے کہ ہر کس وناکس اس کی مستی سے شرابور تھا۔ لوگوں پر عجیب وغریب کیفیت طاری تھی۔ خداوند قدوس نے آپ کو ظاہری اور باطنی یعنی جسمانی اور روحانی دونوں قسم کے حسن سے نوازا تھا۔ آنے والا آپ کی صورت دیکھ کر ہی ڈھیر ہو جاتا اور کہتا تھا کہ قرون اولیٰ کی جھلک آپ میں موجود ہے۔ آپ نے پوٹھوار کی اس سخت زمین پر سخت دل لوگوں کو موم کی طرح نرم جذبہ عطا فرمایا اور آپ اکثر فرماتے تھے کہ خدا کی عبادت وریاضت کے بغیر گوہر مقصود ناممکن ہے۔ اگر دین ودنیا میں فلاح اور بقا چاہتے ہو تو آؤ خدا کو راضی کرنے کے لئے پاکان،

امت کا طریقہ اختیار کرلو۔

آپ نے تمام عمر رشد و ہدایت اور مخلوق خدا کی خدمت میں گذاری بالآخر اس خطے کو شریعت وطریقت اور حقیقت و معرفت کے جام پلانے کے بعد دان گلی نزد کلر سیداں تحصیل کہوٹہ میں آپ کا وصال باکمال ہو گیا۔

وصال باکمال ☆

آپ کے وصال باکمال کی تاریخ اور سن کے بارے میں کچھ معلوم نہ ہو سکا۔ آپ کا مزار پُر انوار دان گلی قلعہ اکبر بادشاہ نزد کلر سیداں تحصیل کہوٹہ میں مرجع ہر خاص و عام ہے۔

آباد خدا رکھے میخانہ محمد کا ﷺ

حضرت سید منور شاہ گردیزی رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆

قدوۃ السالکین، امام العاشقین، دلیل الکاملین حضرت پیر سید منور شاہ گردیزی رحمتہ اللہ علیہ بن حضرت سید نور محمد شاہ گردیزی علیہ الرحمتہ اپنے وقت کے عظیم عارف کامل اور ولی اللہ ہوئے ہیں۔ آپ کا نسب ۲۰ واسطوں سے حضرت امام حسین سے ملتا ہے۔ آپ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی اولاد ہیں اور گردیزی سادات اسی وجہ سے اپنے نام کے ساتھ جعفری لکھتے ہیں۔

آپ حضرت سید یوسف شاہ گردیزی علیہ الرحمتہ ملتان والوں کی اولاد سے پانچویں پشت میں مشہور ولی کامل سید نور محمد شاہ علیہ الرحمتہ کے فرزند ارجمند ہیں۔ آپ کے جدامجد حضرت سید احمد شاہ گردیزی علیہ الرحمتہ نے ملتان کو خیرباد کہہ کر خطہ پوٹھوار میں دان گلی کو رشد و ہدایت کا مرکز بنایا اور وہیں پر تمام زندگی توحید کے جام پلاتے رہے۔ وہیں ان کا وصال باکمال ہوا۔ دان گلی قلعہ اکبر بادشاہ میں آپ کا مزار ہے۔

آپ نے بھی رشد و ہدایت کے لئے خطہ پوٹھوار کو اپنا ممکن بنایا اور بہارہ کہو کے نزدیک پھلگراں ضلع اسلام آباد میں مکمل سکونت اختیار کی اور لوگوں کو معرفت وحقیقت کے راستے سے آشنا کرتے رہے۔ آپ اپنے وقت کے ایسے ولی کامل تھے کہ اس دور میں آپ کی نظیر اور مثال نہ تھی۔ ہر طرف آپ کی دھوم اور چرچا تھا۔ خطہ پوٹھوار کے چار جانب آپ کی ولایت ہی کا فیضان تھا۔ آپ انتہائی سیف زبان تھے۔ زبان ترجمان سے جو بات نکلتی ویسا ہی ہو کے رہتا۔ آنے والے سائلین اور مصیبت زدہ اپنی خالی جھولیاں دامن مراد سے بھر کر واپس جاتے۔ آپ کے در پر آنے والا کوئی بھی شخص مایوس نہ گیا۔ اپنے تو اپنے بیگانے یعنی غیر مسلم بھی آپ کے فیضان کی بدولت مالا مال ہوتے رہے۔ آپ بلا امتیاز تفریق سب سے پہلے ملتے اور ہر ایک کی بات اچھی طرح سنتے اور سب کو شفقت ومحبت کی نظر سے دیکھتے تھے۔ دن رات عبادت میں مشغول رہتے نماز پنجگانہ کا خصوصی اہتمام فرماتے اور آنے والوں کو بھی اس کی تاکید فرماتے تھے۔ تہجد اور دیگر نوافل اور اوراد وظائف کی مکمل پابندی آپ کا شعار رہا ہے۔ آپ حسن و جمال میں یکتا اور خلق محمدی کا عملی پیکر تھے۔ آپ کا فیضان پھلگراں ضلع سلام آباد سے آپ کی اولاد کی صورت میں کشمیر ہزارہ کاغان راولپنڈی تک پہنچا۔ جس سے لاکھوں افراد مستفید ہو

رہے ہیں۔ آپ کی اولاد پاک سے کشمیر میں کئی اولیائے کرام گزرے ہیں۔ کشمیر میں سوتاوہ شریف کے بزرگ اور سرچھ شریف کے بزرگوں کے مزارات اور چناٹ شریف کے بزرگوں کے مزارات یہ سب آپ ہی کی اولاد پاک ہیں۔ پورے کشمیر میں ہزاروں گردیزی سادات آپ ہی کی اولاد ہیں۔

حضرت امام بری شاہ لطیف علیہ الرحمۃ آپ کے ہم عصر گذرے ہیں انہوں نے آپ کو بچیار کالقب عطا فرمایا تھا۔

وصال باکمال☆

آپ کا وصال باکمال ۱۰۱۶ ہجری اکبر بادشاہ کے دور میں ہوا۔ مزار شریف پھلگراں بہارہ کہو ضلع اسلام آباد میں آج بھی مرجع ہر خاص و عام ہے۔ فقیر راقم الحروف نے بھی آپ کے مزار فیض آثار پر حاضری کا شرف حاصل کیا ہے۔

آباد خدا رکھے میخانہ محمد کا ﷺ

حسان العصر حافظ محمد مظہر الدین چشتی صابریؔ رحمۃ اللہ علیہ

تعارف ☆

حسان العصر عاشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عالم باعمل قدوۃ السالکین، برہان العارفین، حضرت علامہ مولانا حافظ محمد مظہر الدین چشتی صابریؔ رحمۃ اللہ علیہ ۱۳۳۲ ہجری ۱۹۱۴ء میں فاضل اجل خطیب بے بدل فاتح قادیاں حضرت علامہ مولانا محمد نواب الدین چشتی صابری علیہ الرحمۃ کے گھر بمقام رمداس ضلع امرتسر ہندوستان سے ایک پڑھے لکھے اور مذہبی گھرانے میں آپ کی ولادت باسعادت ہوئی۔

آپ نے جب آنکھ کھلی تو گھر میں ہر طرف سے قال اللہ اور قال الرسول کی آوازیں آرہی تھیں۔ایسے ماحول میں آپ کی پرورش ہوئی۔آپ کے والد گرامی جناب پیر طریقت حضرت مناظر اسلام مولانا نواب الدین چشتی صابریؔ علیہ الرحمۃ اپنے زمانے کے چوٹی کے فاضل اور شیخ طریقت تھے۔اس نے زمانے کے علماء میں آپ کا نمایاں مقام تھا۔آپ کے والد ماجد آپ کی ولادت باسعادت سے قبل اپنے علاقہ قصبہ رمداس ضلع امرتسر سے ہجرت مکانی کر کے ستکوتا نزدقادیان واقع ہندوستان میں آ کرآباد ہوئے۔

ستکوتا میں آمد کا سبب ☆

آپ کے والد گرامی حضرت مناظر اسلام علامہ محمد نواب الدین چشتی صابریؔ علیہ الرحمۃ کے حکم کی تعمیل کی غرض سے اپنا آبائی علاقہ رمداس ضلع امرتسر چھوڑ کر ستکوہا نز قادیان تشریف لائے تھے۔اس کی وجہ تسمیہ یہ تھی اس زمانے میں قادیانی فتنہ کے سرخیل مرزا غلام قادیانی نے نبوت کا جھوٹا دعویٰ کیا ہوا تھا اور اس فتنہ کی سرکوبی کے لئے حضرت غوث زماں خواجہ محمد سراج الحق چشتی صابریؔ علیہ الرحمۃ نے اپنے تمام خلفاء کو قادیان کے چاروں طرف مختلف علاقوں میں بٹھا کر قادیان کو گھیرے میں لے لیا تھا تا کہ قادیانی فتنہ کی سرکوبی اچھی طرح سے کی جا سکے۔

یہی وجہ تھی کہ آپ کے والد ماجد کے پیر ومرشد نے حکم دیا کہ اپنا علاقہ چھوڑ کر ستکو ہانزدقادیان میں آباد ہو جائیں۔چنانچہ پیر ومرشد کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے اپنے وطن مالوف کو خیر باد کہہ کر آپ کے والد ماجد ستکوہا میں مقیم ہو گئے اور فتنہ قادیانی کے خلاف مضبوط اور منظم طریقے سے کام شروع کر دیا۔آپ کے والد گرامی نے مرزائیوں سے تاریخی مقدمہ لڑا جس کے ذریعے ثابت کیا گیا کہ مسلمان کا مرزائیوں سے نکاح جائز نہیں ہے۔برصغیر پاک وہند کے مرزائیوں کے سر پر یہ پہلی آئینی

ضرب کاری تھی جو آپ کے والد گرامی نے ماری تھی اور یہی تحریک اور مقدمہ بالآخر مرزائیوں کا اقلیت قرار دینے کا سبب بنی۔

تعلیم وتربیت ☆

آپ نے ایسے علمی ماحول اور دنیائے اسلام کے عظیم مبلغ ومناظر فاتح قادیان حضرت علامہ محمد نواب الدین علیہ الرحمتہ کے گھر میں آنکھ کھولی۔ ابھی آپ بچپن کے عالم میں تھے کہ آپ کے والد صاحب مناظر اہل سنت علامہ محمد نواب الدین علیہ الرحمتہ چشتی صابری نے آپ کو اپنی ایک مریدہ اور عقیدت مند خاتون حافظہ سلمی بی بی کے سپرد کر دیا جو آپ کو ریاست پٹیالہ لے گئیں اور انہوں نے آپ کو قرآن پاک حفظ کرایا۔ آپ نے ابتدائی تعلیم امیر سنیائی کے شاگرد جناب صوفی عبدالرزاق رامپوری سے اکتساب فیض کیا۔

آپ آستانہ عالیہ علی پور سیداں ضلع نارووال اور دارالعلوم دیوبند میں بھی کچھ عرصہ حصول علم کے لئے داخل رہے بعدازاں تکمیل علم کے لئے حضرت سید ابوالبرکات شاہ صاحب علیہ الرحمتہ کے سامنے زانوئے تلمذ طے کر کے علوم دینیہ کی تکمیل کے بعد دارالعلوم حزب الاحناف لاہور سے سند فراغ اور دستار فضیلت حاصل کی۔

بیعت وخلافت ☆

۱۹۳۲ء میں آپ اپنے وقت کے شیخ کامل طریقت عارف باللہ حضرت خواجہ محمد سراج الحق کرنالوی چشتی صابری علیہ الرحمتہ کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف ہوئے۔ طریقت میں سلوک کی منزلیں طے کرانے کے بعد آپ کے والد ماجد حضرت خواجہ نواب الدین چشتی نے آپ کو خرقہ خلافت سے سرفراز فرمایا۔

(نوٹ) آپ کے والدین کریمین بھی حضرت خواجہ محمد سراج الحق کرنالوی چشتی صابری علیہ الرحمتہ کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف تھے اور حضرت محدث اعظم پاکستان ابوالفضل مولانا محمد سردار احمد چشتی صابری قادری علیہ الرحمتہ بھی حضرت خواجہ محمد سراج الحق علیہ الرحمتہ کے تھے اور ان کو دستار کو سلسلہ قادریہ میں خلافت امام اہل سنت مولانا الشاہ احمد رضا خان صاحب بریلوی علیہ الرحمتہ سے حاصل تھی۔ وہ یہی وجہ تھی کہ حضرت محدث اعظم پاکستان علامہ ابوالفضل محمد سردار احمد قادری چشتی صابری سلسلہ میں مرید ہونے کے باوجود قادری سلسلہ میں لوگوں کو بیعت فرماتے رہے کہ آپ پر قادریت کا غلبہ تھا اور دستار بھی سلسلہ قادری سے تھی۔ آپ کے والد گرامی حضرت علامہ محمد نواب الدین چشتی صابری

علیہ الرحمتہ چونکہ حضرت خواجہ محمد سراج الحق چشتی صابری علیہ الرحمتہ اور آپ بھی انہی سے شرف بیعت رکھتے تھے اور آپ کے والد کو خرقہ خلافت و اجازت بھی خواجہ محمد سراج الحق کرنالوی علیہ الرحمتہ نے ہی مشرف فرمایا تھا۔

سیرت و کردار☆

آپ انتہائی درجہ کے متقی و پرہیز گار تھے۔ پوری زندگی میں خلاف شریعت و طریقت کوئی کام نہیں کیا۔ ہمہ وقت عشق رسول اللہ ﷺ کے سمندر میں غوطہ زن رہتے۔ دنیاوی آلائشوں سے پاک عشق رسول ﷺ کی مستی میں سرشار زندگی دین اسلام اور نعت رسول ﷺ کے لئے وقف تھی۔ آپ نے دین اسلام کے خلاف اٹھنے والی ہر تحریک کا سختی سے مقابلہ کیا۔ تحریک ختم نبوت تحریک خلافت تحریک پاکستان اور تحریک نظام مصطفیٰ ﷺ میں بھرپور حصہ لیا۔

۱۹۷۴ء کی تحریک ختم نبوت کے موقع پر جب قومی اسمبلی کے اندر قائد اہل سنت علامہ الشاہ احمد نورانی صدیقی مدظلہ کی قیادت میں تمام مکاتب فکر کے علماء متحد تھے تو اسمبلی کے اندر مرزا طاہر اپنے ۲۰ وکلا کے پینل کے ساتھ تمام ریکارڈ لے کر آتا اور روزانہ مسلمانوں کے خلاف ہرزہ سرائی کرتا۔ ادھر تمام مکاتب فکر کی طرف سے قائد اہل سنت مولانا شاہ احمد نورانی صدیقی مدظلہ العالیٰ اس کے سامنے مناظر کی حیثیت سے لوہے کی دیوار بن کر کھڑے تھے۔ مرزائیوں کی طرف سے آئے روز نئے نئے من گھڑت معاملات کی وجہ سے علماء پریشان تھے کہ ہارلے سٹریٹ راولپنڈی میں بمبئے پلائی وڈ فیکٹری کے مالک الحاج غلام حیدر مرحوم کی کوٹھی پر ملک بھر کے سرکردہ علماء کا ایک اجلاس ہوا جس میں قمر الملت والدین شیخ الاسلام حضرت خواجہ محمد قمر الدین سیالوی علیہ الرحمتہ نے علماء کی پریشانی پر جواب دیتے ہوئے کہا کہ فاتح قادیان کے بیٹے علامہ حافظ محمد مظہر الدین چشتی صابری صاحب یہاں موجود ہیں۔ مرزائیوں کے ہر معاملے اور مسئلے کا جواب ان سے لیا کرو۔ ان کے ہوتے ہوئے ہمیں کوئی پریشانی نہیں ہونی چاہیے۔ آپ نے فرمایا کہ مجھے جلدی جلدی لکھنے والے دو افراد دے دیں اور مرزائیوں کے سوالات دیں میں لکھواتا جاؤں گا اور وہ حضرت لکھتے جائیں گے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ مرزائیوں کی طرف سے اسمبلی میں آنے والے سوالات کا مکمل شرح بست کے ساتھ آپ رد فرماتے اور اگلے دن آپ کی طرف سے لکھے ہوئے جوابات اسمبلی میں پیش کیے جاتے۔ بالآخر علمائے اہل سنت و قائدین کی کوششیں رنگ لائیں اور مرزائیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دے دیا گیا۔ اس طرح اس معاملہ میں بھی آپ اپنے والد گرامی کی طرح بھرپور انداز میں کردار ادا کرتے رہے اور فاتح قادیان کا اعزاز برقرار رکھا۔ آپ نماز پنجگانہ اور دیگر نوافل کا خصوصیت سے اہتمام فرماتے۔ شب و روز ذکر خدا میں مست رہتے کوئی دم غافل نہ ہوتے

تھے۔ آپ کے چہرہ پر کبھی غصہ نہیں آیا انتہائی درجہ کے حلیم الطبع اور نرم مزاج تھے۔ سخاوت میں بے مثل تھے۔ آنے والوں سے اس انداز کریمانہ سے ملتے کہ اخلاق محمدی کا عملی نمونہ نظر آتے محبت وشفقت کا کوہ گراں تھے۔

آپ کی شخصیت پیر محمد کرم شاہ کی نظر میں ☆

ضیاءالامت مفسر قرآن حضرت پیر محمد کرم شاہ صاحب الازہری علیہ الرحمتہ آپ کی شخصیت پر تبصرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ آپ برصغیر پاک وہند میں دور حاضر کے عظیم نعت گوشاعر تھے۔ آپ نے تمام عمر سرکار علیہ السلام کی شان میں نعتیں لکھتے ہوئے گزاری۔ آپ نے بہت سے نعتیہ دیوان بھی لکھے ہیں آپ کے عشق ﷺ اور عارفانہ کلام کے پیش نظر پیر محمد کرم شاہ صاحب علیہ الرحمتہ فرماتے کہ اللہ تعالیٰ نے حافظ محمد مظہر الدین کے دل کو اپنے حبیب ﷺ کی محبت کے لئے اور ان کے قلم کو آقا علیہ السلام کی مدحت کے لئے مخصوص کر لیا ہے۔ مبدا فیاض نے ان کو نعت گوئی جدت طرازی بے ساختگی و برجستگی شیریں بیانی سلاست وروانی کی جو انمول صلاحتیں بخشیں ہیں اور ان کا رُخ ہر طرف سے موڑ کر اپنے حبیب ﷺ کی نعت گوئی کی طرف پھیر دیا ہے۔ ہماری دعا ہے کہ نابغہء روزگار نعت کے میدان کا یہ بانکا شہسوار تا دیر سلامت رہے۔

مشہور شاعر احسان دانش کی رائے آپ کے بارے میں ☆

مشہور شاعر احسان دانش آپ کی شخصیت کے بارے میں رقم طراز ہیں کہ حافظ محمد مظہر الدین صاحب شاعر بھی ہیں، ادیب بھی عالم بھی اور عامل بھی ہیں۔ وہ عشق رسول میں مستغرق ہیں۔ زبان سے نسبتاً کم اور آنسوؤں سے زیادہ گفتگو کرتے رہیں۔ میں نے پاکستان میں بہت کم لوگ حافظ صاحب کی طرح رقیق القلب عاشق رسول ﷺ دیکھے ہیں اور دیکھا جائے تو نعت کا حق بھی عاشق رسول ﷺ ہی کو پہنچتا ہے اور وہی کام دلوں میں گداز اور پلکوں میں بادلہ لگا تا ہے۔

جناب محمد ایوب مصنف نوائے فردا کی نظر میں آپ کی شخصیت ☆

جناب محمد ایوب مصنف نوائے فردا حضرت حافظ موصوف کو خراج عقیدت پیش کرتے ہوئے رقم طراز ہیں کہ خوش نصیبی کا کرشمہ کہیے پارسائی طبع کی کرامت یا عشق رسول ﷺ کا معجزہ کہ حافظ صاحب نے نعت گوئی کو اپنے دل کا منتہا بنا رکھا ہے۔ ان کے ذوق وشوق کا عالم رسول ﷺ اور عشق ﷺ سے آباد ہے۔

گولڑہ شریف کے پیر سید نصیر الدین کی نظر میں آپ کی شخصیت ☆

پاکستان کی معروف روحانی درگارہ گولڑہ شریف کے چشم وچراغ حضرت پیر سید نصیر الدین اپنے منظوم کلام میں آپ کی ذات کو یوں خرج تحسین پیش کرتے ہیں۔

مظہر کے بذوق وشوق فرداست — در راہ ادب یگانہ مردا ست
آں حق نگرے است حق پسندے — درویش نواز درد مندے
پیش فقرا نیاز کیش است — باکج کلہاں بناز پیش است
رغبت بہ سکندراں نہ دارد — نفرت زقلندراں نہ دارد
شعر ش را پایہ است عالی — آہنگ جذبہ بلالی

آپ کی ملی ودینی خدمات ☆

آپ کے علمی وقلمی ادبی مضامین روزنامہ کوہستان اورندائے ملت میں مسلسل چھپتے رہے ہیں اور آج بھی الحمدللہ آپ کا نعتیہ کلام تمام قومی اخبارات میں نمایاں طور پر شائع ہوتا رہتا ہے اور پوری دنیا میں ثناخوان رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نعت کی ہر محفل میں کوئی نہ کوئی ثناخوان آپ کا کلام ضرور پڑھتا ہے آپ نے دین اسلام کے تحفظ کے لئے قلمی محاذ پر بہت کام کیا ہے۔ مختلف اخباری مضامین اور کالموں کے علاوہ آپ کے رشحات قلم درج ذیل ہیں۔

(۱) **خاتم المرسلین**...... ۱۹۳۷ء میں حزب الاحناف لاہور کی طرف سے شائع ہوئی جو کہ پھر کافی عرصہ نایاب رہی اور اب پھر آپ کے صاحبزادے جناب اویس مظہر صاحب کی کاوش سے منظر عام پر آ گئی ہے۔ (۲) **شمشیر وسنان**...... **قومی نظمیں وترانے** (۳) **حرب وضرب**: قومی نظمیں وترانے (۴) **تجلیات** (۵) **جلوہ گاہ** (۶) **باب جبریل** (۷) **نشان راہ** (۸) **وادی** (۹) **میزاب**

آپ کا منظوم کلام ☆

آپ موجودہ دور کے سب سے بڑے نعت گوشاعر تھے۔ عشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کے دل ودماغ میں سمایا ہوا تھا۔ آپ کی نعت کا ہر شعر اس کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ محفل نعت میں آپ کا لکھا ہوا کلام پڑھا جائے تو محفل کا رنگ ڈھنگ ہی بدل جاتا ہے۔ یہ آپ کے کلام کی خصوصیت ہے کہ

دلوں کی کھیتی کو سیراب کر دیتا ہے۔ آپ کا منظوم کلام آج کے دور میں بھی کثرت سے موجود ہے جس کا شمار ناممکن ہے صرف ایک کلام پیش خدمت ہے۔

ادھر بھی کوئی ابر رحمت کا چھینٹا ادھر بھی نظر بے سہاروں کے والی
نگاہوں میں ہے تیری بخشش کا عالم کھڑے ہیں تیرے در پہ تیرے سوالی
کبھی اک زمانے میں بھی وجہ نازش تیرے نام لیواؤں کی شان عالی
مگر اب تو وہ عمرتوں کا فسانہ ہم اہلِ مصیبت کی آشفتہ حالی
ہمیں پھر عطا ہو جلال بوذرؓ ہمیں پھر عنایت ہو شان بلالیؓ
دیکھتے رہے گنبد کے جلوے سلامت رہے تیرے روضے کی جالی
بجا ہے کہ ہم تشنگان کرم کا عمل کی حقیقت کیف ساماں تھی روح غزالی
مگر یہ شرف بھی کوئی کم نہیں ہے تیری ذات سے اک نسبت ہے عالی
وہاں لے کے آیا ہوں کلیوں کے گجرے وہاں لے کر پہنچا ہوں پھولوں کی ڈالی
شب زندگی کی سحر کرنے والے خذف کر حریف گہر کرنے والے
عرب تیرے فیضان رحمت کا طالب عجم تیری چشم کرم کا سوالی

آباد خدا رکھے میخانہ محمد کا ﷺ

حضرت راجہ سائیں سجاول خان رحمتہ اللہ علیہ

تعارف☆

عارفِ یگانہ، قلندرِ زمانہ، واقفِ اسرار، رموزِ حقیقت، فخر العصر حضرت بابا راجہ سائیں سجاول خان رحمتہ اللہ علیہ ضلع اسلام آباد کے ایک دُور اُفتادہ گاؤں میرا بیگوال کے ایک خوشحال زمیندار گھرانے کے چشم و چراغ جناب راجہ امیر زمان کے گھر ۱۳۱۵ ہجری بمطابق ۱۸۹۵ء میں آپ کی ولادت با سعادت ہوئی۔

آپ کے آباؤ اجداد کا تعلق دھنیال راجپوت خاندان سے تھا۔ خاندان کے تمام افراد زمیندارہ/کھیتی باڑی کر کے اپنی گزر بسر کرتے تھے۔ آپ کے والد گرامی کا شمار گاؤں کے معززین میں شمار ہوتا تھا۔ آپ کے والد انتہا درجہ کے نیک اور محنتی جفاکش انسان تھے۔ گھر کا ماحول بہت سادہ اور صاف وشفاف تھا۔ ایسے ماحول میں آپ کی پرورش ہوئی۔ سن بلوغات کو پہنچنے کے بعد آپ کے والد گرامی نے آپ کو زمیندارا اور کاشتکاری کی ذمہ داری سونپ دی۔ ابھی آپ کی عمر عزیز ۲۵ برس ہوئی تھی کہ والدین نے آپ کی شادی کرادی۔ شادی کے کافی عرصہ بعد تک آپ کے وہاں اولاد نہ ہوئی تو آپ اس کو مصلحت خداوندی تسلیم کرتے ہوئے اللہ کی رضا پر راضی ہے۔

آپ نے کچھ عرصہ تک فوج میں بھی ملازمت کی آپ ۱۹۱۴ء میں بھرتی ہوئے اور جنگ عظیم کے فوراً بعد واپس تشریف لے آئے۔ نوکری کو خیر باد کہہ کر اپنی زمینوں کی دیکھ بھال اور کاشتکاری میں مصروف ہو گئے۔ آپ دن کے وقت اپنے مال مویشی چرانے کے لئے جنگل میں لے جاتے اور مویشیوں کو چرنے کے لئے کھلا چھوڑ دیتے اور آپ بذات خود یاد خدا میں مشغول ہو جاتے۔ خدا کی عبادت و ریاضت کے دوران آپ خدا کی مخلوق اور کائنات کی تخلیق کی طرف بغور نظر دیکھتے رہتے۔ چونکہ تمام دن جنگل میں تنہائی کے عالم میں گزرتا اور اس تنہائی کے عالم میں آپ خدا کی زمین کے رنگین نظاروں اور سرسبز پہاڑوں کے نشیب وفراز دیکھتے رہتے اور کبھی اپنی تخلیق کرنے والے کے بارے میں سوچتے رہتے تھے کہ اس کشمکش میں آپ کے سینے میں عشق الٰہی کی آگ بھڑک اٹھی اور کافی عرصہ اس آگ میں جلتے رہے۔

حضرت خواجہ خضر علیہ السلام سے ملاقات ☆

جس وقت آپ پر عشق الٰہی کا غلبہ بڑھ گیا تو آپ سکون قلب کے لئے مختلف بزرگان دین کے مزارات پر جانے لگے۔ اس دوران آپ کی ملاقات فقرا، صوفیا، صلحاء، عابدین، ذاکرین، اولیاء اللہ سے بھی ہوئی جس کی وجہ سے آپ کو کافی حد تک سکون قلب ملا مگر عشق کی آگ تھی کہ دن بدن بڑھتی رہی۔

ایک دن آپ حسبِ معمول جنگل میں مویشی چرانے میں مصروف تھے کہ نماز کا وقت ہو گیا۔ آپ نماز میں مصروف ہو گئے نماز سے فارغ ہوئے تھے کہ حضرات خواجہ خضر علیہ السلام تشریف لائے اور آپ سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ کسی چھ ماہی والے کو پیر نہ پکڑ لینا۔ میں ہی تمہارا پیر ہوں اور میرا ہی نام خواجہ خضر ہے۔ اس کے بعد فرمایا کہ سنو تم مجھے نہیں ڈھونڈ سکو گے نہ ہی مل سکو گے مگر جب کبھی بھی تم ہمیں یاد کرو گے میں تمہیں مل جایا کروں گا۔

اس واقعہ کے بعد تو آپ کے دل کی دنیا ہی بدل گئی زندگی کا انداز ہی کچھ اور ہو گیا کہ ہر وقت ذکر خدا میں مست رہتے اور نگاہوں میں حسن رسول ﷺ کا جلوہ سمایا رہتا اور دل میں اپنے پیر و مرشد کی جدائی ایک لمحہ کے لئے بھی گوارہ نہ تھی۔ بلکہ دیوانہ وار ہر وقت ان سے ملنے کی جستجو لگے رہتے اکثر بے خودی کی کیفیت طاری رہنے لگی کسی چیز کا ہوش نہ رہتا۔

حضرت خواجہ محمد قاسم صادق موہڑوی سے ملاقات ☆

آپ کے والدین نے جب آپ کی یہ کیفیت دیکھی تو ان سے نہ رکا گیا۔ آپ کی والدہ ماجدہ نے آپ سے فرمایا کہ آپ جس سکون قلب کے لئے بیتاب ہیں ہوسکتا ہے کہ آپ کو موہڑہ شریف سے مل جائے۔ اس لئے میرے ساتھ موہڑہ شریف چل کر حضرت خواجہ محمد قاسم صادق علیہ الرحمتہ کی خدمت میں حاضری دو۔ آپ اپنی والدہ کے ہمراہ حضرت خواجہ محمد قاسم والی علیہ الرحمتہ موہڑہ شریف علیہ الرحمتہ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو وہاں پر عوام کا پہلے سے جم غفیر موجود تھا۔ چنانچہ جہاں آپ کو جگہ ملی وہیں بیٹھ گئے اور دل میں خیال کیا کہ اگر خواجہ قاسم علیہ الرحمتہ صاحب کشف ہوئے تو خود بخود بلا لیں گے۔ ابھی آپ کے دل میں یہ خیال پیدا ہوا تھا کہ حضرت خواجہ محمد قاسم موہڑوی نے آپ کو اپنے پاس بلایا اور فرمایا کہ بچہ کس طرح آئے ہو؟ آپ نے عرض کیا کہ حضور مجھے میرا پیر ملا دیں۔ حضرت خواجہ محمد قاسم موہڑوی علیہ الرحمتہ نے فرمایا کہ صبح کے وقت آنا۔

چنانچہ اگلی صبح پھر حاضری دی اور اپنا سوال دہرایا تو حضرت خواجہ موہڑوی نے فرمایا کہ آپ کا

پیر آخر اسی زمین پر ہوگا۔ آپ مجھ سے بیعت ہو جائیں۔ آپ نے عرض کیا حضور مجھے اپنا پیر ہی چاہئے اس پر حضرت خواجہ موہڑوی نے فرمایا اچھا تم اپنے گھر چلے جاؤ اور کسی کمرے میں تنہائی اختیار کرو تمہیں تمہارا پیر مل جائے گا۔ لہٰذا آپ واپس اپنے گھر تشریف لے آئے اور تنہائی کے عالم میں ہر وقت اپنے پیر خواجہ خضر علیہ السلام کو یاد کرتے اور ان کی جدائی میں روتے رہتے۔ آپ کے بدن میں اس قدر حرارت پیدا ہوئی کہ جسم عشق کی آگ میں دہکتا رہتا۔ تقریباً تین ماہ تک اس کیفیت سے دوچار رہے اس دوران آپ کو کھانے پینے کا کوئی ہوش نہ تھا۔ بس ایک کمرہ تھا اور یاد خدا میں مست ہو کر مرشدہ کامل کا انتظار تھا۔

حضرت خواجہ خضر علیہ السلام سے دوبارہ ملاقات☆

آپ حسبِ معمول خلوت کے عالم میں مصروف تھے کہ ایک دن حضرت خضر علیہ السلام سے ملاقات ہوئی۔ حضرت خضر علیہ اسلام نے اپنی زیارت سے مشرف کرانے کے بعد آپ کو باطنی فیوض و برکات سے مستفید فرمایا اور آپ کو تسلی دی اس کے بعد آپ خلوت سے جلوت میں تشریف لائے اور پہلے کی طرح کھانا پینا اور لوگوں سے ملاقات کا سلسلہ شروع کر دیا۔ اس دوران آپ کے چہرے پر اس قدر جلال طاری تھا کہ بڑے سے بڑا وجیہہ شخص بھی آپ کے چہرے کو نگاہ بھر کر نہیں دیکھ سکتا تھا۔ آپ کے چہرے پر حُسن رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جلوہ نظر آتا تھا۔

گھر بار اور دنیاداری کو خیر باد کہنا☆

جب آپ کی یہ حالت مستقل صورت اختیار کر گئی تو دنیا اور اہل دنیا سے آپ کو نفرت ہو گئی۔ آپ نے اسی دوران اپنی بیوی کے والد کو بلوایا اور فرمایا کہ میں بیوی کے قابل نہیں ہوں میری طرف سے میری بیوی آزاد ہے اس کو حق حاصل ہے کہ وہ اگر چاہے تو اپنے والدین کے پاس چلی جائے اور مجھ سے طلاق لے لو اور اگر میرے حق میں بیٹھنا چاہیے تو اس کی مرضی ہے بیٹھی رہے اور مجھے اپنا حق بخش دے اور بے شک ساری زندگی میرے گھر بیٹھی رہے۔ آپ کا یہ فرمان ذیشان سُن کر نیک دل خاتون نے اپنا حق آپ کو معاف کر دیا اور کہنے لگی۔ اب تمام زندگی اسی دروازے پر گزاروں گی۔ چنانچہ اس خدا رسیدہ خاتون نے تمام عمر آپ کے مال مویشی اور زمیندارہ کی حفاظت کی اور اپنی پاکدامنی پر کوئی حرف نہ آنے دیا۔

باطنی طور پر حج بیت اللہ کی سعادت اور احرام کا عطا ہونا☆

دنیاداری اور گھر بار کے معاملات سے فراغت کے بعد آپ پر مزید یادِ حق کا غلبہ طاری ہو گیا۔ اسی دوران آپ نے باطنی طور پر حج بیت اللہ شریف کی بھی سعادت حاصل کی۔ آپ کو باطنی طور پر احرام کی دو چادریں عطا ہوئیں۔ جب آپ کو باطنی طور پر احرام ملا تو آپ نے تمام کپڑے اتار دیئے اس کے بعد احرام کی شکل میں دو چادریں ہی آپ کا لباس رہ گیا۔ موسم سردی کا ہو یا گرمی کا آپ کا لباس یہی ہوتا حتیٰ کہ سخت سردی کے موسم میں اکثر فرماتے کہ اُف اُف گرمی سے جل گیا اور ساتھ ہی بار بار یہ بھی فرماتے۔

جل گئی میری جان محبوب محمد ﷺ
سڑ گئی اے میری جان محبوب محمد ﷺ

راولپنڈی میں دورِ مسعود☆

اپنے گاؤں میں آپ دنیاداری سے بے خبر یادِ خدا میں مست الست اپنا وقت گزار رہے تھے کہ اچانک ایک دن آپ کو غیبی آواز آئی۔

بن کے تو بھنورا لٹے ڈھیر پھرولنا چھڈ دے
چال سکھیں توں ہنساں والی الٹا کاغاں نال اُڑنا چھڈ دے

جب یہ آواز مسلسل تین چار مرتبہ سُنی آپ سمجھ گئے کہ اب ہجرت کا وقت آ گیا ہے اور مجھے ہجرت کرنی چاہیے۔

چنانچہ آپ اپنے گھر سے نکلے اور آبادی سے کافی دور آنے کے بعد آپ کو اپنے گاؤں کا ایک آدمی ملا تو اُس سے فرمایا کہ میرے گھر جا کر اطلاع کر دینا کہ میں مدینہ پاک جا رہا ہوں۔ میری فکر نہ کرنا۔ وہاں سے چلتے چلتے آپ راولپنڈی پہنچ گئے مگر مدینہ پاک جانے کا کوئی سبب نہ بنا۔ اسی اثنا میں ڈنگی کھوئی چوک سرائے شیراں ٹائراں والا بازار میں ایک دوکاندار جس کا نام کالا خان تھا وہ پھلگراں کا رہنے والا تھا' اُس سے آپ کی ملاقات ہوگئی۔ کالا خان کھل سوڑی چوکر کی دوکان کرتا تھا۔ اُس نے بڑی محبت سے آپ کو بٹھایا' خدمت و خاطر کی اور آپ کے قیام کے لئے دوکان کے پیچھے حصہ خالی کر کے ایک تخت لکڑی کا بنوا کر آپ کا بستر اس پر لگا دیا۔ کالا خان کی محبت اور اس کی مہمان نوازی سے آپ متاثر

ہوئے بغیر نہ رہ سکے اور آپ نے اپنا قیام اس کی دوکان پر ہی کر لیا۔

آپ نے مرشد کے ہاتھ پر بیعت ہونے کے بعد تمام عمر چار پائی استعمال نہیں کی بلکہ زمین پر صرف ایک تلائی، یعنی (گدا) بچھا کر آرام فرماتے تھے۔ بعد میں عقیدت مندان کے مجبور کرنے پر زمین سے تھوڑا اونچا لکڑی کا تخت تھا جس پر آپ نے تمام زندگی گذاری۔

آپ اکثر فرماتے تھے کہ میں چار پائی پر اس لئے نہیں سوتا کہ میں آرام کر رہا ہوں اور میرے مرشد آ جائیں اور چار پائی سے نیچے اترتے ہوئے مجھے دیر نہ ہو جائے اسی وجہ سے نیچے لیٹتا ہوں کہ اگر مرشد آ جائیں تو استقبال کرنے میں دیر نہ ہو۔

سائیں آزاد کی فقیری سلب ہوگئی ☆

جب آپ راولپنڈی میں قیام پذیر ہو گئے تو آپ کا معمول تھا کہ آپ صبح وشام کے وقت تھوڑے سے وقت کے لئے کمرے سے باہر نکل کر باغ سرداراں کی طرف چلے جاتے۔ باغ سرداراں کے سامنے ایک چھوٹی سی مسجد جو آج کل جامع مسجد غوثیہ کے نام سے مشہور ہے۔ مسجد کے ساتھ ایک مندر تھا۔ اس میں ایک درویش سائیں آزاد نامی رہتا تھا۔ آپ ان کے ڈیرے پر پہنچ گئے۔ بعد ملاقات سائیں آزاد نے آپ کے لئے چائے بنوا کر آپ کو چائے پیش کی۔

سائیں آزاد نے جب آپ کو چائے پیش کی تو آپ کا امتحان لینے کی غرض سے حجام والی رچھانی درمیان میں رکھ دی۔ جب آپ نے چائے کی پیالی اٹھانا چاہی تو وہ بھاری معلوم ہوئی اور آپ وہ پیالہ اٹھا نہ سکے۔ ان کی یہ حرکت دیکھ کر آپ نے انہیں منع فرمایا کہ ایسا نہیں کرنا چاہیے۔ مگر وہ باز نہ آئے۔ تو آپ نے بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھ کر پیالہ اٹھایا اور چائے پی۔ چائے پینے کے بعد آپ نے فرمایا مجھے نہیں معلوم تھا کہ تم جیسے چور بھی یہاں بیٹھے ہوئے ہیں تمہیں کسی پردیسی آدمی کے ساتھ ایسا نہیں کرنا چاہیے تھا۔

آپ نے سائیں آزاد کو مخاطب کر کے فرمایا کہ اگر تمہیں کچھ ضرورت تھی تو تم مجھ سے ویسے ہی لے لیتے میں دھنیال کا راجہ ہوں ہمارے بزرگ تو ویسے بھی بہت سخی ہیں۔ میں تمہارے مانگنے پر تمہیں ویسے ہی کچھ دے دیتا۔ یہ چوروں اور ڈاکوؤں والا سلوک اچھی چیز نہیں ہے۔ تمہیں میرے ساتھ سلوک نہیں کرنا چاہیے تھا۔

یہ کہہ کر آپ وہاں سے چلے دیئے۔ جیسے ہی آپ نے سائیں آزاد کے ڈیرے سے قدم باہر

نکالا ویسے ہی سائیں آزاد کی فقیری سلب ہوگئی۔اب آپ آگے آگے جارہے تھے اور سائیں آزاد آپ کے پیچھے پیچھے معافیاں مانگتا ہوا چل رہا تھا۔اُس دن کے بعد سائیں آزاد تمام عمر آپ کا خادم اور غلام بن کر رہا۔

سیرت و کردار☆

آپ انتہائی درجہ کے ذاکر و شاغل، عبادت گزار، پابند تہجد اور دیگر نوافل کثرت سے ادا فرماتے تھے۔ ہمہ وقت ذکر خدا میں مست الست رہتے کوئی لمحہ یاد خدا سے خالی نہ ہوتا۔مخلوق خدا کی خدمت کو اپنا شعار سمجھتے تھے۔ حسن اخلاق میں یکتائے روزگار تھے۔آپ کی خدمت میں آنے والا آپ ہی کا ہو کے رہ جاتا۔ سخاوت میں بے مثل و بے مثال تھے۔ ہمیشہ فیض و کرم کا دریاء جوش میں رہتا۔آپ صاحب تصوف و کشف و کرامات بزرگ تھے۔آپ کی نگاہ کیمیا کا اثر رکھتی تھی۔

کشف و کرامات☆

آپ کے ایک خدمت گار صوفی محمد اقبال جو کہ چورہ شریف کے آستانہ عالیہ سے بیعت تھے۔چورہ شریف کے عرس کے موقع پر ایک روز پہلے اپنے پیرخانے چلے گئے۔عرس کی تقریبات اپنے عروج پر تھیں۔رات کے وقت مجلس جاری تھی کہ انہوں نے دیکھا کہ محفل عرس میں امام الانبیاء سرکار مدینہ علیہ السلام تشریف فرما ہیں۔ رسالت مآب ﷺ کی زیارت سے جب صوفی محمد اقبال مشرف ہوئے تو انہوں نے تمام حاضرین سے کہا کہ تمام حضرات دعا کے لئے ہاتھ اٹھائیں جب دعا سے فارغ ہوئے تو صوفی محمد اقبال نے دیکھا کہ آپ بھی وہاں پر اُس محفل میں جلوہ گر ہیں۔آپ کو دیکھ کر صوفی اقبال آگے بڑھے اور قدم بوسی کر کے عرض کرنے لگے۔سرکار یہ سب صدقہ آپ کی ذات پاک کا ہے اور جو کچھ جلوہ میں نے آج دیکھا ہے یہ صرف اور صرف آپ کی نظر کا تصدق ہے۔اس بات کے کافی عرصہ بعد ایک دن آپ نے صوفی اقبال سے پوچھا کہ موٹے تمہیں فیض کہاں سے ہوا ہے؟ تو اُس نے جواب دیا سرکار آپ بخوبی اچھی طرح جانتے ہیں۔آپ نے فرمایا کہ تمہیں جو فیض حاصل ہے وہ حضرت خواجہ نور محمد چوراہی علیہ الرحمتہ کے مزار سے ہوا ہے کیا تم نے دیکھا کہ میں بھی وہاں موجود تھا۔تو صوفی اقبال نے عرض کیا بے شک حضور آپ وہاں موجود تھے اور میں نے بچشم خود آپ کو دیکھا تھا۔حالانکہ آپ عرس کے موقع پر چورہ شریف بظاہر تشریف لے کر گئے ہی نہ تھے۔ بلکہ اپنی بیٹھک ڈنگی کھوئی چوک راولپنڈی میں ہی قیام فرماتے تھے۔

کرامت نمبر۲☆

ایک مرتبہ آپ کی مجلس اپنے عروج پر تھی۔ آپ کا دریائے کرم بھی جوش میں تھا کہ آپ کے ایک عقیدت مند ولی محمد نے عرض کیا کہ حضور اگر آج پشاور کی پیڑیاں کھلائیں تو پھر فقیر مانیں۔ آپ چونکہ عاجزی میں بھی بے مثل و بے مثال تھے اور اپنا بھید بھی کسی کے سامنے کھلنے نہ دیتے تھے۔ آپ نے بات کو سنی ان سنی کر دیا۔

مگر تھوڑی دیر گزری تھی کہ ایک آدمی آیا اس کے ہاتھ میں مٹھائی کا ایک ڈبہ تھا۔ اُس نے لاکر آپ کے سامنے رکھ دیا۔ آپ نے کالا خان سے فرمایا کہ ڈبے کو کھولو اور اس میں جو کچھ بھی ہے ولی محمد کو کھلا دو۔ پھر آپ نے اُس دینے والے سے پوچھا کہ آپ کون ہیں کہاں سے آئے ہیں۔ تو اُس نے بتایا کہ میں پشاور کا رہنے والا ہوں۔ پشاور ہی سے پیڑیاں خرید کر صرف اور صرف آپ کی خدمت میں پیش کرنے کی غرض سے حاضر ہوا ہوں۔

کرامت نمبر۳☆

ڈنگی شریف والے دلاور شاہ صاحب اکثر آپ کے خدمت میں حاضری دیا کرتے تھے۔ ایک دن آپ سے ملاقات کے بعد سٹی صدر روڈ پر بیٹھے ہوئے تھے کہ دل میں یکا یک خیال پیدا ہوا کہ فقیری جنگلوں میں گھومنے سے مل سکتی ہے۔ بابا صاحب کے پاس کچھ نہیں ہے۔ ابھی شاہ صاحب کے دل میں یہ خیال پیدا ہوا ہی تھا کہ دیکھا کہ سامنے دو پولیس ملازم کھڑے ہیں ان میں سے ایک حوالدار اور دوسرا سپاہی تھا۔ وہ ایک دوسرے سے کہنے لگے یہ شخص انڈیا کا جاسوس معلوم ہوتا ہے۔ انہوں نے دلاور شاہ سے پوچھا کہ کون ہو کہاں کے رہنے والے ہو؟ تو انہوں نے بتایا کہ ڈنگی شریف کے سادات خاندان سے میرا تعلق ہے وہیں پر رہتا ہوں۔ پولیس والوں نے کہا کہ تمہاری زبان تو وہاں کی نہیں ہے۔ بلکہ ہمیں تم جاسوس نظر آتے ہو۔ دلاور شاہ نے ہزار کوشش کی سمجھایا۔ مگر وہ نہ مانے اور دلاور شاہ کو پکڑ کر اپنے تفتیشی افسر کے پاس لے گئے۔

دلاور شاہ نے جب یہ معاملہ دیکھا تو فوراً آپ کی طرف خیال کر کے مدد کے لئے دل میں پکارا۔ تفتیشی افسر نے دلاور شاہ سے ایک دو سوال کیے اور چند لمحوں کے لئے توقف کیا اور پھر ان پولیس والوں کو بلا کر کہنے لگا کہ یہ تو کسی پیر کے مرید نظر آتے ہیں۔ جاسوس نہیں ہے۔ لہٰذا جہاں سے اس کو لائے تھے اس کو وہیں واپس سٹی صدر پر چھوڑ کر آ ؤ۔ پولیس والوں سے فراغت کے بعد دلاور شاہ فوراً ڈنگی

کھوئی آپ کی بیٹھک میں پہنچے تو آپ دلاور شاہ کو دیکھ کر مسکرائے اور فرمایا کہ شاہ صاحب آج کہاں گئے تھے۔ دلاور شاہ آپ سے معافی چاہی اور تمام واقعہ عرض خدمت کیا۔

کرامت نمبر ۴ ☆

آپ کے ایک مرید ٹھیکدار ولی احمد کے گھر ذکر کی مجلس تھی کہ وہاں صوفی اقبال نے آپ کی خدمت شریفہ میں عرض کی۔ حضور میرے بھائی خادم کی شادی کے لئے دعا فرمائیں۔ آپ نے دعا فرمائی اور ساتھ ہی یہ بھی فرمایا کہ اُس کی شادی مرضی کے مطابق ہو جائے گی۔ مگر جب شادی ہو جائے تو عرس کے لنگر کے لئے موٹا تازہ بکرا اللہ واسطے دے دینا۔ جب محفل ختم ہوئی تو آپ ٹھکیدار ولی احمد کے گھر سے الوداع ہو کر ٹاہلی موہری سے پیدل ۲۲ نمبر چونگی کی جانب تشریف لا رہے تھے کہ راستے میں بابا لال بادشاہ رحمتہ اللہ علیہ کے مزار کے قریب سڑک پر کھڑے ہو گئے۔ تھوڑی دیر کے بعد آپ نے صوفی اقبال کو مخاطب کر کے فرمایا کہ موٹے حضرت بابا لال شاہ رحمتہ اللہ علیہ فرما رہے ہیں کہ صوفی اقبال کے بھائی کی شادی کیلئے دعا نہیں کرنی اس کے بھائی کی شادی ٹنچ بھاٹہ میں فلاں لڑکی سے ہو گی۔ کیونکہ وہ لڑکی ہفتہ میں دو مرتبہ حضرت بابا لال شاہ بخاری رحمتہ اللہ علیہ کے مزار پر حاضری دیتی تھی۔

آپ کی زبان ترجمان سے یہ بات سن کر صوفی اقبال نے عرض کی۔ حضور وہ تو بہت بڑے لوگ ہیں۔ ہمیں کس طرح رشتہ دیں گے۔ آپ نے فرمایا صوفی اقبال تم لڑکی والوں سے گھر جا کر رشتہ مانگو انشاء اللہ وہ ضرور رشتہ دیں گے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا انہوں نے جب رشتہ مانگا تو لڑکی والوں نے فوراً ہاں کر دی اور صوفی اقبال کے بھائی خادم کی شادی اسی جگہ ہوئی۔

وصال با کمال ☆

آپ نے اپنے وصال با کمال سے پہلے ہی اپنے خدام مریدین کو بتا دیا تھا کہ میرے وصال کے بعد مجھے میرے گاؤں میں دفن کرنا اور فلاں جگہ پر میری قبر بنانا اور یہ بھی فرمایا کہ میرے وصال والے دن موسلا دھار بارش ہو گی اور میری نماز جنازہ پڑھانے کے لئے کسی کو مت کہنا شمال کی جانب سے ایک شخص آئے گا جو میری جنازہ پڑھائے گا۔

چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ آپ کے وصال با کمال والے دن موسلا دھار بارش ہوئی۔ آپ کی لحد مبارک پر شامیانہ لگا کر کھدائی کی گئی اور اسی طرح تدفین بھی گئی اور نماز جنازہ پڑھانے کے لئے شمال کی جانب پہاڑوں سے ایک شخصیت کی آمد ہوئی۔ صفیں درست تھیں۔ انہوں نے آ کر مصلّے امامت پر قدم

رکھااور نماز جنازہ پڑھائی اور واپس تشریف لے گئے کسی کو نہیں معلوم کہ آنے والے کون اور کہاں سے تشریف لائے تھے۔

وصال باکمال ☆

آپ کا وصال باکمال مؤرخہ دو دسمبر ۱۹۶۴ء بروز بدھ بمطابق ۲۶ رجب المرجب تشریف ۱۳۸۴ء ہجری شب معراج کو ۴۹ برس کی عمر شریف میں ہوا۔ مزار پُر انوار بہارہ کہو سے دس کلومیٹر دومیرا بیگوال ضلع اسلام آباد شاہراہ مری میں مرجع خلائق عام ہے۔ اہل عقیدت آج بھی اس دربار گوہر بار پر حاضر دے کر اپنی حاجات خدا سے طلب کرتے ہیں۔

آباد خدا رکھے میخانہ محمد کا ﷺ

حضرت حافظ محمد یامین چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف☆

عاشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پیکر اخلاص ومحبت مجسمہ اخلاق پیکر علم وعرفان فنافی المرشد حضرت پیر طریقت حافظ محمد یامین صابری رحمتہ اللہ علیہ اپنے وقت کے عظیم صوفی بزرگ ہوئے ہیں۔ آپ کا نسبی تعلق ضلع انبالہ انڈیا بھارت سے ہے۔ تقسیم برصغیر کے وقت آپ ہجرت کر کے پاکستان تشریف لائے اور کوہاٹی بازار نزد بنی چوک راولپنڈی میں سیمنٹ کی ایجنسی لے کر تجارت کو اپنا ذریعہ روزگار بنایا اور زندگی کی تمام راتیں خدا کی یاد میں گزاریں۔ آپ پانچ وقت کے نمازی اور تہجد کے پابند تھے۔ صبح کی نماز کے بعد اور رات عشاء کے بعد اپنے اراد وظائف مکمل فرماتے۔ ہمہ وقت یاد خدا میں مست اور سرشار رہتے۔ آنے والے صوفیاء علماء اور مشائخ کی بہت تعظیم فرماتے۔ اپنے عقیدت مندان اور مریدین پر خصوصی نگاہ اور شفقت فرماتے۔ در پر آنے والے فقیروں کو خالی نہ لوٹاتے تھے۔ دستر خوان بہت وسیع اور کشادہ تھا۔ آپ نہایت ہی ملنسار، بلند اخلاق، خوش طبیعت، خوش مزاج اور انتہائی مستقل مزاج، بلند حوصلہ کی شخصیت کے مالک تھے۔ آپ کے اوصاف وکمالات عبادت وریاضت زہد تقوی و پرہیزگاری وشب بیداری بدرجہء اتم اس قدر موجود تھے کہ احاطہء تحریر میں لانے کیلئے ایک دفتر کی ضرورت ہے۔ فقیر راقم الحروف کے والد گرامی سے آپ کا روحانی اور سلسلہ صابریہ کا تعلق تھا۔ اسی بنا پر فقیر کا تعلق آپ کی ذات سے ۴۰ برس رہا۔

بیعت وخلافت☆

آپ سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ کے عظیم صوفی بزرگ شیخ المشائخ حضرت مولانا محمد اسماعیل ذبیح علیہ الرحمتہ کے دست حق پرست پر شرف بیعت سے مشرف ہوئے اور انہی سے خرقہ خلافت پایا۔

(نوٹ) یہ بات بھی اپنی شہرت کو پہنچی ہے کہ مولانا محمد اسماعیل ذبیح علیہ الرحمتہ نے آپ کو خلافت نہیں دی تھی بلکہ ان کے خلیفہ صوفی محمد صدیق صابری کالے کی منڈی ضلع حافظ آباد کے خلیفہ صوفی عبدالرشید صابریؔ نے صابریؔ بسیرا جہلم میں صوفی فرزند علی صابریؔ کے آستانے پر مولانا محمد

اسماعیل ذبیح چشتی صابری کے عرس کے موقع پر آپ کو خلافت سے نوازا تھا۔

آپ سال میں ایک مرتبہ اپنے پیرو مرشد حضرت مولانا محمد اسماعیل ذبیح کا سالانہ عرس مبارک اور حضور مخدوم الاؤلیاء ختم اللہ الارواح حضرت مخدوم علاؤالدین علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ علیہ اور خواجہ خواجگان فخر کون ومکان شہنشاہ ولایت عطائے رسول ہندالولی حضرت خواجہ سید معین الدین چشتی حسن سنجری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عرس مبارک کراتے۔ محفل سماع کا ذوق خوب تھا اور عرس میں آنے والے مہمانوں کی خدمت خوب اور خود کرتے ہر ایک کا خیال فرماتے تھے۔

آپ کا وصال باکمال☆

آپ کا وصال باکمال مورخہ ۱۴ نومبر ۵ شعبان المعظم بروز ہفتہ ۲۰۰۰ء میں ہوا۔ آپ کو اسلام آباد کے مرکزی قبرستان میں ہزاروں عقید تمندوں کی موجودگی میں دفن کیا گیا۔

آباد خدا رکھے میخانہ محمد کا ﷺ

ضلع راولپنڈی کے
بزرگانِ دین کے
حالاتِ زندگی

حضرت شاہ چن چراغ رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆

ساقی میخانہء اسرار، سرشار بادۂ خمار، ہادی ساکنان بحری و بری، غزالی صحرائے الوہیت، سید الاولیا حضرت سید شاہ چن چراغ قادری رحمتہ اللہ علیہ موضع شاہ پور نزد سید کسراں تحصیل و ضلع چکوال میں حضرت سیّد ملوک شاہ علیہ الرحمتہ کے گھر آپ کی ولادت باسعادت ہوئی۔ آپ کی ولادت باسعادت سے پہلے حضرت خواجہ خضر علیہ السلام نے آپ کے والد گرامی علیہ الرحمتہ کو بشارت دی تھی کہ تمہارے گھر میں ایک ایسا بچہ پیدا ہونے والا ہے۔ جو نہ صرف تمہارے گھر کو روشن و منور کرے گا۔ بلکہ ایک عالم اس کی ضوفشانیوں سے مستفید ہو گا۔ اس بشارت کے پیش نظر آپ کے والد ماجد نے آپ کا نام نامی اسم گرامی سید شاہ چن چراغ رکھا تھا۔

تعلیم و تربیت ☆

آپ نے ابتدائی تعلیم و تربیت اپنے گھر میں ہی اپنی والد گرامی جناب سید ملوک شاہ علیہ الرحمتہ سے حاصل کی۔ ابتدائی تعلیم کے بعد آپ کے والد گرامی نے آپ کی مزید تعلیم و تربیت کے لئے جید علما کا انتظام کیا۔ جن کی نگرانی میں آپ نے قرآن مجید حفظ کیا اور درسی کتابیں پڑھیں اور مزید علوم دینیہ کی تکمیل کے لئے غور غشتی تحصیل حضرو ضلع اٹک تشریف لے گئے اور وہاں کے متجر علماء سے علم شریعت و طریقت معرفت حقیقت مراقبہ فقر و فاقہ کی وہ تربیت حاصل کی جس سے آپ نے ظاہری و باطنی علوم کے مراحل طے کئے۔

بیعت و خلافت ☆

آپ حضرت سید جمال اللہ زندہ پیر حیات المیر علیہ الرحمتہ کے دستِ حق پرست پر بیعت سے مشرف ہوئے۔ مرشد کامل کی نگاہ فیض نے آپ کو بام عروج پر پہنچا دیا۔ جب آپ سلوک منزلیں طے کر چکے تو حضرت سید جمال اللہ زندہ پیر حیات المیر نے آپ کو خرقہ خلافت سے سرفراز فرمایا اور حکم دیا کہ آپ اپنے ماموں سید عنایت شاہ علیہ الرحمتہ کے مزارِ پُر انوار واقع مظفر آباد آزاد کشمیر جا کر حاضری دیں۔

مرشد کامل کا حکم ملتے ہی آپ اپنے ماموں سید عنایت شاہ علیہ الرحمتہ کے مزارِ پُر انوار پر

حاضری کے لئے مظفر آباد آزاد کشمیر تشریف لے گئے اور حاضری دی اور کچھ عرصہ کے بعد آپ کے ماموں حضرت سید عنایت شاہ علیہ الرحمتہ نے آپ کو حکم دیا کہ راولپنڈی میں جا کر قیام کرو اور خلق خدا کو فیضان سے مشرف کرو۔

آپ کے مرشد کامل نے آپ کے بارے میں فرمایا تھا تم ایسے پھل دار درخت کی مانند ہو کہ جس کا پھل مخلوق خدا کھائے اور اس کے سایہ میں آرام بھی کرے گی۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا مخلوق خدا نے آپ سے بہت فیض حاصل کیا۔

سیرت و کردار ☆

آپ انتہائی درجہ کے عابد و زاہد متقی و پرہیز گار تھے۔ نماز پنجگانہ تہجد اور دیگر نوافل کثرت سے ادا فرماتے تھے۔ ہر وقت ذکر خدا میں مست الست رہتے تھے۔ اخلاق محمدی ﷺ کا مکمل نمونہ تھے۔ سخاوت میں بے مثل و بے مثال تھے۔ آپ نے تمام عمر کسی کے سامنے ہاتھ نہیں پھیلایا اگر کوئی شخص کسی قسم کی پیشکش کرتا تو قبول نہ فرماتے تھے۔ ایک دفعہ ایک حاکم وقت آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کرنے لگا کہ لنگر کے لئے ایک قطعہ زمین پیش کرنا چاہتا ہوں تاکہ لنگر کا نظام با آسانی چلتا رہے۔ آپ نے یہ کہہ کر انکار کر دیا کہ رزق کا مالک خدا ہے۔ اس کا ذمہ اُس نے لیا ہوا ہے وہی انتظام کرتا ہے۔ وہ ہی کارساز ہے۔ مجھے اس بارے میں کوئی فکر نہیں ہے۔ آپ اپنے مرشد کامل کے حکم سے جب راولپنڈی پہنچے تو آپ تو محسوس کیا کہ یہ خطہ باطل قوتوں کا گڑھ ہے اور اس کی ظلمتوں کو روشنیوں میں تبدیل کرنا آسان نہیں ہے۔ چونکہ آپ اسی مقصد کے لئے یہاں تشریف لائے تھے۔ آپ نے توکل علی اللہ تبلیغ کا کام شروع کر دیا۔ ابتدا میں کچھ بے دینوں نے آپ کے راستے میں رکاوٹیں ڈالنے کی کوشش کی لیکن اپنا کام مشنری جذبہ کے تحت جاری رکھا۔ آپ نے اپنے اخلاق و اوصاف کردار اور فقر و غنا کو عملی نمونہ میں پیش کیا تو لوگوں اور گرد و نواح میں یہ مشہور ہو گیا کہ ایک درویش صفت انسان درماندہ اور پسماندہ لوگوں کے لئے مسیحائی کی شکل میں راولپنڈی آیا ہے جس کی نگاہ کیمیاء کا اثر رکھتی ہے۔ آپ کی حیات مبارکہ اپنے اسلاف کی زندگی کا پرتو تھی۔ آپ نے ہمیشہ جہد مسلسل کو اپنی زندگی کا مطمع نظر بنایا۔ دن کو درس قرآن اور تبلیغ اسلام اور رات کو ساری ساری رات عبادت و ریاضت میں مشغول و منہمک رہتے تھے۔ یہ بات بھی شہرت کو پہنچی ہے کہ آپ حضرت سید عبداللطیف شاہ المعروف بری امام سرکار علیہ الرحمتہ کے پیر بھائی اور اور ہمعصر بزرگ تھے اور سلسلہ عالیہ قادریہ سے تعلق اور فیضان حاصل ہے۔

وصال باکمال☆

آپ کا وصال باکمال ۱۱۱۵ء ہجری میں ہوا۔ مزار پُر انوار محلہ شاہ چن چراغ نزد صرافہ بازار راولپنڈی شہر میں مرجع خاص وعام ہے۔ جہاں پر اہل عقیدت آج بھی منہ مانگی مرادیں حاصل کرتے ہیں اور اپنے قلوب واذہان کو نور ایمان سے منور کرتے ہیں۔

(نوٹ) اپنے زمانے کے عظیم کاملین حضرات جن میں حضرت پیر سید مہر علی شاہ' حضرت حاجی محمد شریف خان صابری کلیامی' حضرت خواجہ میاں فضل الدین کلیامی' حضرت حافظ عبد الکریم نقشبندی' حضرت قمر المشائخ الحاج حافظ قمر الدین چشتی صابری علیہم الرحمتہ کے علاوہ بہت سے اولیائے کاملین نے آپ کے مزار پر انوار پر حاضری دے کر اکتساب فیض کیا ہے جبکہ بہت سے عارفین نے چلہ کشی بھی کی ہے۔ فقیر راقم الحروف نے ہزار ہا مرتبہ آپ کے دربار گوہر بار میں حاضری کا شرف حاصل کیا ہے۔ دربار شریف میں حاضری کے وقت جو سکون اور اطمینان قلب ملتا ہے اس کی کیفیت تحریر سے باہر ہے۔

آباد خدا رکھے میخانہ محمد کا ﷺ

حضرت خواجہ حافظ عبدالکریم نقشبندی رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆

دلیل الکاملین، امام العارفین، برہان الواصلین، عمدۃ السالکین حضرت خواجہ حافظ عبدالکریم نقشبندی صاحب رحمتہ اللہ علیہ کی ولادت باسعادت ۷ جمادی الاول ۱۲۶۴ ہجری گیارہ اپریل ۱۸۴۸ء بروز منگل محلہ شاہ چن چراغ راولپنڈی ہوئی۔ آپ کے والد گرامی کا نام نامی اسم گرامی حضرت نذر محمد تھا۔ جن کا شجرہ نسب مغل شہنشاہ ظہیر الدین بابر سے جا ملتا ہے۔ حضرت نذر محمد ایک نیک سیرت درویش صورت حلیم الطبع بزرگ اور اخلاق حمیدہ کے مالک تھے۔ آپ مہینے میں ایک بار کھانا پکا کر تقسیم فرمایا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ ایک مجذوب نے آپ کے والد گرامی کو ایک لقمہ کھانے کے لئے دیا۔ مگر انہوں نے اسے کراہیت کی وجہ سے نہ کھایا۔ اُس مجذوب نے فرمایا اسے سخی مرد تُو نے میری عطا کو قبول نہ کیا۔ اچھا جا تو نہیں تو تیری اولاد کو ضرور حصہ ملے گا۔

چنانچہ اس مرد درویش مجذوب کی بات حضرت حافظ عبدالکریم رحمتہ اللہ علیہ کی صورت میں پوری ہوئی۔ آپ کی عمر شریف ابھی تین ماہ تھی کہ والدہ ماجدہ انتقال کر گئیں۔ اور ابھی صرف دو برس کے ہوئے تھے کہ والد ماجد کا سایہ بھی سر سے اٹھ گیا والدین کے بعد آپ کے چچا میاں پیر بخش اور پھوپھی محترمہ حیات بی بی نے آپ کی پرورش کی۔ آپ مادرزاد ولی تھے۔ آپ کی کرامت سے آپ کی پھوپھی صاحبہ کو بڑھاپے میں دودھ اُتر آیا اور انہوں نے آپ کو ڈیڑھ سال تک دودھ پلایا۔ بچپن میں جب آپ اپنی پھوپھی صاحبہ کو نماز پڑھتے دیکھتے تو فرماتے کہ مجھے بھی ایک جائے نماز دے دو میں بھی نماز پڑھوں گا۔

آپ کی پھوپھی صاحبہ نے آپ میں ولایت کے آثار دیکھتے ہوئے ہر روز تہجد کی نماز کے بعد اللہ کریم کی بارگاہ میں دعا کرتیں کہ اے اللہ اس بچے کو اپنا بندہ بنا اور دین و دنیا میں اس پر برکتیں نازل فرما۔

آپ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ اُس دعا کی ٹھنڈک اور سُرور اب بھی محسوس کرتا ہوں اور یہ سب کچھ اُسی دعا کا نتیجہ ہے۔

تعلیم وتربیت ☆

جب آپ کی عمر شریف آٹھ برس کی ہوئی تو آپ کو محلہ کی مسجد کے امام قاضی محمد زمان کے سپرد کر دیا گیا۔ چنانچہ مختصر عرصہ میں آپ نے قرآن مجید پڑھ لیا۔ بعد ازاں کتب درسیہ تفسیر و حدیث فقہ وغیرہ بھی انہیں سے پڑھیں۔ جن میں مشکوۃ شریف احیاء العلوم اور مثنوی شریف بھی انہی سے پڑھی۔ دوران تعلیم آپ پر اکثر بے خودی طاری رہتی آپ زیادہ تر آسمان کی طرف دیکھتے رہتے تھے۔ اسی وجہ سے آپ کے استاد محترم نے آپ کا نام آسمانی رکھ دیا تھا۔ تمام طلباء آپ کو اسی نام سے پکارا کرتے تھے۔

آپ خود فرماتے تھے کہ بچپن کی حالت میں اپنے کو گم پاتا تھا۔ سولہ برس کی عمر شریف میں آپ کو قرآن مجید حفظ کرنے کا شوق پیدا ہوا۔ دو سال کے قلیل عرصہ میں آپ نے قرآن پاک مکمل حفظ کر لیا۔ فن قرات میں آپ مولانا محمد حسین مکی علیہ الرحمتہ کے شاگرد تھے۔ جو اس فن کے بہترین استاد تھے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو قرأت کا لب ولہجہ بھی دلکش عطا فرمایا تھا۔ تلاوت قرآن مجید اس عمدۃ ترتیل اور خوش الحانی سے کرتے کہ سامعین فریفتہ ہو جاتے۔ رمضان المبارک کے مہینہ میں آپ جس مسجد میں نماز تراویح پڑھاتے وہاں لوگ نماز مغرب کے بعد ہی سے اپنی جگہ مخصوص کر لیتے۔ کیونکہ عشاء کی نماز کے وقت خلقت کا بے پناہ ہجوم ہو جاتا تھا۔ مسلمان تو مسلمان ہندو سکھ بھی آپ کی قرآن خوانی پر فریفتہ تھے اور آپ کے حسن قرآن سے محظوظ ہونے کے لئے مسجد سے متصل گلی میں جمع ہو جاتے۔

بیعت وخلافت ☆

جب آپ کی عمر شریف ۲۰ برس کی ہوئی تو آتش عشق الٰہی بھڑکنا شروع ہو گئی۔ آپ نے سوچا کہ کسی مرد کامل کو تلاش کر کے اس کی غلامی اختیار کی جائے تا کہ منزل حقیقی مل سکے۔ حضرت خواجہ فقیر محمد چوراہی علیہ الرحمتہ کے ایک مرید مستری علیم اللہ جو کہ آپ کی خوش الحانی پر فریفتہ تھے۔ ان کی دلی تمنا تھی کہ آپ میرے پیر بھائی بن جائیں۔ چنانچہ ایک مرتبہ حضرت خواجہ فقیر محمد چوراہی علیہ الرحمتہ اللہ راولپنڈی تشریف لائے تو مستری علیم اللہ آپ کو حضرت خواجہ چوراہی علیہ الرحمتہ اللہ کے پاس لے

گئے۔ اُس وقت آپ کی عمر شریف ۲۱ برس تھی۔ حضرت خواجہ چوراہی آپ کی صورت سیرت اور خوش الحانی پر عاشق ہو گئے۔ آپ کو بیعت سے مشرف فرما کر نسبت خاص سے نوازا اور ذکر قلبی سے مشرف و سرفراز فرمایا۔ آپ کی حالت متغیر ہو گئی اور بے خودی کے آثار نمودار ہو گئے۔

آپ کو اپنے شیخ کامل حضرت خواجہ چوراہی سے والہانہ عشق تھا۔ آپ ہفتے میں ایک دو مرتبہ راولپنڈی سے چوراہ شریف ضلع اٹک تشریف لے جاتے اور اپنے شیخ کامل کی صحبت سے فیض یاب ہوتے اور اپنے آقائے نعمت کے چہرے کی زیارت کرتے رہتے۔ ایک دفعہ سخت گرمی کے موسم میں آپ پاپیادہ گھر سے نکل کر دربار عالیہ چوراشریف تشریف لے گئے۔ حضرت خواجہ چوراہی نے یہ کیفیت دیکھ کر آپ کو گلے سے لگالیا۔

آپ صبح و شام ذکر و فکر میں مشغول رہتے۔ خلوت نشینی کے لئے راولپنڈی شہر میں واقع باغ سرادراں جو کہ اس وقت گھنا باغ جنگل کی صورت اختیار کیے ہوئے تھا اور ایک خوبصورت مقام تھا۔ آپ وہاں تشریف لے جاتے اور خلوت میں اپنے خدا سے لو لگائے ذکر اللہ میں مصروف رہتے۔ کبھی کبھی پیرودھائی کے قبرستان میں ڈیرہ لگاتے۔ چونکہ آپ تنہائی پسند تھے اور منزل کے حصول کے لئے تنہائی کی تلاش میں رہتے آخر مدارج سلوک طے کرتے کرتے اور اس مقام کو پہنچ گئے کہ حضرت خواجہ فقیر محمد چوراہی علیہ الرحمتہ اللہ نے آپ کو خرقہ خلافت اور دستار و اجازت سے نواز کر سرفراز فرمایا اور اپنا خاص ملبوس بھی آپ کو عطا کیا۔ شیخ کامل کی اس محبت کو دیکھ کر خوشی سے آپ پر رقت طاری ہو گئی اور عرض کیا حضور مجھے تو آپ کی محبت ہی کافی ہے۔ حضور خواجہ چوراہی نے فرمایا کہ میں تو حکم کا بندہ ہوں اور اس امانت کو آپ کے حوالے کرنے پر مامور ہوں۔ یہ میر انہیں اللہ تعالیٰ کا کلام ہے۔

پھر نصیحت فرمائی کہ بیٹا دنیا کی طرف توجہ نہ کرنا اس کو پس پشت ڈال کر ہمہ وقت یاد الٰہی میں مصروف رہنا۔ دل کو غیر اللہ سے الگ رکھنا اور سب کچھ اللہ ہی کی طرف سے سمجھنا۔ مرشد کامل کے ارشادات عالیہ سن کر آپ کے سینہ میں جو عشق الٰہی کی آگ تھی وہ بھڑک اُٹھی۔ جس نے ماسوی اللہ کو جلا کر راکھ کر دیا۔

زیارت حرمین شریفین ☆

آپ دو مرتبہ حج بیت اللہ شریف کے سعادت سے مشرف ہوئے۔ پہلی مرتبہ مکہ مکرمہ میں

حج سے فارغ ہونے کے بعد مدینہ منورہ میں حاضری دینے کی تیاری کی تو سعودی حکومت نے حاجیوں کو مدنیہ منورہ کی حاضری سے روک دیا۔آپ نے دل میں خیال کیا کہ کونسی ایسی بے ادبی ہوگئی۔جس کی وجہ سے سرکار ابد قرار علیہ السلام ناراض ہیں کہ مدینہ منورہ میں جانے کی اجازت نہ ملی۔

ایک دن قیام مکہ مکرمہ کے دوران رات تہجد کے وقت رسالت مآب علیہ السلام کی زیارت سے مشرف ہوئے۔آپ نے فرمایا کہ حافظ اس وقت نہ آنا ہی بہتر ہے۔ہم آپ کو دوبارہ بلوائیں گے۔حسب ارشاد نبوی علیہ السلام ۱۹۱۱ء میں آپ دوبارہ بیت اللہ شریف کے لئے تشریف لے گئے۔

مدینہ شریف پہنچ کر آپ کی حالت متغیر ہوگئی حالت اس درجہ کو پہنچ گئی کہ ایک لحہ کے لئے بھی روضہء رسول علیہ السلام کی جدائی برداشت نہ فرماتے تھے۔روزانہ یہی دعا فرماتے کہ یا اللہ میری موت یہیں پر واقع ہوتا کہ روز قیامت حضور اکرم علیہ السلام کے ساتھ ہی اُٹھوں۔ایک دن عشاء کی نماز کے بعد ایک نورانی شکل وصورت والے ایک بزرگ تشریف لائے اور فرمایا کہ حافظ صاحب کیا آپ نے ہی یہیں رہنے کی دعا کی تھی۔آپ نے فرمایا جی ہاں۔انہوں نے فرمایا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ حافظ صاحب سے کہہ دو کہ ہندوستان واپس تشریف لے جائیں۔کیونکہ وہاں آپ کے وجود سے بہت سی مخلوق کو فائدہ پہنچے گا اور اُن کی قبر بھی وہیں ہوگی۔چنانچہ آپ کو قبر کی جگہ بھی دکھادی گئی۔جب آپ واپس راولپنڈی پہنچے تو اپنی قبر کے لئے وہ جگہ وقف کی جو آپ کو خواب میں دکھائی گئی تھی۔اس جگہ پر اپنے بیٹھنے کے لئے چبوترہ بنوادیا۔آپ کے وصال باکمال کے بعد آپ کی لحد مبارک اُسی جگہ بنی۔

سیرت وکردار☆

آپ نہایت ہی متقی پرہیزگار ذاکر وشاغل تھے۔نماز پنجگانہ کے ساتھ ساتھ کثرت نوافل اور تہجد کا خصوصی اہتمام فرماتے۔کوئی لحہ ذکر خدا سے غافل نہ گزرتا تھا۔اخلاق محمدی علیہ السلام کا مکمل نمونہ تھے۔در پے آنے والا کوئی سائل کبھی خالی نہ لوٹا۔تمام زندگی خدا اور اس کے رسول علیہ السلام کی اطاعت اور عشق میں گزاری۔آپ نے پوری زندگی میں ہزاروں گمراہوں کو راہ ہدایت دکھائی اور انہیں خدا اور اس کے رسول علیہ السلام کے دروازے پر لاکھڑا کیا۔بے شمار بے نماز آپ کی صحبت فیض سے نمازی بن گئے۔ہزاروں گمراہوں کو راہ ہدایت ملی اور ذکر وفکر کی لذت سے آشنا ہوئے۔آپ شیعہ' مرزائی' وہابیوں اور خارجیوں کا مدلل ردّ فرمایا

کرتے تھے۔ متعدد افراد آپ کے دست حق پرست پر عقائد باطلہ سے تائب ہوئے۔

کشف و کرامات ☆

سید عثمان شاہ صاحب سٹور کیپر کراچی والوں کا بچہ جس کی عمر ۹ برس تھی اچانک گھر سے لاپتہ ہو گیا' تلاش کے باوجود نہ مل سکا۔ بالآخر آپ کی خدمت میں حاضر ہو گئے اور رو رو کر عرض کیا۔ حضور میرا بیٹا کافی عرصہ سے گم ہے اور لاپتہ ہے۔ اس کے لئے دعا فرمائیں۔ آپ نے فرمایا کہ شاہ صاحب آپ کا بچہ زندہ ہے اور کسی شخص کے قبضہ میں ہے۔ اللہ کریم کی بارگاہ میں دعا کرتے ہیں کہ خداوند تعالیٰ اس شخص کا دل پھیر دے تا کہ وہ بچے کو واپس بھیج دے۔ سید عثمان شاہ آپ سے دعا کے بعد جب کراچی اپنے گھر پہنچے تو بچہ گھر میں آ چکا تھا۔

کرامت نمبر۲ ☆

حافظ محمد اکبر کریمی مرحوم سابق خطیب نیوی' لاہور فرماتے ہیں کہ ایک رات سویا ہوا تھا کہ ایسا معلوم ہوا کہ کسی نے میرا ہاتھ پکڑ کر دبایا۔ لیکن میں نے خیال نہ کیا پھر کسی نے بایاں ہاتھ دبایا مگر میں نے پھر بھی توجہ نہ دی اور سو گیا۔ اچانک آپ خواب میں تشریف لائے اور میرے ہاتھ کو ایسا پکڑا کہ مجھے گرمی محسوس ہوئی۔ میں بے تاب ہو کر اُٹھ بیٹھا تو کیا دیکھا کہ فرش کی چٹائی کو آگ لگی ہوئی ہے۔ اس طرح حافظ محمد اکبر کریمی اپنے مُرشد کامل کے باطنی تصرف اور روحانی مدد سے آگ لگنے سے بال بال بچ گئے۔

کرامت نمبر۳ ☆

بنگلہ گجرات کے حافظ میاں محمد اکبر ایک مرتبہ آپ کی خدمت عالیہ میں حاضر ہوئے اور عرض کی حضور میں قرآن پاک کی منزل بھلا بیٹھا ہوں۔ بار بار یاد کرتا ہوں مگر بھولی ہوئی منزل دوبارہ یاد نہیں ہو رہی۔ میرے لئے دعا فرمائیں آپ بہت خوش ہوئے اور فرمانے لگے۔ فقیر کو آج دُعا مانگنے کا مزہ آئے گا۔ کیونکہ اس سے پہلے جو بھی آیا کوئی رشتہ کے لئے دعا کرانے کوئی بیماری کوئی مقدمہ کوئی آ کر کہتا میرے گھر میں لڑکا ہو کوئی کہتا کہ مجھے ملازمت مل جائے۔ آج جس مقصد کے لئے دعا کرائی جا رہی ہے۔ خوب مزہ آئے گا دعا مانگنے کا۔

آپ نے حاضرین مریدین نے فرمایا کہ تمام ساتھی دعا مانگو جب دُعا ختم ہوئی تو حافظ میاں محمد کو قرآن کریم کی بھولی ہوئی منزل یاد ہوگئی تھی۔ اس کے بعد انہی حافظ میاں محمد سے حضرات نے قرآن پڑھا بلکہ اکثریت ایسے لوگوں کی ہے۔ جنہوں نے قرآن حفظ کیا اور پوری بستی میں حافظ ہی حافظ نظر آنے لگے۔ یہی وجہ ہے کہ ٹبی بنگلہ گجرات میں ٹبی حافظوں کی مشہور ہے۔

کرامت نمبر۴ ☆

حاجی شہادت علی خان محلہ اقبال پارک ضلع شیخوپورہ والے ۱۹۶۶ء میں اپنے سسرال والوں سے ملنے فیصل آباد گئے تو ان سسرال والوں نے انہیں مجبور کیا کہ وہ محکمہ پولیس میں نوکری کریں۔ چونکہ حاجی شہادت علی خان پولیس کی نوکری کو اچھا نہیں سمجھتے تھے۔ اس لئے انہوں نے اپنے پیرومرشد کی بارگاہ میں عریضہ ارسال کر کے پوچھا کہ کیا کیا جائے۔ آپ نے جواباً ارشاد فرمایا کہ چند روز صبر کریں۔ اللہ تعالیٰ کوئی نیک سبب بنا دے گا۔ اس بات کو چند روز گزرے تھے کہ حاجی شہادت علی خان کا ایک پڑوسی آیا اور کہنے لگا۔ حاجی صاحب ہمارے محکمہ زراعت میں چند آسامیاں خالی ہیں۔ آپ چلیں اور درخواست دے دیں اللہ جو کرے گا بہتر ہوگا۔ چنانچہ درخواست دے دی گئی اور بھی بہت سے امید وار تھے جو کہ حاجی شہادت علی سے زیادہ پڑھے لکھے تھے۔ انگریز نے سب سے انٹرویو لیا اور یہ کہہ کر فارغ کر دیا کہ آپ زراعت کے بارے میں کورس مکمل کریں پھر بھرتی کریں گے۔ مگر حاجی شہادت علی خان کو اُسی وقت بغیر کورس پاس کئے بھرتی کر لیا۔ جس کا بظاہر کوئی جواز نہ تھا۔

تصنیف وتالیف ☆

آپ کی شب وروز کی مصروفیات اس قدر تھیں جس کی وجہ سے آپ تصنیف وتالیف کی طرف زیادہ توجہ نہ دے سکے۔ باوجود اس کے آپ کی تصوف واخلاق پر ایک بہترین تصنیف "ہدایت الانسان الی سبیل العرفان" جو کہ ۲۰۸ صفحات پر مشتمل ہے۔ اس کے علاوہ آپ نے اپنے خلیفہ قاضی عالم الدین سیالکوٹی سے مکتوبات امام ربانی کا ترجمہ کروا کر شائع کیا۔ جو آپ کی علم وادب اور تصوف کے میدان میں بہت بڑی خدمت ہے۔ اس کے علاوہ آپ نے دعائے حزب البحر از حضرت امام ابوالحسن شاذی کو از سر نو مرتب فرما کر شائع کیا اور اس کو شائع کرنے سے پہلے پاک وہند کے اطراف اور مصر بیروت سے دعائے حزب البحر کے نسخے منگوا کر اور انہیں سامنے رکھ کر ایک قابل وثوق نسخہ مرتب فرمایا۔

آپ کے خلفاء☆

آپ کے بہت سے خلفاء ہوئے ہیں جن میں سے چند ایک کے اسمائے گرامی درج ذیل ہیں۔
(نمبر۱) حضرت خواجہ صوفی محمد نواب الدین علیہ الرحمتہ موہری شریف تحصیل کھاریاں ضلع گجرات۔ (نمبر۲) حضرت صاجزادہ حافظ عبدالرحمٰن صاحب عیدگاہ شریف جو کہ آپ کے فرزندار جمند ہیں۔ (نمبر۳) حضرت مولانا قاضی عالم الدین صاحب سیالکوٹی۔ (نمبر۴) مولانا حکیم خادم علی سیالکوٹی۔ (نمبر۵) فقیہہ اعظم مولانا محمد شریف کوٹلوی کوٹلی لوہاراں سیالکوٹ۔ (نمبر۶) حضرت سائیں کریم بخش جن کا انتقال مدینہ شریف میں ہوا اور جنت البقیع میں آپ کی تربت موجود ہے۔ (نمبر۷) حضرت بابو کرم الدین صاحب لالہ موسیٰ گجرات۔ (نمبر۸) مولوی فیروز دین موہڑہ پیکاں ضلع راولپنڈی۔ (نمبر۹) حضرت حاجی نظام الدین موضع کٹاریاں متصل نور پور شاہاں ضلع اسلام آباد۔ (نمبر۱۰) سید غلام شبیر جالندھری کوئٹہ۔ (نمبر۱۱) سائیں نورالحسن پنڈ جھاٹلہ تحصیل و ضلع راولپنڈی مدفون موضع کھگر متصل امیٹھی ضلع لکھنو انڈیا۔ (نمبر۱۲) حضرت الحاج صوفی عبدالرحمٰن صاحب مظفر نگری ''سہارنپوری'' (نمبر۱۳) مولانا الحاج صوفی ثناء اللہ کوٹلی لوہاراں ضلع سیالکوٹ۔ (نمبر۱۴) مولوی فضل احمد صاحب جلیہاری بھائی خان نزد کلیام شریف تحصیل گوجرخان ضلع راولپنڈی۔ (نمبر۱۵) میاں عبداللطیف ریٹائرڈ سیشن جج لاہور۔ (نمبر۱۶) حاجی رحمتہ اللہ کاٹھیاواڑی۔ (نمبر۱۷) سید فضل شاہ موضع دھریالہ جالپ ضلع جہلم۔ (نمبر۱۸) حافظ دین محمد موضع گاڑ تحصیل و ضلع راولپنڈی۔ (نمبر۱۹) حاجی صوفی میراں بخش خادم خاص حضرت صاحب۔ (نمبر۲۰) رشید راجن شاہ کمانوالہ سیالکوٹ شہر۔ (نمبر۲۱) مولوی محمد اکبر کریمی سیالکوٹ۔ (نمبر۲۲) سید حاکم شاہ موضع وڑائچاں نوالہ ضلع گجرات۔ (نمبر۲۳) صوفی حاکم الدین موضع ننگلیاں تحصیل پسرور۔ (نمبر۲۴) مولوی نور حسین موضع موسیٰ تحصیل حضرو ضلع اٹک۔ (نمبر۲۵) مولوی محمد یوسف میرپور آزاد کشمیر۔ (نمبر۲۶) الحاج مولانا محمد سعید کاشغری مدفون کاشغر مشرقی ترکستان۔

ارشادات وملفوظات☆

آپ فرماتے ہیں کہ اعمال کی قبولیت اخلاص نیت پر منحصر ہے ہر ایک آدمی اپنے عمل سے اُسی

نتیجہ کا حقدار ہوتا ہے۔ جس کی اس نے نیت کی ہو۔ اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَات کا ارشاد بھی نیت میں خلوص پیدا کرنے کی طرف اشارہ ہے۔

نمبر۲...... ☆ آپ فرماتے ہیں کہ طالب صادق کو چاہیے کہ وہ ہر حال میں روئے دل اپنے شیخ ومُرشد کی طرف رکھے اور جو کچھ کہیں سے بھی حاصل ہو ملا اپنے شیخ کی توجہ سے سمجھے۔

نمبر۳...... ☆ مرید کا رابطہ اپنے شیخ سے جس قدر قوی ہوگا۔ اسی قدر معرفت زیادہ ہوگی اور ذکروعبادت میں سستی نہ آئے گی۔ فنافی الشیخ ہونا ہی عین فنافی الرسول اور فنافی اللہ ہے مگر یہ نعمت کسی قسمت والے کو ملتی ہے۔ جو معرفت اور ترقی رابطہ سے ہوتی ہے وہ کسی اور شے سے نہیں ہوتی رابطہ پیدا کرنا چاہیے۔

نمبر۴...... ☆ مبتدی کو فرض نمازوں کے سوا باقی تمام اوقات ذکر الٰہی میں بسر کرنے چاہئیں جب تک ذکر ملکہ راسخہ اور سلطان الاذکار تک نہ پہنچ جائے نوافل و مستحب میں مشغول نہیں ہونا چاہیے۔

نمبر۵...... ☆ امراض قلب میں دو مرض ایسے ہیں کہ اگر ان کا علاج ہو جائے تو تمام امراض کا علاج ممکن ہے اور باقی تمام امراض دور ہو سکتے ہیں۔ ایک خود بینی یعنی ایک مرض خود پسندی ہے۔ دوسرا مرض دوسروں کی عیب جوئی ہے۔

نمبر۶...... ☆ دُعا مانگنا اللہ تعالیٰ اور بندے کے درمیان ایک قوی رابطہ ہے۔ اس سے بہت فائدہ ہوتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ راضی ہوتا ہے۔

نمبر۷...... ☆ آپ فرماتے ہیں کہ جو گزر چکی ہے وہ واپس آنے کی نہیں اور جو آئندہ آنے والی ہے۔ اس کا کچھ اعتبار نہیں۔ پس یہی وقت جو موجود ہے۔ اسی میں جو کچھ کرنا ہے کرلو۔

نمبر۸...... ☆ جو لوگ بیگانی عورتوں کی محبت کو عشق مجازی کہتے ہیں۔ وہ غلطی پر ہیں بلکہ یہ فسق وفجور اور شیطانی کام ہے اس سے کبھی عشق مجازی حاصل نہیں ہوتا عشق مجازی اپنے پیشواء کی محبت اور عشق ہے۔ اس میں جس قدر ترقی کرے گا۔ اتنا ہی زیادہ وہ اللہ تعالیٰ کا عشق حاصل کرے گا۔

وصال باکمال ☆

آپ کا وصال باکمال ۲۸ صفر ۱۳۵۵ ہجری ۲۰ مئی ۱۹۳۶ء بروز بدھ کو راولپنڈی میں ہوا۔

عید گاہ شریف راولپنڈی میں آپ کا مزار پُرانوار آج بھی مرجع خاص و عام ہے۔ جہاں ہزاروں عقیدت مندان آکر اپنے دل کی مرادیں پاتے ہیں اور ذکر خدا کر کے اطمینان قلب حاصل کرتے ہیں۔ آپ کے وصال باکمال کی قطعہ تاریخ فقیہہ اعظم مولانا محمد شریف کوٹلوی رحمتہ اللہ علیہ نے اس طرح لکھی ہے۔

قبلہ دین و کعبہ ایمان   ناصر دین و مذہب نعماں
وارث علم مصطفوی ﷺ   قطب دہرو غوث زماں
چشمہ فیض و عارف کامل   مطلع نور و معدن عرفان
یعنی شیخ ، عبد کریم   واقف علم و حافظ قرآن
در شب بستم ماہ مئی   گشت از چشم ماپنہاں
ہاتف گفتہ سال وصلش   پیر عظیم زیب جناں

فقیر راقم الحروف کو بارہا اس دربار گوہر بار میں حاضری کا شرف بھی حاصل ہے اور موجودہ سجادہ نشین الحاج حضرت پیر حافظ محمد نقیب الرحمٰن صاحب مدظلہ العالیٰ سے بھی شرف نیاز حاصل ہے۔ جو بڑے ہی پیارے انداز میں اپنے اسلاف کی طریقت پر عمل پیرا ہو کر آستانہ عالیہ کی خدمت کا فریضہ سر انجام دے رہے ہیں۔

آباد خدا رکھے میخانہ محمد کا ﷺ

حضرت سید میراں عظمت حسین شاہ گیلانی رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆

عمدۃ الکاملین، امام العارفین، برہان الواصلین، قلندر زمانہ، فخر السادات حضرت میراں سید عظمت حسین شاہ گیلانی المعروف ننگا بابا جی رحمتہ اللہ علیہ وادی لولاب شریف سری نگر جموں کشمیر میں ریٹائرڈ میجر جناب سید دلدار بہادر شاہ الحسنی والحسینی کے گھر آپ کی ولادت ہوئی۔

آپ کا سلسلہ نسب چند واسطوں سے حضرت غوث الاعظم میر میراں پیر پیراں محبوب سبحانی قطب ربانی سیدنا عبدالقادر جیلانی الحسنی والحسینی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملتا ہے۔ آپ کی مادری زبان کشمیری تھی۔ لیکن آپ اردو، فارسی، عربی، پشتو اور انگلش کے علاوہ دیگر زبانیں بھی بول لیتے تھے۔

آپ کے بچپن کا واقعہ ☆

آپ مادرزاد ولی ہیں۔ بچپن ہی سے ولایت کے آثار نمایاں تھے۔ ابھی آپ کی عمر عزیز صرف ساڑھے تین برس کی تھی کہ ایک بزرگ جن کا نام لسا بابا تھا۔ مقامی آبادی کے لوگ انہیں سامتو بھی کہتے تھے وہ آپ کے گھر آئے اور آپ کی والدہ ماجدہ سے فرمانے لگے کہ سید میراں عظمت حسین اللہ جل شانہ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ڈیوٹی کے لئے ہیں۔ اس لئے ان کو ہمارے حوالے کردو۔

چنانچہ آپ کی والدہ ماجدہ نے آپ کو غسل دیا نئے کپڑے پہنائے آنکھوں میں سرمہ لگایا اور خوب بنا سنوار کر تیار کر کے اللہ پاک کی رضا پر راضی رہتے ہوئے اپنے نور نظر کو لسا بابا رحمتہ اللہ علیہ کے حوالے کر دیا۔ وہ فقیر آپ کو لے کر پرانی تحصیل کوٹلی ستیاں اور موجودہ تحصیل کہوٹہ کی یونین کونسل نڑھ کی بلند و بالا پہاڑی پر واقع پنج پیر کی بیٹھک کے ساتھ بلکہ اس کے پہلو میں واقع ایک غار میں آپ کو چھوڑ دیا۔ آپ بذات خود فرماتے ہیں اس غار میں قیام کے دوران مجھے مٹی کے دو برتن ملے۔ ان دونوں برتنوں سے مجھے روزانہ ایک میں سے دودھ اور دوسرے سے فروٹ غیبی طور پر ملتا رہا۔ اور مزید لطف کی بات یہ کہ سردی کے موسم میں گرمی کا فروٹ اور گرمی کے موسم میں سردی کا

فروٹ اور میوے ملا کرتے تھے۔ اسی جگہ پر آپ نے انتہائی خوفناک جنگل میں ایک گھنے درخت کے نیچے جہاں ٹھنڈے پانی کا چشمہ بھی ہے۔ وہاں پر بہت طویل چلہ کشی بھی کی۔ جہاں آپ نے چلہ کشی کی اس جگہ کے بارے میں مشہور ہے کہ اب بھی کوئی شخص اس جگہ سے لکڑی وغیرہ کسی درخت سے کاٹے یا مال مویشی چرائے تو اس کو نقصان اٹھانا پڑتا ہے۔

سیرت و کردار☆

آپ جس قدر ظاہری طور پر حسین و جمیل اور خوبصورت تھے۔ اسی طرح آپ کی پوری زندگی بھی بہت خوبصورت با کردار گزری ہے۔ آپ کی ظاہری حیات مبارکہ کا ایک ایک پہلو نہایت ہی حسین و جمیل اور قابل تقلید ہے۔ آپ انتہا درجہ کے مہمان نواز تھے۔ اپنے آباؤ اجداد کی طرح اپنے دروازے پر آنے والے کو کبھی خالی نہ لوٹاتے مہمان کی مہمان نوازی بذات خود فرماتے اور دل کھول کر اس کی خدمت و خاطر تواضع فرماتے۔ آپ کے پاس ہر مذہب و مسلک کے افراد اپنی حاجات کے لئے آتے تھے۔ آپ سب کی خدمت کرتے اور اچھی طرح اس کی ضرورت پوری فرماتے۔ آپ اپنے پاس ہر آنے والے کو عشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعوت دیتے اور دین اسلام کے احکام پورا کرنے کی تلقین فرماتے تھے۔ اسی طرح حقوق والدین کو پورا کرنے پر بہت زور دیتے تھے۔ ایک مرتبہ آپ کا ایک خادم اپنے ماں باپ سے کسی بات پر ناراض ہو کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور دعا کے لئے درخواست کی تو آپ نے فرمایا کہ ابھی میرے پاس سے واپس چلا جا۔ پہلے اپنے ماں باپ کو راضی کر پھر میرے پاس آ اس کے بعد دعا کروں گا۔

آپ میں عاجزی کمال درجہ کی تھی۔ سادگی اس قدر تھی کہ آپ مٹی کے برتن میں کھانا پسند فرماتے اور اپنے مہمانوں کے لئے اچھے قیمتی برتن منگواتے تھے۔ آپ سادہ سی غذا پسند کرتے جبکہ مہمانوں کے لئے طرح طرح کی نعمتیں پکواتے۔ آپ کی طبیعت میں تکبر و غرور فخر اور بناوٹ کا شائبہ تک نہ تھا انتہائی مسکینی کی حالت میں رہتے۔ مگر باوجود اس کے آپ کے چہرے پر رعب و دبدبہ اس قدر تھا کہ بڑے سے بڑے عہدہ کا مالک اور جابر قسم کا شخص بھی سامنے آتے ہی سہم جاتا اور آنکھ ملانے کی جرأت نہ کر سکتا تھا۔ آپ کا ظاہر و باطن یکساں تھا۔ خلوت ہو یا جلوت آپ کا کردار ایک جیسا ہی رہا تو کل و قناعت پسندی آپ کا خصوصی شعار رہا۔

آپ کی ذات اور عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم ☆

آپ فنافی الرسول کے مقام پر فائز تھے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات سے عشق کو اپنے لئے سرمایہ حیات تصور فرماتے تھے۔ آپ کی زندگی کا کوئی لمحہ یا گوشہ ایسا نہیں جو عشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں نہ گزرا ہو۔ آپ اپنے پاس آنے والے مریدین وعقیدت مندان کو بھی سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت کا درس دیا کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ اگر خدا پاک کا قرب چاہتے ہو اور خدا پاک کی رضا چاہتے ہو تو پھر خدا پاک کے محبوب دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت کو جز و ایمان بنالو اگر کوئی نعت خوان آپ کے سامنے حضور اقدس نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں نعت پڑھتا تو آپ اسے انعام واکرام سے نواز کر مالا مال کر دیتے اور نعت سنتے ہوئے بذات خود آپ کی آنکھوں سے آنسوؤں کی لڑیاں بہہ جاتیں اور اشکوں کا سیلاب امڈ آتا۔ جب ربیع الاول کا مہینہ آتا تو آپ خوشی سے جھوم جاتے۔ آپ کے چہرے پر اس قدر رونق آجاتی کہ چودہویں کے چاند کی طرح چمکنے لگتا۔ بارہ ربیع الاول شریف کی رات کو آپ کے آستانہ عالیہ پر آنے والے تمام راستے سجوا دیئے جاتے تھے۔ بارہ ربیع الاول شریف کی صبح سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں آپ اپنے تمام مریدین کے ہمراہ صلوٰۃ وسلام پیش فرماتے پھر لنگر تقسیم کرنے کے بعد جلوس عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پاپیادہ قیادت فرماتے۔ بارہ ربیع الاول شریف کے جلوس کے موقع پر تمام دن صبح سے شام تک پا پیادہ رہتے پورے شہر میں آپ کے جلوس کی بہت دھوم تھی۔ لوگ آپ کے قافلے کا انتظار کرتے تھے۔ دوران جلوس لوگ ازراہ عقیدت آپ کے ہاتھ چومتے اور دعائیں کراتے۔

آپ بذات خود بھی کبھی کبھی ذوق و مستی کے عالم میں اپنے قلم سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں نعت لکھتے تھے۔ آپ کا زیادہ تر کلام نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پڑھے۔ ایک مرتبہ آپ غسل کے لئے چلے گئے تو ایک خادم نے آپ کے کمرے کی صفائی کرنے کے لئے کمرے کا سامان باہر نکالا۔ اس کمرے میں سنگ مرمر کا ایک پتھر بھی تھا۔ جس پر کملی والے آقا نامدار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام نامی اسم گرامی مبارک کندہ تھا۔ اس خادم سے وہ پتھر کا ٹکڑا بے احتیاطی کی بنا پر ٹوٹ گیا۔ اس نے اسے اٹھا کر آپ کے کمرے سے کافی دور ایک جگہ پر رکھ دیا۔ صفائی مکمل ہوئی

تو آپ تشریف لے آئے۔ رات گزری صبح سویرے ناشتے کا وقت تھا تمام احباب ناشتہ کی تیاری میں مصروف تھے کہ آپ نے سب کو طلب کر لیا اور غصے کے عالم میں فرمایا کہ میرے کمرے میں سنگ مرمر کا جو پتھر تھا وہ کہاں ہے لاؤ میرے سامنے کرو۔ پھر وجدانی کیفیت میں فرمایا کہ آج رات مجھے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت ہوئی تھی وہ مجھ سے پتھر کی بابت دریافت فرما رہے تھے۔ جاؤ مجھے وہ پتھر لا کر دو چاہے جہاں سے مرضی لاؤ۔ جس آدمی سے وہ پتھر ٹوٹا تھا آپ نے اس سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ بتاؤ وہ پتھر توڑ کر کہاں رکھا ہے۔ ابھی لے کہ آؤ جب تک وہ ٹوٹا ہوا پتھر مجھے لا کر نہیں دو گے مجھے سکون نہیں ملے گا۔ آپ کا فرمان سن کر وہ شخص گیا اور پتھر کے تمام ٹکڑے لا کر آپ کی خدمت میں پیش کئے۔ پتھر کے ٹوٹے ہوئے ٹکڑے دیکھ کر آپ اس شخص پر بہت رنجیدہ ہوئے اور فرمایا کہ آئندہ ایسی حرکت نہ کرنا۔

دربار رسالت میں حاضری ☆

ایک مرتبہ آپ کے مریدین کا قافلہ حج بیت اللہ کے لئے جانے لگا تو آپ نے خصوصی دعاؤں سے نواز کر رخصت کیا۔ لیکن جب آپ کے مریدین مدینہ منورہ پہنچے تو کیا دیکھا کہ آپ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مزار پُر انوار کے پاس موجود ہیں۔ مریدین بہت حیران و پریشان ہوئے کہ باباجی کا توحج کے لئے کوئی پروگرام نہ تھا۔ اگر آپ کا پروگرام ہوتا تو ہمیں ضرور بتاتے معلوم نہیں کہ آپ اچانک کس طرح تشریف لے آئے مریدین نے آپ کے قریب جا کر ملاقات کی کوشش کی تو آپ ان کی نظروں سے اوجھل ہو گئے۔ انہوں نے اس دوران کئی مرتبہ آپ کو مدینۃ الرسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں دیکھا ملنے کی کوشش کرتے رہے مگر ملاقات نہ ہو سکی۔ حج کرنے کے بعد وہ مریدین ایئر پورٹ سے سیدھے آپ کے آستانہ عالیہ میں حاضر ہو کر خدمت میں پہنچے تو دیکھ کر حیرانگی میں اور اضافہ ہو گیا کہ آپ اپنے آستانہ میں تشریف فرما ہیں اور حسب معمول کام میں مصروف ہیں۔ دوستوں اور دیگر عقیدت مندان سے معلوم کیا تو انہوں نے بتایا کہ سرکار تو یہیں پر تھے۔ ان دنوں کہیں بھی تشریف لے کر نہیں گئے۔ یہ بات سن کر تمام مریدین نے عرض کیا۔ حضور ہم نے آپ کو مدینہ شریف میں کئی بار حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں حاضری دیتے ہوئے دیکھا۔

آپ کی خصوصی دعا☆

آپ جب بھی کسی مرید یا عقیدت مند کے لئے دعا فرماتے تو اللہ کریم کی بارگاہ میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وسیلہ پیش کر کے دعا فرماتے اور اپنے لئے ہمیشہ یہ دعا فرماتے کہ اے اللہ مجھے جب موت آئے تو ربیع الاول کے مہینے میں آئے تا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مہینے سے نسبت قائم رہے۔

آپ کے معمولات☆

آپ ہمہ وقت ذکر خدا اور ذکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں محو رہتے آنے والے مریدین کی خدمت و خاطر کے علاوہ ان کے روحانی اور دنیاوی پریشانیوں کے حل کے لئے انہیں تعویذ عنایت فرماتے اور لوگوں سے فرماتے کہ اگر تم اپنی پریشانیوں سے نجات حاصل کرنا چاہتے ہو تو پیران پیر دستگیر غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی گیارہویں شریف کی نیاز دیا کرو۔ آپ ہر ماہ گیارہویں کا وسیع لنگر فرماتے اسی طرح سالانہ گیارہویں شریف بڑی دھوم دھام سے مناتے اور لنگر کا کھلا اہتمام فرماتے تھے۔

محرم کے مہینے میں حضرت سید الشہداء امام عالی مقام امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روح پرفتوح کے لئے وسیع لنگر کا انتظام کرتے۔ قرآن خوانی اور نعت خوانی کی تقاریب ہوتیں۔ بعدازاں لنگر تقسیم کرواتے۔ نواسہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے آپ کو خصوصی محبت تھی۔ جب کبھی ان کا ذکر سنتے تو اشکوں کا سیلاب بہہ جاتا۔ پھوٹ پھوٹ کر روتے آپ کو اسی طرح حضرت سید عبداللطیف المعروف بری امام پاک سرکار رحمۃ اللہ علیہ سے بھی خصوصی نسبت اور قلبی لگاؤ تھا۔ ہر ماہ بری سرکار کے دربار میں حاضری دیتے وہاں جا کر چراغ روشن فرماتے اور کئی کئی گھنٹے کھڑے ہو کر دعائیں مانگتے۔ اپنے وصال باکمال سے قبل حضرت بری سرکار کے مزار پرانوار پر حاضری دی اور عرض کیا سرکار میری ظاہری زندگی میں یہ آپ کی خدمت میں آخری پھیرا ہے۔ میری حاضری قبول فرمائیں جس وقت حضرت بری امام سرکار کے مزار پر آپ یہ دعا مانگ رہے تھے۔ ہزاروں افراد آپ کی دعا میں شامل تھے۔ مگر کوئی شخص آپ کی بات کی گہرائی کو نہ پہنچ سکا۔ اس حاضری کے چار روز بعد آپ کا

وصال باکمال ہو گیا تھا۔

اسی طرح آپ حضرت پیر شاہ غازی دمڑی والی سرکار رحمتہ اللہ علیہ کے دربار گوہر بار میں بھی حاضری دیتے۔ حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری رحمتہ اللہ علیہ کے مزار پرانوار پر حاضری بھی آپ کا معمول رہا ہے۔ حضرت لعل شہباز قلندر رحمتہ اللہ علیہ کے مزار پرانوار سیہون شریف میں بھی اکثر و بیشتر حاضری دیا کرتے تھے۔

کشف وکرامات ☆

آپ کے ایک مرید جلال خان فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ ہم لوگ آپ کے ہمراہ آپ کے ایک مرید کے ہاں دعوت میں جارہے تھے۔ دن کے بارہ بجے کا وقت تھا۔ ہم لوگ بساڑی جنگل آزاد کشمیر میں بیٹھے ہوئے تھے۔ آپ نے کچھ دیر آرام کرنے کے بعد فرمایا چلو چلتے ہیں۔ دیر ہو رہی ہے۔ جلال خان نے عرض کیا۔ حضور آپ میرے کاندھے پر سوار ہو جائیں میں آپ کو اٹھا کر چلتا ہوں تاکہ آپ تھک نہ جائیں۔ جلال خان کہتے ہیں کہ ابھی میں نے سرکار رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں یہ بات عرض کی تھی کہ ایک دیو آکر بیٹھ گیا اور سرکار سے عرض کرنے لگا۔ حضور آپ میرے کاندھے پر سوار ہو جائیں۔ میں آپ کو چھوڑ آتا ہوں۔ آپ نے انگلی سے اشارہ کیا زبان سے کچھ بھی ارشاد نہ فرمایا تھا کہ وہ دیو وہاں سے غائب ہو گیا۔ ہم لوگ تو دیو کو دیکھتے ہی ڈر گئے تھے اس کے بعد ہمیں پشیمانی ہوئی۔ پھر میں نے سرکار کی خدمت میں معافی کی درخواست پیش کر کے معافی طلب کی۔ آپ ہنسنے لگے اور فرمایا کہ یہ دیو مجھے منزل تک چھوڑنے آیا تھا۔ لیکن میں نے اسے واپس کر دیا۔ چونکہ میں نے تمہارے ساتھ ہی آگے جانا ہے ڈرنے کی کوئی ضرورت نہیں۔

کرامت نمبر۲ ☆

حیدر خان مرحوم آپ کے مرید تھے وہ فرماتے ہیں کہ سرکار نے ہمارے گھر میں اچ بنا رکھا تھا۔ ایک دن آپ اپنے کمرے میں چ کے پاس تشریف فرما تھے کہ ایک شیر آپ کی خدمت میں سلام پیش کرنے کے لئے آیا اور دروازے کے سامنے کھڑے ہو کر شیر نے اپنی گردن جھکا کر آپ سرکار چ کے پاس سے اٹھے دروازے کے پاس گئے شیر کے سر پر دست شفقت رکھا وہ آپ کے قدموں میں گر گیا۔ جب آپ واپس چ کے کمرے میں آئے تو شیر بھی واپس چلا گیا۔

شیر کا یہ معمول روزانہ کا تھا۔ وہ ہر روز اسی طرح اسی انداز سے آتا جب تک سرکار چ کے کمرے سے اٹھ کر دروازے پر جا کر اس کے سر پر ہاتھ نہ پھیرتے وہ واپس نہیں جاتا تھا۔ حالانکہ شیر سے پوری آبادی ڈرتی تھی۔ مگر آپ لا خوف علیھم کے مصداق بے فکر ہو کر اس کے پاس جاتے اور وہ بھی آپ کے قدموں میں سر نیاز جھکا دیتا تھا۔

کرامت نمبر☆

مولانا محمد یوسف ثانی صاحب پلندری آزاد کشمیر کی جامع مسجد کے خطیب تھے اور ۲۳ سال کے طویل عرصے تک دارالعلوم دیوبند میں پڑھتے رہے ان کے علم اور خطابت کا دور دور تک شہرہ تھا۔ پلندری کی جامع مسجد میں عرصہ دس سال تک خطیب رہے۔ جامع مسجد کی مغرب کی جانب تقریباً سو گز کے فاصلے پر احمد خان کا مکان ہے جس کے ساتھ تقریباً دس گز کے فاصلے پر مشرق کی جانب احمد خان کا ایک اور مکان ہے جس میں مہاجر عزیز موچی کشمیری رہتا تھا۔ جب کہ بابو شفیق ٹرک والا اور غلام محمد گھڑی ساز بھی اسی عزیز موچی کے ساتھ رہتے تھے۔ ان دنوں آپ عزیز کے گھر رہا کرتے تھے۔ آپ کے قیام کے زمانہ میں عزیز کے گھر میں لنگر پکتا اور مخلوق آتی۔ لنگر سے مستفیض ہوتی۔ جوں جوں آپ کے قیام کی مدت میں اضافہ ہوتا گیا آپ کی شہرت پورے علاقے میں پھیل چکی تھی۔ لوگوں کا اژدھام عزیز کے گھر میں جمع رہنے لگا۔ آپ کی خدمت میں جو بھی آتا وہ آپ کا ہی ہو کے رہ جاتا کچھ لوگوں نے جامع مسجد کے خطیب چونکہ دیوبند کے پڑھے ہوئے اور دیوبندی خیال کے تھے۔ ان سے کہا کہ عزیز کے گھر ایک اللہ کا ولی آیا ہے۔ خوب لنگر چل رہے ہیں۔ مخلوق کو فیض پہنچ رہا ہے ہر وقت نعتیں پڑھی جاتی ہیں۔ مولوی محمد یوسف ثانی سے یہ سب کچھ برداشت نہ ہو سکا۔ چند طالب علم ہمراہ لئے اور عزیز کے گھر کا محاصرہ کر لیا' در خود مولوی یوسف ثانی دیوار پھلانگ کر عزیز کے صحن میں کود پڑا۔ اس کا پروگرام یہ تھا کہ آپ کو پکڑ کر آپ پر حملہ کروں گا مگر قدرت خدا کی کہ مولوی یوسف ثانی جیسے ہی صحن سے کمرے میں داخل ہوئے تو آپ کے نوری چہرے پر جب نگاہ پڑی تو ثانی صاحب کا سارا علم سلب ہو گیا اور بدن میں بھی جان نہ رہی وہ فوراً بیٹھ گیا اور اپنے طلباء سے کہنے لگے کہ سید کی محفل ہے درود شریف پڑھو۔

آپ نے جلال بھرے عالم میں مولوی ثانی سے فرمایا کہ اندر کیوں آئے ہو اور کس نے

تمہیں اندر آنے کی اجازت دی ہے؟ پھر مولوی ثانی سے پوچھا کہ بتاؤ کسی کے گھر میں بغیر اجازت داخل ہونے کی کون سے مذہب میں اجازت ہے۔ مولوی ثانی کے پاس آپ کے سوالوں کا کوئی جواب نہ تھا۔ پھر آپ نے مولوی ثانی سے فرمایا کہ کلمہ سناؤ۔ تو ثانی صاحب کلمہ بھی نہ سنا سکے اور آپ کے سامنے عاجز ہو گئے اور گریبان چاک کر کے دیوانہ وار جنگل کی راہ لی جب کہ لوگ مسجد میں مولوی صاحب کا انتظار کرتے رہے۔ اس کے بعد مولوی نے پوری زندگی کے لئے مسجد کی امامت وخطابت کو خیر باد کہہ کر جنگل میں کافی وقت یاد خدا میں گزارا۔ آپ نے ان کو روحانی فیوض و برکات سے مالا مال کر دیا اور علم باطنی سے خدا نے اس قدر نوازا کہ مولوی یوسف ثانی صاحب اپنے وقت کے بہترین درویش ہو گزرے ہیں۔

ان کا مزار پرانوار موضع منگ آزاد کشمیر ضلع سندھوتی میں مرجع خاص وعام ہے۔

کرامت نمبر۴ ☆

موضع ٹاہلیاں کے رقبہ بگاڑ کی ایک ضعیف خاتون گلاب نور کے گھر آپ ایک مرتبہ تشریف لے گئے تو آپ نے اس نیک خاتون کو ایک ذبح شدہ مرغی دی اور فرمایا کہ اسے پکاؤ۔ آپ خاتون کے گھر میں تشریف فرما تھے کہ بگلیاں والا سردار سخی محمد خان چند اوباش نوجوانوں کے ہمراہ آیا اور انتہائی بد اخلاقی سے آپ سے گفتگو کرتے ہوئے کہنے لگا کہ لوگوں کو بڑے بیٹے دیتے ہو اور بڑے بزرگ بنے پھرتے ہو۔ اگر اتنے بڑے بزرگ ہو تو وہ چیڑھ کا کٹا ہوا درخت دوبارہ ڈال نکالے اور یہ پتھر پھٹ جائے اور چشمے کا پانی گرم ہو جائے۔ ورنہ ہم اس دونالی بندوق سے تمہیں گولی ماردیں گے وغیرہ اس قسم کے نازیبا اور سخت کلمات استعمال کئے۔

سردار سخی محمد خان کی بات سن کر آپ مسکرائے اور ایک نعرہ لگایا اور پتھر پر لکیر لگا کر تیزی سے گزر گئے آپ کے گزرنے کی دیر تھی کہ پتھر خوفناک دھماکے کے ساتھ پھٹا اور دو ٹکڑے ہو گیا ایک ٹکڑا جدا ہو کر نیچے کھیت میں جا گرا اور چشمے کا پانی گرم ہو گیا اور اس کے ساتھ ہی چیڑھ کی درخت سے خلاف فطرت دو شاخیں نکلیں۔ حالانکہ چیڑ کا درخت کٹنے کے بعد دوبارہ ہرا نہیں ہوتا۔ مگر یہ درخت سب کے سامنے اسی وقت ہرا ہوا اور اس سے دو شاخیں بھی برآمد ہو گئیں۔ یہ سب واقعات دیکھنے کے بعد سردار سخی محمد خان اور اس کے ساتھی گھبرا گئے بدن پر رعشہ طاری ہو گیا اور بڑی عاجزی اور انکساری سے آپ سے

معافی مانگنے لگے۔

سردار سخی محمد خان دمہ کے مرض میں مبتلا ہو گیا۔ اس کی بہو نے گھر میں اسی رائفل سے خودکشی کر لی اس طرح اللہ کے ولی کے بے ادب خاندان کا یہ عبرت ناک منظر پورے علاقے نے دیکھا جو سب کے لئے باعث عبرت ہے۔

کرامت نمبر ۵☆

سردار مکھن خان ولد مبارک علی خان ساکن موضع ڈہلیاں کہتے ہیں کہ آپ ہمارے علاقے میں تشریف لائے ہوئے تھے لوگ جوق در جوق خدمت میں حاضری دے کر فیض حاصل کر رہے تھے جو بیمار آپ کی خدمت میں آتا بفضل خدا شفایاب ہو جاتا سردار مکھن خان کہتے ہیں چونکہ ہم جوان تھے جوانی کا نشہ چڑھا ہوا تھا عمر بھی نادان تھی جب ہم نے آپ کی شہرت اور چرچا سنا تو محسوس کیا کہ ہوسکتا ہے کوئی جاسوس نہ ہو چنانچہ میں نے خنجر لیا اور آپ کو قتل کرنے کی نیت سے چل پڑا۔

آپ سردار فرمان خان ڈہلیاں والے کے گھر میں تشریف فرما تھے۔ میں بدمستی کے عالم میں ان کے گھر کے اندر داخل ہوا۔ جب آپ کے سامنے پہنچا قبل اس کے میں کچھ اپنی زبان سے کہتا میرے بولنے سے پہلے آپ بذات خود بول پڑے اور فرمایا کہ مجھے مارنے کے لئے جو خنجر لایا ہے نکال اور مجھے مار جلدی کر میں نے تمہارے ساتھ سابقہ سب رشتے ناطے توڑ دیئے ہیں۔ آپ کا یہ فرمانا تھا کہ میں بے ہوش ہو گیا اور تین دن تک بے ہوش رہا۔ جب تیسرے روز ہوش آیا تو آپ کے قدموں میں گر کر معافی مانگی اور پھر گناہوں سے بھی تمام عمر کے لئے توبہ کر لی آپ نے معاف کر کے گلے سے لگا لیا اور خصوصی دعاؤں سے نوازا۔

موضع تیمر اسلام آباد میں آپ کی آمد☆

جب آپ موضع تیمر ضلع اسلام آباد میں تشریف لائے تو اس وقت آپ کی عمر سترہ برس تھی۔ آپ کے ساتھ ایک خلیفہ ہوتا جو آپ کا سامان اٹھائے رکھتا تھا۔ آپ کے ہاتھ میں ایک ڈنڈا ہوتا تھا۔ جنگلوں میں تمام دن گھومتے اور ذکر الٰہی میں مستغرق رہتے تھے۔ آپ ہمیشہ پا پیادہ رہتے تھے۔ موضع تیمر کے راجہ محمد ارشاد صاحب فرماتے ہیں کہ میں اپنے گھر کے قریب جنگل میں بیٹھا ہوا تھا کہ آپ سرکار

کا وہاں سے گزر ہوا۔ تو آپ نے مجھے اپنی جانب بلایا تعمیل حکم کی خاطر میں جب آپ کے قریب پہنچا تو آپ نے فرمایا کہ مجھے پانی پلاؤ۔ اس جنگل میں پانی نام کو بھی نہیں تھا مگر میں انکار بھی نہ کر سکا۔

راجہ صاحب فرماتے ہیں کہ ہم جہاں کھڑے تھے وہاں ساتھ ہی کنواں تھا۔ لیکن کنوئیں میں پانی نہیں تھا آپ نے مجھ سے فرمایا کہ اگر کہیں بھی پانی نہیں ہے تو کنویں میں اتر جاؤ وہاں سے پانی لے آؤ میں کنویں میں تقریباً ۱۵ فٹ ہی نیچے گیا تھا تو نیچے جھانک کر دیکھا تو پانی نظر نہیں آ رہا تھا۔ گویا کہ کنواں بالکل خشک تھا۔ میں وہاں بیٹھ کر سوچنے لگا کہ باباجی کا حکم ہے کہ پانی لاؤ اور یہاں پانی کا نام ونشان تک نہیں ہے کیا کیا جائے ابھی میں اسی سوچ وبچار میں تھا کہ آپ نے اوپر سے آواز دے کر فرمایا کہ گلاس نیچے کرو اور پانی بھر کر اوپر لے آؤ۔ چنانچہ میں نے گلاس نیچے کیا تو اس میں پانی بھر گیا میں لے کر اوپر آ گیا اور سرکار کی خدمت میں پانی کا گلاس پیش کیا۔ آپ کے پاس ایک اڑھائی کلو گھی والا ایک ڈبہ ہوا کرتا تھا آپ نے پانی کا گلاس اس ڈبے میں ڈالا تو ڈبہ بھر گیا اور پانی ڈبے سے باہر گرنے لگا آپ نے خود بھی پانی پیا اور اپنے خلیفہ کو بھی پلایا پھر مجھے بھی پانی پلایا۔ جب ہم تینوں نے پانی پی لیا تو باقی پانی آپ نے زمین پر گرا دیا۔

اتنے میں دیکھا کہ سرکار اس جگہ سے اچانک غائب ہو گئے میں نے دائیں بائیں دیکھا تو آپ نظر نہ آئے میں ڈر گیا اور سیدھا گھر آ گیا مگر جب میں اپنے گھر پہنچا تو دیکھا تو آپ ہمارے گھر میں بیٹھے ہوئے ہیں اور میری والدہ سے دودھ مانگ رہے تھے۔ میری والدہ نے عرض کیا باباجی دودھ نہیں ہے۔ اگر حکم ہو تو اس کے بجائے کوئی اور چیز پیش کی جائے تو آپ نے فرمایا کہ نہیں میں نے دودھ ہی پینا ہے۔ میری والدہ نے عرض کیا حضور دودھ والا برتن بالکل خالی ہے دودھ ختم ہو چکا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ جہاں دودھ کا برتن رکھا ہوا ہے وہاں جا کر دیکھو اس برتن میں دودھ پڑا ہو گا وہ برتن اٹھا کر لے آؤ اور برتن کا ڈھکنا نہیں کھولنا۔

چنانچہ میری والدہ اندر کمرے میں گئیں دودھ والا برتن اٹھایا اور لا کر آپ سرکار کی خدمت میں پیش کر دیا۔ آپ نے جب برتن کا ڈھکنا کھولا تو برتن دودھ سے بھرا ہوا تھا۔ آپ نے اس دودھ کا شربت بنایا۔ سب کو پلایا باقی دودھ میری والدہ کو دے دیا۔ جب میری والدہ دودھ لے کر کمرے میں رکھنے کے لئے گئیں دودھ رکھ کر واپس آئیں تو دیکھا کہ آپ اس جگہ پر موجود نہیں ہیں۔ آپ غائب ہو

چکے تھے۔اس کے بعد آپ دوبارہ ایک سال کے بعد تشریف لائے تو ہماری خوشی کی انتہا نہ رہی تمام اہل خانہ آپ کے اردگرد جمع ہو گئے۔آپ سرکار رحمتہ اللہ علیہ میری والدہ کو اماں جی کہہ کر بلایا کرتے تھے۔ آپ نے میری والدہ سے فرمایا کہ اماں جی مجھے دیسی گھی چاہئے میری والدہ نے عرض کیا حضور گھی تو ختم ہو گیا ہے اگر اجازت عنایت فرمائیں تو کسی کے گھر سے مانگ کر لے آؤں۔آپ نے فرمایا کہ نہیں بلکہ جہاں پر گھی کا برتن رکھا ہوا ہے۔اسے جا کر دیکھیں اس میں گھی موجود ہو گا جاؤ اس میں سے ایک گلاس یا پیالی میں لے آئیں۔

چنانچہ جب میری والدہ کمرے میں گئیں گھی کا برتن دیکھا تو گھی سے لبریز تھا۔انہوں نے اس میں سے ایک گلاس گھی نکالا اور لا کر سرکار کی خدمت میں پیش کر دیا۔آپ نے میری والدہ سے فرمایا کہ یہ گھی کا بھرا ہوا گلاس میں اپنے ساتھ لے کر جاؤں گا۔میری والدہ نے عرض کیا سرکار ٹھیک ہے بے شک آپ ساتھ لے جائیں۔ابھی یہ بات ہو رہی تھی کہ ہماری مرغی جس نے چند دن پہلے ہی بچے نکالے تھے۔وہ صحن میں آ گئی آپ سرکار رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میں یہ مرغی بھی بچوں سمیت لے کر جاؤں گا۔ میری والدہ نے عرض کیا حضور بے شک آپ لے جائیں اور اس کے علاوہ جو چیز آپ کو اچھی لگے وہ لے جائیں ہر چیز آپ کی ہے۔یہ بات ہو رہی تھی ہم تمام لوگ آپ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ آپ ہم سب کے سامنے یکا یک اچانک غائب ہو گئے اور ساتھ ہی گھی کا گلاس اور مرغی بھی غائب تھی۔اس کے بعد آپ کافی عرصہ غائب رہنے کے بعد ہمارے گھر تشریف لائے تو ہمارے چہروں پر رونق آ گئی ہمارے گھر میں بہار آ گئی۔اس کے بعد آپ مستقلاً ہمارے گھر میں ہی قیام پذیر ہو گئے۔جب کہیں تشریف لے جاتے تو واپس ہمارے گھر ہی تشریف لاتے۔آپ کے آنے کے بعد اس علاقے سے چوری ڈکیتی اور دیگر معاشرتی برائیاں ختم ہو گئیں۔آپ کا معمول تھا کہ ایک جگہ مستقل طور پر نہ رہتے تھے بلکہ مختلف علاقوں کا دورہ کرتے رہتے تھے۔

قلم ربانی ہتھولی دے لکھے جو من بھاوے ☆

راجہ محمد ارشاد فرماتے ہیں کہ میری شادی کے بعد آپ ہمارے گھر تشریف لائے۔ہمارے گھر میں اولاد نہ تھی۔آپ کے ساتھ آپ کے ایک مرید ملک محمد اسلم صاحب بھی آپ کے ہمراہ تھے۔ آپ ہمارے گھر میں تشریف فرما تھے۔میں کسی کام کی غرض سے گھر سے باہر گیا واپس آ کر اسلم صاحب

کے ساتھ بیٹھ گیا۔ آپ گھر سے باہر نکل کر ایک دیوار کے ساتھ بیٹھ گئے اور کچھ لکھنے لگے ہم دونوں دیکھتے رہے۔ اس کے بعد آپ کمرے کے اندر تشریف لے آئے۔ تو ہم نے باہر جا کر دیوار پر دیکھنے لگے کہ آپ نے ہم تینوں کو دیکھ کر پوچھا کہ کیا کر رہے ہو تو ہم نے عرض کیا سرکار یہ نام کس لئے اور کس کے لکھے ہیں تو آپ نے فرمایا راجہ صاحب آپ کے بچوں کے نام لکھے ہیں۔ میں آپ کی زبان ترجمان سے یہ بات سن کر بہت خوش ہوا اور مجھے یقین کامل ہو گیا کہ سرکار رحمتہ اللہ علیہ نے جتنے نام لکھے ہیں اللہ پاک مجھے اتنے ہی بچے دے گا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ خدا پاک نے مجھے اتنی ہی اولاد عطا فرمائی جتنے نام آپ نے لکھے تھے۔

حسن انتخاب ☆

راجہ محمد ارشاد صاحب کہتے ہیں کہ جب میرے گھر میرا بڑا بیٹا مشرف حسین پیدا ہوا تو آپ سرکار رحمتہ اللہ علیہ ہمارے علاقے میں ہی جلوہ افروز تھے۔ جب میرا بیٹا چالیس دن کا ہوا تو آپ ہمارے گھر تشریف لائے اور مشرف حسین کو گود میں لے کر پیار کرنے لگے اس دوران بچہ رونے لگا تو آپ نے بچے کو چھاتی سے لگایا تو آپ کی چھاتی میں دودھ اتر آیا۔ بچے نے دودھ پینا شروع کیا اور خاموش ہو گیا آپ سرکار نے مجھے آواز دی اور کہا ارشاد دیکھو میں نے تمہارے بچے کو دودھ پلایا ہے۔ جب میں نے بچے کو گود میں لے کر اس کا منہ دیکھا تو واقعی دودھ اس کے منہ کے ساتھ لگا ہوا تھا یہ دیکھ کر میں بہت حیران و پریشان ہو کر آپ کے قدموں میں گر گیا بعد میں میں نے سب گھر والوں کو بتایا تو وہ بھی بہت حیران ہوئے اس کے بعد آپ پھر سال کے لئے غائب ہو گئے اور دور دراز جنگلوں بیابانوں میں اپنی منزل طے کرتے رہے۔ جب میرے بیٹے مشرف حسین کی عمر ۵ سال کی ہوئی تو آپ پھر تشریف لائے اور میری بیوی سے فرمانے لگے میں مشرف حسین کو لینے آیا ہوں یہ اپنا بیٹا میرے حوالے کردو۔ میری بیوی نے بخوشی بیٹا آپ کے حوالے کر دیا اور آپ مشرف حسین کو ہمراہ لے کر راولپنڈی تشریف لے آئے اور مشرف حسین کو سکول میں داخل کرا دیا۔

لحمک لحمی جسمک جسمی فرق نہیں مابین پیا ☆

آپ سائیں مشرف حسین سے از حد درجہ پیار فرماتے تھے اور ان کی ہر ضرورت کا خیال

رکھتے اگر کوئی مریدان سے زیادتی کرتا تو سختی سے باز پرس فرماتے تھے۔آپ کے ایک مرید جس کا نام شبیر احمد تھا کسی بات پر مشرف حسین سے تلخ کلامی ہوگئی تو آپ کو کسی نے بتا دیا کہ آج شبیر نے مشرف حسین سے تلخ کلامی کی ہے۔آپ نے شبیر حسین کو بلا کر سختی سے ڈانٹا اور فرمایا کہ تم نے مشرف پر نہیں بلکہ مجھ پر ہاتھ اٹھایا ہے۔چنانچہ شبیر احمد نے آپ سے معافی مانگی تو آپ نے معاف کر دیا اور فرمایا کہ آئندہ ایسی حرکت نہ کرنا۔

فالج کا مریض صحت یاب ہوگیا☆

ایک مرتبہ آپ سملی ڈیم کی طرف اپنے ایک مرید منصب دار کے گھر تشریف لے گئے تو اہل خانہ نے آپ کو بڑی محبت سے بلایا بٹھایا پانی پلایا۔آپ منصب دار کے گھر کے صحن میں تشریف فرما تھے۔ جب کافی دیر تک خانہ مالک منصب دار نظر نہ آئے تو آپ نے عورتوں سے پوچھا کہ منصب دار کہاں ہے تو انہوں نے عرض کیا کہ سرکار ان کو فالج ہوگیا ہے اور ڈاکٹر نے لاعلاج کر دیا ہے۔آپ نے یہ سن کر منصب دار کو آواز دی مگر اس نے جواب نہیں دیا پھر دوسری مرتبہ آواز دی مگر جواب نہ ملا تو منصب دار کی بیوی نے عرض کیا سرکار وہ بول بھی نہیں سکتے مگر آپ نے تیسری مرتبہ آواز دے کر فرمایا کہ منصب دار باہر آؤ تو وہ بول کے کہنے لگا حضور میں چل نہیں سکتا۔آپ نے فرمایا کہ چار پائی سے اٹھ کر میرے پاس آؤ۔دیکھنے والوں نے دیکھا کہ وہ شخص چار پائی سے اٹھا اور کھڑا ہوا۔اس کے جسم سے اس طرح آوازیں آئیں جس طرح جنگل میں کوئی درخت ٹوٹتا ہے وہ چل کر سیدھا آپ کے قدموں میں آ کر گرا۔

اس کے بعد خدا پاک نے اس کو اس لاعلاج مرض سے زندگی بھر کے لئے شفاء دے دی اور وہ آپ کے خصوصی مریدین میں شامل ہوگیا۔

محلّہ راجہ سلطان میں آپ کا ورود مسعود☆

حاجی محمد سردار خان ولد منگا خان ساکن محلّہ راجہ سلطان نزد گورنمنٹ ڈگری کالج راولپنڈی فرماتے ہیں کہ میرے والد گرامی برائی کے راستے پر اس حد درجہ نکل گئے تھے کہ واپسی کا راستہ نظر نہیں آتا تھا اس پریشانی کے باعث وہ کسی ایسی ہستی کی تلاش میں تھے جو انہیں سیدھے راستے پر لے آئے وہ ایک مرتبہ کسی رشتہ دار کو ملنے کی غرض سے چھچھن گاؤں آزاد کشمیر گئے تو آپ سرکار رحمتہ اللہ علیہ اسی گاؤں میں

اپنے کسی مرید کے گھر تشریف فرما تھے۔ جب میرے والد اس گھر کے قریب سے گزرے جہاں آپ تشریف فرما تھے تو آپ نے اپنے ایک مرید کو بھیجا اور فرمایا کہ وہ آدمی جو جا رہا ہے اسے بلا کر لے آؤ۔ آنے والے مرید نے کہا کہ آپ کو بابا جی سرکار یاد فرما رہے ہیں۔ جب میرے والد نے پیغام سنا تو اس کے ساتھ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے میرے والد کو اپنے قریب بٹھا کر فرمایا کہ تمہیں ابھی تک کوئی ایسا رہنما نہیں ملا جو سیدھے راستے پر لگا دے۔ میرے والد یہ سن کر بہت پریشان ہوئے کہ میرے دل کی بات آپ کو کس نے بتا دی۔ آپ نے فرمایا کہ منگا خان پریشان ہونے کی کوئی ضرورت نہیں اللہ پاک کارساز ہے کرم کرے گا۔ آپ کی بات سن کر میرے والد آپ کے پاس کافی دیر بیٹھے رہے۔ جب جانے لگے تو آپ کو میرے والد نے راولپنڈی آنے کی دعوت دی اور وعدہ لیا کہ پنڈی ضرور تشریف لائیں آپ نے دعوت قبول کر لی اور تھوڑے ہی عرصے کے بعد آپ ہمارے گھر محلہ راجہ سلطان تشریف لے آئے۔

میرے والد نے آپ کو بتایا کہ پیر صاحب دیول شریف والوں نے مدرسہ بنانے کے لئے گورنمنٹ سے جگہ مانگی تھی۔ گورنمنٹ نے ان سے کہا کہ جگہ دیکھ لو ہم سرکاری خزانے سے پیسے دے کر لے دیں گے۔ پیر صاحب دیول والوں کو ہماری جگہ پسند آ گئی اب گورنمنٹ ہم سے کہہ رہی ہے کہ جگہ کی قیمت ہم سے لے لو اور جگہ پیر صاحب کے حوالے کر دو میں اس سلسلہ میں سخت پریشان ہوں کیا کیا جائے۔ آپ نے چند پتھر دم کر کے میرے والد کو دیئے اور فرمایا کہ یہ لے جاؤ اور جہاں پیر صاحب دیول والے بیٹھتے ہیں۔ وہاں پھینک آؤ میرے والد نے آپ کے فرمان پر عمل کیا اس کے بعد دیول والے پیر صاحب ہمارے گھر آئے اور انہوں نے ہماری جگہ خریدنے کی خواہش دوبارہ کی۔ اس کے بعد میرے والد آپ کے دست مبارک پر بیعت ہو گئے۔ آپ واپس گھر تشریف لے گئے اور پھر دوبارہ جب تشریف لائے تو مستقل ڈیرہ ہمارے گھر ہی لگا لیا۔ اس وقت محلہ راجہ سلطان میں اتنی آبادی نہ تھی لا قانونیت اپنے عروج پر تھی ہر طرف برائیوں کا دور دورہ تھا۔ آپ کے تشریف لانے سے پریشانی ختم ہونا شروع ہو گئیں پھر آپ نے ہمارے گھر کے ساتھ والے باغ میں اپنے دربار کی جگہ بنوائی اور اس کے ساتھ مسجد کی تعمیر شروع کرا دی اور لوگوں کو دین حق کا راستہ بتانا شروع کر دیا۔ آپ نے ہر سال پیران پیر دستگیر غوث پاک کی گیارہویں شریف منانے کا سلسلہ شروع کیا اور ربیع الاول میں سرکار مدینہ صلی اللہ

علیہ وآلہ وسلم کا میلاد انتہائی دھوم دھام سے مناتے تھے۔آپ نے محلہ راجہ سلطان میں ڈیرہ لگانے کے بعد دو بچے گود لے کر پالے ان میں ایک راجہ محمد ارشاد تمیر اسلام آباد کے صاحبزادے مشرف حسین اور دوسرے راجہ محمد خان آزاد کشمیر کے ایک گاؤں چھوچھ کے بیٹے خادم حسین ہیں۔جن کو آپ نے اپنے زیر سایہ تعلیم بھی دلوائی اور باطنی طور پر اپنی خصوصی توجہ سے انہیں مکمل درویش بنا کر طالبان حق کی خدمت پر مامور فرمایا آپ کے یہ دونوں لے پالک بیٹے آپ کی ظاہری حیات مبارکہ میں ہی اور بعد از وصال باکمال بھی دربار شریف کے لنگر اور دیگر تمام عرسوں کے پروگراموں کو خصوصی طور پر بڑی محبت سے کرتے ہیں۔آپ نے دونوں کو دربار اور سلسلہ چلانے کا حکم دیا جو کہ الحمدللہ بڑے ہی احسن طریقہ سے سلسلہ عالیہ کی خدمت کر رہے ہیں۔

وصال باکمال☆

آپ کا وصال باکمال مورخہ ۳ نومبر ۱۴۰۸ھ ۱۹۸۷ء محلہ راجہ سلطان میں ہوا مزار پُرانوار محلہ راجہ سلطان گورنمنٹ ڈگری کالج روڈ میں مرجع خاص وعام ہے۔فقیر راقم الحروف نے دومرتبہ آپ کی ظاہری حیات مبارکہ میں آپ کی قدم بوسی کی اور بعد از وصال باکمال آپ کے دربار عالیہ پر بھی متعدد بار حاضری دی ہے۔

آباد خدا رکھے میخانہ محمد کا ﷺ

پیر طریقت الشاہ محمد عارف اللہ قادری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆

عاشق رسول ﷺ ممتاز عالم دین مبلغ عالم اسلام پیر طریقت علامہ الحاج الشاہ محمد عارف اللہ قادری رحمتہ اللہ علیہ اپنے وقت کے بہترین عالم دین اور شیخ طریقت تھے۔ عشق صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کشتہ تھے۔ تمام زندگی لوگوں کے دلوں میں عشق رسول ﷺ کے چراغ جلاتے رہے۔ آپ ۱۲۹ اکتوبر ۱۹۱۳ء کو بھارت کے صوبہ یوپی کے شہر میرٹھ میں اعلیٰ حضرت فاضل بریلی شاہ احمد رضا خان رحمتہ اللہ علیہ کے خلیفہ مجاز مولانا الشاہ حبیب اللہ قادری رحمتہ اللہ علیہ کے گھر پیدا ہوئے۔ چونکہ آپ کے گھر کا ماحول شروع ہی سے مذہبی تھا۔ اس لئے آپ بھی بچپن ہی سے دین اسلام اور احکام شریعت کے پابند رہے۔

تعلیم وتربیت ☆

آپ نے ابتدائی تعلیم مدرسہ امداد الاسلام میرٹھ میں ہی حاصل کی اور عربی فارسی اُردو انگریزی کی تعلیم الہ آباد یونیورسٹی کی سے حاصل کی۔

۲۵ نومبر ۱۹۳۳ء کو فارغ التحصیل ہونے پر علماء اور مشائخ کی موجودگی میں عربی میں فی البدیہہ تقریر کی۔ آپ کی تقریر کو سن کر ہندوستان کے مشہور عالم دین مولانا نذیر احمد خنجدی نے یہ فارسی کا قطعہ کہا

بہ ایس عہد سبابش شیخ
زہ دستار فضیلت عارف اللہ
خنجدی از پئے تحصیل تاریخ
بگو شمس سعادت عارف اللہ

درس وتدریس وتبلیغ ☆

تعلیم سے فراغت کے بعد آپ نے اپنے والد گرامی کے ارشاد پر میرٹھ شہر کی عظیم جامع مسجد خیر المساجد میں خطبہ جمعۃ المبارک وعیدین کی امامت وخطابت شروع کی اور پورے ہندوستان میں تبلیغی دورے شروع کئے۔ اور لوگوں کے قلوب اور اذہان کو اپنی خطابت اور علمی صلاحیتوں سے منور فرماتے

رہے۔اور اتحاد بین المسلمین کے لئے سرگرم عمل رہے۔آپ کو فن خطابت کا ملکہ حاصل تھا۔ جب آپ خطاب فرماتے تو پورے اجتماع پر سحر طاری ہو جاتا۔ بسا اوقات اہل ایمان کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو جاتے۔شہادت امام عالی مقام کے موضوع پر خطاب فرماتے تو اس انداز سے کہ سننے والے سامعین کو یہ محسوس ہوتا کہ ہم کربلا کے میدان میں بیٹھے ہوئے ہیں۔اور سب کچھ اپنی آنکھوں سے دیکھ کر حضرت بیان فرما رہے ہیں۔ عشق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں جب گفتگو فرماتے تو عوام الناس کی طبیعت میں انقلاب برپا ہو جاتا اور عاشقان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ محسوس ہوتا کہ خود سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس اجتماع میں موجود ہیں اور حضرت آپ کے چہرہ انوار کو دیکھ کر بیان فرما رہے ہیں۔آپ دنیا کے تمام موضوعات پر بولنے پر قدرت رکھتے تھے۔ پورے عالم اسلام کے حالات پر آپ کی نظر رہتی تھی۔ جمعتہ المبارک کے خطبہ میں آنے والے حالات کا تجزیہ اس طرح فرماتے کہ وقت آنے پر لوگوں کو یہ کہتے سنا گیا کہ ان حالات کی خبر حضرت شاہ صاحب نے پہلے دے دی تھی۔آپ نہ صرف ایک عالم بلکہ خطیب بے بدل ہونے کے ساتھ ساتھ صاحب فراست صاحب بصیرت بھی تھے۔لاکھوں کے اجتماع میں لوگوں کے دلوں کی کیفیت سے باخبر رہتے تھے۔فن خطابت کے ساتھ آپ کو درس و تدریس پر بھی خصوصی دسترس حاصل تھی۔

سیرت و کردار☆

آپ انتہائی نیک سیرت متقی پرہیز گار اور سنت رسول اللہ ﷺ کے پابند نماز پنج گانہ کے ساتھ نوافل کا اہتمام اور تہجد کی پابندی آپ کا شعار رہا ہے۔آپ انتہائی حلیم سخی اور غریب پرور تھے۔ معاملات پر گفتگو طے فرمالیا کرتے تھے۔وعدے کی پاسداری آپ کا معمول تھا۔وضع داری میں بے مثل و بے مثال تھے جو شخص آپ سے ایک مرتبہ ملتا وہ بار بار ملنے کی تمنا کرتا تھا۔آپ نے پوری زندگی سنت رسول اللہ ﷺ کی اس قدر پابندی کی کہ کوئی موقع بھی ہاتھ سے جانے نہ دیا۔ ہر موقع پر سنت رسول اللہ ﷺ کا خیال رکھتے۔گستاخان رسول اللہ ﷺ کی نشاندہی اور ان کے عقائد و نظریات کی تردید قرآن و سنت کی روشنی میں بڑی خوبصورتی سے فرماتے تھے۔ساری زندگی فقیرانہ انداز میں گزار دی۔دنیاوی مال و متاع سے دور رہے۔عشق رسول اللہ ﷺ کو ہی اپنا ورثہ تصور کیا۔آپ کا لباس ہی آپ کی عالمانہ وجاہت کا آئینہ دار تھا۔عمامہ اور دستار کو کبھی بھی ترک نہ کیا۔جلالت آپ کے چہرے سے عیاں رہتی۔مگر طبیعت میں اس قدر حلیمی تھی کہ ایک معمولی آدمی بھی آپ سے گفتگو کرتا تو بڑی محبت سے اس کے سوال کا جواب دیتے اور اس کی مکمل تشفی فرماتے اور کوئی ابہام باقی نہ رہنے دیتے آپ ایک پروقار شخصیت کے

عالم تھے۔ جو شخص آپ کی ایک مرتبہ زیارت کرتا وہ آپ کا ہی ہو کر رہ جاتا تھا اور آپ سے دیوانہ وار محبت کرتا۔ آپ کے چہرے کو دیکھ کر سلف صالحین کی یاد تازہ ہو جاتی تھی۔

فلاحی و تبلیغی سرگرمیاں ☆

میرٹھ شہر میں آپ کی زیر سرپرستی کئی رفاہی اور فلاحی و تبلیغی ادارے پروان چڑھے۔ دعوت و تبلیغ کا یہ موقع آپ کے اپنے مقاصد کے بارے میں سچائی لگن اور ارادے کی پختگی کو ظاہر کرنے کے ساتھ ساتھ نبی کریم ﷺ کے آخری خطبہ حجۃ الوداع کے حکم کے اسی حصے کی تکمیل نظر آتا ہے۔ جس میں ہر مسلمان کے لئے یہ لازم قرار دیا گیا ہے کہ وہ دین اسلام کے بارے میں آنے والی نسلوں کو آگاہ کرتے رہیں۔ آپ گفتار و کردار میں یکساں اور متوازن شخصیت کے حامل تھے۔ جنوبی ایشیاء میں ایک علیحدہ مملکت کے قیام کی تحریک چلی تو اتحاد بین المسلمین کے حصول کے پیش نظر اور فروغ دین اسلام کے اعلیٰ مقاصد کے لئے میدان میں عملی طور پر اترے اور ضلع میرٹھ میں مسلم لیگ کی تنظیم میں نواب محمد اسماعیل خان کے ہراول دستہ میں شامل ہو کر مسلم لیگ کو فعال بنانے میں بھرپور کردار ادا کیا۔

۲۵ نومبر ۱۹۴۵ء میں سنی بنارس کانفرنس کی داغ بیل ڈالی۔ اسی آل انڈیا سنی کانفرنس میں علمائے اہل سنت اور مشائخ عظام نے اجتماعی طور پر مسلم لیگ کے حق میں تاریخی فتویٰ جاری کیا تھا۔ جس پر آپ کے دستخط بھی موجود ہیں۔ ۱۲ دسمبر ۱۹۴۵ء کو آپ نے بمبئی میں ایک بہت بڑے اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے اپنے صدارتی خطبہ میں فرمایا کہ ہندو مسلم اتحاد ناممکن ہے۔ ہم اپنے لئے ایک ایسا علیحدہ وطن چاہتے ہیں۔ جہاں اسلامی شریعت کے مطابق فقہی اصولوں پر حکومت قائم ہو۔ انگریز اور ہندو کی سازشوں کو بے نقاب کرنے اور ان کا مقابلہ کرنے کے لئے علمائے اہل سنت اور مشائخ عظام پر مشتمل ایک کمیٹی بنی۔ آپ اس کے بھی ممبر تھے۔ آپ نے اس مقصد کے لئے دن رات ایک کر کے ہندو اور انگریز کی مشترکہ سازشوں کا ڈٹ کر مقابلہ کیا اور ان کے مکروہ عزائم کو ناکام بنا دیا اور مسلمانوں کے مشترکہ مقاصد اور اتحاد و اتفاق کو فروغ دینے کے لئے بھرپور جدوجہد کی۔

حج بیت اللہ اور ہجرت ☆

۱۹۴۹ء میں آپ نے پہلی مرتبہ حج بیت اللہ شریف اور زیارت روضہ رسول کریم ﷺ کی سعادت حاصل کی۔ دوسری مرتبہ ۱۹۶۲ء میں مولانا ابوالحامد بدایونی مولانا جمیل احمد نعیمی مولانا مفتی محمد عمر نعیمی رحمۃ اللہ علیہ کے ہمراہ حج بیت اللہ کی سعادت حاصل کی اور ان تمام متذکرہ علمائے کے ہمراہ روضہ

رسول اللہ ﷺ سے بھی مشرف ہوئے اور اسی سال ان تمام علماء کی موجودگی میں منیٰ کے میدان میں حاجیوں کے عظیم اجتماع سے خطاب کرنے کا اعزاز بھی حاصل کیا۔ ۱۹۴۹ء میں پہلی مرتبہ حج بیت اللہ سے فارغ ہو کر جب واپس میرٹھ تشریف لائے تو ہندوستان کی حکومت نے اسلام دوستی اور پاکستان کے حق میں تحریک چلانے کی پاداش میں آپ کو گرفتار کرنے کا حکم دیا اور آپ پر ظلم وستم کے دروازے کھول دیئے۔ بالآخر ہجرت کو سنت نبوی ﷺ سمجھتے ہوئے آپ نے ہندوستان سے ہجرت کر کے پہلے کراچی بعدازاں خوشاب اور پھر مستقل طور پر راولپنڈی کی مرکزی جامع مسجد میں بطور ڈسٹرکٹ خطیب امامت و خطابت کے فرائض سرانجام دیتے رہے۔

تحریکی سرگرمیاں ☆

جس طرح آپ متحدہ ہندوستان میں قیام پاکستان اور تحریک خلافت کے لئے کام کرتے رہے۔ اسی طرح خاتم الانبیاء حضور سرکار دو عالم ﷺ کی ختم نبوت کے لئے ۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت میں ۳۱۳ علماء کے ہمراہ جلوس کی قیادت کرتے ہوئے میدان عمل میں نکلے اور اسی تحریک کے دوران آپ کو گرفتار کر لیا گیا اور کئی ماہ تک آپ نے قید و بند کی صعوبتیں برداشت کیں۔ آپ ان دنوں راولپنڈی کی مجلس عاملہ کے صدر بھی رہے۔ جس کا تذکرہ جسٹس منیر انکوائری رپورٹ میں موجود ہے۔ اسی طرح آپ ۱۹۷۳ء کی تحریک ختم نبوت کے بھی سالار رہے۔ اس کے لئے بھی بڑی قربانیاں دیں۔ منکرین ختم نبوت کو کھلے عام مناظرہ کا چیلنج کیا۔ ۱۹۷۴ء میں انگلستان میں منعقد ہونے والی ختم نبوت کانفرنس میں آپ نے قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دینے اور ان کو کلیدی عہدوں سے برطرف کرنے اور ان کے تمام لٹریچر ضبط کرنے کے مطالبات کئے اور حضور نبی کریم ﷺ کو آخری نبی نہ ماننے والے قادیانیوں کے گروہ کے لیڈر کو مناظرہ کا چیلنج کیا۔ جسے قومی اور بین الاقوامی ذرائع ابلاغ نے جلی سرخیوں سے شائع اور نشر کیا۔ آپ کی تبلیغی اور تحریکی سرگرمیاں وطن عزیز کی سرحد سے پار یو۔کے، ناروے، ماریشس (افریقہ) اور دیگر ممالک تک جاری وساری رہیں۔ ۱۹۷۸ء میں انگلستان میں آپ نے ۸ ماہ کے قیام کے دوران جو تبلیغی فرائض سرانجام دیئے، اس کے نتیجے میں لاتعداد غیر مسلم کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو گئے۔ ۱۹۷۶ء میں ماریشس (افریقہ) کی حکومت کی دعوت پر آپ وہاں تشریف لے گئے۔ وہاں پر آپ نے دارالعلوم علیمیہ کالج کی نئی عمارت کا سنگ بنیاد رکھا۔

۱۹۶۵ء میں آپ نے کشمیر کے مجاہدین اسلام کے لئے امدادی سرگرمیوں میں بڑھ چڑھ کر

حصہ لیا۔ ۱۹۷۷ء میں مرکزی رویت ہلال کمیٹی کے چیئر مین کے منصب پر فائز رہے۔

آپ نہ صرف سحر بیان خطیب بلکہ اپنے وقت کے بہت بڑے عالم فاضل ہونے کے ساتھ صاحب کشف وکرامت بزرگ تھے۔ آپ کے چہرے کی زیارت کرنے سے خدا کی یاد تازہ ہوتی تھی۔ آپ کی کرامات لاتعداد میں ہیں جو طوالت کے پیش نظر احاطہ تحریر میں نہیں لائی جاسکتی اگر یوں کہا جائے تو بے جا نہ ہو گا کہ جس شخص کی ہر ہر ادا سنت مصطفیٰ ﷺ کی پابند ہو۔ اس کا ہر قدم اس کی زندگی کا ہر لمحہ کرامت ہی ہے۔ فقیر راقم الحروف نے آپ کی ظاہری حیات مبارکہ میں تقریباً دس برس تک آپ کے خطابات سنے اور کئی مرتبہ آپ کے در دولت پر والد گرامی حضور فیض عالم حافظ فیض محمد چشتی صابری علیہ الرحمۃ کے ہمراہ حاضری کا شرف حاصل رہا اور اسی طرح فقیر کو بارہا آپ کے دربار عالیہ میں حاضری کا شرف بھی حاصل ہے۔

جلوس عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ☆

۱۹۷۰ء میں کچھ نجدی وہابیوں نے مرکزی سیرت کمیٹی راولپنڈی کے عہدیداران کے خلاف ایک ایسی سازش تیار کی کہ سیرت کمیٹی میں ہی چند افراد کو ممبر شپ دلوائی اور پھر معاملہ کو خود ہی ہوا دی۔ جب ربیع الاول شریف کا مہینہ آیا تو جلوس عید میلاد النبی کے روٹ یعنی راستے کا مسئلہ کھڑا کر کے سیرت کمیٹی میں اختلاف پیدا کرنے کی کوشش کی۔ اس معاملہ پر اہل درد سنی شہری بے تاب ہو گئے ان کی قیادت حضرت قبلہ الشاہ محمد عارف اللہ قادری رحمتہ اللہ علیہ فرما رہے تھے ان میں سب سے پیش پیش مخدوم اہل سنت فخر سادات جناب سید مظلوم حسین شاہ مرحوم جن کا تعلق کباڑی بازار راجہ بازار راولپنڈی سے تھا۔ انہوں نے اہل درد سنی حضرات کو متحد کر کے مرکزی جلوس میلاد کمیٹی راولپنڈی اسلام آباد کے نام سے ایک تنظیم قائم کی جس کے سربراہ آپ تھے۔ معاملہ کورٹ میں چلا گیا وہابیہ نے جلوس پر پابندی کا مطالبہ کر دیا آپ نے اس آڑے وقت میں اہل سنت کی قیادت کو سنبھال کر بھر پور کردار ادا کیا بالآخر آپ کی ذاتی کوششوں کی بنیاد پر کیس اہل سنت کے حق میں ہوا۔ اس وقت کے سٹی مجسٹریٹ جناب شیخ النصر بشیر صاحب نے پوری دیانتداری کا ثبوت دیتے ہوئے معاملہ کی نزاکت کو بھانپتے ہوئے جلوس عید میلاد النبی ﷺ کو حسب سابق نہ صرف جاری رکھنے کا فیصلہ صادر فرمایا بلکہ بذات خود جلوس میں شامل رہے۔ جب اس کیس کا فیصلہ ہو گیا تو آپ کے حکم پر جلوس میلاد کمیٹی کے زیر اہتمام عظیم الشان جلسہ میلاد النبی ﷺ کا اہتمام ٹاہلیوں والا بازار کے ڈنگی کھوئی چوک میں مولوی غلام خان کے مدرسے کے پیچھے منعقد کیا گیا جس میں راولپنڈی کے مقتدر علمائے کرام کے علاوہ مشائخ عظام اور ہزاروں سنی

بریلوی مسلمانوں نے شرکت کی۔ اس جلسہ میں آپ کا وسیع وعریض ولولہ انگیز خطاب بھی ہوا تھا جس سے اہل سنت کو تقویت ملی اس موقع پر سٹی مجسٹریٹ شیخ النصر بشیر بھی موجود تھے۔ اہل سنت کے عظیم خطیب اور عالم دین شیر پنجاب علامہ محمد اورنگزیب قادری رحمتہ اللہ علیہ انہی دنوں دیوبندیت غلام خانیت وہابیت سے تائب ہو کر سنی حنفی بریلوی مکتبہ فکر کے علمبردار بنے تھے۔ انہوں نے ببانگ دھل اعلان کیا تھا کہ جو ہاتھ علامہ شاہ اللہ قادری کی طرف اٹھے گا وہ توڑ دیا جائے اور جو زبان کھلے گی وہ کاٹ کر کتوں کو ڈال دی جائے گی جو آنکھ اٹھے گی وہ پھوڑ دی جائے گی۔

راولپنڈی میں عظیم خدمات ☆

راولپنڈی کی تاریخ اس پر شاہد ہے کہ اگر آپ کی عظیم شخصیت موجود نہ ہوتی تو راولپنڈی نجدیت کا گڑھ ہوتا اور یہاں پر ہی نہیں بلکہ پورے ڈویژن میں غلام خان کا راج ہوتا۔ ہم اس سلسلہ میں خوش قسمت ہیں کہ خداوند کریم نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صدقے راولپنڈی کو جو دو عظیم شخصیت دی ہیں ان میں ایک تو غزالی دوراں حضرت علامہ سید حسین الدین شاہ مدظلہ العالی جنہوں نے راولپنڈی میں جامعہ رضویہ ضیاء العلوم قائم کر کے تدریس کے میدان میں ایسا عظیم وکبیر کارنامہ سر انجام دیا ہے جس کی بدولت قصر نجدیت وغلام خانیت و وہابیت میں لرزہ طاری ہو گیا اور اس عظیم مرکز سے نکلنے والے مبلغین راولپنڈی ڈویژن ہی نہیں پورے ملک آزاد کشمیر اور بیرون ممالک بھی اہل سنت کے مشن کو زندہ رکھے ہوئے ہیں اور راولپنڈی کو ملنے والی دوسری عظیم شخصیت آپ کی ذات والا صفات نے ایسا کارنامہ انجام دیا اور اہل سنت کو وہ سمت متعین کر دی کہ جس پر چلتے ہوئے ا ل سنت کو قیامت تک کوئی بھی دنیا کی باطل قوت نہیں روک سکتی آپ کی ذات کو اگر بغور نظر دیکھا جائے تو اہل سنت کے لئے مینارہ نور ہے۔

جرأت وہمت کے دو عظیم واقعات ☆

تحریک ختم نبوت کے موقع پر تمام مکاتب فکر کے علماء سے اتحاد کر کے فتنہ قادیانیت کا آپ نے مقابلہ کیا راولپنڈی میں چلنے والی تحریک ختم نبوت کے آپ سالار تھے۔ تعلیم القرآن راجہ بازار سے ختم نبوت کی تحریک کا جلوس نکلا جو لیاقت باغ کے وسیع میدان میں جلسہ کی شکل اختیار کر گیا آپ مولوی غلام خان اور دیگر علماء کے ہمراہ سٹیج پر موجود تھے دوران جلسہ غلام خان کی تقریر کے دوران کسی نے نعرہ رسالت بلند کیا تو دوران تقریر مولوی غلام خان نے نعرہ لگانے والے سے کہا کہ یہ کیا بکواس ہے بند کرو۔

آپ نے مائیک ہاتھ میں لے کر اعلان کیا کہ ہم گستاخانِ رسالت کے ساتھ ایک لمحہ بھی نہیں ٹھہر سکتے اور نہ ہی اتحاد کر سکتے ہیں۔ آج کے بعد اہل سنت اکیلے ہی تحریک کو علیحدہ سے چلائیں گے۔ جب آپ لیاقت باغ کے اسٹیج سے نیچے اترے تو ہزاروں سنی بریلوی وہاں سے آپ کی قیادت میں واپس چلے گئے۔ مولوی غلام خان نے جب لیاقت باغ کو دیکھا تو وہ عوام اہل سنت کے بائیکاٹ کے بعد خالی ہو گیا مولوی غلام اپنے چند علماء اور حواریوں کے ہمراہ تنہا رہ گیا تھا بعد ازاں مولوی غلام خان نے بہت کوشش کی مگر آپ نے یہ کہہ کر اتحاد کرنے سے انکار کر دیا کہ ہم مرزائیوں کے لئے نبوت کا دروازہ کھولنے والوں سے کسی قیمت پر اتحاد نہیں کر سکتے۔ مرزائی بھی یا رسول اللہ ﷺ کے نعرے کے منکر اور وہابی بھی اس نعرے کے منکر اس لئے ہمارے راستے جدا ہیں۔

واقعہ نمبر۲ ☆

ایک مرتبہ آپ راولپنڈی سے باہر تبلیغی دورے پر تشریف لے گئے تو مرکزی جامع مسجد راولپنڈی کے میناروں کی تعمیر کا کام شروع تھا۔ کمیٹی والوں میں ایک دو افراد دیوبندی بھی تھے جو بظاہر سنی بریلوی تھے انہوں نے کام کرنے والے مستری کو کہا کہ میناروں کے درمیان یا رسول اللہ نہ لکھا جائے بلکہ صرف لفظ محمد لکھے۔ اس بات پر اہل سنت مشتعل ہو گئے مخالفین نے چند بدمعاشوں کی نگرانی میں کام شروع رکھا۔ اسی اثناء میں آپ دورے سے واپس تشریف لائے اور حسب معمول جامع مسجد کے مرکزی دروازے پر پہنچے تو وہاں پر بدمعاشوں کو دیکھ کر ایک ہی نظر پر بھانپ گئے کہ معاملہ کیا ہے۔ اندر جا کر خادم اور نائب امام مسجد سے پوچھا تو معلوم ہوا کہ یا رسول اللہ لکھنے پر دو گروپ بن گئے ہیں اور کابینہ نے چند بدمعاشوں کو بلایا ہے۔ آپ نے للکار کر باآواز بلند فرمایا کہ یہ مسجد اہل سنت کی ہے یہاں پر یا رسول اللہ کے نعرے لگتے رہیں گے اور کسی بدمعاش کی بدمعاشی نہیں چلے گی۔ اس کے بعد آپ فوراً حجرے میں تشریف لے گئے اور راجہ محمد سرور رئیس اعظم مری کو فون کر کے حالات کی خبر دی۔ انہوں نے کہا کہ شاہ صاحب انہیں اپنا کام کرنے دیں میں جلد ہی پہنچ رہا ہوں۔ تھوڑی دیر میں راجہ غلام سرور اپنے ہمرائیوں کے ہمراہ آئے اور وہابیوں کو گھیرے میں لے کر اس قدر مارا کہ وہ بھاگنے پر مجبور ہو گئے۔ پھر آپ نے نماز جمعۃ المبارک کے اجتماع میں للکار کے فرمایا سنو سنو راولپنڈی والوں عارف اللہ کو خدا نے اتنی ہمت دی ہے کہ کوئی باطل قوت یا رسول اللہ کہنے پر پابندی نہیں لگا سکتی جب تک میں زندہ ہوں باطل قوت سے ڈٹ کر مقابلہ کرتا رہوں گا اور یا رسول اللہ کے نعرے لگاتا رہوں گا۔

وصال باکمال ☆

آپ کا وصال باکمال ۱۶ جولائی ?۱۹ء راولپنڈی میں ہوا۔ ہزاروں اشکبار آنکھوں کے سامنے کمرشل مارکیٹ سٹیلائٹ ٹاؤن راولپنڈی کی عید گاہ میں آپ کو مالک حقیقی کے سپرد کیا گیا۔ آج بھی آپ کے عقیدت مندان آپ کے مزار فیض آثار پر حاضری دیتے ہیں اور اپنے دامنوں کو گوہر مراد سے بھرتے ہیں۔ آپ کا سالانہ عرس مبارک ہر سال ۱۶ جولائی بعد نماز ظہر تارات گئے تک آپ کے سجادے وصاحبزادے الشاہ محمد اشرف رضا قادری کی زیر سرپرستی نہایت عقیدت واحترام سے منایا جاتا ہے۔

جس کی ہر ہر ادا سنت مصطفیٰ ﷺ
ایسے پیر طریقت پر لاکھوں سلام

آباد خدا رکھے میخانہ محمد کا ﷺ

حضرت خواجہ عبدالعزیز نقشبندی (ڈفرہ والے) رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆

کشتہ عشق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، عارف یگانہ، واقف اسرار و رموز حقیقت امیر شریعت حضرت خواجہ عبدالعزیز صاحب ڈفرہ والے رحمتہ اللہ علیہ سلسلہ عالیہ قادریہ کے عظیم روحانی پیشوا ہیں۔ آپ علم شریعت وطریقت وحقیقت کے اسرار ورموز سے مکمل طور پر آشنا تھے۔ تمام عمر یاد خدا میں بسر کی آنکھوں میں ہمہ وقت حسن رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جلوہ رہتا تھا۔ عبادت وریاضت میں یکتا زہد وتقویٰ میں بے مثل و بے مثال تھے۔ تمام عمر شریعت مطہرہ کی پاسداری کی اور خلق اللہ کی خدمت کو اپنا شعار بنائے رکھا سخاوت میں آپ عدیم المثال تھے ہر وقت لنگر جاری رہتا بھوکوں کو کھانا کھلانا آپ کی بہت بڑی صفت تھی۔ حسن اخلاق میں آپ اخلاق محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تفسیر تھے۔

حضرت تاجدار گولڑہ سے خصوصی تعلق ☆

ابھی آپ کا بچپن تھا کہ آپ گولڑہ شریف کی جانب پیدل جارہے تھے کہ راستے میں آپ نے چند گھوڑ اسواروں کو دیکھا تو سمجھے کہ شاید پولیس والے ہیں۔ آپ سڑک کے راستے سے ہٹ کر نیچے گہرائی کی طرف اتر گئے مگر کیا دیکھا کہ ایک گھوڑ اسوار آپ کے قریب آ کر رکے۔ انہوں نے پوچھا کہاں جارہے ہو تو آپ نے جواباً عرض کیا کہ میں پیر سید خواجہ مہر علی شاہ کے پاس جارہا ہوں۔

جب آپ گولڑہ شریف پہنچے تو معلوم ہوا کہ وہ گھوڑ اسوار حضرت تاجدار گولڑہ بذات خود تھے۔ خواجہ گولڑوی سے ملاقات ہوئی تو بڑی شفقت ومحبت سے پیش آئے کھانا وغیرہ کھلا کر رات کو لنگر ہی میں قیام کرنے کا حکم دیا آپ نے خدام سے کہہ کر بہترین بستر لگوایا۔ جب رات گزری تو صبح کے وقت حضرت خواجہ گولڑوی رحمتہ اللہ علیہ نے آپ کو حزب البحر کے علاوہ دیگر عملیات کی اجازت عنایت فرمائی اور حزب البحر پڑھنے کا طریقہ بھی بتایا۔

اولیاء اللہ مرتے نہیں ☆

ملک محمد نواز خان نوشہروی فرماتے ہیں کہ کوہ مری میں ایک شخص آپ کے پاس بیعت کی غرض سے آیا تو آپ نے اس سے پوچھا کہ تم پہلے کسی کے مرید تو نہیں ہو۔ اس نے جواب دیا کہ میں پہلے حضرت

پیر صاحب گولڑہ شریف والوں کا مرید تھا اب چونکہ ان کا وصال باکمال ہو چکا ہے اس لئے آپ مجھے اپنے دست مبارک پر بیعت فرمالیں۔اس کی یہ بات سن کر آپ جلال میں آگئے اور فرمایا او بدنصیب تو نے حضرت تاجدار گولڑہ رحمتہ اللہ علیہ کو مردہ سمجھ رکھا اس شان اور مرتبہ کے لوگ مرتے نہیں بلکہ ہمیشہ زندہ اور باقی باللہ ہوتے ہیں۔

تصرف باطنی ☆

آپ کے ایک مرید قاضی عزیز الرحمٰن صاحب سکنہ قاضیاں تحصیل گوجر خان انسپکٹر مدارس بیان کرتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ ایک مولوی صاحب جو کشف قبور کا ملکہ رکھتے تھے۔ان کے ہمراہ دربار عالیہ سیال شریف حاضر ہوا جب ہم روضہ شریف سے باہر نکلے تو مولوی صاحب مجھ سے کہنے لگے کہ حضرت اعلیٰ تمہاری بیعت کے متعلق پوچھ رہے تھے کہ کہاں پر بیعت ہیں تو میں نے لاعلمی کا اظہار کر دیا۔ تو معاً ایک بزرگ ہوا میں دوزانو بیٹھے ہوئے تشریف لائے اور حضرت پیر سیال رحمتہ اللہ علیہ کے پاس جا بیٹھے۔جب مولوی صاحب سے حلیہ پوچھا تو انہوں نے حلیہ بیان کیا وہ حضرت خواجہ عبدالعزیز ڈفرہ والوں کا حلیہ تھا۔

وصال باکمال ☆

آپ کا وصال باکمال ۱۳۷۴ ہجری ماہ نومبر ۱۹۵۴ء کو ہوا۔مزار پُر انوار زراعت فارم مری روڈ کے سامنے داتا گنج بخش روڈ پر مرجع خاص وعام ہے۔

فقیر راقم الحروف نے بھی آپ کے دربار گوہر بار میں حاضری کا شرف حاصل کیا ہے۔جہاں بڑے بڑے تاجدار آکر اپنی مرادیں حاصل کرتے ہیں۔بالخصوص سابق صدر اور سابق وزیر اعظم آزاد کشمیر سردار عبدالقیوم خاں بھی اکثر حاضری دیتے ہیں اور فیض یاب بھی ہوتے رہتے ہیں۔یہ بھی مشہور ہے کہ سردار صاحب حضرت صاحب ڈفرہ شریف کے مرید خاص بھی ہیں۔

آباد خدا رکھے میخانہ محمد ﷺ کا

حضرت پیر محمد گل بادشاہ نقشبندی رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆

سلطان الفقرا، نمونہ سلف صالحین، امام العاشقین، پیر طریقت، امیر شریعت حضرت پیر محمد گل بادشاہ موہڑوی رحمتہ اللہ علیہ ۱۹۱۰ء کو وادی موہڑہ شریف تحصیل مری ضلع راولپنڈی میں غوث زماں جناب خواجہ حضرت پیر نظیر احمد صاحب موہڑوی رحمتہ اللہ علیہ کے گھر آپ کی ولادت باسعادت ہوئی۔ آپ کے دادا حضرت خواجہ محمد قاسم موہڑوی رحمتہ اللہ علیہ اور آپ کے والد گرامی جناب پیر نظیر احمد موہڑوی رحمتہ اللہ علیہ اپنے زمانے کے چوٹی کے ولی کامل اور غوث زماں تھے۔ گھر کا ماحول شروع ہی سے مذہبی تھا۔ اسی بنا پر آپ کی تربیت بھی اس روحانی ماحول میں ہوئی کہ وہاں پر دیگر دنیاوی آلائش اور لغویات کا گزر بھی نہ تھا۔ بچپن ہی سے آپ میں ولایت کے آثار نمایاں تھے۔ اسی واسطے آپ کا بچپن عام بچوں سے مختلف گزرا۔ آپ نے سن شعور سنبھالنے کے بعد یا تو حصول علم پر توجہ دی یا پھر اپنے دادا غوث زماں حضرت خواجہ محمد قاسم رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں مصروف رہتے تھے۔ آپ کوئی لمحہ بھی ضائع کئے بغیر ہمہ وقت اپنے جید اعلیٰ کے اصولوں پر نظر رکھتے اور ان کے فرمودات پر عمل کئے بغیر ہمہ وقت اپنے جسد اعلیٰ کے اصولوں پر نظر رکھتے اور ان کے فرمودات پر عمل پیرا رہتے اور تمام عمر اپنے دادا اور والد گرامی کے مطیع رہے۔ کبھی کسی حکم سے سرتابی نہ کی۔

تعلیم و تربیت ☆

آپ کی ابتدائی تعلیم و تربیت اپنے گھر میں ہی والد گرامی جناب حضرت خواجہ پیر نظیر احمد موہڑوی اور جد اعلیٰ حضرت خواجہ محمد قاسم موہڑوی رحمتہ اللہ علیہ کے زیر سایہ عاطفت میں مکمل ہوئی۔ جنہوں نے دینی و دنیاوی لحاظ سے دونوں علوم ظاہری و باطنی پر خصوصی توجہ دے کر آپ کو کندن بنا دیا تھا اور یہی وجہ تھی کہ وقت کے بڑے بڑے علماء آپ کے سامنے گنگ ہو جاتے اور اکثر علماء باطنی علوم کے سلسلہ میں ان کے حل کے لئے آپ کی خدمت میں حاضری دے کر مسائل حل کراتے تھے۔ آپ کو ظاہری و باطنی علوم پر خصوصی دسترس حاصل تھی۔

بیعت وخلافت☆

آپ اپنے جد اعلیٰ غوث زماں حضرت خواجہ محمد قاسم والی موہڑہ شریف رحمتہ اللہ علیہ کے دست حق پرست پر شرف بیعث سے مشرف ہوئے اور انہوں نے آپ کو سلوک کی منزلیں بھی طے کرائیں۔ ان کے وصال باکمال کے بعد آپ کے والد بزرگوار حضرت خواجہ پیر نظیر احمد موہڑوی رحمتہ اللہ علیہ نے ۱۹۴۲ء میں اپنے تمام مرید اور خلفاء کی موجودگی میں آپ کو خرقہ خلافت سے سرفراز فرما کر اپنا جانشین وولی عہد مقرر کیا اس کے بعد ۱۹۴۶ء میں پھر تیسری اور آخری مرتبہ ۱۹۵۴ء میں حضرت خواجہ محمد قاسم موہڑوی رحمتہ اللہ علیہ کے عرس کے موقع پر آپ کو اپنا جانشین وولی عہد مقرر فرمایا۔

سیرت وکردار☆

آپ انتہائی درجہ کے متقی و پرہیز گار عبادت گزار نیک صالح عابد زاہد تھے۔ انتہائی خوش طبیعت وخوش اخلاق تھے۔ اخلاق کریمانہ کا عالم یہ تھا کہ ایک مرتبہ ملنے والا آپ کا مطیع ہو کر رہ جاتا اسی طرح آپ سخاوت میں بھی بے مثل و بے مثال تھے۔ آستانہ عالیہ سے متعلقہ امور خود اپنے دست مبارک سے انجام دیتے۔ لنگر کے لئے بازار سے سودا خود خرید کر لاتے آنے والے زائرین وعقیدت مندان مریدین کو لنگر یا تبرک کے بغیر نہ جانے دیتے علمائے کرام سے خصوصی محبت وشفقت فرماتے۔ آپ بڑے وجیہہ اور دراز قد اور بھاری بھر کم شخصیت کے مالک تھے۔ آنے والا شخص چاہے کتنے بڑے وقار کا مالک ہوتا مگر آپ کی شخصیت کو دیکھنے کے بعد وہ مرعوب ہو جاتا اور بڑی ہمت کے بعد آپ سے اپنی بات کر پاتا تھا۔ آپ دنیاداروں سے بہت دور رہتے تمام عمر آپ نے اپنے بزرگوں کی طریقت اور ان کی جلائی ہوئی شمع کو فروزاں کرنے میں گزار دی۔

والئی موہڑہ کی طرف سے انعام☆

ایک مرتبہ آپ بیمار ہو گئے تو آپ کے والد گرامی خواجہ پیر نظیر احمد رحمتہ اللہ علیہ پریشان ہو گئے اور آپ کی صحت یابی کے لئے انہوں نے ایک سو اونٹ کی نذر مانی۔ آپ کے دادا حضرت خواجہ محمد قاسم والئی موہڑہ شریف رحمتہ اللہ علیہ کا یہ معمول تھا کہ دنیا سے الگ تھلگ یاد خدا میں مشغول رہتے کبھی کسی کے گھر جانا تو درکنار اپنے گھروں میں بھی نہیں جاتے۔ بلکہ اپنی خانقاہ میں ہی مصروف عبادت رہتے مگر انہیں جب آپ کی بیماری کا علم ہوا تو اپنی عبادت گاہ سے آپ کو دیکھنے کے لئے تشریف لاتے اور دیکھنے

کے بعد اپنے ولی عہد جناب پیر نظیر احمد سے فرمایا کہ یہ لڑکا بہت بلند اقبال ہوگا اور میری اور تمہاری جگہ یہی سنبھالے گا۔ لہٰذا فکر مند نہ ہو اللہ کرم کرے گا اس کے بعد انہوں نے آپ کو اپنے قریب بلا کر اپنی زبان باہر نکالی اور فرمایا کہ اسے چوسو آپ نے جب اپنے دادا کی زبان چوس لی تو انہوں نے فرمایا کہ بیماری بہانہ ہے۔ اس نے میری زبان چوس کر سب کچھ مجھ سے لے لیا ہے۔

والی موہڑہ شریف کی خصوصی دعا ☆

والئی موہڑہ شریف حضرت خواجہ محمد قاسم رحمتہ اللہ علیہ نے اپنے وصال باکمال سے ۲۰ روز قبل آپ کو بلایا اور فرمایا کہ میری طبیعت کباب کھانے کو چاہتی ہے تو آپ نے دادا بزرگوار کی فرمائش کو پورا کرنے کے لئے فوراً دنبہ ذبح کیا اور کباب بھون کر پیش کر دیئے آپ نے کباب کھانے کے بعد مسترت کا اظہار بھی کیا اور فرمایا بچہ میں تمہارے واسطے ایک دعا کرتا ہوں۔ جو حضرت یعقوب علیہ السلام کے لئے حضرت اسحاق علیہ السلام نے کی تھی۔ اور پھر دعا کے لئے ہاتھ اٹھا کر بلند آواز میں دعا فرمائی کہ اے خدا میرے پاس جو تیری امانت ہے وہ میرے پوتے گل بادشاہ کو دیں دے۔

خلوت نشینی ☆

آپ ہمیشہ دنیا اور اہل دنیا سے کنارہ کش رہے۔ بچپن سے ہی لوگ آپ کے پاس دعا کے لئے حاضر ہونا شروع ہو گئے تھے۔ مگر آپ ان لوگوں سے جان بچانے کے لئے پہاڑوں کی طرف چلے جاتے۔ لوگ جب پہاڑوں کی طرف رخ کرتے تو آپ میدانی علاقوں میں آجاتے مگر باوجود اس کے آنے والوں اور عقیدت مندوں کے ہجوم میں دن بدن اضافہ ہی ہوتا گیا۔ آپ کے پاس آنے والوں میں شہنشاہ گدا کی کوئی تمیز نہ تھی۔ رئیس اعظم راولپنڈی رائے بہادر سردار آشا سنگھ، ہندوستان کے وائسرائے لاڈ ویول اور سابق صدر پاکستان جنرل محمد ضیاء الحق کو آپ سے خصوصی انس اور عقیدت و محبت تھی۔

جنرل ضیاء اپنے دور میں کئی مرتبہ تن تنہا آپ کی خدمت میں حاضری دیتے رہے اور آپ سے دعا کے لئے طالب ہوتے مگر آپ نے کئی مرتبہ جنرل ضیاء کو فرمایا کہ تم منافقت سے کام لے رہے ہو اگر نظام اسلام سے مخلص ہو تو پھر اس کے نفاذ کا اعلان کیوں نہیں کرتے۔ جب جنرل ضیاء نے پہلی مرتبہ مشائخ کنونشن اسلام آباد میں کیا تو آپ کو مختلف ذرائع سے پیغام بھیجے مختلف وفود بھیجے مگر آپ نے

ایک ہی بات کہہ کر انکار کر دیا کہ میں شیخ طریقت نہیں بلکہ میں تو فقیر ہوں فقیر کسی کے پاس نہیں جاتا جس کو ضرورت ہو وہ خود فقیر کے پاس آ جاتا ہے۔ اس سلسلہ میں جب ناکامی دیکھی تو جنرل ضیاء کی اہلیہ مرحومہ نے خود حاضری دے کر آپ کو کانفرنس میں شرکت کے لئے مجبور کرنا شروع کر دیا۔ حتیٰ کہ بعد میں خود جنرل ضیاء آئے اور آپ کو اس میں شرکت کے لئے آمادہ کرنا چاہا آپ نے ان کو لاجواب کر کے بھیج دیا۔

وصال باکمال☆

۱۶ اگست ۱۹۹۲ء کو آپ کا وصال باکمال ہوا مزار پُرانوار وادی موہڑہ شریف سیکٹر B۔۴ خیابان سرسید راولپنڈی میں مرجع عام ہے۔ جہاں اہل عقیدت حاضری دے کر اپنے قلوب واذہان کو نور ایمان سے منور کرتے ہیں۔ آپ کے بڑے صاحبزادے حضرت پیر محمد فاروق گل بادشاہ مدظلہ العالی آپ کے سجادہ نشین ہیں جو کہ انتہائی زیرک اور بردبار شخصیت کے مالک ہونے کے ساتھ ساتھ اعلیٰ تعلیم یافتہ ہیں جو کہ ایم اے پولٹیکل سائنس ہیں۔ پنجاب یونیورسٹی میں گولڈ میڈلسٹ ہونے کے ساتھ ساتھ انگریزی عربی اور اسلامیات کے مضامین میں ماسٹر ڈگریز رکھتے ہیں۔ اپنی کاروباری مصروفیات کے ساتھ ساتھ آستانہ عالیہ کے نظام کو بہترین انداز میں چلا رہے ہیں۔ فقیر راقم الحروف نے حضرت پیر محمد گل بادشاہ رحمتہ اللہ علیہ سے سینکڑوں مرتبہ آپ کی ظاہری حیات مبارکہ میں ملاقاتیں کیں کئی محافل میں اکٹھے وقت گزارا آپ کی شخصیت ایک باغ و بہار شخصیت تھی جو بھلانے کے قابل نہ ہے۔ الحمدللہ آج بھی فقیر کا تعلق آپ کے آستانہ عالیہ سے قائم ہے۔ حضرت پیر محمد فاروق گل بادشاہ فقیر کی دعوت پر آستانہ عالیہ گلستان غریب نواز موہڑہ چھپر چکری روڈ راولپنڈی میں ۴ جولائی ۲۰۰۴ء کو بڑی گیارہویں شریف وعرس فیض عالم میں تشریف لائے تھے۔

آباد خدا رکھے میخانہ محمد ﷺ کا

حضرت حافظ فیض محمد چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ

تعارف: ☆

نمونۂ سلف صالحین، قدوۃ السالکین، حافظ القرآن شیخ الحدیث والتفسیر عالم ربانی شیخ طریقت جناب حافظ فیض محمد چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ موضع بچیٹی تحصیل دیوبند روڑکی روڈ ضلع سہارنپور میں آپ کی ولادت باسعادت ہوئی۔ آپ کے والد گرامی کا نام محمد رحمت اللہ تھا جو کہ ایک نیک سیرت بزرگ تھے ۔زمینداری آپ کا خاندانی مشغلہ تھا۔قوم سے سروہی راجپوت تھے۔گھر کے مذہبی ماحول کی وجہ سے آپ کو آپ کے گاؤں بچیٹی کے ساتھ کھجوری میں قرآن کریم حفظ کرنے کے لئے مولانا محمد اسماعیل رحمۃ اللہ علیہ کے درس میں داخل کرادیا گیا اور بہترین صلاحیت اور ذہانت کی وجہ سے جلد ہی قرآن کریم حفظ کرنے کے بعد دارالعلوم دیوبند جو کہ آپ کے گاؤں سے ۱۲ میل کے فاصلے پر واقع ہے میں علوم دینیہ کے حصول کے لئے داخل ہو گئے۔ بہترین اساتذہ کی نگرانی میں آپ نے علوم دینیہ اور دورۂ تفسیر قرآن کریم اور دورہ حدیث کی تکمیل کے بعد سند حدیث حاصل کر کے واپس اپنے گھر آ گئے۔

آپ چونکہ اپنے والد گرامی کے اکلوتے بیٹے تھے۔گھر میں زمینداری کا نظام بہت وسیع تھا جو کہ والد گرامی کے اوپر کافی بوجھ تھا۔آپ نے تعلیم ظاہری سے فراغت کے بعد والد گرامی کا ہاتھ بٹانے کا فیصلہ کرلیا۔اور زمینداری میں مصروف ہو گئے۔مگر دل میں ایک آگ سی تھی جو مسلسل بھڑک رہی تھی جس کی وجہ سے آپ کا دل زمینداری اور گھر میں نہ لگتا۔کلیر شریف میں سلطان الاولیاء مخدوم العلمین حضرت سیدنا مخدوم علاؤالدین علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ علیہ کا عرس مبارک شروع ہوا تو آپ کے دل میں خیال گذرا کہ مخدوم پاک کے دربار میں حاضری دی جائے کلیئر شریف آپ کے گاؤں سے بارہ کوس کے فاصلے پر تھا۔آپ گھر سے نکلے اور حضرت مخدوم پاک علیہ الرحمۃ کے دربار میں پہنچے۔

بیعت وخلافت ☆

آپ کے گھر کا ماحول مذہبی ضرور تھا مگر اہل خاندان کی اکثریت دیوبندی ذہن کی تھی جو کہ عرس وغیرہ میں شرکت کو ناجائز تصور کرتے تھے۔مگر چونکہ عشق کی آگ تھی جو کہ آپ کو حق کی طرف بلا

رہی تھی اِس لئے آپ کلیئر شریف پہنچے۔ دل میں خیال وہی تھا جو کہ گھریلو ماحول کے مطابق مگر عشق تھا کہ سوئے دربار صابر کی طرف کھنچے چلے جا رہا تھا۔ حضرت مخدوم علاؤ الدین علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ میں حاضری کے بعد آپ پر رقت طاری ہوگئی۔ عجیب وغریب کیفیت میں بارگاہ صابر کی حاضری سے فارغ ہوئے تو گولر کے درخت کے نیچے ایک بزرگ سے ملاقات ہوئی تو سمجھ گئے کہ گوہر مقصود ہاتھ آگیا ہے۔ وہ بزرگ جن کا نام نامی اسم گرامی حضرت خواجہ سید شاہ غلام حسین شاہ چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ حیدر آباد دکنی تھا۔ آپ اُن کے دست حق پرست پر بیعت ہوگئے۔ مرشد کامل نے بیعت کرنے کے بعد چند اوراد واذکار سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ کے بتائے اور ایک کتاب اخلاق صابریؔ فی عرفان باری جو کہ ان کے اپنے قلم سے لکھی ہوئی تھی آپ کو عنایت فرمائی اور نماز و روزہ و شریعت و طریقت کی پابندی کا حکم دیا۔

نوٹ☆

کتاب مذکورہ اخلاقِ صابریؔ فی عرفان باری فقیر راقم الحروف کو قبلہ والد گرامی کے ترکہ میں ملی ہے جو کہ آج بھی فقیر کے کتب خانے میں موجود ہے۔ انشاء اللہ جلد ہی یہ قدیمی نسخہ جدید انداز اور کمپیوٹر کتابت کروا کر اہل علم تک پہنچا دی جائے گی۔

آپ نے اپنے مُرشد کے بتائے ہوئے ازکار و اشغال پر سختی سے محنت کی۔ دنیا داری اور زمینداری سے کنارہ کش ہو کر یادِ خدا میں مشغول ہوگئے۔ آپ کے مُرشد نے روحانی طور پر آپ کی بہت دستگیری کی اور آپ کو سلوک کی منزلیں طے کرائیں۔ خلافت واجازت سے نواز کر مخلوق خدا کی رشد وہدایت کا فریضہ سونپا جو کہ آپ نے بخوبی انجام دیا۔

سیرت وکردار☆

آپ انتہائی نیک متقی پرہیزگار تھے۔ نماز پنجگانہ تادم آخر کبھی قضا نہ کی تہجد کے علاوہ دیگر نوافل اوابین اشراق چاشت، آپکا معمول تھا۔ قرآن کریم کی تلاوت سے بہت مسرور ہوتے تھے۔ تمام زندگی بچوں اور بچیوں کو قرآن پاک پڑھاتے رہے اور ہزاروں کی تعداد میں لوگوں نے آپ سے قرآن کی تعلیم حاصل کی۔ آپ نے تمام زندگی مسجد کی امامت وخطابت کی لیکن کبھی بھی تنخواہ نہ لی۔ فی سبیل اللہ، اللہ کی رضا کی خاطر دین کی خدمت کرتے رہے۔ اپنے بچوں کے لئے صبح سے دوپہر تک کاروبار کر

کے روزی کما کر اُن کا پیٹ پالتے تھے۔ آپ بڑے ہی بلند اخلاق اور رواداروضع دار شخصیت کے مالک تھے۔ اپنے دروازے پر آنے والوں کو کبھی بھی مایوس نہ لوٹاتے تھے۔ اور نہ ہی کسی کا دل دکھاتے آپ ذکر خدا اور ذکر رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علاوہ خدا کی مخلوق کی بھی بہت خدمت کرتے تھے۔ اپنے سے متعلقہ حضرات اپنے ملنے جلنے والوں کے گھریلو کام کاج میں ان کا ہاتھ بٹاتے اور اُن کے اقتصادی اور معاشی معاملات کا حل بھی نکالتے۔ محلے یا علاقہ میں کبھی دو شخص لڑ پڑتے تو آپ کو بہت تکلیف ہوتی اور پوری کوشش کر کے ان کے درمیان جھگڑا ختم کراتے آپ شریعت وطریقت کے ماہتاب وآفتاب تھے۔

امامت وخطابت کا آغاز☆

پیر دستگیر حضرت سید شاہ غلام حسین شاہ چشتی صابری حیدر آباد دکنی علیہ الرحمۃ کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف ہونے کے بعد آپ کا دل زمینداری جاگیر داری اور دنیا داری سے ہٹ گیا تھا۔ آپ نے اپنے علاقے اور گھر بار کو خیر باد کہہ کر قصبہ ببیال ضلع انبالہ کے مشہور قصبہ کی جامع مسجد میں امامت وخطابت کے فرائض سرانجام دینے لگے اور یاد خدا میں مشغول ہو گئے۔ کافی عرصہ قصبہ ببیال میں قیام کیا۔ اور سینکڑوں کی تعداد میں بچوں اور بچیوں کو زیور قرآن کی تعلیم سے آراستہ کیا۔ قیام ببیال کے زمانہ میں آپ سے قرآن کریم کی تعلیم کا فیض حاصل کرنے والے چند افراد ایسے بھی ہیں جو بعد میں اپنے زمانے کے ولی کامل ہوئے۔ ان میں سے قیام پاکستان کے بعد ملتان میں مقیم ہونے والے حضرت پیر فقیر محمد چشتی صابری علیہ الرحمۃ جن کا مزار عزیز ہوٹل چوک نزد ڈیرہ اڈہ ملتان میں ہے اور پیر صوفی فرزند علی صابری جو کہ صابری بسیرا باغ محلہ جہلم شہر میں مقیم رہے اور بعد از وصال ان کا مزار حضرت سلیمان پارس کے مزار کے قریب ہی دریائے جہلم کے کنارے جہلم میں واقع ہے اور صوفی غلام محمد چشتی صابری علیہ الرحمۃ جو کہ سرگودھا کے رہنے والے تھے اور وہیں ان کا وصال با کمال ہوا۔ اور اسی طرح ایک بزرگ محمد سلیمان جو کہ ڈیرہ غازی خان کے رہنے والے تھے بڑے ہی نیک متقی و پرہیز گار تھے آپ کے وصال با کمال کے بعد راقم الحروف کے پاس تعزیت کے لئے آئے بعدازاں آپ کے پہلے سالانہ عرس مبارک کے موقع پر فقیر راقم الحروف نے حضرت قمر المشائخ حافظ قمر الدین صابری رحمتہ اللہ علیہ صوفی فرزند علی صابری علیہ الرحمۃ پیر سیّد دلدار حسین گیلانی، حافظ محمد یامین صابری رحمتہ اللہ علیہ، سیّد مظہر علی شاہ، صوفی محمد بلال وارثی علیہ الرحمۃ کی موجودگی میں ان کو قبلہ والد بزرگوار کی طرف سے دستار خلافت اور اجازت بیعت دی تھی جو کہ تا حال اپنے مشن میں مصروف ہیں اور بھی چند حضرات آپ ہی کی

تربیت کی بدولت اپنے زمانے کے شیخ کامل بنے۔ بہت سے لوگوں نے آپ سے قرآن کریم حفظ بھی کیا جو کہ سرگودھا شہر ملت آباد میں مقیم رہے۔ ایک کے سوا تمام کا انتقال ہو گیا ہے۔

قصبہ بییال سے آپ انبالہ چھاؤنی گوشت مارکیٹ کی مسجد میں شیخ نظام الدین آڑھتی کی معرفت خطیب وامام مقرر ہوئے اور زندگی کا بہت طویل عرصہ وہاں پر گذارا اور مخلوق خدا کو رشد وہدایت دیتے رہے۔

تحریک خلافت شروع ہوئی تو آپ نے بھی اکابرین ملت کے شانہ بشانہ کام کیا اور اس میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا تحریک خلافت کی کامیابی کے بعد ۱۹۴۰ء میں مسلم لیگ میں شامل ہو کر تحریک پاکستان میں حصہ لیا۔ تحریک پاکستان کی کامیابی اور تقسیم ہند کے بعد آپ نے اپنے عقیدت مندوں کے ہمراہ پاکستان آنے کا فیصلہ کر لیا۔ آپ کے برادر اصغر چوہدری مشتاق احمد سروہی جو اپنے گاؤں کے پردھان تھے انہوں نے ایک سکھ فوجی کو پیسوں کا لالچ دیا کہ میرے بھائی انبالہ چھاؤنی کی گوشت مارکیٹ کی مسجد کے خطیب وامام میں ہیں۔ کسی طرح ان کو ہم تک پہنچادیں تو ہم پانچ سو روپے دے دیں گے۔ جب وہ فوجی سکھ آپ کو لینے کی غرض سے انبالہ چھاؤنی گوشت مارکیٹ کی مسجد میں پہنچا تو آپ نے یہ کہہ کر انکار کر دیا کہ میرا جینا مرنا ان لوگوں کے ساتھ ہے۔ جنہوں نے مجھ سے نام خدا سیکھا ہے اور ہر طرح سے میرا خیال بھی رکھا۔ لہٰذا میرے برادران سے کہہ دو کہ جاگیر اور زمیندارا تمہیں مبارک ہو مجھے میرے حال پر چھوڑ دو۔ میں اب واپس گھر نہیں جاؤں گا۔ بلکہ جن لوگوں میں زندگی کا طویل عرصہ گذرا ہے۔ جو کہ لوجہ اللہ ہے۔ اب میرا جینا مرنا بھی انہیں کے ساتھ ہو گا۔ اس کے بعد آپ اپنے مقتدیوں اور عقیدت مندان کے ہمراہ انبالہ چھاؤنی انڈیا سے جھنگی محلہ راولپنڈی پاکستان میں تشریف لے آئے۔

جھنگی محلہ راولپنڈی پاکستان میں تبلیغی خدمات ☆

۱۹۴۷ء میں اپنے عقیدت مندان کے ہمراہ ہندوستان سے ہجرت کر کے پاکستان تشریف لائے تو جھنگی محلہ راولپنڈی میں تشریف لا کر مستقل قیام پذیر ہوئے اور ایک مندر کا تالہ توڑ کر اپنے مقتدیوں کے ہمراہ اسے بتوں سے پاک کیا اور اسے مسجد قرار دے کر اس کا نام رحمانی مسجد رکھا اور اس میں پہلی آذان خود دی کچھ عرصہ کے بعد مسجد کی محراب وممبر کی تعمیر کا کام مکمل کر کے باقاعدہ مسجد کی شکل بنادی اور پھر بعد میں اوقاف سے قیمت لگوا کر اس کو مسجد کے نام باقاعدہ الاٹ کرا دیا اور اس

میں ایک دینی مدرسہ بنام مدرسہ تجوید القرآن قائم کیا۔ مدرسہ قائم ہونا تھا کہ طلباء اور طالبات کی ایک بہت بڑی تعداد جمع ہوگئی۔ تقریباً ۲۵۰ بچے بچیاں داخل ہوئیں اور تادم آخر یہ مدرسہ اس طرح چلتا رہا اور اس میں داخل ہونے والے ہزاروں تشنگان علوم قرآنیہ اس سرچشمہ فیض سے سیراب ہوئے۔

نوٹ: ☆

آپ کا قائم کردہ یہ دینی مدرسہ آج بھی اسی طرح قائم ہے اور خدمت قرآن کا فیض آج بھی جاری ہے جو کہ آپ کا صدقہ جاریہ ہے۔ آپ نے نصف صدی سے زیادہ دین متین کی خدمت کی جس کے نتیجہ میں ایک محتاط اندازے کے مطابق برصغیر پاک وہند میں تقریباً دس ہزار کے قریب بچے بچیوں نے قرآن کریم پڑھا جن میں بہت سے افراد حافظ قرآن ہوئے۔ جن میں حاجی حافظ مہر دین جو کہ سرگودھا میں آج بھی تادم تحریر بقید حیات ہیں۔

آپ کے ہم عصر علماء اور مشائخ عظام ☆

آپ کے ہم عصر علماء اور مشائخ میں مولانا عطاء اللہ شاہ بخاری (مرحوم) حضرت مولانا سید انعام اللہ شاہ انبالوی چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ مولانا شاہ محمد عارف اللہ قادری سابق ڈسٹرکٹ خطیب راولپنڈی رحمۃ اللہ علیہ مولانا قاری محمد طیب مہتمم دارالعلوم دیوبند جو کہ آپ کے قریبی عزیز اور رشتہ دار بھی تھے۔ مولانا عبدالحکیم سابق ایم۔ این۔ اے مہتمم جامعہ فرقانیہ کوہاٹی بازار راولپنڈی پیر طریقت صوفی محمد صدیق چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ کالے کی منڈی ضلع حافظ آباد پیر طریقت صوفی فرزند علی چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ جہلم والے پیر طریقت صوفی فقیر محمد چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ ملتان والے حضرت خواجہ پیر فقیر محمد رحمۃ اللہ علیہ خلیفہ مجاز حضرت خواجہ محمد قاسم موہڑوی جن کا مزار شجاع آباد ضلع ملتان میں ہے۔

نوٹ: ☆

فقیر راقم الحروف نے حضرت خواجہ فقیر محمد نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ جو کہ ریواڑی انڈیا کے رہنے والے تھے اور جنھوں نے تمام عمر شجاع آباد ملتان میں گزاری ہے کی بارہا زیارت کی۔ راقم الحروف کا بچپن تھا اور ناظرہ قرآن کی تعلیم کا زمانہ تھا کہ اس وقت آپ خواجہ فقیر محمد رحمۃ اللہ علیہ شجاع آبادی کی عمر شریف تقریباً 80 برس سے زیادہ تھی قبلہ والد گرامی کے پاس عرس موہڑہ شریف کے موقع پر دو روز قیام

فرماتے اور فقیر کو گود میں بٹھا کر پیار کرتے اور سر پر دست شفقت رکھتے تھے۔ پیر طریقت علامۃ الدھر سید حسین الدین شاہ صاحب چشتی نظامی مہتمم اعلیٰ جامعہ رضویہ ضیاء العلوم راولپنڈی خطیب پاکستان حضرت علامہ مولانا سید عبدالرحمٰن شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ جن کا مزار پر انوار سلطان پور تحصیل حسن ابدال ضلع اٹک میں ہے۔ مولانا حافظ محمد اقبال چشتی ناظم اعلیٰ جامعہ مہریہ رتہ امرال شیر پنجاب حضرت علامہ مولانا محمد اورنگزیب قادری رحمۃ اللہ علیہ خطیب جامع مسجد قاسم آباد راولپنڈی عاشق رسول حضرت علامہ ڈاکٹر محمد یوسف صاحب رحمۃ اللہ علیہ میلاد نگر ڈھوک رتہ راولپنڈی علامہ حافظ محمد یعقوب نقشبندی راولپنڈی پیر طریقت حافظ محمد یامین چشتی صابریؔ رحمۃ اللہ علیہ جن کا مزار اسلام آباد کے بڑے قبرستان میں ہے۔ پیر طریقت حضرت سید عبدالخالق شاہ چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ جن کا مزار گلالی پور شریف فیصل آباد میں ہے اور وہ آپ کے پیر بھائی اور حضرت شاہ غلام حسین شاہ علیہ الرحمۃ کے خلیفہ مجاز ہیں۔ پیر طریقت قمر المشائخ الحاج حافظ قمر الدین چشتی صابریؔ رحمۃ اللہ علیہ جن کا مزار موہڑہ چھپر چکری روڈ راولپنڈی میں مرجع خاص و عام ہے۔

نوٹ: ☆

آپ حضرت شاہ خاموش سرکار کے سلسلہ عالیہ سے وابستہ ہیں۔ حضرت شاہ خاموش کے خلیفہ حضرت سید مظہر علی شاہ احمد آبادی ثمہ میرٹھی اور دوسرے خلیفہ و سجادہ نشین حضرت ہاشم حسینی شاہ محمد صابریؔ تھے۔ حضرت سید مظہر علی شاہ کے خلیفہ صوفی اللہ دیا شاہ میرٹھی تھے اور ہاشم حسینی صابری کے خلیفہ پیر سید شاہ غلام حسین شاہ چشتی صابری حیدر آباد دکنی تھے۔ اللہ دیا شاہ کے خلیفہ حافظ قمر الدین صاحب حضرت شاہ غلام حسین شاہ چشتی صابری حیدر آباد دکنی کے خلیفہ مجاز حافظ فیض محمد چشتی صابریؔ تھے۔ اس طرح دو واسطوں کے بعد آپ دونوں پیر بھائی تھے۔ دونوں میں قدرے پیار و محبت کی فضا تھی۔ ایک دوسرے کا احترام ایک دوسرے کے ہاں آنا جانا ایک دوسرے کی مجالس و محافل میں شرکت حتیٰ کہ حضرت شاہ خاموش سرکار کا سالانہ عرس پاک منعقدہ ۴ ذیقعد کو آپ نہ صرف شرکت کرتے تھے۔ بلکہ اس میں برابر کا حصہ بھی لیتے تھے۔ اس طرح حافظ قمر الدین چشتی صابریؔ رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں ہونے والے اس عرس مقدس میں آپ بھر پور شرکت کرتے رات کو سماع صبح حلقہ ذکر اور ختم خواجگان میں باقاعدگی سے شرکت فرماتے تھے۔

معمولات زندگی☆

آپ کی زندگی کے معمولات کے اوقات کار بہت سخت تھے۔ صبح تہجد کے وقت بیدار ہونے کے بعد نماز تہجد ادا فرماتے بعد ازاں نماز فجر کیلئے مسجد میں تشریف لے جاتے۔ نماز فجر کے بعد مقتدیوں عقیدت مندوں کو قرآن پاک کا ترجمہ اور تفسیر بیان فرماتے بعد ازاں اپنے وظائف اور اوراد و شجرہ طیبہ کا معمول پورا فرما کر بچوں کو قرآن پاک کی تعلیم دیتے۔

سال میں ایک مرتبہ حضرت بابا فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کے عرس میں شرکت کے لئے تشریف لے جاتے اور اپنے منظور نظر شاگرد پیر طریقت صوفی فرزند علی شاہ چشتی صابری کے ہاں جہلم عرس شرکت کے لئے جاتے اور اپنے پیر بھائی حافظ قمر الدین چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ کے آستانہ پر منعقد ہونے والے حضرت مخدوم سیدنا علاؤ الدین علی احمد صابر کلیری کے عرس میں ۱۳ ربیع الاول حضرت خواجہ سید مظہر علی شاہ چشتی صابری کے عرس میں شرکت کے لئے ۱۶ شوال اور حضرت شاہ معین الدین المعروف شاہ خاموش سرکار کے عرس میں ۴ ذیقعد کو شرکت فرماتے اور کبھی کبھی حضرت امام بری شاہ لطیف کے عُرس میں شرکت کے لئے بھی تشریف لے جاتے۔

آپ اتحاد بین المسلمین کا مکمل عملی نمونہ تھے۔ آپ کے ہاں تمام مکاتب فکر کے لوگ آتے اور نماز باجماعت ادا کرتے اہل حدیث، دیوبندی، اہل تشیع تبلیغی جماعت والے اور جماعت اسلامی والے تمام حضرات آپ کی اقتدا میں نماز پنجگانہ ادا کرتے رہے۔ پورے محلہ میں کبھی کوئی فتنہ نہ کھڑا ہوا اور نہ ہی کوئی فرقہ وارانہ تعصب پیدا ہوا۔ دار العلوم دیوبند کے مہتمم مولانا قاری محمد طیب (مرحوم) دو مرتبہ آپ کی حیات میں راولپنڈی پاکستان تشریف لائے تھے وہ چونکہ آپ کے قریبی عزیز و رشتہ دار بھی تھے۔ اس ناطے سے وہ پاکستان آکر آپ کے پاس ضرور تشریف لاتے یہی وجہ تھی مولوی غلام خان اور مولوی عبدالستار توحیدی مولوی عبدالحکیم (ایم۔ این۔ اے) اور قاری محمد امین ورکشاپی محلہ والے آپ کا دل کی گہرائیوں سے احترام کرتے تھے۔ مگر آپ تادم آخر ان میں سے کسی کے گھر تشریف نہ لے کر گئے تھے۔

اولاد و امجاد☆

آپ کے چھ بیٹے اور پانچ بیٹیاں ہیں۔ بڑے صاحبزادے حافظ نور احمد جو اسلام آباد کے کی ایک وزارت میں اہم عہدوں پر اور اس کے ساتھ ساتھ ایک بہترین نعت گو شاعر بھی

ہیں۔دوسرے بیٹے قاری ظہور احمد وہ بھی اسلام آباد میں سرکاری دفتر میں سپرٹینڈنٹ ہیں اور بہترین نعت خوان اور قاری ہیں۔تیسرے صاحبزادے راقم الحروف جامعہ السلامیہ فیض القرآن چکری روڈ کے مہتم اور چوتھے صاحبزادے پیر طریقت صاحبزادہ مقبول احمد قادری قلندری جن کا ۳۰ جون ۱۹۸۶ء میں انتقال ہوگیا تھا اور مزار ڈھوک لکھن کے قریب قبرستان میں واقع ہے۔ پانچویں اور چھٹے صاحبزادے منظور احمد و منصور احمد جو کہ دنیادار ہیں اپنے اپنے کاروبار میں مصروف عمل ہیں۔

کشف وکرامت ☆

ایک مرتبہ ایک عورت آپ کے پاس آئی اور آکر کہنے لگی حافظ صاحب میرے ہاں اولاد نہیں ہوتی شادی کو ۲۱ سال گذر گئے ہیں۔میرے واسطے دعا فرمائیں اور مجھے کوئی تعویز دے دیں۔تاکہ اللہ کریم میری گود بھی ہری کردے آپ نے اُس عورت کو ۲۱ دانے کالی مرچ کے کرم کر کے دیئے اور فرمایا ایک روز کھالیا کرو۔اللہ کریم انشاء اللہ اولاد نرینہ عطا فرمائیے گا۔خدا کی کرنی کہ ٹھیک ۱۰ ماہ بعد اس عورت کو خدا نے چاند سا بیٹا عطا فرمایا۔

کرامت نمبر ۲ ☆

ایک مرتبہ ایک عورت اپنے خاوند کے ہمراہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور رو کے عرض کرنے لگی۔حضور ہمارے ہاں بچے پیدا ہو کر مرجاتے ہیں کوئی بھی زندہ نہیں رہا اللہ کریم کی بارگاہ میں ہمارے لئے دعا فرمائیں آپ نے فرمایا جب چاند چڑھے تو میرے پاس آنا چنانچہ مقررہ وقت پر وہ دونوں آئے تو آپ نے ایک تعویز لکھ کر دیا فرمایا کہ اس کو اپنے پیٹ پر باندھ لو۔جب بچہ پیدا ہو جائے تو اس کے گلے میں ڈال دینا انشاء اللہ اَب تمہارے بچے نہیں مریں گے۔چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ اس کے بعد اس کے بچے نہیں مرے۔اس قسم کے بے اولاد حضرات کے ہاں اولاد کا ہونا اور ہو کے مرجانا آپ کے علاج اور نظر ولایت سے سینکڑوں مریضوں کو شفا ملی ہے۔

کرامت نمبر ۳ ☆

مکان نمبر R-140 جھنگی محلّہ آپ نے سرفراز نامی شخص سے خریدا اور اسے مرمت کرانا شروع کردیا۔مستری مزدوروں میں ایک مستری جو کہ بدنیت تھا دوران کام وہ آپ کی واسکٹ پر نظر رکھے ہوئے تھا کہ حافظ صاحب روزانہ ہزاروں روپیہ اس واسکٹ سے نکال کر خرچ کرتے ہیں جو کہ ختم

نہیں ہوتے۔

ایک دن دوپہر کے کھانے کے وقفے کے بعد وہ آپ کی مسجد کے حجرے میں چلا گیا۔آپ چونکہ قیلولہ فرمارہے تھے۔وہ آنکھ بچا کر آپ کی واسکٹ لے کر بھاگ گیا آپ جب نماز ظہر کے لئے اٹھے تو سخت پریشانی ہوئی بعد ازاں درگزر فرمادیا فقیر راقم الحروف نے عرض کیا حضور چور بھاگنا نہیں چاہئے واسکٹ میں پیسو کی تو بات نہیں گھر اور مسجد کی چابیاں ہیں اور اس میں آپ کی پرسنل ڈائری ہے۔ جس میں زندگی کی بہترین یاداشتیں موجود ہیں۔آپ نے فرمایا کہ چلو خیر ہے کوئی بات نہیں ہمارا کیا بگڑا ہے۔اللہ اور دے گا۔جب زیادہ اصرار کیا تو فرمایا کہ تین روز بعد چور آئے گا اور جہاں سے واسکٹ اٹھائی تھی وہیں رکھ جائے گا۔

چنانچہ وہ اسماعیل نامی مستری چور تین دن بعد آپ کے پاس مدرسے میں آیا۔آپ نے بھر پور اخلاق کا مظاہرہ کرتے ہوئے اس کے لئے چائے منگوائی وہ چائے پی کر بیٹھارہا۔مگر آپ نے اس سے کچھ استفار نہ کیا۔بعدازاں وہ واپس جانے لگا تو آپ نے بخوشی اجازت دے دی۔

وصال باکمال ☆

۲۱ جون ۱۹۷۶ء کو آپ کی طبیعت زیادہ علیل ہوگئی ور دو دن تک خراب رہی ۲۳ جون کو تمام نمازی معتقدین رات کو اکھٹے ہو گئے۔آپ پر غنودگی کا عالم تھا کہ راقم الحروف نے عرض کیا کہ پانی پیش کروں تو فرمایا پانی دو۔راقم نے آب زم زم شہد میں ملا کر دینا شروع کر دیا۔پیر طریقت الحاج حافظ قمرالدین چشتی صابریؒ بھی عیادت کے لئے تشریف فرما تھے کہ رات ۱۲ بجے واپس جاتے ہوئے فرمایا کہ صاجبزادے اب جتنی خدمت ہوسکے کرلو کام تمام ہو چکا ہے۔رات ۲ بجے آپ نے فرمایا کہ عشاء کا وقت ہو گیا ہے۔راقم نے عرض کیا جی ہاں فرمایا کہ مجھے بٹھا کر وضو کراؤ۔

چنانچہ تعمیل حکم کے بعد نماز عشاء پڑھوائی ۳ بجے شب فرمایا کہ وضو کراؤ راقم نے وضو کرایا بعد ازاں آپ نے نماز تہجد ادا کی۔صبح فجر کے وقت پھر وضو کا حکم دیا۔راقم نے وضو کرایا تو فرمانے لگے نماز کھڑے ہو کر پڑھوں گا راقم نے عرض کیا۔حضرت آپ کی ہمت جواب دے گئی ہے۔آپ بیٹھ کر پڑھ لیں۔فرمایا کہ نہیں تم مجھے سہارا دو نماز کھڑے ہو کر ہی پڑھو گا۔چنانچہ نماز کھڑے ہو کر پڑھوائی گئی۔بعد ازاں بستر استراحت پر لیٹ کر فرمایا کہ ٹھنڈا پانی بنانے کے لئے برف لے کر آؤ۔بندہ بذات خود دوڑ کر برف لایا پانی دیا تو فرمایا کہ تم نے جو عرس پر لاؤڈ سپیکر لگایا تھا۔اس سلسلہ میں تمہارے مقدمہ کی تاریخ

ہے۔ جاؤ وکیل سے درخواست غیر حاضری کی دلوا کر جلد واپس آجانا۔ فقیر گھر سے نکلا مگر دل مطمئن نہ تھا۔ بنی چوک تک جا کر واپس آ گیا۔ ابھی محلہ میں پہنچا ہی تھا کہ چھوٹی ہمشیرہ نے کہا کہ ابا جان تمہیں بلا رہے ہیں جلدی چلو میں دوڑتا ہوا گھر پہنچا تو اہل محلہ جمع تھے۔ گھر میں ایک کہرام برپا تھا۔ ہر ایک کی زبان سے تلاوت قرآن اور ذکر خدا کی آواز آرہی تھی۔ ہر آنکھ اشک بار تھی۔ ہر دل غم کے سمندر میں ڈوبا ہوا تھا۔ مجھے دیکھ کر والدہ محترمہ نے کہا کہ آپ مقصود کو یاد کر رہے تھے۔ واپس آگیا ہے۔ جب راقم لوگوں کو چیرتا پھاڑتا قریب گیا۔ تو آپ نے آنکھ کھولی اور نیچے جھکنے کا اشارہ کیا بندہ نیچے جھکا تو آپ نے میرے گریبان میں اپنی انگلی ڈال کر نیچے کی طرف کھینچا میرے سینے کو اپنے سینے پر رکھ لیا۔ ہچکیاں بندھی ہوئی تھیں۔ میں مکمل طور پر اپنے سینے کو آپ کے سینے سے مس کئے ہوئے تھا کہ آپ کا انتقال ہو گیا وہ چند لمحے ایسے تھے کہ زندگی میں دوبارہ وہ انوار و تجلیات و برکات کبھی نہ دیکھیں۔

آپ کا وصال با کمال ۲۴ جون ۱۹۷۶ء ۲۶ جمادی الثانی بروز جمعرات بوقت بعد نماز فجر جھنگی محلہ کے مکان میں ہی ہوا۔ نماز جنازہ علامۃ الدہر پیر سید حسین الدین شاہ صاحب ناظم اعلیٰ جامعہ رضویہ ضیاء العلوم سبزی منڈی والوں نے پڑھائی راولپنڈی کی مرکزی عیدگاہ کے قبرستان میں آپ کو دفن کیا گیا۔

پہلے پہل تو آپ کا تعویز کچا تھا۔ ۱۲ سال کے بعد آپ کے دوسرے صاحبزادے قاری ظہور احمد نے تعویز پکا بنا دیا ہے۔

نوٹ ☆

آپ کا سالانہ عرس مبارک ہر سال 4 جولائی کو آستانہ عالیہ گلستان غریب نواز میں موہڑہ چھپر چکری روڈ راولپنڈی میں منایا جاتا ہے۔ جس میں ہزاروں عقیدت مندان حاضری دیکر اپنے قلوب واذہان کو نور ایمان سے منور کرتے ہیں۔

علمائے کرام مشائخ عظام کی کثیر تعداد ملک بھر سے تشریف لاتے ہیں جبکہ عشاء کے بعد تمام رات محفل سماع ہوتی ہے۔

آپ کے وصال با کمال کے بعد چہلم کی تقریب میں برادری کے سرکردہ افراد اور اہل علاقہ دیگر شاگردوں عزیزوں نے آپ کے بڑے صاحبزادہ جناب حافظ نور احمد قادری مدظلہ العالی کو گھر اور برادری کے معاملات میں بڑا سمجھتے ہوئے دستار بندی کی جس پر آج تک تمام برادری احباب شاگرد

لواحقین پسران برادران متفق ہیں۔

آپ کے پہلے سالانہ عرس مبارک کے موقع پر حضرت قمر المشائخ الحاظ حافظ قمر الدین چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ اور آپ شاگرد خاص پیر طریقت جناب صوفی فرزند علی صابری رحمتہ اللہ علیہ صابر بسیرا جہلم پیر طریقت عاشق رسول حضرت حافظ محمد یامین صابری رحمتہ اللہ علیہ اسلام آباد صوفی باصفا جناب صوفی محمد بلال وارثی رحمتہ اللہ علیہ حضرت صوفی سائیں مقصود احمد قادری قلندری مرحوم حضرت پیر سید مظہر علی شاہ سجادہ نشین وارث خان حضرت صوفی محمد احمد چشتی صابری قادری قلندری مرحوم حضرت پیر سید دلدار حسین شاہ صاحب قلندری قادری سجادہ نشین قلعہ سوہا سنگھ نارووال کے علاوہ دیگر مشائخ وعلماء کی موجودگی میں حضرت پیر سید دلدار حسین شاہ قادری نے اعلان کیا کہ حضرت حافظ صاحب کے وصال باکمال کے بعد ان کا سلسلہ طریقت چلانے کے لئے ضروری ہے کہ کسی شخص کو نامزد کیا جائے جو زیادہ نہیں تو کم از کم حافظ صاحب کا سالانہ عرس مبارک تو اس طرح منائے جس طرح آج منایا جارہا ہے میں اپنی طرف سے حافظ صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے فرزند سوئم صاحبزادہ مقصود احمد صابری کو اپنے سلسلہ سے دستار خلافت دینے کا اعلان کرتا ہوں اس کیلئے تمام مشائخ اٹھیں اور صاحبزادہ مقصود احمد صابری کے سر پر دستار خلافت باندھ کر سرفراز فرمائیں۔

اس اعلان کے بعد تمام مشائخ وعلماء کھڑے ہوئے پیر دلدار حسین شاہ گیلانی قادری نے دستار مبارک حضرت قمر المشائخ کے ہاتھ میں دی انہوں نے دستار ہاتھ میں لے کر اعلان فرمایا کہ خلافت تو شاہ صاحب دے رہے ہیں لہٰذا اس موقع پر حافظ صاحب کے عقیدت مندان شاگردوں کی موجودگی میں صاحبزادہ مقصود احمد صابری کو حافظ صاحب کا سجادہ نشین مقرر کرنے کا بھی اعلان کرتا ہوں اگر کسی شاگرد کو اعتراض ہو تو کر سکتا ہے سب حاضرین مشائخ وعلماء اور شاگردوں نے ہاتھ اٹھا کر تائید کی جس کے بعد تمام مشائخ کے ہاتھ دستار پر لگوا کر حضرت المشائخ نے خلافت وسجادہ نشینی کی دستار باندھی۔ ہر طرف سے مبارک مبارک کا شور تھا۔ بفضل تعالیٰ ہر سال آپ کا عرس مبارک فقیر راقم الحروف کی نگرانی میں بڑے دھوم دھام سے منایا جاتا ہے۔ ملک بھر سے علماء کرام، مشائخ عظام شرکت وخطاب کرتے ہیں۔ ملک کے معروف ترین قوال محفل سماع میں عارفانہ کلام پیش کرتے ہیں جبکہ نعت خوان حضرات بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں ہدیہ نعت ومنقبت پیش کرتے ہیں۔ ۳۔۴ جولائی کی درمیانی تمام رات لنگرو محفل سماع جاری رہتی ہے۔ یہ سب آپ کے فیضان کا صدقہ ہے وگرنہ کیا میں اور کیا میری اوقات۔

موہڑہ چھپر چکری روڈ راولپنڈی میں قائم دینی مدرسہ جامعہ اسلامیہ فیض القرآن رجسٹرڈ جامع مسجد اکبری صابریؔ آپ ہی کے نام سے منسوب آپ کی یادگار ہیں جہاں سے اب تک ایک سو کے قریب طلبا شعبہ حفظ اور تقریباً ۵۰۰ کے قریب طلبا شعبہ ناظرہ اور ۸۰ کے قریب طلبا علماء دورۂ تفسیر القرآن سے فارغ التحصیل ہو چکے ہیں جبکہ جامعہ کی بلڈنگ کی تعمیر پر بیس لاکھ روپیہ کے قریب خرچ ہو چکا ہے۔

آباد خدا رکھے میخانہ محمد ﷺ کا

حضرت حاجی محمود علی خان چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف☆

صوفی باصفا پیر طریقت حاجی محمود علی خان چشتی صابری المعروف بابو جی رحمتہ اللہ علیہ موضع جگادری ضلع انبالہ انڈیا کے رہنے والے تھے۔ ۱۶ نومبر ۱۹۶۷ء کو ہجرت کر کے انڈیا سے سرگودھا تشریف لائے اور دسمبر ۱۹۶۷ء میں سرگودھا سے راولپنڈی شہر کے محلہ امام باڑا میں منتقل ہوئے اور تمام زندگی اسی محلہ میں رہ کر مخلوق خدا کی رشد وہدایت کا فریضہ سرانجام دیا۔

سیرت وکردار☆

آپ انتہائی بلند درجہ کے مہمان نواز ملنسار اور اخلاق و پیار ومحبت کا سرچشمہ تھے۔ ظاہری علوم میں مکمل دسترس حاصل ہونے کے ساتھ ساتھ باطنی علوم میں بھی مہارت تامہ رکھتے تھے۔ اپنے زمانے کے صوفیاء علماء اور مشائخ میں انتہائی وقار اور اعتماد کے ساتھ گفتگو فرماتے تمام زندگی اپنے شیوخ کی طریقت پر عمل پیرا ہے۔ سنت رسول ﷺ کا خصوصی اہتمام وخیال رکھتے کوئی کام بھی سنت کے خلاف نہ کرتے نماز پنجگانہ کے علاوہ تہجد اور کثرت نوافل آپ کا شعار تھا۔ ہر وقت آپ کا دل ذکر وفکر میں مگن رہتا بات بات پر اپنے شیوخ کی تعلیمات کا تذکرہ فرماتے۔ آنے جانے والوں کو بڑی ہی محبت سے ملتے۔

اولادوامجاد☆

آپ نے دو شادیاں کیں تھیں۔ پہلی بیوی سے ایک بیٹا ایک بیٹی تھی۔ دوسری بیوی حاجن کے شکم سے ایک بیٹا داؤد تھا۔ پہلی بیوی سے پیدا ہونے والے بیٹے کا نام مقصود علی خان تھا جو کہ درزی کا کام کرتا تھا۔ ایک دن آپ کو اپنے بیٹے مقصود کی کسی بات پر غصہ آیا تو آپ نے سخت ناراضگی کا اظہار کیا۔ اس دن کے بعد بوجہ آپ کی ناراضگی وہ لڑکا بیمار رہنے لگا۔ چند دن بیمار رہ کر فوت ہو گیا۔ آپ کی پہلی بیوی سے پیدا ہونے والی بیٹی جو کہ شادی شدہ اور بچوں والی تھی۔ ۱۹۴۷ء کے غدر میں آپ سے بچھڑ

کر اپنے خاوند اور بچوں سمیت آپ سے لاپتہ ہے۔ تاحال اس کے بارے میں علم نہ ہو سکا۔ دوسری بیوی کے شکم سے پیدا ہونے والا بیٹا جس کا نام داؤد علی خان تھا۔ جو کہ پیدائش کے ایک ماہ کے بعد ہی وصال کر گیا تھا۔ آپ نے اپنے بھائی الطاف علی خان کے منجھلے بیٹے واحد علی خان کو اپنا بیٹا بنا کر رکھا ہوا تھا۔ انہوں نے تمام زندگی آپ کی خدمت و خاطر کی۔ وہی آپ کے سجادہ نشین کہلائے واحد علی خان کے پانچ بیٹے ہیں۔

بیعت وخلافت ☆

آپ حضرت شیخ درویش احمد چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ سجادہ نشین گنگوہ شریف کے مرید و خلیفہ تھے۔

آپ صاحب سلسلہ تھے۔ بہت سے لوگ سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ میں آپ کے دست حق پرست پر داخل ہوئے۔ آپ ہر سال ۲۷ ذوالحج کو اپنے پیر و مرشد حضرت شیخ درویش احمد چشتی صابری قدوسی گنگوہی رحمتہ اللہ علیہ کا سالانہ عرس مبارک اپنے مکان واقع محلہ امام باڑا راولپنڈی میں منایا کرتے تھے۔ لنگر اور محفل سماع کا خصوصی اہتمام فرماتے تھے۔

وصال باکمال ☆

آپ کا وصال باکمال دسمبر ۱۹۷۰ء میں ہوا مزار شریف راولپنڈی کے مرکزی قبرستان عیدگاہ کے صدر دروازے کے قریب آج بھی مرجع خاص و عام ہے۔ فقیر راقم الحروف نے آپ کی حیات مبارکہ میں آپ کی زیارت بھی کی ہے۔ اور آپ کے مزار پرانوار پر بارہا حاضری بھی دی ہے۔

آباد خدا رکھے میخانہ محمد کا ﷺ

حضرت صوفی عبدالصمد وارثی رحمتہ اللہ علیہ

تعارف☆

پیکرِ علم و عرفان، نازشِ اہلِ ہدیٰ، مجسمہ مہر و وفا، حضرت پیر طریقت صوفی عبدالصمد چشتی وارثی رحمتہ اللہ علیہ انبالہ شہر انڈیا بھارت کے ایک تاجر پیشہ خاندان کے چشم و چراغ تھے۔ آپ کی برادری اور آپ کے چھوٹے بھائی اور آپ کی اولاد اب بھی الحمدللہ اچھے اچھے کاروباروں میں مصروف ہیں۔ مگر خداوند کریم نے اپنے دین اور بزرگان دین کے مشن کے لئے آپ کو چن لیا اور آپ کاروبار اور گھریلو مصروفیات اور دنیا کے تمام جھگڑوں سے الگ تھلگ یادِ خدا میں مشغول ہو گئے۔ بچپن ہی سے بزرگان دین کی صحبتوں میں بیٹھنے سے آپ کے سینے میں وہی جذبہ بیدار ہوا اور جلد ہی اپنے بزرگوار کے مشن کے وارث بن کر سلسلہ وارثیہ میں آفتاب و ماہتاب بن کر چمکے۔ آپ انتہائی خوش شکل خوبصورت وجیہہ اور دراز قد شخصیت کے مالک تھے۔ صوفیاء کی محفلوں کی رونق ہی نہیں بلکہ بزمِ عشاق کی زینت تھے۔ آپ دینی اور دنیاوی تعلیم اور علوم ظاہریہ و باطنیہ سے مرصع تھے۔ گفتگو میں بڑی احتیاط تھوڑا کلام مگر گفتگو جامع اور سیر حاصل ہوتی تھی۔ بڑے بڑے اور پیچیدہ مسائل چند لفظوں میں حل فرما دیتے تھے۔ آپ کا چہرہ دیکھ کر قرونِ اولیٰ کی یاد تازہ ہوتی تھی۔

بیعت و خلافت☆

آپ سلسلہ عالیہ چشتیہ وارثیہ کے عظیم احرام پوش صوفی بزرگ حضرت پیر محبت شاہ وارثی رحمتہ اللہ علیہ جو کہ پنڈ دادنخان ضلع جہلم کے رہنے والے تھے اور بعد ازاں مرشد کامل کے حکم پر مراد آباد کے نزدیک کسی گاؤں میں پیغام رشد و ہدایت کو عام کرنے تشریف لے گئے تھے وہیں ان کا وصال باکمال ہوا اور وہیں مزار ہے۔

آپ ان بزرگ صوفی محبت شاہ وارثی رحمتہ اللہ علیہ کے دست حق پرست پر بیعت ہوئے اور کافی عرصہ مجاہدہ و ریاضت میں مشغول رہے۔ بعد ازاں مرشد کامل نے سلوک کی منزلیں طے کرانے کے بعد آپ کو سلسلہ عالیہ چشتیہ وارثیہ کا احرام عطا فرما کر اجازت بیعت و ارشاد سے نوازا۔

نوٹ:۔ وارثی سلسلہ کے بزرگ اپنے سلسلہ کے کسی بھی شخص کو بطور خلافت پگڑی نہیں دیتے

بلکہ احرام پہناتے ہیں۔ یہی ان کے صاحب مجاز ہونے کی علامت ہوتی ہے۔

سیرت و کردار☆

آپ جس طرح بظاہر خوبصورت تھے۔ اسی طرح باطنی طور پر بہت زیادہ خوبصورت تھے۔ اخلاق کریمانہ انتہائی درجہ کا تھا۔ زہد و تقویٰ میں بے مثال اور تمام عمر شریعت محمد یہ ﷺ اور اپنے پیشواؤں کے طریقے پر گزاری آپ علم حلم بردباری تحمل جلال و جمال میں یکساں تھے۔ آپ کے چہرہ پر حضور عالم پناہ بانی سلسلہ عالیہ وارثیہ حضور حاجی سید وارث علی شاہ کا پرتو نظر آتا تھا۔ آواز میں اس قدر خوش گلوئی اور شیرینی تھی۔ کہ جب کوئی کلام یا تلاوت قرآن کرتے تھے۔ یا کسی عرس یا محفل میں ختم شریف بالخصوص درود تاج پڑھتے تو تمام محفل پر سحر طاری ہو جاتا تھا۔

آپ کی تمام زندگی سادگی سے عبارت ہے۔ نمود و نمائش کا شائبہ بھی قریب نہ پھٹکنے دیا۔ دنیاوی مال و دولت لالچ حرص و طمع بغض عداوت سے کنارہ کش رہے۔ آپ سراپا محبت ہی محبت تھے۔ محفل سماع کے رسیا اور دلدادہ تھے۔ آخری عمر تک سنتے رہے اور ہر سال ۲۹ صفر کو آپ کے ہاں آپ کے پیشواؤں کے عرس کے موقع پر پشاور سے کراچی تک کے قوال باری باری حاضری دے چکے ہیں۔ صوفیاء کے ہاں عرسوں کی محفل میں آنا جانا آپ کا معمول زندگی رہا۔ آپ جس محفل میں تشریف لے جاتے آپ ممتاز ہی نظر آتے تھے۔ آپ کی شخصیت اتنی پر کشش اور دلکش تھی کہ ہر شخص آپ کے احترام میں کھڑا ہو جاتا تھا۔ آپ اپنے ہم عصر بزرگوں سے بڑی محبت سے ملتے اور چھوٹوں پر شفقت فرماتے تھے۔

راقم الحروف سے آپ کا تعلق☆

راقم الحروف کے والد گرامی حضور فیض عالم حضرت حافظ فیض محمد چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ جس زمانے میں انبالہ شہر میں امام و خطیب اور تدریس کے فرائض سرانجام دے رہے تھے۔ آپ کا تعلق قبلہ والد گرامی سے اسی زمانے سے تھا۔ بعد ازاں قیام پاکستان کے بعد آپ محلہ سید پوری گیٹ بنی چوک راولپنڈی اور والد گرامی ساتھ والے جھنگی محلہ میں مقیم ہوئے تو یہ تعلق پھر ۲۴ جون ۱۹۷۶ء تک قائم رہا۔ ۱۹۷۶ء میں والد گرامی کے وصال باکمال کے بعد اور اس سے پہلے بھی آپ راقم الحروف سے قبلہ والد گرامی کی وجہ سے بڑی ہی شفقت و محبت سے پیش آتے تھے۔ اپنے ہاں ہونے والے عرس میں

شرکت کے لئے خصوصی دعوت دیتے اور تاکید مزید فرماتے کہ ضرور آنا ہے۔

اسی طرح راقم جس زمانے میں جامع مسجد سید پوری گیٹ میں خطیب تھا۔ آپ نے اپنے صاجزادے کا نکاح بھی مجھ راقم الحروف سے ہی سے پڑھوایا الغرض اس لحاظ سے آپ انتہائی درجہ کے وضع دار اور روادار بھی تھے کہ اپنے جاننے اور ماننے والوں کو ہمیشہ یاد رکھتے تھے۔

وصال باکمال ☆

آخری ایام میں کافی ضعیفی اور کمزوری کی وجہ سے بیمار رہے اور اسی علالت میں ۷۶ برس کی عمر میں مورخہ ۱۴ ذیقعد ۱۴۰۲ء بمطابق ۲ ستمبر ۱۹۸۲ء بروز جمعتہ المبارک کو آپ کا وصال باکمال ہوا اور آپ کو راولپنڈی کی مرکزی عید گاہ کے قبرستان میں دفن کیا گیا۔ آپ کے وصال باکمال کے بعد آپ کے صاحب زادے آپ کے مشن پر گامزن ہیں اور ہر سال عرس کی محفل ۱۶ سفر کو انتہائی اہتمام و انصرام سے منعقد کراتے ہیں راولپنڈی کے تمام صوفیاء اور اہل طریقت و محبت حضرات صاجزادگان کی دعوت پر شرکت کرتے ہیں۔

آباد خدا رکھے میخانہ محمد کا ﷺ

حضرت صوفی محمد بلال وارثی رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆

صوفی باصفا، نازش اہل ہدیٰ کشتہ خنجر تسلیم و رضا پیر طریقت جناب صوفی محمد بلال وارثی دہلی کے رہنے والے اور صدیقی خاندان کے چشم و چراغ تھے۔ آپ اپنے وقت کے عظیم صوفی بزرگ تھے۔ سلسلہ عالیہ چشتیہ وارثیہ کے بزرگوں اور صوفیاء میں بلند مقام رکھتے تھے۔ ظاہری بناوٹ ہر قسم کی ریا کاری سے مبرا اور خدمت خلق کے جذبہ سے سرشار اخلاق محمدی ﷺ کا عملی نمونہ زہد و تقویٰ میں بے مثال پابند شریعت و طریقت دنیاوی وسائل سے خالی جائیداد بینک بیلنس سے بے نیاز تمام عمر کرایہ کے چھوٹے سے مکان میں گزار دی اور کبھی اپنے فقر و فاقہ اور غربت کا شکوہ آپ کی زبان پر نہ آیا۔ ظاہری دنیاوی تعلیم بالکل نہ ہونے کے برابر مگر دینی علوم میں استعداد اور قابلیت اس قدر تھی کہ بڑے بڑے جید علماء اور پڑھے لکھے حضرات انگشت بدنداں رہ جاتے تھے۔ تمام عمر خدا رسیدہ بزرگوں اور درویشوں کے ساتھ گزاری اور انہی سے تعلق رہا ہر وقت خدا اور اس کے رسول ﷺ اور پاکان امت کا ذکر آپ کے ورد زبان تھا۔ آپ نہ صرف راولپنڈی کے صوفیاء کی پہچان تھے۔ بلکہ سلسلہ عالیہ وارثیہ کے ترجمان بھی تھے۔

بیعت وخلافت ☆

آپ سلسلہ عالیہ چشتیہ وارثیہ کے عظیم احرام پوش صوفی بزرگ جناب صوفی عبداللہ شاہ کشمیری جن کا مزار مظفر آباد آزاد کشمیر میں ہے۔ ان کے دست حق پرست پر بیعت ہوئے اور انہی سے باطنی طور پر اکتساب فیض کیا۔ کچھ عرصے کے بعد مرشد کامل نے سلوک کی منزلیں طے کرانے کے بعد آپ کو احرام پہنا کر اجازت بیعت وارشاد سے مشرف فرمایا۔

نوٹ:۔ سلسلہ عالیہ وارثیہ کے بزرگ اپنے کامل مرید کو خلافت کی پگڑی یا دستار کی بجائے احرام پہناتے ہیں اور انہی بزرگوں کو احرام پوش فقیر کے نام سے پکارا اور لکھا جاتا ہے اور یہی لوگ سلسلہ کو چلانے کے مجاز ہوتے ہیں۔

تعلیم و تربیت ☆

آپ نے دنیاوی تعلیم بالکل حاصل نہ کی تھی جب کہ دینی تعلیم قرآن کریم اور بنیادی دینی مسائل اپنے علاقے کے کسی عالم دین سے حاصل کئے تھے اور باطنی تعلیم میں اپنے مرشد کامل سے اکتساب فیض کیا۔

آپ کو علوم باطنی میں اس قدر ملکہ حاصل تھا آنکھ بند کرتے ہی مکاشفہ ہو جاتا تھا اور علم لدنی کے ذریعے خدا پاک نے اس قدر نوازا تھا کہ وقت کے بڑے بڑے دانشور حیران ہوئے بغیر نہ رہتے تھے آپ کو بزرگان دین کے حالات زندگی اور کرامات و واقعات اور ان کی تاریخ وصال با کمال و پیدائش اور جائے دفن اس قدر راز بر تھیں کہ اس دور میں آپ کا اس معاملہ میں ثانی کوئی نہ تھا طریقت کے مسئلہ پر گفتگو فرماتے تو تمام رات گزر جاتی مگر بات ختم نہ ہوئی تھی اکثر لوگ یہ سمجھتے تھے کہ آپ نے بزرگان دین کی تواریخ پر پی ایچ ڈی کیا ہوا ہے۔

کمپیوٹر آج کے دور کی پیداوار ہے ☆

کمپیوٹر آج کے دور کی پیداوار ہے ہم نے کمپیوٹر کی ایجاد سے پہلے خدا پاک کے بندوں میں سے آپ ایسا با خدا پایا ہے کہ جب کبھی بھی کسی بزرگ کا تذکرہ شروع ہوا اور آپ نے فوراً اس بزرگ کا بائیو ڈیٹا کھول کر بیان کر دیا آپ کو برصغیر پاک و ہند عرب وعجم و حجاز مقدس اور دنیا بھر کے تمام بزرگوں کے حالات و واقعات اس طرح یاد تھے کہ جیسے آپ ان کے ساتھ رہے ہوں اور بیان کردہ واقعات آپ کے سامنے رونما ہوئے ہیں۔

تمام دنیا میں بزرگان دین کے عرسوں کی تاریخ آپ کو ازبر یاد تھی اور آپ یہ بھی بتا دیتے تھے کہ فلاں بزرگ کا عرس فلاں شخص کراتا ہے اور وہاں کے یہ معمولات ہیں۔

حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری رح کا عرس اور آپ کی یاداشت ☆

فقیر راقم الحروف اپنے گھر جھنگی محلہ راولپنڈی میں حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ کا سالانہ عرس مبارک ہر سال ۱۶ صفر المظفر کو کرتا ہے ایک مرتبہ کاروباری مصروفیات کے پیش نظر راقم کو عرس یاد نہ رہا اور صفر کا مہینہ شروع ہو گیا راقم اپنی دھن میں مست بازار تلواڑاں سبزی منڈی سے گزر رہا تھا تو سامنے حضرت صوفی محمد بلال وارثی سے اچانک ملاقات ہو گئی آپ نے بعد از سلام و دعا کے فرمایا

کہ میاں صاحب زادے اس مرتبہ داتا صاحب کا عرس کر رہے ہو یا نہیں؟ فقیر نے عرض کیا کہ بھائی بلال کیوں نہیں عرس ہوگا اور ضرور ہوگا آپ نے فرمایا پھر جلدی تیاری کرلو اور ایک ہفتہ رہ گیا ہے۔ راقم نے پوچھا کہ بلال بھائی آج صفر کی کتنی تاریخ ہے تو فرمایا کہ حافظ صاحب آج ۴ صفر ہوگئی ہے اب دن کتنے باقی ہیں اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ آپ کو بزرگان دین سے کتنی رغبت اور نسبت تھی کہ عرس کرانے والے کو بھی یاد نہیں مگر آپ کو یاد ہے آپ نے فرمایا کہ آپ عرس کی تیاری کریں باقی احباب جو جہاں جہاں ملتے گئے سب کو آپ کی طرف سے میں دعوت دے دوں گا آپ فکر نہ کریں۔

سیرت و کردار☆

آپ انتہائی درجہ کے حلیم الطبع بامروت وضع دار اور پروقار شخصیت کے مالک تھے تمام زندگی صوفیاء کے مشن پر عمل پیرا رہے ظاہری بناوٹ ریا کاری تصنع سے پاک زندگی گزارتے تھے۔ رہنے سہنے کا انداز بھی بالکل سادہ کہ اس دور میں آپ کی مثال ناممکن ہے۔ آپ نے تمام عمر اصولوں کی پاسداری کی اور کبھی کسی کا دل نہیں دکھایا ہمیشہ سے ہی اپنے سے بڑوں کی تعظیم فرماتے اور چھوٹوں پر شفقت فرماتے۔ دین اسلام کے چاہنے والوں کی ہمیشہ قدر کرتے بڑائی غرور تکبر حسد بغض عداوت سے پاک رہے۔ در گزر سے کام لیتے تھے۔ آپ انتہا درجہ کے مہمان نواز تھے۔ طبیعت میں اس قدر حلیمی اور گفتگو اتنی شائستہ کے ملنے والا متاثر ہوئے بغیر نہ رہتا اپنے ہم عصر صوفیاء کے ساتھ پوری پوری رات جاگ کر ذکر محبوبان خدا میں مصروف رہتے ہمہ وقت یاد خدا اور پاکان امت کی پیروی فرماتے۔

وصال باکمال☆

۳۰ رمضان المبارک کو آپ تمام دن اپنے معمول کے مطابق گھر کے کام کاج سے فارغ ہو کر تمام دن دوست احباب سے ملاقاتیں کرتے رہے اور تمام حضرات سے لین دین بے باک کیا رات کو عشاء کی نماز کے بعد آپ حسب معمول باڑا مارکیٹ چوک پیلس ہوٹل کے نیچے پہلوان محمد ریاض کمال مرحوم کی دوکان پر تشریف لے گئے اور ان کو ان کی بقایا رقم جو لین دین کی تھی ادا کی وہاں سے اپنی سرکاری نوکری پر پشاور روڈ نزد دفتر ریڈیو پاکستان تشریف لے گئے رات ۲ بجے چائے کی طلب ہوئی اس غرض سے دفتر سے باہر نکلے پشاور روڈ کی سڑک عبور کر رہے تھے کہ مخالف سمت سے آنے والی گاڑی نے ٹکر ماری اور آپ وہیں اسی وقت واصل بحق ہو گئے۔ یکم شوال بروز عید الفطر ۱۴۰۰ مورخہ ۱۳ اگست بروز

جمعرات ۱۹۸۰ء کو آپ کی نماز جنازہ پڑھی گئی اور راولپنڈی کی مرکزی عیدگاہ کے قبرستان میں آپ کو دفن کیا گیا۔

فقیر راقم الحروف کا آپ کی ذات سے عرصہ بیس برس سے زیادہ تعلق اور مستقل رابطہ رہا ہے۔ فقیر نے آپ سے زیادہ سفید پوش اور بااخلاق شخص نہیں دیکھا کہ جو ہر وقت مرضی مولا پر راضی رہے۔

آباد خدا رکھے میخانہ محمد کا ﷺ

پیر طریقت مولانا مطیع اللہ الرضا خان قادری رحمۃ اللہ علیہ

تعارف ☆

پیر طریقت واقف رموز حقیقت عالم اکمل وافضل عاشق رسول اللہ ﷺ حضرت علامہ مولانا مطیع الرضا خان قادری رحمۃ اللہ ۲۹ نومبر ۱۹۲۴ء کو قصبہ چندوسی ضلع مرادآباد یوپی انڈیا میں آپ کی ولادت باسعادت ہوئی۔

آپ کے والد گرامی کا نام نامی اسم گرامی حکیم محمد احمد رضا خان تھا۔ آپ قوم سے پٹھان اور کمال زئی خاندان کے چشم و چراغ تھے۔ گھر آپ کو مذہبی ماحول کی وجہ سے آ کو عملی دنیا میں بہت جلد مقام حاصل ہو گیا چونکہ آپ کے جد اعلیٰ اور خاندان کے دیگر بزرگ سب ہی عالم دین اور اپنے وقت کے شیخ طریقت تھے اس طرح آپ کو علوم دینیہ اور حکمت و معرفت ورثے میں ملی۔

والدہ کی طرف سے آپ کو خوشحالی اور وافر مالی اعانت کے اسباب میسر آئے کیونکہ آپ کی والدہ کے جد اعلیٰ کو اکبر بادشاہ کے زمانے میں حکومت کی طرف سے بہت سی اراضی اور جائیداد ملی تھی۔ خصوصاً باغ الف خان اور افیون والی کوٹھی آپ کے خاندان کی اچھی طرح کفالت کرتی تھی۔ مگر آپ کی بدقسمتی کہ آپ کم عمری میں ہی اپنے بزرگوں کے سائے سے محروم ہوتے چلے گئے ابھی عمر شریف صرف سات برس تھی کہ دادی صاحبہ کا انتقال ہو گیا۔ کچھ ہی ماہ بعد آپ کی ہمشیرہ احمد بیگم المعرف پیاری بی بی کا انتقال ہو گیا اور دو برس کے بعد آپ کے بڑے بھائی مولانا علیم الرضا احمد خان جوانی کے عالم میں وصال فرما گئے۔

تعلیم و تربیت ☆

خاندان کے بزرگوں کے وصال باکمال کے بعد آپ کی تعلیم و تربیت کا تمام بوجھ آپ کی والدہ ماجدہ پر آ گیا۔ انہوں نے آپ کو علوم دینیہ سے مکمل طور پر آراستہ کرنے کا پختہ عزم کیا اور وادوں ضلع علی گڑھ کے مدرسہ حافظیہ سعدیہ میں آپ کو دس برس کی عمر میں داخل کرا دیا گیا۔ جہاں آپ نے دو سال کے عرصہ میں قرآن پاک مکمل حفظ کر لیا اور مدرسہ حافظیہ سعیدیہ میں ہی درس نظامی میں داخلے لے کر تمام کتابیں وہیں پڑھیں اور درس نظامی مکمل کرنے کے بعد دارالعلوم منظر الاسلام بریلی شریف

میں صدر الشریعت حضرت مولانا امجد علی خان علیہ الرحمتہ جیسے یکتائے روزگار اساتذہ سے علمی فیض حاصل کیا۔

بیعت وخلافت ☆

علوم ظاہری میں تکمیل کے بعد امام اہل سنت مجدد دین وملت مولانا الشاہ احمد رضا خان بریلوی علیہ الرحمتہ کے فرزندار جمند مولانا حامد رضا خان علیہ الرحمتہ کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف ہوئے اور مفتی اعظم ہند مولانا مصطفیٰ رضا خان علیہ الرحمتہ سے سند حدیث اور سلسلہ عالیہ قادریہ رضویہ چشتیہ سہروردیہ نقشبندیہ اور سلسلہ عنبریہ میں اجازت وخلافت حاصل کی۔

ایک مجذوب سے ملاقات ☆

علوم ظاہر و باطنی سے فراغت کے بعد آپ جب اپنے قصبے چندرسی ضلع مرادآباد میں گئے تو وہاں ساتھ والے گاؤں ہلدانی میں ایک مجذوب جن کا نام مینڈو شاہ تھا۔ ان سے ملاقات ہوئی۔ آپ چونکہ بہترین خوش الحان قاری بھی تھے۔ اس وجہ سے وہ مجذوب آپ سے بہت محبت وشفقت فرماتے تھے اور آپ کو اپنے پاس کئی کئی روز رکھتے تھے۔ آپ بھی ان فقرا اور مجازیب میں بہت خوش رہا کرتے تھے۔ جس کی وجہ سے آپ پر بھی قلندرانہ رنگ آ گیا اور فقیروں کی صحبت کی وجہ سے آپ پر فقیری کا رنگ اور غلبہ ہمہ وقت رہنے لگا بسا اوقات آپ جب جلال میں آ جاتے تھے تو اس وقت آپ کی کیفیت دیدنی ہوتی تھی۔ زبان سے جو کچھ فرما دیتے تھے۔ وہی ہو جاتا تھا۔ آپ کی والدہ ماجدہ چونکہ وقت کے ولی کامل کی دختر نیک اختر تھیں اور بذات خود بھی تہجد گذار اور نماز پنجگانہ اوراد و وظائف کثرت نوافل ان کا معمول تھا۔ آپ کے نانا جان جو اپنے وقت کے بہت بڑے ولی کامل عالم دین اور شیخ طریقت تھے۔ انہوں نے اپنے تمام اوراد و وظائف کی اجازت اپنی بیٹی کو دی ہوئی تھی اور وہ بھی لوگوں کو اپنے والد گرامی کی طرف سے جو اجازت تھی۔ اسی طرح فیض یاب کرتی رہیں بالآخر نانا کے تمام وظائف جو آپ کی والدہ کے پاس تھے اور جو وظائف آپ کی والدہ نے خود مکمل کئے ہوئے تھے۔ وہ بھی آپ کو والدۂ ماجدہ نے عطا فرمائے اور اس کی اجازت دیدی۔

اس طرح آپ کا فیض تمام زندگی جاری وساری رہا اور ہزار ہا افراد اس سے مالا مال ہوئے بالخصوص آپ نے اہل راولپنڈی کو تاحیات مستفیض فرمایا اور آج بھی اپنی قبر انور سے فیض یاب فرما رہے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ آپ آج بھی لوگوں کے دلوں اور دماغ پر حکومت فرما رہے ہیں۔ جس نے بھی ایک

مرتبہ آپ کی صحبت میں وقت گذارا ہے۔ اس کی زبان پر ابھی تک آپ کے تذکرے جاری ہیں۔ اکثر لوگ تو ایسے بھی دیکھنے میں آئے ہیں کہ وہ آپ کا نام سنتے ہی غمگین ہو جاتے ہیں اور آپ کی ذات والا صفات کو خراج تحسین پیش کیے بغیر نہیں رہتے۔

علم حکمت ☆

آپ کو طب و حکمت کا عمل ورثے میں ملا مگر باوجود اس کے آپ نے حکیم محمد اجمل خان دہلوی کے چچا حکیم محمد فاضل خان مرحوم کے پاس کافی وقت گزارہ اور وہاں سے مطب اور دوا سازی کا فن سیکھا بعد ازاں صدر الافاضل مولانا سید محمد نعیم الدین مراد آبادی کے توسط سے آپ نے طبیہ کالج لکھنو سے بھی سند فراغت حاصل کی۔

سیرت و کردار ☆

۱۹۴۴ء میں آپ اپنے قصبے چندوسی میں واپس تشریف لائے تو آپ نے گھر ہی میں مطب کھول لیا۔ ان دنوں تحریک پاکستان نے بھی جنم لیا اور آپ اس تحریک میں شامل ہو گئے اور اپنے اکابرین اور معاصرین کے ہمراہ تحریک پاکستان کیلئے سرگرم عمل ہو گئے۔ جلسوں جلوسوں میں شرکت و خطاب فرماتے دن و رات تحریک پاکستان کیلئے کام کرتے اور سفر کرتے کئی کئی روز تک گھر واپس تشریف نہ لاتے دو وقت کا کھانا بھی نصیب نہ ہوتا تھا۔ ایک ایک دن میں کئی کئی جگہ آزادی کے پیغام اور مقصد کو عام لوگوں تک پہنچایا۔ اور لوگوں میں جذبہ آزادی کو بیدار کیا بالآخر علمائے اہل سنت اور مشائخ عظام اور عوام اہل سنت کی کوششیں رنگ لائیں اور پاکستان بن کر رہا۔ پاکستان کے معرض وجود میں آنے کے بعد آپ اپنے خاندان کے دیگر بزرگوں اور افراد اہل خانہ کے ہمراہ ہندوستان سے ہجرت کر کے کراچی تشریف لے آئے۔ کراچی میں تشریف لانے کے بعد آپ کی زندگی کا نیا باب کھلا۔ آپ نے کراچی کی ایک مسجد کی خطابت سنبھال لی۔ مگر آپ کو کراچی کی ہوا راس نہ آئی۔ چنانچہ ۱۹۵۱ء میں حضرت محدث اعظم پاکستان مولانا سردار احمد صابری قادری علیہ الرحمتہ فیصل آبادی اور علامہ الشاہ محمد عارف اللہ قادری علیہ الرحمتہ آف راولپنڈی کے پرزور اصرار پر کراچی سے راولپنڈی تشریف لے آئے اور مرکزی جامع مسجد لالکڑتی طارق آباد کی امامت و خطابت کے فرائض سنبھال لئے۔ یہیں آپ نے ایک مطب قادری دواخانہ کے نام سے فائٹ روڈ طارق آباد لالکڑتی میں کھول لیا جہاں پر دور و نزدیک سے مخلوق خدا آتی

اور آپ ان کا جسمانی روحانی علاج فرماتے۔ آپ کے ہاتھ میں خداوند کریم نے کمال درجہ شفا بخشی ہوئی تھی۔ بعض اوقات کو ڈاکٹروں اور بڑے بڑے حکیموں سے لاعلاج مریض آپ کے پاس آتے اور شفایاب ہوکر جاتے آپ اپنے پاس علاج کیلئے آنے والوں کا خصوصی خیال فرماتے ہوئے اکثر غریب لوگوں کو دوا بھی مفت دیتے اور پرہیزی غذا کھانے کیلئے نقد پیسے بھی اپنی جیب سے ادا فرماتے تھے اور فرماتے کہ بھائی دوا کے ساتھ غذا بھی ضروری ہے۔

تحریکی خدمات ☆

آپ تحریک پاکستان کے عظیم مجاہد اور پاکستان میں چلنے والی تحریک ختم نبوت کے بھی عظیم راہنما تھے۔ تحریک ختم نبوت میں آپ نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا اور ناموس مصطفیٰ ﷺ کی خاطر کئی ماہ تک قید و بند کی صعوبتیں برداشت کیں۔ تحریک نظام ﷺ کے دور میں بھی آپ نے اپنی مجاہدانہ صلاحیتیں بروئے کار لاتے ہوئے ملک بھر کے علماء اور مشائخ سے رابطہ قائم کیے رکھا اور راولپنڈی میں اس تحریک کی قیادت اکابرین اہل سنت کے ہمراہ فرماتے رہے اور بے خوف و خطر حق کی آواز کو بلند کر کے باطل قوتوں سے ٹکراتے رہے اس جرم کی سزا میں آپ کو بیشمار زحمتوں کا سامنا کرنا پڑا۔ سختیاں برداشت کیں دھمکی آمیز خطوط بھی موصول ہوئے اسی ضمن میں آپ پر قاتلانہ حملہ بھی ہوا۔ مگر آپ کے پائے استقلال میں ذرہ برابر بھی جنبش نہ آئی۔ مخالفین اور حاسدین نے آپ کو کھانے میں زہر بھی کھلایا مگر قدرت نے مہربانی فرمائی کہ آپ جلد ہی سنبھل گئے۔ حکومت وقت نے آپ کو اسی تحریک نظام مصطفیٰ ﷺ میں حصہ لینے کے جرم میں قید بھی کر دیا اور جیل میں آپ کو اچھی خاصی اذیتیں برداشت کرنا پڑیں تمام مشکلات اور تکالیف کے باوجود آپ کے عزم اور حوصلے میں کوئی کمی واقع نہ ہوئی بلکہ آپ کا عزم دن بدن اور پختہ ہوتا چلا گیا۔

حج بیت اللہ اور عشق رسول ﷺ ☆

آپ کو سخن گوئی میں کمال حاصل تھا۔ اپنے وقت کے بہترین شاعر تھے اور رضا تخلص لکھتے تھے۔ آپ کی شاعری میں امام اہلسنت الشاہ احمد رضا خان بریلوی علیہ الرحمتہ کا رنگ جھلکتا ہوا نظر آتا تھا۔ آپ کی نعت کا ایک مصرع ہے۔

رضا جیسے نکموں پر بھی ظل رضا

آپ کے نعتیہ کلام میں رسول کریم ﷺ کے رشتہ غلامی پر اظہار ہوتا ہے۔ آپ کا نعتیہ کلام دیوان ابھی تک چھپ کر منظر عام پر نہ آسکا۔ آپ نے اصول شریعت کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے انتہائی عقیدت و محبت سے اللہ کے پیارے محبوب ﷺ کے حضور اپنا نذرانہ عقیدت پیش کیا۔

آپ نے تین مرتبہ حج بیت اللہ شریف ادا کیا اور رسالت مآب ﷺ کے در پاک پر حاضری دی۔ مدینہ شریف میں قیام کے دوران اکثر بزرگان دین کی نہ صرف صحبت میں بیٹھے بلکہ ان سے فیض بھی حاصل کیا۔

جناب حاجی محمد شریف جو لالکڑتی راولپنڈی کے رہنے والے ہیں فرماتے ہیں کہ مدینہ شریف کی حاضری کے موقع پر میں آپ کے ہمراہ تھا۔ میں نے دیکھا کہ مدینہ شریف میں مولانا کا بارعب چہرہ یک دم زرد ہو گیا اور چہرے پر مسکینی کا عالم طاری ہو گیا۔ میں نے عرض کیا حضرت آپ کی طبیعت تو ٹھیک ہے کہ چہرے اطوار بدلے ہوئے ہیں کہیں طبیعت ناساز تو نہیں ہو گئی کہ اچانک چہرہ زرد ہو گیا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ مدینہ پاک میں تو طبیعت کے ناساز ہونے کا گمان بھی نہیں کرنا چاہیے یہ کیفیت تو سرکار دو عالم ﷺ کی بارگاہ میں حاضری کی وجہ سے ہے۔ آپ سرکار مدینہ علیہ السلام کے روضہ انوار کے سامنے ہاتھ باندھے غلاموں کی طرح کھڑے رہتے اور عموماً آپ کی زبان ترجمان پر یہ مصرعہ جاری رہتا۔

سدا اونچا رہے پرچم تمہارا یا رسول اللہ ﷺ

آپ کے ارشادات و ملفوظات ☆

آپ فرماتے تھے کہ اے اسلام کے نام لیواؤ مطیع الرضا خان کی صدائے دل گداز کو کان کھول کر سن لو جو آج فضاؤں میں گونج رہی ہے۔ جن لوگوں نے پاکستان کیلئے خون دیا تھا وہ اس کی حفاظت بھی کر سکتے ہیں۔

(۲) ☆ غیور مسلمانوں بدعقیدگی اور گمراہی کے خلاف سیسہ پلائی ہوئی دیوار بن جاؤ۔

(۳) ☆ آپ فرماتے تھے کہ یقین کی بالترتیب تین قسمیں ہیں۔

(اوّل) ☆علم الیقین، یعنی کسی چیز کی بابت علم ہونا۔ (دوم) عین الیقین یعنی اس چیز کا آنکھوں سے دیکھ لینا۔ (سوم) حق الیقین یعنی بذات خود اس چیز کا ہو جانا۔ مثلاً کسی بادشاہ کا سننا اور دیکھنا اور بالآخر وہی بادشاہ ہو جانا۔

(۴) ☆ آپ فرماتے ہیں کہ موت ایک ایسی گھاٹی ہے جس سے ہر ایک کو چار و ناچار گزرنا ہے۔ سیکنڈ کی سوئی بڑی تیزی سے گرر ہی ہے۔ اسی طرح گھنٹے کی سوئی سہ پہر کو ختم کرنے کے درپے ہیں۔ جب ہماری عمر کو ختم کرنے کے لئے اتنے دشمن لگے ہوئے ہیں تو پھر بچنا محال ہے۔ موت کے بعد یا ہمیشہ کے لئے دکھ ہے یا ہمیشہ کے لئے سکھ ہمیں کوشش کرنی چاہیے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ آرام نصیب دے تو اس کے لئے صرف اس کا ایک علاج ہے کہ انسان پاک لوگوں کی صحبت کرے گے۔ قیامت میں بھی انہیں کے ساتھ حشر ہوگا۔ خواہ ان جیسے عمل نہ بھی ہوں۔

(۴) ☆ آپ فرماتے ہیں کہ سچا عاشق وہ ہے جو موت سے نہ ڈرے کیونکہ موت ہی ایک راستہ ہے جس سے گذر کر ہر ایک نے اللہ کریم کی بارگاہ میں پیش ہونا ہے۔ اس کے سوا اور کوئی چارہ نہیں۔ حیف ہے اس دوست پر جو اپنے دوست کو ملنے سے گریز کرے جن کو اللہ تعالیٰ سے محبت ہوتی ہے وہ موت سے بالکل نہیں گھبراتے۔

وصال باکمال ☆

مورخہ ۱۳ اپریل ۱۹۷۹ء کی رات اپنے حجرۂ انور میں اپنے عقیدت مندوں اور دوست احباب کے ساتھ محو گفتگو تھے۔ محفل اپنے شباب پر تھی کہ اچانک دل کا دورہ پڑا تمام احباب گھبرا گئے۔ فوراً ڈاکٹر کو بلوایا گیا ڈاکٹر نے انجکشن لگایا اور دوا دی اس سے کچھ افاقہ ہوا۔ رات گذری صبح ساڑھے دس پونے گیارہ بجے کے قریب جان لیوا دورہ پڑا پھر وہ شریعت وطریقت کا آفتاب و ماہتاب مطیع الرضا خان قادری اپنے لاتعداد مداحوں کو غمگین کرتا ہوا خالق حقیقی سے جاملا۔ آپ کا وصال باکمال ۱۴ اپریل ۱۹۷۹ء بمطابق ۵ جمادی الاول ۱۳۹۹ ہجری بروز بدھ دن کے پونے گیارہ بجے ہوا۔ مزار پُر انوار جامع مسجد لالکرتی طارق آباد راولپنڈی کینٹ میں آج بھی مرجع ہر خاص و عام ہے۔ جہاں سے اہل عقیدت ومحبت حاضری دے کر اپنے دامنوں کو گوہر مراد سے بھرتے ہیں۔

بس یہی ہے صدائے مطیع الرضا
رب صل وسلم علی مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

نوٹ: فقیر راقم الحروف نے بار بار آپ کی ظاہری حیات مبارکہ میں بھی حاضری دی ہے۔ اورمزار پرانوار پر بھی اکثر حاضری کی سعادت حاصل ہوتی رہتی ہے۔

آپ کا سالانہ عرس مبارک ممتاز عالم دین حضرت علامہ حافظ شیر محمد رضوی مدظلہ کی زیرسرپرستی نہایت عقیدت واحترام سے منایا جاتا ہے۔

آباد خدا رکھے میخانہ محمد کا ﷺ

حضرت پیر عبدالمجید (المعروف) پیر دیول شریف رحمۃ اللہ علیہ

تعارف☆

ضلع راولپنڈی کوہسار مری کے خطہ مردم خیز قصبہ دیول شریف میں سترہ رمضان المبارک ۱۹۲۲ء کو حضرت صوفی محمد عبداللہ کے گھر اللہ تعالیٰ نے ایک مادرزاد ولی اللہ بچہ عطا فرمایا جو اس وقت کے ایک برگزیدہ ولی کامل حضرت فقیر اللہ بکوٹ شریف کی پیشین گوئی کے مطابق پیدا ہوا۔ اس بچے نے جس ماحول اور فضا میں آنکھ کھولی وہاں ہر طرف فطرت کی رنگینیاں اور رعنائیاں اپنی پوری آب و تاب کے ساتھ جلوہ گر تھیں۔

فطرت کے مقاصد کی کرتا ہے نگہبانی
یا بندۂ صحرائی یا مرد کوہستانی

اس ماحول میں ہر وقت ذکر و فکر تسبیح و تحلیل اور درود و سلام کے نغمے گونجتے تھے۔ آپ کی والدہ ماجدہ آمنہ بی بی حافظہ قرآن ہونے کے ساتھ ساتھ ایک زاہدہ عابدہ برگزیدہ اور پاکباز خاتون تھیں۔ جن کی آغوش رحمت میں آپ نے پرورش پائی۔

سیرت و کردار☆

آپ کے والد گرامی حضرت محمد عبداللہؒ نہایت متقی پرہیزگار اور اجل عالم دین ہونے کے ساتھ ساتھ بلند پایہ خطیب انتہائی بصیرت اور تیز فہم رکھنے والی شخصیت کے حامل تھے۔ آپ بیک وقت قادریہ، چشتیہ اور نقشبندیہ سلاسل سے خلافت یافتہ ہو کر صاحب اجازت درویش باخدا تھے مگر آپ نے بظاہر سلسلہ ارادت کو اختیار نہ فرمایا بلکہ مبلغ اسلام کی حیثیت سے تبلیغ دین کے فرائض سرانجام دیتے رہے۔ حضرت پیر صاحب دیول شریف کا میلان طبع شروع ہی سے عام بچوں سے ہٹ کر تھا۔ وہ زیادہ وقت یادالٰہی میں مصروف رہتے۔ آپ کے والد گرامی حضرت صوفی محمد عبداللہ کے ایک درویش دوست حضرت عبدالرحمٰن قادری ایک مرتبہ جب دیول شریف آئے تو حضرت محمد عبداللہ سے فرمایا کہ آپ کا بیٹا آسمان روحانیت کا درخشندہ ستارہ منبع رشد و ہدایت اور سرچشمہ نور و عرفان ہوگا۔ دنیائے روحانیت میں اس کا شہرا کناف عالم میں ہوگا۔

بیعت وخلافت ☆

آپ نے اپنے والد گرامی حضرت محمد عبداللہ قادری کے دستِ حق پرست پر بیعت کی اور آپ کو براہ راست درگاہ غوث اعظم بغداد شریف سے بھی خرقہ خلافت اور سند خلافت سے نوازا گیا۔

مجاہدہ وریاضت ☆

آپ چودہ برس کی عمر ہی سے عبادت مجاہدہ وریاضت میں ہمہ وقت مشغول رہنے لگے۔ نشیب وفراز کوہ وبیاباں اور دشت وصحرا میں ذکر الٰہی سے ذات حق کا عرفان حاصل کرتے رہے اور جذب واستغراق وجدان حقیقی کے عمیق سمندروں میں غوطہ زن رہے۔ اسی سلسلہ میں آپ دریائے جہلم کے کنارے پہنچے اور وہاں ایک ماہ تک چلہ کش رہے۔ آپ مری کی دشوار پہاڑیوں سے گزر کر ایک بلند وبالا پہاڑ مشکپوری پر محو عبادت رہے جہاں بارہ مہینے برف رہتی ہے اور اس گھنے جنگل میں خونخوار جانور دندناتے پھرتے ہیں۔ خوف کے مارے کوئی شخص ادھر کی راہ نہیں لیتا۔ ایک دفعہ آپ کو نالا سواں کے کنارے آبشار پر دیکھا گیا۔ لوگوں نے گھر اطلاع کی جب آپ کو گھر آنے کے لئے بلایا گیا۔ تو آپ نہ آئے کچھ عرصہ گزرنے کے بعد آپ گھر واپس تشریف لے آئے۔ صحت اچھی تھی اور چہرے پر طمانیت کے آثار تھے۔

پیر صاحب بکوٹ شریف کی پیشین گوئی ☆

حضرت پیر صاحب بکوٹ شریف نے جب آپ کی ولادت کی پیشین گوئی فرمائی تھی تو ساتھ ہی یہ بھی فرمایا تھا کہ اس بچے کو حصول تعلیم کے لئے کسی مکتب نہ بھیجیں بلکہ اسے ہم خود پڑھائیں گے تو حضرت کا یہ قول یوں پورا ہوا کہ آپ کو خواجہ خضر سے دینی اور روحانی علم اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے بصورت علم الدنی عطا ہوا اور وہ بچہ جو کسی مکتب میں نہ پڑھا تھا' اس نے پہلی بار ایک منظوم طویل وجد نامہ لکھا جو کئی سو اشعار پر مشتمل ہے۔ جس کے چند اشعار نذر قارئین ہیں۔

حال میرا مستانہ ہے' چال میرا دیوانہ ہے
قال میں تقویٰ مخفی ہے' نوم میرا غم خانہ ہے

عشق میرا یگانہ ہے، ہاں عشق میرا یگانہ ہے
تو نز تیرے ہو جلدی کہ ھوھو میرا ٹھکانہ ہے

پہلا خطبہ اور آغاز تبلیغ ☆

اس کے بعد دیول شریف کی مسجد میں پہلا خطبہ جمعہ دیا تو سامعین پر وجد و سرور کی کیفیت طاری تھی۔ لوگ ورطہء حیرت میں گم تھے کہ وہ بچہ جس نے کسی استاد کے سامنے زانوئے تلمذ تہہ نہیں کیا کتنی فصاحت و بلاغت سے حقائق و معارف کو گوہر بے بہا الفاظ کی صورت میں بہا رہا ہے۔

خدا کا فضل و رحمت جس گھڑی رحمت پہ آتا ہے
بندہ بھیج کر خود وہ بندوں کی بگڑی بناتا ہے

آپ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ میں نے عنفوان شباب میں ذکر وفکر سے ذات حق کا عرفان حاصل کیا اور میں نے تصوف وسلوک کی ۱۳۰۰ منازل طے کی ہیں۔ میں مجدد زمانہ ہوں۔ آپ کی نگاہ فیض سے ہزاروں لوگ راہ راست پر آئے اور اپنے قلوب واذہان کو نور ایمان سے روشن کیا۔ آپ نے جن انتہائی پُر تاثیر، اثر انگیز اور دلکش اقوال وافعال سے احیائے اسلام اشاعت اسلام اور فروغ اسلام کا کام کیا۔ اس سے طالبان صادق مستفید ہوتے رہے۔ آپ کے انداز خطابت اور تبلیغ دین سے نہ صرف شکوک وشبہات کی وادیوں میں بھٹکنے والے افراد یقین وایمان کی متاع گراں بہا سے مالا مال ہوئے بلکہ غیر مسلم بھی اس چشمہء فیض سے سیراب وفیض یاب ہوئے۔ آپ نے اپنی روحانی قوت کشف وکرامات اور تبلیغ دین سے مسلمانوں میں اطاعت خدا واتباع مصطفیٰ ﷺ کی ایک نئی روح پھونک دی۔ ملک و بیرون ملک آپ کے مریدوں کی تعداد لکھوکھا ہے۔ آپ ایک مرد باخدا درویش صفت صاحب بصیرت و بصارت اور صاحب تصرفات وکرامات بزرگ تھے۔

پہلی متحدہ اسلامیہ کانفرنس ☆

تاریخ میں پہلی بار جمعیت متحدہ اسلامیہ کے نام سے پہلی کانفرنس ۱۹۶۳ء میں ایمبسڈر ہال مری آپ ہی کی زیر صدارت منعقد ہوئی جس میں ملک کے تمام مکاتب فکر کے انتہائی متشدد اور معتدل اکابرین اور معروف علمائے کرام نے شرکت کی۔

اکابر علمائے اہل سنت بریلوی مکتب فکر میں ☆

(۱) حضرت علامہ عبدالحامد بدایوانی کراچی (۲) مولانا سید ابوالبرکات لاہور (۳) علامہ سید احمد سعید کاظمی ملتان (۴) مولانا عارف اللہ شاہ قادری راولپنڈی (۵) مولانا خلیل احمد قادری (۶) مولانا محمود احمد رضوی لاہور (۷) مولانا محمد بخش مسلم بی۔اے لاہور (۸) مولانا محمد عمر اچھروی لاہور (۹) حضرت مفتی احمد یار خان گجراتی (۱۰) علامہ پیر علاؤالدین صدیقی آزاد کشمیر (۱۱) علامہ صاجزادہ سید فیض الحسن شاہ آلومہار (۱۲) مولانا محمد شریف نوری لاہور (۱۳) ڈاکٹر فضل الرحمٰن انصاری۔

اکابر علمائے دیوبند و اہل حدیث میں ☆

مولانا محمد داؤد غزنوی لاہور (۲) مولانا احمد علی لاہوری (۳) مولانا اسماعیل ذبیح راولپنڈی۔

اکابر علمائے اہل تشیع میں ☆

(۱) مولانا بشیر احمد ٹیکسلا (۲) علامہ کفایت حسین (۳) علامہ اظہر حسین زیدی (۴) علامہ مظفر علی شمسی (۵) مفتی جعفر حسین زیدی نے شرکت کی۔

اس کانفرنس کا مقصد یہ تھا کہ تمام مکاتب فکر اپنے اپنے عقائد پر قائم رہتے ہوئے فروعی اختلافات مٹا کر وحدت اسلامی کے پلیٹ فارم پر اکٹھے ہو کر دین اسلام کی تبلیغ کریں تا کہ علامہ اقبال کا وہ خواب شرمندہ تعبیر ہو سکے۔

ایک ہوں مسلم حرم کی پاسبانی کے لیے
نیل کے ساحل سے لیکر تا بخاک کاشغر

قیام پاکستان کی تحریک میں آپ اپنے مریدین اور عقیدت مندوں کو ہمیشہ تلقین فرماتے کہ قائداعظم کے مشن کو گھر گھر پہنچائیں تا کہ مسلمان ایک الگ اسلامی تہذیب وتمدن کے ساتھ زندگی بسر کر سکیں۔آپ کے بھائی ڈاکٹر عبدالخالق علوی صاحب مرحوم مسلم لیگ تحصیل مری کے جنرل سیکرٹری کے عہدہ پر فائز ہوئے اور مسلم لیگ کی قریہ قریہ گاؤں جا کر ترجمانی کی اور سادہ لوح افراد کو بتایا کہ پاکستان کا مطلب کیا ہے اور اس کا قیام کیوں ضروری ہے۔

تحریک ختم نبوت ﷺ ☆

آپ نے اپنے خلفاء اور مریدین کو سختی سے حکم دیا کہ اس تحریک میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیں اور خود بھی متعدد اجتماعات سے خطاب فرماتے رہے اور انہوں نے اور اس وقت کے قادیانی رہنما کو دعوت مباہلہ دی جس میں آپ نے فرمایا کہ آؤ آگ کی چتا جلا کر ہم دونوں اس میں چھلانگ لگاتے ہیں۔ اگر تمہارا نبی سچا ہے تو آگ مجھے جلا دے گی اور اگر وہ جھوٹا ہے۔ تو آگ تمہیں جلائے گی۔ اس پر غلام احمد قادیانی کا بیٹا میدان سے بھاگ گیا اور دعوت مباہلہ قبول نہ کیا۔ آپ کے دست حق پرست پر بیعت ہو کر دولت اسلام سے مشرف ہونے والوں کی تعداد ہزاروں پر مشتمل ہے جس میں ہندو سکھ عیسائی شامل ہیں۔ ان میں جرمن کی ایک بڑی فلاسفر خاتون ڈاکٹر بابرہ بھی شامل ہے۔ جس نے قبول اسلام کے بعد اپنا اسلامی نام سینا رکھا۔

ایران میں پاکستان کی حکومت کی نمائندگی ☆

پہلے جشن انقلاب اسلامی ایران کے موقعہ پر امام آیت اللہ خمینی (مرحوم) نے تمام عالم اسلام کے وفود کو جشن انقلاب ایران میں شمولیت کی دعوت دی اور مشائخ پاکستان میں سے صرف آپ ہی کی ذات کو خصوصی دعوت دی گئی۔ اس وقت کے سربراہ مملکت جنرل محمد ضیاء الحق (مرحوم) نے آپ کو خصوصی دعوت دے کر ایوان صدر بلوایا اور کہا کہ آپ وہاں حکومت ایران کی اس خواہش اور جشن انقلاب ایران میں شمولیت کے لئے جا رہے ہیں، اس موقع پر حکومت پاکستان کی طرف سے امام خمینیؒ کو خیرسگالی اور نیک تمناؤں کا پیغام پہنچائیں کیونکہ آپ مشائخ کے سربراہ اور روحانی شخصیت ہیں اور امام خمینی بھی مذہبی رہنما ہیں۔ اس طرح آپ کے ذریعہ ہمارے سیاسی تعلقات مزید مستحکم ہوں گے۔ ایران میں دیگر اسلامی ممالک کے وفود میں قابل ذکر ترکی، انڈونیشیا، ملائیشیا، بنگلہ دیش، سعودی عرب، اردن، شام، مصر، لیبیا اور متحدہ عرب ریاستوں کے علاوہ بھارت نے بھی شرکت کی۔ ان تمام اسلامی ممالک کے وفود کے قائدین نے امام خمینیؒ سے الگ الگ ملاقات کی۔ وہاں پر امام خمینیؒ نے اس خواہش کا اظہار کیا کہ تمام ممالک سے آئے ہوئے اراکین پر مشتمل ایک ایسی تحریک قائم کی جائے جو اتحاد بین المسلمین کے حوالے سے مسلمانوں کو متحد کرے۔ چنانچہ تمام ممالک سے آئے ہوئے وفود نے ایک منظم اور فعال جماعت بنائی جس کا نام عالمی تحریک اتحاد بین المسلمین رکھا گیا اور اتفاق رائے سے آپ کو اس تحریک کا

صدر منتخب کیا گیا اور جماعت اسلامی کے مرکزی رہنما پروفیسر اسد رضا گیلانی کو جنرل سیکرٹری منتخب کیا گیا۔ اسی طرح ہر اسلامی ملک کے وفود کے اراکین کو مختلف عہدہ جات دیئے گئے چنانچہ اس تحریک نے بڑے منظم اور فعال طریقہ سے اپنے اپنے ملک میں بڑی بڑی کانفرنسیں، سیمینار، مذاکرے، مجالس اور جلسے منعقد کئے۔ جس کے ذریعے مسلمانوں میں باہمی محبت واخوت کو فروغ دینے اور یہ فرقہ واریت کا سدباب کرنے اور اتحاد بین المسلمین کی اہمیت اور افادیت سے روشناس کرایا گیا۔

آپ کی قلمی خدمات ☆

آپ نے قرطاس وقلم کے حوالے سے بھی بہت سی کتابیں سپرد قلم کی ہیں۔ جن میں قابل ذکر (۱) فلسفہ قرآن مجید (۲) اسلام کے بنیادی لطیف حقائق (۳) دعوت محبت مصطفیٰ ﷺ (۵) نماز کی جامعہ کتاب منشور الصلوٰۃ کے علاوہ تفسیر قرآن پاک بھی لکھنی شروع کی تھی۔ مگر زندگی نے وفا نہ کی اس لئے یہ مرحلہ تشنہ تکمیل رہ گیا۔

وصالِ باکمال ☆

آپ نے اپنے وصال باکمال سے پندرہ روز قبل اپنے جانشین بڑے صاحبزادے حضرت پیر روح الحسنین معین کو اپنی مخصوص عبادت گاہ میں طلب فرمایا اور انہیں بتایا کہ بیٹا مجھے خدا اور رسول ﷺ اور بارگاہ غوثیت کی طرف سے طلب کرلیا گیا ہے اور میں کچھ ہی دنوں میں عالم فانی سے عالم جاودانی کی طرف رخت سفر باندھنے والا ہوں۔ بیٹا میری زندگی کا مقصد تبلیغ اسلام، اشاعت اسلام، فروغ اسلام اور احیائے اسلام رہا۔ میں رسمی اور روایتی پیری مریدی کا قائل نہیں۔ میں اس تصوف کا قائل ہوں جو دین اسلام سے پیدا ہوا اور جس کی ابتداء اور انتہا خشیت الٰہی اور محبت رسول ﷺ پر ہو۔ اور جو دین اسلام کا ترجمان ہو۔ بیٹا لوگ مجھے پیر ولی اور بزرگ کہتے ہیں۔ مگر میں نے خود کو ہمیشہ خدا کا عاجز بندہ جانا مانا اور گردانا ہے۔ اللہ عزوجل کو عاجزی اور انکساری پسند ہے اور تمہارے لئے بھی میری یہی رائے ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ تمہیں بھی عجز وانکساری عطا فرمائے تم بھی میری طرح دکھی انسانیت کی خدمت کرو اور تبلیغ اسلام کے اس سلسلہ کو جاری وساری رکھو۔

آپ نے اپنے بہت سے عقیدت مندوں سے وصال باکمال سے کچھ عرصہ قبل جو گفتگو فرمائی وہ یوں تھی کہ میرے بعد میرے مشن کو جاری رکھنا کسی سے کہا کہ بھئی اب میں قیامت کو ملوں گا کسی نے کہا

میں کب حاضری دوں تو فرمایا کہ تم ساری زندگی حاضری دیتے رہو گے میں نہ بھی ہوا تو تمہاری حاضری ہو جائے گی۔

آپ نے اپنے وصال با کمال سے بہت عرصہ قبل ہی اپنی آخری آرام گاہ کی جگہ کا تعین اپنے جانشین صاحبزادے کے سامنے فرمایا اور وصال با کمال سے ایک روز قبل اپنے منتخب کردہ جائے مزار پر رات گئے تک نوافل ادا کرتے رہے پھر کھڑے ہو کر اپنی چاروں اطراف میں انگشت شہادت سے فضا میں کچھ تحریر فرماتے رہے۔ اس طرح رشد و ہدایت اور ولایت کا یہ آفتاب ۲۵ ستمبر بروز پیر کو ہزاروں مریدوں کو روتا چھوڑ کر اپنے خالق حقیقی سے جاملا۔ جس کی ساری زندگی تبلیغ دین سے عبارت رہی۔

آباد خدا رکھے میخانہ محمد کا ﷺ

حضرت پیر سید عبداللہ شاہ رحمتہ اللہ علیہ

تعارف☆

امام الاصفیاء، برہان الاتقیاء، تاجدار ولایت، نسبت رسولی، پیر طریقت امیر شریعت حضرت پیر سید عبداللہ شاہ صاحب رحمتہ اللہ اپنے زمانہ کے اولیائے کبار میں سے ہوئے ہیں۔آپ کی ولایت کا شہرہ عام ہے۔آپ کے دربار پر حاضری دینے والے کبھی خالی نہ لوٹے جو بھی آیا دامن کو گوہر مراد سے بھر کر گیا۔

آپ کے بارے میں معلوم نہیں ہوسکا کہ آپ کہاں سے ہجرت کر کے تشریف لائے اور آپ کس سلسلہ سے مرید تھے اور کس سن میں راولپنڈی تشریف لائے۔

وصال باکمال☆

آپ کا وصال باکمال ۱۸۰۰ء بمطابق ۱۲۱۷ ہجری میں ہوا۔مزار پرانوار گلی صبونیاں بالمقابل مرکزی جامع مسجد راولپنڈی شہر جامع مسجد روڈ پر مرجع خاص وعام ہے۔
(جہاں پر اہل عقیدت آج بھی حاضری دے کر اپنے دامنوں کو گوہر مراد سے بھرتے ہیں۔)

فقیر راقم الحروف نے بھی بارہا کئی مرتبہ آپ کے دربار عالی پر حاضری کی سعادت حاصل کی ہے۔جناب بابو محمد رفیق صاحب حال مقیم امریکہ آپ کے دربار کے گدی نشین ہیں جو ہر سال بڑی دھوم دھام سے آپ کا سالانہ عرس مبارک کراتے ہیں۔محفل سماع بھی ہوتی ہے۔

آباد خدا رکھے میخانہ محمد کا ﷺ

حضرت سید محمد علی شاہ چشتی نظامی رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆

قطب وقت، آفتاب طریقت، ماہتاب شریعت،، بحر علم وعرفان محبوب الاولیاء حضرت سید محمد علی شاہ چشتی نظامی رحمتہ اللہ علیہ آپ قطب زمانہ اور عارف یگانہ تھے۔ آپ کا فیض عام تھا۔ آپ کے دربار پر حاضری دینے والا اپنے دامن کو گوہر مراد سے بھر کر جاتا ہے۔ آپ دہلی کے رہنے والے تھے۔ دہلی سے ہجرت کر کے راولپنڈی میں گلی صبونیاں بالمقابل مرکزی جامع مسجد حنفیہ راولپنڈی شہر تشریف لائے اور ہدایت خلق اللہ میں مصروف ہو گئے۔ آپ کے دست حق پرست پر لاتعداد غیر مسلموں نے کلمہ حق پڑھا۔

آپ سلسلہ عالیہ چشتیہ نظامیہ کے روحانی اور عظیم پیشوا تھے۔ یہ معلوم نہ ہو سکا کہ آپ کس بزرگ کے مرید وخلیفہ تھے۔ آپ حضرت سید نصیر الدین چراغ دہلوی علیہ الرحمتہ کے نائب واکمل واعلیٰ تھے۔ باطنی طور پر انہی سے آپ کو فیضان حاصل تھا۔

وصال باکمال ☆

آپ کا وصال باکمال ۱۸۵۰ء بمطابق ۱۲۶۷ ہجری کو ہوا۔ مزار پر انوار گلی صونیاں بالمقابل مرکزی جامع مسجد حنیفہ راولپنڈی شہر نزد بانسانوالہ چوک راولپنڈی شہر میں مرجع خاص وعام ہے۔ جہاں اہل عقیدت آج بھی حاضری دے کر اپنے قلوب واذہان کو نور ایمان سے منور کرتے ہیں۔

آپ کے دربار کے گدی نشین جناب بابو محمد رفیق صاحب حال مقیم امریکہ ہیں۔ جو ہر سال بڑی عقیدت ومحبت سے آپ کا سالانہ عرس مبارک منعقد کرتے ہیں۔ لنگر اور محفل سماع کا خصوصی اہتمام ہوتا ہے۔

فقیر راقم الحروف کو بارہا آپ کے دربار شریف پر حاضری کی سعادت حاصل ہے۔

آباد خدا رکھے میخانہ محمد کا ﷺ

حضرت خواجہ سید معصوم بادشاہ رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆

امام الفقر اسلطان الاولیاء حضرت خواجہ سید محمد معصوم بادشاہ رحمتہ اللہ علیہ اپنے وقت کے عظیم روحانی بزرگ گزرے ہیں۔ جن کے مزار پر روزانہ بالخصوص جمعرات کے روز شام کے وقت عوام اور اہل عقیدت ومحبت حاضری دے کر روحانی فیوض وبرکات سے مالا مال ہوتے ہیں اور لاتعداد لوگ آپ کی روحانی توجہ سے دین ودنیا کی دولت سے مالا مال ہوتے دیکھے ہیں۔ آپ کی سخاوت فیضان کا اس سے پتہ چلتا ہے کہ ایک شاہراہ پر ایسی درگاہ جس کے اوپر گنبد نما سایہ موجود نہ ہے اور نہ ہی بیٹھ کر دعا کرنے کی جگہ ہے مگر باوجود اس کے مرد وخواتین کا ایک عظیم سلسلہ ہے جو کہ دربار پر حاضری کیلئے بے چین رہتا ہے اور بہت سے حضرات کا تو مستقل روزانہ کا معمول ہے کہ وہ آپ کے دربار پر حاضری دے کر اپنے دامنوں کو گوہر مراد سے بھرتے ہیں۔

نوٹ: بڑی کوشش کے باوجود نہ تو آپ کے حالات زندگی مل سکے اور نہ ہی یہ معلوم ہوسکا کہ آپ وصال باکمال کس سن ہجری میں اور کس تاریخ ودن کو ہوا واللہ اعلم بالصواب۔

مزار شریف ☆

آپ کا مزار فیض آثار راولپنڈی کینٹ ریلوے اسٹیشن کے پلیٹ فارم نمبر ۵ کے عقب میں مین روڈ پر واقع ہے۔ جہاں اہل عقیدت حاضری دے کر روحانی سکون حاصل کرتے ہیں۔

فقیر راقم الحروف کو بار بار اس دربار پر حاضری کا شرف حاصل ہے۔

آباد خدا رکھے میخانہ محمد کا ﷺ

حضرت الحاج حافظ قمر الدین صابری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆

ماہتاب طریقت آفتاب شریعت عالم باعمل مرد قلندر ہمہ اوصاف یگانہ حضرت قمر المشائخ الحاج حافظ قمر الدین چشتی صابری مظہری رحمتہ اللہ علیہ ۳۰ رمضان المبارک یکم شوال ۱۶ جون ۱۹۲۰ کو محلہ پیٹرامل میرٹھ شہر یو۔پی انڈیا میں پیدا ہوئے۔

آپ کی والدہ ماجدہ فرماتی ہیں کہ جب لوگ عید کا چاند دیکھ رہے تھے تو میں اپنے بطن سے پیدا ہونے والے چاند کو دیکھ رہی تھی۔آپ کی ولادت سے قبل آپ کی والدہ ماجدہ نے رمضان المبارک کے پورے تیس روزے رکھے۔ایک بھی ناغہ نہ کیا۔شوال کا چاند دیکھنے کی نسبت سے ہی آپ کا نام نامی اسم گرامی قمر الدین رکھا گیا تھا اور بلا شبہ آپ چاند ہی تھے۔آپ کے والد ماجد کا نام نامی اسم گرامی عبد المجید تھا۔ جو ٹھیکیداری کرتے تھے۔میرٹھ ہی کے رہنے والے اور حضرت خواجہ سید مظہر علی شاہ چشتی صابری میرٹھی رحمتہ اللہ علیہ کے مرید خاص تھے۔

آپ نے قرآن مجید ابتدائی عمر میں ہی حفظ کر لیا تھا اور دینی کتب کی تعلیم اور مطالعہ کے ساتھ ساتھ آپ نے میٹرک تک دنیاوی تعلیم بھی میرٹھ شہر میں ہی حاصل کی۔آپ بچپن سے ہی صوفیانہ زندگی گذارنے کے عادی تھے۔دینی ماحول اور قابل اساتذہ کی نگرانی میں علم حاصل کیا۔کسی کو کیا خبر تھی کہ آج مکتب میں بیٹھنے والا یہ قمر آنے والے وقتوں میں قمر المشائخ بنے گا اور لوگوں کے ذہنوں اور دلوں میں بس کر اپنے پاس آنے والوں کی تقدیر بدل دے گا۔آپ انتہائی سادہ طبیعت کے مالک تھے۔بناوٹ اور ظاہر داری سے نفرت کرتے تھے۔اپنے زمانہ کے احباب طریقت میں ممتاز اور منفرد تھے۔تمام شیوخ آپ کا نہ صرف احترام فرماتے تھے۔بلکہ بعض معاملات میں آپ سے راہنمائی بھی حاصل کرتے تھے۔ آپ نے تمام زندگی کسی حال میں نماز نہ چھوڑی پابندی نماز،روزہ احکام شریعت وطریقت آپ کا ورثہ ہے۔اکثر مریدین حضرات سے شریعت وطریقت کے معاملہ میں سستی پر سختی سے باز پرس فرماتے تھے۔ اخلاق محمدی ﷺ کا عملی نمونہ تھے۔آپ کے پاس آنے والے علماء صوفیاء مشائخ یا مریدین میں سے اگر کوئی شخص کسی وجہ سے ناراض ہو جاتا تو آپ بذات خود تلاش کر کے اسے راضی کرتے اور اس بات کو اپنی

توہین نہ تصور کرتے تھے۔ اگر کوئی مرید احکام خارج شریعت وطریقت کی خلاف ورزی کرتا اس سے آپ اس انداز سے سختی فرماتے کہ وہ خود بخود اپنی خامیوں کو دور کرتا اور آپ کے پاس آ کر نادم ہوتا اور معذرت کرتا۔ آپ نے تمام زندگی رزق حلال کو اپنا شعار بنایا۔ ملٹری اکاؤنٹس کے دفتر میرٹھ انڈیا میں ۱۹۴۷ء سے قبل ہی آپ نے ملازمت اختیار کر لی تھی آپ پاکستان شریف لانے کے بعد بھی اسی دفتر میں پرانے ریکارڈ کے انچارج کی حیثیت سے فرائض انجام دیتے رہے۔ اپنے وصال باکمال سے چند برس پہلے آپ نے ملازمت پوری کر کے پنشن حاصل کر لی تھی۔

بیعت وخلافت ☆

آپ سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ کے عظیم روحانی پیشوا حضرت صوفی اللہ دیا شاہ چشتی صابری مظہری رحمتہ اللہ علیہ کے مرید خاص اور خلیفہ اعظم تھے۔ آپ کے پیرومرشد نے میرٹھ میں حضرت سید خواجہ مظہر علی شاہ صاحب چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ کے عرس کے موقع پر ۱۵۔۱۶ شوال کو آپ کو دستار خلافت سے سرفراز فرمایا اور مریدین سے فرمایا کہ آج میں حافظ قمرالدین عرف کلوشاہ کو دستار فضیلت اپنے بزرگوں کے طریقہ دے رہا ہوں۔ اور اعلان کرتا ہوں کہ آج کے بعد حافظ قمرالدین عرف کلوشاہ میرا قائم مقام ہوگا۔ اور میرا لڑکا عبدالمجید حضرت سید مظہر علی شاہ رحمتہ اللہ علیہ کے مزار مبارک پر سجادہ اور متولی رہے گا۔

میرٹھ میں آپ کا معمول زندگی ☆

تعلیم سے فراغت کے بعد آپ نے ملٹری اکاؤنٹس میں ملازمت اختیار کر لی۔ آپ کا معمول زندگی یہ تھا کہ فجر کی نماز پیرومرشد حضرت صوفی اللہ دیا شاہ صاحب کے پاس ادا فرماتے اور بعد نماز فجر اپنے پیرومرشد تمام پیر بھائیوں اور اپنے مرشد کے عقیدت مندوں کیلئے چائے بناتے۔ اس سے فارغ ہو کر مرشد سے اجازت لے کر دفتر جاتے۔ ظہر کے وقت پھر اپنے مرشد کے پاس تشریف لے جاتے۔ جس مسجد میں آپ کے مرشد نماز پڑھتے اس مسجد میں محلّہ کے بچوں کو قرآن پڑھاتے تھے۔ عصر کی نماز کے بعد پھر تشریف لے جاتے اور اپنے والدین کی خدمت میں مصروف ہو جاتے گھر کا کام کاج کر کے مغرب کی نماز پھر اپنے مرشد کے ساتھ ادا فرماتے اور شام کا کھانا کھاتے۔ عشاء کی نماز کے بعد

اپنے مرشد کی خدمت میں مصروف ہو جاتے اگر آپ کے مرشد نے کسی عرس میں شرکت کے لئے جانا ہوتا تو آپ ان کے ہمراہ جاتے۔ رات گئے تک عرس ختم اور محفل سماع سے فارغ ہو کر رات کے پچھلے پہر میں ذکر و فکر، عبادت و ریاضت میں مصروف ہو جاتے۔ آپ جب سے اپنے پیرومرشد صوفی اللہ دیا شاہ چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ کے دست حق پرست پر بیعت ہوئے تھے۔ اس وقت سے تادم آخر نماز تو در کنار نوافل بھی قضا نہ کیے۔ ہر حال میں اپنے معمولات کو پورا فرمایا کرتے تھے۔

ہجرت ☆

۱۹۴۷ء میں جب قیام پاکستان کا اعلان ہوا تو لوگ جوق در جوق اسلامی مملکت میں قیام کی غرض سے پاکستان آنے کی تیاریوں میں مصروف تھے۔ جب آپ کو یہ یقین ہو گیا کہ پاکستان معرض وجود میں آچکا ہے۔ اور اب پاکستان کے لئے ہجرت کرنا پڑے گی۔ تو اس وقت آپ کی طبیعت میں ایک اضطراب پیدا ہو گیا۔ ایک طرف تو پاکستان کے حصول کے لئے آپ نے علامہ شاہ محمد عارف اللہ قادری کی معیت میں اس تحریک کے لئے بھرپور کام کیا تھا اور اہل سنت کے علماء اور مشائخ نے لازوال قربانیاں پیش کی تھیں اس لئے ہجرت جو کہ سنت رسول ﷺ بھی تھی۔ اس سنت کو پورا کرنا اور عمل پیرا ہونا تھا۔ دوسری طرف آپ کے دادا پیر حضور خواجہ سید مظہر علی شاہ رحمتہ اللہ علیہ اور آپ کے پیرومرشد صوفی اللہ دیا شاہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے مزار پرانوار تھے۔ جو کہ آپ کے لئے سرمایہ حیات تھے۔ جہاں پر حاضری دینے کے بعد آپ کو ایک روحانی کیف اور سرور ملتا تھا۔ ان درباروں سے جدائی اور مراکز سے علیحدگی آپ کے دل پر بہت شاق گزر رہی تھی۔ مگر پھر اپنے مرشد قبلہ حضرت صوفی اللہ دیا شاہ رحمتہ اللہ علیہ کا فرمان یاد آ گیا۔ آپ نے فرمایا تھا کہ کلو شاہ تم نے پاکستان جانا ہے اور راولپنڈی میں قیام کرنا ہے۔ حضرت شاہ عبدالطیف المعروف بری امام علیہ الرحمتہ کے دربار پر حاضریاں دینی ہیں۔ جب آپ کے ذہن میں مرشد کامل کا فرمان آیا تو اپنے پیر ان عظام کے مزارات پر آخری سلام کی غرض سے تشریف لے گئے۔ جی بھر کر سلام پیش کیا۔ اور حاضری دی نبی علیہ ﷺ کی سنت اور مرشد کا فرمان سمجھ کر پاکستان کے لئے رخت سفر باندھا اور رمضان المبارک کی ۲۷ ویں شب بمطابق ۱۴ اگست ۱۹۴۷ء کو پاکستان تشریف لائے اور راولپنڈی میں لنڈا بازار کے مقام پر پڑاؤ کیا۔

بعدازاں کلیم میں ملنے والے مکان واقع جھنگی راولپنڈی محلہ میں مستقل قیام پذیر ہوئے۔۱۹۷۳ء میں آپ کی اہلیہ محترمہ کا انتقال ہوگیا۔جس کے بعد آپ نے اپنا بستر مسجد نورانی صابری میں لگالیا اور بقایا تمام عمر اسی نورانی صابری مسجد صرافہ بازار میں ہی گذاری اور ہزار ہا متلا شیان حق کو راہ حق دکھائی اپنے پیشواؤں کے طریقہ پر سختی کر بندر ہے۔آپ کا معمول تھا کہ ہر جمعرات کو بعداز نماز عشاء اپنی رہائش گاہ پر اپنے شیوخ اور پیران طریقت کے طریقے کے مطابق ختم خواجگان کراتے تھے۔آندھی آئے یا طوفان عید ہو یا بقراعید چار آدمی آئیں یا چالیس آپ کسی چیز کو خاطر میں نہ لاتے اپنے پیشواؤں کے طریقہ پر سختی سے کار بند رہتے ہوئے ہر جمعرات کو بعداز نماز عشاء ختم خواجگان پڑھاتے تھے۔ اور راقم الحروف بھی ۷۲۔۱۹۷۱ء سے آپ کے در دولت پر حاضری دیتا رہا اور باقاعدگی سے ختم خواجگان میں شامل ہوتا رہا۔راقم الحروف نے دیکھا کہ ایسے افراد جو کبھی مکتب اسکول یا مسجد میں نہیں گئے کسی سے قرآن پاک تک نہیں پڑھا مگر قبلہ قمر المشائخ حافظ قمر الدین چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ کے آستانہ پر ختم خواجگان میں شامل ہونے ان حضرات کو پورا پورا ختم خواجگان مکمل یاد ہو گیا آج ملک کے مختلف حصوں میں لوگوں کو بھی وہ ختم خواجگان پڑھاتے ہیں اور ذکر وفکر کی محافل کا انعقاد کرتے ہیں۔آپ کا شجرہ شریف صوفی لامکانی عارف ربانی حضرت حافظ محمد موسیٰ مانکپوری صابری رحمتہ اللہ علیہ نے فارسی میں نظم اور دعا کی صورت میں لکھا ہے۔ اور وہ شجرہ شریف پوری جماعت یک زبان ہو کر پڑھتی ہے۔آج بھی برصغیر پاک و ہند میں حضرت حافظ محمد موسیٰ مانکپوری رحمتہ اللہ علیہ کے پیروکار اور عقیدت مندان اسی شجرہ شریف کو مل کر باجماعت پڑھتے ہیں۔اسی طرح حضور قبلہ قمر المشائخ نے بھی ملک بھر سے عقیدت مندان،مریدین،اور خلفاء کو یہ شجرہ شریف جمعرات کے ختم خواجگان میں یاد کرا دیا ہے۔

الحمد اللہ جیسا کہ راقم الحروف نے پہلے بھی عرض کیا تھا۔کہ صرف ختم شریف میں حاضری کی برکت اور آپ کی نگاہ ولایت کے تصرف سے جاہل سے جاہل اور پڑھے لکھے غرض کہ زندگی کے تمام شعبوں سے تعلق رکھنے والے افراد مل کر اس شجرہ شریف کو پڑھتے ہیں۔تو ایک عجیب کیف و مستی محفل میں پیدا ہو جاتی ہے۔ختم خواجگان کے بعد ذکر وفکر کی محفل ہوتی ہے بعدازاں دعا اور تبرک تقسیم ہوتا ہے۔

اس طرح حضور قمر المشائخ الحاج حافظ قمر الدین چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ صوفی باصفا حضرت قبلہ صوفی اللہ دیا شاہ چشتی صابری علیہ الرحمتہ کے دست حق پرست پر بیعت کرنے کے بعد تمام زندگی اپنے پیران عظام کے عرسوں میں پابندی وقت کے ساتھ شرکت کرتے رہے اپنے شیوخ کے طریقہ پرسختی سے کاربندر ہے آپ کی زندگی کا معمول رہا ہے کہ ۱۳۔۱۲ربیع الاول شریف کو حضرت خواجہ خواجگان بادشاہ دوجہاں والی کلیئر منبع سر نبوت حضرت خواجہ مخدوم علاؤ الدین علی احمد صابر کلیئری رحمتہ اللہ علیہ کا سالانہ عرس مبارک اپنی رہائش گاہ واقع جھنگی محلہ میں مناتے رہے۔ اسی طرح ۶ رجب کو عطائے رسول ہندالولی حضرت خواجہ معین الدین سنجری چشتی اجمیری رحمتہ اللہ علیہ کا سالانہ عرس منعقد کرتے۔ اسی طرح ۱۶رمضان المبارک کو صوفی لامکانی عارف ربانی حضرت حافظ محمد موسیٰ مانکپوری رحمتہ اللہ علیہ اور حضرت خواجہ سید مظہر علی شاہ صابری رحمتہ اللہ علیہ کا سالانہ عرس ختم شریف مسجد خواجگان صرافہ بازار میں کراتے۔ اسی طرح ۱۶۔۱۵شوال کو مظہر اولیاء امام العارفین حضرت خواجہ پیر سید مظہر علی شاہ چشتی صابری احمد آبادی ثمہ میرٹھی رحمتہ اللہ علیہ کا سالانہ عرس کراتے۔

اسی طرح عارف باللہ فنافی اللہ اور فنافی المرشد حضرت خواجہ سید معین الدین المعروف حضرت شاہ خاموش رحمتہ اللہ علیہ کا سالانہ عرس مبارک ۴ ذوالقعد کو کراتے۔

اسی طرح ۳ ذوالحج کو اپنے پیرومرشد صوفی باصفا حضرت صوفی الہ دیا شاہ چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ کا سالانہ ختم شریف کراتے۔ آپ کا معمول تھا کہ آپ ہر عرس کی دعوت بذات خود جاکر شہر کے صوفیاء علماء اور اپنے دوست واحباب وعقیدت مندان اور مریدین کو دیا کرتے تھے۔ اور آنے والے مہمانوں کی خوب خاطر وتواضع کرتے۔ بڑے اخلاق سے پیش آتے محفل سماع تمام رات خواجگان چشتیہ کے طریقہ کے مطابق سنتے۔ دوروزہ عرس کے موع پر اگلے روز صبح محفل سماع شروع ہوتی اور دوپہر تک جاری رہتی۔ خواجگان چشتیہ کے طریقہ کے مطابق محفل سماع کے بعد محفل رنگ اختتام پذیر ہوتی۔ شہر اور چھاؤنی کے علاقہ میں جو صوفیاء اپنے پیران عظام کے عرس میں شرکت کیلئے دعوت دیتے تھے۔ آپ اس میں شرکت کیلئے اپنے مریدین کے ہمراہ تشریف لے جاتے تھے۔ لنڈا بازار میں صوفی جیب الرحمٰن المعروف صوفی جیبو حضور خواجہ نظام الدین اولیاء سلطان المشائخ زری زربخت رحمتہ اللہ علیہ اور حضرت خواجہ امیر خسرو علیہ الرحمتہ کا عرس کرواتے تھے آپ ہر دو عرسوں

میں شرکت فرماتے اسی طرح عاشق رسول حضرت پیر طریقت صوفی حافظ محمد یامین چشتی صابری علیہ الرحمتہ اللہ سال میں ایک مرتبہ والئی کلیئر حضرت مخدوم پاک اور اپنے مرشد مولانا محمد اسماعیل ذبیح کا عرس اسلام آباد میں کراتے آپ بمعہ مریدین تشریف لے جاتے اسی طرح وارثی سلسلہ کے بزرگ صوفی عبدالصمد وارثی رحمتہ اللہ علیہ حضور قبلہ حاجی وارث علی شاہ چشتی وارثی کا عرس یکم صفر کو کراتے تھے۔ آپ اس میں شرکت فرماتے تھے۔ اسی طرح وارثی سلسلہ کے ایک اور بزرگ جناب میاں محمد نعیم وارثی سال میں ایک مرتبہ اپنے پیشوا حضرت حیرت شاہ وارثی علیہ الرحمتہ کا عرس کراتے۔ آپ اس میں بھی بطور خاص بمعہ اپنے مریدین کے شرکت فرماتے اسی طرح وارثی سلسلہ کے ایک اور بزرگ عاشق رسول فنافی الشیخ جناب صوفی بلال وارثی رحمتہ اللہ علیہ بھی سال میں ایک مرتبہ اپنے پیشواؤں کا عرس مناتے آپ وہاں بھی ضرور تشریف لے جاتے۔ اسی طرح صابری سلسلہ کے معروف بزرگ صوفی فرزند علی چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ جو کہ سال میں ایک عرس اپنے بزرگوں کا اپنے آستانہ صابری بسیرا باغ محلہ جہلم شہر میں کراتے تھے۔ آپ اس میں شرکت کیلئے خصوصی طور پر راقم الحروف کے والد گرامی حضرت حافظ فیض محمد چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ کے ہمراہ اپنے مریدین سمیت تشریف لے جاتے اور دو روز قیام فرماتے صابری سلسلہ کے ایک اور بزرگ حضرت سید قدرت اللہ شاہ چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ کے ہاں گوجر خان ضرور تشریف لے جاتے۔ ان کے وصال کے بعد ان کی وصیت کے مطابق ان کے جانشین وخلیفہ اعظم حضرت منظور المشائخ صوفی منظور احمد رحمتہ اللہ علیہ آپ کا جسد خاکی اوکاڑہ لے گئے۔ اس کے بعد حضرت قمر المشائخ کبھی کبھی اوکاڑہ تشریف لے جایا کرتے تھے۔ مگر معمول نہ تھا۔

اسی طرح سال میں ایک مرتبہ شیخ الاسلام والمسلمین حضرت بابا فرید الدین گنج شکر کے سالانہ عرس میں شرکت کیلئے مریدین کے ہمراہ تشریف لے جاتے اور وہاں پٹھانوں والی مسجد کے عقب میں صوفی فیض الحسن علیہ الرحمتہ سرائے عالم گیر والوں کا ڈیرہ ہوتا تھا۔ آپ حضرت قمر المشائخ وہاں قیام فرماتے۔ در فرید پر حاضری بھی دیتے اور اس ڈیرے پر ایک دن پورے عرس کا لنگر ختم اور سماع کا خرچہ اپنی طرف سے ادا کرتے ہر سال ۶۔۵۔۴ محرم کو آپ پاک پتن شریف حاضری دیتے تھے۔

اسی طرح سال میں ایک مرتبہ مظہر ذات خدا سلطان الاولیاء حضرت عثمان بن علی ہجویری المعروف داتا گنج بخش رحمتہ اللہ علیہ کے عرس مبارک میں شرکت کیلئے ۲۱۔۲۰ صفر المظفر کو تشریف لے جاتے۔ حضور داتا صاحب رحمتہ اللہ علیہ کی حاضری کے عبد ۲۰ صفر کو آپ اپنے خلیفہ صوفی نجم الدین المعروف صوفی نجو علیہ الرحمتہ کے ہاں ستلہ مندر سرکلر روڈ میں داتا گنج بخشؒ کے عرس میں شرکت فرماتے ۲۱ صفر کو صبح ۹ بجے تا ۲ بجے دن آپ مصطفیٰ آباد دھرم پورہ قذافی چوک میں اپنے مرید خاص خلیفہ وصوفی محمد شریف چشتی صابری کے گھر حضور داتا گنج بخش کے عرس میں شرکت فرماتے بعد ازاں آپ راولپنڈی تشریف لے آتے۔ اسی طرح سال میں ایک مرتبہ حضرت شاہ عبدالطیف المعروف بری امام قادری مشہدی علیہ الرحمتہ کے سالانہ عرس مبارک میں بطور خاص اپنے مریدین کے ہمراہ شرکت فرماتے اور تمام رات دربار بری امام میں گذارتے۔ غرض کہ آپ اس کے علاوہ راولپنڈی اسلام آباد میں اپنے مریدین کے ہاں منعقد ہونے والی سالانہ محافل میں بھی شرکت فرماتے اور مریدین کے گھروں میں قدم رنجہ فرماتے اور ان کے گھروں کو رشک جنت بناتے۔

آپ کے ہم عصر صوفیاء اور علماء و اولیاء ☆

آپ کے ہم عصر علماء میں سے حضرت علامہ محمد عارف اللہ شاہ قادری میرٹھی حضرت مولانا سید انعام اللہ شاہ صاحبؒ ابنالوی حضرت حافظ اعتصام اللہ چشتی صابری ابنالوی حضرت مولانا سید عبدالرحمٰن شاہ، سلطان پوریؒ، سید باقر حسین شاہؒ جن کا مزار واہ فیکٹری صوفی محمد شاہد چشتی نظامیؒ صاحب کا مزار بری امام اسلام آباد میں ہے۔ صاحبزادہ پیر محمد فیض علی فیضیؒ علامہ محمد اسرار الحق حقانیؒ مولانا عبدالغنی نرگسؒ خلیفہ اعلی حضرت فاضل بریلوی مولانا عطاء اللہ شاہ بخاری استاذی العلماء علامہ سید حسین الدین شاہ صاحبؒ شیخ الحدیث سید غلام محی الدین شاہ صاحب سلطان پوریؒ علامہ پروفیسر سید ذاکر حسین شاہ سیالوی ایم۔اے علامہ حافظ شیر عالم مجددیؒ علامہ مفتی محمد سلیمان رضوی پیر سید گل داؤد شاہ سجادہ نشین کوہالہ سید ال چکری روڈ سائیں میراں بخش صابری سجادہ نشین کلیام شریف حافظ محمد یامین چشتی صابریؒ جو کہ حضرت مولانا محمد اسماعیل ذبیح کے مرید و خلیفہ تھے۔ آج کل اسلام آباد میں مدفون ہیں حضرت قبلہ سید غلام مح الدین شاہ المعروف بابو جی علیہ الرحمتہ شاہ چشتی نظامی گولڑی رحمتہ اللہ علیہ جو کہ حضرت قمر المشائخ حافظ ق الدین صاحب چشتی صابری سے بہت زیادہ پیار کرتے تھے۔ حضرت صوفی قدرت اللہ شاہ چشتی صابر

آپ کا مزار شریف اوکاڑہ میں ہے۔ حضرت صوفی عبدالحکیم صاحب چشتی صابری آپ کا مزار منڈی چوہڑکانہ میں مرجع خلائق عام ہے۔ حضرت صوفی امورالحسن چشتی صابریؒ آپ کا مزار شریف پاک پتن شریف میں ہے۔ صوفی محمد بلال وارثیؒ جن کا مزار پنڈوڑا کے قریب نیو کٹاریاں کے قبرستان میں واقع ہے۔ صوفی محمد بلال وارثیؒ جن کا مزار عیدگاہ شریف میں واقع ہے۔ صوفی ضیاء الدین صاحبؒ صوفی عبدالرشید چشتیؒ وارثی حضرت صوفی خواجہ غلام فرید صابری علیہ الرحمتہ اللہ خواجہ نگر حسن ابدال میں ہے۔ صوفی فرزند علی چشتی صابریؒ جن کا مزار جہلم میں حضرت شاہ سلیمان پارس کے قریب ہے۔ صوفی محمد صدیق چشتی صابریؒ کالے کی منڈی حضرت ماما جی سرکارؒ جن کا مزار بری امام مرجع خلائق عام ہے۔ حضرت سائیں میر چوؒ جن کا مزار پشاور روڈ گولڑہ موڑ کے نزدیک ریلوے پھاٹک میں واقع ہے۔ حضرت پیر سید مستان علی شاہ کاظمی جن کا مزار شریف موضع حیال نزد دھمیال گاؤں راولپنڈی میں واقع ہے۔ کے علاوہ راقم الحروف کے والد حضرت پیر طریقت فیض محمد چشتی صابریؒ رحمتہ اللہ علیہ جو کہ حضرت خواجہ سید شاہ غلام حسین شاہ چشتی صابری حیدر آباد دکنی کے مرید خاص وخلیفہ اعظم تھے۔ آپ کے ہم عصر گذرے ہیں۔ جن کے ساتھ قمر المشائخ کا دلی تعلق لگاؤ پیار محبت جو صرف اور صرف لوجہ اللہ تھا۔

آپ کے خلفاء ☆

حضرت قمر المشائخ الحاج حافظ قمر الدین چشتی صابری مظہری رحمتہ اللہ علیہ کے سترہ خلفاء ہیں۔ جن میں خلیفہ اول شیخ شریف صاحب جن کا تعلق محلّہ کرتار پورہ راولپنڈی سے ہے۔ ان کا وصال باکمال آج سے تقریباً ۲۵ سال پہلے ہو چکا ہے ان کی قبر مبارک عیدگاہ راولپنڈی کے قبرستان میں ہے۔ دوسرے خلیفہ صوفی نجم الدین چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ ستلہ مندر لاہور والے ان کا وصال باکمال بھی ۵۔۴ سال پہلے ہو چکا ہے۔ تیسرے خلیفہ محمد جمال صاحب ہیں۔ ان کا بھی انتقال ہو چکا ہے۔

ایک عہد یا حسن انتخاب ☆

فقیر راقم الحروف اپنے دینی ادارے جامعہ اسلامیہ فیض القرآن گلستان غریب نواز موہڑہ چھپر چکری روڈ راولپنڈی میں مورخہ ۹۸۔۲۔۷ دن گیارہ بجے اپنے دفتری کام میں مصروف تھا کہ اچانک خلیفہ محمد صابر صابری ادارے میں تشریف لائے بعداز حال و احوال تشریف آوری کا سبب

دریافت کیا فرمانے لگے کہ آج مجھے حضور قمر المشائخ حافظ صاحب نے حکم دے کر بھیجا ہے کہ مولانا مقصود احمد صابری کے پاس جائیں اور انہیں ۱۵۔۱۶ اشوال ۹۸۔۲۔۴ کو مظہر الاولیا، حضرت قبلہ پیر سید مظہر علی شاہ صاحب کے عرس کی دعوت بھی دے کر آئیں اور یہ بھی کہیں کہ ۱۵ اشوال کو حضور سید مظہر علی شاہ صاحب کے عرس کے موقع پر بعد نماز مغرب تقریر بھی کرنی ہے۔ راقم الحروف نے خلیفہ صابر سے کہا کہ بندہ ہر سال بغیر کسی اطلاع کے تمام عرسوں میں حاضری دیتا رہتا ہے۔ اس مرتبہ خصوصیت کے ساتھ اطلاع کیوں دی جا رہی ہے۔ تو فرمایا مجھے کچھ معلوم نہیں بس اتنا پتہ ہے کہ قبلہ حافظ صاحب نے مجھے زور دے کر زبردستی بھیجا کہ ضرور جاؤ بلکہ ابھی جاؤ اور عرس کی دعوت دے کر آؤ۔ چنانچہ راقم الحروف اپنے معمول سے ہٹ کر عصر کی نماز کے بعد اور مغرب سے پہلے جب آستانہ عالیہ پر محلّہ جھنگی پہنچا تو باہر کھڑے ہوئے آپ کے خلیفہ حافظ محمد حسن اور دوسرے خلیفہ شیخ زاہد سلیم اور جناب محمد حنیف چشتی صابری جو کہ خواجہ نگر حسن ابدال والوں کے مرید ہیں نے کہا کہ حضرت آپ آگئے ہیں۔ آج کا عرس تو آپ کے نام ہے راقم نے عرض کیا بھئی خیریت تو ہے کہنے لگے کہ قبلہ حضور حافظ صاحب آپ کے بارے میں بار بار پوچھ چکے ہیں۔ لہٰذا جلدی چلے جائیں اور ملاقات کریں۔ راقم نے اندر جا کر سلام عرض کیا ملاقات کے بعد مجھے پھر حکم ملا کہ آج آپ نے تقریر ضرور کرنی ہے۔ بعد نماز مغرب سلسلہ نعت خوانی ختم ہوا اس کے بعد آپ نے حافظ افتخار احمد صاحب کو حکم دیا کہ مولانا صاحب مقصود احمد صابری سے تقریر کروائی جائے۔ چنانچہ راقم الحروف کو جو کچھ آتا تھا عرض کر دیا۔ مگر ایک بات خصوصی کے ساتھ یہ ضرور دیکھی ہے کہ اس عرس میں عجیب قسم کی رونق اور بہار تھی ایک عجیب کیف و مستی کا عالم تھا۔ راقم الحروف کی تقریر کے بعد ممتاز صوفی بزرگ جناب صوفی عبدالحمید وارثی ڈھیری حسن آباد والوں نے تقریر کی۔ سلسلہ تقاریر کے بعد صلوٰۃ وسلام ہوا اس کے بعد لنگر تقسیم ہوا۔ بعد ازاں تمام رات محفل سماع رہی۔ راقم الحروف ۲ بجے رات اپنے دار العلوم پہنچا۔

اگلے روز ۱۶ اشوال کو صبح ۱۰ بجے کے قریب دوبارہ راقم آستانہ عالیہ پر حاضر ہوا۔ محفل رنگ جاری تھی۔ دوپہر ایک بجے کے قریب رنگ پڑھا گیا۔ دعا کے بعد لنگر تقسیم ہوا۔ بعد ازاں راقم الحروف حضرت قبلہ قمر المشائخ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ کچھ دیر بعد آپ کے پاس چونکہ مریدین بیٹھے ہوئے تھے۔ ان سب سے علیحدگی میں سلسلہ عالیہ کے بارے میں گفتگو فرمائی اور مدرسہ کے بارے میں دریافت

فرمایا کہ کیسا انتظام چل رہا ہے۔ کتنے طلباء ہیں۔ فقیر نے عرض کیا حضور جب سے مدرسہ بنا ہے شروع زمانے میں آپ تشریف لے گئے تھے۔ مگر دوبارہ کبھی قدم رنجہ نہیں فرمایا کیونکہ آپ آج کل بیمار بھی ہیں۔ زندگی کا بھروسہ نہیں ہے۔ برائے خیر و برکت ایک دفعہ ضرور تشریف لائیں۔ میں آپ کیلئے گاڑی کا انتظام کرلوں گا۔ آپ کو آرام سے لے بھی جاؤں گا اور واپس بھی لے آؤں گا۔ اور یہ میرا وعدہ ہے کہ آپ کو پانچ منٹ سے زیادہ ٹھہرنے کی زحمت نہیں دوں گا آپ نے ارشاد فرمایا میاں یہ تو ٹھیک ہے۔ آپ گاڑی بھی لے آئیں گے میں چلا بھی جاؤں گا مگر واپس آنے کے بعد میری تکلیف میں اضافہ ہو جائے گا۔ اس لئے کہ بوجہ کمزور میں سفر نہیں کر سکتا۔ میں نے عرض کیا کہ یہ میری دلی خواہش تھی کہ آپ ایک مرتبہ ضرور تشریف لے چلیں تو آپ نے فوراً فرمایا کہ میاں صاحبزادے ہم آپ کے ہاں آئیں گے اور ایک ہی دفعہ آئیں گے اور زندگی بھر آپ کے پاس رہیں گے۔ بس آپ کا یہ فرمانا تھا کہ راقم الحروف سمجھ گیا کہ قبلہ حافظ صاحب مستقل ہی تشریف لانا چاہتے ہیں۔ چنانچہ اس کے بعد کبھی بھی اصرار نہیں کیا۔ عرس کے چند روز بعد راقم نے آپ کے خلیفہ صابر سے واقعہ عرض کیا تو آپ نے فرمایا اچھی بات ہے۔ مگر ابھی کسی سے بات نہ کریں۔ پہلے میں خود حافظ صاحبؒ سے پوچھ لوں۔

۳ فروری ۱۹۹۹ء کو ۱۵۔۱۶ شوال کے عرس کے بعد خلیفہ صابر راقم الحروف کے مدرسے تشریف لائے اور فرمایا کہ میاں صاحب حضرت قمر المشائخ کے آستانہ عالیہ کیلئے جگہ کی ضرورت ہے۔ میں نے عرض کیا کہ حضرت قمر المشائخ کیلئے تو فقیر کا پورا مدرسہ حاضر ہے۔ جو جگہ آپ حکم کریں وہ حاضر ہے۔ یہ سن کر خلیفہ صابر نے کہا کہ آپ کی پیش کش کا شکریہ۔ مگر ہمارا مقصد الگ جگہ لینے کا ہے۔ فقیر نے وعدہ کیا کہ انشاء اللہ جلد ہی کوئی پلاٹ دیکھ لیں گے۔ ابھی اس بات کو چند روز ہی گزرے تھے کہ خلیفہ صابر اور حضرت قمر المشائخ کے صاحبزادے حافظ بدرالدین صاحب فقیر کے ادارہ میں پہلی مرتبہ تشریف لائے تھے۔ راقم الحروف نے دوبارہ پیشکش کی تو حافظ صاحب بدرالدین فرمانے لگے ہم آپ کے مدرسے کی رونق ختم نہیں کرنا چاہتے۔ بلکہ ہم چاہتے ہیں کہ مدرسے کی رونق کو مزید چار چاند لگیں۔ ہمارے لئے الگ پلاٹ دیکھا جائے۔ فقیر نے تین چار پلاٹ دکھائے۔ دونوں حضرات نے فرمایا کہ جو مناسب سمجھیں بات کرلیں اور ہمیں اطلاع کردیں۔ ہم آجائیں گے۔ آخر کار ۲۴ مارچ ۱۹۹۹ء کو اس پلاٹ کا سودا ہو گیا جہاں آج کل دربار تعمیر ہو چکا ہے اور مرجع خلائق ہے۔

راقم الحروف اپنے دفتر واقع موتی پلازہ میں بیٹھا ہوا تھا کہ طبیعت مچل گئی اور شام ۴ بجے گاڑی میں بیٹھ کر جامع مسجد نورانی صابری صرافہ بازار پہنچا تو دیکھا کہ حضور قمر المشائخ آرام فرما رہے ہیں۔ آپ کے خادم خاص خالد محمود پاس بیٹھے ہوئے ہیں۔ علاوہ اس کے دو افراد اور بھی تھے جن کے نام فقیر کو یاد نہیں بہر حال میں نے آگے بڑھ کر سلام عرض کیا۔ اپنا نام بتایا آپ نے پہچان کر فرمایا کہ میری قبر کا انتظام ہو گیا ہے۔ چونکہ آپ کی طبیعت زیادہ خراب تھی۔ ضعیفی، کمزوری نقاہت اور منہ میں دانت نہ ہونے کی وجہ سے آپ کی بات ہر کسی کو سمجھ میں نہیں آتی تھی۔ چنانچہ میں بھی بات کو سمجھ نہ سکا۔ لہٰذا خالد صاحب کو بلایا اور کہا کہ بھائی آپ سنیں کہ حضور کیا فرما رہے ہیں۔ خالد صاحب کے دوبارہ پوچھنے پر حضور نے فرمایا کہ مقصود صاحب سے پوچھ رہا ہوں کہ کیا میری قبر کا انتظام ہو گیا ہے۔ جب فقیر نے خالد سے یہ بات سنی تو حضور قمر المشائخ سے عرض کیا آپ کو اس کی کیا فکر ہے۔ اللہ کریم آپ کو سلامت رکھے ابھی تو آپ کی بہت ضرورت ہے۔ تو حضور نے فرمایا کہ مجھے بتاؤ کہ کیا میری قبر کا انتظام ہو گیا ہے۔ فقیر نے عرض کیا جی حضور ہو گیا ہے۔ یہ سن کر آپ نے خاموشی اختیار فرمالی۔ اگلے روز میں جماعت کی تنظیم سازی کے سلسلہ میں چوک جمعیت مشائخ کے سربراہ پیر سید مخدوم گیلانی صاحب کے ہمراہ اعظم لیہ ملتان بہاولپور، اوچ شریف، ساہیوال کے دورے پر روانہ ہو گیا۔ ۱۳ اپریل ۱۹۹۹ء صبح ۹ بجے گھر پہنچا ایک بجے دوپہر تک آرام کیا ۲ بجے دفتر پہنچا اور معمول کے مطابق میاں محمد صابر کے گھر فون کیا اور حضور قمر المشائخ کی خیریت دریافت کی تو معلوم ہوا کہ پہلے کی نسبت کچھ بہتر ہیں۔ چنانچہ میں دفتر کے کام میں مصروف ہو گیا۔ تقریباً ساڑھے تین بجے خلیفہ صابر کا فون آیا اور یہ افسوسناک خبر سنائی کہ تین بجکر پچیس منٹ پر قبلہ قمر المشائخ کا انتقال ہو گیا ہے۔ لہٰذا اپنے دوست واحباب کو فون کر کے اطلاع بھی کر دیں اور قبر کی کھدائی کا انتظام بھی کریں۔ فقیر نے عرض کیا کہ میاں صاحب کا جنازہ کس وقت ہو گا تو آپ نے فرمایا کہ صبح ۹ بجے۔

راقم الحروف نے یہ افسوسناک خبر اپنے جملہ دوست واحباب کو فون پر اطلاع دی کہ حضرت حافظ صاحب کا انتقال ہو گیا ہے۔ چکری روڈ پر جناب راجہ غلام مرتضیٰ صاحب کو اطلاع کی کہ حضور حافظ صاحب کا انتقال ہو چکا ہے۔ لہٰذا مدرسہ کے سامنے والے پلاٹ میں حضرت صاحب کی لحد مبارک کی کھدائی شروع کرادی جائے۔

صوفی گلفام ارشد صابری کہتے ہیں۔ جس روز آپ کا وصال باکمال ہوا اس سے پہلی رات میں حضور قمر المشائخ کے پاس رہا۔ وصال باکمال والے دن ظہر کی نماز پڑھی گئی بعد ظہر آپ کے خلیفہ صابر دوسرے خلیفہ حافظ محمد حسن ہمارے پیر بھائی محمد خالد محمد جاوید کھانا کھا رہے تھے۔ فارغ ہوتے ہی دل میں خیال گذرا کہ حضور قمر المشائخ بلا رہے ہیں۔ ارشد صابری فرماتے ہیں کہ میں خلیفہ صابر، دوسرے خلیفہ حافظ محمد حسن میرے بھائی محمد طارق، محمد خالد، محمد جاوید وغیرہ آپ کی طرف متوجہ ہوئے۔ تو ہم نے حضور قبلہ قمر المشائخ کو چونکہ آپ کروٹ لے کر لیٹے ہوئے تھے ہم نے سیدھا کرنے کی کوشش کی تو آپ نے بھی سیدھا لیٹنے کا اشارہ فرمایا۔ چنانچہ میں نے اور خلیفہ صابر نے آپ کو سیدھا کیا تو آپ کی نظر مبارک اوپر کو اٹھی اور پھر نیچے کو ہوئی اس کے فوراً بعد آپ کا سانس بھی نیچے کی طرف ہونے لگا۔ آپ کے دائیں ہاتھ کی انگلی آسمان کی جانب اٹھی۔ چہرہ قبلہ رُخ تھا۔ آپ کے سینہ مبارک پر آپ کے خلیفہ صابر کا ہاتھ تھا۔ کہ آپ نے سب کو کلمہ پڑھنے کا حکم دیا۔ ہم نے باآواز بلند کلمہ پڑھا۔ آپ کی زبان پر بھی کلمہ طیبہ جاری تھا۔ کہ روح مبارک قفس عنصری سے پرواز کرگئی۔ (انا للہ وانا الیہ راجعون)

جامع مسجد نورانی صابری میں ہی آپ کو پہلا غسل دیا گیا۔ بعدازاں آپ کی میت کو آپ کے گھر پہنچایا گیا۔ لوگوں کا ایک اژدہام جمع ہو چکا تھا۔ حضرت قمر المشائخ کے بڑے داماد اور بھانجے محمد اعجاز نے تمام افراد کو بلا کر کہا کہ حضور قمر المشائخ کی ہم اولاد ہیں وہ ہمارے بزرگ تھے۔ ہم نے ان کے لئے وہی فیصلہ کرنا ہے جو ان کے لئے ہمارے لئے، اور مریدین کے لیے بہتر ہوگا۔ لہٰذا میرا اعلان اور دو ٹوک فیصلہ ہے کہ چکری روڈ پر جو جگہ خریدی گئی ہے۔ جنازہ وہیں جائے گا۔ میاں صاحب کا مزار شریف وہیں بنے گا۔ لہٰذا کسی بھی شخص مرید یا خلیفہ کو اس میں مداخلت کی اجازت نہیں دی جائے گی۔ اس اعلان کے بعد ان تمام افراد کی چہ میگوئیاں بند ہوگئیں اور سرگرمیاں ٹھنڈی پڑ گئیں۔ ادھر یہ فقیر راقم الحروف ان تمام جھگڑوں اور پروپیگنڈوں کی پرواہ کیے بغیر پورے وثوق سے اس بات پر کامل یقین رکھے ہوئے تھا کہ حضور قمر المشائخ نے مجھ سے وعدہ کیا ہے کہ تمام عمر تمہارے پاس رہیں گے تو یقیناً جنازہ یہاں ہی آئے گا۔ وہ اس لئے بھی کہ آپ کی مرضی نہ ہوتی تو یہ جگہ خریدی ہی نہ جاتی اور ہمارا اہل طریقت کا یہ ایمان ہے کہ فقیر کی مرضی کے بعد اس کی قبر نہیں بنتی۔ جس کے لئے زمین کا جو ٹکڑا اس کے مالک نے مختص

کر دیا ہو وہی زمین رشک جنت بنا کرتی ہے۔

حضور قمر المشائخ بار ہا کبھی کبھی جذب میں آ کر فرمایا کرتے تھے کہ میاں فقیر کی مرضی کے بغیر تو اللہ بھی کچھ نہیں کرتا دوسرا یہ کہ اللہ کا ولی ہو اور اس کی مرضی کے خلاف اس کا مزار شریف بن جائے یہ ناممکن ہے۔

حضور خواجہ باقی باللہ رحمتہ اللہ علیہ کا جب وصال با کمال ہوا تو مریدین نے آپ کی قبر کھدوائی تمام انتظامات مکمل ہو گئے۔ جب جنازہ پڑھ کر جنازہ قبر کی طرف لے جانے لگے تو ایک مقام پر جنازہ رک گیا۔ تمام افراد جو جنازہ میں شامل تھے وہ بھی رک گئے کسی کا قدم آگے نہ بڑھا تو ایک مرید آگے بڑھا اس نے کہا کہ ایک مرتبہ میں نے حضور خواجہ باقی باللہ رحمتہ اللہ علیہ کو اس جگہ وضو کرایا تھا۔ تو آپ نے فرمایا تھا کہ اس جگہ سے مجھے خوشبو آ رہی ہے اور اسی جگہ میری قبر بنے گی۔ چنانچہ جو قبر پہلے بنائی گئی تھی وہ ایسے ہی چھوڑ دی گئی اور نئی قبر اس جگہ تیار کروائی گئی جہاں حضور خواجہ باقی باللہ رحمتہ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا تھا۔ اس واقعہ سے معلوم ہوا کہ فقیر کی مرضی کے خلاف اس کی قبر نہیں بنتی۔

دوسری بات یہ کہ حضور قمر المشائخ رحمتہ اللہ علیہ کبھی کبھی خود بیان فرماتے تھے کہ ہمارے چچا پیر جناب صوفی عبدالصمد چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ جو حضور مظہر الاولیاء خواجہ پیر سیدؔ مظہر علی شاہ رحمتہ اللہ علیہ کے مرید و خلیفہ مجاز تھے۔ ایک مرتبہ اپنے گاؤں سے اپنے مریدوں کے پاس کسی دوسرے گاؤں میں تشریف لے گئے۔ وہاں چند روز قیام کے دوران اچانک آپ کا وصال ہو گیا۔ مریدین نے آپ کے گاؤں میں اطلاع کر دی کہ ہم جنازہ تیار کر کے گاؤں میں لا رہے ہیں۔ مریدین نے آپ کو غسل دیا کفن پہنایا، جنازہ تیار کر دیا۔ بیل گاڑی چلانے والے کو حضور صوفی عبدالصمد رحمتہ اللہ علیہ کے گاؤں کی طرف چلنے کو کہا۔ جب کوچوان نے بیلوں کو صوفی صاحب کے گاؤں کی طرف موڑ کر چلنے کا اشارہ کیا تو بیل صوفی صاحب کے گاؤں کی طرف چلنے کی بجائے میرٹھ شہر کی طرف چل دیئے۔ کوچوان مخالف سمت کی طرف ان کا رخ موڑتا۔ مگر بیل میرٹھ شہر ہی کی طرف چلتے تھے۔ کسی اہل دل و اہل نظر نے لوگوں کو مخاطب کیا اور کہا کہ جنازہ صوفی صاحب کے گاؤں نہ لے جاؤ اس لئے کہ صوفی صاحب کی خواہش گاؤں میں دفن ہونے کی نہیں ہے۔ بلکہ میرٹھ شہر میں اپنے پیر و مرشد حضور خواجہ سید مظہر علی شاہ رحمتہ اللہ علیہ کے پاس دفن ہونے کی ہے۔ چنانچہ جب کوچوان نے بیلوں کو میرٹھ شہر کی طرف چلنے کا اشارہ کیا تو

بخوشی چلنے لگے اور میرٹھ شہر میں داخل ہو گئے ۔ چنانچہ آپ کو وہاں حضور خواجہ مظہر علی شاہ رحمتہ اللہ علیہ کے قریب دفنایا گیا۔ اس سے بھی معلوم ہوا کہ کوئی شخص فقیر ہونے کا دعویٰ کرے تو پھر اس کی مرضی کے خلاف اس کی قبر اور مزار نہیں بن سکتا۔ لہٰذا فقیر راقم الحروف اپنے مدرسے کے قریب صبح سے راجہ ظہور اختر راجہ غلام مرتضیٰ، بابا شیر محمد خان کے ہمراہ پورے اطمینان سے جنازہ اور قبر کے انتظامات میں مصروف ہو گیا۔ لالہ ملتان بھائی چن محمد، محمد ایوب ٹھیکیدار اور مستری محبوب وغیرہ قبر کے انتظامات میں مصروف ہو گئے ۔ اور شیخ محمد اسلم، راجہ ظہور اختر، راجہ غلام مرتضیٰ اور دیگر حضرات میرے ساتھ مل کر جنازہ میں آنے والے مہمانوں کی خدمت کیلئے انتظامات میں مصروف تھے۔ صبح ٹھیک ۹ بجے جامع مسجد پراچہ سرکلر روڈ میں جنازہ کا اعلان ہوا تھا ادھر چکری روڈ کے گردونواح کے دیہاتوں اور کالونیوں میں دن گیارہ بجے جنازہ کا اعلان ہوا تھا۔ صبح ٹھیک ۹ بجے مسجد پراچہ سرکلر روڈ میں جب جنازہ پہنچا تو مسجد مخلوق خدا سے بھر گئی۔ سرکلر روڈ تھانہ محلہ وارث خان سے لیکر اسلامیہ ہائی سکول تک صفیں بنی ہوئی تھیں۔ مخلوق کا شمار نہ تھا اور ہر شخص کی زبان سے جاری تھا۔

اک شخص سارے شہر کو ویران کر چلا گیا

ہر آنکھ پرنم ہر شخص کے چہرے پر اداسی آور آنسو ٹپک رہے تھے۔ صفوں کا شمار نہ ہو سکا۔ راولپنڈی کی ممتاز علمی اور روحانی شخصیت استاذ العلماء حضرت علامہ پیر سید حسین الدین شاہ صاحب چشتی نظامی گولڑوی نے آپ کی نماز جنازہ پڑھائی اور فرمایا کہ آج حافظ قمر الدین صابری کے وصال باکمال سے سلسلہ عالیہ صابریہ کو ناقابل تلافی نقصان پہنچا ہے۔ قبلہ حافظ صاحب پاکستان میں سلسلہ عالیہ صابریہ کی پہچان تھے۔ آپ نے صابریہ سلسلہ کی تعلیمات کو ملک بھر میں پھیلانے میں بہت بڑا مرکزی کردار ادا کیا ہے۔ اور اس موقع پر نقیب اہل سنت پیر نقیب الرحمان صاحب مدظلہ الحاج حافظ محمد شیر عالم مجددیؒ مولانا حبیب الحق ہاشمی مولانا حافظ محمد اقبال رضوی، مولانا قاری مولا بخش چشتی کے علاوہ دیگر کثیر تعداد میں علمائے کرام نے شرکت کی جبکہ فرزند راولپنڈی شیخ رشید احمد وفاقی وزیر محنت ملک انجم فاروق پراچہ ملک ناظم الدین ناظم چوہدری محمد اکرم چوہدری نواز الحق سید سی حر حسین شہزاد جو قمر المشائخ سے دیرینہ عقیدت رکھتے تھے کے علاوہ لاتعداد لوگ شریک ہوئے۔ پراچہ مسجد میں جنازہ کے بعد ٹھیک گیارہ بجے آپ کا جنازہ جب چکری روڈ موہڑہ چھپر پہنچا تو وہاں پر موجود ہزار ہا افراد جو مقامی آبادی

ودیہات کے لوگ تھے۔اتنا بڑا جنازہ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ جنازہ آ رہا ہے کہ کسی دولہا کی برات آ رہی ہے مین روڈ پر ایمبولینس سے اتار کر چارپائی کاندھوں پر اٹھائی گئی تو ہر طرف مریدین حق صابر یا صابر حق فرید یا فرید کے نعرے لگا رہے تھے۔

فقیر راقم الحروف اپنے علاقہ کے دوستوں کے ہمراہ جن میں شہر سے تشریف لائے ہوئے مولانا حافظ بشیر احمد سیالوی، مولانا ڈاکٹر محمد حنیف قادری، قاضی ظہور الٰہی قادری اسلام آباد کے خطیب قاضی وزیر حسین رضوی مقامی خطیب علامہ سید ذوالفقار حسین شاہ صاحب مولانا عبدالغفور جذباتی کے ہمراہ جنازہ کا استقبال کے لیے آگے بڑھے۔ایک عجیب کیف و مستی اس جنازہ کے موقع پر دیکھی جو اس سے پہلے کبھی دیکھنے میں نہ آئی۔اس وقت راقم الحروف نے حضرت قمر المشائخ کے دیرینہ مرید خاص شیخ فواد صابری سے کہا کہ میرے حافظ صاحب نے مجھ سے کیا ہوا وعدہ پورا کر دیا ہے کہ آج میرے ادارے کو رونق بخشی اور وہ بھی ایسی کہ قیامت تک یہ رونق ختم نہ ہوگی اس لئے کہ اللہ والے جہاں بیٹھ جاتے ہیں۔وہاں رونقیں لگ جاتی ہیں۔

راقم الحروف چونکہ شہر سے اکیلا ہی چکری روڈ پر آیا تھا۔حضور قمر المشائخ کے تشریف لانے سے شہر کے متعلقین، مریدین، عقیدت مندان چکری وڈ موہڑہ چھپر جو کہ آج کل چشتی آباد کے نام سے مشہور ہو چکا ہے۔لوگ آ رہے ہیں ایک تو میری تنہائی ختم ہوئی دوسرا یہ کہ جامعہ اسلامیہ فیض القرآن جامعہ مسجد اکبری صابری آباد ہوگئی ہے۔خیر موہڑہ چھپر چکری روڈ میں نماز جنازہ دوبارہ گیارہ بجے پڑھی گئی نماز جنازہ مولانا حافظ بشیر احمد سیالوی خطیب جامع مسجد مولوی نادر دین محلہ امام باڑہ نے پڑھائی۔ اس وقت مقامی آبادی کے لاتعداد لوگ موجود تھے۔کھلے میدان میں گیارہ صفیں بنی، نماز جنازہ کے بعد آپ کے چہرۂ انور کا دیدار کرایا گیا تو ہر دیکھنے والا کہتا تھا کہ آفتاب ولایت چمک رہا ہے۔جس وقت آپ کو لحد میں اتارا گیا تو مریدین نے لاتعداد پھول آپ کے مزار کے اندر ڈال دیئے۔جب قبر تیار ہو گئی تو تمام مریدین نے تلقین پڑھی۔ختم شریف، شجرہ شریف پڑھا گیا تو اس وقت علاقہ کی فضا پر ایک عجیب رنگ تھا۔پورا علاقہ روحانی طور پر معطر ہو چکا تھا۔آپ کے دم قدم سے اس علاقہ کو عزت ملی رونق ملی اور علاقہ پر بہار آ گئی۔اس زمین کے مقدر سنور گئے دربار شریف پر رونق اور لوگوں کا اژدھام دیکھ کر دل کو مسرت ہوتی ہے۔فقیر راقم الحروف نے ۱۴ اپریل ۱۹۹۹ء بمطابق ۱۶۔ذوالحج ۱۴۱۹ ہجری بروز اتوار جب حضور قمر المشائخ کا جنازہ لایا گیا تو یقین کر لیا کہ جس طرح ظاہری زندگی میں حضور حافظ صاحب

نے لج پالی فرمائی۔ آج بعداز وصال باکمال بھی اپنی زندگی میں کیا ہوا وعدہ پورا فرما کر لج پالی کی انتہا کر دی اور تمام دنیاداروں کو بتادیا کہ یہ فقیر کی مرضی بھی اور حسن انتخاب بھی ہے۔

کشف و کرامت ☆

جس زمانے میں حضرت قمر المشائخ قبلہ حافظ صاحب ﷺ ملٹری اکاؤنٹس کے دفتر میں ملازم تھے۔ فقیر راقم الحروف کبھی کبھی آپ کے دفتر میں زیارت ملاقات کیلئے چلا جاتا۔ ایک دن دفتر میں ملاقات کیلئے حاضر تھا کہ آپ نے فرمایا چلو ایک دوست کے پاس جانا ہے۔ آپ دفتر سے اٹھے فقیر بھی ساتھ ہولیا چلتے چلتے مسیں گیٹا ڈا جی ٹی ایس کی جامع مسجد کے نیچے ایک بک سٹال پر شیخ فواد کی دوکان پر جا پہنچے۔ شیخ صاحب نے قدم بوسی کے بعد دوران ملاقات میں آپ نے شیخ فواد صابری صاحب سے فرمایا کہ میاں شیخ صاحب آپ کی شادی جلد ہونے والی ہے۔ تھوڑے دنوں بعد آپ کے گھر ایک رشتہ لڑکی والے آپ کیلئے لے کر آئیں گے۔ مگر آپ نے انکار نہیں کرنا۔ فوراً ہی وہ رشتہ قبول کر لینا۔ شیخ فواد صاحب بے چارے بڑے پریشان تھے کہ میں نے یا میرے والدین نے کسی سے رشتہ مانگا نہیں اور نہ ہی میرے رشتے کی کہیں بات چل رہی ہے۔ آخر وہ لوگ کون ہیں جو رشتہ لیکر آئیں گے۔ انہوں نے دل میں خیال بٹھا کر حضور قبلہ حافظ صاحب سے پھر پوچھا کہ وہ لوگ کون ہیں؟ کہاں سے آئیں گے؟ آپ نے فرمایا کہ شیخ صاحب آپ ان خوش نصیبوں میں سے ہیں۔ جن کا رشتہ لے کر لڑکی والے خود آئیں گے۔ بس آپ نے ہاں کرنی ہے۔ انکار نہیں کرنا چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ چند روز لڑکی والے رشتہ لے کر آئے اور ان کے والدین نے رشتہ قبول کر لیا۔

کرامت......۲ ☆

۲ جولائی بروز جمعرات ۱۹۹۹ء بعد نماز مغرب جامعہ اسلامیہ فیض القرآن رجسٹرڈ چشتی آباد کے طلباء حسب معمول حضرت قمر المشائخ الحاج حافظ قمر الدین چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ کے دربار شریف پر ہدیہ نعت شریف پیش کرنے کیلئے حاضر ہوئے۔ ہمارے مدرسے کے طلباء کا یہ معمول ہے کہ ہر روز صبح نماز فجر کے بعد اور شام کو بعد نماز مغرب حضرت قمر المشائخ کے دربار پر حاضری دیتے ہیں اور قصیدہ بردہ شریف کے چند اشعار پڑھنے کے بعد اعلیٰ فاضل بریلوی کی شہرہ آفاق نعت

سب سے اولیٰ و اعلیٰ ہمارا نبی

سب سے بالا و الا ہمارا نبی

کے چند اشعار پڑھتے ہیں۔ اور اس پورے گروپ کا لیڈر یعنی ہیڈ نعت خوان صاحبزادہ علی احمد صابری جو کہ راقم الحروف کا بڑا بیٹا ہے۔ وہ سب طلباء کو لے کر ہدیہ نعت پیش کرتا ہے۔ مورخہ ۲ جولائی بروز جمعہ کو صاحبزادہ علی احمد صابری بوجہ علالت دربار پر حاضر نہ تھا۔ تو فقیر راقم الحروف سمیت حضور قمر المشائخ کے خلیفہ جناب شیخ عبدالمجید، صوفی گلفام ارشد محمد طارق کے علاوہ علاقہ کے بھی چند افراد موجود تھے۔ طلباء نے جب قصیدہ بردہ شریف پڑھا۔ نعت کی باری آئی تو راقم الحروف کو خیال گزرا کہ بجائے اس کے کہ کوئی طالبعلم آگے نعت پڑھائے آج میں خود نعت پڑھواتا ہوں۔ چنانچہ راقم الحروف آگے آگے پڑھتا رہا تمام طلباء اور مریدین ساتھ ساتھ پڑھتے رہے۔ نعت شریف کے دوران پورے مجمع پر کیفیت طاری تھی کہ اچانک شیخ عبدالمجید خلیفہ دربار شریف سمیت دیگر مریدین نے دیکھا کہ حضور قمر المشائخ کی قبر انور کے مواجہ شریف کی جانب سے قبر مبارک پر پڑی ہوئی چادریں اس طرح بار بار اٹھنا شروع ہو گئیں۔ جیسے ان کے درمیان کوئی چیز حرکت کر رہی ہے۔ وہ حرکت مواجہ شریف سے قدموں کی طرف پھر واپس آپ کے چہرہ کی طرف تمام حاضرین پریشان ہو گئے۔ نعت شریف کے اختتام پر خلیفہ عبدالمجید سمیت دیگر معززین کہنے لگے کہ قبر مبارک کی چادروں کے نیچے کوئی چیز داخل ہے۔

فقیر راقم الحروف اور صوفی گلفام ارشد نے کہا کہ بھائی کوئی چیز نہیں ہے۔ مگر لوگوں کے اصرار پر چادروں پر پڑے ہوئے پھول اتارے اور پھر تمام چادریں اتار دیں گئیں۔ قبر مبارک کی مٹی نظر آنے لگی مگر کوئی چیز نظر نہیں آئی۔ جب وہاں کچھ نظر نہ آیا تو پھر حیرانگی اور بڑھ گئی۔ تو راقم الحروف نے حاضرین کو مخاطب ہو کر کہا کہ بھئی آج عرصہ ۲۰ سال بعد حضور قمر المشائخ کو میں نے نعت شریف سنائی ہے۔ اس لئے آپ کو وجد ہو گیا تھا۔ گھبرانے کی کوئی بات نہیں۔ حضور قمر المشائخ نعت شریف سن کر خوش ہو رہے تھے۔ جس کی باقاعدہ تصدیق کی جاسکتی ہے۔

وصالِ باکمال ☆

آپ کا وصال باکمال ۱۳ اپریل ۱۹۹۹ء بروز ہفتہ بعد نماز ظہر جامع مسجد نورانی صابری کسیرا بازار راولپنڈی میں ہوا۔ مزار پُرانوار موہڑہ چھپڑ چکری روڈ راولپنڈی میں مرجع خاص و عام ہے۔

آباد خدا رکھے میخانہ محمد ﷺ کا

منقبت درشان حضرت قمرالمشائخ صابری

مرد قلندر پار سا قمرالمشائخ صابری
کردار و سیرت بے گمان قمرالمشائخ صابری

عالم فقیہہ و زاہد و متقی و نیک نام
ہو راہنمائے کا ملاں قمر المشائخ صابری

مظہر نوری کے ہو تم جانشین بالیقین
ذات مظہر کے ہیں پر تو قمرالمشائخ صابری

سلسلہ صابری کا کہتا ہے ہر اک فقیر
مخدوم صابر کے ہیں مظہر قمرالمشائخ صابری

عارفوں کے پیشوا ہو عاشقوں کے راہنما
موج بحر عاشقاں قمرالمشائخ صابری

دین و دنیا میں رہیں گے خوش وخرم شاد کام
کہلاتے ہیں جو بھی گدائے قمرالمشائخ صابری

آج لے ان کی پناہ کل یہ پوچھیں گے وہاں
مقصود کو دیں گے اماں قمرالمشائخ صابری

(کلام صاحبزادہ مقصود احمد صابری)

منقبت از قلم طارق سلطان پوری

سکون و قلب بات آرام جاں قمر المشائخ کی
تعالیٰ اللہ تاثیر زباں قمرالمشائخ کی
زمانے پر فضیلت ہے عیاں قمرالمشائخ کی
کہ شخصیت تھی معمولی کہاں قمرالمشائخ کی
زمانے میں ہے چرچا ان کے اوصاف حمیدہ کا
ملیں گی کم کسی کو خوبیاں قمرالمشائخ کی
نظر تھی آگہی افروز اس حق کیش بندے کی
گہر افشاں عرفان تھی زبان قمرالمشائخ کی
دلوں کے دور اندھیرے کئے جہد مسلسل سے
ضیاء بخشی ہے مشہور جہاں قمرالمشائخ کی
فروغ فقروعشق حق تھا مقصود حیات ان کا
گئی کوشش نہ کوئی رائیگاں قمرالمشائخ کی
حیات جاوداں بے شک ہے مرگ اللہ والوں کی
ہے قائم اب بھی بزم حق نشاں قمرالمشائخ کی
مقام فیض ہے وہ سرزمین لاریب دنیا میں
بنی ہے تربت انور جہاں قمرالمشائخ کی
محبان خدا و مصطفیٰ کا ذکر ہے دائم
رہے گی دھوم زیر آسماں قمرالمشائخ کی
کیا اظہار طارق نے فقط اپنی عقیدت کا
مکمل کب کہی ہے داستاں قمرالمشائخ کی

قطعہ تاریخ اردو از قلم حافظ محمد ابراہیم شوق ڈیرہ اسماعیل خان

کہتی ہے خلق یہ کہ "آہ" اٹھ گیا
بزم ولایت کاایک شہنشاہ اٹھ گیا
وہ محبوب مظہر کہ جن کا نام تھا قمرالدین
شوق محبوب ماجد قمرالمشائخ کلوشاہ اٹھ گیا

۱۴۱۹ھ

قطعہ تاریخ فارسی

گفت خلق خدا شوصال کلوشاہ
بود محبوب مظہر عاشق ذوالجلال کلوشاہ
گفت ہاتف غیب درگوش من
محبوب ماجد قمرالمشائخ تاریخ وصال کلوشاہ

قطعہ تاریخ وصال اردو

چل بسے دہر سے آج حافظ قمر
خلد میں پاگئے قمر راسخ لکھو
ان کی تاریخ رحلت شمیم حزیں
وہ زاہد نیک قمر المشائخ لکھو

۱۴۱۹ھ

از قلم شمیم صاحب اسلام آباد

آباد خدا رکھے میخانہ محمد ﷺ کا

حضرت پیر سید شاہ حسین صابری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆

فخر السادات، ولی العصر، پیر طریقت، امام العارفین، حضرت سید حسین شاہ چشتی صابری کلیامی رحمتہ اللہ علیہ موہڑہ چھپر داخلی دھمیال چکری روڈ تحصیل و ضلع راولپنڈی میں آپ کی ولادت ہوئی اور اسی جگہ آپ کے آباؤ اجداد ہدایت خلق اللہ کا فریضہ سرانجام دیتے رہے اور یہیں ان کے مزارات واقع ہیں جو کہ مرجع خاص و عام ہیں۔ آپ حسنی حسینی سید ہیں۔ آپ کا شجرہ حضرت غوث اعظم رحمتہ اللہ علیہ سے ملتا ہے۔ آپ سید ہونے کے باوجود اپنے نسب پر فخر نہ کرتے تھے۔ انتہائی عاجزی وانکساری آپ کی طبیعت میں تھی آپ ہمہ وقت ذکر خدا اور ذکر رسول ﷺ میں مستغرق رہتے۔ شب بیداری آپ کا معمول تھا نماز پنجگانہ کا خصوصی اہتمام فرماتے تھے۔ تہجد اور دیگر نوافل اپنے وقت پر ادا فرماتے آپ کی زندگی نہایت سادہ اور شاندار زندگی تھی۔ اخلاق محمدی ﷺ کا مکمل نمونہ اخلاص ومحبت کے پیکر عالی تھے۔ اپنے سے بڑوں کا احترام اور چھوٹوں سے شفقت آپ کا وصف خاص تھا۔ تمام عمر کسی کا شکوہ نہ کیا۔ بلکہ مخالفین کے پروپیگنڈہ کو اہمیت ہی نہ دیتے۔ اکثر فرمایا کرتے تھے۔ اولیائے کرام کی شان میں گستاخی ان کے مقدر میں ہے اور تنقید کو برداشت کرنا ہمارے ذمہ ہے۔ آپ نے پوری زندگی اپنے آباؤ اجداد اور مرشد کامل کے طریقہ کے مطابق گزاری۔ غرباء اور مساکین کی خدمت میں بے مثال تھے۔ علماء اور صوفیاء کا احترام آپ کو ورثے میں ملا تھا۔ دربار شریف پر لنگر میں خرچ آمدن سے زیادہ کرتے۔ آپ کو اردو، پنجابی، انگریزی اور فارسی زبان پر عبور تھا۔ اکثر محفل سماع کے دوران فارسی کا کلام سن کر وجد میں آجاتے تھے۔

سعادت حج بیت اللہ شریف ☆

ایک مرتبہ آپ نے اپنے پیر ومرشد حضرت الحاج مولوی عبدالستار رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت عالیہ میں عرض کی حضور اگر زندگی میں حج بیت اللہ شریف اور زیارت روضہ رسول کریم ﷺ نصیب ہو جائے تو زہے نصیب۔ آپ کے مرشد کامل نے دعا کی۔ اسی رات آپ کو حرمین شریفین کی زیارت نصیب ہوئی۔ بعدازاں حج بیت اللہ شریف اور زیارت روضہ رسول کریم ﷺ کیلئے تشریف لے گئے تو مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کی زیارت کو اسی طرح پایا جس طرح خواب میں دیکھا تھا۔

بیعت وخلافت ☆

آپ ۲۳ فروری ۱۹۲۰ء بروز اتوار صبح تہجد کے وقت پیر طریقت الحاج مولوی عبدالستار چشتی صابری کلیامی رحمتہ اللہ علیہ کے دست حق پرست پر بیعت سے سرفراز ہوئے اور عبادت وریاضت اورادِ خواجگان چشت اہل بہشت میں مصروف ہو گئے۔ بالآخر مرشد کامل نے اپنے وصال باکمال سے ایک ہفتہ پہلے صبح تہجد کے وقت آپ کو خرقہ خلافت اور سجادگی سے نواز کر سرفراز فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ میرے پاس یہی دولت تھی جو تمہیں دیدی ہے۔ مجھے یہی ملا تھا جو تمہیں دے چلا۔ انشاءاللہ لائق ہو گے آپ کے مرشد کامل آپ پر خصوصی نظر عنایت فرماتے تھے۔

مرشد کامل کے دربار کی خدمت ☆

مرشد کامل کے وصال باکمال کے بعد آپ نے ۳۵ سال تک تادم آخر اپنے مرشد کے طریقے پر چلتے ہوئے دربار عالیہ کلیام شریف اور اپنے بزرگوں کے مزارات واقع موہڑہ چھپر داخلی دھمیال تحصیل وضلع راولپنڈی میں خلق خدا کی رشد وہدایت میں گزاری۔ آپ کے تمام پیر بھائی آپ کا احترام اپنے مرشد کی طرح کرتے تھے اور آپ بھی پیر بھائیوں سے شفقت سے پیش آتے۔ کلیام میں عرس کے موقع پر اپنی خانقاہ اور مرشد کامل کے دربار پر دس روز تک لنگر چلاتے جو کہ ہر خاص وعام کیلئے ہوتا تھا۔ آپ کے دور میں اعلیٰ ادنی کی کوئی پہچان نہ تھی۔ مرشد کامل کی حیات مبارکہ میں موہڑہ چھپر، چکری روڈ سے کلیام شریف ڈالی لے کر جاتے تھے اوران کے وصال باکمال کے بعد بھی اس طریقہ اور رسم کو جاری رکھا۔ تمام عمر ہر جمعرات کو دربار عالیہ الحاج مولوی عبدالستار چشتی صابری کلیامی علیہ الرحمتہ پر موہڑہ چھپر سے تشریف لاتے اور بروز جمعہ کلیام شریف سے واپس موہڑہ چھپر تشریف لاتے اسی طرح عرس کے موقع پر مسلسل دس روز تک اپنے مرشد کے دربار کی خدمت کرتے اور لنگر اور محفل سماع کا خصوصی اہتمام فرماتے تھے۔

آپ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ کلیام شریف کی مصروفیت کے پیش نظر اپنے خاندانی مریدوں کی طرف بھی نہیں جانا ہوتا۔ آپ کے آباؤ اجداد کے اکثر مریدین جب آپ سے ملتے تو مایوسی کا اظہار کرتے آپ انہیں فرماتے کہ جمعرات کو کلیام شریف آ جایا کرو یا عرس پر کلیام شریف آ جایا کرو وہیں پر ملاقات ہو جایا کرے گی۔ میں اپنے مرشد کا دربار نہیں چھوڑ سکتا۔

وصال باکمال اور وصیت ☆

آپ نے اپنے وصال باکمال سے پہلے اپنے مرشد کے طریقہ کے مطابق یہ وصیت کردی تھی کہ میرے جنازے پر رونے دھونے کی بجائے قوالی کرانا اور جنازہ اٹھے تو قوالی ساتھ ساتھ ہو رہی ہو۔ چنانچہ ۲۶ دسمبر ۱۹۷۸ء ۲۵ محرم الحرام ۱۳۹۹ء شام ۶ بجے کچھ دن بیمار رہنے کے بعد آپ کا وصال باکمال ہوا۔ اور ۲۷ دسمبر ۱۹۷۸ء بمطابق ۲۶ محرم الحرام ۱۳۹۹ کو دن ۳ بجے آپ کو آپ کے آباؤ اجداد کے پہلو میں نماز جنازہ کے بعد دفن کیا گیا۔ نماز جنازہ میں ہزاروں عقیدت مندان کے علاوہ علمائے کرام مشائخ عظام بالخصوص الحاج خواجہ پیر سید غلام معین الدین شاہ گولڑوی المعروف بڑے لالہ جی صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے بھی نماز جنازہ میں شرکت کی۔ آپ کا عرس مبارک دسمبر کے آخری عشرے میں ۱۰ روز تک منایا جاتا ہے۔ مزار پر انوار موہڑہ چھپر داخلی دھمیال چکری روڈ تحصیل و ضلع راولپنڈی میں مرجع خاص و عام ہے۔ فقیر راقم الحروف کو بارہا آپ کے دربار پر حاضری کا شرف حاصل ہے۔

آپ کے بعد آپ کے بھانجے اور داماد حضرت پیر سید نذیر حسین شاہ چشتی صابری مدظلہ آپ کے سجادہ نشین چلے آرہے ہیں۔ فقیر راقم الحروف کا حضرت سجادہ نشین صاحب سے دیرینہ ذاتی تعلق ہے خدا خوش رکھے اور عمر دراز کرے۔

آباد خدا رکھے میخانہ محمد کا ﷺ

حضرت پیر خواجہ سید غلام علی شاہ چشتی نظامی رحمتہ اللہ علیہ

تعارف☆

آفتاب ولایت وتصوف پیکر صبر و رضا پیر طریقت فخر السادات ہمدانیہ حضرت خواجہ پیر سید غلام علی شاہ چشتی نظامی رحمتہ اللہ علیہ سلسلہ عالیہ چشتیہ نظامیہ کے عظیم روحانی پیشوا تھے۔ آپ کا گھرانہ ایک علمی اور روحانی ماحول کا سرچشمہ تھا۔ ایسے ماحول میں والدین نے آپ کی پرورش انتہائی سادہ اور پروقار طریقہ سے کی آپ نے آنے والے وقتوں میں خطہ پوٹھوار بالخصوص سرزمین میرا شریف پر نیّر ولایت بن کر چمکے آپ کو خداوند کریم نے حسن و جمال کے ساتھ اس قدر نوازا تھا کہ جو بھی ایک نظر دیکھ لیتا وہ زندگی بھر کیلئے آپ کا گرویدہ ہو کے رہ جاتا۔ سینکڑوں غیر مسلم صرف آپ کے چہرہ انور پر چمکنے والا جمال دیکھ کر مسلمان ہو گئے اور آپ کے دست مبارک پر تائب ہوئے۔

آپ کا خاندان اور آپ کی ذات کسی تعارف کی محتاج نہیں آپ ہمدانی سادات جس کا تعلق ایران کی مشہور روحانی شخصیت حضرت امیر کبیر شاہ ہمدان علیہ الرحمتہ سے ہے۔ آپ کے اجداد ایران سے ہجرت کر کے کشمیر و ہزارہ اور مختلف علاقوں میں آباد ہو کر مخلوق خدا کی رشد و ہدایت کا فریضہ سرانجام دیتے رہے اور آپ نے ضلع راولپنڈی کے نواحی گاؤں جو کہ چکری روڈ پر ضلع کچہری سے ۲۴ کلو میٹر دور موضع میرا خورد جس کو علاقائی زبان میں چوروں کا میرا بھی کہا جاتا تھا۔ آ کر اپنے قدوم لزومیت سے اس سرزمین کو ذکر خدا سے آباد کیا۔

سیرت وکردار☆

آپ جس طرح ظاہری طور پر حسن و جمال کی دولت سے مالا مال تھے۔ اسی طرح باطنی طور پر بھی روحانیت کے چشمے آپ کے وجود باجود سے پھوٹتے تھے۔ آپ صاحب کشف وکرامت اور تقویٰ ورع عبادت و ریاضت میں بے مثال اور اخلاق محمدی کی عملی تصویر تھے۔ تمام عمر نہ تو شریعت محمدی کے خلاف کوئی کام کیا اور نہ ہی کسی کو ایسا کرنے دیتے اور اسی طرح تمام عمر آپ نے کسی کی دل آزادی نہیں ہونے دی اگر کبھی کسی شخص کی کوئی بات ناگوار گذرتی تو بڑی خندہ پیشانی سے سن کر اس کو بڑے شفیق انداز

میں سمجھاتے غصہ کے وقت آپ کے چہرے کا جلال ناقابل برداشت تھا۔ مگر آپ اس پر فوراً قابو پالیتے تھے۔ نماز پنجگانہ، تہجد دیگر نوافل اور اوراد و وظائف میں۔ کسی قیمت پر کمی نہ آنے دیتے سفر ہو یا حضر غمی ہو یا خوشی آپ نے اپنے معمولات کو ہر حال میں پورا کیا سخاوت کا عالم یہ تھا کہ جو کچھ بھی پاس ہوتا وہ لنگر میں دے دیتے یا فقیروں اور حاجت مندوں میں تقسیم فرما دیتے آپ کے دروازے سے کبھی کوئی سائل خالی نہیں لوٹا۔

بیعت وخلافت ☆

آپ سلسلہ عالیہ چشتیہ نظامیہ کی عظیم علمی و روحانی شخصیت حضرت پیر سید غلام حیدر علی شاہ جلالپوری علیہ الرحمتہ کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف ہوئے اور انہی سے خرقہ خلافت پا کر صاحب ارشاد ہوئے۔

کشف وکرامات ☆

آپ سے بہت سی کرامات کا صدور ہوا ہے جس کیلئے ایک بہت بڑے دفتر کی ضرورت ہے اختصار سے کام لیتے ہوئے صرف دو کرامات کا ذکر کیا جاتا ہے۔

آپ کے ایک مرید خاص صوفی میاں احمد صاحب مرحوم جو کہ فتح جنگ شہر کے رہنے والے تھے کہ صاحبزادے جناب میاں محمود احمد صاحب اپنے والد کی زبانی فرماتے ہیں کہ ایک دن مغرب کی اذان ہوئی میرا شریف کی جامع مسجد میں تمام خدام عقیدت مندان مریدین جمع تھے کہ آپ حضرت خواجہ سید غلام علی شاہ صاحب نے نماز مغرب کی حسب معمول امامت فرمائی نماز کے تین فرضوں کے بعد سلام پھیرا اور دعا کیے بغیر ہی آپ مصلے سے اٹھ کھڑے ہوئے اور مسجد سے نکل کر گاؤں سے باہر مین روڈ کی طرف چل دیئے۔ مریدین نے عرض کیا حضور ابھی فرض نماز ادا کی گئی ہے مگر آج آپ نے فرضوں کی دعا بھی نہیں کرائی اور بغیر کسی وجہ سے آپ گاؤں سے باہر کہاں تشریف لے جارہے ہیں۔ آپ باہر کی طرف چلتے رہے اور کوئی جواب نہیں دیا ایک مقام پر جا کر دیکھا کہ سڑک کی جانب سے ایک ننگا فقیر جسم پر کپڑوں کے بغیر گدھے پر سوار آپ کی طرف آرہا ہے اور انے کا انداز یہ تھا کہ گدھے کا منہ گاؤں کی طرف اور اس کا چہرہ گاؤں سے باہر یعنی مخالف سمت کی جانب تھا۔ جب وہ آپ کے قریب آیا تو بڑی

تعظیم سے ہاتھ بڑھایا آپ نے ہاتھ ملا کر فرمایا کہ جا اجازت ہے۔ بس اتنی سی بات ہوئی کہ وہ واپس چلا گیا۔ مریدین عقیدت مندان حیران و پریشان تھے کہ بلاآخر یہ معاملہ کیا ہے کہ وہ آیا اور آدھے راستے میں ملا اور واپس چلا گیا اور حضرت خواجہ بھی واپس مسجد کو چل دیئے مریدین کے استفسار پر آپ نے فرمایا کہ فلاں علاقے کا قطب فوت ہو گیا ہے اس کے بعد اب اس کو قطب مقرر فرمایا گیا یہ شخص وہاں جانے سے پہلے یہاں آخری جگہ مجھ سے اجازت لینے آیا تھا۔ میں نے اجازت دیدی۔

کرامت نمبر۲ ☆

یہی صوفی میاں احمد صاحب فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ ظہر کے وقت ہم میراشریف سے نکل کر حضرت خواجہ کی قیادت میں کھیری مورت موڑ پر جہاں سے پانی کا بھی گذر ہے۔ وہاں پر ایک آٹا پینے والی مشین جس کو علاقائی زبان میں جندر بھی کہتے ہیں۔ وہاں جا کر قیام کیا وہاں جا کر نماز ظہر ادا کی اور بیٹھ گئے کہ اچانک حضرت خواجہ کے چہرے کی کیفیت بدل گئی اور سخت اضطراب کی کیفیت نظر آنے لگی ہم یہ سمجھے کہ شاید آپ کی طبیعت خراب ہو گئی ہے جس کی وجہ سے آپ نے آنکھیں بھی بند کر لی ہیں۔ تھوڑی ہی دیر میں آپ نے آنکھیں کھولیں تو تمام حاضرین نے دیکھا کہ آپ کی آنکھیں اور چہرہ پانی سے تر بتر تھا۔ عقیدت مندان نے عرض کیا حضور کیا وجہ خاص تھی کہ طبیعت میں اچانک تبدیلی اور اضطراب پیدا ہو گیا تھا۔ آپ نے فرمایا کہ میرا ایک مرید بڑی دور سے اپنے گھر سے گھی لے کر چلا کہ میراشریف پہنچ کر پیر صاحب کو پیش کرونگا۔ مگر یہاں سے تھوڑی ہی دور وہ پانی کا نالہ کراس کر رہا تھا کہ اچانک نالہ میں پانی زیادہ آ گیا اور پانی کی لہروں کی نذر ہو کر بہنے لگا تو اس نے آواز دے کر کہا کہ حضور میں تو آپ کے لئے گھی کا برتن لے کر زیارت کیلئے آ رہا تھا کہ اب پانی میں بہہ رہا ہوں یا خواجہ غلام علیشاہ مجھے بچاؤ۔ جب اس نے پکارا تو میں نے اسے پانی سے نکالنے کیلئے چلا گیا تھا۔ جس کی وجہ سے میری طبیعت میں اس قدر اضطراب پیدا ہو گیا تھا۔

میاں صوفی احمد صاحب فرماتے ہیں کہ ابھی ہم وہیں پر بیٹھے ذکر و فکر میں مشغول تھے کہ ہم نے ایک شخص کو اپنی طرف آتے ہوئے دیکھا جس کے سر پر گھی کا برتن تھا اور کپڑے پانی سے بھیگے ہوئے تھے۔ ہم نے اس سے اس کا حال پوچھا تو اس نے پورا واقعہ ایسے ہی بیان کر دیا۔ جیسا کہ اس سے پہلے آپ حضرت خواجہ صاحب بیان فرما چکے ہیں۔

وصال باکمال☆

آپ کا وصال باکمال ۱۵ محرم الحرام ماہ جون ۱۹۲۲ء کو یاد خدا کرتے ہوئے ہوا۔ مزار پر انوار میرا شریف چکری روڈ تحصیل و ضلع راولپنڈی میں آج بھی مرجع خاص و عام ہے۔ جہاں پر آج بھی اہل عقیدت حاضری دے کر اپنے دامنوں کو گوہر مراد سے بھرتے ہیں۔

فقیر راقم الحروف کا عرصہ ۱۵ سال سے آستانہ عالیہ کے ساتھ قلبی لگاؤ ہے اور ۱۵ محرم الحرام کو آپ کے عرس پاک کی تقریب میں اکثر حاضری رہتی ہے۔ عرس کے موقع پر دور دور سے جید علمائے کرام نعت خوان حضرات تشریف لا کر اپنے مواعظ حسنہ سے ہر خاص و عام کو مستفیض فرماتے ہیں اور جلالپور شریف کے درباری قوال محفل میں اپنا رنگ جماتے ہیں۔

آباد خدا رکھے میخانہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا

حضرت خواجہ پیر سید احمد شاہ چشتی نظامی رحمتہ اللہ علیہ

تعارف☆

مجسمہ تسلیم ورضا، فخر السادات، گلشن ولایت کے گوہر نایاب حضرت خواجہ پیر سید احمد شاہ چشتی نظامی رحمتہ اللہ علیہ ۱۹۰۵ میں میرا شریف کے عظیم روحانی اور علم وعرفان کے مرکز میں حضرت خواجہ پیر سید غلام علی شاہ علیہ الرحمتہ کے گھر آپ کی ولادت باسعادت ہوئی۔ گھر کا علمی اور روحانی ماحول ہونے کی وجہ سے آپ میں بہت جلد غیر معمولی صلاحیتیں بیدار ہونا شروع ہو گئیں تھیں۔ بڑے بڑے بزرگوں اور لوگوں کے علاوہ آپ کے آباؤ اجداد نے محسوس کر لیا تھا کہ یہ بچہ اس سرزمین پر آسمان ولایت کا ستارہ بن کر چمکے گا اور اوجِ ثریا کی منزلوں کو چھوئے گا اور پھر زمانے نے دیکھا کہ آپ نے اپنے آباؤ اجداد کے طریقے پر چلتے ہوئے ان کے مشن کی تکمیل اور ان کے لگائے ہوئے طریقت کے باغ کی اس انداز سے آبیاری کی ملک بھر کے چاروں صوبوں آزاد کشمیر اور دیگر ملکوں سے لوگ آ کر فیض حاصل کرتے رہے۔ آپ کو خداوند قدوس نے جس طرح ظاہری حسن و جمال سے نوازا تھا۔ اسی طرح آپ کو باطنی طور پر بھی علم وعرفان سے نوازا ہوا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ آپ کے پاس آنے والا کبھی دوبارہ واپس جانے کا نام نہ لیتا آنے والے عقیدت مندان آپ کے چہرے کی زیارت کرتے رہتے اور کسی طرف ان کا دھیان ہی نہیں جاتا تھا۔ آپ اپنے اسلاف کی طریقت اور دیگر معاملات دینیہ کے صحیح وارث ثابت ہوئے اور تمام عمر اس شمع کو روشن کیے رکھا۔

سیرت وکردار☆

آپ انتہائی حسین وجمیل خوبصورت نیک سیرت باکردار باصلاحیت شخصیت کے حامل تھے۔ تقوی پرہیز گاری آپ کا شعار رہا عبادت وریاضت میں یکتائے روزگار تھے۔ سخاوت میں بے مثال طبیعت کے مالک تھے۔ دربار پر آنیوالے عقیدت مندوں مریدین سے شفقت سے پیش آتے حاجت مندوں اور ضرورت مندوں کی ضرورت وحاجت کو پورا کرتے آپ کا لنگر ودستر خوان وسیع ودراز تھا۔ بڑے بڑے جاہ وجلال والے آپ کے انداز زندگی سے متاثر اور پریشان وحیران تھے۔ تمام عمر فقر کے دامن کو تھامے رکھا۔ مگر اہل دنیا کے سامنے انداز زندگی اس قدر شاہانہ کہ وہ شرما جاتے تھے آپ اپنی

سواری کیلئے گھوڑ اسواری کو بہت پسند فرماتے تھے۔

بیعت وخلافت ☆

آپ سلسلہ عالیہ چشتیہ کے عظیم روحانی پیشوا حضرت خواجہ سید محمد فضل شاہ صاحب جلالپوری علیہ الرحمتہ کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف ہوئے اور انہی سے اجازت وخلافت پا کر سرفراز ہوئے۔ آپ اپنے والد گرامی حضرت خواجہ سید غلام علی شاہ علیہ الرحمتہ کے وصال باکمال کے بعد ان کے سجادہ نشین بھی تاحیات رہے۔

کشف وکرامت ☆

جناب صوفی میاں محمود احمد جو کہ صوفی میاں احمد فتح جنگ والوں کے صاحبزادے اور آپ حضرت خواجہ سید احمد شاہ کے بڑے فرزند جناب صاحبزادہ پیر سید حسنات احمد شاہ چشتی میروی کے سسر بھی ہیں۔

آپ فرماتے ہیں کہ میں ٹیکنیکل جاب کے سلسلہ میں دوبئی متحدہ عرب امارات میں موجود تھا کہ گجرات کے رہنے والے چند افراد جنہوں نے وہاں پر بہت وسیع وعریض کاروبار چلایا ہوا تھا میرے کام سے متاثر ہو کر اپنی کمپنی میں کام کرنے کی دعوت دی تو میں نے کہا اب تو پاکستان چھٹی جا رہا ہوں آپ میرا ورک ویزہ بھیج دیں تو میں چھٹی کاٹ کر آ جاؤں گا۔ چناچہ انہوں نے میرا ورک ویزہ بھیج دیا اور میں معاہدہ کے تحت ان کے ہاں کام پر چلا گیا جب میں کمپنی میں پہنچا تو انہوں نے مجھے ایک پلانٹ دکھایا کہ ہم ایسا پلانٹ منگوانا چاہتے ہیں کیا آپ اسے چلا لیں گے تو میاں محمود احمد صاحب نے کہا کہ یہ کتنے کا آئے گا تو انہوں نے بتایا کہ ۵۰ لاکھ درہم کا تو میں نے کہا میں تمہیں اس جیسا بلکہ اس سے بہتر پلانٹ ایک لاکھ درہم میں بنا دوں گا آپ یہ نہ منگوائیں بلکہ میری ڈیمانڈ کے مطابق مجھے پلانٹ بنانے کیلئے سامان لا دیں۔ چنانچہ سامان کے آنے پر کام شروع کر دیا میں بھی بڑی محنت وجانفشانی سے کام کرتا رہا۔ جب وہ پلانٹ مکمل ہونے کے قریب تھا تو اچانک کمپنی کے مالک نے ایک دن مجھے کہا کہ یہاں قریب شہر کی بڑی مسجد میں کوئی محفل ہوتی ہے آؤ چلیں چل کر دین کی باتیں سن کر آئیں۔

میاں صاحب فرماتے ہیں کہ میں ان کے ساتھ چل دیا جب ہم مسجد میں پہنچے تو دیکھا کہ مسجد میں ہر طرف تبلیغی جماعت کے لوگ بیٹھے ہوئے ہیں اور کچھ لوگ ٹولیاں بنا کر کچھ بات کر رہے ہیں۔

کچھ لوگ دنیاوی مشاغل میں مصروف ہیں۔ مجھے یہ طریقہ اوران کا عمل پسند نہ آیا طبیعت کو ان کی یہ بات ناگوار گذری جب واپسی پر چلے تو کمپنی کا مالک مجھے ان کے بارے میں بتانے لگا اور ہمارے اہل سنت کے عقائد پر کیچڑ اچھالنے لگا۔ جس سے میرے جذبات مجروح ہوئے اور اسے میں نے مزید گفتگو کرنے سے روک دیا۔ جس پر اسے بھی برالگا اگلے روز میں بوجھل طبیعت سے کام کررہا تھا تو میں نے اسے کہہ دیا کہ میں صرف یہ پلانٹ مکمل کروں گا اور اسے فٹ کر کے ایک شخص کو اس کے چلانے کیلئے ٹرینڈ کر کے واپس پاکستان چلا جاؤں گا تو اس نے جواب میں کہا کہ تم واپس جا کر دکھاؤ میں کسی قیمت پر نہیں جانے دوں گا اب تو بکسے میں بند ہو کر ہی جاسکتے ہو زندہ جانے کی کوئی صورت نہیں۔

تو میں نے کہا کہ ہم کوئی لاوارث نہیں ہیں۔ فقیروں کے ماننے والے ہیں۔ سن لے کہ میں اسے مکمل کرنے کے فوراً بعد اس جگہ سے اس طرح چلا جاؤں گا جس طرح مکھن سے بال نکل جاتا ہے۔ اس نے کہا دیکھا جائے گا۔ اگلے روز اس کا بھائی آیا اور اس نے آ کر جارحانہ انداز اختیار کرتے ہوئے میری ہتک شروع کر دی۔ چونکہ میں تو پہلے ہی دل کا مریض اور بائی پاس آپریشن کرا چکا تھا۔ اس لیے مجھ سے اس کی باتیں برداشت نہ ہوئیں۔ جس کی وجہ سے مجھے دل میں درد کی شکایت ہوئی تو میں نے اسے کہا کہ مجھے دل کی تکلیف ہوگئی ہے۔ لہٰذا مجھے جلد ہسپتال پہنچاؤ باوجود اس کے کہ اس کے پاس اس وقت چار گاڑیاں کھڑی تھیں اس نے کوئی گاڑی یا ڈرائیور دینے سے انکار کرتے ہوئے کہا کہ زیادہ تکلیف ہے تو خود ہسپتال چلے جاؤ۔

چنانچہ میں خود ہلکے ہلکے قدم رکھتا ہوا ورکشاپ سے باہر سڑک پر آیا اور ٹیکسی کر کے دوبئی کے سب سے بڑے سرکاری ہسپتال میں پہنچا ڈاکٹروں نے میری کیفیت کو دیکھ کر فوراً داخل کر لیا اور ایک ہفتے تک مجھے ہسپتال میں زیر علاج رکھا جب میری طبیعت قدرے بہتر ہوئی تو ہسپتال کے بڑے ڈاکٹر نے مجھ سے پوچھا کہ تمہارا یہاں پر کوئی عزیز ہے تو میں نے جواب نفی میں دیا تو اس نے پوچھا کہ تم کام کہاں کرتے ہو تو پھر میں نے تمام ماجرا سنا دیا کہ ان لوگوں کی تلخ کلامی کی بنا پر مجھے یہ تکلیف ہوئی تھی اور وہ نہ مجھے ہسپتال تک لے کر آئے اور نہ ہی میرا پتہ کرنے آئے۔ تو اس کے بعد ہسپتال کے بڑے ڈاکٹر نے کمپنی کے مالک کو فون کر کے بلایا اور میرے بارے میں استفسار کیا کہ وہ کہاں ہے تو اس نے مختلف حیلے بہانے بناتے ہوئے کہا کہ وہ ہمارے پاس کام نہیں کرتا تو پھر ڈاکٹر نے میرے کمپنی کے کاغذات اور ورک پرمٹ اس کو دکھایا تو وہ پریشان ہو کر پوچھنے لگا کہ یہ شخص اس وقت کہاں ہے؟ ڈاکٹر اسے لے کر وارڈ میں آیا۔ جب وہ میرے قریب آیا تو ہاتھ جوڑ کر کھڑا ہو گیا اور کہنے لگا کہ مجھ سے غلطی ہوگئی ہے

معاف کردو۔اس کے بعد میں ہسپتال سے جب فارغ ہونے لگا تو سرجن نے دیگر کاغذات کے ہمراہ ایک سٹرفکیٹ ازخود جاری کر دیا جس پر کمپنی کے نام تحریر تھا کہ یہ شخص اس کام کے لئے فٹ نہیں ہے۔لہٰذا اس کو جلد از جلد اس کے گھر پاکستان بھیج دیا جائے۔وہ تمام کاغذات سنبھال کر دوبئی میں اپنی رہائش گاہ پر آ گیا اور ڈیڑھ ماہ تک زیر علاج اور صاحب فراش رہا ادھر تو میری یہ کیفیت اور ادھر کمپنی والوں نے لیبر کوٹ میں میرے خلاف مقدمہ کر دیا کہ ہم نے اسے کام کیلئے پاکستان سے بلایا ہے ابھی اس کا ایگری لیمنٹ ختم ہونے میں ۹ ماہ باقی ہیں تو یہ کام نہیں کرتا بلکہ پاکستان جانے کا مطالبہ کر رہا ہے۔لیبر کورٹ نے میرے پاس اس کے ذریعے طلبی کا حکم نامہ بھیجا۔مگر انہوں نے مجھے صحیح بات بتانے کی بجائے یہ کہا کہ میاں صاحب ہم آپ کو پاکستان بھجوانا چاہتے ہیں۔لہٰذا آپ ہمارے ساتھ لیبر کورٹ چلیں ہم آپ کا ورک پرمٹ کینسل کروا کر آپ کو پاکستان بھجوانا چاہتے ہیں۔میں چل دیا جب لیبر کورٹ گئے اور قاضی کے سامنے پیش ہوئے تو وہاں جا کر کہنے لگا کہ ہم نے اسے پاکستان سے اپنا پلانٹ بنانے کیلئے بڑی رقم خرچ کر کے بلایا تھا ابھی اس کا ایگریمنٹ ختم ہونے میں ۹ ماہ باقی ہیں تو یہ پاکستان جانے کی ضد کر رہا ہے۔

جب میں نے یہ معاملہ دیکھا تو میں نے قاضی کو مخاطب کر کے اپنی صفائی میں تمام واقعہ بیان کیا کہ ان کے تلخ انداز اور توہین آمیز رویہ سے مجھے تکلیف ہوگئی یہ مجھے نہ ہسپتال لے کر گئے اور نہ ہی مجھے ہسپتال دیکھنے آئے اور ہسپتال سے فارغ ہونے کے ڈیڑھ ماہ تک یہ مجھے پوچھنے بھی نہیں آئے بلکہ آج بھی مجھے دھوکے سے یہ کہہ کر لائے ہیں۔قاضی نے جب بات سنی تو ان کو خوب جھاڑ پلائی اور مجھے کہا کہ اگر آپ واقعی دل کے مریض ہیں۔تو ہسپتال سے اپنے ان فٹ ہونے کا سٹرفکیٹ لے آئیں تو ہم آپ کو پاکستان بھجوا دیں گے میں نے فوراً ہسپتال کے کاغذات اور سٹرفکیٹ قاضی کو دے دیا۔اس نے پڑھا اور پھر دوبارہ ان کو سخت الفاظ میں تنبیہہ کی اور کہا کہ تم نے اس کے ساتھ اچھا سلوک نہیں کیا۔لہٰذا اب تم اس کو جتنے دن اس نے کام کیا ہے اس کی اور 1/1-2 ماہ کی بیماری کی مکمل تنخواہ اور دیگر اس کے بقایاجات ان کو دے کر فلاں تاریخ کو میرے پاس لاؤ تا کہ ان کے کاغذات دیکھ کر ورک پرمٹ کینسل کر کے ان کو پاکستان بھیج دیا جائے چنانچہ ایسا ہی ہوا انہیں بڑی خجالت ہوئی اور انہوں نے میرے تمام بقایاجات بھی دیئے اور معافی بھی مانگی میاں محمود احمد صاحب فرماتے ہیں کہ جس روز مجھے قاضی کے پاس لے گئے تھے ایک دن پہلے میں نے اپنے مرشد حضرات خواجہ سید احمد شاہ میروی کو یاد کیا اور کہا کہ حضور عرصہ دراز سے بے چین ہوں۔دستگیری فرمایئے اور پھر خدا نے چاہا تو ایسا ہی ہوا۔اور وہ نہ سمجھ سکے کہ یہ سب کچھ کس طرح ہو گیا۔

وصال باکمال☆

آپ کا وصال باکمال ۳۰ اکتوبر ۱۲ محرم الحرام ۱۹۸۲ء بروز ہفتہ کو ہوا۔ نماز جنازہ میں ہزاروں افراد نے شرکت کی آپ کو آپ کے عظیم والد گرامی کے پہلو میں میرا شریف چکری روڈ تحصیل وضلع راولپنڈی میں دفن کیا گیا۔ دربار شریف کے سجادہ نشین پیر سید اجمل حسین شاہ مبشر حمدانی صاحب یورپ میں عرصہ ۱۵ سال سے مقیم ہیں۔ عرس کے موقع پر تشریف لاکر محفل کی زینت بنتے ہیں۔ دربار شریف پر ایک خادم موجود رہتا ہے۔

آباد خدا رکھے میخانہ محمد کا ﷺ

پیر سید ولایت شاہ بخاری نقشبندی رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆

پیر طریقت رہبر شریعت پاسبان مسلک خواجہ نقشبندی حضرت قبلہ پیر سید ولایت شاہ بخاری رحمتہ اللہ علیہ آپ سادات بخاری کے عظیم روحانی پیشوا سید صفت شاہ بخاری رحمت اللہ علیہ کے چشم و چراغ ہیں۔ آپ نے تمام زندگی یاد خدا اور عشق رسول ﷺ میں گذاری۔ آپ انتہائی سادہ نیک سیرت باکردار صاحب علم وعرفان اور صاحب کشف کرامت بزرگ تھے۔ تمام زندگی خلاف سنت کوئی کام نہ کیا۔ حقیقت کی جستجو تو گویا آپ کی سرشت میں داخل تھی بچپن ہی سے آپ نے دنیا کو ترک کر کے خالق حقیقی سے ناطہ جوڑ لیا تھا محبت الٰہی آپ کا اوڑھنا بچھونا اور عشق رسول ﷺ آپ کا مشرب تھا۔ آپ کی زندگی اطاعت رسول ﷺ کا آئینہ دار تھی۔ آپ ۱۸۹۰ء کو چکری انٹرچینج سے چند کلومیٹر دور گنگوالہ شریف تحصیل وضلع راولپنڈی میں پیدا ہوئے اور ابتدائی تعلیم اپنے والد محترم سے حاصل کی۔

بیعت وخلافت ☆

جب آپ کو تلاش مرشد کامل کی ضرورت پیش آئی۔ تو آپ پاپیادہ اپنے گھر گنگوالہ شریف سے نکلے اور مری میں دربار عالیہ نقشبندیہ مجددیہ موہڑہ شریف کی حدود میں داخل ہوئے۔ تو والی موہڑہ شریف غوث زماں حضرت خواجہ محمد قاسم موہڑوی علیہ الرحمتہ نے باطنی طور پر آپ کو اپنی طرف آتا ہوا دیکھا تو اپنے مریدین وحلقہ احباب سے فرمایا کہ آج ایک سید زادہ ہمارا مہمان بننے والا ہے۔ چلو خانقاہ سے باہر نکل کر سید زادے کا استقبال کرتے ہیں۔ جونہی آپ موہڑہ شریف کی خانقاہ میں داخل ہوئے تو پہلی نظر پیر کامل غوث زماں حضرت خواجہ محمد قاسم علیہ الرحمتہ پر پڑی آپ دم بخود رہ گئے۔

پیر کامل صورت ظل الہٰ
یعنی دید پیر دید کبریا

مرشد کامل نے آگے بڑھ کر سینے سے لگایا کہ آپ کے سینے کو روشن کر دیا۔ بے قرار دلوں کو قرار آیا تو وفور جذبات میں فرمانے لگے۔ سید ولایت شاہ تیری ولایت کا چراغ ایک زمانے کو روشن کرے گا۔ مرشد کامل نے آپ کو بیعت کیا اور جلد ہی خرقہ خلافت سے نواز دیا۔

سیرت وکردار☆

آپ شریعت وطریقت کے پابند انتہائی متقی اور پرہیزگار تھے۔کوئی کام کبھی بھی کسی حال میں سنت رسول ﷺ کے خلاف نہ کیا۔ ہر وقت ذکر خدا میں مست رہتے۔خدمت خلق خدا کو اپنا شعار سمجھتے بلا تفریق مذہب وملت ہر ایک کی خدمت کرتے۔ ہزاروں افراد آپ کی دعاؤں سے فیض یاب ہوئے۔

اولاد وامجاد☆

آپ کے دو صاحبزادے ہوئے۔ان میں سید نذیر حسین شاہ بخاری علیہ الرحمتہ اور سید قربان حسین شاہ بخاری دونوں صاحب اولاد ہیں جن میں آپ کے صاحبزادہ پیر سید قربان حسین شاہ بخاری 1999ء میں وصال باکمال ہو گیا پیر سید قربان شاہ کے بڑے صاحبزادے مبلغ اسلام پیر سید شبیر حسین شاہ بخاری رحمان آبادی جو کہ آج کل رحمان آباد جی ٹی روڈ گوجرخان میں خدمت دین اور تبلیغ اسلام کا فریضہ سرانجام دے رہے ہیں۔دار العلوم رحمانیہ کے مہتمم اور اس کے ساتھ ملحقہ بہترین عظیم الشان مسجد کے بلند پایہ خطیب اور صاحب سلسلہ بزرگ ہیں۔

کرامات☆

کراماتِ اولیاء را اضطراب است کے مصداق آپ نے بھی کبھی خرق عادات کے اظہار کو پسند نہیں فرمایا۔ باوجود اس کے بے شمار کرامات کا آپ سے ظہور ہوا۔جن میں سے ایک کرامت پیش خدمت ہے۔ ضلع شیخوپورہ میں آپ کے مریدین کی کثیر تعداد موجود ہے۔ان میں سے ایک گھرانے کی کسی کے ساتھ خاندانی دشمنی تھی۔ایک رات جب یہ گھر والے محوخواب تھے۔تو ان کے دشمن قتل کے ارادے سے گھر میں داخل ہوئے۔ایک دشمن نے جب آپ کے مرید کی طرف بندوق سیدھی کی تو اچانک آپ جلوہ گر ہوئے اور اس کی بندوق کی نالی اپنے ہاتھ سے پکڑ کر اوپر کی طرف کی۔اس نے بندوق چلائی۔تو گولی چھت کو پھاڑتی ہوئی باہر نکل گئی۔آپ اس کے فوراً بعد غائب ہو گئے۔ بندوق چلانے والا پریشان تھا کہ آخر میری بندوق کو اوپر سیدھا کرنے والا کون تھا۔

وصال باکمال☆

آپ کا وصال باکمال شب جمعہ ۲۳ مارچ ۱۹۶۹ء کو گنگوالہ شریف میں ہوا۔ بوقت وصال

آپ کی زبان پر درود شریف جاری تھا کہ خالق حقیقی سے جا ملے۔ آپ کا مزار فیض آثار چکری انٹرچینج موٹروے سے چند کلومیٹر دور گنگوالہ شریف تحصیل و ضلع راولپنڈی میں آج بھی مرجع ہر خاص و عام ہے۔ آپ کا سالانہ عرس مبارک آپ کے پوتے حضرت پیر سید جمیز حسین شاہ بخاری مدظلہ کی زیر صدارت ہر سال ۲۲، ۲۳ مارچ کو آپ کے آستانہ عالیہ پر بڑی عقیدت و محبت سے منایا جاتا ہے۔ جس میں ملک اور بیرون ملک سے آپ کے مریدین شرکت کرتے ہیں۔

آباد خدا رکھے میخانہ محمد کا ﷺ

حضرت پیر سید عبداللہ شاہ گیلانی رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆

قدوۃ السالکین زبدۃ العارفین امام الواصلین حضرت پیر سید عبداللہ شاہ گیلانی رحمتہ اللہ علیہ اٹھرویں صدی میں حضرت پیر سید میراں سجان شاہ علیہ الرحمتہ کے گھر بھیرہ شریف ضلع سرگودھا میں آپ کی ولادت ہوئی۔

آپ نجیب الطرفین حسنی حسینی سید ہیں۔آپ حضور غوث پاک رحمتہ اللہ علیہ کی اولاد پاک سے ہیں۔آپ کے والد ماجد حضرت پیر میراں سجان شاہ اپنے آبائی علاقہ حجرہ شاہ مقیم دیپالپور تحصیل و ضلع اوکاڑہ سے ۱۸۰۱ء میں ہجرت کر کے بھیرہ شریف ضلع سرگودھا میں تشریف لے آئے اور اسی جگہ کو خلق خدا کی رشد و ہدایت کا مرکز بنایا اور ہزاروں گمراہوں کو راہ ہدایت دی وہیں ان کا وصال باکمال ہوا۔

آپ انیسویں صدی کے وسط میں بھیرہ شریف سے ہجرت کر کے گھیلا کلاں تحصیل و ضلع راولپنڈی میں مستقل طور پر اقامت گزیں ہو گئے اور اسی جگہ پر مخلوق خدا کی رشد و ہدایت اور عبادت خداوندی میں مصروف ہو گئے۔

بیعت وخلافت ☆

آپ اپنے والد گرامی جناب حضرت میراں سجان شاہ گیلانی علیہ الرحمتہ کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف ہوئے اور سلوک کی منزلیں طے کرنے کے بعد انہی سے خرقہ خلافت پاکر صاحب مسند وارشاد ہوئے۔

سیرت وکردار ☆

آپ زہد وتقویٰ میں اپنی مثال آپ تھے۔شریعت مطہرہ کے سخت پابند اور اپنے بزرگوں کی تعلیمات پر سختی سے عمل پیرا تھے۔نماز پنجگانہ باجماعت ادا فرماتے اور تہجد دیگر نوافل کا کثرت سے اہتمام فرماتے تھے۔ ہمیشہ درویشانہ زندگی بسر کرتے تھے۔آپ کی زندگی انتہائی سادہ تھی بڑے اعلیٰ درجہ کے مہمان نواز اور گفتگو میں بڑے ہی حلیم الطبع تھے۔ولایت میں آپ کو اعلیٰ درجہ کا کمال حاصل تھا۔آپ اس قدر سیف زبان تھے کہ منہ سے جو بات نکلتی اسی وقت پوری ہو جاتی تھی۔آپ کی بے شمار کرامات ہیں جو

احاطہ تحریر میں نہیں لائی جا سکتی چند ایک پیش خدمت ہیں۔

کشف و کرامات ☆

ایک دفعہ ضلع سرگودھا کا ایک مرید اونٹنی لے کر دریائے جہلم عبور کر رہا تھا کہ اس کا پاؤں دلدل میں پھنس گیا اور پانی میں ڈوبنے لگا۔ جب پانی سے بچنے کی کوئی ترکیب سمجھ نہ آئی اور زندگی کو خطرے میں پایا تو اس نے اس عالم میں آپ کو پکارا اور استعانت چاہی۔ آپ اس وقت اپنے حجرے گھیلا کلاں میں چند مریدین کے ہمراہ تشریف فرما تھے۔ آپ نے بیٹھے بیٹھے اچانک اپنے دائیں بازو کو جھٹکا دیا۔ جس سے بازو میں ہلکی سے خراش آ گئی اور بازو سے پانی ٹپکنے لگا۔ آپ کے پس بیٹھے ہوئے مریدین حیران و پریشان ہو کر عرض کرنے لگے حضور کیا ماجرا ہے۔ ان کے استفسار پر آپ نے فرمایا کہ میرا ایک مرید اس طرح دریا میں ڈوبنے والا تھا پانچویں دن وہ مرید جب اپنی اونٹنی سمیت گھیلا کلاں میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تو لوگوں کو اس نے بعینہ یہ واقعہ بتا کر تصدیق کر دی۔

کرامت نمبر۲ ☆

آپ کے صاحبزادے حضرت پیر راجہ شاہ کی بارات موضع چاچڑ شریف ضلع سرگودھا جارہی تھی کہ تھل کے علاقہ سے گزر ہوا تو گرمی کی شدت سے لوگ نڈھال ہو گئے تمام لوگوں نے دست بستہ عرض کیا حضور اللہ کی بارگاہ میں دعا فرمائیں کہ باران رحمت کا نزول ہو جائے۔ آپ نے دونوں ہاتھ آسمان کی جانب اٹھائے اور اللہ کریم کی بارگاہ میں نزول باران رحمت کیلئے التجا کی۔ وہاں سے رخصت ہو کر ابھی تھوڑے ہی فاصلے پر بارات پہنچی تھی کہ باران رحمت کا اس قدر نزول ہوا کہ موسم بھی ٹھنڈا ہو گیا اور زمین کی بھی پیاس بجھ گئی۔

کرامت نمبر۳ ☆

ایک مرتبہ سخت خشک سالی کا زمانہ تھا عرصہ دراز سے بارش نہ ہونے کی وجہ سے فصلیں برباد ہونے اور قحط سالی کا خطرہ تھا کہ گاؤں کے لوگ اکٹھے ہو کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کرنے لگے کہ حضور خداوند کریم کی بارگاہ میں بارش کیلئے دعا فرمائیں تاکہ خدا کی مخلوق اس تکلیف سے بچ سکے اور سکھ کا سانس لے آپ نے تین مرتبہ آسمان کی جانب ہاتھ اٹھا کر دعا فرمائی۔ ابھی لوگ اپنے اپنے گھروں کو نہیں پہنچے تھے کہ اتنی بارش ہوئی کہ کھیتیاں سیراب ہو گئیں۔

آپ کی اولاد وامجاد☆

آپ کے چھ صاجزادے تھے جن کے اسمائے گرامی حسب ذیل ہیں۔(۱) ☆ حضرت پیر سید شریف شاہ علیہ الرحمتہ (۲) ☆ حضرت پیر سید فتح شاہ علیہ الرحمتہ (۳) ☆ حضرت پیر سید راجہ شاہ علیہ الرحمتہ (۴) ☆ حضرت پیر سید جہان شاہ علیہ الرحمتہ (۵) ☆ حضرت پیر سید زمان شاہ عالیہ الرحمتہ (۶) ☆ حضرت پیر سید گل بادشاہ علیہ الرحمتہ۔

وصال باکمال☆

آپ کا وصال باکمال ۱۸۶۵ء کو ہوا۔ مزار پر انوار موضع گھیلا کلاں براستہ چکری انٹر چینج تحصیل وضلع راولپنڈی میں مرجع خاص وعام ہے۔ آج کل آپ کے پوتے حضرت پیر سید کوثر شاہ گیلانی سجادہ نشین ہیں جو انتہائی اعلیٰ اخلاق وکردار کے مالک ہیں راقم الحروف کا آپ کے ساتھ دیرینہ اور گہرا تعلق ہے۔

آباد خدا رکھے میخانہ محمد کا ﷺ

حضرت پیر سید گل بادشاہ گیلانی رحمتہ اللہ علیہ

تعارف☆

عارف کامل، فنافی الذات، شیخ طریقت، نسبت رسولی، حضرت پیر سید گل بادشاہ گیلانی رحمتہ اللہ علیہ موضع گھیلا کلاں تحصیل وضلع راولپنڈی میں پیر طریقت حضرت پیر سید عبداللہ شاہ گیلانی علیہ الرحمتہ کے گھر آپ کی ولادت ہوئی آپ کے آباؤ اجداد اپنے اپنے وقت کے شیخ طریقت تھے۔ جن کے مزارات ہجرہ شاہ مقیم ضلع اوکاڑہ میں مرجع خاص وعام ہیں آپ کے مریدین ملک بھر بالخصوص بھیرہ شریف، بھرپور شریف، چکوال، میانہ موہڑہ، ہڑیال، بھلومارتلہ گنگ کھوڑ، خوشاب ودیگر مقامات پر واقع ہیں۔

سیرت وکردار☆

آپ انتہادرجہ کے متقی وپرہیز گار عبادت وریاضت میں یگانہ روزگار تھے۔ شریعت وطریقت کی پابندی آپ کا وصف خاص تھا۔ آپ نہایت ہی ملنسار اور بلند اخلاق اور اخلاص ومحبت کے پیکر درویش صفت انسان تھے۔ ظاہری بناوٹ اور وضع قطع ظاہر داری سے سخت نفرت فرماتے تمام عمر سادہ زندگی گذاری آنے والا شخص آپ ہی کا ہو کے رہ جاتا۔

بیعت وخلافت☆

آپ اپنے والد گرامی جناب پیر سید عبداللہ شاہ گیلانی علیہ الرحمتہ کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف ہوئے عبادت وریاضت اور مجاہدہ کی تکمیل اور سلوک کی منزلیں طے کرنے کے بعد اپنے والد گرامی سے خرقہ خلافت اور اجازت بیعت سے مشرف ہو کر جانشین وسجادہ مقرر ہوئے۔

اولاد امجاد☆

آپ کے چھ صاحبزادے ہیں جو کہ اپنے آباؤ اجداد کے نقش قدم پر چلتے ہوئے ہدایت خلق اللہ میں مصروف ہیں۔ تفصیل حسب ذیل ہے۔

(نمبر۱) ☆ حضرت پیر سید لال بادشاہ علیہ الرحمتہ کا مزار بھرپور شریف نزد کلر کہار ضلع چکوال

میں مرجع خاص و عام ہے۔ (نمبر۲) ☆ حضرت پیر سید اکبر شاہ علیہ الرحمتہ کا مزار ضلع چکوال میں مرجع خاص و عام ہے۔ (نمبر۳) ☆ حضرت پیر سید پھل شاہ علیہ الرحمتہ کا مزار ضلع چکوال میں مرجع خاص و عام ہے۔ (نمبر۴) ☆ حضرت پیر سید اورنگزیب شاہ علیہ الرحمتہ کا مزار ضلع چکوال میں مرجع خاص و عام ہے۔ (نمبر۵) ☆ حضرت پیر سید عالم شاہ علیہ الرحمتہ کا مزار پیر سید چن پیر شاہ رحمتہ اللہ علیہم اجمعین۔

آپ کے دیگر صاحبزادگان کے علاوہ آپ کے پانچویں صاحبزادے ہیں۔ گھیلا کلاں میں صاحب سلسلہ ہوئے ہیں جو بڑے صاحب کمال اور اپنے وقت کے بہترین ولی کامل تھے پورے علاقہ میں آپ کے عقیدت مندان و مریدین کثیر تعداد میں موجود ہیں بے شمار کرامات آپ سے صادر ہوئیں۔ عبادت و ریاضت زہد و تقوی میں بے مثال و بے نظیر تھے۔ آپ نے تمام عمر ذکر خدا اور اپنے بزرگوں کی تعلیمات کو فروغ دینے میں صرف کی۔ آپ بھی اپنے اسلاف کی طرح ولایت میں درجہ کمال رکھتے تھے۔ آپ کے چھ کے چھ صاحبزادگان بھی نیک اور اپنے وقت بہترین عالم اور شیخ طریقت ہیں۔ جن کے اسمائے گرامی حسب ذیل ہیں۔

(نمبر۱) ☆ حضرت پیر سید غلام امیر شاہ صاحب گیلانی (نمبر۲) ☆ الحاج سید کوثر حسین شاہ صاحب گیلانی۔ (نمبر۳) ☆ الحاج حضرت پیر سید سلطان امیر شاہ صاحب گیلانی۔ (نمبر۴) ☆ حضرت پیر سید حافظ غلام شبیر حسین شاہ صاحب گیلانی۔ (نمبر۵) ☆ الحاج پیر سید مہتاب حسین شاہ صاحب گیلانی۔ (نمبر۶) ☆ حضرت پیر سید شمس الامیر شاہ صاحب گیلانی۔

جن میں حضرت پیر سید غلام امیر شاہ گیلانی صاحب کے مریدین دھن ضلع چکوال اور پوٹھوار ضلع راولپنڈی کے علاقوں میں موجود ہیں۔

آپ کے دوسرے صاحبزادے الحاج پیر سید کوثر حسین شاہ گیلانی صاحب ایک بلند پایہ خطیب اور عالم دین ہیں۔ آپ نے محکمہ تعلیم میں ۲۵ سال تک تدریس کے فرائض سرانجام دیئے ۱۹۸۷ء میں ریٹائر ہو کر آج کل مرکزی جامع مسجد چکری میں خطابت کے فرائض سرانجام دینے کے علاوہ پورے پنجاب میں تبلیغ اسلام کے فرائض سرانجام دے رہے ہیں۔ انہوں نے آپ کے دربار شریف کے نزدیک ایک بہترین خوبصورت مسجد تعمیر کروائی ہے جو کہ آپ کی محنت کا ثمر ہے۔

آپ کے تیسرے صاحبزادے پیر سید سلطان امیر شاہ گیلانی صاحب ۱۹۷۱ء سے محکمہ تعلیم میں تدریس کے فرائض سرانجام دے رہے ہیں۔ آج کل گورنمنٹ ہائی سکول چکری میں ہیڈ ماسٹر اور اپنے گاؤں کی مرکزی جامع مسجد حنفیہ میں بطور امام خطیب فرائض سرانجام دے رہے ہیں۔ آپ کے

شاگردوں کی بڑی تعداد اعلیٰ عہدوں پر فائز ہے آپ کے چوتھے صاحبزادے پیر سید حافظ غلام شبیر شاہ گیلانی صاحب نے قرآن کریم دارالعلوم غوثیہ گولڑہ شریف سے حفظ کیا اور وہیں سے دینی تعلیم بھی مکمل کی۔

پانچویں صاحبزادے الحاج پیر سید مہتاب حسین شاہ گیلانی پچیس سال پاکستان نیوی میں ملازمت کر کے ریٹائرڈ ہوئے آج کل دوحہ قطر میں ملازمت کر رہے ہیں۔ چھٹے صاحبزادے پیر سید شمش الامیر شاہ گیلانی پاکستان اسٹیٹ آئل میں ملازمت کر رہے ہیں جو کہ انتہائی ملنسار خوش اخلاق اور مہمان نواز شخص ہیں۔

وصال باکمال☆

حضرت پیر سید گل بادشاہ گیلانی رحمتہ اللہ علیہ کا وصال باکمال مورخہ ۱۹۳۰ء میں ہوا۔ مزار پر انوار موضع کھیلا کلاں براستہ چکری انٹری چینج تحصیل و ضلع راولپنڈی میں مرجع خاص و عام ہے۔

آپ کا سالانہ عرس مبارک ہر سال بارہ ربیع الثانی کو زیر سرپرستی الحاج پیر سید کوثر حسین شاہ گیلانی مدظلہ العالی منعقد ہوتا ہے۔ جس میں علمائے کرام مشائخ عظام اور آپ کے لاتعداد عقیدت مندان و مریدین بطور خاص شرکت کر کے اپنے قلوب واذہان کو نور ایمان سے منور کرتے ہیں۔

آباد خدا رکھے میخانہ محمد کا ﷺ

حضرت بابا سخی شہید (المعروف) بابا چہاڑ رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆

امام الاولیا، شیخ الفقرا، سلطان العاشقین، برہان العارفین، حضرت بابا سخی شہید المعروف بابا چہاڑ رحمتہ اللہ علیہ تیرھویں صدی ہجری کی عظیم روحانی شخصیت ہیں۔ آپ کے دربار پر ہر وقت زائرین کا ہجوم رہتا ہے۔ آپ کا روحانی فیضان اس قدر عام ہے کہ ہر کس و ناکس اس سے مستفیض ہو رہا ہے۔ ہر جمعرات کو آپ کے دربار پر دور دراز سے لوگ آ کر دیگیں اور لنگر پکاتے ہیں۔ اور عوام الناس میں تقسیم کرتے ہیں۔

آپ کے بارے میں آج تک بڑی کاوش کے باوجود بھی یہ معلوم نہ ہو سکا کہ آپ کہاں سے تشریف لائے اور کس سلسلہ میں کس بزرگ کے مرید خلیفہ ہیں نہ ہی سوانح حیات معلوم ہو سکی اس دربار کا انتظام محکمہ اوقاف پنجاب نے سنبھالا ہوا ہے جو ہر جمعرات کو آتے ہیں اور غلہ کھول کر ہزاروں روپے نکال کر لے جاتے ہیں۔ مگر کبھی آپ کے غلے کے پیسے آپ کے دربار پر خرچ کرنے کی توفیق نہیں ہوتی۔ حتیٰ کہ سالانہ عرس مبارک کے موقع پر بھی علاقہ کے معززین کی ایک کمیٹی بنی ہوئی ہے یہ عرس مبارک اس کمیٹی کے ممبران کی زیر نگرانی انعقاد پذیر ہوتا ہے۔ لنگر ہر خاص و عام کیلئے عام ہوتا ہے۔ تقاریر علمائے کرام اور نعت خوان حضرات کی نعت خوانی اور قرا حضرات تلاوت کرتے ہیں۔

ہر جمعرات کے علاوہ ہر ماہ چاند کی گیارہ تاریخ کو آپ کے ہاں ماہانہ گیارہویں شریف کے پروگرام کے موقع پر میلے کا سماں ہوتا ہے۔

دربار شریف کے ساتھ ملحقہ جامع مسجد ہے جو اپنی تعمیر کی لحاظ سے ایک کشش رکھتی ہے۔ اس مسجد میں محکمہ اوقاف کی طرف سے علامہ قاری عبدالحفیظ کیانی چشتی عرصہ دراز سے خطیب چلے آ رہے ہیں۔ بڑے مجاہد اور باہمت اور ملنسار بلند اخلاق ہیں۔ اگر یہ کہہ دیا جائے تو بے جا نہ ہوگا کہ اس وقت دربار شریف کی تعمیر و مرمت دیکھ بھال اور عرس کے انتظامات میں جو چار چاند لگے ہوئے ہیں یہ سب

حضرت علامہ قاری عبدالحفیظ کیانی چشتی صاحب مدظلہ کی تحریک کا حصہ ہیں۔ فقیر راقم الحروف عرصہ ۲۰ سال سے آپ کے سالانہ عرس اور رمضان المبارک کی ستائیسویں رات کے پروگرام میں قاری عبدالحفیظ کیانی صاحب کی دعوت پر حاضری دیتا ہے۔

وصالِ باکمال ☆

آپ کا وصال ۱۳۳۳ ہجری میں ہوا۔ مزار شریف اسلام آباد انٹرنیشنل ایئرپورٹ کے بالمقابل چکلالہ گاؤں میں مرجع خاص وعام ہے۔

آباد خدا رکھے میخانہ محمد کا ﷺ

حضرت بابا سید معصوم بادشاہ رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆

امام العارفین، برھان الواصلین، قدوۃ السالکین حضرت بابا سید معصوم بادشاہ رحمتہ اللہ علیہ اپنے زمانے کے بہترین عارف کامل بزرگ تھے۔ ایک زمانہ آپ سے فیض حاصل کرتا رہا آپ کا فیضان عام ہے آنے والا سائل کبھی خالی نہیں لوٹتا تھا۔ اسی طرح آج بھی آپ کے مزار پرانوار سے بھی فیضان جاری ہے اور آنے والے حاجت مندان اپنے دامنوں کو گوہر مراد سے بھر کر جاتے ہیں۔ آپ کے بارے میں کوشش کے باوجود معلوم نہ ہو سکا کہ آپ کہاں سے تشریف لائے آپ کے آباؤ اجداد کہں کے رہنے والے ہیں اور یہ بھی معلوم نہ ہو سکا کہ آپ کا سلسلہ عالیہ کونسا ہے اور آپ کب کلر سیداں میں تشریف لائے بڑی بڑی عمروں والے حضرات یہ بتاتے ہیں کہ آپ کا مزار شریف شروع ہی سے کچا تھا جو کہ بعد میں پختہ کرایا گیا۔ حاجی سیٹھ سلطان محمود صراف کلر سیداں والے جو کہ دربار عالیہ گھمکول شریف کوہاٹ والے حضرت زندہ پیر علیہ الرحمتہ کے خلیفہ ہیں۔ ان کے والد گرامی جناب مرزا غلام حیدر مرحوم جن کا ۱۰۸ برس کی عمر میں ۱۹۹۹ء انتقال ہوا ہے وہ فرماتے ہیں کہ نالہ لئی کانسی جس کو علاقائی زبان میں ہاڑ بھی کہتے ہیں ہاڑ پر نہانے کے لئے جایا کرتا تھا۔ چونکہ کلر سیداں میں اس زمانے میں پانی کی قلت تھی۔ لوگ نہانے کے لئے ہاڑ پر جایا کرتے تھے۔

۱۹۴۶ء کی بات ہے کہ میں نہانے کے لئے رات ۳ بجے ہاڑ پر گیا اس وقت میں سمجھا کہ رات ختم ہو گئی اور صبح ہونے کو ہے۔ رات ۳ بجے اس قدر چاندنی تھی کہ میں وقت کا احساس نہ کر سکا میں ہاڑ پر نہانے جا رہا تھا کہ دیکھا کہ ایک ڈولی سی ہے اس میں رنگ برنگی روشنیاں پھوٹ رہی ہیں اور وہ زمین سے کچھ فاصلے پر ہوا میں اڑی جا رہی ہے۔ مرزا غلام حیدر مرحوم فرماتے ہیں کہ پہلے تو میں سمجھا کہ یہ اڑن کھٹولا ہے۔ میں حیرانگی سے اسے دیکھتا رہا اور پیچھے پیچھے چلتا رہا وہ ڈولی آپ کی قبر مبارک جو کہ اس وقت کچی تھی۔ اس کے اوپر جا کر رکی اور قبر کے اندر چلی گئی۔

کرامت نمبر ۲ ☆

لاہور مغل پورہ کے ڈاکٹر مجید صاحب اپنے بیٹے کے ہمراہ آپ حضرت بابا سید معصوم بادشاہ

سرکار رحمتہ اللہ علیہ کے عرس پاک میں شرکت کیلئے لاہور سے آئے۔ ڈاکٹر مجید صاحب نے دربار پر کھڑے ہوکر آپ کی خدمت میں عرض کیا بابا معصوم بادشاہ سرکار ہم داتا کی نگری لاہور سے آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے ہیں۔ یہ میرا بیٹا کمیشن کے لئے فوج میں جارہا ہے اس کے لئے خدا کی بارگاہ میں دعا کریں کہ یہ کیپٹن بن جائے۔ ڈاکٹر مجید صاحب فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ نے آپ کے وسیلہ سے دعا کو سن لیا کہ میرا بیٹا فوج میں چلا گیا اور اچھے نمبروں سے پاس ہوکر پاک فوج میں کیپٹن بن گیا ہے۔ ڈاکٹر مجید صاحب مغلپورہ لاہور میں اب بھی اپنا کلینک کھولے ہوئے اور زندہ ہیں اور ان کا بیٹا فرخ جاوید جو کہ ابھی بھی فوج میں حاضر ڈیوٹی کیپٹن ہے۔ ہر سال آپ کے عرس میں تشریف لاتے ہیں اور دیگیں پکوا کر لنگر میں اپنا حصہ ڈالتے ہیں اور وہ لنگر لوگوں میں تقسیم کرتے ہیں۔

تصرف باطنی سے ہدایت ☆

انہی سیٹھ حاجی سلطان محمود صراف گھمکولوی کے بھائی مرزا بشیر احمد اور ایک تھانیدار شیخ برکت علی جو کہ ان دنوں تھانہ کلرسیداں میں ڈیوٹی پر تھے اولیاء اللہ کے بڑے پیروکار اور ماننے والے عقیدت مندوں سے تھے نے مشترکہ کوشش کرکے کچھ پیسے اکٹھے کرکے آپ کی قبر مبارک پکی کرانے کا پروگرام بنایا اور اس کے لئے مستری شیرا نے جب آپ کے مزار شریف کو پختہ کرنے کا کام شروع کیا چونکہ گرمیوں کے دن تھے دن بھر کام کرنے کے بعد وہ آپ کے مزار کے قریب ہی آرام کی غرض سے سوگیا تو خواب میں کیا دیکھتا ہے کہ آپ حضرت معصوم بادشاہ کی زیارت سے مشرف ہوا اور خواب کے عالم میں آپ حضرت بابا سید معصوم بادشاہ سرکار رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ مستری دیکھو۔ آپ نے قریب پڑی ہوئی اینٹ کے دو ٹکڑے کیے اور ایک ٹوٹے کے چاروں کونے توڑ کر فرمایا کہ مستری اس طرح سے پائے بناؤ۔ مستری شیرا کا بیان ہے کہ اس واقعہ کے بعد میری آنکھ کھل گئی میں نے چاروں طرف دیکھا تو مجھے وہاں کچھ نظر نہ آیا۔ بعدازاں میں نے سمجھ لیا کہ آپ نے باطنی طور پر تصرف کرکے مزار شریف کے بنانے کے لئے ہدایت دی ہے۔ لہٰذا آپ کے بتائے طریقہ کے مطابق میں نے اینٹیں توڑ کر ان کے ٹوٹوں کے کونے بنا کر اسی طرح گول پائے بنائے اور مزار شریف کی تعمیر مکمل کردی۔

اللہ کے ولی جس سے چاہیں کام لے لیتے ہیں ☆

سیٹھ سلطان محمود صراف گھمکولوی فرماتے ہیں کہ جب میں چوتھی کلاس میں سکول پڑھتا تھا۔ تب ہی سے آپ کے مزار پر حاضری دیا کرتا تھا۔ وقت گزرتا گیا عقیدت ومحبت میں اضافہ ہوتا گیا۔

۱۹۸۳ء کو میں نے دربار شریف کے سالانہ عرس مبارک کے لئے انتظام وانصرام سنبھال لیا اس وقت آپ کے مزار شریف کے قریب کوئی آبادی نہ تھی۔ ویران بے آباد جگہ پر آپ کی قبر مبارک تھی جس کو میرے بھائی مرزا بشیر احمد نے تھانیدار برکت علی کے ساتھ مل کر پکا کر دیا تھا اس کے علاوہ مزید کوئی تعمیرات نہ تھیں۔ جب میں نے آپ کے آستانہ عالیہ کا نظام اپنے ہاتھ میں لیا تو اس زمانے میں بھی تھانہ کلر سیداں میں انسپکٹر جو کہ اللہ والوں کا عقیدت مند تھا اس نے اہل علاقہ کو تھانے میں بلا کر کہا کہ اللہ کے ولی حضرت بابا سید معصوم بادشاہ رحمتہ اللہ علیہ کے دربار کے ساتھ لوگوں کے لئے مسجد بنائی جائے اس نیک مقصد کیلئے تمام لوگ دل کول کر چندہ دیں چنانچہ موقع پر دس ہزار روپیہ چندہ جمع ہوا۔ جو کہ ناکافی تھا۔ سیٹھ سلطان محمود صراف گھمگولوی فرماتے ہیں میں اپنے پیرومرشد حضرت زندہ پیر علیہ الرحمتہ کے پاس جو اس وقت بظاہر حیات تشریف فرما تھے۔ ان کے پاس چلا گیا اور جا کر عرض کیا کہ حضور اللہ کے ولی کے دربار کے قریب مسجد بنانے کی ڈیوٹی لگ گئی ہے اور عوام کی طرف سے صرف دس ہزار روپیہ چندہ جمع ہوا ہے جو کہ ناکافی ہے اللہ کی بارگاہ میں دعا فرمائیں تاکہ غیب سے کچھ امداد ہو جائے تاکہ اللہ کا گھر تعمیر ہو جائے۔ آپ نے فرمایا کہ سلطان محمود جا کر کام شروع کراؤ جس کا گھر تم بنانے لگے ہو وہ بہت امیر ہے اس لئے فکر نہ کرو اللہ کریم خود کرم کرے گا۔ الحاج سیٹھ سلطان محمود صراف فرماتے ہیں کہ میں نے واپس آ کر کام شروع کرا دیا اس کے بعد مجھے نہیں معلوم کہاں کہاں سے لوگوں نے مجھے پیسے بھیجے اور اس طرح غیبی امداد ہوئی کہ آج ایک وسیع وعریض اور بہترین خوبصورت مسجد مکمل ہو چکی ہے اور باقاعدہ دینی مدرسہ بھی قائم ہو چکا۔ جہاں اہلسنت کے بہترین عالم دین قاری بشیر احمد بڑی محنت اور جانفشانی سے خدمت کے فرائض سرانجام دے رہے ہیں۔

الحمدللہ چند سالوں میں آپ کے مزار شریف کے اردگرد کافی آبادی ہو گئی اور اس جگہ کا نام معصوم نگر رکھ دیا گیا ہے۔ آپ کا سالانہ عرس قدیم زمانے سے ۲۹۔۳۰۔۳۱ مئی کو ہر سال معصوم نگر کلر سیداں تحصیل کہوٹہ ضلع راولپنڈی میں آپ کے مزار پرانوار منایا جاتا ہے۔ آپ کا مزار پرانوار معصوم نگر کلر سیداں شہر تحصیل کہوٹہ ضلع راولپنڈی میں مرجع ہر خاص وعام ہے۔ فقیر راقم الحروف نے بھی آپ کے مزار پرانوار پر اپنے دیرینہ کرم فرما دوست جناب صوفی بشیر احمد صدیقی آف کلر سیداں اور جناب الحاج سیٹھ سلطان محمود صراف خلیفہ دربار گھمکول شریف کی خصوصی دعوت پر جلوس عید میلاد النبی کی قیادت کیلئے دی گئی دعوت کے موقع پر حاضری دی ہے۔

آباد خدا رکھے میخانہ محمد کا ﷺ

حضرت سید ہوتے شاہ رحمتہ اللہ علیہ

تعارف☆

سلطان التارکین عارف اکمل حضرت سید ہوتے شاہ رحمتہ اللہ علیہ ایک مجذوب قسم کے فقیر اور درویش تھے۔ کلر سیداں کی پرانی اور قدیمی جامع مسجد میں رہائش پذیر تھے چونکہ آپ مجذوب تھے۔ اس لئے آداب شریعت کا ظاہری طور پر کوئی خیال نہ رہتا تھا۔ آپ مسجد کے صحن کے اندر ہی بھنگ رگڑ کر پیا کرتے تھے۔ مسجد کے امام چونکہ شریعت مطہرہ کے سخت پابند تھے انہوں نے آپ کو منع کیا کہ ہوتے شاہ مسجد کے صحن میں بھنگ نہ رگڑا کرو۔ ایک دن مولوی صاحب مذکور کو غصہ آ گیا اور غصے کے عالم میں آپ کو اٹھا کر مسجد سے باہر گلی کی طرف پھینک دیا اور مار مار کر زخمی کر دیا۔ بابا گھیم سنگھ جو مسجد کے قریب ہی رہتے تھے بہت ہی غریب آدمی تھا وہ بازار سے گھر کی طرف جب آتا تو روزانہ آپ کو گلی میں زخمی حالت میں دیکھتا ایک دن اس کی قسمت جاگی آپ کی منت سماجت کر کے اپنے گھر لے گیا اور آپ کی خدمت کرنے لگا مگر تھوڑا ہی عرصہ گزرا تھا کہ آپ کا وصال باکمال ہو گیا۔ وصال باکمال سے پہلے ایک دن آپ حضرت ہوتے شاہ رحمتہ اللہ علیہ نے بابا گھیم سنگھ کو بلایا اور فرمایا کہ ہمارے وصال کا وقت آ گیا ہے تم نے ہمارا بہت خدمت کی ہے۔ لہٰذا یہ ہماری گودڑی سنبھال لو اور بوقت ضرورت اس کو جھاڑ لیا کرنا جو بھی ملے استعمال میں لے لیا کرنا۔ چنانچہ آپ کے وصال باکمال کے بعد بابا گھیم سنگھ کے گھر تنگی آئی تو بیوی نے کہا کہ حضرت بابا ہوتے شاہ رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا تھا کہ بوقت ضرورت اس کو جھاڑ لیا کرنا۔ لہٰذا گودڑی جھاڑنی چاہیے جب گودڑی کو جھاڑا گیا تو اس میں سے چاندنی کے بہت سارے روپے گرے وہ حیران ہو گئے اور خوشی کے عالم میں کہنے لگے کہ حضرت بابا سید ہوتے شاہ رحمتہ اللہ علیہ نے یہ روپے گودڑی میں چھپا رکھے تھے۔ کچھ دنوں کے بعد دونوں کے دل میں خیال پیدا ہوا کہ آپ نے فرمایا تھا کہ جب ضرورت پڑا کرے تو اسے جھاڑ لیا کرنا لہٰذا اللہ کے ولی کی بات غلط اور جھوٹی نہیں ہوتی۔ چنانچہ اسے دوبارہ جھاڑا جائے جب گودڑی کو دوبارہ جھاڑا گیا تو ڈھیر سارے چاندی کے روپے پھر گرے۔ اسی طرح گودڑی کو پھر جھاڑا تو پھر کافی سارے چاندی کے روپے گرے اور اس طرح کئی مرتبہ کرنے سے چاندی کے روپوں کا ڈھیر لگ گیا۔ ان دونوں کی خوشی کی انتہا نہ رہی کیونکہ انہوں نے اتنی دولت پوری زندگی میں کبھی نہیں دیکھی تھی انہوں نے کلر سیداں میں ایک بہت بڑے محل کی تعمیر شروع کر دی

جو کہ اسی پیسے سے مکمل ہوئی اور پھر اس کے پاس پیسوں کا اتنا انبار لگ گیا کہ بابا گھیم سنگھ، گروبخش سنگھ مشہور ہوا اور سکھ قوم اسے اپنا گرو ماننے لگی اور پوری سکھ قوم اس کی عزت کرتی تھی۔ یہ محل آج بھی اپنی شان وشوکت سے قائم ہے اور حضرت بابا ہوتے شاہ رحمتہ اللہ علیہ کا مزار شریف بھی اسی میں مرجع خاص و عام ہے۔ آج کل اس بلڈنگ میں ہائی سکول قائم ہے۔ حاجی سلطان محمود صراف فرماتے ہیں کہ چند سال قبل مجھے اس سکول میں جانے کا اتفاق ہوا تو میں نے آپ کے مزر شریف پر بھی حاضری دی آپ کا مزار چونکہ ایک چبوترے کی شکل میں ہے۔ قبر کچی ہے میں نے سکول کے ہیڈ ماسٹر مرزا مشتاق احمد صاحب جو کہ آج کل ریٹائرڈ ہو چکے ہیں۔ ان سے عرض کیا کہ چونکہ آپ سید اور مسلمان اور اللہ کے ولی ہیں میرا خیال ہے کہ آپ کی قبر پختہ بنادی جائے۔ انہوں نے کہا کہ مجھے کوئی اعتراض ہیں ہے۔ چنانچہ میں راولپنڈی سے بنی بنائی سنگ مرمر کی قبر خرید کر لے گیا۔ اور مستری شیرا کو بلا کر آپ کی قبر مبارک بنوادی اور جو پائے وغیرہ پہلے سے موجود تھے وہ بھی اسی طرح دوبارہ لگوادیئے اور اس کے ساتھ قبر پر آپ کے نام کی تختی بھی لگوادی۔ (نوٹ) بابا گھیم سنگھ کا بیٹا ٹیکہ سنگھ جو انڈین آرمی میں ملازم تھا۔ شاید اب ریٹائرڈ ہو گیا ہو گا ان کی انڈیا میں کئی کوٹھیاں تھیں اور انگریزوں نے اسے دفعہ ۳۰ کے اختیارات بھی دیئے ہوئے تھے۔ آپ کا مزار پر انوار ہائی سکول کلر سیداں نزد لاری اڈا کلر سیداں میں مرجع خاص و عام ہے۔ کافی تعداد میں لوگ آ کر دربار شریف پر حاضری دے کر اپنے دامنوں کو گوہر مراد سے بھرتے ہیں۔ فقیر راقم الحروف کو بھی آپ کے دربار شریف پر حاضری سعادت حاصل ہے۔

آباد خدا رکھے میخانہ محمد کا ﷺ

حضرت خواجہ محمد ہاشم نقشبندی رحمتہ اللہ علیہ

تعارف☆

یادگار اسلاف نمونہ سلف صالحین امام المتقد مین حضرت خواجہ محمد ہاشم نقشبندی رحمتہ اللہ علیہ راجپوت جنجوعہ خاندان کے چشم و چراغ ہیں۔ آپ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں حضرت خواجہ محمد عثمان دامانی آف موسیٰ زئی شریف ڈیرہ اسماعیل خان والوں کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف ہوئے اور یاد خدا میں مصروف ہو گئے۔ ہر وقت ذکر خدا آپ کی زبان پر جاری رہتا۔ سینے میں عشق رسول ﷺ کا سمندر ٹھاٹھیں مارتا تھا۔ تمام عمر شریعت و طریقت کے مطابق گذاری نماز پنجگانہ تہجد اور دیگر نوافل کا خصوصی اہتمام فرماتے۔ آپ انتہائی درجہ کے نیک صالح پارسا متقی و پرہیز گار تھے مخلوق خدا کی تربیت اس طرح فرماتے تھے کہ جو بھی آپ کی خدمت میں آتا گناہوں سے توبہ کر کے خدا کی بارگاہ میں جھک جاتا۔ آپ کی زبان اور کلام میں اس قدر لذت اور شیریں تھی کہ زبان ترجمان سے جو بھی کلمہ نکلتا وہ سامعین کے دل پر اثر کرتا اور اس کی کیفیت بدل جاتی آپ نے بگھار شریف جیسے پسماندہ اور دور دراز علاقہ میں دین مصطفیٰ ﷺ کی تبلیغ کا حق ادا کر دیا اور ہزاروں گمراہوں کو راہ ہدایت عطا فرمائی۔ سینکڑوں بے نمازوں کو نمازی بنایا آپ کی سب سے بڑی کرامت یہ ہے کہ آپ نے تمام عمر کوئی بھی کام شریعت کے خلاف نہیں کیا۔

بگھار شریف تحصیل کہوٹہ سے موسیٰ زئی شریف ڈیرہ اسماعیل خان تقریباً ساڑھے تین سو میل کے قریب ہے۔ اس زمانہ میں سفری سہولتیں اس قدر میسر نہ تھیں جس قدر آج ہیں۔ مگر آپ بگھار شریف سے ساڑھے تین سو میل کا یہ طویل سفر پا پیادہ طے کر کے اپنے مرشد کی زیارت کے لیے کئی مرتبہ حاضر ہوئے اور مرشدِ کامل سے علم و عرفان کی دولت حاصل کرتے رہے اور مرشد کریم کی سرپرستی میں منازل سلوک بھی طے کرتے رہے۔

مرشد کامل نے جب آپ کو اپنے معاملہ میں پختہ پایا اور کام کو مکمل ہوتے ہوئے دیکھا تو آپ کو بلا کر خرقہ ءخلافت سے سرفراز فرما کر صاحب ارشاد فرما کر فائز المرام فرما دیا۔

آپ نے تمام عمر بگھار شریف جیسے دور افتادہ علاقے میں دینِ متین کی خدمت اس طرح انجام دیں جس کے اثرات قیامت تک قائم رہیں گے۔

وصال باکمال☆

آپ کا وصال باکمال انیسویں صدی کے آخر میں ہوا آپ کے بڑے صاجزادے حضرت خواجہ عبدالرحمٰن علیہ الرحمتہ جنہوں نے اپنے والد گرامی کے علاوہ ان کے پیرومرشد حضرت خواجہ محمد عثمان دامانی اور حضرت خواجہ سراج الدین موسیٰ زئی شریف ڈیرہ اسماعیل خان سے بھی اکتساب فیض کیا تھا وہ سجادہ نشین مقرر ہوئے مگر ۱۹۴۳ء میں ان کا بھی وصال باکمال ہوگیا۔ بعدازاں حسب وصیت آپ کے چھوٹے صاجزادے حضرت خواجہ محمد یعقوب سجادہ نشین مقرر ہوئے مگر ان کا بھی ۱۹۹۸ء میں وصال ہو گیا ہے۔ اب ان کی جگہ پروفیسر ڈاکٹر صاجزادہ ساجد الرحمٰن صاحب مدظلہ العالی سجادہ نشین مقرر ہوئے اور سلسلہ عالیہ کو بڑے احسن انداز میں چلا رہے ہیں۔

باوثوق ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ جناب ڈاکٹر پروفیسر ساجد الرحمٰن صاحب موجودہ سجادہ نشین دربار شریف پر ایک عظیم یونیورسٹی بنا رہے ہیں۔ خدا تعالیٰ ان کو حیاتِ خضر عطا فرمائے۔

آباد خدا رکھے میخانہ محمد کا ﷺ

حافظ محمد شریف خان چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف☆

امام الفقراء سلطان الاصفیاء رہبر کاملاں حضرت خواجہ حاجی حافظ محمد شریف خان صاحب چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ المعروف حافظ نور کلیامی آپ دہلی کے رہنے والے تھے۔ آپ کے والد گرامی کا نام نامی اسم گرامی مرزا روح اللہ بیگ تھا۔ کا شجرہ نسب چند واسطوں سے ظہیر الدین بابر بادشاہ سے اس طرح ملتا ہے کہ مرزا روح اللہ بیگ بن مرزا رحیم بیگ بن بہادر شاہ ظفر بن شہنشاہ اورنگزیب عالمگیر بن شہاب الدین شاہجہان بن شہنشاہ جہانگیر بن جلال الدین محمد اکبر بن نصیر الدین محمد ہمایوں بن ظہیر الدین بابر بن عمر شیخ مرزا۔

فقیر کی صدا☆

آپ فوج میں رسالدار میجر کے عہدے پر فائز تھے۔ ایک دن آپ فوجی دستے کے ہمراہ پورے اعزاز سے دہلی کے بازار سے گزر رہے تھے کہ بازار میں ایک مجذوب درویش فقیر بیٹھ ہوا تھا۔ اس نے آپ کو دیکھا کر صدا دی کہ ہے کوئی جو مجھے پیٹ بھر کر کھانا کھلائے اور منہ مانگی مراد پائے۔ آپ آواز سن کر اپنی سواری سے نیچے اترے اور فقیر کو اپنے ہمراہ لیا قریب ہی ایک چھابڑی والا تھا۔ جس کے پاس کھانے پینے کا سامان تھا۔ آپ نے اس سے کہا کہ فقیر بابا جو کھاتا ہے اسے کھلاؤ فقیر نے کھانا شروع کر دیا۔ حتیٰ کہ اس چھابڑی والے کا تمام سامان خورد و نوش ختم ہو گیا۔ مگر اس کے باوجود اس نے پھر صدا لگائی کہ ہے جو فقیر کو پیٹ بھر کر کھلائے یہ سن کر آپ نے اپنے پاس موجود تمام رقم گھوڑا زین ہتھیار حتیٰ کہ اپنے جسم کی قمیض تک اتار کر فقیر کو پیش کر دی یہ کمال محبت و سخاوت دیکھ کر فقیر خوش ہو کر اُٹھا اور آپ کو اپنے گلے لگا کر کہنے لگا تم نے میرا پیٹ کھانے سے بھرا ہے میں نے اس کے بدلے تمہارا سینہ نور سے بھر دیا ہے۔ لہٰذا اب تم فوراً جلال آباد چلے جاؤ وہاں پر ایک مرد باخدا اور غوث زماں جناب حضرت خواجہ سید مظہر علی شاہ چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ رہتے ہیں۔ ان کی خدمت میں حاضر ہو کر بیعت ہو جاؤ تمہارا حصہ ان کے پاس ہے۔

جلال آباد آمد اور بیعت وخلافت ☆

آپ جب جلال آباد شریف پہنچے تو حضرت خواجہ سید مظہر علی شاہ علیہ الرحمتہ درس وتدریس میں مصروف تھے۔ حضرت خواجہ سید مظہر علی شاہ پہلے سے ہی آپ کے منتظر تھے۔ بڑی ہی محبت سے گلے لگا کر ملے اور اپنے قریب بٹھایا آپ کے دل میں خیال گزرا کہ میں تو اپنا سب کچھ لٹا کر جو لینے آیا ہوں وہ تو یہاں پر نہیں ہے۔ یہ تو قیل وقال میں مصروف ہیں۔ حضرت خواجہ سید مظہر علی شاہ علیہ الرحمتہ آپ کے دل میں آنے والے اس وسوسے سے باطنی طور پر مطلع ہوئے اور فرمایا کہ بھئی میں تو ایک پنساری ہوں یہاں جیسا مریض آتا ہے ویسی ہی دوا دیتا ہوں۔ تم تو مریض عشق ہو میرے حجرے میں چلے جاؤ بعدازاں آپ کو اپنے حجرے میں بیعت سے مشرف فرمایا اور سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ کی تعلیم سے نوازا۔ آپ نے اپنے مرشد کامل کے پاس رہ کر سخت مجاہدے کیے حتیٰ کہ ایک مجاہدہ کے موقع پر مرشد کامل نے آپ کو حجرے میں بند کر دیا۔ آپ چھ ماہ تک بے ہوشی کے عالم میں اس حجرے میں پڑے رہے۔ حتیٰ کہ آپ کے جسم کو سیکھ (ایک کیڑا ہے جو گوشت اور لکڑی کو کھاتا ہے) نے آپ کے جسم مبارک کو جگہ جگہ سے سیکھ نے کھالیا تھا آپ کے کپڑے اور جسم کا کوئی حصہ ایسا نہ تھا جو سیکھ سے محفوظ رہا ہو۔ حضور خواجہ سید مظہر علی شاہ چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ نے جب آپ کی یہ کیفیت دیکھی تو آنکھوں میں آنسو آگئے اور فرمایا کہ عشق کے بازار کا خریدار ایسا ہی ہوتا ہے۔ اس کے بعد مرشد کامل نے آپ کے مجاہدے کی تکمیل ہوتی دیکھ کر فرط جذبات سے خوشی میں اللہ اکبر کا نعرہ لگایا تو حافظ شریف خان چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ نے آنکھ کھولی اور مرشد کامل کو اپنے قریب کھڑا دیکھ کر کروٹ لے کر اٹھنے کی کوشش کی مگر نقاہت اور زخموں کی وجہ سے نہ اٹھ سکے۔ مگر مرشد کامل کے قدموں سے لپٹ گئے۔ آپ کے مرشد کامل حضرت خواجہ سید مظہر علی شاہ صاحب علیہ الرحمتہ نے آپ کے جسم پر اپنے دست کرم پھیرا تو سارے جسم کے زخم ختم ہو گئے اور قوت بھی بحال ہو گئی۔ مرشد کامل نے پھر آپ کو سینے سے لگا کر باطنی فیض سے آپ کے سینے کو منور اور روشن کر دیا اور فرمایا کہ فوج کی رسالداری کی بجائے ولایت کی سرداری تمہیں عطا کر دی۔ پھر آپ کو دستار اور خرقہ خلافت سے سرفراز فرما کر خطہ پوٹھوار کی ولایت عطا فرما کر حکم دیا اب یہاں سے فوراً کلیام چلے جاؤ وہاں ایک مرد قلندر پیدا ہونے والا ہے۔ جس سے ولایت کا ایک چشمہ جاری ہوگا اور وہ ہمارے سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ کے فیضان کو عام کرے گا اور لاکھوں افراد اس سے فیض یاب ہوں گے۔

کلیام شریف کے لئے روانگی ☆

مرشد کامل نے کلیام شریف روانگی کے وقت آپ کو اپنا کرتہ مبارک ٹوپی، چوغہ اور تسبیح عنایت کی اور فرمایا کہ یہ ہماری امانت ان تک پہنچا دینا۔ مرشد کامل سے رخصت ہو کر آپ دہلی سے جانب کلیام شریف روانہ ہوئے۔ راستے میں ایک مولوی صاحب سے ملاقات ہوئی انہوں نے ابتدائی تعارف کے بعد پوچھا کہ کہاں سے آرہے ہیں اور کس منزل کی جانب جانا ہے۔ یہ سن کو مولوی صاحب نے عرض کی کہ حضور اگر کرم فرمائیں تو آج کی رات میرے پاس قیام فرمائیں۔ مجھے خدمت کا موقع دیں صبح کو آپ کی منزل کی جانب روانہ کر دوں گا۔ آپ نے مولوی کے زیادہ اصرار کرنے پر اس کی خواہش پوری کی اور رات وہیں گزارنے کا پروگرام بنا لیا ہے۔ آپ نے مسجد میں ہی قیام کیا اور رات کے وقت مولوی صاحب کو وہ تبرکات ایک تھیلے میں ڈال کر دیئے اور فرمایا کہ یہ میرے مرشد کے تبرکات ہیں جو میری زندگی کا سرمایہ ہیں۔ آپ ان کو اپنے گھر لے جا کر رکھ لیں صبح کو روانگی کے وقت تم سے واپس لے لوں گا۔ مولوی مذکورہ نے وہ تبرکات جا کر گھر میں رکھ لئے۔ مولوی صاحب اور ان کے اہل خانہ جب سو گئے تو رات کے پچھلے پہر اس تھیلے سے اللہ اکبر کی آوازیں آنے لگیں اور جوں جوں رات گذرتی جاتی اس سے ذکر الٰہی کی آوازیں آتی رہیں۔

مولوی صاحب یہ کرامت دیکھ کر حیران و پریشان ہو گئے اور دلی طور پر بے ایمان بھی ہو گئے اور دل ہی دل میں کہنے لگے کہ اتنا متبرک تھیلا میں اب اس درویش کو نہ دوں گا اور یہ برکت میں اپنے گھر میں ہی رکھوں گا۔ مولوی صاحب چونکہ صرف قیل و قال کو جانتے تھے صاحب حال لوگوں کے منصب سے بے خبر تھے۔ جب صبح ہوئی تو حضرت خواجہ حافظ شریف خان صاحب نے فرمایا کہ مولوی صاحب اب ہماری یہاں سے روانگی کا وقت ہے۔ لہٰذا میری امانت لے آؤ مولوی صاحب کہنے لگے کونسی امانت میرے پاس تو آپ کی کوئی امانت ہے ہی نہیں۔ اس موقع پر مسجد کے باقی نمازی بھی موجود تھے۔ انہوں نے آپ سے پوچھا اے اجنبی مسافر آپ کی کونسی امانت ہمارے امام صاحب کے پاس ہے۔ آپ نے فرمایا کہ میرے مرشد کے تبرکات ہیں۔ جو میں نے مولوی کو رات کے وقت امانتاً دیئے تھے۔ مگر اب وہ میری امانت واپس نہیں کر رہا۔ یہ بات سن کر لوگوں نے کہا کہ اے فقیر ہمارا امام کوئی ایسا غریب شخص نہیں ہے کہ تمہاری ان چیزوں کیلئے بے ایمان ہو جائے۔ ہم عرصہ دراز سے اس کے پیچھے نمازیں پڑھ رہے ہیں۔ ہم اچھی طرح جانتے ہیں کہ ہمارا امام نیک آدمی ہے۔ بے ایمان نہیں ہے۔ آپ نے لوگوں کی

بات سن کر دل ہی دل میں سوچا کہ اب کیا کیا جائے ان تبرکات کو اس وعدہ خلاف مولوی کے پاس چھوڑا بھی نہیں جا سکتا۔ آپ نے بے بسی کے عالم میں اپنے متاع حیات کو اس طرح لٹتا دیکھ کر خاموشی اختیار کر لی اور آگے جانے کا ارادہ ترک کر دیا۔ آپ نے دوسرے روز اس مولوی سے پھر کہا کہ مسافروں اور فقیروں کو تنگ نہیں کیا کرتے۔ لہٰذا میرا تھیلا مجھے دے دو مگر مولوی پر اس بات کا کوئی اثر نہ ہوا اور دھمکی دینے لگا کہ اب اگر تم نے مجھ سے دوبارہ کبھی بھی اس سے متعلقہ بات کی یا مجھ سے تھیلا مانگا تو میں تمہیں جان سے مار دوں گا۔

مولوی کی دھمکی سن کر آپ کے دل سے آہ نکلی جو کہ مولوی کی بدبختی اور بدقسمتی کی داستان لکھتی ہوئی غائب ہو گئی اور اسی روز مولوی صاحب کا ایک بیٹا مر گیا۔ مگر باوجود اس کے اس پر کوئی اثر نہ ہوا اور وہ اپنی بات پر ڈٹا رہا۔ آپ نے تیسری مرتبہ پھر مولوی سے مطالبہ کیا مگر اس نے حسب معمول انکار کرتے ہوئے مزید سخت لہجہ اختیار کیا۔ تیسرے روز پھر مولوی کا دوسرا بیٹا مر گیا۔ اس پر لوگوں نے سوچنا شروع کر دیا کہ مسلسل دو روز سے اس درویش کے مطالبے کے بدلے اس مولوی کے دو بیٹے مر گئے بالآخر یہ معاملہ کیا ہے اور یہ شاہانہ لباس اور ٹھاٹھ باٹھ کی شان والا درویش جھوٹا نہیں ہو سکتا انہوں نے کہا کہ شائد یہ درویش سچا ہو اس لئے کہ سارا علاقہ اور بستی تو بالکل ٹھیک ہے۔ مگر مولوی کے گھر ہیضے کی بیماری پھوٹ پڑی ہے۔ اس میں ضرور کوئی بات ہے۔ لوگوں کے پوچھنے پر آپ نے فرمایا کہ یہ کوئی عام کرتہ یا پوٹلی نہیں ہے بلکہ میرے مرشد کامل حضرت خواجہ سید مظہر علی شاہ چشتی صابری جلال آبادی علیہ الرحمتہ کے تبرکات ہیں جو کہ میرے پاس امانت ہیں۔ جو انہوں نے مجھے عطا کی ہیں۔ آپ جب لوگوں سے بات کر رہے تھے تو چہرہ جلال سے سرخ تھا۔ بات کرتے کرتے جب آپ کی نگاہ مولوی کے گھر پر پڑی تو اس کے گھر کو آگ لگ گئی۔ یہ دیکھ کر لوگوں نے آپ سے معافی مانگنی شروع کر دی اور عرض کرنے لگے کہ آپ خدا کے لئے ہمیں معاف فرما دیں۔ آپ نے فرمایا کہ اگر مجھے تبرکات واپس نہ کیے تو تمہارا پورا علاقہ جلا کر راکھ کر دوں گا۔ آپ کا فرمان سن کر تمام علاقے کے لوگ آپ کے قدموں میں گر گئے اور کہنے لگے کہ آپ خود جا کر اپنی امانت نکال لائیں۔ آپ جلتے ہوئے گھر میں داخل ہوئے اور اپنی چیزیں جو آگ سے بالکل محفوظ تھیں وہ لے کر باہر آ گئے جیسے ہی آپ نے وہ تبرکات حاصل کیے آگ بھی اسی طرح ٹھنڈا ہونا شروع ہو گئی۔ یہ دیکھ کر تمام علاقے کے لوگ آپ کے قدموں میں گر گئے اور معافی کے طلبگار ہوئے۔ آپ نے انہیں معاف فرما کر ان کے لئے دعا فرمائی۔

جلال آباد کے لئے واپسی ☆

اس جگہ سے اپنے مرشد کامل کے تبرکات لے کر اس علاقے سے خوشی خوشی اپنی منزل کی طرف روانہ ہوئے تو اچانک اپنے اندر ایک بہت بڑی تبدیلی محسوس کی کہ باطنی اور روحانی فیض ضبط ہو چکا ہے۔ وہ نظر جو سب کچھ لٹا کر حاصل کی تھی اور ولایت کی عطا کے ساتھ جو تصرفات ملے تھے۔ ان پر اختیار ختم ہو چکا تھا۔ وہ باطنی نظر جس کے سامنے کائنات کا ذرہ ذرہ روز روشن کی طرح عیاں تھا۔ وہ ختم ہو چکی تھی۔ آپ نے فیصلہ کیا کہ واپس دوبارہ مرشد کریم کی بارگاہ میں حاضری دی جائے اور ان کے سامنے سارا معاملہ پیش کیا جائے۔ چنانچہ آپ مرشد کریم کی بارگاہ میں واپس جلال آباد پہنچے اور تمام ماجرا عرض کر کے معافی کے خواستگار ہوئے اور مرشد کامل کے قدموں میں پڑے رہے بالآخر حضرت خواجہ سید مظہر علی شاہ چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ نے اظہار کرامت سے منع فرماتے ہوئے آپ کو معاف کر کے تمام باطنی دولت و نظر واپس عطا کر دی۔

دوبارہ سرزمین پوٹھوار کے لئے روانگی ☆

مرشد کامل حضرت خواجہ سید مظہر علی شاہ چشتی صابری علیہ الرحمتہ سے رخصت ہوتے وقت آپ نے عہد کر لیا کہ اب میری جان بھی چلی جائے تو کرامت کا اظہار نہ ہونے دوں گا۔ جلال آباد سے روانہ ہو کر دہلی آئے اور اپنا گھر بار رشتہ دار عزیز و اقارب کو خدا کے سپرد کر کے اللہ کی رضا کی خاطر جانب پوٹھوار چل دیئے اور چلتے چلتے کابل پہنچ گئے۔ وہاں ایک درویش سے ملاقات ہوئی تو اس نے بتایا کہ آپ اصل جگہ تو پیچھے چھوڑ آئے ہیں۔ آپ کا علاقہ اٹک کی حدود میں ہے۔ وہاں سے واپس حضرت عبدالطیف شاہ قادری کاظمی المعروف بری امام علیہ الرحمتہ کی خدمت میں پہنچ کر حاضری دی اور فاتحہ پڑھی حضرت امام بری شاہ لطیف نے آپ کو خوش آمدید کہا۔ وہاں سے رخصت ہو کر حضرت شاہ چن چراغ علیہ الرحمتہ کے مزار اقدس پر پہنچے۔ ایک رات وہاں گزاری فاتحہ پڑھی۔ حضرت شاہ چن چراغ علیہ الرحمتہ نے بھی آپ کو خوش آمدید کہا اور فرمایا کہ آپ کا مقام یہی ہے۔ آپ کے آنے سے اس علاقے کو سکون و امن ملے گا۔ آپ کی وجہ سے اس علاقے اور خطہ پوٹھوار کو خداوند قدوس قحط سالی سے محفوظ رکھے گا۔ پوٹھوار کے تمام صوفیاء آپ کے تابع فرمان ہوں گے اس کے علاوہ آپ جس ذات اور شخصیت کی تربیت و نگرانی کے لئے خصوصی طور پر سفر کر کے یہاں تشریف لائے ہیں۔ وہ شخصیت بھی جلد ہی آپ کو ملے گی۔ وہ شخص بہت بلند اور اعلیٰ مقام کا حاصل ہوگا۔ جس کی خوشبو اکناف عالم میں پھیل

جائے گی۔ بہت سے لوگ اس کے ذریعے فیض اور روحانی کمال حاصل کرینگے وہ حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں مقبول اور مقرب خاص ہونگے اور اللہ کریم کی جانب سے اسے عشق الٰہی کی دولت نصیب ہوگی۔

حضرت شاہ چن چراغؒ سے حفظ قرآن کی بشارت ☆

حضرت شاہ چن چراغ علیہ الرحمتہ نے آپ کو روحانی طور پر بتایا کہ میں دیکھ رہا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے حفظ قرآن مجید کی سعادت تمہارے مقدر میں لکھی جا چکی ہے۔ اس لئے آپ فوری طور پر کسی کامل اور باعمل استاد سے قرآن مجید کو حفظ کرنے کا سلسلہ شروع کردیں۔

حفظ قرآن کے لئے لنڈی پٹی روانگی ☆

آپ حفظ قرآن کے لئے حضرت شاہ چن چراغ علیہ الرحمتہ سے رخصت ہوکر لنڈی پٹی روانہ ہوئے۔ آپ کو کسی نے بتایا کہ وہاں بقہ دھن نامی ایک گاؤں ہے۔ وہاں پر ایک بہت ہی نیک سیرت باکردار باعمل حافظ قرآن ہیں۔ جو بہت ہی خوش الحان اور بہترین قاری ہیں۔ آپ وہاں پہنچے اور اپنے استاد سے بہت جلد قرآن کریم کو حفظ کیا۔ آپ کے استاد کے ایک بہترین دوست میاں محمد حاجی تھے۔ جو اس علاقہ میں بہت بڑے زاہد و عابد متقی پرہیزگار اعلیٰ سیرت و کردار کے حوالے سے بہت مشہور تھے۔ میاں محمد حاجی نے اپنی باطنی نظر سے آپ کو پہچان لیا تھا کہ یہ ملوک زادہ شاہی پوشاک کو ترک کر کے فقر کی گودڑی کو اپنایا اور ایک وقت آئے گا کہ چہار دانگ عالم میں اس کی ولایت کا شہرہ اور چرچا ہوگا اور کی پیشانی چودھویں کے چاند کی طرح چمک رہی ہے۔ خوش بختی اس کے چہرے سے عیاں ہے۔ کیوں نہ اسے اپنا بیٹا بنالیا جائے۔ میاں محمد حاجی کے ہاں اولاد نرینہ نہ تھی۔ صرف اور صرف ایک نیک سیرت باکردار متقی اور صالحہ بچی تھی۔ میاں محمد حاجی نے آپ کے استاد اور اپنے دوست سے اس بات کا اظہار کیا۔ میرا ارادہ ہے کہ اپنی بچی کا نکاح دہلی کے شہزادے اور حضرت خواجہ مظہر علی شاہ علیہ الرحمتہ کے نور نظر سے کردی جائے۔ آپ کے استاد نے کہا کہ میاں محمد حاجی پھر دیر کیوں کرتے ہو نیکی کے کام میں دیر نہیں کرنی چاہیے۔

آپ کی شادی اور اولاد ☆

آپ کے استاد اور میاں محمد حاجی دونوں نے مل کر آپ سے نکاح کا تذکرہ کیا تو آپ نے فرمایا کہ میں اجنبی مسافر ہوں ور میرے بے پاس نہ تو دنیاوی جاہ و حشم ہے اور نہ ہی مال و دولت ہے۔

لہذا میں اس صورت میں شادی کیسے کر سکتا ہوں۔ محمد میاں حاجی نے کہا کہ میرے پاس رزق زمین جائیداد سب کچھ خدا کا دیا موجود ہے۔ اور مجھے آپ کی طرف سے کسی چیز کی ضرورت نہیں ہے۔ آپ نکاح کے لئے ہاں کر دیں تو میں زندگی بھر آپ کا مشکور ہوں گا۔ آپ نے محمد میاں حاجی کے پرزور اصرار اور اپنے استاد کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے نکاح کے لئے حامی بھر لی۔ اس طرح آپ کا نکاح آپ کے استاد نے محمد میاں حاجی کی دختر نیک اختر سے کر دیا۔

شادی کے بعد اللہ نے اس نیک سیرت خاتون کے شکم سے آپ کو بیٹا دیا۔ آپ نے اس کا نام غلام مصطفیٰ رکھا۔ کچھ عرصہ کے بعد آپ ہندوستان تشریف لے گئے۔ واپس آئے تو خدا نے دوسرا بیٹا عنایت کیا آپ نے اس کا نام غلام مرتضیٰ رکھا۔ اور فرمایا کہ میرا یہ بیٹا صابر و شاکر ہونے کے علاوہ نفس پر جبر کرنے والا ہوگا۔ انہی دنوں صاحبزادوں سے آپ کی اولاد کا سلسلہ چلا جس میں بے شمار مردان خدا اور فقیر درویش پید ہوئے۔

حضرت خواجہ حافظ شریف خان صابری کی کلیام شریف آمد☆

کچھ عرصہ کے بعد آپ نے اپنی اہلیہ محترمہ سے فرمایا کہ میں اس جگہ مزید ہیں ٹھہر سکتا میرا مقام کہیں اور ہے۔ میرے ذمے ایک بہت بڑا فریضہ ہے۔ جو میں نے کلیام جا کر ادا کرنا ہے اس پر آپ کی اہلیہ محترمہ نے عرض کیا کہ آپ کے دونوں صاحبزادے آپ کی کمی محسوس کریں گے۔ آپ نے فرمایا کہ ایک بچہ تم رکھ لو ایک میں ساتھ لے جاتا ہوں۔ آپ نے بڑے صاحبزادے کو گھر پر ہی چھوڑا اور چھوٹے صاحبزادے غلام مرتضیٰ کو ساتھ لے کر کلیام شریف میں کرم بخش نامی شخص کے ہاں ٹھہرے اس کے بیٹے کا نام درگاہی تھا اور اس کی بیوی انتہائی سیرت باکردار اور بلند اخلاق تھی۔ اس نے بڑی محبت سے آپ کے بیٹے غلام مرتضیٰ کو پالا اور مثل ماں کے اس نے خدمت اور تربیت کی۔ آپ کو درگاہی کی والدہ کی یہ ادا پسند آ گئی اور وہیں پر مستقلاً قیام پذیر ہو گئے۔

بختاور بی بی کی خدمت کا صلہ☆

درگاہی کی والدہ جن کا نام بختاور بی بی تھا نے کسی جگہ درگاہی کا رشتہ کر دیا۔ مگر کچھ عرصہ کے بعد ہی درگاہی کے والد کریم بخش کا انتقال ہو گیا۔ جس کی وجہ سے درگاہی اور بختیار بی بی کے معاشی حالات خراب ہونے شروع ہو گئے ادھر ان کے حالات خراب ہونے شروع ہوئے دوسری طرف سے لڑکی والوں نے شادی جلدی کرنے کا مطالبہ کر دیا کہ ہم زیادہ دن نہیں ٹھہر سکتے ان حالات میں درگاہی

اور اس کے والد سخت پریشان ہو گئے۔ اور گھر میں بیٹھ کر دونوں ماں بیٹا تدبیریں سوچنے لگے اور کہنے لگے کہ ہمارے حالات تو پہلے ہی سے خراب ہیں۔ اگر شادی کر لی گئی تو حالات مزید خراب ہو جائیں گے اور گذر اوقات ناممکن ہو جائے گی اور اگر لڑکی والوں کو رشتہ سے انکار کر دیا جائے تو خاندان اور برادری ناراض ہو جائے گی۔ بختاور بی بی نے اپنے بیٹے درگاہی کی سسرال والوں کو کہا کہ میں کسی سے ادھار لینے کی کوشش کرتی ہوں اور اگر ادھار نہ ملا تو ایک سال کے عرصے میں ہم شادی کر لیں گے۔ لہٰذا ہمیں وقت اور مہلت دی جائے۔ یہ تمام باتیں حضرت خواجہ حاجی محمد شریف خان نے ان کے گھر میں رہ کر سن لیں وہ نیک سیرت خاتون بختاور بی بی روز بروز اسی غم میں پریشان رہ کر وقت گزار رہی تھی کہ ایک دن آپ نے پوچھا اے خاتون تو پریشان کیوں ہے۔ آپ کی بات سن کر بختاور بی بی رونے لگی۔ اور روتے روتے تمام ماجرا آپ کے گوش گزار کیا اور کہنے لگی حضور ہم شادی کے اخراجات بھی برداشت نہیں کر سکتے بلکہ ایک دن کی مائیوں کا خرچہ صرف ۱۲ من آٹا ہے۔ اس لئے کہ ہماری برادری بہت بڑی ہے اور میں یہ خرچ برداشت نہیں کر سکتی۔ آپ نے فرمایا کہ تمہارے گھر میں اس وقت کتنی گندم ہے۔ اس نے کہا کہ ایک من آپ نے جواباً فرمایا کہ اس کو کسی برتن میں آٹا بنا کر ڈال دو جس کے اندر پورا ایک من آٹا سما جائے اور اور اسے ڈھکن سے بند کر دو۔ مائی نے آٹا پیس کر ایک برتن میں رکھ دیا اور کوٹھی کو ڈھکن سے ڈھانپ دیا۔ پھر عرض کی کہ میں نے آپ کے حکم کے مطابق آٹا پیس کر ایک برتن میں ڈال دیا ہے آپ نے فرمایا کہ مجھے دکھاؤ مائی نے وہ برتن آپ کو دکھایا تو آپ نے اس کا ڈھکن کھول کر اس پر اپنے ہاتھ کا پنجہ رکھا اور آپ نے فرمایا کہ اب اپنے بیٹے کی شادی کرو مگر کسی دوسرے آدمی کو اس بات کی خبر نہ دینا۔ اب تیرے گھر میں رزق کی فراوانی اس وقت تک رہے گی۔ جب تک اس راز کو راز میں رکھے گی۔ کمی نہ آئے گی اگر یہ بات ظاہر کر دی تو برکت اٹھ جائے گی۔ بختاور بی بی کے بیٹے کی شادی بھی ہو گئی۔ کھلا آٹا خرچ ہوا اس کے بعد عرصہ دراز تک وہ آٹا اسی طرح نکلتا رہا اور گھر میں استعمال ہوتا رہا۔ مگر کوئی کمی واقع نہ ہوئی اردگرد کی عورتوں کے دل میں خیال پیدا ہوا کہ مائی بختاور کو عرصہ ہوا کبھی مائی بختاور کو آٹا پیستے نہیں دیکھا آخر اس نے کتنا آٹا پیس کر رکھا ہوا ہے کہ ختم ہی نہیں ہوتا۔ ایک دن مائی بختاور کی بہن نے پوچھا بہن کیا بات ہے کہ تمہیں کبھی آٹا پیستے نہیں دیکھا اور تیرے ہاتھوں پر چکی چلانے کے نشان بھی نظر نہیں آتے جب کہ دونوں وقت آٹا پیس پیس کر میرے ہاتھوں میں نشان پڑ چکے ہیں۔ ایک وقت اگر آٹا نہ پیسوں تو وقت نہیں گذرتا اور تم ہو کہ سالہا سال سے چکی نہیں پیس رہی اور نہ ہی بتاتی ہو کہ کیا ماجرا ہے اگر کوئی راز کی بات ہے تو مجھے بتا دو آخر تمہاری بہن ہوں۔ مائی بختاور نے مجبور ہو کر اس سے کہا کہ تم نے اس بات کا ذکر کسی سے نہیں کرنا۔ اصل بات یہ ہے کہ ہمارے گھر میں جو ہندوستانی فقیر رہتا ہے۔ یہ بڑا باکمال اور

بابرکت شخص ہے۔اس نے مجھے کہا کہ تمہارے گھر میں جتنی گندم ہے وہ پیس کر ایک برتن میں ڈال دو۔ میں آٹا پیس کر برتن میں ڈال کر فقیر کو بلایا تو انہوں نے آٹے پر اپنے ہاتھ کا پنجہ لگایا اور فرمایا کہ اب ڈھکن نہ کھولنا اس میں سے آٹا نکالے جاؤ استعمال کئے جاؤ یہ سب کچھ اس فقیر حضرت حاجی حافظ شریف خان چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ کی وجہ سے ہے۔ انہوں نے کہا تھا کہ اگر تم کسی سے ذکر نہ کرو گی تو قیامت تک یہ آٹا ختم نہ ہوگا۔ جس دن بی بی بختاور نے اپنی بہن سے اس کا ذکر کیا اس کے بعد وہ خیر و برکت ختم ہوگئی۔ آپ نے جیسا فرمایا ویسا ہو کے رہا اس واقعہ کے بعد آپ کی شہرت عام ہوگئی لوگوں کا اژدھام آپ کے گرد رہنے لگا۔ اس وجہ سے آپ اس مائی بختاور بی بی کے گھر سے بابا نظام لدین کے دادا محمد صدیق کے گھر تشریف لے آئے۔ باب احمد صدیق اپنی خوش قسمتی پر نازاں تھا کہ اللہ کے ولی نے قدم رکھ کر اس کے گھر کو رشک جنت بنایا۔

حضرت بابا فضل الدین کلیامی کی بیعت ☆

جن دنوں آپ بابا محمد صدیق ملک کے گھر قیام پذیر ہوئے انہی دنوں حضرت شہنشاہ کلیام خواجہ فضل الدین کلیامی علیہ الرحمتہ آپ کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف ہوئے تھے۔ حضور خواجہ فضل الدین کلیامی کے بڑے بھائی حافظ غلام رسول نے بھی اسی بیٹھک میں آپ کے دست حق پرست پر بیعت حاصل کی تھی۔ بابا محمد صدیق ملک کی بیٹھک کی بھی یہ ابدی خوش قسمتی تھی کہ اس میں حضور شہنشاہ کلیام اور دیگر حضرات آپ کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف ہوئے تھے۔ اس طرح آپ کا وہ فرض بھی ادا ہوگیا۔ جس کے لئے آپ کو حضرت خواجہ سید مظہر علی شاہ جلال آبادی چشتی صابری رحمتہ علیہ نے بھیجا تھا۔ آپ حضرت خواجہ حافظ محمد شریف خان چشتی صابری علیہم الرحمتہ کے مریدین کی تعداد اس طرح نہ تھی۔ جس طرح اس زمانہ قدیم اور آج کل کے دور میں مشائخ کے ہس ہوتی ہے۔ آپ نے گنتی کے چند مرید کئے جن کے اسمائے گرامی درج ذیل ہیں۔

(ا) حضرت غلام حسین صاحب۔ (مغل) حضرت میاں دین محمد (کلیام شریف) ایک روہتاس ضلع جہلم کے تھے جن کا نام معلوم نہ ہوسکا۔

آپ کی اہلیہ اور بڑے صاجزادے کی کلیام آمد ☆

آپ نے کئی سال بابا محمد صدیق ملک کے گھر کو رونق بخشی اور فیض عام کا مرکز بنایا جس کے بعد آپ دین محمد کی خصوصی پیش کش پر اس کے گھر میں جلوہ گر ہوئے۔ اسی دوران آپ کی زوجہ محترمہ اور

بڑے صاحبزادے اپنے گاؤں لڈوہ نوترہ میں کافی عرصہ تک انتظار کرنے کے بعد کلیام شریف آپ کے پاس تشریف لے آئیں۔

نوازش انعام☆

حضرت خواجہ حافظ محمد شریف خان چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ کو عمر شریف کے آخری حصے میں کھانسی کی وجہ سے اکثر تکلیف رہنے لگی۔ اسی بیماری کے دوران ہی آپ نے اپنے مرید خاص اور خدمت گار غلام رسول سے فرمایا کہ آج ایسی چیز کھانے کی طبیعت ہے۔ جس کو عرصہ دراز سے کھانے کا اتفاق نہیں ہوا۔ غلام رسول صاحب نے عرض کیا۔ حضور حکم فرمائیں کس چیز کو طبیعت چاہتی ہے۔ وہ تیار کرادی جائے۔ آپ نے فرمایا کہ کھیر کھانے کو جی چاہتا ہے۔ حکم ملتے ہی خادم خاص غلام رسول صاحب فوراً کھیر تیار کروا کر لے آئے اس وقت آپ کی خدمت میں حضرت خواجہ فضل الدین کلیامی علیہ الرحمتہ بھی تشریف فرما تھے۔ کھیر آپ کی خدمت میں پیش کی گئی آپ نے ابھی پہلا لقمہ ہی منہ میں ڈالا تھا کہ کھانسی شروع ہو گئی تو آپ نے فوراً وہ لقمہ باہر نکال کر اس پلیٹ میں واپس ڈال دیا اور غلام رسول سے فرمایا کہ یہ تم کھالو یہ سن کر غلام رسول خاموش ہو گئے۔ فوراً حضرت شہنشاہ کلیام حضرت خواجہ فضل الدین تم کھالو آپ نے وہ تمام کھیر کھالی اور مٹی کا وہ پیالہ جس میں کھیر تھی وہ بھی رگڑا اور اس کی خاک تک کھالی اور اس خزانہ کے وارث بن گئے۔ جو حضرت خواجہ سید مظہر علی شاہ علیہ الرحمتہ نے حضرت خواجہ حافظ محمد شریف خان چشتی صابری رحمتہ اللہ کو عطا فرمایا تھا۔ مرید صادق کی یہ ادا دیکھ کر مرشد کریم خوش ہوئے اور حضرت خواجہ فضل الدین کلیامی کو باطنی انعام واکرام سے نوازا اور اللہ کریم کی بارگاہ میں سجدہ ریز ہو گئے۔

وصال باکمال☆

آپ نے اپنے وصال باکمال سے قبل ہی وصیت فرمادی تھی کہ جب میری روح قفس عنصری سے پرواز کر جائے تو ایک شخص کا انتظار ضرور کرنا۔ اس لئے کہ وہ بہت دور سے آئے گا۔ آپ کا یہ ارشاد گرامی سن کر حضور خواجہ فضل الدین کلیامی علیہ الرحمتہ تڑپ گئے اور رونا شروع کر دیا۔ آپ نے فرمایا کہ فضل الدین رونا دھونا کوئی اچھا عمل نہیں ہے اور نہ ہی شریعت مطہرہ اس کی اجازت دیتی ہے۔ بس میری وصیت پر عمل کرنا۔ کچھ عرصہ کے بعد ۱۸۴۹ء بمطابق ۱۲۷۰ ہجری بروز جمعہ کو آپ کا وصال باکمال ہوا اور آپ کی وصیت کے مطابق چوتھے دن آپ کو کلیام شریف میں دفنایا گیا۔

مزار مبارک کی تعمیر اور عرس پاک کی اجازت ☆

آپ کے وصال باکمال کے بعد آپ کے خلیفہ مجاز حضرت خواجہ فضل الدین کلیامی علیہ الرحمتہ نے آپ کے روضہ مبارک کی تعمیر اور عرس مبارک کی اجازت مانگی اور میٹھے پانی کے کنوئیں کی دعا کی کیونکہ اس وقت کلیام شریف کے علاقے میں جہاں آپ کا مزار مقدس ہے۔ میٹھے پانی کا کوئی انتظام نہ تھا۔ جب حضرت خواجہ فضل الدین کلیامی علیہ الرحمتہ نے آپ کے دربار پر حاضر ہو کر دعا کی اور اجازت مانگی تو آپ نے کوئی جواب نہ دیا جس پر حضرت خواجہ فضل الدین علیہ الرحمتہ نے ان تمام معاملات میں خاموشی اختیار کر لی اچانک کچھ عرصہ کے بعد حضرت خواجہ حافظ شریف خان چشتی صابری کے پیر و مرشد حضرت خواجہ سید مظہر علی شاہ جلال آباد علیہ الرحمتہ کے پوتے حضرت پیر سید فتح علی شاہ کلیام شریف تشریف لائے۔ جن کے چہرہ مبارک سے نور کی شعاعیں نکل رہی تھیں۔ جن کے چہرہ انور کو دیکھ کر ہر شخص بے ساختہ کہہ رہا تھا کہ واقعی حضرت خواجہ سید مظہر علی شاہ جلال آباد کا پرتو نظر آ رہا ہے۔ آپ کی آمد کلیام شریف کے باسیوں کیلئے باعث رحمت ثابت ہوئی۔ حضرت بابا فضل الدین کلیامی علیہ الرحمتہ نے اپنے دادا مرشد کے پوتے کا انتہائی والہانہ انداز میں استقبال کیا اور ان کے قیام کے دوران خوب خدمت کی چند دن گزرنے کے بعد حضرت خواجہ فضل الدین کلیامی علیہ الرحمتہ نے حضرت پیر سید فتح علی شاہ سے عرض کیا کہ حضور میں نے اپنے مرشد گرامی سے تین باتوں کی اجازت مانگی مگر مجھے اجازت نہیں ملی۔ آپ کا مجھ پر اور کلیام والوں پر بہت احسان ہوگا کہ آپ تینوں چیزوں کی مجھے منظوری لے دیں کیونکہ آپ میرے مرشد گرامی کے مرشد کی اولاد پاک سے ہیں۔ میرے مرشد آپ کی بات کو ہرگز نہ ٹالیں گے۔ آپ کی بات سن کر حضرت پیر سید فتح علی شاہ علیہ الرحمتہ نے فرمایا کہ میں رات کو عرض کروں گا۔ صبح تمہیں جواب مل جائے گا۔ اگلے روز صبح سویرے حضرت پیر سید فتح علی شاہ علیہ الرحمتہ نے حضرت خواجہ فضل الدین کلیامی علیہ الرحمتہ کو خوشخبری سنائی کہ تینوں باتیں مان لی گئیں ہیں اور مجھے خاص طور پر حکم ہوا ہے کہ میں خود کنویں کی ابتداء کروں چنانچہ ہر دو حضرات نے مل کر کنویں کی کھدائی کیلئے سب سے پہلے تبرکاً تھوڑی سی کھدائی کی تاکہ میٹھا پانی نکل آئے۔ چنانچہ کھدائی مکمل ہونے پر بہت ہی میٹھا پانی نکلا جو کہ ضرورت سے بھی زیادہ تھا۔ بعدازاں آپ کا دربار شریف بھی تعمیر ہوا اور عرس مبارک بھی دس دن ہوتا ہے۔ آپ کا مزار فیض آثار کلیام شریف تحصیل گوجر خان نزد حدود تھانہ مندرہ ضلع

راولپنڈی میں مرجع خاص و عام ہے۔ جہاں پر اہل عقیدت آج بھی حاضری دے کر منہ مانگی مرادیں پاتے ہیں۔ فقیر راقم الحروف کا تعلق بھی اسی سلسلہ عالیہ سے ہے۔ فقیر نے آپ کے مرید خاص و خلیفہ اعظم حضرت خواجہ فضل الدین کلیامی علیہ الرحمتہ کے خلیفہ حضرت خواجہ محمد حسین چشتی صابری علیہ الرحمتہ کے سجادہ نشین بحر العلوم حضرت قبلہ حاجی منیر احمد چشتی صابری مدظلہ العالی کے دست حق پرست پر شرف بیعت حاصل کیا اور بارہا آپ کے آستانہ عالیہ کلیام شریف میں عرس کے علاوہ بھی اکثر و بیشتر حاضری کا اتفاق اور سعادت نصیب ہوتی رہی ہے۔ دعا ہے کہ خواجگان چشت اہل بہشت کا صدقہ قیامت تک اس در کی غلامی کا شرف عطا فرمائے۔ (آمین ثم آمین)

آباد خدا رکھے میخانہ محمد کا صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت خواجہ فضل الدین کلیامی چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆

سلطان العارفین برھان الواصلین امام لاشقین قدوۃ السالکین حضرت خواجہ فضل الدین چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ کے جدامجد حضرت شیخ حافظ ذکاؤالدین علیہ الرحمتہ مودی پور ضلع گجرات سے ہجرت کر کے کلیام سیداں تحصیل گوجر خان ضلع راولپنڈی میں آ کر مقیم ہوئے۔ آپ کا تعلق بنو ہاشم کے خاندان سے ہے۔ اور اس خاندان کے ہزاروں افراد ضلع گجرات کے مختلف دیہات مدینہ، جمال پور، عالی سیداں، قلعے والی سیداں، کوٹ حسن شاہ، ٹبہ حامد شاہ، ٹبہ بوٹے شاہ اور سیدھڑی میں آباد ہیں۔ آپ کے جدامجد حضرت شیخ ذکاؤالدین علیہ الرحمتہ نے کلیام سیداں کے سہام قریشی خاندان سے شادی کی۔ اور کلیام سیداں کی مسجد میں درس و تدریس کا فریضہ انجام دیتے رہے۔ آپ کے صاجزادے حضرت فتاء اللہ ہاشمی نے بھی اسی خاندان میں شادی کی۔ جن کے ہاں تین بیٹے پیدا ہوئے۔

(۱) ☆ حافظ نور احمد (۲) ☆ حافظ غلام رسول (۳) ☆ حضرت بابا فضل الدین کلیامی چشتی صابری علیہم الرضوان۔ یہ تینوں اپنے وقت کے بلند پایہ عالم دین اور اردو، عربی، و فارسی کے بہترین خوشنویس تھے۔ ان تینوں میں سے صرف حافظ نور احمد نے شادی کی۔ بقیہ دوسرے بھائیوں نے شادی نہیں کی۔

ولادت ☆

شہنشاہ کلیام حضرت بابا فضل الدین کلیامی کی ولادت باسعادت ۱۲۲۳ ہجری کلیام سیداں تحصیل گوجر خان (المعروف شاہاں دی کلیام) میں ہوئی۔ آپ کے والد ماجد حافظ فتاء اللہ ہاشمی قادری علیہ الرحمتہ فرماتے ہیں کہ جب تک میں نے شادی نہ کی تھی۔ میری نگاہ ساتوں زمینوں کے نیچے اور ساتوں آسمانوں کے اوپر تک جاتی تھی۔ اور پہلے پانچ آسمانوں کے اوپر تو سب کچھ صاف نظر آتا تھا۔ لیکن جب سے میں نے شادی کی ہے۔ اب میری نگاہ دو آسمانوں سے اوپر نہیں جاتی۔ یعنی جب آپ میری صلب میں تھے۔ تو تمام جہاں مجھ پر روشن اور عیاں تھا۔ یہ سب آپ کے نور ولایت کی برکت سے ہی تھا۔

حسب ونسب ☆

طریقت میں آپ کا تعلق چشتیہ صابریہ سلسلہ سے تھا۔ آپ اس سلسلہ کے بزرگوں سے بہت عقیدت ومحبت رکھتے تھے۔ زبدۃ الانبیاء شیخ الاسلام والمسلمین حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر علیہ الرحمتہ کے سالانہ عرس پاک میں باقاعدگی سے حاضری دیتے اور کبھی کبھی تاجدار گولڑہ حضرت پیر سید مہر علی شاہ علیہ الرحمتہ کے ہمراہ سالانہ عرس مبارک میں تشریف لے جاتے۔ آپ کا سلسلہ نسب آباؤ اجداد کی طرف سے سہام قریشی ہاشمی خاندان سے تھا۔ جو کہ حضرت مولائے کائنات شیر خدا علی کرم اللہ وجہ الکریم سے جاملتا ہے۔

تعلیم وتربیت ☆

آپ نے ابتدائی تعلیم اپنے والد محترم فتاء اللہ ہاشمی سے ہی مکمل کی۔ آپ دینی اور دنیاوی علوم پر مکمل دسترس رکھتے تھے۔ اور خوشنویسی میں مکمل مہارت تھی۔ علوم ظاہریہ کی انتہا یہ تھی کہ وقت کے بڑے بڑے علماء فضلا آپ کے سامنے گنگ ہو کے رہ جاتے۔

انوکھی مثال ☆

اگر عرب وعجم اور برصغیر پاک وہند کی تاریخ کا بغور مطالعہ کریں۔ تو یہ حقیقت روز روشن کی طرح عیاں ہو جاتی ہے کہ پوری دنیا کے شیخ طریقت اپنے زمانے کے قطب الاقطاب اور غوث زماں اور بڑے بڑے شہباز ولایت مقصد کے حصول کے لئے اپنی باطنی تعلیم کے تکمیل وتصدیق کے لئے بذات خود چل کر مرشد کامل کے دروازے پر گئے اور ان کے سامنے زانوئے تلمذ طے کی اور سالہا سال تک ان کی خدمت میں مصروف رہے۔ اور اصول بھی یہی ہے کہ طالب ہی مطلوب کے پاس، عاشق ہی معشوق کے پاس، محبّ ہی محبوب کے پاس، شاگرد ہی استاد کے پاس، مرید ہی پر کے پاس چل کر جاتا ہے۔ مگر والی کلیام حضرت بابا فضل الدین کلیامی رحمتہ اللہ علیہ کے یہاں یہ تمام طور طریقے بدل گئے۔ آپ کے دادا مرشد مظہر الاولیاء حضرت خواجہ سید مظہر علی شاہ چشتی صابری جلال آبادی علیہ الرحمتہ نے بابر بادشاہ کی اولاد سے نگینہ ولایت کشتہ عشق رسول شریف الاولیاء حضرت خواجہ حافظ محمد شریف خان صاحب علیہ الرحمتہ کو حکم دیا کہ کلیام کی بستی میں ایک ایسے بچے کی ولادت ہونے والی ہے۔ جو کہ اپنے وقت میں اولیاء اللہ کی جماعت کا سرخیل ہوگا۔ اس کا ثانی اس زمانے میں نہ ہوگا۔

لہٰذا آپ کلیام شریف لے جائیں اور ان کی ظاہری و باطنی تعلیم و تربیت مکمل کریں۔ مرشد کامل کا حکم سنتے ہی حضرت خواجہ حافظ محمد شریف خان علیہ الرحمتہ دہلی سے روانہ ہو کر کلیام اعوان آباد ہو گئے۔ موضع کلیام اعوان کلیام سیداں سے ۲ کلومیٹر دور واقع ہے۔ والی کلیام حضور باباجی صاحب اور آپ کے برادر اکبر حافظ غلام رسول علیہ الرحمتہ اپنے والد گرامی سے علوم ظاہریہ کی تکمیل کے بعد کلیام اعوان آ کر حضور حافظ خواجہ محمد شریف خان صاحب علیہ الرحمتہ سے تعلیم حاصل کرتے۔ رفتہ رفتہ مرشد کامل کی محبت اور خصوصی توجہ اور کشش کی بدولت آپ اپنے برادر اکبر حافظ غلام رسول کے ہمراہ کلیام سیداں سے کلیام اعوان ہی مستقل طور پر تشریف لے آئے۔ اور تمام زندگی مرشد کامل کی خدمت میں مصروف رہے۔

روشن از عکس جمالش عالم امکان ما☆

ایک دن آپ کے والد ماجد مسجد سے نماز ادا کر کے گھر واپس تشریف لائے۔ تو کیا دیکھا کہ آپ دیوار کی طرف منہ کر کے لیٹے ہوئے درج ذیل اشعار پڑھ رہے ہیں۔

دین اساں درد رانجھے داروز ازل تھیں آیا
بھارا بھار محبت والا سر پر چا اٹھایا
سو بدیاں تے لکھ طعنے میرے پر جھگڑا آیا
او جے نظر کرم دی رکھے میرا دیہوں نہیں سوایا

جس وقت آپ یہ درد بھرے اشعار پڑھ رہے تھے۔ اس وقت آپ کی عمر شریف ۸ برس تھی۔ آپ اشعار پڑھ رہے تھے اور آنکھوں سے آنسوؤں کی لڑیاں جاری تھیں۔ آپ کی س کیفیت کو دیکھ کر آپ کے والد گرامی نے آپ کی والدہ ماجرہ کو بلایا اور کہنے لگے کہ نہ جانے اس عمر میں اس بچے کو کیا ہو گیا ہے۔ اور آپ کے چہرہ مبارک کی طرف دیکھ کر آپ کی والدہ ماجدہ سے فرمایا کہ دیکھو اس وقت اس کا چہرہ کس طرح چمک رہا ہے۔ اگر آپ کو سورج بھی دیکھے تو شرما جائے۔ کیونکہ اس وقت آپ کی پیشانی پر نور کی ایک خاص جھلک نظر آ رہی ہے۔

بچپن کا واقعہ☆

ابھی آپ کم سن ہی تھے۔ اتنی چھوٹی عمر تھی کہ چل پھر بھی نہیں سکتے تھے۔ والدہ ماجدہ آپ کو

گود میں اٹھائے گھر کا کام کرتی تھیں۔ایک دن شام کے وقت ہانڈی روٹی پکانے کیلئے چولہے کے پاس کام کاج میں مصروف تھیں۔آپ والدہ کی گود میں تشریف رکھتے تھے۔دوران کام والدہ ماجدہ کو گھر سے کوئی چیز لانے کا خیال آیا تو انہوں نے آپ کو چولہے کے پاس بٹھایا اور اندر کمرے میں چلی گئیں۔ جب واپس آئیں تو کیا دیکھا کہ آپ چولہے کے اندر آگ کے انگاروں پر بیٹھے کھیل رہے ہیں۔والدہ دوڑیں اور شور مچا کر کہنے لگیں کہ (ہائے مہاڑا فضل سڑ گیا) یعنی میرا فضل جل گیا۔یہ کہہ کر فوراً آگ سے آپ کو اٹھا کر سینے سے لگا کر آپ کے چہرے کو دیکھا تو آپ مسکرا رہے تھے۔آگ کے انگاروں نے ذرا بھی آپ کو نقصان نہیں پہنچایا۔

شہنشاہ کلیامؒ اور پیر سید فضل الدین گولڑویؒ ☆

حضور شہنشاہ کلیام کے عیدا نامی مرید کی شادی گولڑہ شریف میں ہوئی تھی۔اس لئے وہ کبھی کبھی گولڑہ شریف اپنی سسرال جایا آیا کرتا تھا۔حضرت سید فضل الدین گولڑوی کو جب یہ معلوم ہوا کہ عیدا شہنشاہ کلیامؒ کا مرید ہے۔تو اس وجہ سے عیدا کو محبت کی نگاہ سے دیکھتے اور شفقت فرماتے تھے۔ایک مرتبہ پیر سید فضل الدین قادری گولڑوی نے عیدا سے فرمایا کہ سنا ہے کہ تمہارے مرشد آج کل کلیام شریف سے راولپنڈی شہر تشریف لائے ہوئے ہیں۔میں چاہتا ہوں کہ میری بہن کے بیٹے سید مہر علی شاہ حال ہی میں ہندوستان سے علم ظاہری کی تکمیل کے بعد گولڑہ پہنچے ہیں۔ان کو راولپنڈی اپنے ساتھ لے جاؤ اور شہنشاہ کلیام سے ملاقات کراؤ اور میری طرف سے ۲ روپے اور ۲ کلو مصری لے جاؤ ان کو نذرانہ بھی پیش کرنا اور میرا اسلام بھی عرض کرنا۔چنانچہ سید پیر فضل الدین گولڑوی کی ہدایت کے مطابق شہنشاہ کلیام کا مرید عیدا اور پیر سید مہر علی شاہ راولپنڈی شہر میں سرکلر روڈ پر تکیہ شاہو حضور شہنشاہ کلیام کے پس حاضر ہوئے۔

نوٹ ☆

تکیہ شاہو سرکلر روڈ پر اسلامیہ ہائی سکول نمبر ۲ کے نزد تھانہ وارث خان مد مقابل جہاں آج کل صابری سروس اسٹیشن۔اس جگہ کا نام ہے۔

آپ کے مرید عیدا اور پیر سید مہر علی شاہ نے آپ کو سلام عرض کیا اور پیر سید فضل دین شاہ گولڑوی علیہ الرحمتہ کا سلام بھی پہنچایا اور ان کا نذرانہ اور مصری بھی آپ کو دی۔آپ نے سلام کا جواب ضرور دیا۔مگر مزید کوئی بات نہ فرمائی۔آپ کے مرید عیدا اور پیر سید مہر علی شاہ آپ کے قریب بیٹھ گئے اور

حاضرین سے گفتگو فرماتے رہے۔ مگر پیر سید مہر علی شاہ کی طرف کوئی توجہ نہ فرمائی اور نہ ہی حال احوال پوچھا آپ کے مرید عیدا کے دل میں یہ خیال بار بار آ رہا تھا کہ جب سے میں سید مہر علی شاہ کو لے کر آیا ہوں آپ نے کوئی توجہ نہ دی۔ نہ ہی حال احوال پوچھا گولڑے شریف جا کر میری بے عزتی ہو گی۔ اسی پریشانی میں بیٹھے بیٹھے نماز ظہر کا وقت ہو گیا انہوں نے نماز کیلئے شہنشاہ کلیام سے اجازت مانگی تو آپ نے اجازت دے دی۔ نماز پڑھ کر عیدا اور پیر سید مہر علی شاہ واپس آئے اور آپ کی محفل میں دوزانوں ہو کر بیٹھ گئے۔ مگر آپ نے کوئی توجہ نہ فرمائی۔ بیٹھے بیٹھے نماز عصر کا وقت ہو گیا۔ عیدا کہتے ہیں کہ ہم نے نماز کے لیے اجازت مانگی آپ نے اجازت دے دی۔ نماز پڑھ کر حسب معمول واپس آئے اور دوزانوں پر بیٹھ گئے۔ اسی طرح بیٹھے بیٹھے نماز مغرب کا وقت ہوا تو ہم نے نماز پڑھنے کی اجازت مانگی تو شہنشاہ کلیام نے فرمایا۔ جا اگر دل چاہتا ہے تو پڑھ آ۔ نماز مغرب سے واپسی پر ہم دوبارہ مجلس میں آ کر دوزانوں بیٹھ گئے۔ آپ کے مریدین لنگر کھا رہے تھے۔ آپ نے نہ تو ہمیں کھانے کا پوچھا اور نہ ہی ہمیں کوئی توجہ دی۔ میں لنگر لے کر سید مہر علی شاہ کے پس آیا اور ہم دونوں نے لنگر کھانا شروع کیا۔ مگر پیر سید مہر علی شاہ نے ۲ نوالے کھانے کے بعد کھانا چھوڑ دیا اس کے بعد عشاء کی نماز کا وقت ہو گیا۔ تو ہم نے آپ سے نماز عشاء کی اجازت مانگی۔ تو حسب معمول آپ نے فرمایا کہ اگر دل مانتا ہے۔ تو نماز پڑھ آ۔ پھر فرمایا چلے جاؤ ہم نماز پڑھنے چلے گئے واپس آ کر آپ کی مجلس میں دوزانوں ہو کر بیٹھ گئے آپ کے مریدین نے آرام کرنے کے لئے بستر لگانے شروع کر دیئے اور تمام بستر آپس میں تقسیم کر لئے۔ مگر ہمیں کوئی بستر نہ دیا۔ جب میں نے بستر مانگا تو فرمایا کہ پرسوں بنیں گے اور پھر فرمایا۔

ستھر گاہ گاہ سمدج اندر ساری عمر گذاری
اج میں اسنوں سیج سوالاں مت تیری کیوں ماری

جب آپ نے یہ ارشاد فرمایا تو عیدا فرماتے ہیں کہ میں بہت شرمندہ ہوا کہ میں ایک عزت دار آدمی کو ساتھ لے کر آیا ہوں اور میری وجہ سے سید زادے بھی پریشان ہو رہے ہیں۔ اس کے بعد ہم مسجد چلے گئے اور نماز عشاء کے بعد پیر مہر علی شاہ چراغ کے نیچے کتاب لے کر بیٹھ گئے اور کتاب پڑھتے رہے سخت سردی کا موسم تھا۔ میں نے پیر سید مہر علی شاہ سے عرض کیا پیر صاحب آپ میرا کمبل اور اپنی لوئی جوڑ کر اپنے اوپر اوڑھ کر سو جائیں تو آپ نے فرمایا کہ بابا چپ کر خاموشی سے سو جا مجھے آج کوئی بات اچھی نہیں لگتی۔ اس پریشانی میں میری نیند بھی اڑ گئی۔ اور رات بھی اسی طرح گذری پیر مہر علی شاہ تمام

رات کتاب پڑھتے رہے۔ صبح کی اذان سے پہلے فرمانے لگے۔ بابا آپ ادھر ہی رہیں اور میں جا رہا ہوں۔ تو میں نے عرض کیا حضرت آپ اس وقت کہاں اور کیوں جا رہے ہیں۔ تو جواب میں ارشاد فرمایا کہ میں شاہ چن چراغ علیہ الرحمتہ کے پاس جا رہا ہوں۔ صبح کی نماز بھی وہاں پڑھوں گا۔ اور سلام بھی کرنا ہے۔ تم ادھر ہی رہو میں آ جاؤں گا۔ پیر سید مہر علی شاہ علیہ الرحمتہ نماز کیلئے چلے گئے میں نماز پڑھنے کے بعد آپ کا انتظار کرتا رہا۔ صبح کا سورج نکل آیا۔

مگر آپ تشریف نہ لائے تو میں بذات خود حضرت شاہ چن چراغ علیہ الرحمتہ کے روضے پر آپ کا پتہ کرنے گیا تو کیا دیکھا کہ پیر سید مہر علی شاہ علیہ الرحمتہ دربار کے صحن میں بے خود پڑے ہیں۔ آپ کی کتابیں کہیں اور پگڑی کہیں اور دھسہ کہیں پڑا ہوا ہے۔ اور آپ کے منہ سے جھاگ نکل رہی ہے۔ میں نے دربار کے خدام سے پوچھا تو معلوم ہوا کہ دربار میں کوئی شخص آیا اس نے ستار بجایا تو آپ پر وجد کی کیفیت طاری ہو گئی۔ اور اسی کیفیت میں بے ہوش پڑے ہیں۔ عیدا فرماتے ہیں کہ میں نے آپ کی پگڑی کتاب دھسہ سنبھالا اور اسی بے ہوشی کے عالم میں پیر مہر علی شاہ علیہ الرحمتہ کو اٹھایا اور تکیہ شاہو حضور شہنشاہ کلیام کے پس پہنچا۔ تو لوگوں نے دیکھ کر کہا کہ بابا کیا کر کے آ گئے ہو تو میں نے رو کر حضور شہنشاہ کلیام کی خدمت میں رات والا اور صبح والا واقعہ عرض کیا۔ حضور شہنشاہ کلیام نے پیر سید مہر علی شاہ علیہ الرحمتہ کے سر سے لے کر پیر تک اپنا ہاتھ پھیرا آپ ہوش میں آ گئے۔ اور کلمہ پڑھتے ہوئے اٹھ کر بیٹھ گئے۔ اس کے بعد حضور شہنشاہ کلیام نے دیوان حافظ کا شعر پڑھا۔ تو پیر سید مہر علی شاہ علیہ الرحمتہ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ اور منہ سے کچھ بول نہ سکے۔ اس کے بعد حضور شہنشاہ کلیام رحمتہ اللہ علیہ نے آپ کو دعا دی اور کمر پر تھاپڑا دیا اور رخصت فرمایا۔

عیدا جب پیر مہر علی شاہ علیہ الرحمتہ کو لے کر گولڑہ شریف والے پیر سید فضل الدین علیہ الرحمتہ کے پاس پہنچے تو تمام ماجرا سنایا۔ آپ سن کر بہت خوش ہوئے اور عیدا سے فرمایا کہ عیدا تیرے مرشد فضل الدین کلیامی علیہ الرحمتہ کا اور میرا نام ایک ہے وہ اپنے نام کی لاج خود نبھائیں گے۔ اور سنو عیدا سنو کہ تمہارے پیر کا ثانی اس جگ میں کوئی نہیں ہے۔ بڑی بڑی مشکل کے وقت بیڑے پار لگاتے ہیں۔ تمہیں مبارک ہو۔

کوڑھ کے مریض کو شفا ہو گئی ☆

موہڑہ گوہڑہ کلیام اعوان کا رہنے والا جنگ نامی شخص کوہڑ کے مرض میں مبتلا تھا۔ اس بے

چارے کی وجہ سے گھر والے بھی اس سے بے راز تھے۔ ایک دن وہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوا آ کر عرض کرنے لگا حضور مجھے اس موذی مرض سے نجات عطا فرما دیں۔ آپ نے فرمایا کہ جمعہ حکیم کے پاس چلے جاؤ۔ اس سے دوا لو جو پرہیز وہ بتائے اس کے مطابق دوا کھاؤ۔ اللہ کرم کرے گا۔ جنگ ہاتھ جوڑ کر کھڑا ہو گیا۔ اور زار و قطار رونے لگا اور عرض کرنے لگا حضور دوائی پہلے بھی بہت کھا چکا ہوں۔ کوئی آرام نہیں۔ اب کبھی دوا نہیں کھاؤں گا۔ اب تو صرف آپ کی نگاہ کی ضرورت ہے۔ آپ اللہ کے ولی ہیں اگر ایک نظر فرما دیں تو مجھے اس مرض سے نجات مل جائے گی۔ آپ نے فرمایا کہ اچھا اپنے گھر سے اور کپڑے لے کر آؤ۔ وہ اپنے گھر گیا کپڑے لے کر آیا۔ حضور شہنشاہ کلیام نے حاضرین مجلس سے فرمایا کہ تمام احباب اللہ سے دعا کرو کہ اسے شفا ہو جائے۔ دعا سے فارغ ہونے کے بعد آپ نے جنگ سے فرمایا کہ اپنا کوہڑ والا جسم میرے جسم سے مس کر اور میرے کنوئیں پر جا کر نہا۔

چنانچہ اس نے ایسا ہی کیا کہ اپنا خون آلود کوہڑ والا جسم آپ کے جسم سے مس کیا اور آپ کے کنوئیں پر نہانے چلا گیا جب وہ نہا کر آیا۔ تو لوگوں کی حیرت کی انتہا نہ رہی کہ وہ ایسا محسوس ہو رہا تھا کہ جیسے کبھی اس کو مرض ہوا ہی ہیں۔

نابینا بینا ہو گیا ☆

ہندوستان کے ایک نابینا مولوی صاحب آپ کی خدمت عالیہ میں کلیام شریف پہنچے تو آپ نے پوچھا کے مولوی صاحب کس طرح آنا ہوا۔ تو جواب میں مولوی صاحب نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کا واقعہ بیان کرنا شروع کر دیا۔ کہ ایک دن موسیٰ علیہ السلام جنگل میں کسی درخت کے نیچے آرام فرما رہے تھے کہ درخت پر ایک کوا بولنے لگا۔ آپ نے جب اوپر نگاہ اٹھا کر کوے کی طرف دیکھا تو کوے کا رنگ تبدیل ہو کر سفید ہو گیا وہ کوا اپنی جگہ سے اڑ کر دوسری جگہ گیا۔ جہاں سے بہت سے کوے بیٹھے ہوئے تھے۔ انہوں نے اس کا رنگ بدلا ہوا دیکھا۔ تو اس کو مارنا شروع کر دیا۔ وہ اڑ کر اپنی پہلی جگہ آ کر بیٹھ گیا اور موسیٰ علیہ السلام کی خدمت میں عرض کرنے لگا۔ حضور میری برادری نے مجھے نہ پہچانتے ہوئے مارنا شروع کر دیا ہے وہ تو اس طرح مجھے مار ڈالیں گے۔ آپ نے اس کی فریاد سن کر دوبارہ نظر اس کی جانب کی تو وہ موتی چمکنے لگا۔ مولوی صاحب نے عرض کیا۔ حضور مجھ پر بھی کرم کی نگاہ فرماتے ہوئے ظاہر و باطن کی نگاہ فرما دیں۔ تا کہ شیطان کی شر سے میں بچ سکوں۔

حضور شہنشاہ کلیام نے فرمایا کہ مولوی تو نے اللہ کے نبی کے ساتھ میری مثال دی ہے۔ اٹھ

یہاں سے چلا جاؤ اور اپنے خادم نور علی جو کہ مغل گاؤں کے رہنے والے تھے ان سے فرمایا نور علی اس کو لے جاؤ اور کلیام سے باہر جا کر راستہ بتا دو۔ نور علی اس نابینا حافظ کو لے کر آپ کے آستانہ عالیہ سے نکلا۔ چلتے چلتے سڑک کے کنارے آ کر نور علی نے کہا کہ مولوی صاحب یہ راستہ سڑک کو جاتا ہے نابینا کہنے لگا نور علی اب مجھے چھوڑ دو میں نے جو شہنشاہ کلیام سے مانگا تھا۔ مجھے مل گیا ہے۔ خدا نے مجھے ظاہر و باطن کی روشنی دے دی ہے۔

پورے علاقہ کو شفا مل گئی ☆

دیوان صاحب پاکپتن شریف نے اپنے بیٹے کی شادی کے موقع پر تمام مشائخ کو دعوت دی۔ اسی سلسلہ میں دیوان صاحب کا خادم خاص حضور شہنشاہ کلیام کی بارگاہ میں شادی کا پیغام لے کر پہنچا۔ آپ نے وعدہ فرمایا اور وقت مقررہ پر شادی میں شرکت کیلئے کچھ تحفے لے کر پاکپتن شریف پہنچے۔ تو اس وقت بارات تیار تھی۔ دیوان صاحب نے آپ کو دیکھتے ہی فرمایا کہ صرف آپ کی آمد کا انتظار تھا۔ لہٰذا اجازت دیجئے۔ تاکہ بارات روانہ ہو سکے۔ آپ نے اجازت دی۔

بارات روانہ ہوئی تو سب سے پہلے آپ کی پالکی تھی۔ جس میں آپ سوار تھے۔ اور اس کے پیچھے دیوان صاحب اور باقی تمام باراتی جن میں کئی سجادہ نشین مشائخ عظام شامل تھے۔ بارات میں گھوڑے، اونٹ ہاتھی بڑی تعداد میں موجود تھے۔ بارات بڑی شان و شوکت سے جا رہی تھی۔ جب بارات شہر کے نزدیک پہنچی تو کسی نے دیوان صاحب سے عرض کیا۔ حضور شہنشاہ کلیام میاں فضل الدین کلیامی علیہ الرحمتہ کی پالکی پیچھے کروائیں اور آپ بذات خود آگے چلیں۔ دیوان صاحب نے اس کی بات مانتے ہوئے ایک گھوڑا سوار سے کہا کہ جاؤ شہنشاہ کلیام میاں فضل الدین رحمتہ اللہ علیہ کی پالکی رکوا دو۔ جب گھوڑا سوار نے چلنے کا ارادہ کیا تو دیوان صاحب نے فرمایا کہ نہیں رہنے دو۔ اس لئے کہ شہنشاہ کلیام کی پالکی بذات خود حضرت بابا فرید الدین گنج شکر علیہ الرحمتہ نے آگے رکھی ہوئی ہے۔ اس سفر میں حیوان تھک گئے ہیں۔ جبکہ میاں فضل الدین کلیامی علیہ الرحمتہ کی پالکی اٹھانے والے نہیں تھکے۔ وہ بالکل ہشاش بشاش نظر آ رہے ہیں۔ اس میں کوئی راز ضرور ہے۔ بارات چلتے چلتے لڑکی والوں کے شہر میں داخل ہوئی تو معلوم ہوا کہ پورے شہر میں چیچک کا مرض پھیلا ہوا ہے۔ ہر گھر میں چیچک کی وباء اور مرض ہے۔ لوگ اس وبا کی وجہ سے مر رہے ہیں۔

اتفاق کی بات ہے کہ اس شہر کے لوگ کرامات اولیاء کے منکر تھے۔ جب حضور شہنشاہ کلیام کو

اس بات کا علم ہوا تو آپ نے اعلان فرمایا کہ جو شخص بھی چاول کے سات دانے مجھ سے دم کروا کر کھائے گا۔ اسے اس مرض سے شفا ہو جائے گی۔ آپ کا یہ اعلان سن کر شہر کے تمام لوگ آنا شروع ہو گئے۔ ہر شخص سات دانے چاول لاتا اور دم کروا کر کھالیتا۔ پورے شہر میں جس نے بھی چاول دم کروا کر کھائے خدا نے اسے شفا بخش دی۔ بالآخر فقرا اور اولیاء کی کرامت کے منکرین جب شفایاب ہو گئے تو کوئی شخص نقد رقم اور کوئی کھانا اور کوئی تحفے حضور شہنشاہ کلیام کی خدمت میں پیش کر رہا تھا۔ یہ تمام ماجرا دیکھ کر دیوان صاحب پاکپتن شریف نے اپنے ساتھیوں سے فرمایا کہ یہ وجہ تھی کہ آپ کے لئے پوری بارات آٹھ دن رکی رہی اور یہی وجہ تھی کہ میں نے اپنی سواری کو حضور شہنشاہ کلیام کی سواری سے آگے نہ جانے دیا۔

شہنشاہ بغداد اور شہنشاہ کلیام ☆

حضور شہنشاہ کلیام کی پالکی کو ۶۰ برس تک اٹھانے والے بابا متولی فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ ہم شہنشاہ کلیام کو پالکی میں بٹھائے پاکپن شریف لے جا رہے تھے کہ راستے میں ایک جگہ رات کے وقت قیام کیا۔ ہم تمام خدام سو گئے مگر آپ ساری رات اُف ہائے کرتے ہوئے جاگتے رہے۔ صبح کے وقت آپ نے ہی تمام خدام کو اٹھایا اور چلنے کا حکم دیا۔ تھوڑی ہی دور گئے تھے۔ مجھے پالکی کا وزن کچھ زیادہ محسوس ہونے لگا۔ کاندھے تھکے ہوئے نظر آرہے تھے۔ مگر تھوڑی دیر گزری کہ پالکی کا وزن معمول کے مطابق ہو گیا اور بوجھ ہلکا سا محسوس ہونے لگا۔ آگے چل کر ایک مقام پر جب قیام فرمایا تو میں نے آگے بڑھ کر عرض کیا حضور معاملہ سمجھ میں نہیں آرہا کہ راستے میں چلتے چلتے پالکی کا وزن بڑھا بعد میں پھر اسی طرح کم ہو گیا۔ آپ نے فرمایا بابا متولی تمہیں معلوم نہیں ہے۔ رات میری طبیعت خراب تھی اور مجھے سخت بخار تھا۔ اس لئے اب تمام سلاسل کے اولیاء اللہ اور حضور شہنشاہ بغداد پیران پیر دستگیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ میری عیادت کیلئے تشریف لائے ہوئے تھے۔ جس کی وجہ سے پالکی کا وزن بڑھ گیا تھا۔ اب وہ سارے مجھ سے رخصت ہو کر چلے گئے ہیں۔ فکر نہ کرو ہمت کر کے چلو۔

سجادہ نشین دربار کاکا صاحبؒ اور شہنشاہ کلیام ☆

صوبہ سرحد کی مشہور درگاہ کاکا صاحب علیہ الرحمتہ کے سجادہ نشین مولوی عبدالحکیم علیہ الرحمتہ موضع کھینگر پوٹھوار میں اپنے مریدین سے ملنے اکثر آیا کرتے تھے۔ انہوں نے حضور شہنشاہ کلیام کی تعریف اور چرچا سنا تو یہ بھی معلوم ہوا کہ آپ تارک الصلوٰۃ ہیں۔ انہیں آپ سے ملاقات کا اشتیاق پیدا ہوا۔ جب وہ ملاقات کیلئے حضور شہنشاہ کلیام کی خدمت میں پہنچے تو آپ کے پاس عوام اور عقیدت

مندان کا حجم غفیر تھا۔ کچھ دیر کے بعد سجادہ نشین کا کا صاحب جناب مولوی عبدالحکم صاحب نے آپ کی خدمت میں عرض کیا۔ حضور آپ سے تنہائی میں بات کرنا چاہتا ہوں۔ لہٰذا ان لوگوں کو باہر بھیج دیں تا کہ ہم تخلیے میں بات کر سکیں۔ آپ نے فرمایا کہ مولوی صاحب اتنے آدمیوں کو تکلیف دینے کی کیا ضرورت ہے ہم دونوں ہی یہاں سے الگ جگہ چلے جاتے ہیں۔ وہاں بات ہو جائے گی علیحدگی میں جانے کے بعد مولوی عبدالحکیم صاحب نے عرض کیا۔ یا حضرت آپ کے بارے میں مشہور ہے کہ آپ نماز نہیں پڑھتے اس کی خاص وجہ کیا ہے۔

تو حضور شہنشاہ کلیام نے فرمایا کہ آپ تو فقرا کی اولاد ہیں اور عالم دین بھی میں آپ کو کیا بتاؤں۔ آپ نے فرمایا کہ میں اپنے اس ظاہری وجو کو اس قابل نہیں سمجھتا کہ خدا کے سامنے پیش کیا جائے اس لئے دوسرے وجود کے ساتھ نماز پڑھتا ہوں۔ شہنشاہ کلیام کا یہ جواب سن کر مولوی عبدالحکیم موضع کھینگر تشریف لائے۔ تو لوگوں نے پوچھا فرمایئے۔ نماز کے بارے میں حضور شہنشاہ کلیام نے کیا جواب ارشاد فرمایا ہے تو مولوی عبدالحکیم نے جواب دیا کہ جہانداد خان تیرا مرشد لاثانی ہے اور جو جواب تیرے مرشد نے دیا وہ کسی اور سے ملنا مشکل ہے۔

قل متاع ادنیا قلیل ☆

پنجاب کا راجہ رنجیت سنگھ آپ کے دربار میں قدم بوسی کیلئے حاضر ہوا اور ایک بہت بڑی جائیداد کا کاغذ آپ کی خدمت میں پیش کیا۔ آپ نے پوچھا یہ کیا ہے اس نے جواب دیا کہ حضور کے واسطے زمین کی ملکیت کے کاغذ ہیں۔ آپ نے راجہ رنجیت سنگھ کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ تم مجھے دنیا کی دولت سے مرعوب کرنا چاہتے ہو۔ جبکہ میری حکومت تو تمام زمین پر ہے تم بولو کون کون سے علاقوں کی مسند حکومت دوں۔ یہی وجہ ہے کہ آج تک لنگر کی کوئی زمین نہیں۔ راجہ رنجیت سنگھ اپنے عمل پر نادم اور شرمسار ہو کر معافی چاہنے لگا اور شہنشاہ کلیام کی خدمت میں دعا کیلئے عرض کیا۔ آپ نے دعا دے کر رخصت کر دیا۔ اس واقعہ سے بخوبی اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ اگر شہنشاہ کلیامی کو دولت سے محبت ہوتی تو وہ کبھی بھی اتنی بڑی جائیداد کی پیشکش کو مسترد نہ کرتے۔ جبکہ حالات حقیقتاً یہ تھے کہ بسا اوقات لنگر کی دال خریدنے کیلئے اگر آپ کے پاس پیسے نہ ہوتے تو آپ اپنی تسبیح گروی رکھ دیا کرتے اور مہمانوں کیلئے لنگر کا اہتمام ضرور فرماتے۔ فقر و فاقہ کی اس کیفیت کے باوجود آپ کے پاؤں میں کبھی لغزش نہیں آئی اور کبھی بھی دنیا کی دولت کو عزیز نہ سمجھا۔ بلکہ **قل متاع الدنیا قلیل** سمجھتے ہوئے اس کی طرف دیکھتے بھی نہ تھے۔

زمین کربلا اور شہنشاہ کلیام ☆

شہنشاہ کلیام حضور باباجی صاحب کی خدمت میں ایک مرتبہ ایک سید تشریف لائے اور آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر خواب بیان کیا کہ حضور میں نے آج رات خواب میں تمام کربلائے معلیٰ کی زیارت کی اور واقعہ کربلا کے واقعات کو ملاحظہ کیا اور میں نے کربلا کا ریتلا میدان بھی دیکھا۔ جس کے سینے پر حضرت امام حسین علیہ السلام کا لاشہ پڑا رہا۔ اور وہ خیمے بھی دیکھے جس میں اہل بیت اس وقت قیام پذیر تھے۔ حضور شہنشاہ کلیام نے فرمایا کہ شاہ صاحب جھوٹ کی بھی حد ہوتی ہے۔ آپ نے کربلا کے تمام واقعات کو دیکھا۔ پھر بھی ہوش میں پھر رہے ہیں۔ میری طرف دیکھیں میں نے میدان کربلا کا صرف ایک کونہ دیکھا ہے۔ تو اب تک ہوش میں نہ آسکا اور اپنے جسے کو پتھر کی سل پر جلا رہا ہوں اور چھری سے اپنے جسم کا گوشت کاٹ رہا ہوں کہ شاید ہوش میں آجاؤں۔

نوٹ: یہی وجہ تھی کہ حضور شہنشاہ کلیام نے تمام عمر اپنے جسم پر گوشت نہیں رہنے دیا اور نہ ہی کبھی سائے میں سوئے۔

تاجدار گولڑہ پیر سید مہر علی شاہ علیہ الرحمۃ آپ کے زہد و تقوی کے بارے میں فرماتے ہیں کہ آج تک جتنے ولی اس ولی اس دنیا میں تشریف لائے۔ انہوں نے نماز کی نیت کی اور سلام پھیرا۔ لیکن حضور شہنشاہ کلیام وہ ولی اللہ ہیں کہ جنہوں نے نماز کی نیت کر کے تمام عمر سلام پھیرا۔ اس سے مراد یہ ہے کہ ہر ولی نے ایک حد تک عبادت کی۔ لیکن حضور شہنشاہ کلیام فرد الزماں باباجی کلیامی رحمۃ اللہ علیہ کی واحد ذات ہے۔ جس کو یہ شرف حاصل ہے کہ آپ نے اپنی تمام عمر فانی میں یاد خدا اور یاد محبوب خدا سے ایک پل بھی دھیان نہ پھیرا۔ یہی وجہ ہے کہ غلامان شہنشاہ کلیام یہ بات بڑے فخر سے کہتے ہیں۔ ہمارے مرشد کا رتبہ زمین پر کوئی فقیر نہیں بتا سکتا۔ ایک مرتبہ حالت وجد میں حضور شہنشاہ کلیام نے خود فرمایا کہ دریائے عشق کی اس گہرائی سے تیر کر نکلا ہوں۔ جہاں سے آج سے پہلے نہ کوئی نکلا ہے اور نہ ہی نکلے گا۔ آپ فرماتے ہیں کہ میرا رتبہ لوگوں کو قیامت کے دن ہی معلوم ہوگا۔

حضور شہنشاہ کلیام کی نماز ☆

حضرت خواجہ اللہ بخش تونسوی نے جب حضور شہنشاہ کلیام کی نماز کے بارے میں اعتراض کیا تو آپ نے فرمایا کہ اگر اسے میری نماز کی خبر نہیں ہے۔ تو وہ شان سلیمان کی گدی کے لائق نہیں

ہے۔ اسے کہنا کہ آج فجر کی نماز کے وقت اٹھ کر دیکھنا خواجہ اللہ بخش تونسوی جب نماز کیلئے مسجد میں پہنچے نماز پڑھ کر جب سلام پھیرا تو دیکھا کہ حضور شہنشاہ کلیام خواجہ اللہ بخش تونسوی علیہ الرحمتہ کے دونوں طرف موجود ہیں۔ خواجہ اللہ بخش تونسوی یہ معاملہ دیکھ کر پریشان اور خوفزدہ ہوئے اور واپس آ کر معافی چاہی تو آپ نے فرمایا کہ بے نمازی غازی کا اس دن پتہ چلے گا۔ جس دن خدا قاضی ہوگا۔ پھر فرمایا کہ خواجہ اللہ بخش اگر تو شاہ سلیمان کا پوتا نہ ہوتا تو تیرا حشر دنیا دیکھتی۔

پیر صاحب موہڑہ شریف اور نماز کا واقعہ☆

حضرت خواجہ محمد قاسم پیر صاحب موہڑہ شریف علیہ الرحمتہ ہندوستان سے واپسی پر جب گوجر خان پہنچے تو وہاں اپنے مریدوں سے پوچھا کہ یہاں کوئی درویش صفت انسان بھی ہے۔ تو لوگوں نے عرض کیا کہ یہاں سے کچھ میل دور کلیام شریف میں خواجہ فضل الدین نامی ایک بزرگ ہیں۔ جو کہ راگ بھی سنتے ہیں اور عشق میں مبتلا ہو کر نماز بھی چھوڑ دی ہے۔ یہ بات سن کر پیر صاحب کو آپ سے ملنے کا زیادہ اشتیاق ہوا۔ چلتے چلتے کلیام شریف پہنچے۔ آپ سے ملاقات کے بعد پہلا سوال یہی کیا کہ آپ نماز کیوں نہیں پڑھتے۔ آپ نے فرمایا کہ معذور ہوں۔ مگر باوجود اس کے پیر صاحب بضد ہو گئے کہ میں آج آپ کو نماز پڑھوا کر جاؤں گا۔ آپ نے فرمایا کہ اگر نہیں مانتے تو آؤ مسجد چلیں۔ مسجد میں داخل ہو کر آپ نے پیر صاحب سے وضو کیلئے پانی کا لوٹا مانگا۔ پیر صاحب نے دو لوٹے پانی بھر کر پیش کیا۔ آپ نے جب ان کو ہاتھ لگایا تو دونوں خالی تھے۔ پیر صاحب کو بلا کر فرمایا کہ جناب یہ لوٹے تو خالی ہیں۔ وضو کیلئے پانی بھر کر لاؤ۔ دوبارہ اسی طرح پھر لوٹے پیش کئے گئے۔ آپ نے ہاتھ لگایا تو وہ دونوں پھر خالی تھے۔ حتیٰ کہ اس طرح پھر صاحب بار بار پانی لاتے رہے۔ اٹھاون لوٹے پانی لایا گیا مگر آپ کا ہاتھ لگتے ہی خالی نظر آتے۔ پیر صاحب حیران و پریشان تھے کہ آخر معاملہ کیا ہے۔ حضور شہنشاہ کلیام نے پیر صاحب کو پریشان دیکھ کر اپنی داڑھی مبارک پر ہاتھ پھیرا تو پانی کی فوار نکلی اور ساتھ ہی فرمایا کہ تمہیں میرے وضو کی خبر نہیں اور بات نماز کی کرتے ہو۔ یہ معاملہ دیکھ کر پیر صاحب معافی کے طلبگار ہوئے۔ آپ نے پیر صاحب کو رخصت کرتے ہوئے فرمایا کہ جب میرے راز دارا اپنے پیر و مرشد کے پاس کشمیر پہنچو تو میرا اسلام ان کو کہنا۔ چنانچہ جب وہ اپنے مرشد کے پاس پہنچے تو انہوں نے فرمایا کہ بھئی میری امانت مجھے دو۔ جب مرید نے آپ کی طرف بھیجا ہوا سلام اپنے پیر و مرشد کو دیا تو انہوں نے کہا کہ شکر ہے خدا کا کہ شہنشاہ جہاں نے تمہاری وجہ سے ہمیں بھی یاد کیا۔

شہنشاہ کلیام اور عزت سادات ☆

حضور شہنشاہ کلیام کی بارگاہ میں ایک مرتبہ ایک شخص آیا اور کہنے لگا۔ حضور میں دولتالہ سے حاضر ہوا ہوں اور سید ہوں۔ آپ نے مریدین کو آواز دے کر فرمایا کہ یہ شاہ صاحب ہیں۔ سید ہیں ان کی خوب تواضع اور خدمت خاطر کرو۔ خدام نے تعمیل ارشاد کرتے ہوئے خوب خدمت کی اور رات گزارنے کیلئے مخصوص انتظام واہتمام کیا۔ رات گزری صبح کے وقت وہ شخص حضور شہنشاہ کلیام کی خدمت میں دوبارہ پہنچا تو حضور شہنشاہ کلیام نے اس کی طرف دیکھا تو وہ مسکرانے لگا۔ آپ نے فرمایا مسکراتے کیوں ہو تم جو کچھ بھی ہو وہ مجھے معلوم ہے کہ تم معمولی ذات کے مصلی ہو۔ مگر ہم نے تمہاری جو خدمت کی ہے کہ وہ صرف اور صرف اس سیّد کے نام پر کی ہے جس کا تم نے جھوٹا دعویٰ کیا ہے۔ آپ کی زبان ترجمان سے یہ الفاظ سنتے ہی وہ نادم ہوا اور قدموں میں گر کر معافی کا خواستگار ہوا۔

ایک مرغ ایک سوبیس آدمی ☆

گلشن فضل کے عظیم روحانی پیشوا حضرت خواجہ محمد حسین چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ ماڑی بگیال شریف فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضور شہنشاہ کلیام حضرت سائیں فضل الدین کلیامی چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ موضع نے کسی کے گھر تشریف لے گئے۔ تو آپ کے مرید خاص سائیں عطر صاحب کی بیوی نے اپنے خاوند سے کہا کہ شہنشاہ کلیام کی سواری پاک آج ہمارے گاؤں میں تشریف فرما ہے۔ میں چاہتی ہوں کہ حضور شہنشاہ کلیام ہمارے گھر میں قدم رنجہ فرمائیں۔ اور میں اپنے ہاتھ سے حضور شہنشاہ کلیام کو کھانا پکا کر کھلاؤں۔ سائیں عطر نے اپنی بیوی سے پوچھا کہ گھر میں کیا کچھ موجود ہے۔ تو بیوی نے کہا کہ ایک مرغ اور ۵ کلو آٹا ہے۔ یہ سن کر سائیں عطر نے کہا کہ حضور اکیلے ہی تو نہیں۔ بلکہ آپ کے ساتھ کافی تعداد میں افراد موجود ہیں۔ اتنا کم راشن کیسے پورا ہوگا۔ تو بیوی نے عرض کیا اے میرے شوہر نامدار آپ گاؤں میں کسی کے پاس چلے جائیں۔ اور کچھ کھانے پینے کا سامان ادھار لے آئیں۔ چنانچہ سائیں عطر صاحب پورا گاؤں پھرے کسی کے گھر سے کچھ نہ ملا۔ ہر شخص نے ادھار دینے سے انکار کر دیا۔ صرف ایک گھر سے دو کلو دانے گندم کے ملے۔ سائیں عطر نے وہ دانے لا کر بیوی کو دیئے۔ عزیز واقارب کی لڑکیوں کو لگا کر آٹا پیسا گیا۔ مرغ ذبح ہو کر پکنا شروع ہو گیا۔ جب کھانا تیار ہو گیا تو سائیں عطر نے اپنی بیوی سے کہا کہ تم خود جا کر حضور شہنشاہ کلیام کو دعوت بھی دو اور اپنے گھر کے حالات بھی بتاؤ۔ چنانچہ بیوی آپ کے ڈیرے پہنچی اور دعوت کیلئے دست بستہ عرض کیا اور حضور شہنشاہ کلیام کی بارگاہ میں عرض کیا کہ

حضور ہم غریب لوگ ہیں۔ اس قابل نہیں کہ آپ کا کھانا پکا سکیں۔ بہر حال ہماری دلی تمنا پوری فرما دیں اور حضور یہ بھی خیال رکھیں صرف ایک مرغ ہے اور تھوڑا سا آٹا ہے۔ لہٰذا چند افراد کے ہمرہ تشریف لائیں۔ تا کہ آپ کی دعوت بھی ہو جائے اور غریب کا بھرم بھی رہ جائے۔ یہ سن کر حضور شہنشاہ کلیام نے اپنے ایک مرید کو بلایا جس کے ساتھ ۴۰ آدمی تھے۔ اور فرمایا کہ تم اپنے تمام ساتھیوں کو لے کر ان کے گھر چلو کھانا کھاؤ۔ اس نے عرض کیا حضور ۵ کلو آٹا اور ایک مرغ پکا ہے۔ دعوت بھی صرف آپ کی ہے۔ لہٰذا آپ تشریف لے جائیں ہم اتنے تھوڑے سے کھانے کیلئے جا کر کیا کریں گے۔ آپ نے فرمایا کہ تم اپنے ساتھیوں سمیت جاؤ اور کھانا کھا کر واپس آؤ۔ لہٰذا وہ شخص اپنے ساتھیوں کے ہمراہ سائیں عطر کے گھر پہنچا زمین پر کمبل بچھا کر تمام افراد کو بٹھا کر کھانا شروع کر دیا گیا۔ جب تمام احباب کھانا کھا چکے تو وہ اپنے چالیس ساتھیوں سمیت حضور شہنشاہ کلیام کی بارگاہ میں پہنچا اور عرض کیا کہ حضور ہم کھانا کھا آئے تو حضور شہنشاہ کلیام نے فرمایا کہ اب تمام افراد جو میرے ساتھ آئے اور جو مہمان دوسرے گاؤں سے آئے ہیں۔ سب چلیں جب گنتی کی گئی تو آپ کے ہمراہ اسی افراد تھے۔ تمام کے تمام سائیں عطر کے گھر پہنچے۔ کھانا شروع ہوا تو پہلے والا شخص عرض کرنے لگا۔ حضور ۴۰ افراد تو ہم تھے۔ ۸۰ آپ ہیں۔ ایک مرغ اور ۵ کلو آٹا کیسے پورا ہو گا۔ تو شہنشاہ کلیام نے فرمایا کہ تم دیکھو ہوتا کیا ہے۔ جب حضور کھانا کھا چکے تو آپ نے سائیں عطر سے فرمایا کہ اندر جا کر مرغ کی بوٹیاں بھی گن لو۔ جب سائیں عطر اندر سے واپس آئے تو عرض کرتے ہیں۔ حضور مرغ کی بوٹیاں بھی پوری ہیں اور آٹا بھی اسی طرح ہے۔ جیسا کہ ہم نے ابتداء میں گوندھا تھا۔ کھانا ذرا بھی کم نہ ہوا اور ۱۲۰ افراد نے کھا بھی لیا۔

نزول بارش ☆

راولپنڈی شہر میں سرکلر روڈ پر واقع تکیہ شاہو کے مقام پر ایک مرتبہ آپ نے دو ماہ تک قیام کیا۔ اس دوران کلیام اعوان کے چند افراد آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کرنے لگے۔ حضور آپ تو دو ماہ سے اپنے خدام سمیت شہر تشریف لے آئے۔ اور گاؤں کی یہ حالت ہے کہ ۴ ماہ گزر گئے۔ مگر بارش نہیں ہوئی۔ ہماری فصلیں تباہ ہونے کا خطرہ ہے۔ انسان وحیوان چرند پرند بارش نہ ہونے کی وجہ سے پریشان اور بیماریوں میں مبتلا ہے۔ اگر بارش نہ ہوئی تو قحط پڑ جائے گا۔ آپ اللہ کے ولی ہیں۔ بارش کیلئے دعا فرمائیں۔ تا کہ ملک سے قحط سالی بھی دور ہو جائے اور بیماریاں بھی ختم ہو جائیں۔ ان کی بات سن کر حضور شہنشاہ کلیام بابا جی صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ خدا کی رحمت سے ناامید نہیں ہونا

چاہیے۔ وہ ہی خالق مالک اور سب کا رازق ہے۔ جس نے پیدا کیا ہے بارش بھی دے گا یہ تو فرما دیا مگر آپ نے دعا کے لئے ہاتھ نہ اٹھائے جس پر گاؤں سے آئے ہوئے تمام افراد پریشان ہوئے شام کا وقت تھا کہ اپنے اپنے خادم جس کا نام پیلو تھا جو کہ کوڑھ کا مریض بھی تھا اس کو بلایا اور فرمایا کہ یار پیلو آج دل بہت تنگ ہے۔ لہٰذا کوئی کہانی سناؤ۔ اس نے کہا یا حضرت اگر کہانی سننی ہے۔ تو پھر سنیں۔ ایک آدمی کی دو بیویاں تھیں۔ ایک کا نام حشمت دوسری کا نام رحمت۔ حشمت ہمیشہ رحمت کو مارتی اور ناجائز تنگ کرتی تھی۔ ایک دن رحمت نے اپنے خاوند سے کہا کہ اے میرے شوہر نامدار حشمت مجھے روز مارتی اور تنگ کرتی ہے۔ آخر میں بھی آپ کی بیوی اور غلام ہوں۔ میں آپ کے علاوہ کس سے شکایت کروں۔ لہٰذا آپ اپنی دوسری بیوی حشمت کو سمجھائیں کہ وہ مجھ پر زیادتی بند کرے اس پر خاوند نے کہا کہ اچھا ٹھیک ہے۔ آئندہ اگر وہ تیرے ساتھ کوئی زیادتی کرے تو تو ایک کے بدلے اس کو سو باتیں سنا دینا۔ اس نے کہا کہ میری اتنی قدر کہاں کہ میں اس کو جواب اور گھر میں آرام سے رہ لوں۔ وہ تو میرا جواب سن کر مجھے جوتے مارے گی۔ اس وقت آپ میرے قریب کھڑے ہو کر میرا تماشہ دیکھیں گے۔ رحمت کی بات سن کر خاوند نے کہا کہ تو فکر نہ کر میں تیرا ساتھ دوں گا۔ اور ایمان سے کہتا ہوں کہ اگر حشمت نے اگر میرے سامنے کوئی زیادتی کی تو اسے میں پکڑ لوں گا۔ اور تجھ سے اسے مار پٹواؤں گا۔ چنانچہ دوسرے ہی دن حشمت نے رحمت سے زیادتی کی کوئی بات کی۔ رحمت نے اسے پلٹ کر جواب دیا۔ تو اس نے کہ کہ تو نے میری بات کا جواب کیوں دیا اور غصے میں آ کر حشمت نے رحمت کو جوتی پھینک کر ماری اور کہنے لگی کہ تو نے خاوند کے کہنے پر ایسا کیا ہے۔ اب میں تجھے ہرگز نہ چھوڑوں گی۔ یہ سن کر خاوند نے حشمت کو پکڑ کر زمین پر لٹا دیا اور رحمت کو کہا کہ اب اس کے اوپر چڑھ کر اسے خوب مار جب رحمت نے حشمت کے اوپر چڑھ کر مارنا شروع کیا تو خاوند نے کہ کہ رحمت تکڑی ہو کر اس چنڈال کو مار اب اس کو چھوڑنا نہیں۔ اس لئے کہ تیرا سائیں تیرے ساتھ ہے۔

جب تکڑی تکڑی رحمت والی بات پیلو نے کہی تو شہنشاہ کلیام تڑپ گئے اور اٹھ کر حالات وجد میں رقص کرنے لگے۔ ادھر آپ حالت وجد میں رقص فرما رہے تھے کہ آسمان پر ایک دم بادل آیا اور آپ بار فرماتے تھے کہ تکڑی تکڑی رحمت جوں جوں آپ یہ جملہ دہراتے اسی طرح زوردار بارش شروع ہو گئی۔ اس جگہ قوال بھی موجود تھے۔ کہ انہوں نے آپ کی وجدانی کیفیت دیکھ کر ساز کھول دیئے اور اس مصرع کی تکرار کرنے لگے۔

تکڑی ہوسیں تکڑی رحمت خصم تیرا ہے سنگی

جوں جوں قوال اس مصرع کی تکرار کرتے اسی طرح بارش بھی تیز ہوتی جاتی تھی۔ ادھر آپ کی وجدانی کیفیت میں بھی ہر لمحہ اضافہ ہو رہا تھا۔ اسی حالت میں آپ اپنے حجرے سے باہر بارش میں تشریف لے آئے اور کافی دیر تک آپ اپنے حجرے میں تھے۔ تمام افراد کو آپ کی وجدانی کیفیت دیکھ کر پسینہ آ گیا۔ سب کے وجود پسینے سے شرابور تھے۔ ادھر آپ حجرے سے نکل کر باہر تشریف لائے۔ تو تمام حضرات بھی آپ کے پیچھے باہر ہی آ گئے اور بارش میں مسلسل بھیگتے رہے۔ خدا کی مہربانی سے کوئی بھی نہ بیمار ہوا۔ اور نہ ہی کوئی تکلف ہوئی۔

جب آپ کی وجدنی کیفیت ختم ہوئی تو لوگ آپ کو اٹھا کر اندر لے گئے۔ ہوش میں آئے تو بارش بھی رک گئی۔ لوگوں نے عرض کیا۔ حضور بہت بارش ہوئی تو آپ نے فرمایا کہ اگر تم مجھے اندر لے کر نہ آتے تو کم از کم گز گز پانی کھڑا ہو جاتا۔

چور جنات ☆

ایک دفعہ قحط سالی کا زمانہ تھا۔ گندم آٹا وغیرہ وافر مقدار میں موجود نہ تھا اور نہ ہی بازار سے دستیاب تھا۔ حضور شہنشاہ کلیام کے لنگر میں روزانہ ۳۵ کلو آٹا پکتا تھا۔ قحط سالی کے باوجود لنگر کے آٹے میں یا مقدار میں کمی واقع نہ فرمائی۔ مگر اتفاق کی بات کہ جتنا آٹا روزانہ پکتا تھا مہمان بھی تقریباً اتنے ہی آتے تھے۔ کہ اچانک معاملہ کچھ ایسا ہوا کہ آٹا بھی اتنا مہمان بھی اتنے ہی مگر کھانے کے وقت روٹیاں کم پڑ جاتیں۔ لانگری اور خدام نے حضور شہنشاہ کلیام کی عرض کیا کہ حضور ماجرا سمجھ سے باہر ہے۔ روٹیاں پوری نہیں ہوتیں۔ آپ نے فرمایا کہ اچھا اس طرح کرو کہ لنگر تقسیم کرتے وقت جس جگہ روٹیاں رکھی ہوتی ہیں۔ اس جگہ پر دائیں بائیں نظر رکھنا چنانچہ حسب الارشاد لنگر تقسیم کرتے وقت روٹیوں کے برتن پر نظر رکھی گئی۔ تو خدام نے دیکھا کہ روٹیوں کے برتن پر ایک ہاتھ نمودار ہوا مگر جسم ظاہر نہیں ہو رہا تھا۔ تو آپ کے خادم خاص ملک سائیں نے آگے بڑھ کر وہ ہاتھ پکڑ لیا۔ جب ہاتھ پکڑا تو جسم بھی ظاہر ہو گیا۔ خدام نے قابو کر کے پوچھا تو اس نے بتایا کہ میں جننی ہوں یعنی جن کی مادہ اس نے رو کر اپنی داستان غم بیان کی اور کہنے لگی۔ میرا خاوند فوت ہو گیا ہے۔ چھوٹے چھوٹے بچے ہیں تخی کے لنگر سے اپنے بچوں کی روٹیاں لے جا کر اپنے بچوں کو کھلاتی ہوں۔ خدام نے اسے حضور شہنشاہ کلیام کی بارگاہ میں پیش کیا۔ آپ نے اس کی داستان سن کر فرمایا کہ اگر تم پر کوئی مصیبت آ گئی تھی تو اپنے گھر اور بچوں کیلئے لے جاتی یہ تو اچھی

بات ہیں کہ لنگر کھانے والے مہمان بھوکے رہیں اور تم فضول روٹیاں لے جا کر برباد کرو۔ اس پر وہ نادم ہوئی اور آپ سے معافی مانگتے ہوئے کہنے لگی حضور اب دوبارہ ایسا نہ کروں گی۔ آپ نے اس کا قصور معاف فرما دیا اور اسے دعا دی۔ اور فرمایا جاؤ اللہ تمہیں کبھی رزق کی تنگی نہ دے۔ اور کسی کا محتاج نہ کرے۔ کلیام کے لوگ گواہ ہیں۔ اس کی نسلوں میں سے دوبارہ پھر کسی نے ایسی حرکت نہیں کی۔

ڈوبتی بیڑی پار لگا دی ☆

ایک مرتبہ حضور شہنشاہ کلیام پاک پتن شریف سے واپسی پر دریائے چناب کے کنارے پہنچے۔ تو شدید بارش شروع ہو کر بارش اور طوفان بادو باراں کی وجہ سے بیڑی دریا میں سے نہیں چل سکتی تھی۔ کافی تعداد میں لوگ جمع تھے۔ بارش بھی تھی۔ لوگوں کے پاس دریا کے کنارے قیام کرنے کے اسباب کے علاوہ دوسری طرف سے کسی راستے پر جانے کیلئے زادراہ بھی موجود نہ تھا۔ جس کی وجہ سے کئی افراد کے بچے بھوک پیاس سے بلبلا رہے تھے۔ آپ سے ان کی یہ کیفیت برداشت نہ ہو سکی۔ آپ نے ملاح سے فرمایا کہ خدا پر توکل کر کے بیڑی میں سب کو بٹھاؤ اور چلو چلتے ہیں۔

چنانچہ آپ کی زبان ترجمان سے یہ الفاظ نکلتے ہی تمام افراد کشتی میں سوار ہو گئے۔ کشتی چھوٹی تھی۔ افراد زیادہ تھے۔ جب کشتی دریا سے منزل کی جانب روانہ ہوئی۔ تو اس میں زیادہ آدمیوں کی وجہ سے پانی بھرنا شروع ہو گیا اور بیڑی دریا میں ہی لڑکھڑانے لگی۔ لوگ کشتی سے پانی باہر نکالتے مگر پانی دوبارہ پھر اسی طرح اور زیادہ داخل ہو جاتا یہ کیفیت دیکھ کر تمام لوگ حیران و پریشان ہو کر دریا میں ہی رونے چیخنے لگے۔ چونکہ ان تمام کو موت سامنے نظر آ رہی تھی۔ ادھر حضور شہنشاہ کلیام بڑے اطمینان سے کشتی میں سوار تھے۔ آپ کے چہرے پر کوئی غم یا پریشانی اور فکر نہ تھا۔ آپ کی یہ کیفیت دیکھ کر لوگ آپ کی طرف متوجہ ہوئے اور کہنے لگے حضور ہم تو آپ کے کہنے پر بیڑی میں سوار ہوئے تھے۔ ب یہ دریا میں ڈوب رہی ہے۔ اللہ کی بارگاہ میں آپ دعا کریں۔ کہ اللہ اسے بچا لے آپ نے دعا کیلئے ہاتھ اٹھائے ڈوبتی ہوئی کشتی تیرنے لگی۔ اور کشتی میں سوار تمام افراد بخیریت اپنی منزل مقصود تک پہنچ گئے۔ کنارے پر پہنچ کر سب نے اللہ کی ذات کا شکر ادا کیا اور آپ کے قدموں میں گر گئے۔

سنکھیا سے علاج ☆

آپ کے ایک مرید مہر وخان اعوان جو کہ موضع جھانڑوانوالہ کے رہنے والے ہیں۔ فرماتے

ہیں۔ایک دن میرے پاس ایک شخص آیا اور کہنے لگا میں نابینا ہوں۔میری آنکھوں سے مجھے نظر کچھ نہیں آتا۔تم میرے ساتھ کلیام شریف چلو اور اپنے مرشد شہنشاہ کلیام سے دعا کراؤ۔کہ خدا مجھے آنکھیں عطا فرمادے۔نابینا شخص کی بات سن کر مہر وخان نے کہا کہ میں تو دنیاداری کے کاموں میں مصروف ہوں۔ تمہارے ساتھ نہیں جا سکتا ہاں رقعہ تحریر کر دیتا ہوں۔تم کلیام شریف چلے جاؤ۔حضور دعا فرمائیں گے۔ انشاءاللہ تمہیں شفا ہو جائے گی۔نابینا نے کہا کہ اگر تم نہیں جا سکتے تو پھر رقعہ تحریر کر دو۔چنانچہ مہر وخان نے رقعہ تحریر کیا۔وہ نابینا اپنے بیٹے کو لے کر کلیام شریف پہنچا۔تو اس وقت آپ کے پاس جذام کا ایک مریض بیٹھا ہوا تھا۔آپ نے ایک شیشی سے تھوڑی دوائی نکال کر اسے دی اور اسی شیشی میں سے اس نابینا کو دی اور فرمایا کہ رات کو سوتے وقت ایک ایک سلائی آنکھوں میں ڈال کر سو جایا کرو۔چنانچہ وہ نابینا دوائی لے کر گھر پہنچا۔اس نے رات کو ایک ایک سلائی دوائی آنکھوں میں ڈالی اور سو گیا۔صبح کو جب بیدار ہوا تو آنکھوں میں روشنی آ گئی تھی۔اسے بینائی کی نعمت حاصل ہو چکی تھی۔جب یہ بات لوگوں میں مشہور ہوئی تو ایک اور نابینا شخص اس کے پاس آیا اور کہنے لگا۔جو دوائی تمہیں شہنشاہ کلیام نے عنایت کی تھی وہ مجھے بھی دے دو۔تا کہ مجھے بھی بینائی جیسی نعمت مل جائے۔اس نے کہا کہ مجھے مہر وخان نے رقعہ دے کر کلیام بھیجا تھا۔لہٰذا تم بھی اسی کے پاس چلے جاؤ۔وہ رقعہ دے گا تم بھی کلیام جا کر دوا لے آنا۔ وہاں پر ہم تم جیسے ہزاروں بیمار آتے ہیں اور شفایاب ہوتے ہیں۔چنانچہ وہ نابینا شخص بھی مہر وخان کے پاس پہنچا اور رقعہ مانگا۔مہر وخان نے اسے کہا کہ تھوڑی دیر ادھر ٹھہر و اور ایک لڑکا بھیج کر اسے بلایا۔جب وہ آیا تو مہر وخان نے کہا کہ تم تو بڑے مطلب پرست آدمی ہو۔تم جب نابینا تھے تو میرے پاس چکر لگاتے تھے۔اب شفا حاصل ہو گئی۔تو اب اپنا حال بتانے بھی نہیں آئے۔مہر وخان کے سوال پر اس نے بتایا کہ آپ کو شہنشاہ کلیام نے سلام بھی بھیجا ہے اور مجھے دوائی دی تھی۔کہ تین دن تک رات کو سونے سے پہلے آنکھوں میں ڈالنا حالانکہ میرا کام تو پہلی ہی سلائی میں ہو گیا تھا۔مگر میں گھر سے ڈر کی وجہ سے نہیں نکلا کہ تین دن دوا استعمال کر لوں۔تو پھر نکلوں گا۔اسی وجہ سے نہ آپ کو سلام پہنچا سکا نہ ہی حال بتا سکا۔ مہر وخان نے کہا کہ اچھا وہ دوائی تو دکھاؤ جو شہنشاہ کلیام نے عطا فرمائی تھی۔

چنانچہ وہ شخص گھر گیا اور دوائی شیشی لے کر واپس آیا۔مہر وخان نے جب دوائی کی شیشی سے نکال کر دیکھی تو دوائی کی بجائے سنکھیا تھا۔تو اسنے کہا کہ بے وقوف یہ تو سنکھیا ہے۔مجھ وہ دوائی دکھاؤ جو کلیام کے والی سے لائے ہو۔تو اس نے کہا کہ قسم باخدا آپ نے مجھے یہی دوائی دی تھی۔جس سے میری

آنکھیں روشن ہوئی ہیں۔

نسبت بابا گنج شکر رحمتہ اللہ علیہ☆

والی کلیام حضور بابا فضل الدین کلیامی رحمتہ اللہ علیہ جب حضرت دیوان صاحب پاکپتن شریف کے بیٹے کی شادی میں شرکت کے لئے پاکپتن شریف تشریف لے گئے تھے اور شادی کے موقع آپ سے جو کرامت ظاہر ہوئیں تھیں۔ اس موقع پر بابا فرید الدین مسعود گنج شکر علیہ الرحمتہ کی اولاد پاک سے تعلق رکھنے والے حضرت پیر کالا صاحب بھی موجود تھے۔ انہوں نے جب شہنشاہ کلیام کی کرامت اور مرتبہ و مقام کو دیکھا تو فوج کی نوکری کرتے تھے۔ تو انہوں نے فوج کی نوکری کو خیر باد کہہ دیا اور آپ کے ہمراہ ہی کلیام شریف تشریف لے آئے تھے۔ پیر کالا صاحب چونکہ حضور بابا فرید الدین گنج شکر کی اولاد تھے اسی وجہ سے پیر کالا صاحب کو الگ کمرہ اور پلنگ عنایت فرما دیا تھا۔ کافی عرصہ تک پیر کالا صاحب ایک مرید صادق کی حیثیت سے کلیام شریف میں قیام پذیر رہے۔ ایک دن پیر کالا صاحب نے عرض کیا۔ حضور مجھے سیر کرنے کی اجازت عنایت فرما دیں۔ آپ نے اجازت بھی دی اور کچھ زادراہ بھی دیا۔ پیر کالا سیر کرتے کرتے انڈیا کے ایک علاقے فیروز پور پہنچ گئے۔ وہاں کے لوگ ان دنوں ایک بڑی مصیبت میں مبتلا تھے۔ ان دنوں وہاں پر اس قدر پانی چڑھ آیا تھا کہ لوگ اپنی جان و مال بچانے کی فکر میں تھے۔ وہاں کے لوگوں کو جب علم ہوا کہ حضرت بابا فرید الدین گنج شکر علیہ الرحمتہ کی اولاد سے پیر کالا صاحب اس بستی میں جلوہ گرہ ہیں۔ وہ تمام اکٹھے ہو کر آپ کے پاس آئے اور عرض کیا حضور آپ زبدۃ الانبیاء کی اولاد ہیں۔ ہم مصیبت میں گرفتار ہیں۔ یہ پانی ہم سب کو سامان اور مال و اسباب سمیت بہ کر لے جائے گا۔ آپ دعا کریں کہ خدا ہمارے سر سے یہ عذاب دور کر دے۔ لوگوں کی بات سن کر پیر کالا صاحب نے فرمایا کہ اچھا اب تو تم چلے جاؤ صبح کو آنا تمہارے لئے کچھ کریں گے۔ جب لوگ چلے گئے تو پیر کالا صاحب نے اپنے ساتھی سے کہ کہ بھائی ہم میں اتنی طاقت کہاں کہ ہم دعا کریں اور پانی یہاں سے چلا جائے۔ صبح ہو گی تو لوگ آئیں گے۔ تو ہم کیا جواب دیں گے۔ اسی لئے بہتر ہے کہ ابھی اپنا بوریا بستر لپیٹو اور یہاں سے چلے جاتے ہیں۔ پیر کالا صاحب علیہ الرحمتہ کی بات سن کر ساتھی نے کہا کہ حضور اب تھکے ہوئے ہیں۔ نیند بھی سخت آ رہی ہے۔ لہٰذا ابھی سو جاتے ہیں۔ آدھی رات کے وقت اٹھ کر یہاں سے کہیں اور چلے جائیں گے۔ چنانچہ حسب پروگرام آپ کا ساتھی تو سو گیا۔ مگر پیر کالا صاحب نے بستر گول کر کے سرہانے رکھا اور لیٹ گئے۔ اتفاق سے پیر کالا صاحب علیہ الرحمتہ کی آنکھ لگ گئی۔ تو

خواب میں کیا دیکھا کہ مرشد کامل شہنشاہ کلیام حضور بابا صاحب رحمتہ اللہ تشریف لائے اور فرمایا کہ پیر صاحب سوتے کیوں نہیں ہوتو پیر کالا صاحب سے عرض کیا کہ حضرت ہم یہاں پر بالکل نہیں رہیں گے۔ آپ نے فرمایا کہ گھبراتے کیوں ہو صبح تک یہیں رہو۔ جب شہر کے لوگ آئیں گے تو ان سے کہنا کہ ایک بکرالیکر آؤ۔ بکرا ذبح کر کے اس کا سر دریا میں ڈال دینا۔ جہاں تک سر جائے پانی وہاں تک واپس ہو جائے گا اور بکرے کے سینگ یا گلے میں یہ تعویز لکھ کر ڈال دینا۔ چنانچہ صبح بیدار ہوئے تو پورے شہر کے لوگ پیر کالا علیہ الرحمتہ کے پاس جمع ہو کر فریاد کرنے لگے کہ حضور آپ بابا فرید گنج شکر کی اولاد ہیں۔ برائے کرم مہربانی کر کے ہمیں اس طوفان اور آفت سے نجات دلائیے۔ پیر کالا صاحب نے کہا کہ جاؤ ایک بکرا ذبح کر کے لے آؤ چنانچہ حسب الحکم بکرا ذبح کر کے لایا گیا۔ آپ نے پانی میں ڈال دیا۔ خدا کے فضل وکرم سے پانی اس جگہ سے چھ کوس دور چلا گیا شہر کے لوگ پیر کالا کی یہ کرامت دیکھ کر بہت معتقد اور مشکور ہوئے۔ چندروز کے بعد پیر کالا اپنے ساتھی کے ہمراہ وہاں سے رخصت ہو کر کلیام شریف شہنشاہ کلیام کے دربار گوہر بار میں پہنچے۔ تو آپ نے پیر کالا علیہ الرحمتہ کو خرقہ خلافت سے نواز کر فیروز پور انڈیا کی ولایت عطا فرمادی۔ اس کے بعد پیر کالا صاحب تمام زندگی فیروز پور انڈیا میں ہی رہے۔ وہیں ان کا وصال باکمال ہوا۔ آج بھی ان کا مزار فیروز پور انڈیا میں مرجع خلائق عام ہے۔

وفات حسرت آیات کی قبل از وقت اطلاع ☆

حضور شہنشاہ کلیام باباجی صاحت رحمتہ اللہ علیہ نے اپنے وصال باکمال سے ایک ماہ قبل اپنے خدام سے فرمادیا تھا کہ ہمارا وقت قریب آ گیا ہے۔ اب ہم تم میں جدائی پڑنے والی ہے۔ لہٰذا میرے لئے صندوق تیار کروالیا جائے جب یہ خبر سنی۔ تو ایک کہرام برپا ہو گیا۔ لوگ زاروقطار رونے لگے۔ دور دور تک لوگوں کو خبر ہو گئی۔ مریدین عقیدت مندان صبح شام آنے لگے۔ کلیام شریف کے باسی رورو کر بے حال ہونے لگے۔ آپ نے جب لوگوں کی یہ کیفیت دیکھی تو فرمایا کہ مردوں کا شیوہ نہیں کہ وہ روئیں۔ دوری بات یہ کہ ہم موت سے ڈرنے والے نہیں بلکہ اس کو اپنے سینے میں لگاتے ہیں۔ جب سائیں فیض علی نے یہ خبر سنی تو روتے ہوئے باہر چلے گئے۔ آپ نے ان کو بلایا اور فرمایا کہ فیض علی ایک ضروری کام تمہارے ذمہ لگا رہا ہوں۔ اور میری یہ نصیحت یاد رکھو گے۔ تو زندگی میں کبھی خسارہ نہیں ہوگا۔ آپ نے فرمایا کہ فیض علی اللہ کے نام پر صدقہ خیرات کھلے دل سے کرتے رہنا اور اگر تیرے پاس کوئی آ کر کبھی بھی کچھ مانگے تو اس سے اس کا خاندان یا مقصد نہ پوچھنا بلکہ جو کچھ بھی مانگے دے دینا۔ یعنی تمہارے در

سے کبھی کوئی سائل خالی نہ جائے اور سنو جو بھی تم نے کسی کو دینا ہے وہ اپنی جیب سے نہیں بلکہ خداوند قدوس میری وجہ سے غیب سے عطا فرماتا رہے گا۔ اور اللہ تعالیٰ تیرے رزق میں برکت دے گا۔

سائیں گلاب علی بھی آپ کے پاس بیٹھے ہوئے اسی طرح جدائی کے غم میں رو رہے تھے۔ تو شہنشاہ کلیام نے فرمایا گلاب علی خدا کے واسطے چپ ہو جا مجھے آخری وقت کیوں غم دیتا ہے۔ تو اس نے عرض کی حضور میری بادشاہی جا رہی ہے۔ میں کیوں نہ روؤں میری فوج کے جو لوگ مجھ سے نفرت کرتے تھے۔ وہ آپ کی وجہ سے میری تابع ہو گئے ہیں۔ حضور شہنشاہ کلیام نے فرمایا کہ گلاب علی اگر اس بارگاہ میں میری منظور ہوئی تو تمہیں زندگی میں پریشان نہ ہونے دوں گا۔ اور اگر میں خدا کا فقیر ہوں۔ تو تمہیں زندگی بھر رزق کی تنگی نہیں آئے گی۔ اور اگر ذرہ برابر بھی فرق آیا تو سمجھنا کہ وہ تو ٹھگ تھا۔ ویسے ہی دنیا میں لارے لگاتا رہا آپ نے فرمایا کہ گلاب علی میری ایک وصیت یاد رکھنا کہ جب میرا جنازہ ہو تو میرے جنازے کے ساتھ یہ شعر ضرور پڑھنا۔

لاں والیادے ویسار ونج کھری گھراودے

دیس بیگانہ مال پرائی لیکھے نال نبھاوے

آپ کا فرمان سن کر سائیں گلاب نے عرض کیا۔ حضور اس وقت تو جنازہ میں بڑے مفتی قاضی عالم ہوں گے۔ ایسا نہ ہو کہ وہ یہ چیز دیکھ کر جنازہ پڑھنے سے انکار کر دیں۔

شہنشاہ کلیام نے فرمایا کہ کوئی میرا جنازہ پڑھے یا نہ پڑھے مجھے اس کی فکر نہیں۔ آپ نے فرمایا کہ میرے جنازے میں تمام مسالک کے لوگ موجود ہوں گے۔ کوئی بھی اس بات سے انکار نہیں کرے گا اور میرا جنازہ تاجدار گولڑہ سید مہر علی شاہ علیہ الرحمتہ جو اپنے وقت کے چوٹی کے عالم اور شیخ طریقت ہیں۔ بڑی محبت و عقیدت سے پڑھائیں گے۔ اس لئے تم کسی کے منع کرنے سے میری خواہش کو بند نہ کرنا۔ بلکہ میری چارپائی کے ساتھ قبر تک یہ شعر ہمراہ رباب و چنگ گاتے رہنا۔ چنانچہ آپ کی وصیت کے مطابق ایسا ہی کیا گیا۔ جنازے کے ساتھ جب اس شعر کو رباب و چنگ کے ساتھ پڑھا جا رہا تھا۔ تو جنازہ کے حاضرین پر عجیب کیفیت طاری تھی۔

اہلِ کلیام کے لئے آخری دعا ☆

آپ نے اپنے آخری وقت اہل کلیام کو جو آپ سے نسبت اور محبت تھی اور انہوں نے جس

خلوت و محبت سے آپ کی خدمت کی تھی۔اس کے صلے میں آپ نے اہل کلیام کو جس دعا سے نوازا قیامت تک اس کے اثرات باقی رہیں گے۔آپ نے فرمایا

بریاں بریاں سب کوئی آکھے بہہ نیناں دی چھریاں
سکھی وسو کلیامی لوگو ایس بس کھیڈ کے ٹریاں
ہجر مصیبت آن جگایا ختم ہوئی زندگانی
فیض نام خدادارسی کل دنیا ہے فانی

آپ کی زبان ترجمان سے یہ کلمات سن کر لوگ دھاڑیں مار مار کر روتے روتے نڈھال ہو گئے۔لوگوں کو روتا دیکھ کر آپ نے ارشاد فرمایا۔

ایہہ دیہاڑا آسی اک دن رونا ہے فضولی
عاشق مرنے کو خوش جانے جین حیاتی سولی
جس توں خلق ڈردی عاشق خوشیاں کردے
وچ حیاتی سڑدے نت سولی پر چڑھدے
ماہ رمضان دی عیدی وانگوں رکھن نت اڈیکاں
آوے موت ملیا ہووے سد سد مارن چیکاں
اس خالی تھیں لنگھنا اگے مینوں یار بھراؤ
ہر دم رکھو اللہ اللہ ادیہہ غم مول نہ کھاؤ

الوداعی دعا☆

ایک شکاری شخص کسی جگہ سے لومڑی کا شکار کر کے گھر لے آیا۔رات کو گھر پر رکھی۔صبح سویرے گھر سے لے کر گاؤں سے باہر چلا گیا۔لوگ اس لومڑی کو دیکھنے کیلئے جوق در جوق جا رہے تھے۔شہنشاہ کلیام کے حجرے میں جو احباب تشریف فرما تھے۔ان میں سے اکثر لوگ بھی شکار کے شوقین

تھے۔ وہ بھی اس لومڑی کا تماشہ دیکھنے کے لئے چلے گئے صرف چند آدمی آپ کے پاس باقی رہ گئے۔ تو آپ نے فرمایا کہ دوستو الوداع کا وقت آ گیا ہے۔ لہٰذا اگر کسی نے بخش بخشوا کرنا ہے۔ تو کرلو کیونکہ میں تم سے جدا ہو رہا ہوں۔ اس کے بعد بارگاہ خداوندی میں دعا کی۔ اے مالک کائنات میں آپ سے سوال کرتا ہوں کہ میرا ملنے والا کوئی بھی شخص دنیا میں بھوک کی تنگی نہ دیکھے اور میرے ملنے والوں کو ایمان کی موت عطا فرما۔ دعا مانگ کر آپ نے اپنے چہرہ مبارک پر ہاتھ پھیرے تو لوگ اپنی خواہشات عرض کرنے لگے۔

آپ کے مرید خاص اور منظور نظر درویش قاسم علی صاحب فرماتے ہیں کہ میں حجرہ مبارک میں بیٹھا ہوا تھا کہ میرے قریب ایک ۱۵۔۱۶ سالہ نوجوان آیا اور کہنے لگا۔ مجھے اپنے پیر شہنشاہ کلیام کے پاس لے چلو اور ان سے میرے لئے دعا کراؤ کہ مجھے تاج سلطانی مل جائے اور اس نے یہ بھی کہا کہ میں سید آل رسول ہوں۔ سائیں قاسم علی فرماتے ہیں کہ میں نے تلاوت قرآن بند کی اور لڑکے کو لے کر جب شہنشاہ کلیام کے دربار میں پہنچا تو اس وقت آپ آخری الوداعی ملاقات کر کے فارغ ہو چکے تھے اور مراقبہ میں بیٹھے ہوئے تھے۔ تو یہ منظر دیکھ کر میرا دل کانپنے لگا۔ لیکن صبر وتحمل اور ضبط سے کام لیتے ہوئے شہنشاہ کلیام کے کاندھے کو ہلایا۔ آپ نے آنکھیں کھول کر دیکھا تو میں نے عرض کیا حضور یہ سید زادہ آپ کے در پر کھڑا ہے۔ اس کی بات سنیں آپ نے فرمایا کہ کیا کہتا ہے میں نے عرض کیا۔ حضور یہ تاج سلطانی مانگتا ہے۔ شہنشاہ کلیامی نے دروازے کی طرف ہاتھ کر کے فرمایا کہ دیکھ لیا ہے۔ پھر اس سید زادے کے لئے دعا کے واسطے ہاتھ اٹھائے دعا ختم ہوئی تو اپنے چہرہ مبارک پر ہاتھ پھیرنے کے بعد آپ کے ہاتھ گود میں گئے تو آپ کا وصال باکمال ہو چکا تھا۔ **''ان اللہ وانا الیہ راجعون''** اس کے بعد وہ لڑکا نظر نہیں آیا۔ اس کے بارے میں لوگوں میں مختلف قیاس آرائیاں ہوتی رہیں۔ کوئی کچھ اور کوئی کچھ حتیٰ کہ لوگوں نے یہ بھی کہا یہ لڑکا ملکوت تھا۔ مختلف دلیلیں لوگ دیتے رہے۔ **''واللہ اعلم ورسولہ''**۔

جنازہ کی وصیت ☆

شہنشاہ کلیام حضور بابا جی حضرت خواجہ فضل الدین کلیامی چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ نے علالت کے آخری ایام میں تاجدار گولڑہ حضرت سید پیر مہر علی شاہ علیہ الرحمتہ سے فرمایا تھا کہ ظاہری علم رکھنے والے مولوی میرے حال سے ناواقف ہیں۔ ان میں سے بعض نے یہ بھی کہا کہ ہم خواجہ فضل

الدین کلیامی رحمتہ اللہ علیہ کا جنازہ نہیں پڑھائیں گے۔لہٰذا پیر جی میری وصیت یاد رکھنا اور میرا جنازہ آپ نے خود ہی پڑھانا ہے۔اسی طرح آپ نے اپنے مریدین سے بھی فرمادیا تھا کہ میرا جنازہ علم وفضل وکمال کے شہنشاہ پیر سید مہر علی شاہ علیہ الرحمتہ سے پڑھوانا۔جب آپ کا وصال با کمال ہوا تو وصیت کے مطابق مریدین نے حضور تاجدار گولڑہ پیر سید مہر علی شاہ علیہ الرحمتہ کو بذریعہ ٹیلی گرام آپ کے وصال کی اطلاع کی اور ساتھ ہی ایک آدمی کو کلیام سے گولڑہ شریف بھیج دیا کہ ہوسکتا ہے کہ تار نہ ملے۔اس لئے خود جا کر اطلاع دی جائے۔جب وہ آدمی آپ کے بارے میں اطلاع دینے کے لئے گولڑہ شریف پہنچا تو حضور تاجدار گولڑہ پیر سید مہر علی شاہ تیاری کر کے کلیام شریف کی طرف روانہ ہونے والے تھے۔جب آپ کا وصال با کمال ہوا تو بذریعہ تار تو اطلاع کرنے کے باوجود آدمی روانہ کر دیا گیا تھا۔لیکن ادھر وصال کے بعد خود حضور شہنشاہ کلیام حضور بابا جی صاحب کلیامی رحمتہ اللہ علیہ نے خواب میں پیر مہر علی شاہ علیہ الرحمتہ سے فرمایا کہ پیر جی آپ یہاں بیٹھے ہیں۔فوراً اٹھیں اور کلیام شریف پہنچ کر میرا جنازہ پڑھائیں۔حضور تاجدار گولڑہ پیر سید مہر علی شاہؒ نے اپنے خادم خاص حافظ فضل الدین کو بلایا اور فرمایا کہ میرا گھوڑا تیار کرلو۔جب سواری تیار ہوئی تو آپ گولڑہ شریف کے ریلوے اسٹیشن پر پہنچے تو گاڑی روانہ ہوچکی تھی۔آپ گھوڑے پر ہی سوار ہو کر راولپنڈی ریلوے اسٹیشن پہنچے۔وہاں سے ریل کار میں بیٹھ کر کلیام شریف پہنچے تو کیا دیکھا کہ شہنشاہ کلیام حضرت بابا جی صاحب رحمتہ اللہ علیہ کلیام کی حدود سے باہر ہی سڑک پر استقبال کیلئے کھڑے تھے۔شہنشاہ کلیام کو دیکھ کر تاجدار گولڑہ نے پوچھا کہ بابا جی یہ کیا ہے۔ادھر مجھے آپ نے خواب میں آکر خود فرمایا کہ کلیام پہنچ کر میرا جنازہ پڑھاؤ ادھر آپ سڑک پر کھڑے نظر آرہے ہیں۔تاجدار گولڑہ کی یہ بات سن کر شہنشاہ کلیام نے فرمایا میں نے جو خواب میں کہا کہ میرا جنازہ پڑھاؤ تو یہ بات بھی بالکل درست ہے۔لیکن پیر جی یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ سید زادہ آئے اور میں اپنی حدود میں اس کا استقبال نہ کروں۔تاجدار گولڑہ پیر سید مہر علی شاہ علیہ الرحمتہ جب جنازہ گاہ میں پہنچے تو لوگوں کا اس قدر ہجوم تھا کہ آپ کو گھوڑے پر سوار ہو کر صفیں درست کرانا پڑیں۔نماز جنازہ کے بعد پیر سید مہر علی شاہ علیہ الرحمتہ نے فرمایا کہ آج جس جس شخص نے بھی بابا جی کلیامی کی نماز جنازہ پڑھی وہ دوزخ میں نہ جلے گا۔اس پر جہنم کی آگ حرام ہے۔نماز جنازہ کے موقع پر وہ تمام علماء جو زندگی بھر آپ فتوی لگاتے رہے۔انہوں نے بھی آپ کی نماز جنازہ پڑھی۔لوگوں نے دیکھا کہ ان کی آنکھیں پرنم تھیں۔ان میں بعض نے بعد از وصال با کمال آپ کے دست مبارک پر بیعت کر لی تھی جو کہ بعد میں مجذوب ہو گئے تھے۔نماز جنازہ ادا کرنے کے بعد آپ کی وصیت کے مطابق آپ کا قوال جنازہ کے آگے قوالی کر رہا

تھا۔لوگوں نے دیکھا کہ گولڑے کے تاجدار حضور پیر سید مہر علی شاہ علیہ الرحمتہ کو اس وقت وجد طاری ہو گیا تھا اور تمام حاضرین پر ایک عجیب کیفیت طاری تھی۔

تاریخ وصال باکمال ☆

مورخہ یکم جنوری ۱۳۱۰ ہجری ۱۸۹۲ء بروز جمعتہ المبارک آپ کا وصال باکمال ہوا۔ چار روز تک آپ کا جسد خاکی دیدار عام کیلئے کلیام شریف میں رکھا رہا۔ بروز سوموار آپ کی تدفین ہوئی۔ نماز جنازہ پیر سید مہر علی شاہ تاجدار گولڑہ علیہ الرحمتہ نے پڑھائی جبکہ آپ کو غسل قاضی فضل احمد قطبالی نے دیا۔ مولوی سید حسن صاحب اوپر سے پانی ڈالتے رہے۔ آپ کا مزار پر انوار اپنے پیر و مرشد حضرت حافظ میاں محمد شریف خان صاحب علیہ الرحمتہ کے قریب ہی کلیام شریف گوجر خان میں مرجع خاص و عام ہے۔ جہاں پر آج بھی عقیدت مندان زیارت کر کے اپنے قلوب واذہان اور ایمان کو تازگی بخشتے ہیں۔ آپ کا عرس مبارک ہر سال یکم جنوری کو کلیام شریف میں شروع ہو کر ۱۰ دن تک جاری رہتا ہے۔ جس میں ہزاروں افراد روزانہ شرکت کرتے ہیں۔ ملک بھر کے معروف قوال حضرات دس روز تک متواتر عارفانہ کلام پیش کرتے ہیں اور دس روز تک مسلسل لنگر شریف ہر خاص و عام کو تقسیم کیا جاتا ہے۔

منم محو خیال او نمید انم کجا رفتم ☆

۱۹۳۸ء میں آپ کا سالانہ عرس مبارک شروع تھا۔ ہزاروں کی تعداد میں لوگ آپ کے مزار پر انوار کے سامنے آغا بشیر رشید فریدی قوال اور ہمنوا سے حضرت بیدم شاہ وارثی کا کلام سن رہے تھے۔ جب قوال اس مصرع پر پہنچا کہ

مجھے خاک میں ملا کر میری خاک بھی اُڑا دے
تیرے نام پر مٹا ہوں مجھے کیا غرض نشاں سے

تو ہزاروں لوگوں نے دیکھا کہ آپ کی تربت ہلنے لگی۔ ایک وجدانی کیفیت طاری ہو گئی۔ حتی کہ تربت مبارک پر لگا ہوا پتھر بھی ہل گیا اور پھر تربت مبارک قوال کی سُر اور قوالی کی تھاپ کے مطابق رقص کرتی رہی۔ لوگوں نے دروازہ بند کرا دیا۔ بعد ازاں جب دروازہ کھولا گیا تو کیفیت وہی تھی۔ پھر چشم فلک اور ہزاروں لوگوں کی اشکبار آنکھوں نے دیکھا کہ آپ کے مزار کا گنبد بھی رقص کرنے لگا۔ اس وقت قوال نے اس کا منظر یوں بیان کیا

سیرت میں محمد ﷺ صورت میں علی ہو تم ایسے ولی ہو
روضہ بھی رقص کرتا ہے یہ شان جلالی کلیام کے والی

حضور شہنشاہ کلیام کے خلفاء ☆

(۱) ☆ حضرت سید امیر علی شاہ صاحب گیلانی علیہ الرحمتہ موضع شاہ درگاہی آپ کا مزار مبارک کلیام شریف میں موجود ہے۔

(۲) ☆ حضرت سائیں محمد حسین علیہ الرحمتہ المعروف سائیں سنگھوری والے مجذوب آپ کا مزار مبارک بھی کلیام شریف میں ہے۔

(۳) ☆ حضرت الحاج مولوی عبدالستار علیہ الرحمتہ آبائی علاقہ مظفر آباد ہے۔ جبکہ مزار شریف کلیام شریف میں واقع ہے۔ آپ کی تاریخ وصال ۱۳۰ کتوبر ۱۹۴۱ء ہے۔

(۴) ☆ حضرت پیر کالا صاحب علیہ الرحمتہ آپ حضرت بابا فرید الدین گنج شکر علیہ الرحمتہ کی اولاد پاک سے ہیں آپ کا مزار پرانوار فیروز پور انڈیا میں ہے۔

(۵) ☆ حضرت خواجہ محمد حسین قریشی صاحب علیہ الرحمتہ آپ کا مزار پرانوار موضع ماڑی بگیال شریف بسالی روڈ براستہ روات تحصیل وضلع راولپنڈی میں واقع ہے۔

(۶) ☆ حضر قاضی محسن الدین علیہ الرحمتہ موضع بگا شیخاں تحصیل وضلع راولپنڈی

(۷) ☆ حضرت راجہ دوست محمد علیہ الرحمتہ ضلع جہلم کے رہنے والے تھے اور حضور بابا جی کے خاص منظور نظر تھے۔ ان کا مزار پرانوار ان کے آبائی علاقہ جہلم میں واقع ہے۔

(۸) ☆ حضرت بدرالدین علیہ الرحمتہ المعروف بدری بابا آپ کا مزار قصر شیریں سویٹ ہاؤس کے ساتھ مری روڈ تیلی محلہ اسٹاپ راولپنڈی میں واقع ہے۔

(۹) ☆ حضرت قاضی امام الدین صاحب علیہ لرحمتہ آپ کا مزار شریف موضع پھلینہ ضلع راولپنڈی میں واقع ہے۔

(۱۰) ☆ حضرت قاضی گاماں علیہ الرحمتہ آپ کا مزار شریف موضع ہردو گہر نزد سہالہ ضلع اسلام آباد میں ہے۔

(۱۱) ☆ حضرت سائیں برکت اللہ علیہ الرحمتہ چبارہ شریف میں مزار واقع ہے۔

(۱۲) ☆ حضرت سائیں اللہ دتہ علیہ الرحمتہ آپ کا مزار شریف گوجر خان ضلع راولپنڈی میں ہے۔

آباد خدا رکھے میخانہ محمد ﷺ کا

حضرت شاہ محمد امیر چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆

امام طریقت، سلطان زمن، شیخ العصر، الارشاد والا قطاب عارف یگانہ، مرد حقیقت آگاہ مالک اربعہ سلاسل طریقت حضرت خواجہ شاہ محمد امیر چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ بارہویں صدی ہجری کے عظیم روحانی پیشوا تھے آپ کا ثانی دور دور تک نظر نہ آتا تھا۔ آپ شریعت وطریقت وحقیقت ومعرفت میں یکتائے روزگار تھے۔

بیعت وخلافت ☆

آپ حضرت امام الاولیا، شیخ المشائخ، قطب زمانی حضرت خواجہ میاں غلام شاہ چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ جو چند واسطوں سے حضرت میراں شاہ بھیک چشتی صابری علیہ الرحمتہ کے سلسلہ عالیہ سے وابستہ تھے، کے دست حق پرست پر ماہ شعبان کی دو تاریخ ۱۲۳۹ میں بیعت سے مشرف ہوئے اور انہی سے خرقہ خلافت بھی چاروں سلاسل اور چودہ خاندانوں میں حاصل کیا۔

سیرت وکردار ☆

آپ انتہائی نیک پارسا متقی وپرہیز گار نماز پنجگانہ تہجد دیگر نوافل کا خصوصی اہتمام فرماتے تھے۔ آپ نے عبادت وریاضت میں اتنی محنت شاقہ سے کام لیا کہ اس زمانے کے صوفیاء اور دیگر شیوخ اس درجہ کو پہنچ سکے۔ آپ شغل سہ پایہ اور سلطان الاذکار میں مکمل دسترس اور مہارت نامہ رکھتے تھے۔ آپ کو خداوند قدوس نے ظاہری اور باطنی حسن وجمال سے اس قدر نوازا ہوا تھا کہ غیر مسلم اگر آپ کے جمال جہاں آرا کو دیکھ لیتا تو کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو جاتا تھا۔ آپ اپنی خانقاہ میں سال بھر میں ایک مرتبہ حضرت سلطان الاولیاء ختم اللہ الاروح حضرت مخدوم علاؤ الدین علی احمد صاحب کلیری علیہ الرحمتہ کا عرس مبارک کا اہتمام فرماتے تھے۔ پوری زندگی میں ایک مرتبہ حضرت مخدوم پاک حضرت علاؤ الدین کلیری علی احمد صابر علیہ الرحمتہ کے دربار گوہر بار میں حاضری دی۔

وصال باکمال ☆

آپ کا وصال باکمال موضع کلیام سیداں میں ہوا۔ مزار پُر انوار موضع کلیام سیداں نزد مندرہ تحصیل گوجر خان ضلع راولپنڈی میں مرجع خاص وعام ہے۔ جہاں اہل عقیدت آج بھی حاضری دے کر اپنے دامنوں کو گوہر مراد سے بھرتے ہیں۔

آباد خدا رکھے میخانہ محمد کا ﷺ

حضرت پیر سید امام علی شاہ ہمدانی نقشبندی رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆

امام العارفین زبدۃ السالکین برھان الواصلین دلبند رسول ﷺ فخر شاہ ہمدان جناب حضرت پیر سید امام علی شاہ رحمتہ اللہ علیہ حضرت پیر سید علی گلاب علی شاہ علیہ الرحمتہ کے گھر جھنڈ وسیداں چکری روڈ تحصیل و ضلع راولپنڈی میں آپ کی ولادت ہوئی۔ آپ کے آباؤ اجداد سری نگر مقبوضہ کشمیر سے ہجرت کر کے جھنڈ وسیداں آ کر آباد ہوئے اور اسی جگہ کو ہدایت خلق اللہ کے لئے مرجع بنایا خاندان کے دیگر بزرگوں کے مزارات آج بھی جھنڈ وسیداں میں مرجع خاص و عام ہیں۔ آپ حضرت شاہ ہمدان علیہ الرحمتہ جن کا مزار نو آزاد ریاستوں میں سے تاجکستان میں واقع ہے جہاں پر خلق خدا آج بھی ان کے فیضان سے مستفید ہو رہی ہے۔

ہمدانی سادات کی جھنڈ وسیداں سے بھنگالی ہجرت کا سبب ☆

آپ کے خاندان کے دو سید زادے اپنے آبائی علاقہ سرینگر جانے کے لئے جھنڈ وسیداں سے نکلے اور چلتے چلتے بھنگالی گجر پہنچے تو رات ہو گئی تھی۔ اس لئے دونوں نوعمر سید زادوں نے سفر موقوف کیا اور رات بھنگالی گجر کی مسجد میں قیام کیا چونکہ سخت سردی کا موسم تھا۔ دونوں سید زادے ایک مصلے کو اپنے اوپر اوڑھ کر مسجد میں لیٹے رہے۔ پچھلی رات کو گاؤں کی گجر برادری کے ایک بزرگ چوہدری گلاب خان نماز تہجد کی ادائیگی کے لئے جب مسجد میں تشریف لائے تو انہیں محسوس ہوا کہ مسجد میں کوئی اور بھی ہے انہوں نے آواز دے کر پوچھا کہ مسجد میں کون ہے مگر جواب نہ ملا تو بغور دیکھا کہ ایک مصلے کے نیچے دو خوبصورت شہزادے ہیں۔ قریب آ کر پوچھنے لگا کون لوگ ہیں آپ تو شہزادوں نے جواب کہ جھنڈ وسیداں کے سید خاندان کے چشم و چراغ ہیں۔ اتنا سننا تھا کہ فوراً دونوں کو لے کر گھر پہنچا ان میں سے ایک کا نام نامی اسم گرامی سید نواب علی شاہ ہمدانی اور دوسرے کا نام سید علی ہمدانی تھا۔ گھر پہنچ کر چوہدری گلاب خان نے اپنے اہل و عیال سے کہا کہ آج ہماری قسمت جاتی ہے کہ ہمارے گھر شاہ ہمدان کے خاندان کے دو سید زادے مہمان ہیں ان کی خوب خاطر و مدارت کی جائے کوئی تکلیف نہ ہونے پائے۔

اس کے بعد اس نے جھنڈ وسیداں میں ان کے والد بزرگوار حضرت پیر سید عبداللہ شاہ ہمدانی علیہ الرحمتہ کو اطلاع کی جب آپ کے والد گرامی نے آپ کی خیریت کی خبر سنی تو فوراً خدا کی بارگاہ میں ہاتھ اٹھائے اور دعا فرمائی کہ بھنگالی گاؤں تجھے خدا آباد رکھے اور ہمیشہ شاد رکھے تیری طرف سے ٹھنڈی ہوائیں آتی رہیں۔ دونوں شہزادوں کو لے کر واپس جھنڈ وسیداں آ گئے۔

مگر کچھ ہی دن گزرے تھے کہ چوہدری گلاب خان گاؤں کے چند افراد کے ہمراہ آپ کے والد گرامی علیہ الرحمتہ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کرنے لگے دونوں شہزادے ہمیں دے دیئے جائیں۔ ہم ان کو لینے کے لئے آئے ہیں۔ یہ ہمیں دین کی تعلیم بھی دیں گے اور ہماری رہنمائی کے ساتھ ساتھ ہماری مسجد میں امام بھی رہیں گے۔ آپ کے والد گرامی نے ارشاد فرمایا کہ تھوڑا عرصہ انتظار کر لو بالغ ہونے پر دونوں کو آپ کے گاؤں بھیج دیا جائے گا۔ یہ دونوں آپ ہی کی امانت ہیں۔ چنانچہ حضرت سید علی شاہ ہمدانی اور حضرت سید نواب علی شاہ ہمدانی جب بالغ ہوئے تو آپ کے والد محترم جو کہ جناب پیر سید امام علی شاہ علیہ الرحمتہ کے دادا ہیں۔ نے آپ کو دعائیں دے کر بھنگالی کی طرف روانہ کیا۔

ادھر بھنگالی شریف میں آپ کی جلوہ گری ہوئی تو معلوم ہوا کہ خصوصی عقیدت و محبت کرنے والا چوہدری گلاب خان کو بے اولاد ہے۔ آپ کے قدموں کی برکت سے خدا نے بابا چوہدری گلاب خان کو اولاد نرینہ بخشی بابا گلاب خان کی اولاد میں سے ان کے بیٹے ڈاکٹر حاجی فضل خان جو کہ بھنگالی شریف کی جامع مسجد میں ۳۰ برس تک آذانیں دیتے رہے۔

بھنگالی شریف سے کولیاں حمید کی جانب فیضان ہمدانی کی منتقلی ☆

حضرت پیر سید نواب علی شاہ ہمدانی علیہ الرحمتہ درویش منش اور گوشہ نشین بزرگ تھے۔ آپ کے ہاں ایک بیٹا ہوا تھا جو جلد ہی اللہ کریم کو پیارا ہو گیا۔ جبکہ حضرت پیر سید علی شاہ ہمدانی علیہ الرحمتہ کے گھر خدا نے تین صاحبزادے عطا کیے تھے۔ جن میں سید گلاب شاہ ہمدانی بڑے صاحبزادے تھے اور اپنے اسلاف اور جد اعلیٰ کی طرح بلند پایہ عالم دین اور عارف کامل تھے۔ جب آپ جوان ہوئے تو تھانہ چونترہ کے نواحی گاؤں کولیاں حمید تحصیل و ضلع راولپنڈی کے چند حضرات نے آ کر حضرت سید عبداللہ شاہ ہمدانی سے عرض کیا کہ حضور ہمیں اپنے گاؤں میں تبلیغ و امامت کے لئے اپنے بڑے صاحبزادے سید گلاب شاہ ہمدانی دے دیجئے۔ آپ نے بخوشی اجازت دی اور حضرت سید گلاب شاہ ہمدانی کولیاں حمید آ گئے یکسو ہو کر خدمت خلق اللہ میں مصروف ہو گئے اور سلسلہ طریقت و بیعت جاری کیا دور دور سے لوگ آ کر

اکتساب فیض کرتے رہے۔آپ اپنے وقت کے صاحب کشف وکرامت بزرگ ہوئے ہیں۔آپ کو خدانے پانچ صاحبزادے عطافرمائے تھے۔جن کے اسمائے گرامی درج ذیل ہیں۔

(۱) ☆ حضرت سید پیر امام علی شاہ رحمتہ اللہ علیہ (۲) ☆ حضرت پیر سید احمد شاہ ہمدانی رحمتہ اللہ علیہ (۳) ☆ حضرت پیر سید چن شاہ ہمدانی رحمتہ اللہ علیہ (۴) ☆ حضرت پیر سید علی قدر شاہ ہمدانی رحمتہ اللہ علیہ (۵) ☆ حضرت پیر سید طالب حسین ہمدانی رحمتہ اللہ علیہ۔

ان صاحبزادگان کے مزارات کولیاں حمید براستہ چکری انٹرچینج تحصیل وضلع راولپنڈی تھانہ چونترہ میں مرجع خاص وعام ہیں۔

بھنگالی شریف منبع فیوض وبرکات ☆

حضرت پیر سید علی شاہ ہمدانی علیہ الرحمتہ کے وصال باکمال کے بعد بھنگالی شریف کی گجر برادری کے سرکردہ افراد آپ کے والد گرامی سید گلاب شاہ ہمدانی علیہ الرحمتہ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوکرعرض کرنے لگے۔آپ پنے بڑے صاحبزادے حضرت پیر سید امام علیشاہ رحمتہ اللہ علیہ کو ہمارے ساتھ بھنگالی شریف بھیج دیں تاکہ مسجد کی امامت اور سلسلہ طریقت میں بیعت وارشاد کا سلسلہ قائم اور جاری وساری رہے۔

آپ کے والد گرامی نے لوگوں کے بار بار اصرار پر اپنے دو صاحبزادے حضرت پیر سید امام علی شاہ ہمدانی اور حضرت پیر سید طالب حسین شاہ ہمدانی علیہم الرحمتہ کو ان کے ہمراہ بھنگالی شریف بھیج دیا۔ چنانچہ بھنگالی شریف پہنچنے کے بعد چوہدری سید حسن مرحوم کے گھرانے نے آپ کی بھرپور انداز میں خدمت گذاری کی اور مہمان نوازی کا حق ادا کردیا۔

چوہدری سید حسن مرحوم چونکہ آپ کے ہم عصر اور مکتب میں ہم سبق تھے اکٹھے تعلیم حاصل کی اسی طرح چوہدری صاحب مذکور نے بہت سے دینی مدرس میں آپ کے ہمراہ ہی تعلیم حاصل کی اور اکٹھے وقت گذارا۔اسے آپ کے ساتھ خصوصی عقیدت ومحبت تھی ورآپ کے دست حق پرست پر بیعت بھی تھی۔چوہدری سید حسن کی اولاد (آج بھی بھنگالی میں موجود ہے۔ان کے تین فرزندوں میں سے سب سے بڑے فرزند چوہدری اللہ داد خان تادم تحریر زندہ ہیں۔

بیعت وخلافت ☆

آپ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں غوث زماں حضرت خواجہ محمد قاسم صادق موہڑوی علیہ الرحمتہ کے

دست حق پرست پر بیعت سے مشرف ہوئے اور انہی سے خرقہ خلافت پا کر سرفراز ہوئے۔

سیرت و کردار☆

آپ اعلیٰ درجہ کے متقی و پرہیز گار نیک، پارسا، عبادت و ریاضت میں یکتائے روزگار تھے۔ نماز پنجگانہ اور تہجد کے علاوہ دیگر نوافل کا کثرت سے اہتمام فرماتے تھے نہایت ہی اعلیٰ درجہ کے اخلاق کے مال سیرت وصورت میں یکتا اور مہمان نوازی کے لئے دستر خوان بہت وسیع اور دراز رہا۔ اپنے اور اپنی اولاد کے لئے رزق حلال خود کما کر لاتے تھے۔ تمام عمر پلٹن میں ملازم رہے اور جب ملازمت سے چھٹی پر بھنگالی شریف تشریف لاتے تو سکھو ریلوے اسٹیشن پر لوگوں کا اژدھام استقبال کیلئے موجود ہوتا تھا۔ گاؤں کے بچے بچیاں خصوصی طور پر جمع ہوتے آپ ان کو چیز کھانے کے لئے چاندی کا ایک ایک روپیہ عنایت فرماتے تھے۔ آپ نے فوج کی ملازمت ہو یا بھنگالی شریف کا آستانہ تمام عمر خدا کی یاد اور ذکر میں گزاری شب بیداری آپ کا معمول تھا تبلیغ اسلام اس انداز سے فرماتے تھے کہ آنے والا اور آپ کی بات سننے والا متاثر ہوئے بغیر نہ رہتا تھا۔ ہزاروں غیر مسلم آپ کے دست حق پرست پر کلمہ پڑھ کر مسلمان ہوئے۔

اولاد و امجاد☆

آپ کو خدا نے چار صاجزادے عطا فرمائے تھے جن میں بڑے صاجزادے جناب پیر طریقت سید محبت علی شاہ ہمدانی علیہ الرحمتہ بلند پایہ عالم دین اور آپ کے خلیفہ مجاز تھے وہ آپ کی جگہ پر بلوچ رجمنٹ میں پچیس سال تک خطیب رہے۔ بعدازاں گھر واپس تشریف لا کر ہدایت خلق خدا میں مصروف رہے تقریباً ۱۹۹۶ء میں آپ کا انتقال ہو گیا ہے۔

آپ کے دوسرے صاجزادے پیر طریقت غوث زماں حضرت پیر سید عبداللہ شاہ ہمدانی علیہ الرحمتہ قطب وقت اور شریعت وطریقت میں بے مثل و بے نظیر تھے۔ تمام عمر دنیا اور دنیاداروں سے کنارہ کش رہے آپ کے دست حق پرست پر ۲۶ لاکھ مرد اور ۵۳ ہزار خواتین بیعت سے مشرف ہوئے۔ حضرت پیر عبداللہ شاہ ہمدانی علیہ الرحمتہ کو دیکھنے کے بعد قرون اولیٰ کی یاد تازہ ہو جاتی تھی ان کا وصال باکمال بھی ۲۵ ستمبر ۱۹۸۸ء کو ۶۳ برس کی عمر میں ہو چکا ہے۔ مزار شریف بھنگالی شریف میں واقع ہے۔

آپ کے تیسرے صاجزادے حضرت پیر سید سلطان علی شاہ مدظلہ العالیٰ جو کہ ایک بلند پایہ

عالم اور شیخ طریقت ہیں۔ فوج میں سروس کے دوران ایک حادثہ میں شدید ضرب پہنچی جس کی وجہ سے پنشن لے کر واپس بھنگالی شریف تشریف لائے اور تمام رقم ایک دینی مدرسہ بنانے کے لئے وقف کر دی اور اس نیک مقصد کے لئے اپنی حویلی اور ساتھ ہی کچھ رقبہ تقریباً ایک ایکٹر کے قریب قطعہ اراضی وقف کر کے اس وقت بچوں کے لئے الگ اور خواتین کے لئے الگ بلڈنگ پر مشتمل دو دار العلوم چلا رہے ہیں۔ سینکڑوں طلباء اور طالبات اس وقت تک دین مصطفیٰ ﷺ کی تعلیم حاصل کر کے فارغ ہو چکے ہیں۔ آپ انتہائی ملنسار مہمان نواز خوش اخلاق اور مسلک اہل سنت کے لئے اپنے دل میں تڑپ رکھتے ہیں مسلک کے فروغ اور اپنے بزرگوں کے سلسلہ کی اشاعت کے لئے ہمہ وقت مصروف عمل رہتے ہیں آپ نے تمام عمر دین اسلام اور مسلک اہل سنت کی خدمت میں گزاری ہے۔ فقیر راقم الحروف پر خصوصی شفقت فرماتے ہیں۔ آپ کے چوتھے صاجزادے جناب سید اقدار حسین شاہ ہمدانی صاحب عرب شریف میں اپنا کاروبار کرتے ہیں۔

وصال باکمال ☆

آپ کا وصال باکمال مورخہ ۱۰ اکتوبر ۱۹۵۷ء ۱۳۷۷ ہجری کو ہوا۔ مزار فیض آثار موضع بھنگالی شریف چکوال روڈ تحصیل گوجر خان ضلع راولپنڈی میں مرجع خاص و عام ہے۔

فقیر راقم الحروف کو بارہا آپ کے دربار عالیہ پر حاضری کی سعادت حاصل رہی ہے۔

آباد خدا رکھے میخانہ محمد کا ﷺ

حضرت سید عبداللہ شاہ حسینی ہمدانی نقشبندی رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆

پیر طریقت، امیر شریعت، غوث زماں، نمونہ سلف صالحین، عارف باللہ حضرت پیر سید عبداللہ شاہ حسینی ہمدانی نقشبندی رحمتہ اللہ علیہ آپ سادات ہمدانیہ کے عظیم روحانی پیشوا حضرت پیر سید امام علی شاہ حسینی ہمدانی نقشبندی علیہ الرحمتہ کے نور نظر اور فرزند اور جمند تھے۔ صورت، سیرت کردار عبادت ریاضت زہد و تقوی میں بے مثل و بے مثال تھے۔ آپ نے تمام زندگی فقر و فاقہ میں گزار دی۔ دنیاوی جاہ و جلال جاہ حشمت سے بیزار صرف اور صرف خدا کی محبت کا آپ پر غلبہ تھا۔ عشق رسول ﷺ کی دولت تقسیم کرنا۔ آپ کا شعار تھا۔ اپنے زمانے میں یکتا اور خلق عظیم کے چہرے اور طبیعت سے عیاں تھا۔ سخاوت آپ کا ورثہ تھی۔ آنے والا کوئی سائل کبھی آپ کے در سے خالی نہ گیا۔ جو بھی آتا دامن کو بھر کر جاتا۔ گفتگو میں حلیمی چلنے میں عاجزی مسائل کے سمجھانے میں نرمی سے کام لیتے تھے۔ آپ کا چہرہ دیکھنے والا اور آپ سے بار بار ملنے کی تمنا کرتا۔ اپنے وقت کے بڑے بڑے حکمران آپ کے پاس حاضری کیلئے آتے۔ مگر کسی کو خاطر میں نہ لاتے۔ امرا کو مساکین صف میں بٹھاتے اگر کبھی کوئی امیر یا حکمران آپ سے کسی چیز کیلئے درخواست کرتا تو آپ فرماتے۔ فقیر ان تمام دنیاوی آرائشوں سے پاک ہے مجھے تم سے کوئی حاجت نہیں۔ جاؤ اور مخلوق خدا کی خدمت کرو مخلوق خدا پر ظلم بند کرو۔ کل قیامت کے دن اس کا حساب دینا پڑے گا۔ آپ علوم ظاہری و باطنی سے مالا مال اپنے وقت کے بہترین عالم و فاضل اور طریقت کے شہسوار تھے۔ آپ اپنے پاس بیٹھنے والوں کو شریعت اور طریقت کی تعلیم کے مسائل سمجھاتے تھے۔

سنت رسول اللہ ﷺ پر سختی سے عمل پیرا رہتے۔ اور اپنے مریدوں کو بھی اس پر عمل پیرا رہنے کی تلقین فرماتے۔ آپ کا لباس وضع قطع کھانے پینے اور چلنے پھرنے اور لوگوں سے معاملات میل جول تمام طرز زندگی سنت رسول ﷺ کے عین مطابق تھا۔ آپ اپنے مریدین کی دعوت قبول نہ فرماتے۔ بلکہ بذات خود مریدین سے اپنے حجرہ میں مقرر اوقات میں ملاقات فرماتے۔ دربار حسینی فیض رساں بھنگالی شریف میں حضرت پیر سید امام علی شاہ علیہ الرحمتہ کے مشن کی تکمیل اور ان کے سلسلہ کو چار چاند ہی آپ کے دم قدم سے لگے ہیں یہی وجہ ہے کہ پوری دنیا میں لاکھوں کی تعداد میں آپ کے مریدین موجود ہیں۔

بیعت وخلافت ☆

آپ اپنے عظیم والد گرامی حضرت پیر سید امام علی شاہ نقشبندی علیہ الرحمۃ کے دست حق پرست پر سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں بیعت ہوئے اور انہی کے دست مبارک سے خرقہ خلافت واجازت حاصل کر کے سرفراز ہوئے۔

ارشادات ☆

ایک موقع پر آپ نے ارشاد فرمایا کہ انسان کو غذا اس نیت سے کھانی چاہیے کہ جسم میں اللہ کا ذکر کرنے کی طاقت رہے۔ آپ فرماتے تھے۔ اگر جسم کمزور اور لاغر ہوگا تو ذکر خدا نہ کر سکے گا۔ لہٰذا انسان کو چاہیے کہ زیادہ غذا نہ کھائے۔ بلکہ اس قدر غذا کا استعمال کرے کہ وہ زندہ رہے اور اللہ کا ذکر کرنے کے قابل رہے۔

نمبر۲ ☆

ایک مرتبہ کسی شخص کو مرید کرتے وقت فرمایا کہ اللہ ہو کا ذکر قلبی فقیر لوگ اس لیے کرتے ہیں اور لوگوں کو بتاتے ہیں کہ انسان کے دل میں ہر وقت شیطانی وسوسے آتے رہتے ہیں وہ دور جائیں اور ان کی جگہ ہر وقت خدا کا ذکر دل میں ہوتا رہے۔ جس کا ثواب بھی بہت ملتا ہے۔ اور شیطانی وسوسوں سے نجات بھی ملتی ہے۔ کیونکہ وسوسوں سے انسان خوامخواہ پریشان ہو جاتا ہے اور ذکر خدا سے انسان کو تسکین ہوتی ہے۔

نمبر۳ ☆

ایک مرتبہ ارشاد فرمایا کہ کوئی فقیر جنگل میں بیٹھا ہوا تھا۔ کسی نے جا کر پوچھا باباجی فقیری اچھی ہے یا بادشاہی۔ فقیر نے جواب دیا۔ فقیری اول نمبر پر ہے۔ اگر مل جائے۔ تو بہت اچھی اگر نہ ملے تو دوسرے نمبر پر بادشاہی ہے۔

ایک دفعہ بھنگالی شریف کے ایک گجر کے گھر آپ تشریف لے گئے۔ انہوں نے آپ کی بڑی تعظیم وتوقیر کی۔ اور پراٹھے پکا کر آپ کی خدمت میں پیش کئے۔ آپ نے ایک مٹھی سرخ مرچ اور ایک مٹھی چولہے کی راکھ منگوا کر ان پراٹھوں پر ڈال کر خوب کوٹا۔ اس کے بعد اس کو تناول فرمانا شروع کر دیا۔ جب آپ تناول فرما رہے تھے تو خانہ مالک دیکھ کر دل ہی دل میں کہنے لگے۔ کیا ہی اچھا ہو کہ آپ

اپنا جھوٹا ہمیں بھی دے دیں تو شاید ہم بھی آپ کی طرح فقیر ہو جائیں۔ آپ کے قریب ہی کتا کھڑا ہوا تھا۔ آپ نے وہ پراٹھے اس کو ڈال دیئے اور فرمایا ہمارا جوٹھا تو کتے بھی کھاتے ہیں۔ کیا یہ بھی فقیر ہو جائیں گے۔

نمبر ۴ ☆

ایک مرتبہ ارشاد فرمایا کہ فقیر اللہ کے نور سے لوگوں کے حالات اور عیبوں کو دیکھ لیتے ہیں۔ جو عیب اور گناہ انہوں نے کیے ہوئے ہیں۔ ان کو جان لیتے ہیں۔ مگر وہ ان لوگوں پر ظاہر نہیں کرتے۔ اسی طرح کئی دفعہ فقیر لوگ اپنا دنیاوی کام بگڑتا دیکھتے ہیں۔ یا کوئی نقصان دیکھ لیتے ہیں۔ بظاہر وہ نظر نہیں آتا مگر باطنی طور پر تمام احوال سے واقف ہونے کے باوجود وہ خاموش رہتے اور کسی پر ظاہر ہیں کرتے۔

آپ کے صاحبزادگان ☆

آپ کے دو صاحبزادے ہیں۔ جن میں بڑے صاحبزادے جناب پیر سید مخدوم محمد عباس ہمدانی مدظلہ اور پیر سید جابر علی شاہ ہمدانی صاحب مدظلہ العالی اس وقت سجادہ نشین ہیں اور آپ کے سلسلہ کو جاری رکھے ہوئے ہیں۔

جبکہ آپ کے بھائی پیر سید سلطان علی شاہ ہمدانی مدظلہ العالی دربار شریف کے قریب ہی بہترین دارالعلوم حسینیہ ہمدانیہ نعیمیہ قائم کیے ہوئے ہیں۔ جبکہ آپ کے دوسرے بھائی السید محبت شاہ ہمدانی علیہ الرحمتہ کے بیٹے صاحبزادہ سید ضیاء محمد شاہ لنگر شریف کے انچارج ہیں۔

کشف کرامات ☆

آپ کی کرامات کثیر تعداد میں ہیں مگر آپ کی سب سے بڑی کرامت یہ ہے کہ پوری زندگی میں شریعت وطریقت کے ایسے پابند رہے کہ قرون اولیٰ کی یاد تازہ کر دی اور اس کے ساتھ دوسری بات یہ کہ ۲۶ لاکھ افراد اور ۵۲ ہزار خواتین نے آپ کے دست حق پرست پر شرف بیعت حاصل کیا۔

راقم الحرف سے آپ کی ملاقاتیں ☆

۱۹۸۲ء سے راقم الحروف کا معمول تھا کہ کسی بھی پریشانی کے وقت بنفس نفیس آپ کی خدمت میں حاضری دے کر دعا کا طالب ہوتا۔ غالباً آپ کی ظاہری حیات مبارکہ میں ۴۰ مرتبہ سے زیادہ

حاضری کا شرف حاصل رہا اور الحمدللہ آپ کے مزار شریف پر بھی اکثر و بیشتر حاضری کی سعادت حاصل ہوتی رہتی ہے۔

وصال باکمال☆

آپ کا وصال باکمال ۲۵ ستمبر ۱۹۸۸ء کو دربار حسینی فیض رساں بھنگالی شریف چکوال روڈ تحصیل گوجر خان ضلع راولپنڈی میں ہوا۔ لاکھوں کی تعداد میں مریدین عقیدت مندان نے آپ کی نماز جنازہ میں شرکت کی۔ وصال باکمال کے بعد ۳ دن تک آپ کا جسد خاکی دیدار عام کے لئے رکھا رہا۔ لاکھوں افراد نے بعداز وصال باکمال آپ کے چہرہ انور کی زیارت کی۔ آپ کو آپ کے والد بزرگوار پیر سید امام علی شاہ ہمدانی علیہ الرحمتہ کے پہلو میں دفن کیا گیا۔ آپ کا سالانہ عرس ۲۸ ستمبر کو بڑی دھوم دھام سے دربار حسینی بھنگالی شریف میں منایا جاتا ہے۔

آپ کا جنازہ جب خانقاہ بھنگالی شریف سے اٹھا کر جنازہ گاہ کی طرف لے جایا جا رہا تھا تو جنازہ میں شامل لاکھوں افراد نے دیکھا کہ آسمان سے بادل کا سایہ جنازہ کے تابوت پر رہا اور یہ منظر بھی ان لاکھوں افراد نے دیکھا کہ لاتعداد ابابیلیں آپ کے جنازہ کا طواف کر رہی تھیں۔

ہزاروں افراد کی زبان پر جاری تھا کہ اس سے بڑا جنازہ اس سے قبل تحصیل گوجر خان میں آج کے دور میں نہیں دیکھا گیا۔

آباد خدا رکھے میخانہ محمد کا ﷺ

حضرت سائیں محمد حسن بالکے کانواں والی سرکار رحمۃ اللہ علیہ

تعارف ☆

برہان طریقت، پیکر صبر ورضا، آیات من آیات اللہ سیف حقانی حضرت خواجہ سائیں محمد حسین المعروف بالکے سائیں کانواں والی سرکار رحمۃ اللہ علیہ اپنے وقت کے عظیم مرد قلندر ہمہ اوصاف یگانہ ولی خدا ہوئے ہیں۔ تمام عمر خاموشی سے گزاری کسی شخص سے کوئی کلام نہ کیا۔ زبان پر ہر وقت ذکر خدا جاری رہتا آپ صاحب نظر صاحب کشف وکرامت اور صاحب ولایت وصاحب سلسلہ بزرگ تھے۔

آپ نہ تو مکمل طور پر سالک اور نہ ہی مجذوب بلکہ جب مخلوق خدا میں بیٹھتے تو ان سے شفقت ومحبت فرماتے اور اشاروں میں ہی آنے والوں کے سوالات کا جواب عنایت فرمادیتے تھے۔ لیکن جب خداوند قدوس کی ذات میں محو ہوتے تو آپ کے چہرے کا جلال دیکھا نہ جاتا تھا۔ آپ کے چہرہ انور پر روحانیت کے جوشگوفے پھوٹتے تھے۔ آنے والا دیکھنے کے بعد رسول ﷺ کی حدیث کے مطابق کہ ولی وہ ہوتا ہے جس کے چہرہ کی زیارت کر کے خدا کی یاد تازہ ہوجائے۔ کے عین مطابق آپ کے چہرے کی زیارت کرنے والا کتنا ہی کور چشم ہو مگر دیکھتے ہی سبحان اللہ کہتا تھا کہ واقعی کسی مرد قلندر کی زیارت کی ہے۔

آپ ہر وقت عبادت وریاضت میں مصروف رہتے تھے۔ دنیا اور اہل دنیا سے آپ کو کچھ غرض نہ تھی۔ وقت کے بڑے سلاطین امراوزرا آپ کے در دولت پر حاضری دیتے او دعا کے طالب ہوتے۔ مگر آپ نظر التفات نہ برتتے صرف ان کو دعائیں دے کر رخصت کردیتے کچھ کلام نہ فرماتے۔

آپ کی عمر عزیز کا تمام حصہ تجر وفقر و فاقہ عبادت وریاضت اور اطاعت خدا اور رسول کریم ﷺ کی اتباع میں گذرا ہے۔

بیعت وخلافت ☆

آپ حضرت خواجہ سائیں کرم الٰہی المعروف کانواں والی سرکار علیہ الرحمۃ گجرات والوں کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف ہوئے اور انہی سے اجازت وخلافت پائی۔

وصال باکمال☆

آپ کا وصال باکمال گوجر خان میں ہوا۔ گوجر خان کی تاریخ کا بہت بڑا جنازہ تھا۔ ہزاروں اشکبار آنکھوں کے سامنے آپ کو آپ کے بنائے ہوئے مقبرے اور خانقاہ واقع ریلوے پھاٹک گوجر خان ضلع راولپنڈی میں دفن کیا گیا۔

فقیر راقم الحروف عرصہ ۱۵ سال تک آپ کی ماہانہ گیارہویں شریف کے اجتماع کے موقع پر حاضری دے کر شرف زیارت سے مشرف ہوتا رہا۔ متعدد بار آپ کے حکم پر ختم شریف پڑھنے کی سعادت بھی فقیر کو حاصل رہی ہے۔

آپ اکثر و بیشتر سال میں دو مرتبہ راولپنڈی میں اپنے عقیدت مندوں کے گھر پر عرسوں کی تقریب میں شرکت کے لئے بھی تشریف لاتے تھے۔

آباد خدا رکھے میخانہ محمد کا ﷺ

حضرت حافظ فقیر اکمل شاہ وارثی رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆

نشانی حضرت وارث عالم پناہ، تارک مملکت دنیا، پیکر صبر و رضا مرد باخدا حضرت قبلہ حافظ فقیر اکمل شاہ وارثی رحمتہ اللہ علیہ کا آبائی نام قاضی محمد خورشید عالم تھا۔ والد کا نام حافظ قاضی محمد عطا آپ ۱۸۷۲ء میں ضلع جہلم کے معروف قصبہ سنگھوئی میں پیدا ہوئے۔ آپ کا تعلق مغل برلاس خاندان سے تھا۔ جن کا شجرہ نسب شہزادہ داراشکوہ بن شاہجہان تک ملتا ہے۔ آپ کے خاندان میں دو اوصاف حمیدہ تسلسل سے چلے آرہے ہیں۔ ایک منصب قضاۃ دوسرا فقر و درویشی آپ کے اجداد میں قاضی ہدایت اللہ مادرزاد ولی تھے۔ پیدائشی سینہ پر لا الہ لا اللہ نقش تھا۔ گکھڑوں کے عہد میں آپ پوٹھوار میں قاضی القضاۃ تھے۔ انہوں نے اپنی مہر قضاء پر یہ عبارت کندہ کروائی۔

''کلمہ لا الہ الا اللہ نقش بر سینہ قاضی ہدایت اللہ''

یہ مہر قضاۃ خاندان کے نوادرات میں آج بھی موجود ہے۔ ۱۱۰۹ ہجری قبلہ حافظ فقیر اکمل شاہ وارثی رحمتہ اللہ علیہ کے دادا حضور قاضی حافظ رکن عالم چشتی نظامی۔ حضرت خواجہ شمس العارفین شمس الدین سیالوی کے خلفائے اجل میں سے تھے اور علاقہ سنگھوئی (جہلم) کے قاضی القضاہ بھی تھے۔ خاندانی روایت کے مطابق حضرت حافظ صاحب نے بہت قلیل عرصہ میں مروجہ دینی علوم کی تکمیل کی اور سب سے پہلے بیعت طریقت کے لئے اپنے احباب کی معیت میں سلطان العارفین حضرت سلطان باہو علیہ الرحمتہ کی خدمت میں حاضر ہوئے وہ زمانہ حضرت سائیں نور احمد قبلہ علیہ الرحمۃ کی سجادگی کا تھا۔ آپ نے دیگر تمام احباب کو بیعت فرمایا لیکن حضرت حافظ صاحب سے فرمایا آپ کا تمام خاندان ہماری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے اور تم بھی ہمیں عزیز ہو۔ لیکن تمہارا حصہ پورب میں ہے اور اپنے وقت پر تم کو مل جائے گا۔ گھبرانا مت ایک ہی بات ہے۔ اور دعا فرما کر رخصت کر دیا۔ آپ نے اسی پریشانی میں فوج میں بطور خطیب ملازمت اختیار کر لی اور تلاش مرشد بھی جاری رکھی۔

۱۸۹۷ء میں آپ دہلی میں قیام پذیر تھے کہ شہرہ سنا کہ عالم پناہ حضرت حاجی سید وارث علی شاہ علیہ الرحمتہ صاحب آرہے ہیں۔ سارا شہر ریلوے اسٹیشن کی طرف دوڑ آیا تھا۔ آپ بھی پھاٹک پر جا

پہنچے معلومات لیں کہ کون آ رہا ہے۔ تو پتہ چلا کہ آفتاب ولایت امام الاولیاء حضور سید نا حافظ حاجی وارث علی شاہ دیوہ باشی علیہ الرحمۃ تشریف لا رہے ہیں۔ بعد میں حافظ صاحب نے خود بیان کیا کہ میں بھی مجمع کے ازدہام میں کھڑا تھا۔ پریشان تھا کہ ملاقات کیسے ہوگی کہ حضرت قبلہ حاجی صاحب اسٹیشن سے باہر نکلے اور سیدھے میری سمت آئے۔ پہلے تو میں قدموں پر گر پڑا۔ آپ نے اٹھایا اور فرمایا پنجابی حافظ آ گئے۔ اچھا پھر ملاقات ہوگی۔ یہ فرما کر آپ اسٹیشن سے باہر نکل گئے اور مجھے حیران پریشان چھوڑ کر تشریف لے گئے۔ اس کے بعد آپ حضور قبلہ سید حاجی حافظ وارث علی شاہ صاحب کو تلاش کرتے قیام گاہ تک جا پہنچے بیعت کی درخواست کی جو منظور ہوئی۔

ارشاد فرمایا "اسی صورت کو یاد رکھنا" تھوڑے سے عرصہ بعد آپ کی پلٹن کو لکھنو بھیجا گیا۔ جہاں آپ دو سال رہے اور شب و روز بارگاہ سرکار عالم پناہ حاجی و حافظ سید وارث علی شاہ میں دیوہ شریف حاضر ہوتے رہے اور فیض یاب ہوتے رہے۔ اسی دوران آپ نے سرکار عالم پناہ کی بارگاہ میں خرقہ فقر احرام کی درخواست پیش کی تو سرکار نے فرمایا جب تک والدین زندہ ہیں۔ ان کی خدمت کرو تمہیں تمہارا حصہ وقت پر مل جائے گا۔ والدین کی وفات کے بعد آپ کی حاضری دیوہ شریف بڑھ گئی۔ اسی دوران ایک عجیب و غریب واقعہ پیش آیا۔ آپ کا قیام دیوہ شریف تھا۔ فجر کی نماز کے لئے مسجد جا رہے تھے کہ سر راہ مکان سے کسی عورت کی گریہ وزاری کی آواز سنی آپ مکان کے اندر چلے گئے۔ دیکھا کہ بوڑھی عورت کا نوجوان لڑکا انتقال کر گیا ہے اور عورت رو رو کر کہہ رہی تھی کہ میرا ایک ہی بیٹا تھا۔ یہ بھی قدرت نے لے لیا آپ سے یہ برداشت نہ ہوا لڑکے کا چہرہ دیکھا اور فرمایا یہ تو زندہ ہے۔ لڑکا اسی وقت اٹھ کر بیٹھ گیا۔ آپ اس مکان سے فوراً باہر نکل گئے اور نماز فجر ادا کی اور بارگاہ مرشد بے نیاز میں جا پہنچے۔

سرکار نے دیکھتے ہی فرمایا "پنجابی حافظ خدا کی رضا میں آئندہ دخل مت دینا۔ اب دیوہ شریف ہماری زندگی میں نہ آنا۔ تیرہ سال جنگل کی سیاحت کرنا اور کسی بستی میں نہ جانا۔ آپ پر ان کلمات نے وجدانی کیفیت طاری کر دی اور آپ اسی وقت جنگل کو نکل گئے آپ اکثر اوقات دیوہ شریف کے ملحقہ جنگل میں بھی رہے۔ اکثر لوگ آ کر سرکار حضور وارث پاک کو بتاتے کہ پنجابی حافظ کو جنگل میں دیکھا ہے۔ آپ فرماتے تلاش کرو لیکن آپ نہ ملتے تو سرکار فرماتے۔ وہ ابھی نہیں آئیں گے۔ تیرہ سال کی سیاحت کے بعد آپ جب دیوہ شریف پہنچے تو سرکار عالم پناہ علیہ الرحمۃ کا وقت وصال با کمال قریب تھا۔ یکم صفر ۱۳۳۲ ہجری اپریل ۱۹۱۵ء کو سرکار کا وصال با کمال ہوا تو حافظ صاحب پر جذب کی کیفیت طاری تھی۔ لیکن آپ تدفین میں شامل رہے اور اپنے ہاتھوں سرکار قبلہ عالم پناہ کو لحد میں اتارا۔ پہلی

جمعرات کو کیفیت جذب میں کچھ کمی ہوئی تو اوگھٹ شاہ وارثی نے سرکار کی عطا کردہ امانت احرام آپ کے سپرد کی اور سرکار کا عطا کردہ نام اکمل شاہ وارثی بھی رکھ دیا۔ سرکار کے وصال باکمال کے بعد آپ نے چالیس سال تک پیران کلیر شریف اور انبالہ وغیرہ میں قیام کیا۔ اس عرصہ میں آپ کا معمول رہا کہ ہر سال رمضان المبارک دیوہ شریف گذارتے اور مزید ایک ماہ درگاہ عالیہ دیوہ شریف کی خدمت بجا لاتے۔ ۱۹۴۷ء میں حج وغیرہ باہم ادا فرمایا واپس آئے تو تقسیم ہند کا اعلان ہو چکا تھا۔ تو آپ پاکستان تشریف لے آئے پوٹھوار کے علاقہ میں بے شمار احباب داخل سلسلہ عالیہ وارثیہ تھے۔ فروری ۱۹۴۶ء میں آپ راولپنڈی تشریف لائے وہاں سے ڈھوک قاضیاں (تخت پڑی روات) حضرت مقبول بارگاہ غوثیہ قاضی غلام محی الدین صاحب علیہ الرحمتہ سے ملاقات ہوئی۔ جن کے ساتھ حافظ صاحب کا قلبی لگاؤ اور خاندانی تعلق خاطر بھی تھا۔ دو روز قیام ہوا تھا کہ حافظ عبدالکریم نوشاہی قادری نور وصلہ شریف بمع میاں محمد زمان وارثی تشریف لائے اور بصد اصرار آپ کو چھپر شریف (تحصیل گوجر خان) لے گئے۔ آپ کی طبیعت کچھ دنوں سے کافی ناساز تھی۔ جو وہاں جا کر مزید بگڑ گئی۔

وصال باکمال ☆

وصال باکمال سے ایک روز قبل آپ کی نازک حالت کو دیکھ کر حافظ عبدالکریم نوشاہی صاحب نے دریافت کیا کہ حضور مزار اقدس کس جگہ ہو آپ نے فرمایا مجھے دیوہ شریف سرکار عالم پناہ کے حضور پہنچا دیں۔ حافظ جی نے عرض کیا حضور دیوہ شریف تو ہندوستان میں رہ گیا ہے۔ آپ نے فرمایا ہمیشہ ہندوستان میں نہیں رہے گا۔ کبھی پاکستان میں بنے گا۔ پوچھا گیا حضور کوئی دوسری جگہ تو فرمایا ''جہاں ہم اور تم ملتے رہیں'' پوچھا اگر سنگھوئی والے آ جائیں تو فرمایا ''اڑیسہ (پنجابی) ان کا بھی حق ہے'' پوچھا مزار کا انتظام کون چلائے گا۔ فرمایا ''جو برداشت کرے وہ انتظام چلائے گا'' یہ حالات ۷ مارچ کے ہیں۔ ۸ مارچ خراب طبیعت کے باوجود صبح سوا چار بجے سرکار عالم پناہ کا قل شریف پڑھا اور سلام پیش کیا۔ شام تک طبیعت بہت بگڑ گئی۔ عجیب بے چینی کی کیفیت میں سرکار عالم پناہ کا مرقع شریف منگوایا زیارت کی اور روح قفس عنصری سے پرواز کر گئی۔

انا اللہ و انا الیہ راجعون

تاریخ وصال باکمال ۲۷ جمادی الثانی ۱۳۶۸ ہجری بمطابق ۸ مارچ ۱۹۳۶ء بروز منگل۔

مزار فیض آثار چھپر شریف چنگا بنگیال تحصیل گوجر خان ضلع راولپنڈی میں مرجع ہر خاص و عام ہے۔

آپ کے بعد آپ کے جانشین حضرت فقیر عزت شاہ وارثی طویل عرصہ تک بحیثیت سجادہ دربار شریف کے انتظام و انصرام کو بحسن خوبی چلاتے رہے۔ بڑے ہی تعلیم یافتہ اور زیرک و صاحب معرفت شخص تھے۔ بڑی ہی حکمت سے سلسلہء عالیہ کے فروغ اور دربار شریف کی تعمیر و ترقی اور لنگر شریف کے لیے کام کرتے رہے۔ ۱۹۴۸ء تا ۲۰۰۴ء تک خدمت سلسلہ انجام دے کر ۲۰۰۴ء میں وصال باکمال فرمایا۔

فقیر راقم الحروف کو بھی بارہا آپ کے مزار پر انوار کی حاضری و زیارت کی سعادت حاصل ہے۔

نجمی برلاس نذرانہ عقیدت پیش کرتے ہوئے رقم طراز ہیں

نسبت خاص ہو چھپر کو کیوں نہ دیوے — سے کہ عطا کردہ وارث ہے ردائے اکمل
مخزن عشق و محبت ہے میرا دل نجمی — اے خوشا سلسلہ لطف و عطائے اکمل
ہوتی ہے روح روشن کھلتی ہے آنکھ دل کی — احساس جاگتا ہے اکمل تیری گلی میں
تیرے کرم کے صدقے عشاق کی نظر میں — ہر پردہ اٹھ چکا ہے اکمل تیری گلی میں
عاصی ہے پُرخطا جو کچھ بھی ہے وہ تیرا ہے — نجمی تڑپ رہا ہے اکمل تیری گلی میں

آباد خدا رکھے میخانہ محمد کا ﷺ

حضرت پیر سید شرف شاہ بخاری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆

ولی کامل، شیخ طریقت، عارف باللہ حضرت ابو عبداللہ سید شرف شاہ بخاری جھمری سیداں ضلع میر پور آزاد کشمیر میں ۱۸۲۰ء حضرت پیر سید صفدر علی شاہ بخاری علیہ الرحمتہ کے گھر آپ کی ولادت ہوئی۔

آپ کا شجرہ نسب حضرت سید مخدوم جلال الدین حیدر سرخ بخاری علیہ الرحمتہ سے ملتا ہے۔

آپ اپنے والد محترم سے سلسلہ عالیہ سہروردیہ میں بیعت تھے اور قادری سلسلہ میں پیران ملکھڈ شریف سے آپ کو خرقہ خلافت حاصل تھا۔

آپ کا ذوق وعظ و تبلیغ کا تھا جہاں بھی کہیں جاتے اصلاح وارشاد اور واعظ و تبلیغ کا سلسلہ جاری فرما دیتے تھے۔

اپنے آبائی وطن سے ہجرت کر کے خطہ پوٹھوار کے معروف گاؤں دلمی تشریف لے آئے اور اسی جگہ کو خلق اللہ کی ہدایت کا مرکز و مرجع بنایا سینکڑوں کی تعداد میں لوگوں نے آپ سے اکتساب فیض کیا۔ دن رات اصلاح وارشاد اور وعظ و تبلیغ فرماتے بلکہ اس مقصد کے لئے دور دراز کے سفر بھی پیدل ہی فرماتے۔

زندگی کے آخری چند سالوں میں موضع دلمی سے ہجرت کر کے موضع بھائی خان تشریف لے آئے اور انیسویں صدی ہجری کے آخری عشرہ میں اسی جگہ آپ کا وصال باکمال ہوا۔

وصال باکمال ☆

آپ کا وصال باکمال ۱۸۹۵ء میں ہوا مزار شریف موضع بھائی خان جی ٹی روڈ گوجر خان ضلع راولپنڈی میں مرجع خلائق عام ہے۔

آباد خدا رکھے میخانہ محمد کا ﷺ

حضرت سائیں ٹکا سرکار قادری قلندری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆

سلطان اکملاں، شمس العارفین، امام العاشقین، بدر المعشوقین، قطب الاقطاب، حضرت خواجہ سلطان سائیں ٹکا سرکار رحمتہ اللہ علیہ قادری قلندری کے والدین بڑے ہی نیک اور متقی پرہیز گار تھے۔ ان کے ہاں اولاد نہ ہوتی تھی۔ آئے روز اللہ کریم جل شانہ کی بارگاہ میں دست بدعا رہتے خداوند کریم نے مہربانی فرمائی اور ایک نہایت شکیل و حسین و جمیل فرزند عطا فرمایا۔ والدین کریمین نے آپ کا نام نامی اسم گرامی سلطان ٹکا رکھا۔ ایک ہی فرزند ہونے کی وجہ سے اس کی پرورش اور تربیت پر خصوصی توجہ دی گئی۔ آپ شروع ہی سے پر جلال شخصیت کے مالک تھے۔ بچپن ہی سے آپ میں ولایت کے آثار نمایاں تھے۔ عام بچوں کی طرح کھیل کود میں آپ نے کبھی دلچسپی نہیں لی ہمیشہ اپنی مستی میں مست الست رہے۔

تعلیم و تربیت ☆

آپ نے بچپن میں قرآن کریم اپنی والدہ ماجدہ سے گھر ہی میں پڑھا اور پھر دینی کتب پڑھنے کے لئے اپنی بستی میں موجود ایک عالم دین کے پاس جاتے رہے اور ان سے علوم ظاہریہ کی کچھ کتابیں پڑھیں۔ بچپن کے ایام میں آپ کا حافظہ کچھ کمزور تھا۔ مگر بعد میں تیز ہو گیا تھا۔ جو سبق بھی استاد سے لیتے فوراً یاد ہو جاتا کچھ عرصہ کے بعد آپ راولپنڈی فیض آباد مری روڈ کے قریب اوجڑی کیمپ میں اپنی خالہ کے گھر تشریف لے آئے آپ کی خالہ نے آپ کو سکول میں داخل کرا دیا۔ ادھر آپ نے سکول کی تعلیم حاصل کرنا شروع کی اور ادھر گاؤں میں آپ کے عزیز و اقارب نے آپ کے والدین کو کہنا شروع کر دیا کہ انہیں راولپنڈی کیوں بھیج دیا۔ فوراً واپس بلایا جائے اور گھر ہی میں زمیندار وغیرہ کی ترغیب دی جائے۔ مگر چونکہ آپ کے والدین علم کی اہمیت کو سمجھتے تھے۔ ان کی یہ خواہش تھی کہ آپ پڑھیں اور تعلیم حاصل کریں۔ انہوں نے آپ کی تعلیم پر خصوصی توجہ دینا شروع کر دی۔ آپ کے خاندان کے اکثر لوگ پڑھے لکھے اور بڑے بڑے عہدوں پر فائز تھے۔ اس لئے آپ کو بھی تعلیم کی طرف زیادہ متوجہ کیا گیا۔

سیرت وکردار☆

آپ شروع ہی سے سچے راست باز متشرع اور شجاعت میں ۔بے نظیر تھے ۔آپ ہمیشہ دنیا کی تمام محفلوں اور آلائشوں سے دور رہے ۔ خاندانی حسب ونسب اچھا ہونے پر ہر چھوٹا بڑا آپ کی تعظیم کے لئے دست بستہ کھڑا رہتا۔ مگر آپ لوگوں کی طرف سے کی گئی تعظیم کے سبب بڑائی یا تکبر نہ کرتے تھے ۔ بلکہ غریبوں عاجزوں مسکینوں سے زیادہ محبت فرماتے ۔غریب پروری آپ کا شعار رہا۔ کبھی کسی بات پر غصہ آجاتا تو اپنے جذبات پر قابو پا لیتے تھے ۔ پوری پوری رات اللہ کے ذکر اور کبھی تلاوت قرآن اور کبھی نوافل میں گذر جاتی ۔ آپ اپنے معتقدین کے ہمراہ تمام رات خدا کے ذکر وفکر مین گذار دیتے ۔ نماز میں خشوع اور خضوع کا یہ عالم تھا کہ آپ پر دوران نماز لرزہ طاری ہو جاتا تھا۔ حضور شہنشاہ بغداد پیران پیر دستگیر حضرت سیدنا عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ سے حد درجہ عقیدت تھی۔ عشق رسول ﷺ میں ہمیشہ سرشار رہتے تھے۔

بیعت وخلافت☆

علوم ظاہر یہ سے فارغ ہونے کے بعد جب آپ میں خدا کی جستجو اور تلاش منزل کا غلبہ بڑھا تو خیال پیدا ہوا کہ کسی مرشد کامل کی بیعت کی جائے مگر مرشد حضرت امام بری شاہ عبدالطیف قادری علیہ الرحمتہ جیسا مرد قلندر ہو۔اس دوران بہت سے درویشوں سے ملاقات بھی ہوئی مگر آپ کی تشفی نہ ہوسکی۔ ایک دن حضرت پیر سید عبدالطیف شاہ المعروف بری امام سرکار علیہ الرحمتہ نے باطنی طور پر اپنا جلوہ دکھایا اور آپ کو اپنے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف فرمایا۔ حضرت سید عبدالطیف المعروف بری امام سرکار علیہ الرحمتہ سے باطنی طور پر بیعت سے مشرف ہونے کے بعد ظاہری طور پر بیعت کے لئے مرشد کامل کی جستجو بڑھ گئی بالآخر مقصود کو پہنچے اور ظاہری مرشد کامل کے ہاتھ پر بیعت سے مشرف ہوئے ۔آپ ظاہری طور پر جن کے ہاتھ پر شرف بیعت ہوئے تھے ان کا نام معلوم نہیں ہوسکا۔ مگر عرف عام میں مشہور یہی ہے کہ آپ حضرت بری امام شاہ لطیف قادری مشہدی علیہ الرحمتہ کے مرید تھے۔

فوج میں نوکری☆

تعلیم کی تکمیل کے بعد آپ کے والد نے آپ کو فوج میں بھرتی کروادیا اگر چہ آپ کا رجحان اس طرف نہ تھا۔ مگر والدین کے حکم کی تعمیل کی غرض سے آپ فوج میں ملازم ہو گئے مگر ہر وقت دل میں ایک ہی خیال رہتا کہ وہ وقت کب آئے گا کہ فوج سے ڈسچارج کر دیا جائے۔ دوران ملازمت آپ کوئی

چہرہ یا پریڈ ڈیوٹی نہیں کرتے تھے۔ آپ صبح سکول میں پڑھاتے اور رات کو اللہ کی عبادت و ریاضت میں مشغول رہتے۔ پلٹن کے لوگ اس حقیقت کو جان گئے کہ آپ مقبولان خدا میں سے ہیں۔ آپ کے چہرہ انور پر جو انوار و تجلیات ظاہر تھے۔ انہیں دیکھ کر پوری پلٹن آپ کا احترام کرتی حتیٰ کہ آپ کے افسران بھی آپ کی حد درجہ تعظیم کرتے۔ آپ نے پلٹن میں ملازمت کے دوران لوگوں کو خدا اور اس کے رسول ﷺ کی طرف متوجہ فرمایا اور لوگوں کے دلوں میں خوف خدا اور عشق رسول ﷺ کی شمع روشن کی۔ پلٹن کے لوگ آپ کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف ہونا شروع ہو گئے حتیٰ کہ حالت یہ ہو گئی کہ پوری پلٹن ہی ذاکر و شاغل ہو گئی۔ جنگ عظیم کے موقع پر جب آپ کی پلٹن کو جنگ میں جانے کا حکم ملا تو ایک افسر نے آپ کو پلٹن سے علیحدہ کر کے ڈپو پر بھیج دیا اور آپ کی خدمت کے لئے چند سپاہی مقرر کر دیئے گئے۔ اور فوج میں لوگوں کو بھرتی کرنے کے لئے آپ کو مقرر کر دیا۔ تھوڑا عرصہ آپ نے بھرتی شروع رکھی اور ڈیوٹی کرتے رہے۔ پھر اس کے بعد آپ اپنے گھر میں رہنے لگے اس دوران بیعت کا سلسلہ عام و خاص ہونے لگا۔ ابھی گھر پر آئے تھوڑا ہی عرصہ ہوا تھا کہ پلٹن سے پیغام آنے شروع ہو گئے کہ آپ نے پلٹن میں آ کر ڈیوٹی نہیں سنبھالی تو آپ کو ڈسچارج بھی نہیں کیا جائے گا۔ چار و نا چار پھر دوبارہ کچھ عرصہ ملازمت کے بعد آپ نے فوج کو خیر باد کہہ دیا اور ڈسچارج ہو کر گھر میں واپس آنے لگے تو لوگوں کا ایک اژدھام آپ کے ساتھ چل پڑا۔ پلٹن کے ہر ساتھی کی آنکھ اشکبار تھی ہر دل میں آپ کی جدائی کا غم تھا۔ لوگ جلوس کی شکل میں جھنڈے اور نشان اٹھائے ہوئے چل رہے تھے۔ فوج سے واپسی کا منظر دیدنی تھا۔ جو بیان سے باہر ہے۔

مولانا فقیر محمد بکوٹی سے تعلق

حضرت مولانا فقیر اللہ بکوٹی علیہ الرحمۃ اپنے زمانے کے بہت بڑے ولی کامل اور قادری سلسلہ کے عظیم بزرگ تھے۔ آپ کا بے حد احترام کرتے تھے۔ اکثر اپنے مریدین کو حکم دیتے تھے کہ حضرت سائیں سرکار کی خدمت میں حاضری دیا کرو علاقہ پونچھ کے ایک جو کہ مولوی فقیر اللہ بکوٹی علیہ الرحمۃ کے مرید تھے وہ کشمیر سے اپنے مرشد کی خدمت میں سلام کرنے کی غرض سے حاضر ہوئے تو مولوی فقیر اللہ بکوٹی علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ میرا اسلام ہو چکا اب حضرت سائیں سلطان ٹکا سرکار رحمۃ اللہ علیہ خدمت میں جا کر میرا بھی اور اپنا بھی سلام عرض کرو۔ چنانچہ وہ مرید تین چار روز کا پیدل سفر کر کے جب آپ کی خدمت میں پہنچا تو سلام عرض کرنے کے بعد کافی عرصہ تک آپ کی خدمت میں ٹھہرے رہے۔

کشف و کرامات ☆

فوج میں ملازمت کے دوران آپ نماز اپنے کمرے میں پڑھا کرتے تھے۔ ایک دن پلٹن کی مسجد کے مولوی صاحب نے کہا کہ بہت سے آدمی جناب منشی صاحب کی طرح ڈیرے پر نماز پڑھ لیتے ہیں۔ مسجد میں آ کر نماز نہیں پڑھتے آج کے بعد وہ تمام حضرات مسجد میں آ کر باجماعت نماز ادا کیا کریں وگرنہ جرمانہ ہوگا اور اس کے ساتھ ہی کچھ سخت الفاظ بھی کہے۔ آپ کو فوج میں منشی جی کہا جاتا تھا۔ مولوی صاحب نے جاتے ہوئے کہا کہ منشی جی بھی مسجد میں آیا کریں۔ چنانچہ آپ چارو ناچار مسجد میں میں نماز پڑھنے چلے گئے اور مولوی صاحب کی اقتدار میں نماز باجماعت ادا کرنے کے لئے کھڑے ہو گئے۔ جب مولوی صاحب نماز پرھاتے ہوئے سجدے میں گئے تو ان پر ایسی حالت طاری ہوگئی کہ بے ہوش ہو گئے سجدے میں پڑے ہوئے جب کافی دیر ہوگئی تو مقتدی سجدے سے سر اٹھا کر دیکھنے لگے۔ مگر مولوی صاحب بدستور سجدے کی حالت میں تھے کہ لوگوں میں چہ مگوئیاں شروع ہوگئیں کوئی کہتا کہ مولوی صاحب نے شاید افیون کھالی ہے کہ بیہوش ہو گئے غرض کہ جتنے منہ اتنی باتیں ہونے لگیں۔ کافی دیر کے بعد جب مولوی صاحب کو ہوش آیا تو آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔ سارا جسم تھر تھر کانپ رہا تھا۔ اپنے جذبات پر قابو پا کر لوگوں سے کہنے لگے میں نشئی آدمی نہیں ہوں میں نے جو راز نماز کے دوران دیکھا ہے وہ اس سے پہلے نہیں دیکھا مجھے اس حقیقت کا تو آج علم ہوا ہے کہ منشی جی تو ولی اللہ ہیں۔ آپ نے دوران نماز مہربانی فرمائی کہ مجھے اپنے ساتھ مدینے شریف لے گئے اور حضور ﷺ کے ساتھ نماز ادا فرمائی۔ آپ کے ساتھ میرا بگڑا نصیبا بھی سنور گیا کہ مجھے بھی حضور ﷺ کی زیارت ہوگئی اور ان کے ہمراہ نماز ادا کرنے کا شرف بھی حاصل ہوا۔

کرامت نمبر۲ ☆

راجہ غلام مصطفیٰ صاحب دھنیال ساکن پنڈ بیگوال جو کہ اسی پلٹن میں آپ کے ساتھ ملازم تھے وہ فرماتے ہیں کہ میری مونچھیں بہت بڑی بڑی تھیں۔ ایک دن آپ میرے کمرے میں تشریف لائے میں سویا ہوا تھا۔ آپ قینچی لے کر میرے پاس بیٹھ گے، اور میری ایک مونچھ صاف کر دی۔ اس کے بعد آپ نے مجھے جگایا جب میری آنکھ کھلی تو میں نے عرض کیا کہ حضور آپ کس وقت تشریف لائے تو آپ نے فرمایا کہ میں کافی دیر سے تمہارے پاس بیٹھا ہوا تھا مگر تمہیں خبر نہیں ہوئی۔ آپ نے مجھ سے شیشہ مانگا میں نے شیشہ آپ کی خدمت میں پیش کر دیا۔ آپ نے فرمایا کہ اس میں اپنا چہرہ دیکھو جب

میں نے شیشے میں اپنا چہرہ دیکھا تو حلیہ ہی بگڑا ہوا تھا کہ میری ایک مونچھ صاف تھی۔ میں نے عرض کیا حضور میں آپ کی اس بات سے بہت خوش ہوں میری دوسری مونچھ بھی صاف کر دیجئے۔ میں نے قینچی لی اور دوسری مونچھ بھی کاٹ دی۔ اس روز آپ نے مجھے چند وظائف بتلائے اور پھر فرمایا کہ آنکھ بند کرو جب میں نے آنکھ بند کی تو مجھے کچھ اور ہی اسرار نظر آنے لگے اور میرے دل کی کیفیت بھی بدل گئی اس سے پہلے نماز نہ پڑھتا تھا۔ مگر اس کے بعد تو کیفیت ہی یہ ہوگئی کہ رات بھر نیند نہیں آتی تھی۔ تہجد اشراق، چاشت، اوابین اور دیگر وظائف میرا معمول بن گیا۔ ایک روز میں سو گیا تو دیکھا کہ آپ حضرت امام بری شاہ لطیف علیہ الرحمتہ کے دربار میں کھڑے ہیں اور میں سروٗ کے درخت کے نیچے کھڑا ہوں۔ آپ دربار شریف کے اندر تشریف لے گئے اور اندر سے ایک شیشی خوشبودار لائے اور اس شیشی کا ڈھکن آپ نے میری مونچھوں اور ماتھے پر ملا تو اس کی خوشبو میں نے بیدار ہونے کے بعد بھی اسی طرح محسوس کی۔ جب میں بیدار ہوا تو میرا تنبو اور دریاں بستر ے اور تمام سامان خوشبو سے مہک رہے تھے اور میرے ساتھ بہت سے آدمی اس سائبان میں لیٹے ہوئے تھے جب وہ جاگے تو کہنے لگے کہ کیسی خوشبو ہے۔ چنانچہ اس بات کا پلٹن میں بہت چرچا ہوا۔ خوشبو ایسی جو کسی عطار سے بھی نہ ملے مگر میں نے اس راز کا پردہ نہیں کھولا۔ اچانک کیا دیکھتا ہوں کہ آپ تشریف لائے میں تہجد کی نماز پڑھ کر اپنے وظائف میں مشغول تھا بتی جل رہی تھی میں کھڑا ہو گیا تو آپ نے فرمایا کہ وظائف کے دوران کھڑا نہیں ہونا چاہیے۔ آپ نے فرمایا کہ کیا دیکھا ہے۔ میں نے عرض کیا یا سرکار ابھی یہ کچھ دیکھ رہا تھا۔ میں نے جو کچھ دیکھا تھا وہ آپ کے گوش گذار کر دیا تمام واقعہ سن کر فرمایا کہ اس کو سنبھال کر رکھنا۔

کرامت نمبر ۳ ☆

یہی راجہ غلام مصطفیٰ صاحب فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ پلٹن میں آپ بیمار ہو گئے چنانچہ علاج معالجہ کی غرض سے آپ کو ہسپتال میں داخل کرا دیا گیا۔ ایک دن میں ہسپتال میں آپ کی عیادت کے لئے گیا تو دیکھا کہ آپ بستر پر لیٹے ہوئے ہی وظائف پڑھ رہے تھے۔ میں نے آپ کے کام میں مداخلت مناسب نہ سمجھی اور آپ کے بستر کے قریب ہی ایک چارپائی پر لیٹ گیا۔ اچانک میری آنکھ لگ گئی۔ میں نے خواب میں دیکھا کہ ہسپتال کے چاروں طرف گرد و نواح میں اولیائے کاملین کی کثیر تعداد جمع ہے۔ مجھے ان کی جلالت سے پسینہ آ گیا اور اسی گھبراہٹ کے عالم میں آپ اچانک میری طرف متوجہ ہوئے اور پوچھا کیا بات ہے میں نے خواب کا واقعہ عرض کیا تو آپ نے فرمایا کہ اگر کوئی بیمار ہو جائے تو کیا اس کے اہل قرابت تیمارداری کے لئے نہیں آتے۔

وصال باکمال☆

آپ کا وصال باکمال ......۱۹ء کو ہوا۔ مزار پر انوار کامرہ شریف تحصیل کوٹلی ستیاں مری ضلع راولپنڈی میں مرجع خاص و عام ہے۔

(نوٹ): فقیر راقم الحروف نے اپنے طور پر متعدد افراد سے یہ چند معلومات اکٹھی کیں اور ۲۰۰۲ء میں کتاب کا پہلا ایڈیشن شائع کیا۔ دوسرا ایڈیشن ۲۰۰۳ء میں شائع کیا مگر آپ کی اولاد و عزیز و اقارب اور مریدین نے نامکمل معلوماتِ فراہم کرنے کی ضرورت محسوس نہ کی۔ جس پر افسوس کے سوا کچھ نہیں کہا جا سکتا۔

آباد خدا رکھے میخانہ محمد کا ﷺ

حضرت خواجہ محمد احسن قادری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆

قطب الاقطاب سلطان الفقرا برہان العرفا نازش اہل ھدای، واقف اسرار رموز باطنی حضرت خواجہ محمد احسن قادری رحمتہ اللہ علیہ تحصیل کوٹلی ستیاں ضلع راولپنڈی کے خوبصورت دیہات اور روحانی بستی کرل شریف میں حضرت مولانا فقیر محمد علیہ الرحمتہ جو کہ حضرت مولانا کلیم اللہ علیہ الرحمتہ کے فرزندارجمند تھے کے گھر میں ۱۹۰۲ء میں پیدا ہوئے۔ آپ کے دادا حضرت مولانا کلیم اللہ علیہ الرحمتہ اور والدگرامی مولانا فقیر محمد علیہ الرحمتہ اپنے وقت کے بہترین عالم صوفی باصفا اور عظیم روحانی شخصیت تھے۔ آپ کے دادا اور والدگرامی نے تمام زندگی اپنے علم وعمل اور کردار سے مخلوق خدا کی رشد وہدایت کا سلسلہ جاری رکھا اور کرل شریف کی بستی کو علم وعرفان کا مرکز بنایا تمام زندگی نماز روزہ کی ادائیگی اور سنت رسول اللہ ﷺ کی پابندی آپ کا وطیرہ رہا۔ ہمہ وقت ذکر خدا میں مگن اور خوف خدا اور عشق رسول ﷺ کی دولت سے مالا مال رہتے۔ آپ کے دادا بزرگوار اور مولانا کلیم اللہ علیہم الرحمۃ موضع سائن سے ہجرت کر کے کرل شریف میں آ کر آباد ہوئے تھے۔

کرل شریف کی بستی کو آپ کے قدموں نے ایسا دوام بخشا کہ تاقیامت علم وعرفان کی بارش اس بستی پر ہوتی رہے گی اور اس بستی سے جاری فیضان حضرت خواجہ محمد احسن قادری رحمتہ اللہ علیہ کی صورت میں چاردانگ عالم کو منور کرتا رہے گا۔

بچپن کے حالات وواقعات ☆

آپ کی والدہ ماجدہ فرماتی ہیں کہ جب آپ کی ولادت باسعادت ہوئی تو گھر میں ایک عجیب سماں تھا۔ ہر طرف ایک قدرتی رونق و بہار تھی۔ آپ کا چہرہ پرنور رہا تھا۔ جس وقت آپ کے دیگر بہن بھائیوں اور عزیز رشتہ داروں نے آپ کی نورانی صورت کو دیکھا تو سجدہ میں گر کر رب قدیر کا شکر ادا کیا۔ بستی کی خواتین جوق در جوق آتیں اور آپ کے چہرے کی بلائیں لے کر واپس چلی جاتیں۔ آپ کی ولادت کے بعد نہ صرف آپ کے گھر والوں کی معاشی اور روحانی حالت بہتر ہوتی گئی۔ بلکہ پوری بستی کرل شریف پر خدا کی رحمتوں کا نزول شروع ہوگیا۔ ہر طرف خوشحالی آ گئی ہر گھر سے بدحالی ختم ہو گئی۔ آپ کی فطرت عام بچوں کی طرح نہیں تھی۔ بلکہ آپ بچپن ہی سے انتہائی صابر وشاکر طبیعت کے

مالک تھے۔ آپ کے چہرہ پر جو نور ولایت جلوہ گر تھا۔ اس کی وجہ سے آپ کی خدمت میں حاضری دینا لوگ اپنے لئے باعث رحمت تصور کرتے تھے۔ عقیدت و محبت کا یہ سلسلہ بچپن سے شروع ہو کر تادم آخر اور آج تک جاری ہے۔ جو کہ قیامت تک جاری وساری رہے گا۔ بچپن ہی سے کشف و کرامات کا سلسلہ شروع ہو گیا تھا۔ جس سے پتہ چلتا تھا کہ آپ مادر زاد ولی تھے۔

آپ کی والدہ ماجدہ فرماتی ہیں کہ ایک مرتبہ ہم کرل شریف سے علی پور فراش کے گاؤں کھدریڑ پور آپ کی پھوپھی صاحبہ سے ملنے کے لئے گھر سے نکلے چونکہ اس زمانہ میں ٹرانسپورٹ کا کوئی معقول انتظام نہ تھا۔ اکثر لوگ پیدل ہی سفر کرتے یا پھر امراء اور بڑے لوگوں نے اپنے سفر کے لئے گھوڑے رکھے ہوئے تھے۔ آپ کی عمر شریف اس وقت چار پانچ سال تھی۔ ۳۵ کلومیٹر دور کا یہ پیدل سفر ہمارے لئے بہت مشکل تھا۔ ہم تھوڑی تھوڑی دور چل کر آرام کرتے جاتے اور اپنی منزل کو چلتے رہے۔ آپ پیدل سفر کرتے ہوئے میرے ساتھ چلتے رہے۔ جب میں دیکھتی کہ آپ تھک گئے ہوں گے تو میں گود میں اٹھا لیتی مگر آپ تھوڑی ہی دیر بعد میری گود سے اتر جاتے پیدل چلتے چلتے علی پور فراش کے قریب ایک قبرستان سے گزرے تو آپ نے فرمایا کہ مجھے اس بازار سے کوئی چیز خرید کر دو میں نے کہا یہ بازار نہیں بلکہ قبرستان ہے۔ مگر آپ بضد رہے کہ نہیں بازار ہے۔ مجھے کوئی چیز خرید کر دو بالآخر قبرستان کی حد ختم ہوئی۔ آپ باہر تشریف لائے اور پیچھے مڑ کر دیکھا تو فرمانے لگے۔ ابھی تو یہاں بازار نظر آرہا تھا اب واقعی قبرستان نظر آرہا ہے۔ آپ کی والدہ یہ بات سن کر پریشان ہو گئیں اور گھر پہنچ کر رشتہ داروں میں ایک بزرگ رہتے تھے۔ ان سے پورا واقعہ بیان کیا تو انہوں نے کہا کہ آپ انہیں اکیلے لے کر نہ نکلا کریں۔ یہ بچہ عام بچوں کی طرح نہیں ہے۔ پھر انہوں نے آپ سے کچھ پوچھا اور آپ کی والدہ سے فرمایا کہ جو کچھ انہوں نے دیکھا ہے وہ عام آدمی کے تصور میں نہیں آسکتا اس بچے نے قبرستان سے گزرتے ہوئے عالم برزخ کو دیکھا ہے اور یہ ولی اللہ کے بغیر کسی کو نظر نہیں آتا ان پر خدا کا خصوصی فضل و کرم ہے۔

ایں سعادت بزور بازو نیست

آپ کے بچپن کے ایک ساتھی کپتان رحیم داد صاحب مرحوم و مغفور فرماتے ہیں کہ آپ بچپن سے ایسی صفات کے مالک تھے جو کہ کسی عام انسان میں نہ پائی جاتی تھیں۔ اگرچہ آپ بظاہر دنیا میں رہتے تھے۔ دنیا کے کام بھی کرتے تھے۔ مگر حرکات و سکنات عادات و اطوار عام لوگوں سے بالکل مختلف تھے۔ کپتان رحیم داد فرماتے ہیں کہ ہم خواجہ صاحب کے ساتھ گاؤں کے کافی بچے مال مویشی چرانے جایا کرتے تھے۔ جنگل میں ہر ایک کی یہ خواہش ہوتی تھی کہ آپ کے مال مویشیوں کو میں چراؤں۔ چنانچہ

ابتداء میں تو آپ ہمارے ساتھ ہی ہوتے تھے۔ جب آپ کے مویشی چرتے ہوئے دور جنگل میں چلے جاتے تو آپ فرماتے کہ جو بھی شخص میں مویشی واپس موڑ کر لائے گا۔ میں اسے عجیب تماشا دکھاؤں گا۔ چنانچہ میں اس دوڑ میں بہت آگے نکل جاتا۔ جب میں آپ کے حکم کی تعمیل کرتا تو مجھے ایک نیا جہان نظر آتا۔ عجیب وغریب منظر دکھائی دیتا جس میں رنگ برنگی وردیوں میں ملبوس فوج پریڈ کی صورت میں دکھائی دیتی اور قطار در قطار گزرتی ہوئی نظر آتی پہلے تو ابتداء میں منظر دیکھ کر میں خوف زدہ ہوا مگر آپ میرے سینے پر ہاتھ رکھ کر فرماتے رحیم داد پریشان نہ ہونا۔ ہم تمہارے ساتھ ہیں۔ یہ فوج تمہیں کچھ نہیں کہے گی میں نے جب یہ منظر دوسرے بچوں کو بتایا تو وہ بھی کہنے لگے ہم بھی دیکھیں گے لیکن یہ کوئی تماشا نہ تھا بلکہ یہ ایک حقیقت تھی جو کہ ہر ایک کو نہیں دکھائی جا سکتی تھی۔ یہ سلسلہ کچھ عرصہ تک رہا بعد ازاں آپ نے سب سے کنارہ کشی اختیار کرلی۔

آپ کی عمر سات برس تھی کہ گاؤں کے بچوں کو اسکول جاتے ہوئے دیکھ کر آپ نے اپنی والدۂ ناجدہ سے عرض کیا کہ میں اسکول جایا کروں گا والدہ نے فرمایا کہ یہاں سے چار پانچ میل دور کوٹلی ستیاں میں سکول ہے۔ جو کہ دور ہے۔ لہٰذا میں جانے کی اجازت نہ دوں گی۔ آپ کے اسکول جانے کے شوق کی اطلاع آپ کے گاؤں کے ایک پڑوسی جو کہ کوٹلی ستیاں کے ڈاکخانہ میں پوسٹ ماسٹر تھے۔ ان کو ہوئی تو وہ آپ کی والدہ کے پاس تشریف لائے اور کہنے لگے خواجہ صاحب کو سکول بھیج دیا کریں گاؤں کے کافی بچے جاتے ہیں اور میں بھی کوٹلی میں ملازم ہوں ان کی دیکھ بھال میں خود کیا کروں گا۔ آپ کی والدہ نے آپ کو سکول بھیج دیا۔ دوران تعلیم ایک دن ایسا ہوا کہ آپ سکول جا رہے تھے کہ راستے میں سفید لباس میں ملبوس دو افراد ملے اور کہنے لگے ہم بھوکے ہیں ہمیں کھانے کیلئے کچھ دو ہم اس کا معاوضہ تمہیں دے دیں گے۔ آپ نے سوچا گھر سے میں صرف اپنے لئے روٹی لایا ہوں میں دوپہر کو کیا کھاؤں گا آپ نے انہیں اپنا کھانا نہ دیا اور انکار کرتے ہوئے آگے کی طرف چل دیئے چند قدم ہی چلے تھے کہ دل میں خیال گزرا کہ بھوکے کو کھانا کھلانا سرکار مدینہ ﷺ کی سنت ہے۔ لہٰذا میں نے اچھا نہیں کیا وہ بھوکے ہیں۔ انہیں کھانا کھلانا چاہیے تھا یہ خیال آتے ہی فوراً آپ ان کی طرف دوڑے اور کچھ دور چلنے کے بعد انہیں پالیا اور اپنا کھانا انہیں دیدیا۔ انہوں نے آپ کو معاوضہ دینا چاہا مگر آپ نے نہ لیا اور سکول چلے گئے بھوک لگنے لگی اور بھوک کی وجہ سے نڈھال ہو گئے۔ اور بے ہوشی طاری ہو گئی۔ اس دوران آپ نے دیکھا کہ آسمان کی طرف سے ایک شخص سفید گھوڑے پر سوار سبز پوشاک پہنے ہوئے آپ کی طرف آ رہا تھا اور قریب آ کر تسلی دینے لگا اور بشارت دی کہ غم مت کرو تم پر خدا کی رحمتوں کا

نزول ہونے والا ہے۔ اس کے بعد وہ اپنی منزل کی جانب واپس ہو گیا جب آپ کو ہوش آیا تو اس وقت آپ کے سکول کے ساتھی اور استاد آپ کے قریب پریشان کھڑے ہوئے گھور گھور کر آپ کو دیکھ رہے تھے۔ استاد نے ہوش میں آتے ہی آپ سے پوچھا کہ کیا ماجرا ہے۔ آپ نے تمام قصہ سنایا تو استاد پر اس کا اتنا اثر ہوا کہ اس دن کے بعد استاد نے کرسی پر بیٹھ کر پڑھانے کی بجائے نیچے بیٹھ کر پڑھانا شروع کر دیا۔ چند روز یہ سلسلہ چلتا رہا۔ آپ نے دل میں سوچا کہ استاد کو میری وجہ سے یہ تکلیف برداشت کرنا پڑ رہی ہے کہ وہ بھی بچوں کے ساتھ نیچے بیٹھ کر پڑھا رہے ہیں۔ اس وجہ سے آپ نے سکول جانا چھوڑ دیا۔ بعد میں استاد کے پیغام آتے رہے کہ آپ سکول آیا کریں۔ مگر آپ دوبارہ سکول نہ گئے۔

تعلیم و تربیت ☆

آپ نے سکول کی تعلیم تھوڑے ہی عرصہ تک کوٹلی ستیاں میں حاصل کی اور اپنی والدہ ماجدہ سے پہلے سپارہ کے دور کوع پڑھے جب آپ اس آیت مبارکہ پر پہنچے "**ماذا اراداللہ بھذا مثلا**" تو اس کے بعد پورا قرآن کریم آپ نے از خود پڑھا اور مکمل کیا۔ قرآن کریم مکمل کرنے کے بعد علوم دینیہ کی تعلیم کا شوق کا اور غلبہ ہوا تو آپ نے بہت سے علماء کرام کے پاس اس مقصد کیلئے حاضری دی۔ جہاں بھی کسی معروف عالم دین کا چرچا اور نام سنا وہیں تشریف لے گئے اور ہر عالم دین سے یہ فرماتے کہ میں آپ سے ہر سبق سے متعلق پوری معلومات حاصل کرنے کے بعد دوسرا سبق پڑھوں گا۔ کیونکہ جب تک ہر پہلو پر غور نہ کیا جائے علم حاصل کرنے کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔ آپ کی اس قسم کی باتیں سننے کے بعد کسی بھی عالم دین نے آپ کو اپنی شاگردی میں نہیں لیا۔ اور یہی کہہ دیتے کہ ہمارے ہاں قرآن و حدیث کی تدریس کا جو مروجہ سلسلہ جاری ہے۔ اس کے مطابق ہم آپ کو پڑھانے کے لئے تیار ہیں۔ جہاں تک آپ کے سوالات اور آپ کو سمجھنے کا تعلق ہے۔ تو یہ کام تو کوئی عارف کامل ہی کر سکتا ہے۔ اس طرح ایک تگ و دو کے بعد آپ نے از خود تفاسیر کا مطالعہ شروع کر دیا اور اللہ کریم کی بارگاہ میں رجوع کیا جوں جوں آپ تفاسیر کا مطالعہ فرماتے اسرار و رموز کے پردے کھلتے جاتے اور حقیقت آپ پر منکشف ہوتی گئی۔ بڑے بڑے پیچیدہ مسائل حل ہوتے گئے۔ اسی طرح تفسیر وفقہ پر آپ کو مکمل عبور حاصل ہو گیا۔

اس کے بعد آپ نے صحاح ستہ کا مطالعہ شروع کر دیا اور حضور نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں استعانت کی درخواست کی سرکار مدینہ ﷺ کی نگاہ پاک کے تصدق آپ احادیث مبارکہ کو سمجھنے میں کامیاب ہوئے آپ جو کچھ بھی مطالعہ فرماتے سبق پڑھتے وہ فوری طور پر ذہن پر نقش ہو جاتا تھا۔

تھوڑے ہی دنوں میں آپ کا شہرہ پورے علاقے میں ہو گیا۔ اپنے وقت کے بڑے بڑے علماء فضلاں حکماء وصوفیاء بڑے بڑے پیچیدہ مسائل لے کر آپ کی خدمت میں حاضری دیتے۔ آپ مسئلہ سن کر فوراً اس کو حل فرما دیتے تھے۔

بیعت وخلافت☆

آپ قادریہ سلسلہ کے عظیم روحانی پیشوا حضرت سائیں ٹکا صاحب قادری علیہ الرحمتہ کے مرید وخلیفہ ہیں۔ حضرت سائیں ٹکا صاحب قادری علیہ الرحمتہ صاحب علم وعرفان وصاحب کشف و کرامت بزرگ تھے۔ آپ نے جب خواجہ محمد احسن صاحب کے بارے میں لوگوں سے سنا تو ملاقات کے مشتاق ہو گئے۔ جب حضرت خواجہ محمد احسن صاحب رحمتہ اللہ علیہ سے لوگوں نے سائیں ٹکا صاحب رحمتہ اللہ علیہ کا ذکر کیا اور ملاقات کی خواہش کا اظہار کیا تو آپ تیار ہو گئے۔ سائیں صاحب سے پہلی ملاقات کا مرہ میں ہوئی بڑی خندہ پیشانی سے پیش آئے۔ جب تک آپ ان کی خانقاہ میں رہے بڑی شفقت ومحبت سے آپ کے ساتھ برتاؤ کیا اس کے بعد ملاقاتوں کا سلسلہ جاری رہا۔ بالآخر ایک دن آپ نے سائیں صاحب سے اپنی خواہش کا اظہار کیا کہ مجھے اپنا مرید کر لیں۔ انہوں نے بخوشی اس بات کو قبول کیا اور ساتھ ہی فرمایا کہ بیعت کرنے میں مجھے کوئی اعتراض نہیں مگر آپ کا رتبہ مجھ سے بلند ہے پھر آپ کو سلسلہ عالیہ قادریہ میں داخل فرما کر خانقاہ کا منتظر بنا دیا گیا۔ جو کہ تادم آخر آپ اُن فرائض سے عہدہ برآ ہوتے رہے۔ روحانی طور پر اپنی منازل طے کرتے ہوئے آپ حضور محبوب سبحانی قطب ربانی غوث الصمدانی السیدنا الشیخ عبدالقادر جیلانی الحسنی رحمتہ اللہ علیہ کی بارگاہ میں پہنچے تو غوث الثقلین نے آپ کو بیعت فرما کر مریدان خاص کی صف میں شامل فرمایا۔

سیرت وکردار☆

آپ بچپن سے نیک سیرت بلند کردار کے مالک تھے۔ تمام زندگی عبادت وریاضت میں گزاری زہد وتقوی پرہیز گاری کا دامن کبھی نہ چھوڑا ہر حال میں خدا کی مشیت پر راضی رہتے تھے۔ خوف خدا اور جب رسول اللہ ﷺ کے جذبہ سے سرشار تھے۔ آپ کی ذات صبر وتحمل بردباری کا نمونہ تھی ہر ممکن اپنے کو چھپاتے رہتے تھے۔ آپ کی بصیرت قدرت کا ایک خوبصورت آئینہ تھی۔ اپنی زبان سے کبھی بھی کسی کے بارے میں کوئی دعویٰ نہ فرماتے تھے۔ بلکہ ہمیشہ کسر نفسی سے کام لیتے تھے۔ افراط وتفریط سے

پاک ہوکر مخلوق خدا کی خدمت فرماتے تھے۔ کبھی کوئی سائل آپ کے پاس آ کر دعا کا طالب ہوتا تو آپ اس سے فرماتے کہ تم میرے لیے دعا کیا کرو تمہاری دعا خود بخود قبول ہو جائے گی۔ آپ نہایت سادہ زندگی گزارتے اور دوسروں کو بھی سادہ زندگی گزارنے کی تلقین فرماتے تھے۔ غریب و نادار اور ضرورت مند حضرت کی ہر ممکن امداد فرماتے تھے۔ اکثر اوقات اگر کوئی ضرورت مند آجاتا اور آپ کے پاس اس کی ضرورت پورے کرنے کے وسائل نہ ہوتے تو دوسروں سے قرض لے کر اس کی ضرورت پورا کرتے آپ اپنے متعلقین کے دنیاوی کاموں میں ایک عام فرد کی طرح شرکت فرماتے اور خود بھی کام کرتے آپ نشست و برخاست چلنا پھرنا غرض یہ کہ ہر کام سنت رسول ﷺ کے مطابق فرماتے گویا آپ کی زندگی سنت رسول ﷺ کا عملی نمونہ تھی۔

ایک سیدزادے کا واقعہ☆

چناری آزاد کشمیر کے رہنے والے سید علی حیدر شاہ مقصد حقیقی کی تلاش میں اکثر و بیشتر چلہ کشی فرماتے رہتے تھے۔ ایک مرتبہ بہت طویل چلہ کیا ساتویں سال حضرت خواجہ محبوب الٰہی خواجہ نظام الدین اولیاء زری زر بخش علیہ الرحمتہ سے روحانی ملاقات ہوئی تو خواجہ محبوب الٰہی نے فرمایا کہ اگر تم اپنا مقصد حقیقی پانا چاہتے ہو تو یہاں سے تھوڑی دور دریائے جہلم کے پار مری کے علاقہ میں قطب زمانہ موجود ہیں۔ وہاں چلے جاؤ تمہارا مقصد پورا ہو جائے گا۔ ساتھ ہی فرمایا کہ وہ ترکی ٹوپی پہنتے ہیں۔ سید علی حیدر شاہ چلتے چلتے آزاد کشمیر و پاکستان کے سنگم میں کوہالہ کے مقام پر پہنچے وہاں کے لوگوں سے آپ کا حلیہ بتا کر پوچھا مگر کچھ پتہ نہ چلا وہاں سے موہڑہ شریف مری پہنچے مگر آپ کے بارے میں کوئی علم نہ ہو سکا پھر حضرت بابا لعل شاہ قلندر علیہ الرحمتہ کے پاس سوراسی شریف پہنچے وہاں پر جب آپ کا حلیہ بیان کیا تو ایک شخص نے بتایا کہ جن بزرگ کا حلیہ آپ بیان فرما رہے ہیں ویسا حلیہ تو کرل شریف والے استاد جی کا ہے۔ چنانچہ سید علی حیدر شاہ کرل شریف پہنچے تو دیکھا کہ بہت سے لوگ ایک پہاڑ پر گھاس کاٹ رہے ہیں۔ ان میں ایک انتہائی خوبصورت نیک سیرت نوارنی چہرے والے سرخ رنگ کی ترکی ٹوپی پہنے ہوئے ایک بزرگ بھی گھاس کاٹنے میں مصروف ہیں۔ اس دوران انہوں نے دیکھا کہ آپ کے ساتھ کام کرنے والے ساتھی آپ کے ساتھ بے تکلفی سے گفتگو کر رہے تھے۔ سید علی حیدر شاہ نے گھاس کاٹنے والے ساتھیوں سے آپ کی طرف اشارہ کر کے دریافت کیا یہ بزرگ کون ہیں تو اس نے بتایا کہ یہ بزرگ حضرت محمد احسن قادری ہیں جو کہ بہت پائے کے عالم اور بزرگ ہیں ہم سب ان کے معتقد اور

مرید ہیں یہ سن کر سید علی حیدر شاہ نے ان لوگوں سے کہا کہ اس مانے کے قطب الاقطاب کے ساتھ تمہاری گفتگو کا یہ انداز ہے مجھے پسند نہیں آیا۔ تمہیں کیا معلوم یہ بزرگ کون اور کس مقام پر فائز ہیں۔ پھر انہوں نے بتایا کہ میں سید و آل رسول ﷺ ہوں میرے باپ دادا کے مزار پر اب بھی ہر جمعرات کو شیر سلام کرنے آتا ہے۔ پھر انہوں نے اپنے چلے اور خواجہ محبوب الٰہی علیہ الرحمتہ والا معاملہ بیان کیا اور کہا کہ مجھے حضرت خواجہ محبوب الٰہی علیہ الرحمتہ نے حکم دیا کہ وہاں چلے جاؤ آپ نے سید علی حیدر شاہ کی طرف غصہ کے عالم میں دیکھا اور فرمایا کہ ان لوگوں سے اس قسم کی باتیں مت کرو تمہیں تو معلوم ہے کہ مجھے اس قسم کی باتوں سے نقصان پہنچتا ہے۔ یہ سن کر شاہ صاحب نے عرض کیا حضور میں بھی تو انہیں یہی سمجھا رہا ہوں یعنی آپ کے منصب کے بارے میں بتلا رہا ہوں۔ آپ نے فرمایا کہ خاموش ہو جاؤ ہمیں اچھی طرح معلوم ہے کہ ہم کیا ہیں۔ انہیں بتانے کی ضرورت نہیں۔ اس کے ساتھ ہی آپ نے اپنے گھر والوں کو فرمایا کہ ایک الفی اور ایک رومال لاؤ۔ شاہ صاحب کو دیتے ہوئے فرمایا کہ یہ الفی پہن لو اور رومال لے لو اگر جانے کا ارادہ ہو تو صبح چلے جانا۔ اور کبھی کبھی میرے پاس آ جایا کرنا اور فرمایا کہ میں ابھی آپ کو مرید نہیں کروں گا۔ پہلے میں آپ کے کاغذات چیک کروں گا۔ اگر ضرورت محسوس ہوئی تو مرید کر لوں گا۔ اس کے بعد شاہ صاحب تمام زندگی ۱۹۷۱ سے لے کر آپ کی ظاہری حیات مبارکہ میں حاضری دیتے رہے۔ حتیٰ کہ بعد از وصال باکمال بھی حاضری دیتے رہے اور کافی فیض حاصل کیا۔ ۱۹۹۰ء میں شاہ صاحب کا بھی وصال باکمال ہو گیا۔

سکول ماسٹر اور مقام قطبیت ☆

موضع ڈھانڈہ کوٹلی ستیاں کے ایک ماسٹر صاحب نے ایک مرتبہ آپ سے ملاقات کے لئے حاضر ہوئے اتفاق سے آپ کو تنہا دیکھ کر ماسٹر نے موقع غنیمت سمجھا کہ آپ سے چند باتیں کر لی جائیں۔ مگر آپ فوراً اپنی نشست سے کھڑے ہوئے اور فرمایا کہ ماسٹر صاحب آؤ باہر چلتے ہیں۔ تھوڑی سی چہل قدمی ہو جائے گی۔ اس دوران ماسٹر صاحب کے دل میں خیال آیا کہ آپ سے کوئی ایسا سوال کیا جائے۔ جس سے مجھے آپ کے منصب جلیلہ کا علم ہو سکے۔ دل ہی دل میں یہ باتیں سوچ رہے تھے کہ اچانک موقع پاتے ہی فوراً مخاطب ہو کر عرض کیا حضور تاریخ اور تصوف کی کتابوں میں لکھا ہوتا ہے کہ ہر دور اور زمانے میں ایک غوث اور قطب موجود ہوتا ہے۔ حضور یہ فرمائیں کہ ایسے لوگ کیسے پہچانے جاتے ہیں۔ آپ نے بڑے غور سے سختی کے انداز میں مخاطب ہو کر فرمایا کہ ان کو پہچاننے کی ضرورت

کیوں محسوس ہوئی۔ ماسٹر صاحب نے عرض کیا حضور بس ویسے ہی خیال آیا تھا۔ معلومات کے اضافے کے لئے آپ سے پوچھ لیا تھا چہل قدمی کے دوران آپ ایک میدان میں کھڑے تھے۔ جہاں لکڑی کا ایک بڑا شہتیر پڑا ہوا تھا۔ آپ نے اس کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ ایسا شخص اگر خشک درخت کو کہے کہ چل تو وہ خدا کے حکم سے چلنا شروع کر دے۔ آپ یہ فرما رہے تھے کہ ماسٹر صاحب نے دیکھا کہ وہ پورے درخت شہتیر فوراً حرکت میں آ کر چلنے لگا۔ آپ نے لکڑی سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ بس بس تو وہ رک گئی۔ اس کے بعد آپ نے ماسٹر صاحب کو دیکھا تو نیم بے ہوشی کے عالم میں تھے۔ آپ نے فرمایا کہ ماسٹر صاحب جو کچھ تم نے دیکھا ہے۔ وہ میری زندگی میں کسی سے بیان نہ کرنا وگرنہ تمہیں سخت نقصان ہوگا۔ آپ کے وصال باکمال کے بعد ماسٹر صاحب نے یہ واقعہ آپ کے مرید خاص بابو عبدالقیوم قادری جو کہ مسلم ٹاؤن کے رہنے والے ہیں اور آپ کے سلسلہ کی معروف کتاب انوار الاحسن کے مصنف بھی ہیں سے بیان فرمایا

نوٹ: راقم الحروف نے بھی اسی کتاب انوار الاحسن سے ہی ان واقعات کو نقل کیا ہے۔

کشف کی قسمیں ☆

آپ فرماتے ہیں کہ کشف دو قسم کا ہوتا ہے۔ ایک کشف رحمانی ہوتا ہے۔ جو بزرگان دین کو عبادت و ریاضت اور اطاعت رسول ﷺ اور مرشد کامل کی توجہ سے حاصل ہوتا ہے۔ یہ بھی ضروری نہیں کہ ہر عابد زاہد صاحب کشف ہی ہو یہ خدا کا فضل ہے وہ جسے چاہے عطا کر دے۔ دوسرے قسم کا کشف شیطانی ہے۔ جسے استدراج بھی کہتے ہیں ایسا کشف مسلمان کے علاوہ دوسرے مذاہب کے لوگوں میں بھی پایا جاتا ہے۔ اور یہ ایک شیطانی کھیل ہوتا ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ صرف کشف ہو جانا ہی ولایت کی نشانی نہیں بلکہ ولی تو وہ ہوتا ہے جو خدا کے احکام کی بجا آوری کرے اور رسول اللہ ﷺ کی اطاعت اور پابند شریعت ہو۔ اگر خلاف شرع لوگوں سے میل میلاپ رکھو گے تو تمہیں بھی گمراہی کے گڑھے میں پھینک دیں گے۔ اس لئے ایسے لوگوں سے دور رہنے کی کوشش کرو۔

کشف و کرامات ☆

۱۹۵۸ء میں آپ نے نیو مری کے نزدیک موضع سیر گراں میں ماسٹر محمد اقبال صاحب کے گھر قیام کیا اور رات وہیں گذاری اور محکمہ تعلیم کے کچھ افسران ماسٹر نور حسین کے گھر مہمان آئے ہوئے

تھے۔ صبح کے وقت جب انہوں نے لوگوں کی کافی تعداد کو ایک طرف جاتے ہوئے دیکھا تو ماسٹر نور حسین سے پوچھا کہیہ لوگ کہا جارہے ہیں۔ ان کے استفسار پر ماسٹر نور حسین نے بتایا کہ یہ لوگ اس علاقہ کے عظیم روحانی بزرگ جو آج اس گاؤں میں آئے ہوئے ہیں سے ملنے کے لئے جارہے ہیں۔ اس پر وہ تمام افسران بھی آپ سے ملنے کے متمنی ہوئے اور ملاقات کے لئے ماسٹر محمد اقبال کے گھر آ گئے۔ آپؒ سے ملاقات کر کے اتنے متاثر ہوئے کہ تمام دن آپ کے ہمراہی میں گزارا۔ آپؒ انہیں ہمراہ لے کر جنگل کی طرف چل دیئے اور کئی گھنٹے چلنے کے بعد اس مقام پر پہنچے۔ جہاں آج کل چیئر لفٹ کا آخری اسٹاپ ہے اس مقام کو آج کل پٹریاٹہ کے نام سے پکارا جاتا ہے۔ آپؒ نے اپنے عقیدت مندوں سے فرمایا کہ ایک بڑا پتھر اٹھا کر لاؤ۔ خدام نے فوراً حکم کی تعمیل کی۔ پتھر لے آئے آپ نے اپنے دست مبارک سے اسے ایک جگہ رکھا اس پر پہلے خود بیٹھے پھر باری باری تمام لوگوں کو بھی بٹھایا اور فرمایا کہ جہاں آج ہم لوگ بیٹھے ہیں۔ ایک وقت آئے گا کہ دنیا کے کئی ممالک کے لوگ اس جگہ کو دیکھنے آئیں گے اور یہاں بیٹھا کریں گے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا اور آپ کی پیشین گوئی بالکل درست ثابت ہوئی۔

کرامت نمبر۲ ☆

ماسٹر غلام مصطفیٰ صاحب کا چھوٹا بھائی جن کی عمر ۱۶ برس کی تھی۔ درخت سے گرنے کے باعث اس کے ہاتھ پاؤں کی ہڈیاں ٹوٹ گئیں۔ آپ کو جب یہ خبر پہنچی تو ماسٹر غلام مصطفیٰ کے ہمراہ ان کے گھر پر سیر گراں تشریف لے گئے تو کیا دیکھا کہ ماسٹر غلام مصطفیٰ کا بھائی نیم بیہوشی کے عالم میں چارپائی پر پڑا ہے۔ آپ اس کے قریب بیٹھ گئے اور اس کے بازو پر ہاتھ پھیرنا شروع کر دیا۔ اس کے بعد اس کی ٹانگیں پر ہاتھ پھیرنا شروع کر دیا۔ تھوڑی دیر بعد آپ نے فرمایا کہ خیر ہے۔ اس کے بازو اور ٹانگی بالکل ٹھیک ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ مجھے دکھاو کون سی ہڈیاں ٹوٹی ہیں۔ جب انہوں نے ہاتھ کو دیکھا تو بالکل ٹھیک تھا۔ ٹانگیں بھی بالکل ٹھیک تمام اعضاء بالکل صحیح سالم ہیں۔ آپ کی یہ کرامت دیکھ کر تمام لوگ حیران ہو گئے۔ چند ہی دنوں بعد وہ مریض بالکل صحت مند بلکہ پہلے سے بہتر صحت ہو گئی۔ اس حادثے کا احساس بھی نہ رہا بعد ازاں وہ فوج میں ملازم ہو گیا اور تادم تحریری بالکل صحت مند ہے۔

کرامت نمبر۳ ☆

آپ کے ایک عقیدت مند کپتان رحیم داد صاحب جو انگریزی فوج میں ملازم تھے۔ انہیں لڑائی کے دوران سنگاپور جانے کا حکم ملا۔ تو وہ اجازت لینے کی غرض سے آپ کی خدمت میں پہنچے۔ آپ

نے فرمایا اب لڑائی تو ختم ہونے والی ہے۔ لیکن تم چلے جاؤ سیر و تفریح کر کے واپس آ جاؤ اور اگر کہیں میری ضرورت پیش آئے تو مجھے یاد کر لینا۔ یہ سن کر کپتان صاحب اپنی یونٹ میں واپس چلے گئے اور سنگاپور جانے کی تیاری مکمل کر کے بحری جہاز میں بیٹھ گئے۔ دوران سفر ایک دن اچانک جہاز میں خطرے کا الارم بجنا شروع ہو گیا۔ تمام فوجیوں نے ادھر ادھر بھاگنا شروع کر دیا۔ معلوم کرنے پر علم ہوا کہ جہاز ڈوبنے والا ہے۔ تمام مذاہب کے لوگوں نے اپنے اپنے مذہب کے مطابق عبادت شروع کر دی۔

کپتان رحیم داد نوافل میں مصروف ہو گئے۔ مگر حالات بدستور جوں کے توں ہی رہے کہ اچانک کپتان رحیم داد صاحب نے آپ کو پکار کر کہا کہ استاد جی جہاز غرق ہو رہا ہے۔ ہمارا کیا بنے گا۔ کچھ دیر گزری کہ اعلان ہوا کہ خدا کے فضل و کرم سے جہاز خطرے سے نکل گیا ہے۔ تمام مسافر اطمینان رکھیں چنانچہ جہاز منزل پر پہنچ کر سنگاپور رکا وہاں پر پہنچ کر معلوم ہوا کہ جنگ ختم ہو گئی ہے۔ تمام فوجیوں نے کچھ دن وہیں گزارے سیر و تفری کی اور اپنے ملک کو واپس چلے آئے کپتان رحیم داد صاحب جب واپس پاکستان پہنچے۔ تو فوج سے چھٹی لے کر آپ کے پاس تشریف لائے قدم بوسی کے بعد تمام حال احوال سفر کا پوچھا گیا تو کہنے لگے الحمدللہ سفر بہت اچھا رہا اور سنگاپور کی سیر بھی خوب کی مگر دوران گفتگو بحرا جہاز والا واقعہ بیان کرنا بھول گئے۔ تو آپ نے اپنا کندھا کھول کر دکھایا تو کپتان رحیم داد سمجھے کے شائد چوٹ کا نشان ہے۔ اور عرض کرنے لگے حضور یہ تکلیف کیسے ہوئے۔ تو آپ نے فرمایا کپتان صاحب بحری جہاز کے سفر کے دوران کوئی واقعہ پیش آیا تھا۔ آپ کا یہ فرمانا تھا کہ کپتان صاحب فوراً کہنے لگے واقعی حضور ہمارا جہاز غرق ہونے والا تھا تو اس وقت میں نے آپ کو پکارا تھا۔ آپ نے فرمایا کہ جب تم نے مجھے یاد کیا تھا تو میں کیسے نہ پہنچتا۔ یہ نشان بحری جہاز کے اس بوجھ کو اٹھانے سے لگا ہے۔

کرامت نمبر ۴ ☆

حضور خواجہ صاحب غریبوں مسکینوں کے ساتھ بڑی محبت اور شفقت سے پیش آتے تھے۔ آپ کے قریب ایک خاندان آباد تھا جو کہ دن رات آپ کی خدمت میں مصروف رہتا تھا۔ ایک دن آپ نے ان لوگوں سے فرمایا کہ تم میں سے جس کے پاس پیسے ہیں وہ راولپنڈی چلے جاؤ اور وہاں پر سستی زمین خرید کر آباد کرو اور وہیں پر کھیتی باڑی بھی کرو۔ تم سب بہت جلد امیر ہو جاؤ گے اور اگر کسی شخص کے پاس پیسے نہ ہوں تو وہ مجھ سے لے لے آپ کی ہدایت پر بہت سے افراد نے عمل کیا اور راولپنڈی کے قریب چک شہزاد میں جگہ خرید کر رہنے لگے اور کاشت کاری شروع کر دی۔ جس کی وجہ سے ان کے

حالات دن بدن بہتر ہونا شروع ہو گئے۔ خدا کی کرنی کے چک شہزاد کی بستی اسلام آباد دارالحکومت میں آئی۔ جس کی وجہ سے ان لوگوں کو زمین کی اتنی رقم ملی کہ وہ سب کے سب امیر اور دولت مند اور خوشحال ہو گئے۔ اس خاندان کے کچھ افراد تادم تحریر بھی وہیں پر آباد ہیں۔

کرامت نمبر۵ ☆

ایک دن حضور خواجہ صاحب اپنی زمین میں ہل چلا رہے تھے کہ چند آدمی ایک بچے عثمان ولد بابو یعقوب علی کو اٹھائے ہوئے آپ کے پاس آئے اور آ کر کہنے لگے۔ بچہ گر گیا تھا۔ جس کی وجہ سے اس کا بازو ٹوٹ گیا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ اسے میرے کمرے میں لے آؤ آپ نے اس بچے کا بازو پکڑا اور سیدھا کیا اور فرمایا کہ تم لوگ کہتے ہو کہ اس کا بازو ٹوٹ گیا ہے۔ مگر خدا کے فضل و کرم سے بازو تو بالکل ٹھیک ہے۔ ٹوٹا نہیں جب لوگوں نے دیکھا تو حیران رہ گئے۔

کرامت نمبر۶ ☆

بلوچستان کے قبائل میں جھگڑے کی بنا پر سول انتظامیہ معطل ہو کر رہ گئی تھی۔ حکومت پاکستان نے فوج کی نگرانی میں بلوچستان کی عوام کیلئے غلہ اور دوسری اشیاء کی ترسیل شروع کر رکھی تھی۔ خواجہ صاحب کا ایک مرید حوالدار محمد نواز بطور ڈرائیور فوجیوں کے ساتھ ڈیوٹی پر تھا کراچی سے لسبیلہ ٹرکوں میں گندم لوڈ کر کے لیجا رہا تھا کہ ایک مقام پر چڑھائی تھی۔ محمد نواز نے ٹرک کی اسپیڈ تیز کر دی تا کہ چڑھائی چڑھنے میں دشواری نہ پیش آئے۔ اچانک ٹرک کے اگلے حصے میں دھماکہ ہوا اور ٹرک نیچے کی جانب الٹنا شروع ہو گیا۔ ٹرک کی حفاظت پر موجود فوجی جوان بھی ٹرک سے نیچے گرے ان میں سے کوئی بھی زندہ نہ بچا۔ گندم بھی تمام کی تمام ادھر ادھر بکھر رہی تھی کہ اچانک ڈرائیور والی سائیڈ سے ٹرک کا دروازہ کھل گیا۔ حوالدار محمد نواز نے کیا دیکھا کہ حضور خواجہ محمد احسن علیہ الرحمتہ نے اس کا بازو پکڑ کر کھینچا اور ٹرک سے باہر نکال لیا۔ جبکہ ٹرک لڑکھڑاتا ہوا نیچے گہرائی میں گر گیا حوالدار محمد نواز سوچ میں تھا کہ حضور خواجہ صاحب علیہ الرحمتہ کا تو کافی عرصہ قبل وصال باکمال ہو گیا تھا وہ آج کیسے میری دستگیری کے لئے پہنچ گئے بات اس کی سمجھ میں نہ آ سکی اور آپ اچانک اس کی نظروں سے اوجھل ہو گئے۔

کرامت نمبر۷ ☆

ایک مرتبہ آپ راولپنڈی میں خورشید صاحب کے گھر چاہ سلطان میں قیام پذیر تھے کہ خورشید صاحب کے پڑوسی دوست ڈاکٹر عبداللہ شیروانی صاحب نے حاضر خدمت ہو کر عرض کی حضور میرا

لڑکا قتل کے مقدمے میں ملوث ہے۔ اس کے لئے دعا فرمائیں آپ نے فرمایا کہ ڈاکٹر صاحب مقدمہ عدالت میں ہے میں کیا کر سکتا ہوں ڈاکٹر صاحب چونکہ پڑھے لکھے آدمی تھے۔ فوراً بولے۔ حضور اگر آپ دعا فرما دیں تو مقدمہ ٹھیک ہو جائے گا۔ یہ سن کر آپ نے ڈاکٹر صاحب سے پوچھا اچھا یہ بتاؤ کہ تمہارا لڑکا گنہگار ہے یا بے گناہ ڈاکٹر نے عرض کیا حضور لڑکے سے غلطی تو واقعی ہوئی ہے۔ آپ ڈاکٹر صاحب کی بات سن کر بہت خوش ہوئے اور فرمایا کہ جس طرح ڈاکٹر صاحب نے سچ بات کی ہے اس طرح انہیں معاف بھی کر دیا جائے۔ حاضرین نے بھی عرض کیا حضور ٹھیک ہے معاف کر دیا جائے آپ نے فرمایا کہ ڈاکٹر صاحب فکر نہ کریں۔ آپ کا لڑکا جلد ہی رہا ہو کر گھر آ جائے گا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ چند روز بعد عدم ثبوت کی بنا پر عدالت نے مقدمہ خارج کر دیا اور لڑکا رہا ہو کر گھر پہنچ گیا۔

کرامت نمبر ۸☆

حضور خواجہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ جب کبھی راولپنڈی میں خورشید صاحب کے گھر تشریف لائے تو تمام عقیدت مندان مریدین جمع ہو جاتے اور سائلین اپنے مسائل آپ کے سامنے بیان کرتے ایک مرتبہ بابو عرفان صاحب اپنے مقدمہ کے سلسلہ میں دعا کرانے کی غرض سے خورشید صاحب کے گھر تشریف لاتے مگر عقیدت مندان کا ہجوم زیادہ تھا۔ جس کی بنا پر بات کرنے کا موقع نہ مل سکا۔ اسی دوران آپ نے بابو عرفان صاحب سے فرمایا آؤ ہمارے ساتھ ہمارے آباؤ اجداد کی بستی جھنڈا چیچی جو کہ ضلع کچہری کے نزدیک واقعہ ہے چلیں اور سیر کر آئیں بابو عرفان صاحب کے ہمراہ گاڑی میں بیٹھ کر جھنڈا چیچی پہنچ گئے۔ آپ ابھی گاڑی سے اتر کر تھوڑی ہی دور گئے تھے کہ چند آدمی تیز تیز چلتے ہوئے آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور بڑے ہی مودبانہ انداز میں سلام عرض کیا۔ حال واحوال پوچھنے کے بعد ان حضرات نے آپ سے گزارش کی کہ آپ ہمارے گھر چلیں مگر آپ نے انکار کر دیا۔ بابو عرفان صاحب نے جب غور سے دیکھا تو ان حضرات میں وہ جج بھی موجود تھا۔ جس کے پاس ان کا مقدمہ تھا اور اس مقدمے کے لئے دعا کرانے کی غرض سے آئے ہی تھے۔ جس وقت آپ ان کو رخصت فرمانے لگے تو بابو عرفان صاحب نے آگے بڑھ کر آہستہ سے آپ کی خدمت میں عرض کیا کہ حضور میرا مقدمہ اس جج کے پاس ہے۔ یہ سن کر آپ نے فرمایا کہ جج صاحب ان کے مقدمے کا فیصلہ جلدی کرو جج نے آپ کا حکم ملتے ہی فوراً بابو عرفان صاحب سے کہا کہ آپ صبح میرے پاس تشریف لے آئیں آپ کا کام ہو جائے گا۔ اس طرح ان کا کیس بھی ختم ہو گیا۔

کرامت نمبر ۹ ☆

حضور خواجہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے ایک مرید محمد شعبان جو کہ سروے آف پاکستان میں ملازم تھا انہوں نے سی ڈی اے سے ایک پلاٹ قسطوں پر اسلام آباد میں الاٹ کرایا تھا۔ چند اقساط جمع کرانے کے بعد وہ مزید قسطیں جمع نہ کروا سکے کچھ عرصہ کے بعد سی ڈی اے کے دفتر سے ایک لیٹر شعبان صاحب کو ملا کہ آپ کے ذمہ جو بقایا جات ہیں وہ مقررتاریخ تک جمع کر دیں۔ وگرنہ اپنا پلاٹ منسوخ تصور کریں۔ لیٹر ملنے کے بعد بڑی تگ ودو کی گئی مگر رقم کا انتظام نہ ہو سکا۔

بالآخر شعبان صاحب اس ارادے سے آپ کی خدمت میں پہنچے کہ آپ سے کچھ رقم ادھار لے کر جمع کرا دی جائے۔ بعد میں آپ کو واپس کر دی جائے گی۔ جب دربار شریف پہنچے آپ سے ملاقات ہوئی خیر خیریت حال واحوال کے بعد آپ نے خود ہی فرمایا کہ میرے پاس لوگوں کی امداد اور ضرورت کے لئے رقم ہوتی ہے۔ آج کل میرے پاس پیسے نہیں ہیں نہ ہی کہیں سے آئے یہ بات سن کر شعبان صاحب نے اپنی بات حضور سے نہ کہی بلکہ دل میں سوچا کہ میری بات کا غائبانہ طور پر حضرت صاحب کو علم ہو گیا ہے۔ لہٰذا واپس چلتے ہیں جو ہو گا دیکھا جائے گا۔ راولپنڈی پہنچنے کے کچھ دنوں بعد سی ڈی اے کی طرف سے پھر لیٹر موصول ہوا شعبان صاحب نے اسے نظر انداز کیا کہ شائد الاٹمنٹ منسوخ ہونے کا لیٹر ہو گا۔ لہٰذا کھول کر پڑھنے کی کوئی ضرورت نہیں پھر بادل نخواستہ وہ لیٹر کھولا تو خوشی کی انتہا نہ رہی۔ کہ سی ڈی اے نے لکھا تھا کہ ہمیں آپ کی طرف سے واجب الادا رقم کا ڈرافٹ مل گیا ہے۔ لہٰذا آپ فوری طور پر دفتر آ کر اپنے پلاٹ کی الاٹمنٹ کے کاغذات وصول کر لیں۔ شعبان صاحب نے سوچا کہ میں نے تو پیسے جمع کرائے نہیں ہو سکتا ہے کسی اور کا ڈرافٹ میرے کھاتے میں نہ چلا گیا ہو ایسا نہ ہو کہ مجھے بعد میں شرمندگی نہ اٹھانی پڑے پھر دوبارہ چند ماہ تک سی ڈی اے کی طرف سے کسی قسم کا کوئی لیٹر وصول نہ ہونے پر خیال آیا کہ سی ڈی اے کے دفتر جا کر کیوں نہ معلوم ہی کر لیا جائے تا کہ عقدہ کھل جائے۔ چنانچہ شعبان صاحب سی ڈی اے کے دفتر گئے اپنی فائل کھلوائی تو وہاں پر جو ڈرافٹ لگا ہوا تھا وہ شعبان صاحب کی طرف سے ہی تھا۔ دفتر والوں نے آنا فانا الاٹمنٹ کے کاغذات بنا کر شعبان صاحب کے حوالے کئے شعبان صاحب کے دل میں یقین ہو گیا کہ یہ ڈرافٹ یقیناً حضرت خواجہ صاحب نے ہی جمع کرایا ہو گا۔ شعبان صاحب دوبارہ دربار شریف شکریہ ادا کرنے کیلئے پہنچے تو آپ نے دیکھتے ہی فرمایا کہ شعبان صاحب خیر تو ہے آج کل بہت جلدی جلدی دربار شریف کے چکر لگا رہے ہیں تو شعبان

صاحب نے قدرے توقف کے بعد تمام ماجرا عرض کیا اور آپ کی ذات والا صفات کا شکریہ بھی ادا کیا۔ آپ نے فرمایا کہ بھئی جب آپ نے اپنا معاملہ مجھے بتایا ہی نہیں اور مجھ سے ذکر ہی نہیں کیا تو میں کیا کر سکتا تھا آپ کو غلط فہمی ہو گئی ہے شعبان صاحب نے عرض کیا کہ حضور یہ کام آپ کے سوا کوئی اور کر سکتا ہی نہیں تو آپ نے فرمایا چلو کسی نے بھی کیا تمہارا کام تو ہو گیا ہے۔ جس کسی نے بھی کیا اچھا ہی کیا۔

وصال باکمال ☆

آپ کا وصال باکمال ۱۰ جولائی ۱۹۷۲ء میں ہوا۔ مزار پر انوار کرل شریف تحصیل کوٹلی ستیاں مری ضلع راولپنڈی میں مرجع خاص و عام ہے۔

فقیر راقم الحروف کو بھی ایک مرتبہ آپ کے دربار گوہر بار میں حاضری کا شرف حاصل ہے۔ پہاڑوں کے دامن میں عجیب و غریب پر کیف منظر ہے جو احاطہ تحریر میں لانا ناممکن ہے۔

آباد خدا رکھے میخانہ محمد کا ﷺ

حضرت سید رجب علی شاہ قادری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆

زبدۃ العارفین، قدوۃ السالکین، امام الواصلین، حضرت سید رجب علی شاہ المعروف سائیں راج ولی رحمتہ علیہ ہنزہ نگر گلگت میں سید مبارک علی شاہ کے گھر اٹھارویں صدی ہجری کے آخر میں آپ کی ولادت ہوئی۔ آپ کے آباؤ اجداد حسنی حسینی سادات میں سے تھے اور حضرت غوث پاک میر میراں پیر پیراں حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد سے تھے۔ اسی واسطے آپ کا گھرانہ بڑے گھرانے والے سیدوں کے نام سے مشہور تھا۔ آپ کا گھرانہ شروع ہی سے دیندار اور متقی و پرہیزگار تھا اور پورے علاقہ میں علم و عرفان کا مرکز تھا۔

تعلیم و تربیت ☆

آپ نے شریعت و طریقت کی ظاہری و باطنی اور ابتدائی تعلیم اپنے گھر میں ہی اپنے بزرگوں سے حاصل کی۔ ۱۹۰۱ء میں آپ ضلع پونچھ آزاد کشمیر سے ہجرت کر کے کوہ مری میں تشریف لے آئے اور وہاں پر مزدوروں کے ہمراہ کوٹھیوں اور لارنس کالج کے تعمیری کام میں مزدوری اور محنت کر کے دن گذارتے اور تمام رات عبادت و ریاضت کر کے یادالٰہی میں وقت گذارتے آپ کا قلب مبارک محنت و مزدوری کے دوران بھی یاد خدا میں مشغول رہتا۔

۱۹۱۴ء میں آپ نے فوج میں ملازمت کر لی اور ڈیوٹی کرتے رہے مگر ڈیوٹی کے دوران آپ یاد خدا میں مصروف رہتے اور تمام عبادت و ریاضت میں گزارتے مجاہدے اور ریاضت کی وجہ سے آپ پر روحانیت جذب و مستی کا غلبہ طاری ہونے لگا۔ آپ کے چہرہ پر روحانیت کے غلبہ کی وجہ سے آپ اپنی پلٹن میں یکتا اور ممتاز نظر آتے تھے۔

اللہ کی شان کہ جارج پنجم شہنشاہ کا لڑکا آپ کو انتہا درجہ کی عقیدت و محبت سے ملا کرتا تھا وہ آپ کو اپنے ہمراہ انگلستان لے گیا۔ اسے قدرتی طور پر آپ کی عادات و اخلاق سے اُنس و پیار تھا۔ جب جذب و مستی کا ہر وقت آپ پر غلبہ رہنے لگا تو آپ نے ملازمت کو خیر باد کہہ دیا اور انگلستان سے واپس تشریف لا کر مختلف بزرگوں کے مزارات پر حاضری دیتے رہے۔ اسی دوران آپ بغداد شریف

حضرت غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دربار گوہر بار پر حاضر ہوئے اور کچھ دن وہیں پر قیام پذیر رہے۔ حضرت غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کو باطنی طور پر حکم دیا کہ واپس اپنے وطن چلے جائیں چنانچہ آپ حکم ملتے ہی فوراً وطن پہنچے اور راولپنڈی پہنچ کر حضرت سید عبداللطیف شاہ قادری المعروف بری امام سرکار علیہ الرحمتہ کے مزار پرانوار پر حاضری دے کر مجاہدے و مراقبے میں مصروف ہو گئے۔ بالآخر حضرت بری امام سرکار علیہ الرحمتہ نے آپ کو حکم دیا کہ کامرہ شریف میں حضرت سائیں ٹکا سرکار علیہ الرحمتہ کی خدمت اقدس میں پہنچیں۔

بیعت وخلافت ☆

آپ حضرت سید عبداللطیف شاہ قادری المعروف بری امام سرکار علیہ الرحمتہ کا حکم ملتے ہی ۱۹۲۳ء میں کامرہ شریف تحصیل کوٹلی ستیاں میں حضرت سائیں ٹکا سلطان کی خدمت اقدس میں پہنچے اور ان کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف ہوئے اور عبادت وریاضت میں مصروف ہو گئے ہر وقت ذکر خدا میں مستغرق رہتے آپ کے مرشد حضرت ٹکا سرکار علیہ الرحمتہ بھی آپ سے بہت پیار کرتے اور شفقت سے پیش آتے اور آپ پر بہت خوش اور مہربان تھے۔ ایک مرتبہ چند درویشوں نے حضرت سائیں ٹکا سرکار علیہ الرحمتہ سے آپ کے متعلق شکایت کی گلگتی درویش زیادہ راشن کا مطالبہ کرتا ہے اور کہتا ہے کہ میں کام مقررہ مقدار سے زیادہ کرتا ہوں۔ لہٰذا راشن بھی زیادہ لوں گا۔

اس پر حضرت سائیں ٹکا سرکار علیہ الرحمتہ نے حکم دیا کہ آج سے گلگتی درویش کھانا میرے ساتھ تناول کیا کرے گا۔ اس بات سے حضرت ٹکا سرکار علیہ الرحمتہ کی آپ پر شفقت ومحبت کا اظہار ہوتا ہے۔ چنانچہ کچھ عرصہ کے بعد حضرت سائیں ٹکا سرکار نے آپ کو خرقہ خلافت سے نواز کر صاحب ارشاد کیا۔

سیرت وکردار ☆

آپ انتہا درجہ کے متقی و پرہیز گار عابد وزاہد اور پارسا تھے۔ نماز پنجگانہ باجماعت ادا فرماتے تھے اور تہجد کے علاوہ دیگر نوافل خصوصیت کے ساتھ ادا فرماتے حسن اخلاق میں بے مثال اور سخاوت میں یکتا تھے۔ آنے والے عقیدت مندان سے بڑی محبت سے پیش آتے اور ان کی خوب خاطر تواضع فرماتے اور انہیں بڑی محبت سے ذکر تلقین فرماتے آپ کے تمام مریدین ذاکر وشاغل تھے۔

وصال باکمال☆

آپ نے تمام زندگی کوہ مری لوئر مال کشمیر محلہ کی ایک بوسیدہ مسجد میں گزاری اور اسے ازسرنو تعمیر کیا اور بائیس سال تک اس مسجد میں بطور مئوذن خدمت کرتے رہے بعدازاں چند حاسدین کی مخالفت کی بنا پر دھوبی گھاٹ مری میں قیام کیا بالآخر گیارہ جمادی الاول ۱۳۸۷ ہجری کو آپ کا وصال باکمال ہوگیا۔ آپ کا مزار پرانوار دھوبی گھاٹ مری ضلع راولپنڈی میں مرجع خاص وعام ہے۔

آباد خدا رکھے میخانہ محمد کا ﷺ

حضرت خواجہ محمد قاسم نقشبندی رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆

غوث زماں، قطب دوراں، تاجدار نقشبندیت، امیر شریعت حضرت خواجہ پیر محمد قاسم نقشبندی مجددی رحمتہ اللہ علیہ ایک بینظیر و بے مثال مرد خدا پابند شریعت وطریقت اور واقف اسرار رموز حقیقت و معرفت بزرگ تھے۔ آپ علوم ظاہری و باطنی کی دولت سے مالا مال اور صاحب کشف و کرامت تھے۔ آپ کا شجرۂ نسب ایران کے مشہور کیانی خاندان سے ملتا ہے۔ آپ کے آباؤ اجداد اورنگزیب عالمگیر کے زمانے میں ایران سے ہندوستان تشریف لائے تھے۔ آپ کی پیدائش سے قبل ہی آپ کے بزرگوں کو خواب میں متعدد بزرگوں نے بشارت دے دی تھی کہ پیدا ہونے والا بچہ غیر معمولی صلاحیتوں کا مالک ہو گا۔ آپ کی ولادت کے بعد وہ پیشین گوئی حرف بہ حرف صحیح ثابت ہوئی کہ بچپن ہی سے آپ سے ولایت کا ظہور ہونا شروع ہو گیا۔ آپ کا بچپن دیگر بچوں سے مختلف تھا۔ بچپن ہی سے یاد خدا میں مست الست تھے۔ کبھی کسی غیر محرم کو نگاہ بھر کر نہ دیکھتے تھے۔ بچپن ہی سے یاد خدا میں مصروف اور حصول علم کیلئے تگ و دو میں لگے رہے۔ بالآخر انیس برس کی عمر شریف میں آپ تمام علوم ظاہری سے فارغ ہو گئے۔ تحصیل علوم دینیہ کے بعد آپ نے راولپنڈی کے قریب جکیوٹ میں دینی مدرسے کا آغاز کیا۔

ولادت ☆

آپ کی ولادت باسعادت ایران کے صوبے کیان کے سردار گھرانے کے عظیم فرد جناب سلطان جیون خان کے گھر بارہویں صدی ہجری میں ہوئی۔

سیرت و کردار ☆

آپ کی پیشانی کشادہ اور چہرہ پر جلال تھا۔ حسین و جمیل اس قدر تھے کہ کوئی بھی آپ کے رخ انور کی طرف نگاہ بھر کر نہیں دیکھ سکتا تھا۔ انتہائی منکسر المزاج اور خلیق تھے۔ گویا کہ آپ اخلاق رسول مقبول ﷺ کا مکمل نمونہ تھے۔ ہزاروں غیر مسلم آپ کے اخلاق و کردار سے متاثر ہو کر دائرہ اسلام میں

داخل ہو کر آپ کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف ہوئے۔ برصغیر پاک و ہند کے علاوہ ایران افغانستان تبت، عرب و عجم کشمیر تک کے لوگ آپ کے پاس روحانی فیوض و برکات کے حصول کیلئے حاضری دیتے اور اپنے دامنوں کو گوہر مراد سے بھر کر لے جاتے تھے۔

تلاش حق ☆

تحصیل علوم دینیہ کے بعد آپ کو تلاش حق کی جستجو ہوئی ۲۱ برس کی عمر میں آپ مرشد کی جستجو میں گھر سے نکلے اور کوبہ کو پھرتے ہوئے بغداد شریف پہنچے اور حضرت پیران پیر دستگیر غوث اعظم رحمتہ اللہ علیہ کے مزار پر انوار پر حاضر ہوئے ابھی کچھ وقت ہی گزرا تھا کہ بارگاہ غوثیت سے آپ کو ولایت کبری کا مژدہ جان فزا ملا اور ساتھ ہی بارگاہ غوثیت سے ہندوستان کی جانب سفر کا حکم ملا اور خوشخبری سنائی گئی کہ وہیں سے تمہیں فیوض و برکات کا خزانہ ملے گا۔ آپ وہاں سے روانہ ہو کر عازم ہندوستان ہوئے جب پنجاب کی حدود میں داخل ہوئے تو جہاں سے بھی کسی بزرگ یا ولی کامل کا پتہ چلتا ان کی خدمت میں تشریف لے جاتے۔ مگر سکون وقلب کہیں بھی میسر نہ آیا۔ اس لئے کہ گوہر مقصود کہیں اور موجود تھا۔

حضرت خواجہ فضل الدین کلیامی علیہ الرحمتہ سے ملاقات ☆

تلاش حق میں ایران و افغانستان اور بغداد شریف سے چل کر جب عازم ہندوستان ہوئے اور پنجاب سے آگے جب خطہ پوٹھوار میں پہنچے تو وہاں کے لوگوں نے بتایا کہ یہاں سے کچھ دور کلیام شریف میں حضرت میاں خواجہ فضل الدین کلیامی علیہ الرحمتہ جیسی عظیم ہستی موجود ہے۔ آپ اس خیال سے کہ شاید میرا گوہر مقصود یہیں پر ہو کے مطابق وہاں سے پوچھتے پوچھتے کلیام شریف پہنچے اور حضرت خواجہ فضل الدین کلیامی علیہ الرحمتہ کی خدمت میں حاضر ہو کر آپ کی زیارت سے مشرف ہوئے۔ حضرت خواجہ فضل الدین کلیامی نے پہلی نظر میں آپ کو اپنی نگاہ ولایت سے پہچان لیا اور اسی سبب سے آپ کو بڑی محبت و شفقت سے پیش آئے۔ خدام کو حکم دیا کہ میرا بچہ دور دراز سے سفر کر کے آیا ہے۔ لہٰذا ان کے لئے کھانا لایا جائے اور اس کے ساتھ ہی بڑے محبت سے پوچھا کہاں سے تشریف لائے ہو اور کس لئے آئے ہو۔ ابھی آپ سے بات چیت ہو ہی رہی تھی کہ خدام کھانا لے کر آ گئے۔ حضرت خواجہ فضل الدین کلیامی علیہ الرحمتہ نے آپ سے فرمایا کھانا تناول فرمائیں۔ ابھی آپ نے کھانا تناول کرنا شروع کیا تھا کہ حضرت خواجہ فضل الدین کلیامی علیہ الرحمتہ بھی کھانے میں شامل ہو گئے۔ حضرت خواجہ کلیامی علیہ

الرحمتہ کو کھانے میں شامل دیکھ کر ان کے خدام عقیدت مندان متعجب ہوئے۔ چونکہ حضرت خواجہ کلیامی علیہ الرحمتہ کئی کئی روز تک کبھی کچھ نہ کھاتے اور کبھی کبھی کوئی چیز پسند نہ فرماتے اور نہ ہی مہمان کے ساتھ کھانا کھاتے تھے۔ اس لئے کہ آپ کے کھانے کا معمول ہی بہت کم اور کافی عرصہ کے بعد تھا۔ کھانا کھاتے ہوئے خواجہ محمد قاسم موہڑوی علیہ الرحمتہ نے ابھی چند ہی نوالے کھائے تھے کہ ہاتھ کھینچ لیا۔ چونکہ ابھی آپ کی باطنی آنکھ کھلی نہ تھی کہ دل میں خیال گزرا کہ میاں فضل الدین کلیامی علیہ الرحمتہ کے ناخن بڑھے ہوئے ہیں۔ ایک عرصے سے جسم کی صفائی بھی نہیں کی بال بھی بڑھے ہوئے ہیں۔ دل میں خیال گزرا کہ یہ آدمی غیر متشرع ہے اور دل میں کراہت پیدا ہونے کی وجہ سے کھانا چھوڑ کر ایک کونے میں بیٹھ کر سوچنے لگے یہ جگہ بھی میری منزل نہ ہے۔ لہٰذا صبح ہوتے ہی یہاں سے کوچ کیا جائے۔ اور آرام کی غرض سے لیٹ گئے ابھی آنکھ لگی نہ تھی کہ حضرت خواجہ کلیامی علیہ الرحمتہ کا ایک خادم آیا اور آپ سے کہنے لگا کہ حضرت خواجہ کلیامی علیہ الرحمتہ یاد فرما رہے ہیں۔ آپ فوراً اٹھے اور حضرت خواجہ کلیامی علیہ الرحمتہ کی خدمت میں پہنچے تو خواجہ کلیامی نے پوچھا کہ کیا یاد الٰہی میں مصروف تھے؟ اس سے پہلے کہ آپ کوئی جواب دیتے حضرت خواجہ کلیامی علیہ الرحمتہ نے فرمایا کہ میرا بچہ بہت تھکا ہوا ہے یہ آج میرے ساتھ ہی آرام کرے گا یہ فرمانے کے بعد آپ کا ہاتھ پکڑا اور ساتھ لٹا لیا۔ آپ کو رات بھر نیند نہ آئی بلکہ پریشانی اور تلاش منزل کی فکر سے جاگتے رہے۔ رات کے پچھلے پہر آپ کی آنکھ کیا لگی کہ تقدیر بدل گئی۔ خواب میں سب حجاب اٹھ گئے۔ چشم حقیقت کھل گئی۔ آپ نے دیکھا کہ حضرت خواجہ فضل الدین کلیامی علیہ الرحمتہ کے جسم پر ریچھ کی کھال ہے اور قریب آتے ہی سینہ مبارک کھول کر دکھایا تو آپ نے دیکھا کہ خواجہ کلیامی علیہ الرحمتہ کے سینے کے اندر کی طرف قرآن مجید کی آیات مبارکہ چمکدار روشنائی سے درج ہیں اور اس کے ساتھ ہی حضرت خواجہ کلیامی علیہ الرحمتہ نے فرمایا کہ میں نے پوری زندگی میں آج تک کسی کے سامنے اپنی اصلی حالت کو ظاہر نہیں کیا ہے اور فرمایا کہ مولوی قاسم کسی کی ظاہر حالت نہیں بلکہ باطنی حالت کا مشاہدہ کرنا چاہیے۔ آپ اس خواب کو دیکھ رہے تھے کہ آنکھ کھل گئی مگر دیکھا کہ آپ کے ساتھ لیٹے ہوئے خواجہ کلیامی علیہ الرحمتہ آرام سے سوئے ہوئے ہیں۔

صبح کے وقت آپ بیدار ہوئے غسل کیا نماز فجر ادا کر کے حضرت خواجہ فضل الدین کلیامی علیہ الرحمتہ کی خدمت میں حاضر ہو کر معافی کے خوستگار ہوئے اور اسی دوران دل میں یہ خواہش بھی پیدا ہوئی کہ اس مرد حقیقت آشنا کے دست حق پرست پر بیعت کر لینی چاہیے۔ مگر ابھی یہ بات آپ کے دل میں تھی اور زبان پر نہ لائے تھے کہ حضرت خواجہ فضل الدین کلیامی علیہ الرحمتہ نے فرمایا کہ میں کسی کو مرید نہیں

کرتا اور نہ ہی تمہارا حصہ ہمارے پاس ہے۔ لہٰذا آپ یہاں سے پہاڑوں کی طرف چلے جائیں اور ایک پھول دے کر فرمایا کہ جہاں اور جس جگہ یہ پھول کھل جائے سمجھ لینا کہ اسی جگہ تمہارا مقصود ہے اور یہیں سے تمہارا گوہر مقصود ہاتھ آئے گا اس جگہ جو بھی مرد باخدا مل جائے اسی کے دست حق پرست پر بیعت ہو جانا۔ آپ حضرت خواجہ کلیامی علیہ الرحمتہ کا ارشاد سن کر کشمیر کے پہاڑوں کی طرف روانہ ہو گئے۔ تلاش حق میں چونکہ آپ میں ایک عزم اور حوصلہ تھا اب آپ پر یہ بات بھی واضح ہو گئی کہ اب منزل دور نہیں جلد ہی اپنی منزل کو پہنچ جاؤں گا کلیام شریف سے کشمیر تک کا یہ سفر پیدل کیا اس دوران پیروں میں ورم آ گیا چھالے پڑ گئے پیر لہولہان ہو گئے اس سفر کے دوران بھی آپ کی ملاقات بہت سے درویشوں سے ہوئی اور ان سے بھی مستفیض و مستفید ہوئے۔

سرزمین کشمیر آپ کے قدم پاک چومتی ہے ☆

آپ چلتے چلتے آزاد کشمیر کے دارالخلافہ مظفر آباد پہنچے تو ایک مسجد میں جا کر قیام فرمایا اس مسجد کے امام بہت جہاندیدہ اور بزرگوں کا احترام کرنے والے تھے۔ وہ آپ کے چہرہ انور کو دیکھ کر آپ کی شخصیت سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکے اور عرض کرنے لگے حضرت جب تک آپ کا قیام ہمارے پاس ہے۔ آپ منبر پر جلوا فروز ہو کر خدا اور اس کے رسول ﷺ کے دین کی بات بتائیں جو آخرت میں ہمارے کام آ سکے۔ چنانچہ ان کے اصرار کے پیش نظر آپ نے مسجد کے ممبر شریف پر جلوہ گر ہو کر خطاب شروع کر دیا۔ آپ کے خطاب دلنواز کی جہاں تک آواز فضاؤں کو چیرتی ہوئی گئی۔ وہاں سے مخلوق خدا اپنے بستر سے نکل کر خدا کے گھر میں خدا کے ولی کی تقریر سننے کے لئے جوق در جوق پہنچنا شروع کر دیا۔ یہ سلسلہ کافی دیر جاری نہ رہ سکا چونکہ آپ تو اپنی منزل کی تلاش میں تھے۔ ایک دن اسی مسجد میں کشمیر کے بزرگوں کے بارے میں وہاں کی مقامی آبادی کے لوگ تذکرہ کر رہے تھے کہ سلطان الاولیا حضرت خواجہ نظام الدین کیانوی علیہ الرحمتہ کا نام نامی اسم گرامی آیا تو آپ کے جسم نے جنبش کی اور آپ کے دل میں یقین نے کہہ دیا کہ کہیاں شریف سے ہی گوہر مقصود ملے گا۔

کہیاں شریف کی حاضری ☆

آپ صبح ہوتے ہی اس مسجد سے نکلے اور چار دن کی پیدل مسافت طے کر کے کہیاں شریف کی سرزمین پر جب پہنچے تو آپ کو گلاب کے پھول کی بھینی بھینی خوشبو آنے لگی۔ آپ نے جیب میں ہاتھ

ڈال کر جب وہ گلاب کا پھول دیکھا جو ایک عرصہ سے آپ کی جیب میں تھا وہ تروتازہ اور شگفتہ ہو چکا تھا۔ پھول کی یہ کیفیت دیکھ کر آپ کے دل میں پختہ یقین ہو گیا کہ یہی جگہ میری منزل ہے۔ چونکہ حضرت خواجہ کلیامی علیہ الرحمتہ نے جو نشاندھی فرمائی تھی اس کا وقت آ گیا ہے اسی بنیاد پر آپ کے دل میں حضرت خواجہ کلیامی علیہ الرحمتہ کا تقدس اور زیادہ ہو گیا کہ مجھے منزل کی تلاش میں مدد عنایت فرمائی۔ آپ نے اسی مقام پر دو رکعت نماز نفل ادا کی اور برہنہ پیر دربار عالیہ کہیاں شریف کی جانب روانہ ہو گئے۔ اسی دوران حضرت خواجہ نظام الدین علیہ الرحمتہ نے اپنی خانقاہ سے باہر ٹہلنا شروع کر دیا اور طبیعت میں اضطراب و اشتیاق بڑھتا جا رہا تھا۔ چہرہ انور مارے خوشی سے چمک رہا تھا اور نگاہیں کسی آنے والے کو ڈھونڈ رہی تھیں۔ دربار عالیہ کہیاں شریف کے عقیدت مندان حضرت خواجہ نظام الدین علیہ الرحمتہ کی اس کیفیت کو بغور دیکھ رہے تھے۔ بالآخر حضرت کے خدّام میں سے کسی نے جرات کر کے پوچھا حضور آخر ماجرہ کیا ہے؟ تو جواب میں حضرت خواجہ علیہ الرحمتہ نے فرمایا کہ ان پہاڑوں کے پیچھے سے ایک مرد حق آ رہا ہے۔ جاؤ اس کا استقبال کرو اور نہایت عزت و احترام سے میرے پاس لے کر آؤ حضرت کیانوی کا حکم پاتے ہی خدام وہاں سے نکلے اور پہاڑ کے عب میں جب پہنچے تو دیکھا کہ ایک مرد باخدا آ رہا ہے۔ فوراً آگے بڑھ کر استقبال کیا اور حضرت کیانوی کو سلام پیش کیا اور بتایا کہ حضرت خواجہ نظام الدین کیانوی علیہ الرحمتہ نے ہمیں آپ کے استقبال کے لئے بھیجا ہے اور بذات خود بھی ملاقات کے لئے بے چین و منتظر ہیں۔ یہ مژدہ جانفزا سن کر آپ کی آنکھوں میں فرط مسرت سے آنسو آ گئے اور آپ فوراً سجدے میں گر کر خدا کا شکر بجالائے اور وہاں سے روانہ ہو کر اس انداز سے چلے کہ ہر دو قدم پر شکرانے کے دو نفل ادا کرتے۔ جب آپ کیاں شریف پہنچے تو مرشد کامل نے آگے بڑھ کر گلے لگایا اور بغل گیر ہو کر ملے اور فرمایا کہ کافی دنوں سے تمہارا انتظار تھا اس کے بعد مرشد کامل نے اپنی مسند کے ساتھ ایک چادر فرش پر بچھوائی اور آپ کو بیٹھنے کا حکم دیا آپ نے چادر اٹھا کر ایک طرف رکھ دی اور مرشد کے سامنے دوزانو ہو کر بیٹھ گئے۔ اس وقت حضرت خواجہ نظام الدین کیانوی کے دربار میں عقیدمندوں کا ایک ہجوم بھی موجود تھا۔ آپؒ نے تمام حاضرین سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ آج وہ مرد حق آ گیا ہے جسکا مجھے عرصے سے انتظار تھا۔ اس کے بعد آپ کے سر پر دست شفقت رکھا اور بیعت سے مشرف فرمایا اور آپ کو کچھ اوراد و وظائف تلقین فرمائے۔ آپ کافی دن تک اپنے وظائف کی تکمیل اور تعلیم طریقت اور باطنی فیضان کے حصول کیلئے دربار عالیہ کیاں شریف میں قیام پذیر رہے۔ تمام دن رات ہر روز صبح شام

آپ ذکر خدا میں مست و مستغرق رہتے۔ آپ نے جتنے دن بھی کہیاں شریف میں قیام فرمایا دربار شریف کی حدود سے دور جا کر پیشاب کرتے تھے اور دوران قیام کہیاں شریف آپ ننگے پیر رہے اور ہمہ وقت باوضو رہتے تھے۔ ابھی تھوڑا ہی عرصہ گزرا تھا کہ آپ کے مرشد کامل نے آپ کو بلالیا جس وقت آپ مرشد کامل کی خدمت میں پہنچے اس وقت دربار میں تمام احباب طریقت اور خلفاء موجود تھے۔ جب دربار میں موجود تمام حاضرین نے آپ کو دیکھا تو دیکھ کر دنگ رہ گئے اور انگلیاں دانتوں میں دبائے حیران وششدرہ تھے ایک طرف تو آپ کے چہرہ کا قدرتی حسن و جمال دوسری طرف مرشد کامل کی نگاہ کرم سے باطنی طور پر مالا مال تھے۔ نور ربانی سے چمکی ہوئی کشادہ پیشانی سے آثار ولایت صاف نظر آرہے تھے۔ اس وقت آپ سلوک کی تمام منازل طے کر چکے تھے۔ دربار شریف پہنچ کر آپ نے اپنے مرشد کامل کے دست مبارک کو بوسا دیا اور ایک طرف کھڑے ہو گئے۔

آپ کے پیرومرشد حضرت خواجہ نظام الدین کہیانوی علیہ الرحمتہ نے آپ کو دیکھتے ہی فوراً ارشاد فرمایا کہ سبحان اللہ میری اس صد سالہ زندگی میں طالب دنیا تو بہت آئے۔ لیکن ایسا طالب خدا کوئی نہیں آیا۔ یہ پہلا شخص ہے جو پہلے سے تمام تیاری کر کے آیا ہے۔ اس نے معرفت کی منازل جس قدر جلدی سے طے کی ہیں یہ کسی انسان کے بس کی بات نہیں ہے اور یہ مادرزاد ولی ہے۔ دین کی خدمت کے لئے بھیجا گیا ہے۔

اس کے بعد مرشد کامل نے دستار مبارک اٹھا کر آپ کے سر پر باندھی اور حکم دیا کہ مری کے علاقہ میں چلے جاؤ اور مری کے جنگلوں میں بیٹھ کر مخلوق خدا کی خدمت ورہنمائی کرو۔

موہڑہ شریف مری میں ورود مسعود☆

مرشد کامل سے اجازت و خلافت کے بعد آپ مری کے نواحی دیہات موہڑہ جو کشمیری بازار کے نیچے ہے۔ وہاں پر تشریف لائے اور یاد خدا میں مست ہو کر بیٹھ گئے۔ ہر طرف سے مخلوق کے قافلے درقافلے آنے شروع ہو گئے ہر وقت خدا کے چاہنے والوں کا آپ کے گرد حلقہ بنا رہتا موہڑہ شریف کے پہاڑ اللہ کے ذکر سے گونجنے لگے ذکر خدا کی مست آواز سے شمع رسالت کے پروانے دور دور سے آکر اس خطہ کو دین اسلام کا مرکز بنانے لگے۔ پھر دنیا نے دیکھا اور تاریخ گواہ ہے اور یہ بات روز روشن کی طرح آج بھی عیاں ہے۔ مری تحصیل کا یہ غیر معروف چھوٹا سا موضع ایک مرد باخدا کے دم قدم سے پوری دنیا میں آفتاب و ماہتاب کی طرح چمکنے لگا۔ اور پھر ہزاروں مشرکین اور راہ گم گشتگان اور صراط

مستقین پر آپ نے چلایا یہ آپ کی کوئی معمولی کرامت نہیں ہے کہ مری جیسے پہاڑی اور سنگلاخ علاقے کے لوگوں کو راہ راست پر لانا اور دنیا بھر سے طالبان عشق و معرفت کو اپنے پاس بلا کر خدا کے ذکر میں مست و سرشار کرنا یہ صرف آپ ہی کی ذات کا حصہ ہے۔ آپ کی نگاہ فیض کا یہ عالم تھا کہ ایک مرتبہ جن پر نظر التفات فرماتے وہ شخص گناہوں سے تائب ہو کر ذاکر و شاغل بن کر بندہ خدا فی الحقیقت بن جاتا آپ کے مریدین کی تعداد ہزاروں نہیں بلکہ لاکھوں سے تجاوز کر گئی ہے اور پوری دنیا میں کوئی خطہ ایسا نہیں ہے جہاں پر موہڑہ شریف کا مرید موجود نہ ہو۔ آپ کے اخلاق کریمانہ اور مثالی کردار کو دیکھ کر سینکڑوں غیر مسلم کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو گئے۔

آپ کے خلفائے کرام ☆

آپ کے چند مشہور خلفائے کرام کے اسمائے گرامی درج ذیل ہیں۔

(۱) ☆ خواجہ عبدالرحیم باغدرویؒ سالک آباد حسن ابدال (۲) ☆ پیر سید امام علی شاہؒ بھنگالی شریف (۳) ☆ پیر غلام محی الدین غزنویؒ نیریاں شریف آزاد کشمیر (۴) ☆ پیر سید حیدر علی شاہؒ پناگ شریف آزاد کشمیر (۵) ☆ پیر عبدالمجید نقشبندی رامپور انڈیا (۶) ☆ حضرت پیر ایرانی بادشاہؒ حیدر آباد سندھ (۷) ☆ خلیفہ عبدالرزاق بانس بریلیؒ انڈیا (۸) ☆ حضرت پیر ملنگ بابا بانس بریلی (بھارت) (۹) ☆ حضرت پیر صاحب گھمکول شریف کوہاٹ (۱۰) ☆ حضرت پیر حاجی ابر شاہ نقشبندی پشاور (۱۱) ☆ حضرت حاجی گل صاحب لنڈی کوتل (۱۲) ☆ حضرت پیر صوفی عبدالقادر نقشبندی (۱۳) ☆ اور آپ کے صاحبزادے حضرت پیر نظیر احمد موہڑہ شریف (۱۴) ☆ حضرت پیر زاہد خان صاحب موہڑہ شریف رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔ یہ چند مشہور خلفاء کے اسمائے گرامی ہیں جو صاحب سلسلہ اور مقبول عام ہوئے۔ ان میں سے بعض آپ کے خلفاء ایسے ہیں کہ جن کے مریدین لاکھوں سے تجاوز کر گئے ہیں۔

کشف و کرامات ☆

دین اسلام اور برصغیر پاک و ہند کی تاریخ اس بات پر شاہد ہے کہ جہاں بھی حق آیا اسی جگہ باطل قوتیں بھی میدان عمل میں آ کر اپنی ناکام کوششوں کا آغاز کر دیتی ہیں۔ اگر چہ ہر جگہ پر فتح حق کی رہی اور آئندہ بھی رہے گی مگر باطل نظریات بالخصوص خدا کے چاہنے والوں کے مخالفین ان کے مشن سے

ان کو ہٹانے کے لئے شب وروز ایک کر دیتے ہیں۔اسی طرح آپ حضرت خواجہ محمد قاسم موہڑوی رحمتہ اللہ علیہ کی شہرت چار دانگ عالم میں پہنچی تو علاقے کے غیر مسلم عیسائی سکھ ہندو اور ان کے ساتھ ساتھ چند نام نہاد مسلمان وڈیرے اور اس پر طرہ امتیاز یہ کہ حکومت بھی انگریزوں کی حکمران غیر مسلم یہ تمام مل کر آپ کے مخالف ہو گئے۔ ہندو سکھ عیسائی اور دیگر غیر مسلم قوتیں انگریز حکومت کے مقررہ کردہ کمشنر کو درخواستیں دے رہے ہیں کہ موہڑہ شریف میں ایک جادوگر مسلمان آیا ہے۔جس کے ہاں رات بھر ذکر خدا ہوتا ہے اور ذکر کی آواز سے پہاڑ بھی مست و مخمور ہو جاتے ہیں۔انسان تو انسان حیوان بھی مسرور ہو جاتے ہیں۔لہٰذا ان کو روکا جائے کوہ مری کا علاقہ بنیادی طور پر ناخواندہ اور پسماندہ ہونے کے ساتھ ساتھ اس زمانے میں غربت کا شکار تھا ہر گھر میں غریبی نے ڈیرے جمائے ہوئے تھے۔عیسائیوں نے مسلمانوں کی کمزوری غریبی کو بھانپ لیا اور انہوں نے ایک سوچے سمجھے منصوبے کے تحت مری کے لوگوں میں خوراک ادویات اور ضروریات زندگی کی چیزیں گھر گھر جا کر مفت تقسیم کرنا شروع کر دیں اس طرح وہ خدا کے بندوں کے ایمان پر ڈاکے ڈالنے کا منصوبہ بنا رہے تھے کہ دوسری طرف ایک مرد قلندر کی صورت میں خواجہ محمد قاسم موہڑوی رحمتہ اللہ علیہ جلوہ گر ہوئے ان کی نگاہ ولایت نے عیسائیت کے پرخچے اڑا دیئے۔ ہر وقت صبح شام دن ورات ذکر خدا کی آواز نے لوگوں کے قلوب واذہان کو مزید پختہ کر کے سچا اور پکا مسلمان بنا دیا۔

جب عیسائی مشینری اپنے تمام حربے استعمال کر کے ناکام ہو گئی تو انہوں نے مل کر یہ فیصلہ کیا کہ حضرت خواجہ صاحب کو یہاں سے ہجرت کیلئے مجبور کیا جائے۔عیسائیوں کی اس کاوش میں چند نام نہاد مسلمان جو انگریز کے نمک خوار اور حضرت خواجہ محمد قاسم موہڑوی علیہ الرحمتہ سے مفت کا بیر رکھتے تھے۔ انہوں نے انگریز کمشنر کو درخواست بھیجی کہ خواجہ صاحب کو پابند کیا جائے کہ رات کے وقت موہڑہ شریف سے ذکر خدا کی آواز بلند نہیں ہونی چاہیے۔انگریز کمشنر نے حکم صادر کر دیا۔ جب وہ حکم نامہ سرکار موہڑوی خواجہ قاسم علیہ الرحمتہ کے پاس پہنچا تو آپ سن کر مسکرائے اور فرمایا کہ کمشنر صاحب کو بتا دو کہ تمہارا حکم انسانوں پر تو چل جائے گا۔لیکن یہاں پر تو پتھر، پہاڑ، شجر و حجر چرند و پرند الغرض ساری مخلوق ہمہ وقت ذکر وفکر میں مشغول رہتی ہے۔ یہ ذکر جاری رہے گا۔البتہ اس کو بند کروانے والے صفحہ ہستی سے مٹ جائیں گے۔

انگریز کمشنر نے اس کے بعد ایک انگریز مجسٹریٹ کو آپ کے پاس اس غرض سے بھیجا کہ وہ جا کر سمجھائے کہ آپ کسی طرح وہاں سے ہجرت کر جائیں جب انگریز مجسٹریٹ نے آپ سے ملاقات کر

کے اپنے آنے کا مقصد ومدعا بیان کیا تو آپ نے جواب میں فرمایا کہ میری تو قبر بھی اسی جگہ بنے گی۔ مجسٹریٹ آپ کی شخصیت سے بہت متاثر ہوا۔ اس نے اپنی رپورٹ میں لکھا کہ یہ شخص کوئی جادوگر یا عام آدمی نہیں بلکہ خدا کا ولی ہے۔ میں نے اپنے قیام موہڑہ شریف کے دوران دیکھا ہے کہ واقعی موہڑہ شریف کی وادی کا ہر پتہ ہر پتھر ہر درخت اور ہر پہاڑ رات کے وقت ذکر الٰہی میں مصروف ہو جاتا ہے اور اس کے ہر کونے اور ہر گوشے سے ذکر الٰہی کی آواز بلند ہو رہی ہے۔ یہ شخص غیر معمولی صلاحیتوں کا مالک ہے۔ اس کو کسی حال میں تنگ نہ کیا جائے۔ اگر ان کے خلاف مزید کارروائی عمل میں لائی گئی تو بہت بڑے جانی نقصان کا اندیشہ ہے دوسری طرف عیسائی مشنری اور وڈیرے سردار انگریز حکومت کو بار بار یہ باور کرا رہے تھے کہ اگر آپ کے خلاف فوری کارروائی عمل میں نہ لائی گئی تو عیسائیت کی تبلیغ کا مشن ناکام ہو جائے گا اور یہ حضرت خواجہ محمد قاسم موہڑوی عیسائیت کی تبلیغ میں سب سے بڑی رکاوٹ ہیں اور یہ شخص انگریز حکومت کے خلاف بھی ہے۔ ایسا نہ ہو کہ حکومت ہی ختم ہو جائے سرداروں نے اس جھوٹے پروپیگنڈے کو خصوصی اہمیت دے کر انگریز کمشنر کو بھڑکایا جس کی بنا پر انگریز نے آپ کے خلاف چند جھوٹے مقدمات درج کر کے گرفتاری کا حکم دے دیا اور لکھا کہ حضرت خواجہ محمد قاسم کو گرفتار کر کے عدالت میں پیش کیا جائے اور اس سلسلہ میں پولیس کی مدد فوج کی نفری بھی کرے اس نے یہ حکم لکھ کر اپنے اسٹینو کو ٹائپ کرنے کے لئے دیا۔ ابھی حکم نامہ ٹائپ ہو ہی رہا تھا کہ کمشنر کی بیوی آ گئی اس نے کہا کہ آج بہت تھکے ہوئے ہیں۔ لہٰذا اٹھیں اور میرے ساتھ سیر کرنے چلیں چونکہ آج موسم بھی بہت خوشگوار ہے کمشنر نے اپنے کتے کی زنجیر تھامی اور بیوی کے ہمراہ سیر کو روانہ ہو گیا۔ انگریز جوڑا پہاڑ کی پگڈنڈیوں سے سیر کرتے ہوئے جب آگے نکلا تو سامنے کی جھاڑیوں میں سے ایک خرگوش نکل کر بھاگا جسے دیکھ کر انگریز کمشنر کا کتا اس کے پیچھے بھاگا زنجیر کمشنر صاحب کے ہاتھ میں تھی۔ کتا جب بھاگا تو کمشنر اپنے آپ کو سنبھال نہ سکا اور قریب ہی ایک گہری کھائی میں گر کر ہلاک ہو گیا اور وہ حکم نامہ دفتر میں ٹائپ ہو کر دھرے کا دھرا رہ گیا۔ جب آپ کو یہ خبر پہنچی کہ انگریز کمشنر دستخط کرنے سے پہلے ہی مر گیا تو آپ نے فرمایا کہ خدا کے ذکر کو بند کرنے والے صفحۂ ہستی سے مٹ جائیں گے۔

کرامت نمبر۲ ☆

جب انگریز حکومت اللہ کے ولی کا مقابلہ نہ کر سکی اور عاجز آ گئی تو پھر وہ نام نہاد سرداران مری سر جوڑ کر بیٹھ گئے کہ اب کیا کیا جائے۔ ان کا مقابلہ کیسے کیا جائے۔ انہوں نے تمام قبیلوں کے نمائندہ

افراد کا ایک جرگہ بلایا اور اس میں متفقہ طور پر یہ طے پایا کہ تمام قبائل مل کر یک بارگی موہڑہ شریف پر حملہ کردیں اس طرح آپ کو شہید کیا جاسکتا ہے وگرنہ دوسری کوئی صورت نہیں ہے کہ اس بندۂ خدا سے نمٹ سکیں۔ چنانچہ منصوبہ بنتے ہی سرداران قبائل حملے کی تیاریوں میں لگ گئے اور مقررہ دن کا انتظار کرنے لگے۔ مگر چونکہ اولیااللہ کی حفاظت بذات خود خداوند قدوس فرماتے ہیں۔ قصہ کچھ اس طرح ہوا کہ ایک نیا انگریز کمشنر راولپنڈی سے مری اپنی فیملی کے ہمراہ سیر کے لئے آیا۔ اس کا ایک ہی اکلوتا بیٹا تھا۔ انہوں نے کمشنر ہاؤس مری میں قیام کیا اس زمانے میں گرمی کے موسم میں کمشنر کا دفتر مری میں ہی لگتا تھا۔ ایک دن اچانک اس کمشنر کے بیٹے کے پیٹ میں شدید قسم کا درد ہوا جس سے وہ تڑپتا رہا انگریز نے پورے ڈویژن سے باری باری ڈاکٹروں کو بلایا علاج معالجہ کرایا۔ مگر جوں جوں علاج کیا مرض بڑھتا گیا بالآخر یہ طے پایا کہ بچے کو انگلینڈ لے جایا جائے۔ یہاں پر اس کا مرض سمجھ نہیں آ رہا۔ لہٰذا علاج کیسے ممکن ہوسکتا ہے۔ جب انگلینڈ جانے کا فیصلہ ہوا تو انگریز کمشنر کی بیگم روتے ہوئے سامان پیک کررہی تھی کہ ان کا خانساماں جو حضرت خواجہ محمد قاسم موہڑوی کا مرید تھا۔ ڈرتے ڈرتے بیگم سے کہا کہ اگر آپ اجازت دیں تو بچے کا علاج میں شروع کردوں انہوں نے کہا کہ تم بھی علاج کر کے دیکھ لو۔ انگریز نے خانساماں سے پوچھا کہ تم کس طرح علاج کرو گے تو اس نے بتایا کہ میں اپنے پیر صاب کا بتایا ہوا وظیفہ پڑھ کر دم کروں گا اور اپنے مرشد کے دیئے ہوئے تعویز پانی میں گھول کر پلاؤں گا۔ مجھے قوی امید ہے کہ یہ بچہ بالکل ٹھیک ہوجائے گا۔

چنانچہ اس بچے کا علاج شروع ہوا خدا کی قدرت کہ کلام پاک کی برکت سے وہ بچہ چند ہی دنوں میں تندرست ہوگیا۔ یہ بات جنگل کی آگ کی طرح تمام افسران کو پتہ چل گئی لوگ کمشنر اور اس کی بیگم کو بچہ ٹھیک ہونے پر مبارکباد دینے کے لئے آنے لگے۔ جب لوگوں کو اصل ماجرا معلوم ہوا تو بہت حیران ہوئے کہ ایک خانساماں نے بچے کا علاج کیا اور اپنے مرشد کے تعویزات دیئے جس کی وجہ سے بچے کو صحت ہوگئی۔ بالآخر انگریز کمشنر اور اس کی بیگم نے طے کرلیا کہ خانساماں کے پیرو مرشد کو ضرور ملا جائے ان کی زیارت کی جائے اور ان کا شکریہ بھی ادا کیا جائے۔ انہوں نے خانساماں سے پوچھا کہ تمہارے مرشد کے پاس ہم نے جانا ہے۔ ہمیں یہ بتایا جائے کہ ان کے لئے کونسا تحفہ لے کر جائیں۔ جس سے وہ خوش ہوجائیں اور ہمارے لئے مزید دعا کریں۔ خانساماں نے بتایا کہ لنگر کے لئے ایک خوبصورت بکرا اور ایک سبز رنگ کا کپڑے کا جھنڈا لے چلو حضرت صاحب خوش ہوجائیں گے۔ جب یہ بات طے ہورہی تھی تو اس وقت کوہ مری میں فوج کا کمانڈر بھی موجود تھا۔ اس نے بھی کمشنر سے درخواست

کی کہ مجھے بھی ان پیر صاحب کے پاس لے چلیں۔ چھٹی کا دن ہونے کی وجہ سے اتوار کا دن مقرر ہوا کہ اتوار کو موہڑہ شریف چلیں گے۔ جب فوج کو معلوم ہوا کہ فوج کے کمانڈر صاحب کمشنر صاحب کے ہمراہ پیر صاحب موہڑہ شریف کو ملنے جا رہے ہیں۔ تو پلٹن کا پٹھان صوبیدار جو مسلمان تھا اور بہت سے فوجی جوان تیار ہو گئے کہ ہم بھی پیر صاحب موہڑہ شریف کی زیارت کو جائیں گے۔ چنانچہ اتوار کا روز آیا تو تمام فوجی اور کمانڈر کمشنر صاحب کے گھر سے باوردی اسلحہ سے لیس ہو کر عازم موہڑہ شریف ہوئے۔

دوسری جانب سرداران مری کا بھی مقرر دن اتوار ہی تھا۔ وہ دس بارہ سردار چار پانچ سو جوانوں کو مسلح کر کے جن کے ہاتھ میں کلہاڑیاں خنجر چاقو ڈنڈے پستول تھیں۔ موہڑہ شریف پہنچ گئے اور آپ کے آستانہ عالیہ کو گھیرے میں لے لیا تا کہ یک بارگی حملہ کیا جا سکے۔ آپ کے خدام نے دربار عالیہ میں حاضر ہو کر عرض کیا حضور بہت بڑے فتنے کا خطرہ ہے اور ہم چار پانچ سو آدمیوں کے گھیرے میں ہیں اور وہ لوگ ہر طرح سے مسلح ہیں۔

آپ کے صاحبزادگان نے صورتحال کو سن کر عرض کیا حضور ہمارے لئے کیا حکم ہے تو آپ نے فرمایا کہ تم لوگوں کے پاس کتنا اسلحہ ہے تو جواب میں عرض کیا گیا کہ صرف دو پستول ہیں اور چند افراد ہیں۔ آپ نے سن کر تھوڑا سا توقف فرما کر ارشاد فرمایا جاؤ آرام سے بیٹھ جاؤ اور کسی بات کا فکر نہ کرو۔ اور اپنی تسبیح مبارک کو ہاتھ سے بلند کیا اور فرمایا کہ یہ دیکھو میرے پاس خدائی توپ ہے اس میں ایک ہزار گولے ہیں۔ کوئی دشمن تمہارا کچھ نہیں بگاڑ سکتا۔

ادھر انگریز کمشنر اپنی فوج اور عملے کے ساتھ موہڑہ شریف کے قریب پہنچا تو موہڑہ سے پہلے کچھ فاصلے پر آرام کی نیت سے بیٹھ گئے اس میدان سے موہڑہ شریف صاف نظر آ رہا تھا۔ فوجی جوانوں نے بینڈ باجے کے ساتھ مارچ پاسٹ کرنا شروع کر دیا۔ جبکہ اسی دوران فوجیوں نے ہوائی فائر بھی کیے۔ جس کے بعد وہ عازم موہڑہ شریف ہوئے جب پہاڑی سرداروں نے فائر کی آواز سنی اور فوج کو بینڈ باجے کے ساتھ آتے ہوئے اور ان کے ساتھ کمشنر اور کمانڈر کو آتے دیکھا تو ان کے پیروں کے نیچے سے زمین نکل گئی اور بہت گھبرائے اور سمجھے کہ شاید پیر صاحب موہڑہ شریف نے فوج طلب کر لی ہے۔ جیسے ہی انہوں نے فائر کی آواز سنی تو سر پر پاؤں رکھ کر بھاگ گئے۔

جب کمشنر حضرت خواجہ محمد قاسم موہڑوی علیہ الرحمتہ کی خدمت عالیہ میں حاضر ہوا تو آپ کے اخلاق کریمانہ سے بہت متاثر ہوا۔ کچھ دیر آپ کی صحبت سے مستفیض ہونے کے بعد وہ واپس مری چلا گیا۔ اگلے روز کمشنر نے حضرت خواجہ موہڑوی کے مخالفین تمام سرداروں کو ایک حکم نامے کے

ذریعے بلوایا اور پوچھا کہ آپ کو حضرت خواجہ صاحب سے کوئی اختلاف ہے۔ جس کی بنا پر تم لوگ ان پر حملہ کرنے کے لئے اکٹھے ہوئے تھے۔ جس جس کو بھی خواجہ صاحب سے اختلاف ہے وہ بیان کرے۔ سب نے اپنی اپنی رام کہانی سنائی کمشنر نے سب کی بات سن کر کہا کہ آپ لوگ یہ تمام معاملات درخواست کی صورت میں لکھ کر مجھے دو۔ انہوں نے جلدی جلدی درخواست لکھی اور کمشنر کو پیش کر دی۔ کمشنر نے درخواست لیتے ہی ان سرداروں سے کہا کہ تم سب اس پر دستخط بھی کرو۔ کمشنر نے اگلے روز دوبارہ ان کو بلایا اور کہا کہ دیکھو تمہاری درخواست میرے پاس محفوظ ہے۔ اور اس پر آپ تمام حضرات کے دستخط بھی موجود ہیں۔ آپ تمام حضرات پیر صاحب موہڑہ شریف کے مخالفین ہیں۔ آج کے بعد پیر صاحب یا ان کی اولاد یا کسی مرید کو کسی قسم کا نقصان پہنچا تو تمہارے خلاف قانونی کارروائی کی جائے گی اور اس کے ذمہ دار بھی تم سرداران قبائل ہو گے۔

اس کے بعد سے مخالفین کی سرگرمیاں ماند پڑ گئیں اور موہڑہ شریف کی بستی سے وہ فیضان جاری ہوا جو قیامت تک کے لیے روز بروز بڑھتا رہے گا اور لوگوں کے سینوں کو نور ایمان سے منور کرتا رہے گا۔

وصال باکمال ☆

آپ نے ۱۲۰ برس کی عمر شریف میں ۲۵ نومبر ۱۹۴۲ کو وصال باکمال فرمایا آپ کے بعد آپ بڑے فرزند ارجمند حضرت پیر نظیر احمد موہڑوی جانشین مقرر ہوئے۔ ان کے بعد ان کے بڑے فرزند حضرت پیر گل بادشاہ علیہ الرحمتہ جو کہ بعد ازاں راولپنڈی میں خیابان سر سید میں مقیم ہو گئے تھے اور وہیں پر عرصہ دراز تک سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کی تعلیمات کا پرچار کرتے ہوئے ان کا وصال باکمال ہوا ان کے بعد ان کے بڑے صاحبزادے حضرت پیر فاروق گل بادشاہ مدظلہ العالی مسند پر جلوہ افروز ہیں اور اپنے اسلاف کی روایات پر عمل پیرا ہو کر اپنے مشن پر کامیابی کے ساتھ گامزن ہیں۔

فقیر راقم الحروف کو دربار عالیہ موہڑہ شریف مری میں کئی مرتبہ حاضری کا شرف حاصل ہوا ہے۔

دربار عالیہ موہڑہ شریف میں موجودہ سجادہ نشین حضرت پیر ہارون رشید صاحب اپنے بزرگوں کے طریقہ پر عمل پیرا رہتے ہوئے احسن انداز میں سلسلہ کو چلا رہے ہیں۔

آباد خدا رکھے میخانہ محمد کا ﷺ

حضرت خواجہ پیر نظیر احمد نقشبندی رحمتہ اللہ علیہ

تعارف☆

قیوم العصر، غوث زماں، پیر طریقت، امام شریعت حضرت خواجہ پیر نظیر احمد موہڑوی رحمتہ اللہ علیہ وائی موہڑہ شریف حضرت خواجہ محمد قاسم علیہ الرحمتہ کے گھر آپ کی ولادت باسعادت ہوئی۔

آپ کے والد گرامی حضرت خواجہ محمد قاسم موہڑوی رحمتہ اللہ علیہ آپ کے بارے میں اکثر فرمایا کرتے تھے کہ نظیر احمد کی پیدائش سے پہلے اور بعد مجھے الہامی طور پر خوشخبری دی گئی تھی کہ یہ فرزند آپ کو انعام دیا جا رہا ہے۔ یہ قیوم وقت اور مجدد اسلام ہوگا۔ خواجہ محمد قاسم علیہ الرحمتہ اکثر وجد میں آ کر فرمایا کرتے تھے۔ خدا نے مجھ پر جو فضل وانعام واحسان کیے ہیں۔ ان میں خدا کا سب سے بڑا فضل یہ ہے کہ مجھے نظیر احمد جیسا بیٹا اور ولی عہد عطا فرمایا ہے۔

بیعت وخلافت☆

آپ اپنے والد گرامی حضرت خواجہ محمد قاسم نقشبندی مجددی موہڑوی علیہ الرحمتہ کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف ہوئے اور سلوک کی منزلیں طے کرانے کے بعد آپ کے والد گرامی نے آپ کو ۱۹۲۵ کے سالانہ عرس مبارک کے موقع پر تمام خلفاء اور مریدین وعقیدت مندان کی موجودگی میں آپ کو خرقہ خلافت سے سرفراز فرما کر اپنا ولی عہد اور جانشین مقرر فرمایا۔

سیرت وکردار☆

آپ یاغستان میں وسیع وعریض ریاست کے بادشاہ تھے۔ آپ نے اپنے والد صاحب کے حکم پر دنیا کو خیر باد کہہ کر تصوف وطریقت کو اپنایا۔ آپ انتہا درجہ کے متقی و پرہیزگار نیک سیرت باکردار مصلح تھے۔ خلق خدا کی خدمت کو اپنا فریضہ سمجھتے ہر وقت ذکر خدا اور عشق رسول ﷺ میں مست الست رہتے۔ آنے والے حاجت مندان عقیدت مندان کو نسبت رسولی کی تعلیم دیتے اور ان کے قلوب و اذہان کو نور ایمان سے لبریز فرما کر ذاکر وشاغل بناتے آپ کے پاس آنے والے طالبان حق مراتب

سلوک طے کر لیتے تھے۔ کہ اس کی نظیر اس دور میں مشکل تھی۔ آپ کی زندگی کا منتہائے مقصد یہی تھا کہ گمراہوں کو راہ ہدایت اور بھٹکے ہوؤں کو منزل پہ پہنچایا جائے۔

وصال باکمال ☆

آپ کا وصال باکمال ۲۲ جولائی ۱۹۶۰ بروز جمعۃ المبارک کو ہوا۔ مزار پُر انوار موہڑہ شریف تحصیل مری ضلع راولپنڈی میں مرجع خاص وعام ہے۔

فقیر راقم الحروف کو بارہا آپ کے مزار پرانوار پر حاضری کا شرف حاصل ہوا ہے۔

آپ کے بعد وادی موہڑہ شریف تحصیل مری میں آپ کے سجادہ نشین حصرت پیر ہارون الرشید مقرر ہوئے جو کہ نہایت ہی احسن انداز میں سلسلہ عالیہ کو چلانے کا فریضہ انجام دے رہے ہیں۔ آپ کے ہاتھ پر ہزاروں افراد بیعت اختیار کیے ہوئے ہیں۔

آباد خدا رکھے میخانہ محمد کا ﷺ

حضرت خواجہ پیر زاہد خان نقشبندی رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆

آفتاب شریعت، ماہتاب طریقت، فنافی الرسول، بقیۃ السلف، عمدۃ الکاملین، برطان العارفین جگر گوشہ حضرت خواجہ محمد قاسم صادق موہڑوی علیہ الرحمتہ جناب حضرت پیر زاہد خان المعروف پیر خان صاحب رحمتہ اللہ علیہ اپنے وقت کے بے نظیر و بے مثال عالم زاہد متقی و پرہیزگار شخصیت کے حامل بزرگ تھے۔ وہ قرون اولیٰ کی نشانیوں میں سے ایک تھے۔ آپ کی صورت دیکھ کر خداوند قدوس کی یاد تازہ ہوتی اور زبان پر ذکر خدا جاری وساری ہو جاتا آپ نماز پنجگانہ تہجد دیگر نوافل کا بکثرت اہتمام وخیال فرماتے اور کبھی بھی زندگی میں خلاف شرع کام کرنا درکنار اپنے سامنے غیر شرعی فعل کسی کو کرنے بھی نہ دیتے تھے۔ آپ خانوادہ موہڑہ شریف کے عظیم سرخیل سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ کے عظیم روحانی پیشوا تھے۔ مشن کو جاری وساری رکھا زندگی کا کوئی لمحہ یاد خدا کے بغیر نہ گزارا۔ آپ کے آباؤاجداد کو جن بزرگوں نے دیکھا ہے وہ آپ کو دیکھ کر یہ کہنے پر مجبور تھے کہ آج بھی حضرت خواجہ محمد قاسم صادق علیہ الرحمتہ کا زمانہ موہڑہ شریف میں موجود ہے۔

بیعت وخلافت ☆

آپ اپنے والد گرامی حضرت خواجہ محمد قاسم موہڑوی علیہ الرحمتہ کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف ہوئے اور انہی سے اجازت وخلافت حاصل کی۔

وصال باکمال ☆

آپ کا وصال باکمال مورخہ ۹ دسمبر بروز جمعرات ۱۹۹۳ کو دربار عالیہ موہڑہ شریف میں ہوا۔ مورخہ ۱۰ دسمبر بروز جمعہ بعد نماز جمعہ آپ کی نماز جنازہ آپ کے والد گرامی حضرت خواجہ محمد قاسم موہڑوی علیہ الرحمتہ کے خلیفہ حکیم صوفی فضل کریم قاسمی کی اقتدار میں ادا کی گئی ہزاروں اشکبار آنکھوں کی موجودگی میں آپ کو موہڑہ شریف کشمیر بازار تحصیل مری میں دفن کیا گیا۔ جہاں آپ کا مزار پرانوار آج بھی مرجع

خاص وعام ہے آپ کے بعد آپ کے دربار کے سجادہ نشین آپ کے بڑے صاحبزادے پیر اولیاء بادشاہ فاروق ہیں جو بڑے اچھے انداز میں دربار شریف کا نظم ونسق چلارہے ہیں۔

حضرت پیر اولیاء بادشاہ نہ صرف دربار عالیہ کے سجادہ نشین ہیں بلکہ پوری دنیا میں اہلِ سنت و جماعت کے عظیم رہنما بھی ہیں۔اپنے وقت کے بہترین خطیب اور شیخ طریقت ہیں۔فقیر راقم الحروف سے اچھی یاد اللہ ہے۔انتہائی بااخلاق اور ملنسار شخص ہیں۔

فقیر راقم الحروف نے کئی مرتبہ آپ کی ظاہری حیات مبارکہ میں آپ کی زیارت کی ہے۔

آباد خدا رکھے میخانہ محمد ﷺ کا

حضرت خواجہ دین محمد چشتی نظامی رحمتہ اللہ علیہ

تعارف☆

عالم ربانی حافظ الحدیث شیخ التفسیر عارف یزدانی ولی کامل حضرت خواجہ دین محمد چشتی نظامی رحمتہ اللہ علیہ موضع بڑوہا تحصیل مری ضلع راولپنڈی کے رہنے والے تھے۔ آپ انتہائی درجہ کے نیک متقی و پرہیز گار صالح و پارسا، پابند شریعت وطریقت اور نہایت ہی خوش اخلاق مہمان نواز بزرگ تھے۔

آپ نے علوم دینیہ کی مکمل تحصیل مختلف مدارس میں مختلف علماء سے کی اپنے زمانے کے بہترین عالم تھے خصوصاً علم حدیث پر آپ کو کافی عبور تھا۔ بڑے بڑے علماء آپ کے پاس زانوئے تلمذ طے کرتے رہے۔

آپ حضرت خواجہ سید حیدر علی شاہ جلالپوری علیہ الرحمتہ کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف ہوئے۔ اپنے شیخ کامل کے ہاتھ پر بیعت کے بعد تین سال تک مرشد کامل کی بارگاہ میں حاضر رہ کر سلوک کی منزلیں طے کرتے رہے۔ تین سال کے بعد حضرت خواجہ جلالپوری نے زکوۃ کبریت احمر و مسبعات سے فیض یاب فرمایا۔ جب آپ تین سال کے بعد مرشد کامل کی خدمت میں تشریف لے گئے تو آپ کے مرشد کامل حضرت خواجہ جلالپوری نے فرمایا کہ تمہارے پاس لوگ آتے ہیں تو آپ نے عرض کیا کہ حضور تھوڑے آدمی آتے ہیں تو حضور نے فرمایا کہ جو وظائف تم پڑھتے ہو ان کی اجازت دوسروں کو بھی دے دیا کرو۔ اور عرس بھی کیا کرو۔

مرشد کامل سے ہدایت حاصل کرنے کے بعد آپ اپنے وطن واپس تشریف لے آئے تین ماہ کے بعد خواب میں رات کو حضرت خواجہ شمس الدین سیالوی علیہ الرحمتہ کی زیارت سے مشرف ہوئے اور دیکھا کہ حضرت خواجہ جلالپوری ایک درویش سے فرمار ہے ہیں کہ انہیں گلستان دے دو۔ درویش نے عرض کیا کہ گلستان تو نہیں ہے بوستان ہے آپ نے فرمایا کہ بوستان ہی دے دو۔ اور بوستان عطا فرمانے کے بعد فرمایا کہ گلستان جلالپور شریف آ کر لے لینا۔

اس کے بعد آپ خواجہ حضرت بابا فرید الدین گنج شکر علیہ الرحمتہ کا عرس مبارک کرنے کے بعد جلالپور شریف عرس میں ملنے والے فتوحات سمیت تشریف لے گئے اور تمام فتوحات حضرت خواجہ جلالپوری علیہ الرحمتہ کی خدمت میں پیش کر دیئے۔ آپ نے فرمایا تمام فتوحات لے کر آ گئے ہو آپ نے

عرض کیا کہ حضور کی اجازت کے بغیر ان فتوحات میں تصرف کیسے کر سکتا تھا۔ حضرت جلالپوری نے ان فتوحات میں سے کچھ تقسیم فرمانے کے بعد فرمایا کہ تمہارے پاس جو لوگ بیعت کے لئے آیا کریں ان کو بیعت کرلیا کرو۔ آپ نے اپنے مرشد کامل کو ایک روپیہ نذر کیا اور واپس تشریف لے آئے اور پھر سلسلہ کی تعلیمات کو عام کرنے کیلئے لوگوں کو بیعت فرماتے رہے۔ مگر آپ کے بعض پیر بھائی کہتے تھے کہ ان کو خلافت نہیں یہ بیعت کیوں کرتے ہیں۔ جبکہ حضرت خواجہ جلالپوری کے سجادہ نشین حضرت ثانی علیہ الرحمتہ نے بھی اس بات کی تصدیق کی کہ ان کو اجازت بیعت حاصل ہے۔

وصال باکمال☆

آپ کی تاریخ وصال باکمال کا علم نہ ہو سکا۔ مزار شریف موضع بڑوہا تحصیل مری ضلع راولپنڈی میں مرجع خاص وعام ہے۔

آباد خدا رکھے میخانہ محمد کا ﷺ

ضلع اٹک کے

بزرگانِ دین کے

حالاتِ زندگی

حضرت سائیں نور خان رحمتہ اللہ علیہ

تعارف☆

فقیر مست الست، غریق جام وحدت، مرد ہمہ اوصاف یگانہ حضرت سائیں نور خان رحمتہ اللہ علیہ اپنے وقت کے بہترین درویش اور مرد باخدا گزرے ہیں۔ آپ انتہائی سیف زبان تھے۔ زبان سے جو فرماتے وہ ہو کے رہتا آپ کان اللہ و کان لہ کی عملی تفسیر تھے۔ ہزاروں افراد نے آپ کے دست حق پرست پر شرف بیعت حاصل کیا اور ہزاروں کی تعداد میں مخلوق خدا نے آپ سے فیضان حاصل کیا۔ دن رات آپ کے پاس عقیدت مندان کا ہجوم لگا رہتا تھا۔ جیسا کہ میلے کا سماں ہو لنگر وسیع اور دراز تھا۔ آپ کے لنگر کا خرچ بے حساب تھا۔ مگر ظاہری اسباب نہ ہونے پر ہر شخص یہ کہتا تھا کہ یہ لنگر دست غیب سے چل رہا ہے۔

آپ کے حالات زندگی کی تفصیل کسی طرح بھی نہ مل سکی اور نہ ہی یہ معلوم ہو سکا کہ سلسلہ عالیہ کون سا تھا۔ صرف اتنا معلوم ہو سکا ہے کہ فتح جنگ کی معروف روحانی شخصیت حضرت حاضر حضور رحمتہ اللہ علیہ کے دست حق پرست پر بیعت تھے۔ انہی سے اجازت وخلافت حاصل کی تھی اور آپ کی ظاہری وضع قطع اور گفتگو قلندرانہ رنگ کی تھی۔

وصالِ باکمال☆

آپ کا وصال باکمال فتح جنگ میں ہوا مزار شریف موضع حطار ضلع اٹک میں مرجع خاص و عام ہے جہاں سے آج بھی اہل عقیدت دامنوں کو گوہر مراد سے بھر کر لے جاتے ہیں۔

آباد خدا رکھے میخانہ محمد ﷺ کا

پیر طریقت علامہ سید محمد زبیر شاہ قادری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف☆

استاذی العلماء شیخ الحدیث والتفسیر ہمالہ علوم عارف کامل واکمل پیر طریقت رہبر شریعت حضرت علامہ پیر سید محمد زبیر شاہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ خاندان سادات کے عظیم چشم و چراغ پیر سید محمد مہدی شاہ علیہ لرحمتہ کے گھر موضع لنگر شریف تحصیل فتح جنگ ضلع اٹک میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد گرامی اور نانا جان اپنے وقت کے بہترین جید عالم دین اور شیخ طریقت تھے۔ آپ کا تعلق ایک مذہبی اور علمی ورو.انی گھرانے سے تھا۔ اسی لئے آپ بچپن سے تحصیل علوم میں مصروف ہو گئے اور آپ کے نانا جان اور والد گرامی نے آپ کی پرورش کے بعد تعلیم و تربیت پر خصوصی توجہ دی۔ جس کی وجہ سے آپ اپنے وقت کے بہترین اور جید عالم بن کر دنیائے اہل سنت کے افق پر نمودار ہوئے۔ آپ نے دین اسلام اور مسلک حقہ اہل سنت کیلئے وہ عظیم خدمات انجام دیں جس کے ثمرات تادیر قائم رہیں گے۔ آپ نے شبانہ روز حصول علم کیلئے جدوجہد کی اس سلسلہ میں دشوار گزار راستوں کا پیدل سفر کیا اور گھر سے دور رہ کر حصول علم کیلئے صعوبتیں اور مصیبتیں برداشت کیں اور اس راستے میں آنے والی تکالیف کا مردانہ وار مقابلہ کیا۔

تعلیم و تربیت☆

آپ نے ابتدائی تعلیم اپنے والد گرامی سے اپنے گھر میں ہی حاصل کی اور علوم دینیہ کی مختلف کتب متداولہ مختلف مقامات پر پڑھنے کے بعد جامعہ رضویہ مظہر الاسلام فیصل آباد میں کتب احادیث محدث اعظم پاکستان حضرت علامہ مولانا ابوالفضل محمد سردار احمد چشتی صابری قادری علیہ الرحمتہ سے پڑھ کر سند فراغت اور دستار فضیلت حاصل کی۔ آپ نے جن مایہ ناز اور یگانہ روزگار شخصیات سے اکتساب فیض کیا۔ ان میں مولانا محمد دین بدھوی المعروف منطقی بابا مولانا فضل حق المعروف کریما والے استاد سابق خطیب اعظم فتح جنگ اور اپنے والد گرامی سید محمد مہدی شاہ اور محدث اعظم پاکستان ابوالفضل مولانا ابوالفضل محمد سردار احمد چشتی صابری قادری رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے نام نامی اسمائے گرامی شامل ہیں۔

نوٹ: آپ چکوال میں مولوی محمد سلیمان دیوبندی کے ہاں بھی کچھ عرصہ زیر تعلیم رہے۔ غالباً

یہ آپ کا ابتدائی زمانہ تعلیم تھا۔

روشن از عکس جمالش عالم امکان ما☆

جس زمانے میں آپ مولوی سلیمان دیوبندی کے ہاں چکوال میں زیر تعلیم تھے کہ چکوال میں محدث اعظم پاکستان ابوالفضل مولانا محمد سردار احمد قادری علیہ الرحمتہ ایک مذہبی جلسہ میں خطاب کیلئے تشریف لائے حضرت محدث اعظم کی آمد کی خبر سن کر آپ کی طبیعت میں اچانک ایک انقلاب پیدا ہوا اور ان سے ملنے کی تڑپ پیدا ہوئی آپ نے اس بات کا ذکر اپنے ساتھی طلباء سے کیا تو انہوں نے اس بات کی خبر مولوی سلیمان دیوبندی کو کردی۔ آپ نے چونکہ پروگرام طے کر لیا تھا کہ آج رات جلسے میں شرکت بھی کرنی ہے اور محدث اعظم کی زیارت بھی کرنی ہے اور تقریر بھی سننی ہے۔

مولوی سلیمان دیوبندی نے آپ کو بلایا اور کہا کہ سنا ہے کہ تم رات کو جلسے میں تقریر سننے کیلئے جاؤ گے آپ نے فرمایا کہ ہاں میں نے جانا ہے۔ مولوی سلیمان نے کہا کہ تم نے جلسے میں نہیں جانا۔ آپ نے فرمایا کہ ٹھیک ہے کہ میں آپ کے ہاں پڑھتا ہوں مگر مولانا سردار احمد کی تقریر سننے میں کیا حرج ہے۔ مگر مولوی سلیمان بضد رہا اور آپ کو جانے کی اجازت نہ دی۔ اور آپ کو مدرسے کے ایک کمرے میں بند کر کے اپنی چارپائی اس کے دروازے کے سامنے بچھا کر سو گیا آپ چونکہ اس سلسلہ میں بضد ہو چکے تھے کہ جانا ضرور ہے۔ قسمت نے یاوری کی کہ آپ وہاں سے کسی طرح نکلنے میں کامیاب ہو گئے اور جلسہ گاہ میں پہنچ کر حضرت مولانا ابوالفضل محمد سردار احمد چشتی صابری علیہ الرحمتہ کی تقریر بھی سنی اور آپ کی زیارت سے بھی مشرف ہوئے تقریر سے متاثر ہو کر جلسہ کے اختتام پر آپ نے حضرت محدث اعظم سے ملاقات بھی کی اور تمام ماجرا گوش گزار کیا حضرت محدث اعظم نے آپ کو فیصل آباد میں داخلہ لینے کا مشورہ دیا۔ پھر آپ وہاں سے صحیح سمت کی جانب روانہ ہو کر باطل کیلئے تیغ بے نیام ثابت ہوئے۔

تدریس کا آغاز☆

آپ نے درس و تدریس کا آغاز مدرسہ فیض العلوم پاکپتن شریف سے کیا کچھ عرصہ دارالعلوم اسلامیہ رحمانیہ ہری پور ہزارہ میں پڑھانے کے بعد ایک سال تک دارالعلوم اشرف المدارس اوکاڑہ میں مسند و تدریس پر جلوہ گر رہے اس کے بعد آپ چکوال میں تشریف لے آئے اور کچھ عرصہ مدرسہ اشاعت العلوم چکوال میں تدریس کے فرائض سرانجام دینے کے بعد چکوال ہی میں جامعہ غوثیہ کے نام سے ایک

دارالعلوم قائم کیا جہاں حفظ و ناظرہ قراۃ وتجوید اور درس نظامی مکمل کتابیں دورۂ حدیث تک مکمل تعلیم کا معقول انتظام کیا اور بڑے بڑے فاضلین اور نامی گرامی علمائے کرام اس علمی مرکز سے سند فراغت حاصل کرنے کے بعد اندرون و بیرون ملک خدمت اسلام اور مسلک اہل سنت کے فروغ کیلئے مصروف عمل ہیں۔

جبکہ ہر سال ۱۵ شعبان المعظم کو آپ کے دارالعلوم میں دورۂ تفسیر قرآن پاک کا آغاز ہوتا ہے۔ جس میں چکوال شہر اور گردونواح اور مختلف اضلاع اور تحصیلوں کے علمائے کرام مشائخ عظام اور عوام اہلسنت اکتساب فیض کرتے ہیں۔

تبلیغ دین اسلام ☆

آپ اہل سنت جماعت کے عظیم مبلغ اور بے باک ترجمان اور مناظر تھے۔ تمام عمر بڑی جرات و بہادری سے خدمت اسلام کا فریضہ اور مسلک حقہ کے فروغ واحیاء کیلئے شب و روز مصروف عمل رہے۔ ہری پور ہزارہ میں قیام کے دوران آپ نے مخالفتوں اور سازشوں کے باوجود ہزارہ ڈویژن کے اکناف واطراف میں پہاڑی اور سنگلاخ علاقوں اور دشوار گزار راستوں سے گزر کر کئی کئی میل پیدل سفر کر کے بڑی موثر تبلیغ فرمائی اور عقائد باطلہ کے پرچار کی وجہ سے مکدر ہونیوالی فضا کو صاف کر کے گم گشتہ راہوں کو صراط مستقیم پر گامزن فرما دیا اور مذاہب وعقائد باطلہ رکھنے والوں کو ہر میدان میں ناکامی منہ دیکھنا پڑا۔

قاتلانہ حملہ ☆

مسلک حقہ اہل سنت جماعت کی ترویج واشاعت مخالفین کو ایک آنکھ نہ بھائی چنانچہ اسی حسد اور جلن کی وجہ سے چکوال کے چند حاسدین نے ایک جامع منصوبہ بندی کے تحت آپ پر ایک دینی جلسہ سے واپسی کے موقع پر حملہ کر دیا۔ اگرچہ آپ کے جسم پر کافی زخم آئے مگر خدا کے فضل وکرم اور رسول ﷺ کی نگاہ پاک کے صدقے آپ بال بال بچ گئے اور جلد ہی صحت یاب ہو کر اپنے مشن میں پھر محو ہو گئے اور حاسدین کے منصوبے ناکام ہوتے رہے۔

بیعت وخلافت ☆

آپ اپنے استاذی المکرم حضرت محدث اعظم پاکستان مولانا محمد سردار احمد قادری علیہ الرحمۃ

کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف ہوئے اور سلوک کی تمام منازل طے کرانے کے بعد حضرت محدث اعظم پاکستان علیہ الرحمتہ نے آپ کو خرقہ خلافت سے سرفراز فرما کر صاحب مجاز کیا۔

سیرت و کردار☆

آپ انتہائی خوبصورت وجیہہ اور قدامت میں یکتا تھے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو ظاہری خوبصورتی کے ساتھ ساتھ باطن کے حسن و جمال اور نعمتوں سے بھی سرفراز فرمایا تھا۔ اخلاق محمدی ﷺ کا عملی نمونہ اور سخاوت میں بے مثال تھے۔ ہر وقت لنگر جاری رہتا ملک بھر سے آنے والے علمائے کرام مشائخ عظام مقررین نعت خواں جب چکوال یا اس کے گردونواح میں تشریف لے جاتے تو آتے ہوئے یا جاتے ہوئے آپ کے ہاں ضرور قیام کرتے۔ آپ آنے والے تمام مہمانوں کی خوب خاطر تواضع فرماتے اور ہر طرح سے خدمت کے علاوہ ان کو نقد کرایہ کیلئے رقم بھی دیتے تھے۔ آپ کا معمول تھا کہ چکوال اور گردونواح میں ہونے والے مذہبی جلسوں میں اپنے دوست علمائے کرام کو بھیجتے رہتے اور آپ بذات خود کبھی کبھی کسی خاص جگہ پر جلسے میں تشریف لے جاتے وگرنہ اپنے متعلقین علمائے کرام اور شاگرد علماء کو ہی بھجوا کر ان کی حوصلہ افزائی فرماتے۔ آپ انتہائی درجہ کے متقی و پرہیز گار نیک سیرت با کردار باعمل بے مثال شخصیت کے مالک تھے۔ تمام زندگی اسلام کی خدمت کیلئے وقف تھی۔ ہر وقت عشق رسول ﷺ کا پرچار آپ کا معمول تھا اپنوں کے ساتھ شفقت و محبت کا مظاہرہ اس طرح فرماتے کہ ہر آنے والا یہی سمجھتا کہ آپ صرف مجھ سے اس قدر اور حد درجہ محبت و شفقت فرماتے ہیں اسی طرح آپ گستاخان رسول ﷺ کیلئے تیغ بے نیام تھے۔ ہر زمانے ہر دور اور ہر وقت اپنے علم و عمل اور کردار سے گستاخان رسالت کو للکارتے رہتے تھے۔ جہاں کہیں بھی کسی گستاخ فرقے نے سر اٹھایا یا فتنے نے جنم لیا۔ آپ اس کی سرکوبی کیلئے میدان عمل میں ضرور نکلے۔ تحریک ختم نبوت تحریک نظام مصطفیٰ تحریک تحفظ ناموس رسالت میں آپ نے بھرپور کردار ادا کیا اور اس سلسلہ میں قید و بند کی صعوبتیں برداشت کیں۔ آپ نے جہاں اس ظلمت کدہ میں علم و فعل کے موتی بکھیرے اس طرح آپ نے چکوال اور گردونواح میں روحانی انقلاب بھی برپا کیے رکھا۔ ہزاروں افراد آپ کے دست مبارک پر شرف بیعت سے مشرف ہوئے اور کئی گمراہوں کو گمراہی کی دلدل سے نکال کر صراط مستقیم اور خدا کے دروازے پر لا کھڑا کیا۔ دور حاضر کے تمام علمائے کرام مشائخ عظام آپ کی بے حد تعظیم کرتے تھے۔

آپ کے مشہور تلامذہ ☆

یوں تو آپ کی ذات والا صفات سے اکتساب فیض کرنے والے علمائے کی ایک کثیر تعداد ہے۔ مگر چند کے اسمائے گرامی درج کئے جاتے ہیں۔ جن میں مولانا مفتی محمد ریاض الدین صاحب مہتمم جامعہ غوثیہ معینیہ لنگر شریف تحصیل جنڈ ضلع اٹک مولانا محمد افضل صاحب خطیب قلعہ پچھمن سنگھ لاہور مولانا سید محمد انور شاہ مدرس جامعہ نوریہ غوثیہ ہری پور مولانا محمد بشیر مدرس جامعہ حنفیہ قصور صاحبزادہ پیر محمد ندیم سلطان قادری آستانہ عالیہ حضرت سلطان باہو علیہ الرحمتہ علامہ عبدالصبور چشتی علامہ حافظ عبدالغفور چشتی مہتمم جامعہ غوثیہ رضویہ چوہڑ ہڑپال پشاور روڈ راولپنڈی قابل ذکر ہیں۔

وصال باکمال ☆

آپ کا وصال باکمال مورخہ یکم مئی بمطابق ۱۹۹۸ بروز جمعہ بوقت صبح ۹ بجے محرم الحرام جامعہ اسلامیہ غوثیہ چکوال میں مختصر علالت کے بعد ہوا۔ بعدازاں آپ کا جسد خاکی آپ کے آبائی گاؤں لنگر شریف تحصیل فتح جنگ ضلع اٹک لایا گیا جہاں پر آپ کا مزار فیض آثار آپ کے عقیدت مندوں کیلئے مرجع زیارت گاہ عام ہے۔

فقیر راقم الحروف نے بارہا آپ کی حیات مبارکہ میں ملاقات کی اور زیارت سے مشرف ہوا اور کئی مرتبہ راولپنڈی میں آپ کی تقاریر سننے کا بھی اتفاق ہوا۔ بالخصوص ۴ اپریل کو دارالعلوم انوار رضا ڈھوک منگٹال راولپنڈی کے سالانہ جلسہ میں علامہ مفتی محمد سلیمان رضوی کی دعوت پر تشریف لاتے وہاں آپ کی زیارت بھی ہوتی تھی اور خطاب سننے کا بھی موقع ملتا تھا۔

آپ کے وصال باکمال کے بعد آپ کے مزار شریف پر بھی حاضری کا شرف حاصل ہوا ہے۔

آباد خدا رکھے میخانہ محمد کا ﷺ

حضرت سید جمال اللہ حیات المیر زندہ پیر

تعارف☆

امام العارفین، سراج السالکین، پیشوائے کاملین حضرت سید جمال اللہ المعروف حضرت سخی زندہ پیر حیات المیر جو کہ محبوب سبحانی، قطب ربانی، غوث الصمدانی، شہباز لامکانی حضرت السیدنا الشیخ عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ کے پوتے ہیں آپ کی ولادت باسعادت ۵۲۲ھ بمطابق ۱۱۲۸ میں ہوئی۔ ممتاز عالم دین اور نامور مورخ مفتی غلام سرور قاری مدظلہ العالی اپنی شہرہ آفاق تصنیف خزینۃ الاصفیاء میں حضرت شاہ ابو المعالی قادری علیہ الرحمتہ لاہوری کے حوالے سے رقم طراز ہیں کہ آپ حضرت سید جمال اللہ حیات المیر زندہ پیر شکل وصورت میں حضرت غوث الاعظم رحمتہ اللہ علیہ کے مشابہ تھے اور انتہائی خوبصوت اور وجیہہ تھے۔ سرکار غوث پاک رحمتہ اللہ علیہ کو آپ سے بے حد محبت تھی۔ سرکار غوث پاک نے آپ کے لئے اللہ تعالیٰ سے حیات جاودانی کیلئے دعا فرمائی تھی۔ جو اللہ کریم نے قبول فرمائی تھی۔

چنانچہ اس لحاظ سے آپ کو زندہ پیر کہا جاتا ہے اور آپ قیامت تک زندہ رہیں گے۔ صاحب مخازن، صفات الاولیاء میں تحریر فرماتے ہیں کہ حیات المیر زندہ پیر سے کسی نے عمر کے متعلق سوال کیا تو فرمایا کہ مجھے حضرت غوث اعظم رحمتہ اللہ علیہ کبھی کبھی گود میں لے کر دفور محبت سے چمٹا لیتے تھے اور فرماتے کہ ان کی ملاقات حضرت امام مہدی علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے ہوگی اور یہ بھی فرماتے کہ جب ان دونوں سے ملاقات ہو تو اُن کو میرا سلام کہنا۔

تحقیقات چشتی کے مصنف مولانا نور احمد چشتی کتاب الازکار کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ حضور غوث الثقلین پیران پیر دستگیر السیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ نے اپنے وصال باکمال کے وقت سید جمال اللہ المعروف حیات المیر زندہ پیر کو اپنے پاس بلایا اور فرمایا کہ تمہاری عمر دراز ہوگی اور تم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بچشم خود دیکھو گے۔ جب یہ موقع آئے تو میرا اُن سے سلام کہنا۔

آپ کے ہاتھ پر حضرت بری شاہ لطیف سرکار کا بیعت ہونا☆

کرامات شاہ لطیف بری کے مصنف غلام حسین بخاری اپنے رسالہ میں حیات المیر زندہ پیر کا

آپ کے مشہور تلامذہ ☆

یوں تو آپ کی ذات والا صفات سے اکتساب فیض کرنے والے علمائے کی ایک کثیر تعداد ہے۔ مگر چند کے اسمائے گرامی درج کیے جاتے ہیں۔ جن میں مولانا مفتی محمد ریاض الدین صاحب مہتمم جامعہ غوثیہ معینیہ لنگر شریف تحصیل جنڈ ضلع اٹک مولانا محمد افضل صاحب خطیب قلعہ پھمن سنگھ لاہور مولانا سید محمد انور شاہ مدرس جامعہ نوریہ غوثیہ ہری پور مولانا محمد بشیر مدرس جامعہ حنفیہ قصور صاحبزادہ پیر محمد ندیم سلطان قادری آستانہ عالیہ حضرت سلطان باہو علیہ الرحمتہ علامہ عبدالصبور چشتی علامہ حافظ عبدالغفور چشتی مہتمم جامعہ غوثیہ رضویہ چوہڑ ہڑپال پشاور روڈ راولپنڈی قابل ذکر ہیں۔

وصال باکمال ☆

آپ کا وصال باکمال باکمال مورخہ یکم مئی بمطابق ۱۹۹۸ بروز جمعہ بوقت صبح ۹ بجے محرم الحرام جامعہ اسلامیہ غوثیہ چکوال میں مختصر علالت کے بعد ہوا۔ بعدازاں آپ کا جسد خاکی آپ کے آبائی گاؤں لنگر شریف تحصیل فتح جنگ ضلع اٹک لایا گیا جہاں پر آپ کا مزار فیض آثار آپ کے عقیدت مندوں کیلئے مرجع زیارت گاہ عام ہے۔

فقیر راقم الحروف نے بارہا آپ کی حیات مبارکہ میں ملاقات کی اور زیارت سے مشرف ہوا اور کئی مرتبہ راولپنڈی میں آپ کی تقاریر سننے کا بھی اتفاق ہوا۔ بالخصوص ۱۴ اپریل کو دارالعلوم انوار رضا ڈھوک منگٹال راولپنڈی کے سالانہ جلسہ میں علامہ مفتی محمد سلیمان رضوی کی دعوت پر تشریف لاتے وہاں آپ کی زیارت بھی ہوتی تھی اور خطاب سننے کا بھی موقع ملتا تھا۔

آپ کے وصال باکمال کے بعد آپ کے مزار شریف پر بھی حاضری کا شرف حاصل ہوا ہے۔

آباد خدا رکھے میخانہ محمد کا ﷺ

حضرت سید جمال اللہ حیات المیر زندہ پیر

تعارف☆

امام العارفین، سراج السالکین، پیشوائے کاملین حضرت سید جمال اللہ المعروف حضرت حئی زندہ پیر حیات المیر جو کہ محبوب سبحانی، قطب ربانی، غوث الصمدانی، شہباز لامکانی حضرت السید نا الشیخ عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ کے پوتے ہیں آپ کی ولادت باسعادت ۵۲۲ھ بمطابق ۱۱۲۸ میں ہوئی۔ ممتاز عالم دین اور نامور مورخ مفتی غلام سرور قاری مدظلہ العالی اپنی شہرہ آفاق تصنیف خزینتہ الاصفیاء میں حضرت شاہ ابو المعالی قادری علیہ الرحمتہ لاہوری کے حوالے سے رقم طراز ہیں کہ آپ حضرت سید جمال اللہ حیات الیمر زندہ پیر شکل وصورت میں حضرت غوث الاعظم رحمتہ اللہ علیہ کے مشابہ تھے اور انتہائی خوبصوت اور وجیہہ تھے۔ سرکار غوث پاک رحمتہ اللہ علیہ کو آپ سے بے حد محبت تھی۔ سرکار غوث پاک نے آپ کے لئے اللہ تعالیٰ سے حیات جاودانی کیلئے دعا فرمائی تھی۔ جو اللہ کریم نے قبول فرمائی تھی۔

چنانچہ اس لحاظ سے آپ کو زندہ پیر کہا جاتا ہے اور آپ قیامت تک زندہ رہیں گے۔ صاحب مخازن، صفات الاولیاء میں تحریر فرماتے ہیں کہ حیات المیر زندہ پیر سے کسی نے عمر کے متعلق سوال کیا تو فرمایا کہ مجھے حضرت غوث اعظم رحمتہ اللہ علیہ کبھی کبھی گود میں لے کر دفور محبت سے چمٹا لیتے تھے اور فرماتے کہ ان کی ملاقات حضرت امام مہدی علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے ہوگی اور یہ بھی فرماتے کہ جب ان دونوں سے ملاقات ہو تو اُن کو میرا سلام کہنا۔

تحقیقات چشتی کے مصنف مولانا نور احمد چشتی کتاب الازکار کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ حضور غوث الثقلین پیران پیر دستگیر السید نا شیخ عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ نے اپنے وصال باکمال کے وقت سید جمال اللہ المعروف حیات المیر زندہ پیر کو اپنے پاس بلایا اور فرمایا کہ تمہاری عمر دراز ہوگی اور تم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بچشم خود دیکھو گے۔ جب یہ موقع آئے تو میرا اُن سے سلام کہنا۔

آپ کے ہاتھ پر حضرت بری شاہ لطیف سرکار کا بیعت ہونا☆

کرامات شاہ لطیف بری کے مصنف غلام حسین بخاری اپنے رسالہ میں حیات المیر زندہ پیر کا

تذکرہ کرتے ہوئے رقم طراز ہیں کہ جب حضرت شاہ لطیف بری امام علیہ الرحمتہ کی آپ سے ملاقات ہوئی تو انہوں نے اپنا سر اپنے مرشد حضرت سید جمال اللہ حیات المیر زندہ پیر کے سامنے رکھ دیا۔ جس کو آپ نے قبول فرمالیا۔ اس کے بعد حضرت جمال اللہ حیات لمیر سخی زندہ پیر چلے کشی اور عبارت و ریاضت کے لئے حسن ابدال ضلع اٹک تشریف لے گئے اور ایک بڑے پہاڑ پر بیٹھ کر چلہ کشی کی اور گردونواح میں چند ضربوں سے تیز پانی کے چشمے بہادیئے۔ آپ نے پتھر پر ہاتھ مارا۔ جو اس میں پیوست ہو گیا آپ کی کرامات بہت مشہور ہیں۔ آپ ہر وقت اور ہر رنگ میں موجود ہیں اور عارفان باللہ کے نزدیک موجود ہیں۔ خواجگان زندہ میں شمار ہوتے ہیں۔ دنیا میں خورد وکلاں کی نظروں سے غائب ہیں۔ مگر عارفان باللہ کے نزدیک موجود ہیں۔ کیونکہ مخلوقات کی نظر میں جو چیز بھی غائب پوشیدہ ہو وہ مرحوم ہے۔ عارفان باللہ کے نزدیک زندہ ہے۔

جہانگیر کی آپ کی خدمت میں حاضری ☆

منشی شہادت علی، طالب علم دہلی کالج جو کہ مارچ ۱۹۳۸ کو حسن ابدال میں تھے۔ اپنی کتاب (سی دکھس اینڈ دی افغانیز) میں رقم طراز ہیں۔ کہ جہانگیر کشمیر اور کابل کی آب و ہوا کو بہت پسند کرتا تھا وہ حسن ابدال میں قیام پذیر ہوا تو اس نے دیکھا کہ ایک فقیر بھی یہاں رہتے ہیں۔ جن کا نام حیات المیر تھا۔ جہانگیر ان کا بڑا ہی احترام کرتا تھا اس جگہ کے سایہ دار حسن کے علاوہ اس فقیر کی موجودگی میں شہنشاہ کو کئی کئی دن قیام کرنے کی ترغیب دیتی تھی۔ مندرجہ بالا روایات سے پتہ چلتا ہے کہ شاہ لطیف بری کے مرشد حیات الیمر سخی زندہ پیر تھے اور ان کا تعلق حسن ابدال ضلع اٹک سے بھی تھا۔ حیات المیر زندہ پیر نے حسن ابدال کے بلند و بالا چٹیل پہاڑ کی چوٹی پر عبادت و ریاضت کی۔ جہاں آپ کا حجرہ اعتکاف آج بھی موجود ہے۔ آپ کو ہی پیر بابا ولی قندھاری کے نام نامی سے پکارا جاتا ہے۔ ہزاروں کی تعداد میں زائرین آپ کے حجرے کی زیارت بھی کرتے ہیں اور اس بلند و بالا مقام پر حاضری بھی دیتے ہیں۔

آپ کی بیٹھکیں ☆

سید جمال اللہ المعروف حیات الیمر سخی زندہ پیر حضرت بابا ولی قندھاری کی بیٹھکیں افغانستان، کشمیر اور پاک و ہند میں سینکڑوں کی تعداد میں موجود ہیں اس لئے کہ

جہاں جہاں سے گزر گئے وہیں سحر ہوئی

کے مصداق آپ جہاں کہیں بھی تھوڑے عرصے کیلئے تشریف فرما ہوئے عاشقان اولیاء آپ کے بیٹھنے کی جگہ اور چلہ گاہ اور عبادت گاہ کو اپنے لئے مرکز عقیدت بنا لیا آپ کا مزار کہیں بھی ثابت نہیں ہے۔

آپ کا مرکزی مقام و چلہ گاہ حسن ابدال ضلع اٹک کی چٹیل پہاڑی کے پرفضا مقام پر چلہ گاہ حضرت بابا ولی قندھاری سید جمال اللہ حیات المیر سخی زندہ پیر کے نام نامی اسم گرامی سے پوری دنیا میں مشہور اور مرجع خاص و عام ہے۔

آباد خدا رکھے میخانہ محمد کا ﷺ

حضرت مولانا سید ضیاء الدین شاہ چشتی نظامی رحمۃ اللہ علیہ

تعارف ☆

بحر العلوم، استاذی، الافاضل فخر السادات ہمالہ علوم شیخ الحدیث و التفسیر والفقہ عالم ربانی فقیہہ العصر مرشد العلماء حضرت پیر طریقت علامہ ضیاء الدین شاہ سلطان پوری رحمتہ الہ علیہ ۱۸۹۴ بمطابق ۱۳۱۲ ہجری میں شیخ العصر فاضل اجل حضرت مولانا سید حمید شاہ صاحب سلطان پوری علیہ الرحمتہ کے گھر سلطان پوری شریف ہروئی والانز دحسن ابدال ضلع اٹک میں آپ کی ولادت باسعادت ہوئی۔

آپ کا خاندان شروع سے ہی علم وعرفان کا مرکز رہا ہے۔ دور دور سے بڑے بڑے علماء آپ کے اجداد کے پاس آکر اکتساب فیض کرتے رہے۔ الحمدللہ یہ خاندان آج بھی اسی بزرگی بلکہ پہلے زمانے کی بنسبت اب اور بھی زیادہ بزرگی اور فضیلت کا حامل ہے۔ آپ کے فرزندان ارجمند شیخ الحدیث علامہ پیر غلام محی الدین شاہ سلطان پوری علیہ الرحمتہ اور حضرت علامہ پیر سید عبدالرحمٰن شاہ سلطان پوری علیہ الرحمتہ رازی دوراں حضرت علامہ پیر سید حسین الدین شاہ صاحب مدظلہ العالی کے ہزاروں شاگردان پوری دنیا میں اسلام اور مسلک حقہ اہلسنت کی خدمت کا فریضہ سرانجام دے رہے ہیں۔ جو کہ درحقیقت آپ کے ہی فیضان کا تصدق ہے۔ جامعہ رضویہ ضیاء العلوم ڈی بلاک سٹلائٹ ٹاؤن راولپنڈی آپ ہی کے نام نامی اسم گرامی سے منسوب ہے۔

تعلیم وتربیت ☆

آپ نے قرآن مجید اور بنیادی تعلیم اپنے گھر سلطان پور شریف میں ہی حاصل کی بعدازاں ابتدائی کتب مولانا احمد دین بن مولانا محمد حمزہ علیہم الرحمتہ سے موضع بھوئی گاڑ ضلع اٹک سے پڑھیں۔ ترکیب اور بعض کتب صرف ونحو کی تکمیل کیلئے آپ موضع شاہ چراغ تحصیل فتح جنگ ضلع اٹک کے معروف استاد جناب قاضی صاحب کے پاس اکتساب فیض کرتے رہے بعدازاں مختلف اساتذہ کرام سے استفادہ کرتے ہوئے اہل سنت کے مایہ ناز عالم دین حضرت مولانا مشتاق احمد کانپوری ابن مولانا احمد حسن کانپوری علیہم الرحمتہ کی خدمت میں اجمیر شریف میں حاضر ہوئے اور معقول ومنقول کی منتہی کا درس ان سے لیا اور دورۂ حدیث شریف جامعہ امینیہ دہلی میں پڑھا اور تعلیم کی تکمیل کے بعد اپنے وطن

مالوف میں واپس تشریف لے آئے۔

سلسلہ بعیت طریقت☆

آپ فاتح قادیاں غوث زماں تاجدار گولڑہ حضرت پیر سید مہر علی شاہ چشتی نظامی علیہ الرحمتہ کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف ہوئے۔ آپ کو یہ سعادت حاصل ہے کہ آپ حضرت پیر سید مہر علی شاہ علیہ الرحمتہ کے خصوصی مریدین سے تھے۔ حضرت تاجدار گولڑہ علیہ الرحمتہ اکثر سیال شریف کے سفر میں آپ کو اپنے ساتھ رکھا کرتے تھے۔ اور آپ پر خصوصی شفقت فرماتے تھے۔

سلسلہ درس وتدریس کا آغاز☆

آپ نے علوم دینیہ کی تکمیل کے بعد اپنے وطن مالوف واپس تشریف لاکر اپنے آبائی گاؤں سلطان پوری شریف میں دارالعلوم حمیدیہ کے نام سے ایک دینی مدرسہ قائم کیا اور تمام عمر دینی علوم پڑھاتے رہے اور اپنی محنت اور خصوصی توجہ سے بہت سے علماء کو زیور تعلیم سے آراستہ کیا اور پورے علاقے میں ہر طرف آپ کی شہرت اور علم وعرفان کا چرچا ہونے لگا دور دور سے علماء حاضر ہوکر اکتساب فیض کرتے رہے۔ آپ صبح نماز فجر سے پہلے سحری کے وقت طلباء کو پڑھاتے اور نماز فجر کے بعد اپنی زمینوں کی کھیتی باڑی اور ہل چلانے میں مصروف ہوجاتے آپ نے تمام عمر دین متین اور مسلک حقہ اہل سنت کی خدمت فی سبیل اللہ انجام دیں اور کھیتی باڑی کو ذریعہ معاش بنائے رکھا۔

شیخ الجامعہ علامہ محب النبی کا آپ کی علمی بصیرت پر تبصرہ☆

شیخ الحدیث والتفسیر امام المناطقہ استاذ کل حضرت شیخ الجامعہ علامہ مولانا محمد محب النبی علیہ الرحمتہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنی پوری زندگی میں فقہ واصول فقہ کا اس قدر ماہر اور فقہی جزئیات کو تمام باریکیوں کے ساتھ سمجھنے والا عالم وفاضل شخص نہیں دیکھا یہی وجہ ہے کہ حضرت استاذ الکل شیخ الجامعہ علامہ محمد محب النبی علیہ الرحمتہ نے اس کمال علمی کا اعتراف کرتے ہوئے آپ کو فقیہہ العصر کا لقب دیا جو پوری دنیا میں مسلمہ حقیقت اختیار کرگیا ہے۔

سیرت وکردار☆

آپ انتہائی درجہ کے متقی و پرہیزگار اور بلند اخلاق کے مالک تھے۔ تمام زندگی شریعت و

طریقت کے اصولوں کے مطابق گزاری ہر وقت ذکر خدا میں مشغول رہتے نظروں میں حسن رسول ﷺ کا جلوہ رہتا۔ نماز پنجگانہ تہجد دیگر نوافل اشراق چاشت اوابین کا خصوصی اہتمام فرماتے دنیا اور اہل دنیا بے خبر رہتے ہر وقت دین متین کی خدمت میں مصروف رہتے اپنے اہل وعیال کے گزر اوقات کیلئے کھیتی باڑی کر کے وقت گزارتے سخاوت میں بے مثل و بے مثال تھے۔ آنے والے سائل کو خوشی خوشی عطا فرماتے کبھی کسی کو جھڑ کا نہیں غریبوں مسکینوں سے شفقت و محبت سے پیش آتے۔ دین اسلام اور مسلک اہل سنت کی خدمت کے ساتھ ساتھ علاقائی رفاعی کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے۔ آپ کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ انگریز کے دور حکومت میں آپ اپنے علاقے کے مذہبی وسماجی جھگڑے خودنمٹاتے اور آپ اپنی فراست سے ایسے فیصلے کرتے کہ دونوں فریقین بخوشی قبول کر لیتے اور کوئی فریق آپ کے فیصلے کا انکار کرنے کی جرات نہ کرتا۔

آپ کے مشہور و معروف تلامذہ ☆

اگر چہ آپ کے تلامذہ کی تعداد بہت زیادہ ہے۔ مگر چند مشہور شاگردوں کے اسمائے گرامی درج ذیل ہیں۔ (۱) علامہ پیر سید غلام محی الدین شاہ سلطان پوری علیہ الرحمتہ (۲) حضرت علامہ پیر سید عبدالرحمٰن شاہ سلطان پوری علیہ الرحمتہ (۳) رازی دوراں حضرت علامہ پیر سید حسین الدین شاہ سلطان پوری مدظلہ العالی (۴) مولانا عبدالحق صاحب غور غشتوی مدرسہ مفتاح العلوم بنگی حضرو علیہ الرحمتہ (۵) حافظ الحدیث حضرت مولانا حافظ عبدالغفور صاحب مدظلہ العالی صاحب بھا بڑا بازار راولپنڈی والے۔

نوٹ: اول ذکر تینوں حضرات آپ کے صاحبزادے ہیں۔ جن میں سے دو کا وصال با کمال ہو چکا ہے۔ جبکہ تیسرے اور سب سے چھوٹے صاحبزادے علامہ پیر سید حسین الدین شاہ صاحب مدظلہ العالی خدمت دین متین اور مسلک اہل سنت کے احیاء او فروغ کیلئے آپ کے نام نامی اسم گرامی پر بنائے گئے دارالعلوم جامعہ رضویہ ضیاء العلوم میں راولپنڈی میں آپ کے نقش قدم پر چلتے ہوئے مصروف عمل ہیں۔

یہ بات انتہائی قابل ذکر ہے کہ جامعہ رضویہ ضیاء العلوم راولپنڈی کے علاوہ بھی ساوتھ افریقہ سمیت کئی ممالک میں آپ کے نام نامی سے منسوب دارالعلوم خدمت اسلام میں مصروف اور قائم ہیں۔ اس کے علاوہ جامعہ آمنہ ضیاء البنات اسلام آباد بھی آپ ہی کے فیضان کا صدقہ ہے۔

وصال باکمال☆

آپ کا وصال باکمال ۱۷ جمادی الثانی ۱۳۹۳ ہجری ۱۹ جولائی ۱۹۷۳ بروز جمعرات سلطان پور شریف میں ہوا۔ نماز جنازہ ۲۰ جولائی ۱۹۷۳ بروز جمعہ ادا کی گئی۔ بارش اور موسم کی خرابی کے باوجود عوام کا جم غفیر جمع ہو گیا تھا۔

آپ کا مزار پرانوار سلطان پور شریف ہروئی والا نزد حسن ابدال ضلع اٹک میں مرجع خاص و عام ہے جہاں سے اہل عقیدت و محبت آج بھی مستفید و مستفیض ہوتے ہیں۔

فقیر راقم الحروف کو بھی بارہا آپ کے مزار شریف پر حاضری دینے کا موقع ملا ہے۔

آباد خدا رکھے میخانہ محمد کا ﷺ

حضرت پیر سید غلام محی الدین شاہ نظامی رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆

آفتاب علم حکمت، بدر المشائخ، شیخ الحدیث والتفسیر والفقہ، مرشد العلماء وارث علوم حیدری، جامع معقول ومنقول، امام المناطقہ، حضرت علامہ پیر سید غلام محی الدین شاہ مشہدی ثمہ سلطان پوری رحمتہ اللہ علیہ نے اپنے آبائی گاؤں ہروئی والا سلطان پور نزد حسن ابدال ضلع اٹک کے علمی اور روحانی مرکز کے ماہ کامل حضرت فقیہہ العصر علامہ سید ضیاء الدین شاہ صاحب کے گھر ۱۹۱۹ء میں آنکھ کھولی۔

آپ کے آباؤ اجداد ایران کے مشہور شہر مشہد سے ہجرت کر کے افغانستان کے راستے آزاد کشمیر کے مختلف علاقوں مظفر آباد، پٹھکہ اور نوسیری کے مقام پر آباد ہوئے۔ آپ کے جد اعلی حضرت پیر سید محمد نسیم شاہ رحمتہ اللہ علیہ، مظفر آباد سے اوپر وادی نیلم میں نوسیری کے مقام پر جلوہ افروز ہو کر اس خطے کو رونق بخشی اور مخلوق خدا کی رشد وہدایت کا مرکز بنایا ان کا مزار پرانوار پاک فوج کے نوسیری کیمپ میں آج بھی مرجع خلائق عام ہے۔ آپ حسینی سید ہیں۔ ۲۷ واسطوں سے آپ کا سلسلہ نسب حضرت امام حسین سے ملتا ہے۔ آپ نے ایسے علمی گھرانے میں آنکھ کھولی جہاں ہر طرف تعلیم قرآن وحدیث فقہ، منطق اور علوم دینیہ کا بسیرا تھا۔ آپ کے خاندان کے تمام افراد کئی پشتوں تک اپنے وقت کے بہترین عالم و فاضل اور شیخ طریقت گزرے ہیں۔

آپ کی عمر شریف جب ایک سال کی ہوئی تو والدہ ماجدہ آپ کو لے کر حضور تاجدار گولڑہ رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئیں۔ تاجدار گولڑہ رحمتہ اللہ علیہ نے آپ کو ڈھیروں دعاؤں سے نوازا۔

تعلیم و تربیت ☆

جب آپ نے بولنا سیکھا تو کم سنی میں ہی اپنے چچا سید منور شاہ رحمتہ اللہ علیہ سے قرآن پاک کی تعلیم حاصل کی اور سکول کی تعلیم کے دوران آپ نے فارسی بھی پڑھی۔ اس کے بعد اپنے تایا حضرت سید حسن شاہ رحمتہ اللہ علیہ سے باقاعدہ درس نظامی کی تعلیم کے سلسلہ میں کریما بوستان، گلستان سے لے

کر سکندر نامہ اور زلیخا تک تمام کتب فارسی انہی سے پڑھیں۔ کریما نام حق کے چند اسباق مولانا احمد دین رحمۃ اللہ علیہ بھوئی والوں سے پڑھے۔ صرف ونحو قانونچہ کھیوالی ابواب الصرف اپنے والد گرامی سے پڑھیں۔ اس کے بعد صرف نحو کی مزید تعلیم کے لئے اپنے والد گرامی کے شاگرد خاص علامہ عبدالحق غور غشتوی بانی دارالعلوم بن گئی (بھنگی) حضرو کے ہاں صرف کی کتاب زنجانی وغیرہ ان سے پڑھیں۔ بعد ازاں بھوئی شریف میں قانونچہ کھیوالی کے قوانین، دستور المبدی، خلاصہ کیدانی وغیرہ استاذ العلماء علامہ فرید الدین سے پڑھیں اس کے بعد بانڈی عطائی خان داخلی حویلیاں ہزارہ میں آپ نے نظم مائۃ شرح مائۃ عامل کامری ترکیب کے ساتھ مراح الارواح اور فصول اکبری مولانا محمد حلیم سے پڑھیں اس کے بعد جس زمانے میں شیخ الجامعہ مولانا محب النبی رحمۃ اللہ علیہ اپنے سسر محترم مولانا محمد عالم رحمۃ اللہ علیہ کی تیمار داری کی غرض سے چنبہ پنڈ ہزارو میں قیام پذیر تھے۔ آپ نے وہاں پر ان سے اکتساب فیض کیا۔ اس کے بعد جب مولانا محب النبی رحمۃ اللہ علیہ جب دارالعلوم مکھڈ شریف تشریف لے گئے تو آپ بھی اپنے برادر اصغر حضرت علامہ سید عبدالرحمٰن شاہ صاحب سلطان پوری رحمۃ اللہ علیہ کے ہمراہ مکھڈ شریف کی علمی اور روحانی درس گاہ میں تشریف لے گئے اور شیخ الجامعہ علامہ محب النبی رحمۃ اللہ علیہ سے اکتساب فیض کرتے رہے۔

شیخ الجامعہ علامہ محب النبی رحمۃ اللہ علیہ کچھ عرصہ مکھڈ پڑھانے کے بعد جامعہ نعمانیہ لاہور میں مدرس کی حیثیت سے تشریف لے گئے تو آپ بھی اپنے برادر اصغر علامہ سید عبدالرحمٰن شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ہمراہ جامعہ نعمانیہ لاہور میں داخلے کے لئے چلے گئے اور وہاں پر داخلہ حاصل کر کے اپنی بقایا کتابیں اور تعلیم مکمل کرنے کے بعد ۱۹۴۳ء تک لاہور ہی میں تعلیم حاصل کرتے رہے۔ آپ اپنے استاذی المکرم علامہ محب النبی رحمۃ اللہ علیہ سے والہانہ عقیدت ومحبت رکھتے تھے۔ اسی طرح شیخ الجامعہ صاحب بھی آپ پر خصوصی شفقت فرماتے تھے۔

بیعت طریقت ☆

حضرت شیخ الجامعہ علامہ محب النبی رحمۃ اللہ علیہ ایک مرتبہ آپ کو اپنے ہمراہ دربار عالیہ گولڑہ شریف تشریف لے گئے اور مولانا محبوب عالم جو حضور تاجدار گولڑہ رحمۃ اللہ علیہ کے خصوصی خادم تھے۔ ان کی وساطت سے آپ کو حضور تاجدار گولڑہ رحمۃ اللہ علیہ کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف

کرایا۔ حضور تاجدار گولڑہ رحمتہ اللہ علیہ پر ان دنوں عموماً استغراق کا غلبہ اور آپ حالت سکر میں رہتے تھے۔آپ کے بیعت ہونے کے کچھ ہی عرصے کے بعد حضور تاجدار گولڑہ رحمتہ اللہ علیہ کا وصال باکمال ہو گیا تھا۔

تدریس کا باقاعدہ آغاز☆

جامعہ نعمانیہ لاہور میں حضرت شیخ الجامعہ علامہ محب النبی رحمتہ اللہ علیہ کے پاس دوران تعلیم آپ نہ صرف چھوٹی کتابوں کے طلباء کو مشورہ دیتے بلکہ تکرار بھی کیا کرتے تھے۔اس زمانے میں آپ نے صرف نحو منطق کے رسائل پڑھانے شروع کر دیئے تھے۔ جامعہ نعمانیہ لاہور میں دوران طالب علمی جب آپ پڑھایا کرتے تھے تو اس کے ساتھ ساتھ جامعہ کے نظم ونسق ڈسپلن صفائی وغیرہ کا بھی بہت خیال فرماتے تھے۔ یہی وجہ تھی کہ جامعہ کے تمام اراکین وطلباء اکثر کہا کرتے تھے کہ شاہ صاحب حضرت شیخ الجامعہ کے نائب ہیں۔ بلکہ اکثر طلباء آپ کو مہتمم استاد کے نام سے پکارتے تھے۔

اس دوران آپ کی ترقی کے لئے جامعہ میں ایک عجیب واقعہ پیش آیا کہ مدرسہ کے ایک سفیر نے جامعہ کے ایک سیدزادے طالب علم کو غصے میں آکر گالی دی آپ کو اس سفیر کی بات پر غصہ آگیا اور اس سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ یہیں خاموش ہو جا اگر تو مجھے گالی دیتا تو تجھے پتہ چل جاتا۔آپ کی بات سن کر اس نے آپ کی شان میں نازیبا جملے کا استعمال کیا۔آپ چونکہ اس کی پہلی حرکت پر ہی غصے میں تھے۔آپ نے اس کی گردن پر زور سے مکا مارا مکا لگنے کی دیر تھی کہ وہ بے ہوش ہو کر گر گیا۔اس معاملہ کا جب حضرت شیخ الجامعہ کو پتہ چلا تو بہت پریشان ہوئے اور فرمانے لگے کہ وہ بے ہوش ہے اگر خدانخواستہ مر گیا تو پھر کیا ہوگا۔مگر خدا کا کرنا کہ وہ اگلے روز ہوش میں آگیا جس کی وجہ سے وہ خطرہ ٹل تو ٹل گیا۔مگر ادارے کے ناظم نے آپ کو مدرسہ چھوڑنے کا نوٹس دے دیا۔اس لئے کہ سفیر مذکورہ ناظم جامعہ کا رشتہ دار تھا۔اس معاملہ کی وجہ سے آپ پر سخت قسم کی کارروائی عمل میں لائی گئی۔اس تمام معاملہ پر حضرت شیخ الجامعہ بہت پریشان ہوئے مگر چونکہ غلطی آپ کی تھی اس لئے کھل کر سامنے بھی نہ آسکتے تھے۔اس دوران جامعہ کے ایک استاد جامعہ کو چھوڑ کر چلے گئے۔ان کے زیر تعلیم طلباء کی تدریس کا کوئی سبب نہیں بن رہا تھا۔اس سلسلہ میں جامعہ کے ناظم اعلیٰ مفتی محمد عظیم صاحب نے جامعہ کے تمام مدرسین کو بلا کر مشورہ کیا کہ اس کلاس کے لئے حل تلاش کیا جائے۔ حضرت شیخ الجامعہ نے موقع غنیمت جا کر حکمت عملی سے انہیں

مشورہ دیا کہ اگر شاہ صاحب کی غلطی کو معاف کر دیا جائے تو وہ اس کلاس کے اسباق کو اچھی طرح پڑھا لیں گے۔ تمام مدرسین نے اس بات کی تائید کی چنانچہ آپ کو باضابطہ طور پر اس کلاس کے لئے مدرس مقرر کر دیا گیا اس کے بعد آپ کافی عرصہ تک جامعہ نعمانیہ لاہور میں پڑھاتے رہے۔

وہاں سے پھر آپ کو اپنے گاؤں سلطان پور شریف میں آنا پڑا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ آپ کے تایا جان اور والد گرامی رحمتہ اللہ علیہ اپنے مدرسے میں تدریس امامت و خطابت کے فرائض سرانجام دینے کے علاوہ زمینداری اور کھیتی باڑی کا کام بھی کرتے تھے۔ کام چونکہ زیادہ تھا۔ اس لیے آپ نے لاہور کو خیر باد کہا اور سلطان پور تشریف لا کر اپنے والد گرامی کے مدرسے میں پڑھانا شروع کر دیا۔ خاندان کے دونوں بزرگوں نے درس نظامی اور فنون کی تمام کتابیں آپ کے سپرد کر دیں۔ مگر آپ درس تدریس کے ساتھ ساتھ کاشتکاری میں بھی اپنے تایا اور والد گرامی کا ہاتھ بٹایا کرتے تھے۔ تا کہ ان پر بوجھ کم ہو جائے۔

جب آپ نے سلطان پور میں تدریس کا کام شروع کیا تو ایک صدی سے زیادہ عرصہ پہلے قائم شدہ یہ ادارہ پوری آب و تاب سے علم کی روشنی بانٹ رہا تھا۔

آپ نے چونکہ شہری دیہاتی مدرسوں میں وقت گزارا تھا۔ اس لئے آپ اس معاملہ میں بہت منتظم ثابت ہوئے۔ آپ نے اپنے بزرگوں کے تعاون و اجازت سے اس مدرسے کو باقاعدہ دارالعلوم کی شکل دینے کا فیصلہ کر لیا۔ جس کا نام دارالعلوم حمیدیہ سلطان پور رکھا۔ آپ کے بزرگوں نے آپ کی اس معاملہ میں دلچسپی اور صلاحیت کو دیکھتے ہوئے اپنی ذاتی زمین مزید اس مدرسے کے نام وقف کر دی۔

آپ نے باقاعدہ نصاب تیار کر کے پوری آب و تاب کے ساتھ پڑھانا شروع کر دیا۔ طلباء کو جماعت کی پابندی اسباق پر سختی اور ان کی اخلاقی و روحانی تربیت کا خصوصی خیال رکھا۔ جس کی وجہ سے یہ دارالعلوم تھوڑے ہی عرصے میں برصغیر کے مشہور اداروں میں شمار ہونے لگا آپ نے یہ معمول اور سلسلہ ۱۹۵۰ء تک جاری رکھا ۱۹۵۰ء میں جامعہ عزیزیہ بگویہ بھیرہ شریف ضلع سرگودھا کے مہتم کے بار بار اصرار کرنے پر آپ بھیرہ شریف چلے گئے۔ وہاں سات سال تک بحیثیت صدر مدرس فرائض سرانجام دیتے رہے۔ اس موقع پر آپ کے برادر اصغر علامہ پیر سید حسین الدین شاہ صاحب مدظلہ العالیٰ بھی آپ

کے ہمراہ تھے وہیں پر انہوں نے بھی آپ سے مختلف کتابیں پڑھیں تھیں۔

۱۹۵۷ء میں جامعہ غوثیہ مظہر الاسلام بھابڑا بازار راولپنڈی کے مہتمم حافظ الحدیث حضرت علامہ حافظ عبدالغفور صاحب مدظلہ آپ کے والد گرامی کے پاس سلطان پور تشریف لائے اور ان سے گذارش کی کہ آپ شاہ صاحب کو راولپنڈی میں میرے مدرسے میں پڑھانے کی اجازت دیں۔ آپ کے بزرگوں نے بخوشی اجازت دے دی۔ اور آپ راولپنڈی تشریف لے آئے۔

(نوٹ) آپ کے والدین کی طرف سے آپ کو راولپنڈی میں پڑھانے کی بخوشی اجازت دینے کی ایک وجہ یہ بھی تھی کہ حافظ الحدیث علامہ حافظ عبدالغفور صاحب آپ کے قابل شاگردوں میں سے ہیں اور انہوں نے صرف نحو اور فنون کی اکثر کتابیں آپ ہی پڑھیں تھیں۔

۱۹۵۷ء تا ۱۹۶۰ء آپ نے جامعہ غوثیہ بھابڑا بازار میں بڑی جانفشانی سے کام کیا اور جامعہ کو چار چاند لگا دیئے۔ جامعہ غوثیہ مظہر الاسلام بھابڑا بازار راولپنڈی کے عوام اہل سنت کا سب سے پرانا مرکز ہے اور اس ادارے میں بڑے بڑے جید علمائے کرام پڑھا چکے ہیں۔ مزید یہ کہ اس ادارے سے پڑھنے والے علماء آج بھی دنیا بھر میں اپنے علم کی روشنی سے عوام اہل سنت کے سینوں کو منور کر رہے ہیں۔

جامعہ غوثیہ بھابڑا بازار راولپنڈی میں آپ کے ہی کے دور میں استاذی العلماء مفتی گل احمد خان صاحب عتیقی مدرس جامعہ نظامیہ لاہور صاحبزادہ فیض القادری مرحوم سابق مرکزی جنرل سیکرٹری جمعیت مشائخ پاکستان مناظر اہل سنت علامہ سید عباس علی شاہ صاحب رضوی جیسے دوسرے کئی علماء آپ سے اکتساب فیض کرتے رہے۔

اس دور میں آپ کچھ عرصے تک جامعہ رحمانیہ ہری پور نزد کرتار پورہ راولپنڈی میں جمعۃ المبارک کی خطابت کے فرائض سرانجام دیتے رہے۔

۱۹۶۰ء میں آپ دوبارہ پھر اپنے گاؤں سلطان پور تشریف لے گئے اور دوبارہ دارالعلوم حمیدیہ کے نظم ونسق کی ذمہ داریاں سنبھال لیں اور تقریباً ۴ سال تک اپنے فرائض سے عہدہ برآں ہوتے رہے۔

(نوٹ) ۱۹۵۷ء اور ۱۹۶۰ء کے ادوار میں آپ کے برادر اصغر حضرت علامہ پیر سید حسین

الدین شاہ صاحب جامع مسجد سبزی منڈی راولپنڈی کے خطیب تھے۔اس دوران جب جمعۃ المبارک کے اجتماع اور دیگر مذہبی جلسوں میں مذاہب باطلہ اور عقائد باطلہ کا بھرپور انداز سے رد فرماتے تو مخالفین انگشت بدنداں رہ جاتے تھے۔اور سنیت کا درد عوام اہل سنت کے دلوں میں پیدا ہوا اور لوگوں میں اپنے اور بیگانے کی پہچان پیدا ہوئی۔دیگر مسالک باطلہ کے خلاف ایک تعصب ابھرا باشعور سنیوں نے رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس عظیم خانوادے کے عظیم فرزند اور نور نظر حضرت علامہ سید حسین الدین شاہ صاحب مدظلہ العالی کی بھرپور صلاحیتوں سے کام لینے کا فیصلہ کرتے ہوئے یکم جنوری ۱۹۶۴ء بمطابق ۱۵ شعبان المعظم ۱۳۸۳ ہجری شب برات کی مقدس رات کو جامعہ رضویہ ضیاء العلوم سبزی منڈی کا بورڈ مرکزی جامع مسجد سبزی منڈی میں آویزاں کر دیا گیا اور ۹ مارچ ۱۹۶۴ء بمطابق ۲۴ شوال المکرم ۱۳۸۳ کو صبح ۹ بجے علم وفضل کے بحر بیکراں علامہ فرید الدین رحمتہ اللہ علیہ بھوئی شریف اور فقیہہ العصر ہمالہ علوم علامہ پیر سید ضیاء الدین شاہ صاحب سلطان پوری رحمتہ اللہ علیہ نے جامعہ کے طلباء کو پہلا سبق پڑھا کر اس ادارے کو دین اسلام اور مسلک اہل سنت کے لئے ایک روشن آفتاب قرار دیا۔

الحمد للہ آپ ۹ مارچ ۱۹۶۴ء سے ۲۶ جون ۱۹۹۹ء گیارہ ربیع الاول شریف ۱۴۲۰ ہجری تک جامعہ رضویہ ضیاء العلوم سبزی منڈی راولپنڈی کے ۳۵ سال تک نہ صرف مہتمم رہے بلکہ بیک وقت شیخ الحدیث والتفسیر والفقہ اور مفتی اس کے ساتھ ساتھ ایک بہترین منتظم کی حیثیت سے خدمات سرانجام دیتے رہے۔

جامعہ رضویہ ضیاء العلوم راولپنڈی اگر آج پوری صلاحیتیں بروئے کار لاتے ہوئے پوری دنیا میں دین متین اور مسلک اہل سنت کی خدمت کا فریضہ سرانجام دے رہا ہے تو یقیناً یہ آپ ہی کی محنت وتوجہ اور نگاہ کا ہی اثر ہے۔

آپ کی قلمی خدمات ☆

جس طرح آپ کو تدریس میں ایک خاص ملکہ حاصل تھا۔اسی طرح خدا نے اپنے فضل و کرم سے آپ کو تحریر کا بھی ایک خاص انداز عطا فرمایا تھا۔آپ کی تحریر نہایت عمدہ اور پر مغز کلمات کا مجموعہ ہوتی تھی۔

اگر چہ دارالعلوم کی ذمہ داریوں کی وجہ سے آپ تحریری شعبہ کو زیادہ وقت نہ دے سکے مگر باوجود اس کے آپ نے علمائے اہل سنت اور عوام اہلسنت کے لئے اپنی یادگار تصانیف چھوڑی ہیں جو کہ عنقریب ہی آپ کے قائم کردہ مکتبہ ضیائیہ راولپنڈی کے زیر اہتمام چھپ کر منظر عام پر آنے والی ہیں۔

آپ کی اولاد امجاد☆

اللہ کریم نے آپ کو دو صاحبزادیاں اور ایک صاحبزادہ سید غلام معین الدین شاہ صاحب کی شکل میں عطا فرمایا جو کہ آج کل جامعہ رضویہ کے نائب ناظم بھی ہیں۔

آپ ذات اور عشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم☆

آپ کشتہ عشق رسول ﷺ تھے۔ آپ نے ساری زندگی درس حدیث پڑھاتے ہوئے عشق رسول ﷺ کے موتی علمائے حق کی جھولی میں ڈالے تمام زندگی امام اہل سنت مجدد دین وملت حضرت امام احمد رضا خاں بریلوی کے طریقے پر عمل پیرا رہتے ہوئے ان کے مشن کے وارث ہونے کا حق ادا کر دیا۔ دورہ حدیث کے دوران جب کبھی رسول کریم ﷺ کی عظمت وشان کی بات آجاتی تو آپ کے چہرے پر عجیب وغریب کیفیت طاری ہو جاتی اور ہونٹوں پر تبسم نگاہوں میں حسن رسول ﷺ اتر آتا اور جھوم جھوم کر درس حدیث دیتے اور بار بار سرکار ﷺ کی شان وعظمت محبت بھرے لہجے میں ذکر کرتے رہتے اسی طرح کسی محفل میں اگر کوئی ثناخوان حضور ﷺ کی نعت پڑھتا تو آپ کا دل شاد اور باغ باغ ہو جاتا چہرہ کھل جاتا بالخصوص اپنے مرشد کامل فاتح تھادیاں غوث زماں حضور تاجدار گولڑہ پیر سید مہر علی شاہ رحمتہ اللہ علیہ کی لکھی ہوئی نعمت کا یہ مصرع

سبحان اللہ ما اجملک ما احسنک ما اکملک

کتھے مہر علی کتھے تیری ثناء گستاخ اکھیاں کتھے جا لڑیاں

پڑھا جاتا تو آپ محفل میں کھڑے ہو جاتے اور جھوم جھوم کر اس ثناخوان پر انعام واکرام کی بارش کر دیتے اور اس مصرعہ کو بار بار پڑھواتے تھے۔

۱۹۹۸ء میں جب جماعت اہلِ سنت کے زیر اہتمام یارسول ﷺ ریلی نکالی گئی تو اس موقعہ پر

آپ کا جوش دیدنی تھا۔آپ بنفس نفیس عاشقان رسول ﷺ ساتھ سڑکوں پر پیدل نکل آئے۔
جماعت اہل سنت پاکستان کے مرکزی ناظم اعلیٰ علامہ سید ریاض حسین شاہ صاحب نے آپ کو جب عوام کے ساتھ اسٹیج کے نیچے کھڑا ہوا دیکھا تو آگے بڑھ کرانہوں نے عرض کیا کہ حضور آپ سٹیج پر تشریف لے آئیں تو آپ نے فرمایا کہ شاہ جی میں سٹیج پر بیٹھنے نہیں آیا ہوں۔ بلکہ رسول ﷺ کے پروانوں میں کھڑے ہو کر محبت رسول ﷺ کے نغمے سننے اور اپنے دل کا رانجھا راضی کرنے آیا ہوں۔
آپ نے لاتعداد مرتبہ حجاز مقدس اور حرمین شرفین کی حاضریاں دیں۔اور اکثر حاضریوں میں ایسا اتفاق بھی ہوا کہ جب آپ مدینہ شریف میں داخل ہوتے تو پاؤں سے ننگے ہو کر چلتے آپ فرماتے کہ سرکار شہر اور ادب کا مقام ہے۔

عرب کی زمیں اور قدم رکھ کے چلنا
ارے سر کا موقع ہے او جانے والے

اکثر و بیشتر مسجد نبوی میں نماز عصر کے بعد ایک مخصوص مقام پر بیٹھ کر اپنے ہمراہیوں کے ہمراہ نعت رسول مقبول ﷺ سنتے اور خوب روتے حتیٰ کہ حالت غیر ہو جاتی۔ گشتہ عشق رسول ﷺ کے عشق و محبت کو خدا کی بارگاہ میں جو قرب اور قبولیت کا درجہ عطا ہوا وہ کسی کو نصیب نہیں بقول۔

ایں سعادت بزور بازو نیست

خداوند کریم نے آپ کی رحلت کا دن یوم وصال اپنے محبوب رحمۃ اللعالمین ﷺ کے دن پر رکھا۔۱۲ ربیع الاول شریف بعد فجر آپ کا وصال با کمال اور بعد عصر آپ کو لحد میں اتارا گیا۔

آپ کی تحریکات ☆

تحریک پاکستان کے لئے آپ نے اپنے تایا اور والد گرامی کے ہمراہ بہت کام کیا ہر جگہ پر محفل میں عوام و علماء صوفیاء اور مشائخ کو تحریک پاکستان کی کامیابی کے لئے فرماتے اسی طرح ۱۹۵۷ء کی تحریک ختم نبوت ۱۹۷۴ء کی تحریک ختم نبوت ۱۹۷۷ء کی تحریک نظام مصطفیٰ ﷺ اور اس کے بعد تحریک ناموس رسالت جس میں آپ کے جامعہ کا ایک طالب علم حافظ نوید بھی شہید ہوا تھا۔ ان تمام تحریکات میں آپ نے بنفس نفیس بڑھ چڑھ کر حصہ لیا اور اپنے خاندان کے تمام افراد اور جامعہ کے طلباء اور علماء کو ان تحریکات کی کامیابی کے لئے تلقین فرماتے تھے۔

آپ کی دینی خدمات ☆

ویسے تو آپ کی پوری زندگی ہی دین اسلام کے لئے وقف تھی مگر آپ نے جس طرح درس و تدریس میں مہارت تامہ رکھتے ہوئے اس شعبے میں انقلابی خدمات سرانجام دی ہیں وہاں آپ کے یہ کارہائے نمایاں بھی قیامت تک صدقہ جاریہ کے طور پر جاری رہیں گے۔ (۱) ☆ دارالعلوم حمیدیہ سلطان پور ضلع اٹک (۲) ☆ جامعہ رضویہ ضیاء العلوم سبزی منڈی راولپنڈی (۳) ☆ جامعہ رضویہ ضیاء العلوم ڈی بلاک سٹلائٹ ٹاؤن راولپنڈی (۴) ☆ جامعہ آمنہ ضیاء البنات ڈی بلاک راولپنڈی جامعہ آمنہ ضیاء لبنات کمپلیکس سہالہ ضلع اسلام آباد (۵) ☆ جامعہ رضویہ آئی ایٹ اسلام آباد (۶) ☆ بٹ درہ شریف آزاد کشمیر جہاں آپ کے آباؤ اجداد کے مزارات ہیں ان کے ساتھ عظیم الشان جامع مسجد اور شعبہ حفظ کے لئے ایک دینی مدرسہ (۷) ☆ جامعہ محمدیہ غوثیہ انوار القرآن مولوی محلہ صدر راولپنڈی آپ ہی کی یادگار ہیں۔

آپ نے اپنی ۸۲ سالہ زندگی میں سے ۲۲ سال دینی علوم سیکھنے میں اور ۶۰ برس دینی علوم پڑھانے اور دینی ادارے بنانے میں گزارے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ دور حاضر کے تمام علماء خطباء، فقہاء، صوفیا اور مشائخ عظام اور عوام اہل سنت آپ کی ان خدمات کو نہ صرف تسلیم کرتے ہیں بلکہ عقیدت و محبت سے سلام بھی پیش کرتے ہیں۔

تقویٰ اور پرہیز گاری ☆

آپ "ان اکرمکم عند اللہ اتقکم" کی عملی تفسیر تھے۔ آپ کی زندگی تقویٰ پرہیز گاری کا شاندار نمونہ تھی۔ سفر میں ہوں یا حضر میں ہر وقت باوضو رہتے تھے۔ اپنے درس کے دوران طلباء کو بھی خصوصی طور پر نصیحت فرماتے کہ سبق سے پہلے وضو کرلیا کرو اور ہر وقت باوضو رہنے کی کوشش کیا کرو۔ آپ کی زندگی منہیات و منکرات سے بالکل پاک اور صاف تھی غیر شرعی باتوں سے خود بھی دور رہتے اور اپنے متعلقین کو بھی منع فرماتے تھے۔

معاملات میں اس قدر احتیاط فرماتے کہ خاندان کی مشترکہ زمین کی تمام آمدنی آپ ہی کے پاس جمع ہوتی تھی۔ فصل کا سالانہ حساب آمدن وخرچ زمین کے ہر حصے دار کا روپیہ پیسہ جو بھی بنتا وہ الگ الگ ہر ایک کے لئے تحریر فرماتے اور جب متعلقہ حصے دار کے پاس اس کا حصہ اس کے پاس بھیجتے تو

ساتھ ہی حساب والا رقعہ بھی بھیج دیتے۔ وصال باکمال سے ایک دن پہلے جناب علامہ سید رفیع الدین شاہ صاحب جو آپ کے بھتیجے ہیں کو بلایا اور ان کو ان کے حصے کے پیسے دیئے اور پرچہ بھی دیا اور فرمایا کہ اس کو اچھی طرح چیک کر لینا اور کوئی کمی بیشی ہو تو مجھ سے پورا کر لینا۔ سبحان اللہ گھر کے معاملے میں اس قدر احتیاط ہے تو باہر کے لوگوں کے ساتھ کیسا سلوک ہو گا۔

سادگی اور فقر ☆

سادگی اور انکساری شیوۂ پیغمبری ہے جو کہ آپ کو خاندانی طور پر ورثے میں ملی تھی۔ آپ نے تمام زندگی سادگی میں اس طرح گزاری کہ نام و نمود اور شان و شوکت کا آپ میں شائبہ تک نہ تھا۔ علوم و فنون میں یکتائے روزگار اور بے مثل و بے مثال ہو کر بھی آپ میں غرور فخر تکبر نام کی کوئی شے نہ تھی۔ آپ کو پہلی نظر دیکھنے والا یہ اندازہ کر ہی نہیں سکتا تھا کہ آپ اتنے بڑے عالم اور محدث اور بہت سے دینی اداروں کے مہتمم ہو سکتے ہیں۔ بناوٹ اور تصنع سے پاک اس مرد قلندر سے جب کوئی نیا آدمی ملاقات کرتا اور تعارف کے بعد وہ حیرت زدہ ہو جاتا کہ اتنا سادہ مزاج شخص بھی آج کے دور میں نہ صرف علم و حکمت کا سلطان ہے۔ بلکہ اس عظیم شخصیت نے اپنے پاس بیٹھنے والے سینکڑوں افراد کو علم و حکمت کا آفتاب و ماہتاب بھی بنا دیا ہے۔ آپ کو دیکھنے والا یہ کہنے پر مجبور ہو جاتا کہ آپ قرون اولیٰ کی یاد تازہ کئے ہوئے ہیں اور حقیقت بھی یہی ہے کہ آج کے دور میں آپ سنت رسول ﷺ کا عملی نمونہ اور خلفاء راشدین کے اصولوں پر عمل پیرا اور اس کی مکمل تصویر تھے۔

دنیا اور اہل دنیا سے بے رغبتی اور خودداری کا عظیم مظاہرہ ☆

آپ کی زندگی دنیاوی آلائشوں سے پاک اور اہل دنیا کے جھگڑوں جھیلوں سے بے نیاز تھی۔ تمام زندگی دنیا اور اہل دنیا کو اپنے نزدیک بھٹکنے بھی نہیں دیا۔ حالانکہ بڑے بڑے شاہان وقت امراء وزراء جاگیردار سرمایہ دار وڈیرے آپ کے در دولت پر حاضری دیتے مگر استغناء کا عالم یہ تھا کہ ان کی طرف نظر بھر بھی کبھی نہیں دیکھا۔

ایک مرتبہ آپ کے ادارے جامعہ رضویہ ضیاء العلوم ڈی بلاک سٹلائٹ ٹاؤن راولپنڈی میں علماء اہل سنت کے دینی اداروں کی ملکی تنظیم، تنظیم المدارس پاکستان کے اجلاس کے موقع پر اس وقت کے صدر پاکستان جنرل ضیاء الحق شرکت کے لئے آئے تو اس موقع پر ملک بھر سے جید علمائے کرام مشائخ

عظام اور تقریباً تمام ہی دینی مدارس کے مہتمم صاحبان تشریف لائے ہوئے تھے۔ جن میں حضرت غزالی دوراں علامہ احمد سعید شاہ صاحب کاظمی مفکر علامہ پیر محمد کرم شاہ الازہری رحمۃ اللہ علیہم اجمعین جیسی عظیم ہستیاں بھی اس موقع پر موجود تھیں۔

اگر چہ آپ ادارے کے مہتمم ہونے کے ناطے آنے والے تمام مہمانوں کے میزبان تھے۔ مگر آپ آنے والے حکمرانوں کی وجہ سے اس مجلس سے الگ تھلگ رہے۔

اسی طرح ایک اور موقع پر سابق وزیر اعظم پاکستان جناب میاں محمد نواز شریف بھی آپ کے جامعہ میں تشریف لائے۔ آپ اس اجلاس میں بھی شریک نہ ہوئے۔

جب سابق صدر ضیاء الحق کا تعارف علمائے اہل سنت سے کرایا جارہا تھا تو آپ علماء کی اس جگہ سے دور کھڑے ہوئے تھے۔ جب جنرل ضیاء الحق کو آپ کے مقام کے بارے میں پتہ چلا تو خود آپ پاس جا کر قدم بوس ہوا۔ تمام علماء اور اہل دنیا اور سرکاری اہلکاروں نے یہ منظر بھی اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ حاکم وقت آپ کے ہاتھوں کو نہ صرف بوسہ دے رہا ہے بلکہ سامنے جھک کر کھڑا رہا اور طالب دعا ہوا اور آپ بڑی شان بے نیازی سے اس کے سلام کا جواب دے رہے تھے۔ اس بات پر جامعہ کے علاوہ ملک بھر سے آئے ہوئے علماء اور مشائخ اور اہل راولپنڈی نے بڑا تاثر لیا اور اپنی محافل میں اس بات کا چرچا کرنے لگے۔ بھائی عبدالرحمٰن جو جامعہ میں پڑھتے تھے مگر آپ سے بے تکلفی سے بات کر لیتے تھے ایک دن انہوں نے عرض کیا کہ حضور آپ نے اس دن ضیاء الحق کے ساتھ اتنی بے رخی کا انداز کیوں اپنایا تھا۔ تو آپ نے جواب میں ارشاد فرمایا کہ بھائی عبدالرحمٰن تم کس ضیاء کی بات کر رہے ہو؟ ارے بھائی ہمارے ضیا تو گولڑے والی سرکار اور مدینے کے تاجدار ہیں۔ ہمیں کسی ضیا سے کیا لینا۔ آپ کا یہ جواب سنہری حروف سے لکھنے کے قابل اور موجودہ دور کے علماء کے لئے قابل تقلید اور بہت بڑی مثال ہے اسی طرح اعلیٰ حضرت عظیم ابرکت نے بھی ایسے ہی مقام فرمایا تھا۔

میں گدا ہوں اپنے کریم کا میرا دین پارۂ ناں نہیں

سخاوت وفیاضی ☆

آپ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان "ومما رزقنهم ینفقون" کی عملی تفسیر تھے۔ آپ کی سخاوت کا سلسلہ انتہائی درجہ پر تھا۔ جامعہ کے طلباء پر دست سخاوت ہمیشہ کے لئے کھلا رہتا تھا۔ اکثر طلباء جو آپ کی طبیعت سے واقف تھے وہ گھر جانے کے لئے چھٹی ہی آپ سے لیا کرتے وہ صرف اس

لئے کہ آپ نہ صرف ان کو چھٹی دیا کرتے تھے بلکہ آنے جانے کا کرایہ بھی اپنی جیب خاص سے عنایت فرماتے تھے۔

آپ کی عادت شریفہ تھی کہ آپ اکثر و بیشتر جامعہ رضویہ کے مین گیٹ کے سامنے والی جگہ پر کرسی پر تشریف فرما رہتے۔ جس دن آپ کا موج کرم جوش میں ہوتا تو طلباء کو اشاروں سے بلاتے اور جیب خاص سے ان کو پانچ پانچ اور دس دس روپے کے نوٹ عنایت فرماتے۔

(نوٹ) جامعہ کے طلباء کی تعداد ہر دور میں سینکڑوں کی تعداد پر مشتمل رہی ہے۔

آپ ہر آنے والے طالب علم کو پیسے دیتے جاتے اور فرماتے کہ جاؤ قلفیاں کھالینا اسی طرح جب کبھی اپنے گاؤں سلطان پور شریف تشریف لے جاتے تو وہاں بھی دارالعلوم حمیدیہ کے طلباء اور اساتذہ اور اپنے پاس آنے والے تمام مستحقین اور متعلقین پر سخاوت کا دروازہ کھول دیتے۔ جیب میں ہاتھ ڈالتے جاتے اور جتنا بڑا بھی نوٹ نکلتا وہ دیتے جاتے اور اس کے ساتھ خوش ہو کر دعاؤں سے بھی نوازتے۔

وصال با کمال سے قبل جب آپ آخری مرتبہ گاؤں تشریف لے گئے تو تمام اہل دیہہ کو اکٹھا کر کے کرم کی بارش کر دی اور ہر ایک کو کم از کم پانچ سو اور کسی کو ہزار کا نوٹ دیتے جاتے اور دعاؤں سے نوازتے اور فرماتے جاؤ موج کرو۔

اسی طرح آپ اپنے خدمت گاروں کا بھی خصوصی خیال فرماتے ان کو کبھی بھی رنج میں مبتلا نہیں دیکھتے کسی کے چہرے پر ذرا برابر بھی پریشانی دیکھتے تو خود پریشان ہو کر پوچھتے کہ بھئی کیا تکلیف ہے کیوں پریشان ہو۔ جامعہ کے منشی اور اپنے ڈرائیور اور خدمت گاروں کو کبھی کبھی کچھ نہ کچھ نقد رقم سے نوازتے رہتے تھے۔

سال میں ایک مرتبہ جامعہ کے طلباء علماء مدرسین ملازمین اور معاونین کی دعوت آم منگوا کر فرماتے اور خود اپنی نگرانی میں تقسیم کرواتے دعوت میں آنے والے تمام حضرات کا خصوصی خیال فرماتے اگر آپ کا بلایا ہوا کوئی مہمان کسی خاص وجہ سے نہ آیا ہوتا تو آپ اس کے متعلق دریافت فرماتے کہ کیوں نہیں آیا۔

(نوٹ) یہ دعوت آموں کی دعوت کے نام سے مشہور تھی۔ تمام حضرات کو سال بھر انتظار رہتا تھا اور اس میں جو لطف حاصل ہوتا تھا اس کی کیفیت بیان سے باہر ہے۔ اس موقع پر آپ آم

خریدنے کے لئے چوہدری عبدالرشید ولد فیض محمد ساکن جھنگی محلہ راولپنڈی کو خصوصی تاکید فرماتے کہ آم اچھی قسم کے لے کر آنا۔

حضرت علامہ سید نذیر حسین شاہ گیلانی رئیس الجامعہ غوثیہ رضویہ سیٹھی باغ مظفرآباد آزاد کشمیر والے فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ آپ اپنے اجداد کے مزارات پر بغدر حاضری کے لئے تشریف لے گئے تو واپسی پر میرے مدرسے جامعہ غوثیہ میں بھی تشریف لائے دوران گفتگو آپ نے مدرسہ کے حالات کے بارے میں پوچھا تو میں نے عرض کیا کہ مدرسہ کی جگہ وقف متروکہ املاک میں آتی ہے۔ ابھی چند دن ہوئے کہ حکومت نے مدرسہ کے مالکانہ حقوق دینے کے لئے مجھ سے ۱۵ پندرہ ہزار روپے مانگے ہیں جبکہ ہم سے تو مدرسہ کے روزانہ کے اخراجات بھی پورے نہیں ہو پاتے اس سلسلہ میں سخت پریشان ہوں۔ آپ میری بات سن کر کچھ کہنے بغیر واپس راولپنڈی تشریف لے گئے۔ اور راولپنڈی سے قاری نذیر حسین کارکہ والوں کے ہاتھ مبلغ سولہ ہزار روپے انتہائی راز داری سے مجھے بھجوا دیئے۔ اس طرح آپ نے میرے مدرسے کا الاٹمنٹ کا مسئلہ حل کیا۔

(نوٹ) یہ آپ کی صرف سخاوت ہی نہیں بلکہ دین کی خدمت کرنے والوں اور دینی تعلیم حاصل کرنے والے طلباء اور دینی اداروں سے شدید ترین محبت کا مظہر بھی ہے۔

آپ کے نواسے سید حسام الدین شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ وصال باکمال سے چند یوم قبل آپ کے پاس اکتیس ۳۱ ہزار روپے تھے۔ جو آپ نے چند ہی دنوں میں طلباء سخاوت کے ذریعے ختم کر دیئے اور بوقت وصال باکمال اپنے پاس کچھ بھی نہ رکھا۔

شفقت ومحبت اور رواداری ☆

آپ کی ذات شفقت ومحبت اور رواداری کا مکمل مجسمہ تھی۔ آنے والے پر شفقت اس انداز سے فرماتے کہ ہر شخص یہ سمجھتا آپ جتنی شفقت مجھ پر فرماتے ہیں شاید کسی اور پر نہ فرماتے ہوں گے۔ محبت کا یہ عالم کہ آنے والا آپ کا ہی ہو کر رہ جاتا تھا۔

ایک مرتبہ جامعہ رضویہ ضیاء العلوم ڈی بلاک راولپنڈی کے سالانہ اسباق کے افتتاح کے موقع پر پورے شہر کے علمائے اہل سنت تشریف فرما تھے کہ اس تقریب میں جامعہ کے ساتھ قریبی رہائش پذیر جناب سید نذیر حسین شاہ صاحب بھی تشریف فرما تھے کہ آپ کی نظر ان پر پڑ گئی فوراً اپنی جگہ سے اٹھے اور شاہ صاحب کو آگے بلایا اور اگلی صف میں علماء کے ساتھ بٹھا کر فرمایا کہ شاہ صاحب آپ کے

بیٹھنے کی یہ جگہ ہے وہ نہیں۔

اپنے نواسے نواسیاں پوتا پوتیوں اور خاندان کے دیگر بچوں بچیوں اور جامعہ آمنہ ضیاء البنات ڈی بلاک کی طالبات پر بھی آپ خصوصی طور پر شفقت فرماتے اور ان سے محبت سے پیش آتے۔

آپ جب کبھی جامعہ کی طالبات کے کمرے میں تشریف لے جاتے تو پہلے اپنا عصا مبارک دروازے پر مارتے اس طرح تمام طالبات سمجھ جاتیں کہ بڑے استاد جی تشریف لا رہے ہیں۔ وہ چوکس ہو کر کھڑی ہو جاتیں۔ آپ جب کمرے میں داخل ہوتے تو ہر بچی کو نظر رحمت سے دیکھتے۔

ساؤتھ افریقہ کے دورے سے واپسی پر تمام طالبات کے لئے تحفے خرید کر لائے اور اپنے دست مبارک سے ان میں تقسیم فرماتے۔

جب کبھی طالبات کے کمرے میں تشریف لے جاتے تو ہر طالبہ کو پانچ پانچ روپے اور کبھی دس دس روپے ضرور دیتے اور کبھی کبھی ایسا ہوتا کہ ان کے لئے کچھ منگوا کر ساتھ لے جاتے اور اپنے دست مبارک سے تقسیم فرماتے اسی طرح رواداری اور وضع داری بھی آپ میں کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔

جامعہ نظامیہ لاہور کے مہتمم استاذ العلماء حضرت علامہ مفتی عبدالقیوم ہزاروی مدظلہ العالیٰ جو آپ کے استاد بھائی اور ہم عصر و ہم سبق بھی ہیں۔ آپ اس تعلق کی بنا پر ان سے خصوصی محبت فرماتے جب کبھی مفتی صاحب لاہور سے راولپنڈی اسلام آباد تشریف لاتے تو آپ کو ملنے کے لئے ضرور تشریف لاتے۔

اور آپ ان کی خصوصی توجہ کے ساتھ مہمان نوازی فرماتے تھے کبھی کبھی ایسا بھی ہوتا تھا کہ مفتی صاحب ہفتہ میں ایک دو بار بھی تشریف لاتے مگر آپ کی طرف سے محبت و مہمان نوازی میں کبھی فرق نہیں آیا۔

جب کبھی سال میں ایک مرتبہ حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری رحمتہ اللہ علیہ کے سالانہ عرس مبارک کے موقع پر آپ لاہور تشریف لے جاتے تو آپ مفتی عبدالقیوم ہزاروی مرحوم کے پاس ہی بھاٹی دروازے لاہور میں قیام فرماتے۔ حالانکہ لاہور میں آپ کے شاگردوں کا ایک بہت بڑا حلقہ ہے مگر مفتی صاحب کے ساتھ دیرینہ تعلق کی بنا پر رواداری نبھاتے۔

ایک مرتبہ آپ حج بیت اللہ شریف اور زیارت روضہ رسول کریم ﷺ کی سعادت حاصل کرنے کے بعد واپس تشریف لائے تو آپ کو ملنے اور مبارک باد دینے کے لئے کافی تعداد میں علمائے

کرام آئے۔ آپ کے دل میں خیال گزرا کہ کیا وجہ ہے کہ مفتی عبدالقیوم ہزاروی لاہور سے تشریف نہیں لائے۔ آپ نے خود فون کر کے مفتی صاحب سے فرمایا کہ میں حج کر کے واپس آ گیا ہوں اور آپ مجھے ملنے اور مبارکباد دینے کے لئے تشریف نہیں لائے۔ چنانچہ مفتی صاحب لاہور سے آپ کو ملنے اور مبارکباد دینے کے لئے راولپنڈی تشریف لائے تو آپ نے میزبانی کی انتہا فرمادی اور دوران گفتگو فرمایا کہ میں تمہارے لئے عرب شریف سے خاص تبرک لایا ہوں۔ اس کے بعد گھر تشریف لے گئے اور وہاں سے نہایت قیمتی جوڑا بمع ایک اعلیٰ قسم کا رومال اور کھجوریں آب زم زم شریف لائے اور انہیں عنایت فرمایا۔

راقم الحروف سے تعلق ☆

آپ راقم الحروف پر خصوصی توجہ اور شفقت فرماتے تھے۔ سبزی منڈی میں راقم الحروف کو اکثر و بیشتر آنا جانا ہوتا تھا۔ آپ جامع مسجد سبزی منڈی سے جامعہ کی عمارت واقع سبزی منڈی کی طرف تشریف لے جا رہے ہوتے تو راستے میں اکثر و بیشتر ملاقات ہو ہی جاتی تھی۔ راقم الحروف آپ کے چہرے کے رعب اور جلال کی وجہ اور قبلہ والد گرامی سے تعلق کی وجہ سے آپ سے ادباً چھپنے کی کوشش کرتا مگر جب کبھی آمنا سامنا ہو جاتا تو بڑی محبت سے فرماتے کہ میاں صاحبزادے کیسے ہو کہاں جا رہے ہو کیا کرتے ہو اور پھر کبھی کبھی گھر والوں اور اہل خانہ کی خیریت دریافت فرماتے۔ راقم الحروف جب کبھی بھی استاذ العلماء رازی دوراں علامہ پیر سید حسین الدین شاہ صاحب مدظلہ العالیٰ سے ملاقات کے لئے جامعہ میں گیا تو آپ سے بھی ملاقات ہو جاتی تو آپ بڑی شفقت و محبت سے پیش آتے۔

۱۹۹۵ء میں راقم الحروف کے والد گرامی حضرت قبلہ حافظ فیض محمد چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ کی تعمیر کردہ جامع مسجد رحمانی جھنگی محلّہ میں جلسہ میلاد مصطفیٰ ﷺ کے موقع پر آپ اپنے دونوں برادران حضرت علامہ سلطان الواعظین پیر سید عبدالرحمٰن شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور علامہ پیر سید حسین الدین شاہ صاحب مدظلہ العالیٰ کے ہمراہ چوہدری محمد رمضان چوہدری محمد رشید ولد فیض محمد کی دعوت پر تشریف لے گئے۔ اس موقع پر چوہدری برادران نے راقم الحروف کو بھی جلسہ میں شرکت کی دعوت دی تھی۔ راقم الحروف چونکہ ۱۹۷۹ء میں جھنگی محلّہ کا مکان بیچ کر چکری روڈ پر آ گیا تھا اور اس روز کئی جلسوں میں شرکت کرنا تھی اس وجہ سے تاخیر سے پہنچا تو آپ چوہدری محمد رمضان اور چوہدری محمد رشید وغیرہ کی بیٹھک میں جلسہ ختم کر کے چائے وغیرہ کے لئے تشریف فرما تھے۔ راقم کے تاخیر سے پہنچنے پر سب سے

پہلے آپ بڑی محبت وشفقت سے پیش آئے اور اپنے مخصوص انداز میں فرمایا کہ میاں صاحبزادے ٹھیک ہیں ناں آپ پھر اپنے قریب بیٹھا کر ڈھیروں دعاؤں سے نوازا حالانکہ راقم الحروف اس قابل نہیں کہ آپ کے قریب بیٹھتا مگر آپ کی یہ خصوصی شفقت ومحبت کی بھی ایک خاص وجہ سے تھی وہ یہ کہ راقم کے والد گرامی سے آپ کا پرانا اور دیرینہ تعلق تھا۔ اسی وضع داری اور رواداری کے پیش نظر نظر رحمت سے دیکھتے تھے۔ راقم الحروف کے والد گرامی کا جب ۲۴ جون ۱۹۸۷ء کو وصال باکمال ہوا تو آپ کے برادر اصغر استاذ العلماء حضرت علامہ پیر سید حسین الدین شاہ صاحب مدظلہ العالی نے ہی نماز جنازہ پڑھائی اور اسی طرح چہلم کی محفل میں بھی تشریف لائے تھے۔

مہمان نوازی ☆

آپ قرآن پاک کی آیت "**ویطعمون الطعام علی حبہ مسکینا ویتیما وعیسرہ**" کی عملی تفسیر تھے۔ گھر ہو یا دارالعلوم جب بھی کبھی کوئی مہمان آجاتا تو چہرہ کھل جاتا اور مہمان کو دیکھ کر ہشاش بشاش تر آنے لگتے اور مہمان کے پاس خود بیٹھتے اور طلباء وخدام کو حکم دیتے کہ ان کے قیام وطعام کا فوری انتظام کراتے بالخصوص اندرون ملک یا بیرون ملک سے اگر کوئی عالم دین آجاتا تو آپ پھولے نہ سماتے وہ اس مہمان کی تواضع پوری توجہ سے فرماتے اور اس کے ساتھ کھانے میں خود بھی شرکت فرما ہوتے۔

اسی طرح جب کبھی حج بیت اللہ شریف کی ادائیگی یا عمرے کی سعادت حاصل کرنے کے لئے حرمین شریفین تشریف لے جاتے تو مدینہ شریف میں اپنے ہمراہیوں کی خوب خاطر تواضع فرماتے۔ بالخصوص رمضان المبارک میں جیب خاص سے سب کے لئے ایسا انداز اختیار فرماتے کہ ہمراہی سوچتے کہ آپ کے پاس جو کچھ تھا وہ خرچ ہو چکا ہے نہ جانے واپسی پر کیا بنے گا مگر آپ واپسی تک اسی طرح فیاضی کا مظاہرہ فرماتے اور فرماتے کہ مدینہ شریف میں آپ میرے مہمان ہیں۔ میں ہی سب کی مہمان نوازی کروں گا۔

مولانا ضیاء الحسن ضیائی جس محلہ میں امامت وخطابت کے فرائض سرانجام دیتے ہیں۔ وہاں کے حاجی محمود احمد اپنے دوستوں کے ہمراہ آپ کے گاؤں سلطان پور شریف کے قریب ہی دریائے ہرو پر مچھلی کا شکار کھیلنے کے لئے تشریف لے گئے۔ حسن اتفاق سے آپ اس روز سلطان پور شریف میں اپنے گھر میں تشریف فرما تھے۔ گاؤں کے کسی آدمی نے آپ کی خدمت میں عرض کیا کہ آج دریا پر راولپنڈی

سے کچھ لوگ شکار کے لئے آئے ہوئے ہیں۔ آپ اپنے گھر سے نکلے اور دریا پر پہنچے مہمانوں سے سلام دعا کے بعد فرمایا کہ میں گھر سے تمہارے لئے کھانا بھجوار ہا ہوں حاجی محمود احمد فرماتے ہیں کہ اس سے قبل آپ سے ہمارا کوئی تعارف یا ملاقات نہ تھی اس وجہ سے میں نے عرض کیا کہ ہم کھانا اپنے ساتھ راولپنڈی سے لے کر آئے ہیں۔ آپ نے اپنی فیاضی کا مظاہرہ کرتے ہوئے فرمایا کہ آپ راولپنڈی سے سلطان پور آئے ہیں اپنا کھانا واپس راولپنڈی لے جائیں۔

یہ ارشاد فرما کر آپ اپنے گھر واپس تشریف لے گئے۔ جب دوپہر ہوئی تو ان مہمانوں کی حیرانگی کی انتہا نہ رہی کہ ایک شخص نے بہت بڑا ٹوکرا لا کر ہمارے سامنے رکھ دیا۔ جس میں روٹیاں۔ دیسی گھی، تازہ لسی، ترکاری دیگر لوازمات کھانے کے موجود تھے۔ کھانا لانے والے نے آپ کا پیغام بھی ان کو دیا کہ شاہ صاحب نے فرمایا ہے کہ شام کو راولپنڈی جانے سے پہلے میرے گھر پر مجھے مل کر جانا۔ چنانچہ جب شام ہوئی ہم آپ کی خدمت اقدس میں پہنچے تو آپ نے چائے سے تواضع فرمائی اور ساتھ ہی یہ بھی فرمایا کہ آئندہ جب بھی کبھی سلطان پور آنا ہو تو میرے گھر پیغام بھیج دیا کرنا آپ کو اسی طرح کھانا پہنچ جایا کرے گا۔ حاجی محمود صاحب فرماتے ہیں کہ شاہ صاحب کی اس شفقت و محبت اور مہمان نوازی نے مجھے ہمیشہ کے لئے آپ کا گرویدہ بنا دیا میں زندگی بھر آپ کی اس مہمان نوازی کے جذبے کو نہیں بھول سکتا۔

کشف و کرامات ☆

جامعہ رضویہ کے ایک طالب علم سید واجد علی شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ کچھ عرصہ قبل ایک دن ایسا بھی آیا کہ میرے پاس خرچے کے پیسے ختم ہو گئے حتیٰ کہ حجامت بنوانے کے علاوہ دیگر ضروریات اور آمدورفت کے لئے بھی میرے پاس کچھ نہ تھا۔ میں اسی پریشانی کے عالم میں خدا پاک کی بارگاہ میں دعا کر رہا تھا کہ خدا غیب سے کوئی امداد فرما دے ورنہ ہم طالب علموں کا یہاں پر کون ہے۔ آپ جامعہ رضویہ کے دفتر میں تشریف فرما تھے۔ آپ کو دفتر میں دیکھ کر میرے دل میں اچانک خیال پیدا ہوا کہ اگر آج مجھے شاہ صاحب ایک سو روپے دیں تو میرے بہت سے کام ہو جائیں گے۔ اسی پریشانی اور سوچ و بچار کے عالم میں قدم اٹھائے مدرسے کے مین گیٹ کی طرف چلا گیا۔

جب میں آپ کے قریب سے گزرا تو آپ نے مجھے اپنے پاس بلایا اور حال وغیرہ پوچھنے کے بعد فرمایا کہ تم ڈاڑھی نہیں کٹواتے سنت طریقہ اپناتے ہو اس وجہ سے میں تم سے بہت خوش ہوں یہ فرما کر

آپ نے اپنی جیب میں ہاتھ ڈالا اور دو سو روپے مجھے عنایت فرما کر ارشاد فرمایا کہ جاؤ قلفیاں کھا لینا اور یہ تمہارے بال بہت بڑھ گئے ہیں انہیں بھی حجام کے پاس جا کر ٹھیک کروالو۔

کشف کرامت نمبر۲ ☆

کئی مرتبہ ایسا ہوتا کہ بارش نہ ہونے کی وجہ سے مدرسہ کے طلباء آپ کی خدمت عالیہ میں گذارش کرتے کہ استاد جی بارش نہیں ہو رہی آپ ہمیں حلوہ کھلائیں۔ طلباء کی فرمائش پر آپ حلوہ بنوا کر انہیں کھلاتے بس حلوہ کھانے کی دیر ہوتی تھی کہ فوراً آسمان سے بارش اس طرح اتر آتی کہ جیسے بارش بھی آپ کے حلوے کے انتظار میں ہوتی ہے۔

کرامت نمبر۳ ☆

حاجی محمد ریاض صاحب اپنی جوانی کے دور کی بات سناتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ۱۹۵۹ء میں عیدالفطر کے موقع پر میں پہلی مرتبہ قبلہ شاہ صاحب اور آپ کے والد گرامی کو عید ملنے کے لئے سلطان پور شریف گیا۔ آپ نے بڑی دعائیں دیں اور شفقتوں سے نوازا۔ اس کے بعد میں واپس راولپنڈی آ گیا۔ چونکہ مجھے فلم بینی کا بہت ہی شوق تھا۔ اگلے روز میں جب سینما پر فلم دیکھنے کے لئے پہنچا تو ٹکٹ خریدتے وقت میرے ضمیر نے مجھے جھنجوڑا کہ کل اتنی عظیم اور برگذیدہ و پاک ہستیوں سے محفل کرتا رہا اور آج فلم بینی کرنا چاہتے ہو۔ حاجی محمد ریاض فرماتے ہیں کہ بس آپ سے ملاقات کا خیال دل میں آتے ہی واپس چلا آیا پھر دوبارہ زندگی میں نہ فلم دیکھی اور نہ ہی فلم کا خیال آیا۔

کرامت نمبر۴ ☆

جامع مسجد ضیاء العلوم سیٹلائٹ ٹاؤن کے مؤذن محمد صابر کا بھائی محمد ساجد کافی عرصہ پہلے گھر والوں سے ناراض ہو کر کراچی چلا گیا۔ ہزار کوشش کے باوجود واپس نہیں آ رہا تھا۔ آپ کے وصال باکمال سے چند روز قبل مؤذن محمد صابر کے والد آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اپنی دکھ بھری کہانی سنانے کے بعد کہنے لگے۔ حضرت دعا فرمائیں کہ میرا بیٹا واپس آ جائے۔ آپ نے فرمایا کہ میں اس کو خط لکھوں کہ وہ گھر واپس آ جائے انہوں نے عرض کیا نہیں حضور آپ صرف اس کے لئے دعا فرمائیں کہ وہ گھر واپس آ جائے آپ نے اپنے دست شفقت دعا کے لئے اٹھائے اس کے لئے دعا فرمائی اور ارشاد فرمایا کہ مطمئن ہو کر جاؤ انشاء اللہ تمہارا بیٹا واپس آ جائے گا۔

چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ وہ لڑکا ساجد آپ کے وصال باکمال کے اگلے روز اپنے گھر واپس آ گیا تھا۔

کرامت نمبر۵☆

جامعہ رضویہ کے ایک سینئر طالب علم محمود احمد مفتی فرماتے ہیں کہ چند سال قبل جلسہ دستار فضیلت کے موقع پر آپ نے خوش طبعی کے طور پر فرمایا کہ مفتی جب تمہاری دستار بندی ہوگی تو میں تجھے نوٹوں کا ہار ڈالوں گا۔ میں نے تھوڑی سی بے تکلفی سے عرض کیا کہ استاذ جی اگر آپ اس وقت مدرسہ میں نہ ہوئے تو پھر کیا ہوگا۔ آپ نے فرمایا گھبراؤ نہیں میں انتظام کر کے جاؤں گا۔ محمود احمد مفتی فرماتے ہیں کہ میں تو اس بات کو بھول گیا تھا۔ لیکن آپ نہیں بھولے تھے۔ چنانچہ آپ کے وصال باکمال سے کچھ روز قبل جامعہ رضویہ میں تقریری مقابلہ ہو رہا تھا کہ آپ بھی مسجد میں تشریف لے گئے اور سامعین کے عقب میں کرسی پر بیٹھ گئے میں بھی آپ کے قدموں میں بیٹھ گیا اور آپ کی ٹانگیں دبانے لگا تھوڑی دیر کے بعد آپ نے اپنی جیب سے ہزار روپے کا نوٹ نکالا اور مجھے عنایت کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ لو مفتی تیرے اور میرے درمیان جو وعدہ تھا وہ پورا ہوا مجھے تو اس وقت آپ کے وعدے والی بات سمجھ میں نہیں آئی لیکن آپ کے وصال باکمال کے بعد میں نے غور کیا تو میری حیرت کی انتہا نہ رہی کہ اس سال تو میری دستار بندی ہے اور آپ نے مجھ سے ہار ڈالنے کا وعدہ فرمایا تھا اور ساتھ یہ بھی فرمایا تھا کہ اگر میں نہ ہوا تو انتظام کر کے جاؤں گا۔ تب سمجھ میں آیا کہ آپ نے بڑا پکا وعدہ کیا تھا جو جانے سے پہلے پورا کر دیا۔

کرامت نمبر۶☆

قاری محمد یوسف چشتی خطیب جامع مسجد محمدی چک شہزاد نے ایک مرتبہ آپ کو خواب میں دیکھا تو آپ فرما رہے تھے کہ تجھے خوشخبری ملنے والی ہے۔ ان دنوں میں نے ایک امتحان دے رکھا تھا۔ جس میں ان سے پہلے کئی مرتبہ ناکام ہو چکا تھا۔ لیکن آپ سے خواب میں خوشخبری سننے کے کچھ دنوں بعد ہی میرا رزلٹ آ گیا جس میں میری کامیابی کی خبر تھی کہ میں اچھے نمبروں سے پاس ہو گیا ہوں قاری صاحب فرماتے ہیں کہ آپ نے خواب میں جو خوشخبری مجھے سنائی تھی وہ حرف بحرف پوری ہوئی۔

کرامت نمبر۷☆

سید نذیر حسین گیلانی فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ آپ ہمارے دارالعلوم جامعہ غوثیہ رضویہ سیتھی

باغ مظفر آباد آزاد کشمیر تشریف لائے تو آپ نے دار العلوم میں کثیر تعداد طلباء کو دیکھا پھر جگہ کی کمی کو محسوس فرمایا اور دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے اور بڑے یقین سے فرمایا کہ شاہ صاحب اللہ پاک آپ کو مزید جگہ عطا فرمائے گا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ تھوڑے عرصے کے بعد خدا پاک کے فضل و کرم سے مظفر آباد شہر کے مہنگے ترین علاقے جہاں کروڑوں کی قیمت پر جگہ کا ریٹ ہے۔ ایک سادات خاندان نے مظفر آباد سیکرٹریٹ بالکل قریب ہی تین کنال کا پلاٹ جامعہ کے نام کر دیا۔ الحمد اللہ آج وہاں مسجد و مدرسہ کی تعمیر کا کام جاری ہے جو کہ آپ کی دعاؤں کا نتیجہ ہے۔

زندگی کے آخری ایام ☆

بڑھاپے اور ضعیفی کے عالم میں شب و روز انتھک محنت سے کام کرنے کی وجہ سے آپ کی طبیعت کمزور ہو چکی تھی اور اس کے ساتھ ساتھ گھٹنوں کا درد اور کھانسی کی تکلیف بھی رہنے لگی اس دوران آپ کا علاج معالجہ جاری تھا۔ کہ ایک دوائی سے ری ایکشن ہو گیا۔ جس سے مرض خطرناک حد تک بڑھ گیا مگر خدا پاک کی مہربانی اور نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نگاہ پاک کے صدقے آپ صحت یاب ہو گئے۔

ستمبر ۱۹۹۹ء میں ساؤتھ افریقہ سے آپ کے ایک عقیدت مند اپنی صاحبزادی کے ہمراہ حاضر خدمت ہوئے اور آپ کو ساؤتھ افریقہ کی دعوت دی اور عرض کیا کہ اس بچی کا نکاح آپ نے پڑھانا ہے۔

چنانچہ ان کے اصرار کرنے پر آپ اپنے عزیزان علامہ سید رفیع الدین شاہ اور سید انعام الحق اور راجہ ظہور الحق کے ہمراہ ساؤتھ افریقہ تشریف لے گئے جہاں ڈربن میں مدرسہ ضیاء العلوم کے سالانہ جلسہ دستار فضیلت و تقسیم اسناد اور ڈربن ہی میں عرس ضیائیہ میں شرکت کی اور اس خاتون کے نکاح کی تقریب اور شادی میں شامل ہوئے۔ ان کے علاوہ بھی کئی مجالس اور محافل میں بھی شرکت کی دور دراز کا سفر اور بے آرامی کے سبب وہاں آپ کی طبیعت خراب ہو گئی۔ بخار اور بدن میں درد سے بے قراری اور سانس میں تکلیف ہونے لگی وہاں پر فوری علاج پر خصوصی توجہ دی گئی مگر افاقہ نہ ہوا۔ اسی تکلیف میں آپ وطن عزیز واپس تشریف لے آئے اور پھر باضابطہ علاج شروع کر دیا گیا جس سے آپ دن بدن روبہ صحت ہونے لگے اور حسب معمول مدرسہ میں تشریف لانے لگے اور احباب سے بھی ملاقاتیں کرتے رہے۔

جامعہ رضویہ ضیاء العلوم ڈی بلاک سیٹلائٹ ٹاؤن کے سالانہ جلسہ دستار فضیلت منعقدہ ۲۹۔ ۲۸ اکتوبر ۱۹۹۹ء میں حسب معمول شرکت فرمائی اور تلامذہ میں اپنے دست مبارک سے اسناد تقسیم فرمائیں اور کرسی پر بیٹھ کر حسب معمول آخری خطبہ ارشاد فرمایا جس کو سننے کے بعد باشعور افراد سمجھ رہے

تھے کہ آپ اپنا آخری خطبہ جس درد بھرے انداز میں دے رہے ہیں یہ اس بات کی دلیل ہے کہ شاید آپ اگلے برس ادارے میں نہ ہوں گے شعبان المعظم کے آخر میں آپ کی طبیعت بگڑنا شروع ہوگئی اور ہر وقت بخار رہنے لگا ڈاکٹروں کے مشورے سے مختلف ٹیسٹ کرائے گئے جن سے معلوم ہوا کہ آپ کو ٹائیفیڈ (Tified) ہوگیا تھا۔ جس کی غور نہ کی گئی جس کی وجہ سے آپ کی طبیعت میں سخت اضطراب ہے۔ رمضان المبارک کے مہینے میں طبیعت نے نازک صورت حال اتیار کرلی اہل خانہ پریشان رہنے لگے۔ مگر عیدالفطر کے بعد طبیعت میں افاقہ ہونے لگا اور دن بدن بہتر ہونے لگی مگر کمزوری نقاہت کی وجہ سے سہارا لے کر چلتے تھے۔ آخری ایام میں آپ کے تلامذہ نے قابل رشک خدمت گزاری اور تیمار داری کا حق ادا کر کے اپنی سعادت مندی کا ثبوت دیا۔ آخری ایام میں آپ کی طبیعت میں حیرت انگیز انقلاب برپا ہوگیا۔ یعنی جلال جمال سے بدل گیا غصہ شفقت سے رعب محبت وشفقت سے بدل گئے محبتیں عام ہوگئیں اور ہمدردیوں اور شفقتوں کی نئی نئی داستانیں رقم ہونے لگیں۔ وہ آنکھیں جن میں کبھی جلال وقہر کی چمک ہوا کرتی تھی۔ اب ہمہ وقت محبت و ہمدردی کا پیغام دے رہی تھیں وہ آواز جس سے بڑے بڑے لرزہ براندام ہو جاتے تھے۔ وہ آواز پرکشش انداز سے لوگوں کو اپنی طرف کھینچ رہی ہے۔ جامعہ کے طلباء اور خاندان کے بچوں کو ڈانٹ ڈپٹ کرنا چھوڑ دی بلکہ اب ہر ایک کو اپنے قریب بٹھا کر بہت سی نصیحتیں فرماتے اہل خانہ اور خواتین کے پاس بڑے بے تکلف انداز میں گفتگو فرمانے لگے۔

زندگی کے آخری روز حاجی فیملی کے حاجی مشتاق احمد آپ کے پاس تشریف لائے اور عرض کرنے لگے کہ آج ۱۲ ربیع الاول شریف کی رات ہے اور آپ نے جو محفل میلاد شریف کی ابتداء میری رہائش گاہ پر کی تھی۔ آج رات بعد نماز عشاء وہی محفل میلاد ہوگی۔ میں آپ کی خدمت میں دعوت دینے کے لئے حاضر ہوا ہوں۔ آپ نے فرمایا کہ میں آؤں گا اور ضرور آؤں گا مگر چونکہ پوری رات بیٹھ نہیں سکتا اس لئے تھوڑی دیر کے لئے آؤں گا۔

اس کے بعد آپ نے درزی کو بلا کر دو جوڑے کپڑوں کے دیئے اور فرمایا کہ آج میلاد شریف کی محفل میں جانا ہے۔ لہٰذا دونوں جوڑے شام کو تیار چاہئیں تا کہ محفل میلاد میں پہن سکوں شام کے وقت خادم خاص حاجی محمد ہارون سے فرمایا کہ حاجی خیال رکھنا کہ رات گیارہ بجے اسلام آباد سے حاجی مشتاق احمد کی گاڑی آئے گی۔ اس کے لئے گیٹ کھول کر مجھے جگانا۔ اس نے عرض کیا حضور آپ کی طبیعت علیل ہے۔ تمام رات جاگنے سے مزید خراب ہوگی اس لئے آپ وہاں نہ جائیں۔ اس کی بات سن کر آپ نے اپنے مخصوص انداز میں فرمایا کہ نہیں میں نے وعدہ کرلیا ہے وہاں ضرور جاؤں گا اور

وہاں سے گولڑے شریف بھی حاضری دے آؤں گا اور وہاں کی محفل میلاد میں بھی شرکت ہو جائے گی۔ بعد ازاں آپ نے نماز عشاء ادا فرمائی اور طلباء سے اپنے کمرے میں نعتیہ اشعار سنتے رہے اور صبح کے جلوس عید میلاد النبی جو کہ بزم ارشاد جامعہ رضویہ کے زیر اہتمام نکلتا ہے اس کے انتظامات کے بارے میں گفتگو فرماتے رہے۔

آپ کے عزیز جناب سید حبیب الحق شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ رات کو جب میں خلاف معمول زیادہ دیر گھر پر رہا اور سونے کے لئے گیارہ بجے کے بعد مدرسے میں اپنے کمرے میں آیا تو میں نے دیکھا کہ مدرسے کی تمام لائٹیں بند تھیں۔ مگر آپ کے کمرے کی لائٹ جل رہی تھی میں نے جب آپ کی طرف جھانک کر دیکھا تو میں نے دیکھا کہ آپ تیار ہو کر چارپائی سے نیچے لاتیں لٹکائے ہوئے بیٹھے ہیں۔ جیسے کہیں جانے کی تیاری ہو۔ میں چپکے سے آپ کے کمرے کے سامنے سے گزر کر اپنے کمرے میں جا کر سو گیا۔ گیارہ ربیع الاول شریف کے دن آپ کے چہرے پر عجیب خوشی اور مسرت کے انوار نظر آرہے تھے۔ چھوٹی عمر کے طلباء کو اپنے پاس بلا کر ان سے گفتگو فرماتے رہے اور ان کو پیسے دیئے اور فرمایا کہ جاؤ قلفیاں کھالو۔

حافظ محمد طیب جو نابینا ہیں کچھ دور تھے وہ قریب آنے سے جھجک رہا تھا آپ نے آواز دے کر بلایا اسے پیسے دیتے ہوئے فرمایا۔ جا حافظا قلفیاں کھا پھر کون کھلاسی آ ایہہ میری طرفوں آخری قلفی آ۔ اسی دن شام کو فاتحہ دلانے کے گھر پر بہت سا سامان منگوا کر بھجوایا اسی روز اپنی بیٹی کے گھر بھی تشریف لے کر گئے۔ ان سے نہ صرف آخری ملاقات کی بلکہ ان تمام افراد نواسا نواسیوں کو ہمراہ لے کر اپنے گھر تشریف لے آئے اور فرمایا کہ کل ہمارے گھر اور بھی بہت سے مہمان آئیں گے۔ کسی کو کیا خبر تھی کہ آپ کیا اشارے دے رہے ہیں۔ اسی روز اپنے برادر اصغر رازی دوراں حضرت علامہ پیر سید حسین الدین شاہ صاحب مدظلہ العالی کو مظفر آباد آزاد کشمیر میں جلوس عید میلاد النبی ﷺ کی قیادت اور بارہویں رات کے جلسہ میلاد مصطفیٰ ﷺ شرکت کے لئے روانہ فرمایا اور جلد آنے کی نصیحت و تاکید فرمائی۔

وصال باکمال ☆

بارہ ربیع الاول شریف کی رات ایک بجے تک طلباء سے سرکار مدینہ ﷺ کی آمد آمد کے سلسلہ میں نعتیں سنتے رہے اور خود بھی ان کے سامنے میلاد پاک کے فضائل بیان فرماتے رہے۔ رات ایک بجے کے بعد ۳ بجے تک آرام کیا اور حسب معمول نماز تہجد پڑھ کر اپنے اوراد و وظائف

پورے کئے اس کے بعد نماز فجر ادا کی۔ جب بارہ ربیع الاول شریف کی صبح کا سورج طلوع ہوا اور سرکار مدینہ ﷺ کی ولادت کا وقت آیا اور اردگرد کی تمام مساجد سے درود وسلام کی آوازیں آ رہی تھیں۔ ہر طرف شادیانے بج رہے تھے۔ ہر طرف خوشی اور مسرت کا سماں بندھا ہوا تھا۔ ہر مومن کے دل سے آواز آ رہی تھی۔

''یا نبی سلام علیک ...... یا رسول سلام علیک''

تو اس وقت آپ نے اپنے خادم خاص حاجی محمد ہارون کو آواز دے کر اپنے پاس بلایا اور فرمایا کہ تمام طلباء کو قرآن خوانی کے لئے جمع کرو۔ اسی روز جامعہ رضویہ میں دو تقریبات تھیں (۱) عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سلسلہ میں جلسہ وجلوس (۲) حاجی شیخ محمد اسحاق کی برسی کے موقع پر ایصال ثواب کی محفل حاجی محمد ہارون اور حافظ محمد اعجاز جو آخری رات تمام رات آپ کی خدمت اور تیمارداری میں مصروف تھے۔ آپ کے حکم کے مطابق دوسری منزل پر گئے اور تمام کمروں نے طلباء کو بلانے چلے گئے۔ تمام طلباء دوبارہ مسجد میں آئے اسی دوران آپ کی طبیعت بگڑ گئی حاجی محمد ہارون نے دیکھا کہ کچھ طلباء آپ کی چارپائی کے چاروں طرف کھڑے ہوئے ہیں وہ دوڑے اور آپ کے قریب پہنچ کر چہرے کے تاثرات دیکھ کر فوراً آپ کو چارپائی پر سیدھا کر کے لٹایا اور طلباء کو بلند آواز سے قرآن پاک پڑھنے کے لئے کہا۔ اس وقت آپ کا سر مبارک حافظ محمد اعجاز کی گود میں رکھا ہوا تھا۔ آپ کو ہسپتال لے جانے کے لئے آپ کے صاحبزادے غلام معین الدین شاہ صاحب المعروف مرشد سرکار کو گھر سے بلوایا گیا اس دوران آپ کو چارپائی پر برآمدے سے اٹھا کر کمرے میں لے گئے۔ لیکن کمرے میں جانے کے بعد دیکھا کہ علم وحکمت کا وہ آفتاب تقویٰ اور پرہیزگاری کا وہ مرکز علم ودانش کا کوہ ہمالہ اور خانوادۂ رسالت کا وہ عظیم روشن چراغ اپنے نانا کے یوم اور وقت ولادت پر گل ہوگیا۔ **ان للّٰہ وانا الیہ راجعون۔**

صورت از بے صورتے آمد برون
باز شد انا للّٰہ وانا الیہ راجعون

آپ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ خدا مجھے ایسا دن نصیب کرے گا جسے کوئی بھلا نہ سکے گا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ آپ کا وصال باکمال ۱۲ ربیع الاول شریف ۱۴۲۰ء بروز جمعۃ المبارک مورخہ ۲۷ جون ۱۹۹۹ء کو جامعہ رضویہ ضیاء العلوم ڈی بلاک سیٹلائٹ ٹاؤن میں ہوا۔ آپ کے وصال باکمال کے بعد سب سے پہلے

آپ کے برادر اصغر حضرت علامہ پیر سید حسین الدین شاہ صاحب مدظلہ العالی جو مظفر آباد آزاد کشمیر میں جلوس عید میلاد النبی کی قیادت کے لئے گئے ہوئے تھے۔ ان سے رابطہ کر کے ان کو اطلاع کی گئی اور ہدایت طلب کی گئیں تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ راولپنڈی میں غسل دے کر جنازہ سلطان پور شریف پہنچا دیا جائے اور شام ۶ بجے نماز جنازہ کا اعلان کرایا جائے۔

جب آپ کا جسد خاکی سلطان پور شریف پہنچا تو کچھ احباب نے مشورہ دیا کہ آج جلوس عید میلاد النبی ﷺ ہے۔ جس کی وجہ سے کافی تعداد میں علمائے کرام نہیں پہنچ سکیں گے۔ اس لئے جنازہ ۱۳ ربیع الاول شریف بروز ہفتہ کو کیا جائے۔ مگر اہل دانش نے فیصلہ کیا کہ جب قادر مطلق نے آپ کو بارہ ربیع الاول شریف کی تاریخ عنایت فرمائی ہے تو پھر اسی دن آپ کا جنازہ کیا جانا چاہئے۔

چنانچہ ۱۲ ربیع الاول بروز جمعتہ المبارک ۱۴۲۱ء ہجری ۲۷ جون ۱۹۹۹ء شام ۶ بجے آپ کی نماز جنازہ آپ کے برادر اصغر رازی دوراں علامہ پیر سید حسین الدین شاہ صاحب مدظلہ العالی کی اقتداء میں آپ کے آبائی گاؤں سلطان پور میں ادا کی گئی اور آپ کو آپ کے والد کے قدموں اور برادر اصغر علامہ سید عبدالرحمن شاہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے پہلو میں دفن کیا گیا۔ جہاں آپ کا مزار فیض آثار مرجع خلائق عام ہے۔

نوٹ:۔ فقیر راقم الحروف نے تادم تحریر دو مرتبہ آپ کے مزار پُر انوار پر حاضری کی سعادت حاصل کی ہے۔

منقبت در شان حضرت شیخ الحدیث محدث سلطان پوری شریف

سلطان تو ہے زمانے کا ہو کے مہر علی کا غلام
کتنا اونچا ہے سید دہر میں ہر سو تیرا نام
شیخ حدیث و قرآن ہے کتنی اونچی شان تیری
تو ہے شب علمی میں اے میرے سید ماہ تمام
علم کے ہر گلشن میں تیرے علم کے دھارے چلتے ہیں
علم کے غنچوں پر تیرا سید ہے اک جدو عام
فخر زمانے کو ہے تیرے علم کی شان و شوکت پر

علم کی ہر اقلیم میں بھی رائج ہے تیرا ہی نظام

عبدالرحمٰن عالم بھی فاضل بھی ہے ایک اجل

تیری نگاہ الفت سے حسین جس کا عظیم الشان ہے مقام

تیرا ضیاء الحق شاہا علم کا بحر قلزم ہے

لطف شاہا دو عالم سے جسکے سبب شریں ہے کلام

یاد خدائے برتر میں رہتا ہے شہاب الدین مگن

بادشہ دوعالم ﷺ سے شناسا اسے حاصل ہے دوام

وہ اک بیکس و بے بس ہے مضطر ہے وہ بیچارہ

اس کی جانب ایک نظر عرفاںؔ تم سب کا ہے غلام

ازقلم علامہ عرفان رضوی

آباد خدا رکھے میخانہ محمد کا ﷺ

حضرت پیر سید عبدالرحمٰن شاہ چشتی نظامی رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆

عمدۃ السالکین امام العاشقین آفتاب علم وحکمت مبلغ عالم اسلام سلطان الواعظین حضرت علامہ پیر سید عبدالرحمٰن شاہ مشہدی ثمہ سلطان پوری چشتی نظامی رحمتہ اللہ علیہ سادات مشہدی کے عظیم گھرانے کے چشم و چراغ تھے۔ آپ کے آباؤ اجداد ایران کے مشہور علاقہ مشہد سے ہجرت کر کے آزاد کشمیر کے مختلف علاقوں بالخصوص مظفر آباد، بلدرہ اور نواسیری میں آ کر آباد ہوئے اور ان علاقوں کو رشد و ہدایت کا مرکز بنایا۔ آپ کے دادا جان خاندان کے دوسرے افراد کے ہمراہ سلطان پور ہروئی والا نزد حسن ابدال ضلع اٹک کے مقام پر مستقلاً قیام پذیر ہو گئے اور دین مصطفیٰ ﷺ کی خدمت اس انداز سے کی کہ پورے علاقہ کے اطراف میں چاروں طرف آپ کے خاندان ہی کا چرچا تھا۔ دور دور سے لوگ آ کر علوم دینیہ کی تعلیم حاصل کرنے لگے۔ خاندان کے تمام افراد علمی رنگ میں رنگے ہوئے اور اپنے وقت کے بے مثل و بے مثال عالم فاضل تھے۔ حیدری خون رگوں میں ہونے کی وجہ سے روحانیت کا فیضان بھی اس قدر تھا کہ کوئی بھی مایوس اور خالی نہ لوٹتا آپ کے دادا جان اور خاندان کے دیگر افراد دین کی خدمت کے ساتھ ساتھ اپنی گذر بسر اور رزق حلال کے لئے کھیتی باڑی کو ذریعہ معاش بنائے ہوئے تھے۔ ایسے روحانی علمی ماحول میں آپ کی ولادت باسعادت ۱۹۲۶ء میں ہروئی والا سلطان پور نزد حسن ابدال ضلع اٹک میں خانوادہ رسالت کے عظیم نیر تاباں فقیہہ العصر حضرت علامہ پیر سید ضیاء الدین شاہ مشہدی رحمتہ اللہ علیہ کے گھر میں ہوئی۔

آپ کی پیدائش کے فوراً بعد ہی پورے خاندان کے بزرگوں کی توجہ آپ کی تعلیم و تربیت پر لگ گئی۔ آپ بچپن میں عام بچوں کی طرح کھیل کود کی طرف راغب نہ تھے۔ اس لئے کہ گھر کے دینی ماحول نے بچپن ہی سے آپ کی طبیعت میں انقلاب پیدا کر دیا تھا۔

تعلیم و تربیت ☆

آپ نے قرآن پاک کی تعلیم اپنے گھر میں اپنے عم محترم جناب سید منور شاہ سے حاصل کی اور سکول کی تعلیم بھی اپنے گاؤں کے مقامی سکول میں ہی حاصل کی۔ سکول کی ابتدائی تعلیم کے بعد آپ

نے اپنی خاندانی روایات کو برقرار رکھتے ہوئے علوم دینیہ کا آغاز فارسی کتب سے شروع کیا۔ چونکہ اس دور میں فارسی کتب پر بہت زیادہ توجہ دی جاتی تھی۔ ہمیں اس تفصیل میں جانے کی قطعاً ضرورت نہیں کہ آپ نے فارسی کتب کہاں تک پڑھی ہیں مگر آپ کی تقریروں سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ آپ نے مثنوی شریف سبقاً پڑھی ہے۔ چونکہ آپ کی تقریریں مثنوی شریف سے مرصع ہوتی تھیں اور اس کے ساتھ ساتھ سامعین کو محفوظ کرنے اور تقریروں میں مزید پختگی پیدا کرنے کے لئے شاہنامہ اسلام کے اشعار پڑھتے تھے۔ آپ نے صرف نحو کی تعلیم کا آغاز بھوئی شریف ضلع اٹک کی معروف درس گاہ میں استاذی العلماء مولانا فریدالدین ہاشمی اور شیخ الجامعہ مولانا محب النبی چشتی نظامی ہاشمی علیہم الرحمۃ سے کیا۔

حصول علم کے لئے آپ کچھ عرصہ مکھڈ شریف کی معروف روحانی وعلمی درسگاہ میں بھی داخل رہے۔ بعد ازاں اپنے برادر بزرگ شیخ الحدیث علامہ پیر سید غلام محی الدین شاہ کے ہمراہ جامعہ نعمانیہ لاہور میں داخل ہو کر اپنے استاذ شیخ الجامعہ مولانا محب النبی علیہ الرحمۃ سے اکتساب فیض کرتے رہے۔

جامعہ نعمانیہ لاہور اہل سنت کا وہ عظیم ادارہ ہے کہ جس میں حضور تاجدار گولڑہ پیر سید مہر علی شاہ اور حضرت امیر ملت پیر سید جماعت علی شاہ محدث علی پوری علیہ الرحمۃ نے تدریس کے فرائض سرانجام دیئے۔ جبکہ امام اہل سنت مجدد دین وملت مولانا الشاہ احمد رضا خاں بریلوی اور علامہ ڈاکٹر محمد اقبال جیسی نابغہ روزگار اور قابل فخر ہستیاں جامعہ نعمانیہ کے اجلاسوں میں شرکت کرتی تھیں اور علامہ محمد اقبال تو غالباً جامعہ نعمانیہ کے رکن بھی تھے۔

جامعہ نعمانیہ سے اکتساب فیض کے بعد امرتسر کے قصبہ رمداس میں ایک سال تک مولانا غلام نبی علیہ الرحمۃ سے استفادہ کرتے رہے اس کے بعد دوبارہ پھر اپنے استاذ شیخ الجامعہ مولانا محب النبی علیہ الرحمۃ کے پاس جو ان دنوں قصبہ جینڈر شریف نزد کڑیانوالا ضلع گجرات میں خواجہ گوہر دین رحمۃ اللہ علیہ کے مدرسہ میں پڑھا رہے تھے۔ آپ نے بقایا تعلیم وہاں پر حاصل کی۔

آپ کی تحریکی خدمات ☆

۱۹۴۶ء میں جب تحریک پاکستان نے زور پکڑا تو آپ نے اپنے تایا جان جناب سید شاہ علیہ الرحمۃ کے ہمراہ صوبہ سرحد کا طوفانی دورہ کیا اور اپنے فن خطابت سے آپ نے لوگوں میں مسلم لیگ کی حمایت کا جذبہ بیدار کیا چونکہ آپ بلا کے ذہین اور اپنے وقت کے عظیم خطیب تھے جہاں بھی تشریف لے جاتے مسلم لیگ کے ہی نعرے بلند ہو جاتے صوبہ سرحد کے ریفرنڈم میں آپ کا نمایاں کردار شامل رہا۔

۱۹۴۷ء میں آپ باقاعدہ مسلم لیگ نیشنل گارڈ میں شامل ہو گئے اور اپنے علاقے کے سالار مقرر ہوئے جس کی وجہ سے آپ کو پورے علاقے بلکہ ضلع بھر میں نمایاں حیثیت حاصل ہو گئی۔ آپ کی وجہ سے مسلم لیگ نیشنل گارڈ میں آپ کے والد گرامی کے کافی شاگرد و مریدین بھی شامل ہو گئے تھے۔

۲۷ رمضان المبارک ۱۴ اگست ۱۹۴۷ء کو حسن ابدال میں جب مملکت خداداد پاکستان کی پرچم کشائی کی تقریب منعقد ہوئی تو نیشنل گارڈ نے سلامی پیش کی تھی اس سلامی دینے والے دستے میں آپ بھی بنفس نفیس شامل تھے۔

آغاز خطابت ☆

آپ کے استاذ المکرم حضرت شیخ الجامعہ علامہ محبّ النبی علیہ الرحمۃ گجرات کے ایک گاؤں میں عرس مبارک کی تقریب میں شرکت کے لئے تشریف لے گئے تو وہاں کے لوگوں نے تقریر کے لئے فرمائش کی تاکہ لوگ مستفید ہو سکیں۔ حضرت شیخ الجامعہ نے آپ سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ مناشاہ جی آج تقریر آپ کریں۔

(نوٹ) حضرت شیخ الجامعہ علیہ الرحمۃ آپ کو پیار سے مناشاہ کہا کرتے تھے۔

آپ حضرت شیخ الجامعہ کے حکم پر فوراً کھڑے ہو گئے۔ اس موقع پر آپ کے برادر بزرگ حضرت شیخ الحدیث علامہ سید غلام محی الدین شاہ صاحب علیہ الرحمۃ بھی موجود تھے۔

آپ نے تقریر شروع کی اور خطابت کے جادو کو جب جگایا اور محفل کو گرمایا تو لوگ عش عش کر اٹھے اور آپ کی تقریر پر خوب داد دی اور نعرے لگائے۔ اگرچہ یہ آپ کی پہلی مگر کامیاب ترین تقریر تھی۔ عوام کا جوش دیکھ کر حضرت شیخ الجامعہ جلسہ کے اختتام پر آپ سے بہت خوش ہوئے اور دعاؤں سے نوازا۔

اس تمام معاملہ کو دیکھ کر آپ کے برادر بزرگ حضرت علامہ سید غلام محی الدین شاہ صاحب علیہ الرحمۃ کی دور اندیش نگاہوں نے آپ کا مستقبل جان لیا کہ یہ اپنے وقت کے عظیم خطیب ہی نہیں بلکہ سلطان الواعظین بنیں گے۔ اور فرمایا کہ اب تو یہ صرف تقریر ہی کریں گے تدریس پر توجہ نہیں دیں گے۔ اس لئے کہ عوام نے جس انداز سے پذیرائی کی ہے وہ انہیں اب دوسری طرف متوجہ نہیں ہونے دے گی اور وقت نے ثابت کیا کہ آپ ملک سخن کے بے تاج بادشاہ اور عالم اسلام کے عظیم خطیب اور واقعتاً سلطان الواعظین ہو گزرے ہیں۔

آپ نے اپنی خطابت کا باقاعدہ آغاز ضلع سرگودھا کے معروف علاقہ ملکوال کی مرکزی جامع

مسجد سے ۱۹۵۱ء میں شروع کیا۔ آپ کی خطابت کا یہ دورانیہ بہت طویل دورانیہ تھا اور اس طویل دور میں آپ نے ملکوال اور گردونواح کے تمام دیہات اور پھر سرگودھا، خوشاب اور ہزارہ ڈویژن اور آزاد کشمیر میں مختلف جلسوں اور مذہبی تقریبات سے خطاب فرماتے رہے اور لوگوں کے دلوں کو عشق مصطفیٰ ﷺ کی وہ شمع روشن کی جسے لوگ تا ابد یاد رکھیں گے۔ ملکوال کی مرکزی جامع مسجد میں خطابت کے موقع پر آپ کی تقریر سننے کے لئے سامعین جوق در جوق آتے اور مسجد کا یہ حال تھا کہ نمازیوں کو بمشکل جگہ ملتی تھی حالانکہ ملکوال کی جامع مسجد وسیع وعریض رقبے پر محیط ہے۔

یہی وجہ ہے کہ ملکوال چھوڑ جانے کے بعد ابھی تک نہ صرف ملکوال بلکہ گردونواح کے لوگ آپ کو عزت واحترام کی نگاہ سے دیکھتے اور یاد کرتے ہیں اور آپ کے مزار شریف پر بھی آ کر حاضری دیتے ہیں وہ صرف اس لئے کہ آپ نے ملکوال اور گردونواح کے دیہاتوں کے بے دینوں کو دین دار بنایا بھٹکے ہوؤں کو راستے پر لاکھڑا کیا گمراہوں کو راہ دکھلائی، بے نمازیوں کو نمازی بنایا بے عملوں کو عالم وکامل بنایا اور ان کے سینوں کو نور ایمان سے منور کیا۔

خطابت کا دوسرا دور ہری پور☆

جس زمانے میں آپ کے والد گرامی حضرت فقیہہ العصر علامہ سید ضیاء الدین شاہ صاحب علیہ الرحمۃ علیل ہو گئے تھے۔ آپ والدین کی خدمت اور گھر کے زمیندارہ اور دیگر کام کاج کو سنبھالنے کے لئے ملکوال کو خیر باد کہہ کر اپنے گاؤں سلطان پور آ گئے ابھی آپ کو سلطان پور تشریف لائے ہوئے تھوڑا ہی عرصہ ہوا تھا کہ جامعہ رحمانیہ ہری پور کے ناظم اعلیٰ صاحبزادہ پیر طیب الرحمٰن صاحب چھوہروی علیہ الرحمۃ کی ایک جماعت لے کر سلطان پور میں آپ کے والد گرامی کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہنے لگے۔ آپ سید عبدالرحمٰن شاہ صاحب کو جامعہ رحمانیہ ہری پور میں جمعۃ المبارک پڑھانے کی اجازت دے دیں ہم ان کو لینے کے لئے آئے ہیں۔ آپ کے والد گرامی نے ان کے پرزور اصرار اور بار بار مجبور کرنے پر آپ کو جامعہ رحمانیہ ہری پور میں جمعۃ المبارک پڑھانے کی اجازت دی۔ اس کے بعد آپ کافی عرصہ تک ہری پور میں ہی میں جمعۃ المبارک پڑھاتے رہے۔ ہری پور میں قیام کے دوران آپ نے دین اسلام اور مسلک اہل سنت کی بے مثال خدمات سرانجام دیں اور مسلک اہل سنت کے فروغ اور احیاء کے لئے پورے ضلع ہزارہ کے دورے کئے پہاڑی اور سنگلاخ راستوں کا پیدل سفر کیا۔ ہری پور میں جلوس عید میلاد النبی علیہ الرحمۃ کو پہلے سے زیادہ منظم اور مضبوط کیا جلوس کی کامیابی کے لئے

پورے علاقے کے ہر دیہات میں جلسے کئے اور لوگوں کو سرکار دو عالم علیہ الرحمۃ کے جلوس میں شرکت کے لئے نہ صرف تاکید فرماتے بلکہ پوری طرح تیار کرتے اور یہی وجہ تھی کہ آپ کے دور میں جامعہ رحمانیہ ہری پور سے نکلنے والا جلوس عید میلاد النبی ﷺ بہت شایان شان طریقے سے نکلتا تھا۔

۱۹۷۴ء میں جب جامعہ رضویہ ضیاء العلوم ڈی بلاک سیٹلائٹ ٹاؤن کی مرکزی جامع مسجد تیار ہوگئی اور جامعہ رضویہ سبزی منڈی سے سیٹلائٹ ٹاؤن منتقل ہوا تو اہل راولپنڈی کے پُرزور اصرار پر آپ راولپنڈی جامعہ رضویہ ضیاء العلوم ڈی بلاک میں تشریف لے آئے اور وہیں پر نماز جمعۃ المبارک کی خطابت کے فرائض تادم آخر انجام دیتے رہے۔ جامعہ کے طلباء آپ کی تقریروں سے نکات حاصل کرتے اور عوام الناس اپنے عقیدے میں پختگی پاتے تھے۔

آپ کی تبلیغی اور تحریکی خدمات ☆

آپ کی تبلیغی خدمات قابل فخر ہیں۔ پچاس برس سے زیادہ آپ نے دین متین کی خدمت سر انجام دی۔ اندرون و بیرون ملک برطانیہ، ساؤتھ افریقہ، انڈیا اور دیگر کئی ممالک میں آپ نے مسلک حق اہل سنت جماعت کی حقانیت کا سکہ بٹھایا اور کئی دینی مراکز قائم کئے۔ ملکوال میں خطابت کے دوران آپ نے ایک دینی مدرسہ رفیع الاسلام کے نام سے قائم کیا جس میں طلباء کو دینی اور دنیاوی علوم پڑھائے جاتے تھے۔ بعد میں حکومت نے اس ادارے کو سرکاری تحویل میں لے لیا جو کہ گورنمنٹ رفیع السلام ہائی سکول ملکوال کے نام سے مشہور ہے۔ ملکوال کا یہ سکول آپ کی دینی و علمی خدمات کا آئینہ دار ہے۔ آپ تحریک پاکستان کے عظیم مجاہد اور تحریک ختم نبوت، تحریک نظام مصطفی ﷺ اور تحریک ناموس رسالت کے عظیم سپہ سالار تھے۔ تحریک ختم نبوت کے دوران آپ کو ملکوال سے گرفتار کر کے جیل بھیج دیا گیا۔

اسی طرح تحریک نظام مصطفی ﷺ کے دوران آپ کو اپنے آبائی گاؤں سلطان پور سے گرفتار کر کے اٹک جیل بھیج دیا گیا۔ اس طرح آپ دین متین کی خدمت کے صلہ میں پابند سلاسل بھی رہے مگر جوں جوں آپ کی عمر عزیز بڑھتی گئی آپ کا ذوق جنون بھی بڑھتا رہا اس طرح تحریک ناموس رسالت کے لئے بھی آپ کی خدمات کسی سے پوشیدہ نہیں ہیں۔

آپ کی سماجی خدمات اور فیاضی ☆

آپ اپنے اردگرد میں بسنے والے اور اپنے پاس آنے جانے والوں اور اپنے متعلقین کا ہمیشہ

خیال رکھا اور اپنے وابستگان کو شفقتوں سے نوازا۔ آپ سے ملنے والا کبھی غیریت محسوس نہ کرتا آنے والے تمام حضرات یہ سمجھتے تھے کہ ہم اپنے محسن کے پاس آئے ہیں۔ اب ہمیں امان ہے آپ کی گفتگو میں اتنی چاشنی تھی کہ متعلقین کے لئے آپ کی ہر بات امر ہوتی تھی۔

بہت سے واقعات ایسے ہیں کہ ہر وقت آپس میں دست وگریباں رہنے والے جب آپ کے پاس پہنچ جاتے یا آپ ان کا تصفیہ کرانے کے لئے بطور مصنف چلے جاتے تو آناً فاناً دیرینہ دشمنیاں ختم ہو جاتیں بچھڑے مل جاتے بیگانے اپنے بن جاتے نفرتیں ختم اور محبتیں شروع ہو جاتیں خداوند قدوس نے جہاں آپ کو بہتر صلاحیتوں سے نوازا ہوا تھا اسی طرح آپ کو خدائے کریم نے ورثے میں سخاوت کا جذبہ بھی عطا فرمایا تھا۔ آپ نے تمام زندگی غریبوں، یتیموں، بیواؤں اور مساکین کا خیال رکھا کسی کو بھی مایوس اور خالی ہاتھ نہ لوٹاتے۔ آپ نے بہت سے افراد کے ماہانہ اور سالانہ وظائف مقرر کئے ہوئے تھے۔ بہت سے افراد کا گزر آپ کے ذاتی خرچ پر چل رہا تھا۔ عید کے روز گاؤں کے تمام چھوٹے بڑے امیر وغریب جتنے بھی افراد آپ کو عید ملنے کے لئے تشریف لاتے آپ سب کو عیدی دیتے تھے۔ تمام زندگی ملکوال ہو یا ہری پور، سلطان پور ہو سیٹلائٹ ٹاؤن کی جامع مسجد آپ کا لنگر اور دامان کرم دراز رہا علمائے کرام نعت خوان حضرات کی آؤ بھگت خدمت و خاطر اس قدر فرماتے کہ وہ آج بھی اس کے معترف ہیں کہ آج کے دور میں آپ جیسا فیاض اور سخی ہم نے نہیں دیکھا۔

آپ کے حلقہ احباب میں اگر کسی کے بیٹا بیٹی کی شادی ہوتی اور آپ اس کے حالات سے باخبر ہوتے تو خود اس کے گھر جا کر یا اسے بلوا کر خاموشی سے اس کی مالی امداد فرما دیتے اور پھر دوبارہ کبھی زندگی بھر اس سے اس بات کا تذکرہ بھی نہ فرماتے۔ غرض یہ کہ آپ جہاں جہاں سے گذرتے جہاں جہاں قیام فرماتے جس جس گھر تشریف لے جاتے اور اپنی خاندانی روایات کو زندہ کرتے جاتے آپ کے وصال باکمال کے بعد بہت سے افراد کو یہ کہتے سنا ہے کہ اب کون ہے جو ہمارا خیال کرے گا آہ دنیا سے ہمارا سرپرست وپیشوا ہمیں روتا چھوڑ کر چلا گیا ہے۔

کشف وکرامات ☆

جامعہ زہرا مصریال روڈ کے مہتمم اور ممتاز علمی اور روحانی شخصیت علامہ پروفیسر پیر سید ذاکر حسین شاہ مدظلہ العالی ممبر اسلامی نظریاتی کونسل فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ ڈنڈوٹ میں ایک مذہبی جلسہ میں آپ کی تقریر تھی اور اس میں منتظمین نے مجھے بھی ایک خطیب کی حیثیت سے بلایا ہوا تھا۔ ڈنڈوٹ

پہنچنے پر معلوم ہوا کہ آپ تشریف لا چکے ہیں۔ میں نے ملاقات کی اور بعد ازاں ان سے گفتگو میں مصروف تھا کہ اچانک آپ نے فرمایا کہ شاہ صاحب آؤ ذرا باہر کی طرف سیر کرنے چلتے ہیں۔

چنانچہ میں اور شاہ صاحب جب سیر کے لئے نکلے تو آپ نے چلتے چلتے راستے میں فرمایا کہ شاہ صاحب میرا تجربہ کہتا ہے کہ ہمارا میزبان پرویزی خیالات اور عقیدے کا مالک ہے اور وہ حدیث رسول ﷺ کا منکر ہے۔ لہٰذا رات کو جلسے میں حدیث رسول ﷺ کی اہمیت پر ضرور بیان ہونا چاہئے۔

چنانچہ رات کو جب جلسہ شروع ہوا تو آپ نے اپنے خطاب میں محبت رسول ﷺ اور حدیث شریف کی اہمیت پر ایسی شاندار اور مدلل تقریر کی کہ ہمارا میزبان جو حدیث شریف کا منکر تھا جلسہ کے بعد کہنے لگا کہ مجھے تو حدیث پاک کی اہمیت کا اندازہ آج ہوا ہے کہ جب تک ہم حدیث شریف کو نہیں مانیں گے۔ اس وقت تک مومن نہیں بن سکتے اس نے اپنے خیالات فاسدہ سے توبہ کی اور حدیث شرف کا پیرو کار بن گیا۔

کرامت نمبر۲ ☆

۱۹۷۳ء میں غلام حسین سونی جوملکوال کے رہنے والے تھے۔ ان کی بیٹی کی شادی تھی اور گھر میں صرف ۹ سو روپے تھے۔ بظاہر کوئی اسباب نظر نہیں آرہے تھے کہ شادی کیسے ہوگی۔ غلام حسین سونی اسی پریشانی کے عالم میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور روکر تمام ماجرا گوش گزار کیا۔ آپ نے اس کی بات سن کر اپنی جیب میں ہاتھ ڈالا اور اپنی طرف سے کچھ رقم اسے عنایت فرما کر دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے اور دعا کے بعد فرمایا کہ غلام حسین گھبرانا نہیں انشاءاللہ سب ٹھیک ہو جائے گا خدا فضل کرے گا۔

غلام حسین سونی کہتے ہیں کہ اس کے بعد میری پریشانی کی کیفیت بھی ختم ہوگئی اور میں مطمئن ہوکر واپس اپنے گھر چلا آیا۔ خدا پاک نے غیب سے ایسے ایسے اسباب پیدا کئے اور میری دستگیری فرمائی کہ میری بچی کی شادی بھی ہوگئی اور جو رقم شاہ صاحب نے مجھے عنایت فرمائی تھی وہ ویسے ہی آج بھی میرے پاس برکت کے لئے موجود ہے۔

وصال باکمال ☆

۱۰ فروری ۱۹۹۹ء بروز بدھ ۲۲ شوال المکرّم کو آپ اپنے گاؤں سے راولپنڈی جامعہ رضویہ ضیاء العلوم میں ساؤتھ افریقہ سے آئے ہوئے ایک مہمان کو الوداع کرنے کے لئے تشریف لائے رات کو مہمان کے ساتھ کھانا کھایا۔ صبح کو اپنے صاحبزادے علامہ سید رفیع الدین شاہ صاحب سے فرمانے

لگے کہ میں نے گاؤں جانا ہے تو انہوں نے عرض کیا کہ آج جمعرات ہے آپ ویسے بھی جمعرات کو راولپنڈی سے واپس گاؤں کی طرف نہیں جاتے۔ اس لئے کہ اگلے روز جامعہ رضویہ ضیاء العلوم ڈی بلاک میں جمعۃ المبارک پڑھانا ہوتا ہے اور آج گاڑی بھی فارغ نہیں ہے۔ آپ نے فرمایا کہ آج مختلف جگہوں پر چہلم کی دعاؤں میں تقریر اور شرکت کا وعدہ کر رکھا ہے۔ میں وعدے کی پاسداری کے لئے ضرور جاؤں گا۔ چنانچہ آپ گاڑی فارغ نہ ہونے کی وجہ سے آپ بذریعہ بس واہ فیکٹری کے قریب لوسر شرفو میں ایک تقریب میں شامل ہوئے۔ مختصر خطاب کے بعد وہاں سے رخصت ہو کر گورا گاؤں کیلئے کرایہ کی گاڑی بک کر کے وہاں پر منعقدہ چہلم کی تقریب میں پہنچے اور وہاں شفاعت رسول ﷺ کے موضوع پر علمی رنگ میں بڑی ہی مدلل تقریر فرمائی۔ لوگ عش عش کر اٹھے کئی افراد پر رقت طاری ہو گئی ایک گھنٹے کے خطاب کے بعد وہاں سے گاڑی لے کر اپنے گاؤں سلطان پور شریف تشریف لائے اور نماز ظہر ادا فرمائی پھر کرایہ کی سوزوکی میں بیٹھ کر دوبارہ کسی گاؤں میں تشریف لے گئے۔ وہاں بھی تقریر کی اور پروگرام کے بعد کچھ احباب کے اصرار کرنے پر ان کے گھروں میں تشریف لے گئے۔ اس دوران دو بیماروں کی بیمار پرسی بھی کی اور عشاء کی نماز کے قریب اپنے گھر واپس سلطان پور شریف تشریف لائے نماز عشاء کے بعد اپنے اوراد و وظائف کا معمول پورا کیا اور اپنے سونے کے وقت سو گئے رات ساڑھے بارہ بجے کے قریب آپ کو طبیعت میں گھبراہٹ اور تکلیف محسوس ہوئی تو آپ نے اپنے اہل خانہ سے فرمایا کہ قہوہ بنایا جائے اور آپ بذات خود طہارت خانے میں تشریف لے گئے واپس آ کر چارپائی پر بیٹھے تو تمام جسم پسینے سے شرابور تھا اسی دوران ذکر خدا کرتے ہوئے آپ کی روح مبارک قفس عنصری سے پرواز کر کے ہزاروں سوگواروں کو رلا کر چلی گئی۔ اس طرح مورخہ ۱۲ فروری ۱۹۹۹ء، ۲۴ شوال المکرم جمعرات اور جمعۃ المبارک کی درمیانی شب کو داغ مفارقت دے کر داعی اجل کو لبیک کہا۔

نماز جنازہ مورخہ ۱۲ فروری ۱۹۹۹ء بروز جمعۃ المبارک بعد نماز عصر آپ کے برادر اکبر شیخ الحدیث علامہ پیر سید غلام محی الدین شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے حکم پر آپ کے برادر اصغر رازی دوراں شیخ الحدیث والتفسیر پیر طریقت علامہ سید حسین الدین شاہ صاحب مدظلہ العالی نے پڑھائی، جنازہ کے وقت ایک رقت آمیز منظر تھا ہر آنکھ اشکبار ہر دل غم سے نڈھال تھا۔

ملک بھر کے صوفیاء و مشائخ عظام علمائے کرام کہہ رہے تھے کہ ملک سخن کے بے تاج بادشاہ اور سلطان الواعظین اور علم و حکمت کے نیر تاباں آج داغ مفارقت دے کر زیر زمین چلے گئے۔

آپ کا مزار پُر انوار آپ کے آبائی گاؤں ہروئی والا سلطان پور نزد حسن ابدال، ضلع اٹک

میں آج بھی مرجع خاص و عام ہے۔ اہل عقیدت و محبت آپ کے دربار میں حاضری دے کر اپنے قلوب و ازہان کو نور ایمان سے منور کرتے ہیں۔

فقیر راقم الحروف کو یہ سعادت حاصل ہے کہ زندگی کے تقریباً ۲۰ برس سے زیادہ آپ کی زیارت سے مشرف ہوتا رہا اور ایک سو سے زیادہ مرتبہ آپ کی تقاریر سننے کا اتفاق ہوا اور کئی مرتبہ فقیر کی دعوت پر آپ خطاب کے لئے بھی تشریف لائے۔ آپ راقم الحروف پر خصوصی شفقت فرماتے تھے۔ اس کی ایک خاص وجہ یہ بھی تھی کہ آپ کا تعلق راقم کے والد گرامی حافظ فیض محمد صابری رحمتہ اللہ علیہ سے بھی تھا۔ الحمد اللہ راقم الحروف نے وصال باکمال کے بعد جہلم کے موقع پر مشائخ یوتھ ونگ کے مرکزی چیئرمین عزت مآب جناب مخدوم سید طارق حسن گیلانی کے ہمراہ سلطان پور شریف میں شرکت کی اور بعد ازاں کئی مرتبہ آپ کے مزار پرانوار کی زیارت بھی کی ہے۔

آباد خدا رکھے میخانہ محمد کا ﷺ

حضرت خواجہ عبدالرحیم نقشبندی رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆

امیر شریعت، فخر نقشبندیت، مرد حق آگاہ، پیشوائے طریقت، سراپا مہر و وفا، حضرت خواجہ عبدالرحیم نقشبندی باعذروی رحمتہ اللہ علیہ کی ولادت باعذرہ شریف نزد حسن ابدال ضلع اٹک میں ہوئی جو گندگر کے پہاڑ میں واقع ہے۔

آپ نے ابتدائی تعلیم موضع جلالیہ سب تحصیل حضرو ضلع اٹک میں حاصل کی اور درس نظامی کی مکمل تکمیل کے لئے ہندوستان کے مختلف مدارس میں اکتساب فیض کرتے رہے۔

زمانہ طالب علمی میں ہی آپ کے قلب میں معرفت الٰہی کا ذوق و شوق پیدا ہوا۔ مرشد کامل کی تلاش میں مختلف جگہوں سے ہوتے ہوئے موہڑہ شریف تحصیل مری ضلع راولپنڈی پہنچے۔

بیعت و خلافت ☆

موہڑہ شریف پہنچ کر آپ والی موہڑہ حضرت خواجہ محمد قاسم نقشبندی مجددی علیہ الرحمۃ کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف ہوئے اور طویل عرصہ تک مرشد کامل کے پاس رہ کر سلوک کی منزلیں طے کرتے رہے۔ بالآخر مرشد کامل نے آپ کو خرقہ خلافت اور اجازت سے نواز کر حکم دیا کہ اپنے وطن مالوف جا کر مخلوق خدا کو فیضان سے منور کرو۔

آغاز سلسلہ رشد و ہدایت ☆

آپ اپنے شیخ طریقت کے حکم کے مطابق باعذرہ شریف نزد حسن ابدال ضلع اٹک میں تشریف لا کر مخلوق خدا کی رشد و ہدایت میں مصروف ہو گئے اور ہزاروں طالبان حق کو فیض یاب فرمایا۔

چونکہ باعذرہ شریف کی بستی ایک ایسے دور دراز مام پر تھی جو کہ مین سڑک سے کافی دور اور کچا اور دشوار گزار راستہ تھا۔ طالبان حق کو آنے جانے بالخصوص رات کے وقت بہت تکلیف ہوتی تھی۔

چنانچہ آپ اپنے مریدین کے پرزور اصرار پر باعذرہ شریف سے سالک آباد حسن ابدال مین

روڈ کے نزدیک ترین تشریف لے آئے۔ اور یہیں مسجد و خانقاہ تعمیر کروا کر آخری عمر تک اعلائے کلمۃ الحق اور تبلیغ دین میں مصروف ہو گئے۔

سیرت و کردار☆

آپ ہمہ وقت عبادت و ریاضت میں مصروف رہتے تمام عمر نماز پنجگانہ باجماعت ادا کرتے رہے۔ اخلاق میں بے مثال تھے سنت رسول ﷺ کا عکس نمایاں نظر آتا تھا۔ اکثر یہ شعر پڑھا کرتے تھے۔

خلافِ پیغمبر کسے رانہ گزید

کہ ہر گز بمنزل نہ خواہد رسید

آپ انتہائی درجہ کے متقی و پرہیز گار تھے۔ ساری زندگی میں کوئی کام بھی خلاف شریعت و طریقت نہ کیا۔ لاتعداد گمراہوں کو راہ ہدایت دی اور ہزاروں ایسے افراد جو خدا کے احکام سے دوری رکھتے تھے۔ ان کو خدا پاک کی بارگاہ میں جھکا دیا اور ان کے دل سے ہر وقت اللہ ہو کی صدا بلند ہونے لگی۔

وصال باکمال☆

تقریباً پچاس سال تک آپ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کی تعلیمات کو عام کرتے رہے اور تقسیم برصغیر پاک و ہند سے قبل ہی آپ کا وصال باکمال ہوا۔ مزار شریف سالک آباد حسن ابدال ریلوے اسٹیشن سے دو میل مشرق اور ہزارہ پنڈی روڈ نزد حسن ابدال ضلع اٹک میں مرجع خاص و عام ہے۔

فقیر راقم الحروف نے بھی آپ کے مزار پر حاضری کی سعادت حاصل کی ہے۔ آپ کے وصال باکمال کی تاریخ کے بارے میں آپ کے خانوادہ کے عظیم چشم و چراغ علامہ پیرزادہ محمد نثار المصطفیٰ باغدروی سے بارہا بنفس نفیس اور بذریعہ خطوط رابطے کئے مگر وہ جواب دینے سے قاصر رہے۔

آباد خدا رکھے میخانہ محمد کا ﷺ

حضرت خواجہ رحم الدین چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆

امام ربانی، عارف لاثانی، قندیل نورانی، ساقی خمخانہ اسرار، سرشار بادہ بے خمار، ساکنان بحری وبری، گوہر دریائے فضل وکمال، قطب یگانہ، عارف زمانہ ہمہ صفت قلندرانہ حضرت خواجہ غلام معین الدین غوری حسن ثانی سخی صابر دین خواجہ رحم الدین چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ چودہویں صدی ہجری بمطابق ۱۸۷۶ء ماہ محرم الحرام بروز جمعتہ المبارک موضع ببر کی تحصیل حسن ابدال ضلع اٹک میں ایک نیک سیرت اور خداترس بزرگ جناب ملک محمد نور کے گھر آپ کی ولادت ہوئی۔ آپ کے آباؤ اجداد اور والد گرامی کا تعلق ایک زمیندار خاندان اور قبیلہ سے تھا آپ کے والدین کے ہاں اولاد نہ ہوتی تھی گھر میں خدا کا دیا مال دنیا کافی موجود تھا مگر اولاد نہ ہونے کے سبب آپ کی والدہ عموماً غمگین رہتی تھیں۔ ایک دن آپ کی والدہ ماجدہ چشمے پر پانی بھرنے کے لئے گئیں تو چشمے پر قدرت خداوندی کے عجیب وغریب نظارے دیکھ کر اچانک دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ جس خدا نے کائنات میں یہ رنگ وبو بھرے ہیں زمین کو سرسبز شاداب کیا ہے وہ خدا اگر چاہے تو میری گود بھی بھر سکتا ہے اسی خیال میں رنجیدہ کھڑی تھیں کہ یکا یک تین نورانی چہروں والے بزرگ ان کے پاس آ کر کھڑے ہوگئے۔ ان میں سے ایک حضرت محبوب سبحانی الشیخ سیدنا عبدالقادر جیلانی دوسرے سلطان الہند عطائے رسول حضرت خواجہ معین الدین چشتی حسن سنجری اجمیری تیسرے بزرگ سلطان الاولیا ختم اللہ الارواح حضرت سیدنا مخدوم علاؤ الدین علی احمد صابر کلیری رضوان تعالیٰ علیہم اجمعین تھے۔

ان حضرات نے آپ کی والدہ ماجدہ سے پوچھا کہ کیوں رنجیدہ خاطر کھڑی ہو؟ حضرت غریب نواز خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اتنا پوچھنا تھا کہ آپ کی والدہ کی آنکھوں سے آنسوؤں کی لڑیاں بہہ نکلیں اور زاروقطار رونے لگیں چونکہ حضور غریب نواز علیہ الرحمۃ اس راز سے واقف تھے کہ کیوں رو رہی ہیں آپ نے اپنے دست مبارک سے گلاب کا ایک پھول آپ کی والدہ ماجدہ کو عنایت کرتے ہوئے فرمایا اسے کھالو اور خوشخبری سنائی کہ خداوند قدوس تجھے ایسا بیٹا دے گا جو اس پھول کی طرح کھلے گا۔ اس کے بعد آپ کی والدہ ماجدہ کو دعاؤں سے نوازنے کے بعد تینوں بزرگان کی نظروں سے اوجھل ہوگئے۔ پھر خدا پاک کے فضل وکرم اور ان بزرگوں کی دعاؤں اور دی ہوئی بشارت

بروز جمعۃ المبارک ماہ محرم الحرام ۱۹۷۰ء میں آپ کی ولادت باسعادت ہوئی۔ آپ کی ولادت پر نہ صرف والدین بلکہ پورے خاندان وقبیلہ کے لوگ خوش تھے آنے والا جو بھی آپ کے چہرہ انور دیکھتا تو یہ کہنے پر مجبور ہو جاتا کہ یہ بچہ دست قدرت کا شاہکار ہے۔ آپ کو خداوند قدوس نے ظاہری حسن و جمال سے تو خوب ہی نوازا تھا مگر آپ کے چہرہ پر جو انوار وتجلیات تھے وہ اس بات کی نوید سنا رہے تھے کہ یہ بچہ آنے والے وقتوں میں آفتاب ولایت اور مظہر نور خدا بن کر چمکے گا۔ دیکھنے والا نگاہ بھر کر دیکھنے کی تاب نہ رکھتا تھا۔ بچپن ہی میں ولایت کے آثار نمودار ہونا شروع ہو گئے تھے۔ آپ کا بچپن عام بچوں سے مختلف گزرا۔ اسی طرح آپ کے والدین کریمین نے بھی آپ کی پرورش عام بچوں سے مختلف انداز میں کی اور آپ کی تعلیم وتربیت کا خصوصی خیال رکھا۔ ابھی آپ کی عمر عزیز صرف تین سال کی تھی کہ آپ کے والد گرامی کو خالق حقیقی کا بلاوا آ گیا اور وہ آپ کو داغ مفارقت دے کر خالق و مالک سے جا ملے والد گرامی کے انتقال کے بعد آپ کی تربیت وتعلیم اور دیکھ بھال کا تمام تر بوجھ آپ کی والدہ محترمہ کے کندھوں پر پڑ گیا جس کو انہوں نے بڑی خوش اسلوبی سے نبھایا اور آپ کی پرورش تعلیم وتربیت پر خصوصی توجہ دی۔ آپ نے ابتدائی تعلیم اپنی والدہ ماجدہ سے حاصل کی۔ جب آپ کی عمر عزیز ۴ سال کی ہوئی تو باقاعدہ طور پر مکتب میں داخل ہو کر قرآن پاک اور دینی تعلیم پر پوری توجہ دے کر کم عمری میں ہی آپ نے دین اسلام کی بنیادی تعلیم مکمل کر لی تھی۔

آپ کا بچپن اور اس کے معمولات ☆

بچپن میں دینی علوم کے حصول کے ساتھ آپ اپنے گھر بار کا کام خود کرتے تھے۔ والد گرامی کے ترکہ میں جو زمین ملی تھی اس کی کاشت خود فرماتے۔ آپ کے والد گرامی کا چھوڑا ہوا بھیڑ بکریوں کا ریوڑ بھی تھا جسے آپ خود چرانے کے لئے لے جاتے اور ان کی دیکھ بھال خود فرماتے تھے۔ آپ کو ان بھیڑ بکریوں سے بہت پیار تھا۔ جب آپ ان کو آبادی سے دور جنگل میں چرانے لے جاتے تو آپ بذات خود ایک طرف بیٹھ کر یاد خدا میں مشغول ہو جاتے اور اپنا تمام فارغ وقت عبادت وریاضت میں گزار دیتے تھے۔

بچپن میں ہی کرامات کا ظہور ☆

چونکہ آپ مادری ولی تھے اور بچپن سے ہی یاد خدا میں مستغرق رہنے لگے تھے یہی وجہ تھی کہ آپ سے بچپن میں ہی کرامات کا ظہور ہونا شروع ہو گیا تھا۔ دیگر کرامات کے علاوہ آپ کے بچپن کی یہ

کرامت بہت مشہور ہے کہ جب کبھی گاؤں میں کوئی شخص بیمار ہو جاتا تو آپ اپنے کمبل میں سے دھاگا نکال کر اس بیمار کے گلے میں باندھ دیتے تھے تو وہ بیمار تندرست ہو جاتا تھا۔ آپ کی یہ کرامت اس قدر مشہور ہو گئی کہ لوگ دور دور سے آنا شروع ہو گئے اور آپ کے اس عمل سے ہزاروں مریض شفایاب ہوئے۔

سیرت و کردار☆

آپ کو خداوند کریم نے ظاہری اور باطنی حسن و جمال سے اس قدر نوازا تھا کہ بڑے سے بڑے منصب والا شخص بھی نگاہ بھر کر دیکھنے کی تاب نہ رکھتا تھا۔ آپ ہمہ وقت جمال خداوندی کے مشاہدہ میں مستغرق رہتے تنہائی اور خلوت میں زیادہ وقت گزارتے۔ عبادت و ریاضت میں یگانہ روزگار تھے۔ زاہد وتقویٰ۔ درع علم و عرفان آپ کی میراث تھی فقر و فاقہ تجرد آپ کا خاصا تھا۔ گھر میں دنیا کی تمام آسائشیں موجود ہونے کے باوجود آپ نے کبھی بھی دنیا کی طرف نظر بھر کر، نہیں دیکھا۔ ہر وقت یاد خدا اور فکر آخرت میں مگن رہتے سخاوت کا یہ عالم تھا کہ آنے والے سائل کو کبھی اپنے در سے خالی نہیں بھیجا۔ آپ نے سائل کو نہ کبھی جھڑکا اور نہ ہی کبھی مایوس لوٹایا۔ لنگر اس قدر وسیع اور دراز تھا کہ آپ کے دروازے ہر آنے والے ہر خاص و عام کے لئے کھلے ہوئے تھے۔ دنیاوی اسباب پر کبھی بھروسہ نہیں کیا بلکہ ہمیشہ خدا کی رضا پر راضی رہے۔ آپ کے عقیدت مندان یا مریدین اگر کچھ تحائف یا نذرانہ پیش کرتے تو آپ اسی وقت غرباء میں تقسیم فرما دیتے یا لنگر میں ڈال دیتے تھے آپ نے کبھی بھی صبر و رضا کے دامن کو ہاتھ سے نہ چھوڑا۔ شریعت و طریقت کے آداب کا خصوصی خیال رکھتے اور حقیقت و معرفت کے سمندر میں ہمہ وقت غوطہ زن رہتے تھے۔

والدہ ماجدہ کا وصال اور فوج کی ملازمت☆

جب آپ کی عمر عزیز اٹھارہ برس کی ہوئی تو آپ کی والدہ ماجدہ آپ کو داغ مفارقت دے کر مالک حقیقی سے جاملیں۔ تو آپ دنیا میں اکیلے رہ گئے اور ہر وقت والدہ محترمہ کی جدائی کا صدمہ آپ کے دل میں رہنے لگا۔ چونکہ آپ کو اپنی والدہ سے بہت پیار تھا اور اپنی والدہ ماجدہ کی خدمت عبادت سمجھ کر کرتے تھے والدہ کی رحلت کے بعد آپ کو تنہائی محسوس ہونے لگی تو آپ نے اپنا گھر بار اور گاؤں چھوڑنے کا فیصلہ کر لیا اور انگریز گورنمنٹ کی فوج میں بھرتی ہو گئے۔ فوج میں بھرتی کے بعد آپ پلٹن کے ہمراہ برما چلے گئے اور وہاں پر نوکری شروع کر دی۔ مگر دوران ملازمت حالت یہ تھی کہ پوری رات

شب بیداری اور یاد خدا میں مستغرق رہتے اور صبح کو پھر ملازمت بھی اپنے ساتھیوں کے ہمراہ بڑے پرتپاک طریقے سے کرتے اس دوران نماز پنجگانہ اور دیگر نوافل کا خصوصی اہتمام فرماتے تھے۔ آپ کے ساتھ کام کرنے والے پلٹن کے ساتھی آپ کی اس کیفیت پر حیران سشدہ تھے۔ آپ کے چہرہ پر برسنے والے انوار وتجلیات کا یہ عالم تھا کہ دیکھنے والا گرویدہ ہو کے رہ جاتا۔ آپ کے ساتھی آپ سے انتہائی درجہ عقیدت رکھتے تھے اسی وجہ سے وہ پلٹن میں آپ کا کام بھی خود کر کے سعادت محسوس کرتے تھے حتیٰ کہ آپ کی پلٹن کا فوجی کمانڈر بھی آپ سے کوئی کام لینا پسند نہ کرتا تھا۔ یہ سلسلہ سالہا سال تک جاری رہا۔ آپ فارغ وقت میں ایک باغ کے اندر مصروف عبادت رہتے تھے ایک دن آپ اسی طرح عبادت میں مصروف تھے کہ اچانک اس جگہ پر حضرت خواجہ خواجگان حامی بیکساں عطائے رسول ﷺ ہند الولی حضرت خواجہ سید محمد معین الدین حسن سنجری چشتی اجمیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ بنفس نفیس آپ کے پاس جلوہ گر ہوئے جب آپ کی نگاہ حضور غریب نواز علیہ الرحمۃ پر پڑی تو فوراً قدموں میں گر کر رونے لگے حضرت خواجہ غریب نواز علیہ الرحمۃ نے آپ کو اٹھا کر گلے لگایا اور فرمایا کہ بیٹا تمہیں خداوند کریم نے یونہی بے کار بیٹھنے کو نہیں پیدا فرمایا۔ ہم نے تو تم سے بہت سے کام لینے ہیں اس کے بعد حضور غریب نواز علیہ الرحمۃ نے آپ کو دعاؤں سے نوازا اور نظروں سے اوجھل ہو گئے۔ آپ اس کرم اور عطاء پر بہت خوش مگر اس کے ساتھ ساتھ حیران و پریشان بھی ہوئے کہ بالآخر یہ معاملہ اور ماجرا کیا ہے مشیت خداوندی کیا ہے آپ کی سمجھ میں کچھ نہیں آ رہا تھا۔ بس حضرت خواجہ غریب نواز علیہ الرحمۃ کا فرمان اور جملہ ذہن پر دستک دے رہا تھا کہ خدا نے تمہیں یونہی بے کار بیٹھنے کے لئے نہیں پیدا فرمایا بلکہ ہم نے تم سے بہت کام لینے ہیں۔ دوسرے دن آپ نے اپنا استعفیٰ لکھا اور اپنے افسر کے پاس پیش کر کے فرمایا کہ میں ملازمت چھوڑنا چاہتا ہوں لہٰذا میرا استعفیٰ منظور کیا جائے۔ آپ کی بات سن کر انگریز افسر نے آپ کا استعفیٰ منظور کرنے سے انکار کر دیا۔ آپ نے اس سے فرمایا کہ تم اپنے رجسٹر میں دیکھو میرا نام تمہارے ملازموں میں ہے یا نہیں۔ جب انگریز افسر نے رجسٹر کھول کر آپ کا نام تلاش کیا تو وہ یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ آپ کا نام رجسٹر میں ہے ہی نہیں جبکہ آپ کی سروس کو ۱۰ سال ہو چکے تھے اور دس سال روزانہ حاضری بھی لگتی رہی ہر ماہ تنخواہ بھی دی جاتی رہی مگر اب رجسٹر سے آپ کا نام غائب تھا جس کی وجہ سے آپ نے فرمایا کہ جب میرا نام تمہاری پلٹن اور فوج کی نوکری میں ہے ہی نہیں تو پھر ہمیں جانے سے کون روک سکتا ہے۔ بالآخر آپ نے فوراً فوج کی ملازمت کو خیر باد کہہ دیا اور وہاں سے اپنی منزل کی جانب چل دیئے۔

اجمیر شریف میں حاضری ☆

برما سے فوج کی نوکری چھوڑ کر آپ براستہ کلکتہ اجمیر شریف پہنچے اور حضرت خواجہ خواجگان فخر کون مکان عطائے رسول حضرت سید محمد معین الدین حسن سنجری علیہ الرحمۃ کی بارگاہ میں پہنچے۔ اجمیر شریف کی حاضری کے موقع پر آپ کی طبیعت میں اس قدر اضطراب و ہیجان پیدا ہوا کہ جذب کی وجہ سے آپ پر مجذوبیت طاری ہوگئی۔ آپ کے پاس جو سامان اور زادراہ تھا وہ آپ نے تمام کا تمام اجمیر شریف کے فقراء اور غرباء میں تقسیم کر دیا حتیٰ کہ اپنے لباس کی کپڑے بھی فقراء میں تقسیم کر دیئے اور خود صرف ایک لنگوٹ اور ایک کمبلی پر اکتفا کیا۔ اس کے بعد آپ کی کیفیت یہ تھی کہ غریب نواز علیہ الرحمۃ کا دربار ہے اور آپ ہیں کہ دن و رات ہجر و فراق میں تڑپتے ہوئے رو رہے ہیں اور ہمہ وقت خواجہ غریب نواز علیہ الرحمۃ کو دستگیری کے لئے پکار رہے ہیں۔ دربار شریف کے گرد گھومنا اور ٹکٹکی لگا کر دربار شریف کو دیکھتے رہنا آپ کا معمول بن گیا تھا لوگ اسی وجہ سے آپ کو ننگے شاہ اور ننگے بابا کے نام سے پکارنے لگے۔ آپ پر دو سال تک قیام اجمیر کے دوران یہی کیفیت طاری رہی۔ اسی دوران آپ کی ملاقات ایک بہت بڑے ولی کامل جناب ظہور معراج علیہ الرحمۃ سے ہوئی قیام اجمیر شریف کے دوران آپ نے اپنا زیادہ تر وقت حضرت ظہور معراج علیہ الرحمۃ کے ساتھ ہی گزارا اور ان سے فیض بھی حاصل کیا۔ ایک دن حضرت خواجہ غریب نواز علیہ الرحمۃ کی زیارت سے مشرف ہوئے تو حضور غریب نواز علیہ الرحمۃ نے آپ کو روحانی فیوض و برکات سے نوازا اور فرمایا کہ آپ کا بقیہ حصہ کلیر شریف میں حضرت مخدوم صابر کلیری علیہ الرحمۃ کے پاس ہے لہٰذا آپ اجمیر سے کلیر شریف چلے جائیں۔

کلیر شریف میں حاضری ☆

حضرت خواجہ غریب نواز علیہ الرحمۃ کا حکم ملتے ہی تعمیل ارشاد کی خاطر آپ فوراً اجمیر سے روانہ ہو کر کلیر شریف میں حضرت مخدوم علاؤ الدین علی احمد صابری کلیری علیہ الرحمۃ کے در اقدس پر حاضر ہوئے۔ کلیر شریف میں آپ نے اپنی رہائش کے لئے کمرہ تعمیر کرایا۔ اس زمانے میں آپ کے جسم پر ایک کپڑا یعنی آپ کا کمبل ساڑھی کی طرح لپٹا ہوا ہوتا تھا جس سے آپ کا بدن ڈھکا ہوا رہتا تھا۔ کلیر شریف میں اپنے ڈیڑھ سالہ قیام کے دوران آپ نے ایک من لوہا اپنے جسم پر پہنا ہوا تھا اور اسی طرح آپ ہر وقت حضرت مخدوم صابر کلیری علیہ الرحمۃ کے در اقدس پر معتکف رہے۔ ایک دن آپ حضرت مخدوم کے دربار پر حسب معمول حاضر تھے آپ پر گریہ وزاری کا عالم طاری تھا کہ آپ کے جسم پر لوہے

کی زنجیریں خود بخود ٹوٹ کر نیچے قدموں میں گر گئیں۔ آپ نے آنکھ کھولی تو کیا دیکھا کہ حضرت بادشاہ دو جہاں والی کلیر حضرت مخدوم علاؤ الدین صابر کلیری علیہ الرحمۃ بنفس نفیس سامنے کھڑے ہیں۔ آپ ان کی زیارت سے مشرف ہوئے تو حضرت مخدوم پاک علیہ الرحمۃ نے آپ کو دعاؤں سے نوازا اور اپنے روحانی فیوضات و برکات سے نوازنے کے علاوہ آپ کو اپنے دست حق پرست پر شرف بیعت سے مشرف فرمایا جس کو اہل طریقت کے ہاں بیعت اویسی کہتے ہیں۔

بیعت اویسی زمانہ قدیم سے ثابت ہے ☆

ہمارے طریقت کے چاروں سلاسل اور چودہ خانوادوں میں سلسلہ بیعت کا جو قدیم اور کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ اور طریقہ صحابہ کے مطابق بظاہر کسی مرد کامل اور راہنما کے ہاتھ میں ہاتھ ڈال کر بیعت کی جاتی ہے۔ مگر اویسیہ طریقہ بیعت بھی زمانہ قدیم سے اسی طرح ثابت ہے جیسا کہ حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سرکار علیہ السلام کے زمانہ ظاہری میں موجود تھے اور وہ سرکار علیہ السلام کی ملاقات کے لئے تشریف بھی لے گئے مگر ملاقات نہ ہوسکی اور واپس تشریف لے آئے مگر باوجود اس کے وہ صحابی رسول ﷺ اور سرکار علیہ السلام کے روحانی مرید اور صحابی ہیں۔ اسی طرح طریقہ نقشبندیہ میں حضرت خواجہ ابوالحسن خرقانی رحمتہ اللہ علیہ بھی حضرت بایزید بسطامی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے روحانی طور پر مرید تھے اور حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے روحانی یعنی اویسی مرید و خلیفہ تھے۔ بعینہٖ حضرت خواجہ غلام معین الدین غوری حسن ثانی سخی صابر دین رحم الدین چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ بھی حضرت مخدوم پاک صابر علاؤ الدین کلیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے طریقہ اویسیہ میں مرید تھے۔

اجمیر سے وطن مالوف کی واپسی ☆

اجمیر شریف اور کلیر شریف کی زیارت اور حضرت خواجہ غریب نواز علیہ الرحمۃ سے باطنی فیضان اور حضرت بادشاہ دو جہاں ختم اللہ الارواح حضرت مخدوم علاؤ الدین علی احمد صابر کلیری علیہ الرحمۃ سے باطنی فیضان اور ان کے دست حق پرست پر بیعت اویسی کے بعد آپ پاکپتن شریف میں حاضری دے کر اپنے آبائی قصبہ ببر کی نزد واہ گاؤں تحصیل حسن ابدال ضلع اٹک میں تشریف لائے اور وہاں پر آپ نے ایک خوبصورت مسجد اور لنگر خانہ تعمیر کروایا۔

ببر کی گاؤں میں چلہ کشی ☆

آپ نے اپنے خدام سے فرمایا کہ ایک قبر کی شکل میں لمبی سی سرنگ کھودی جائے۔ سرنگ کے آخر میں آپ نے ایک چھوٹا سا کمرہ تعمیر کروایا اور اس کے درمیان میں قبر بنائی جائے چنانچہ آپ کے فرمان کے مطابق ایک لمبی سی سرنگ کھودی گئی آخر میں ایک چھوٹا سا کمرہ اور اس میں ایک گہری قبر کھودی گئی۔ حاجی فضل الٰہی صابری مرحوم جن کی رہائش بابو محلّہ صدر راولپنڈی میں ہے وہ فرماتے ہیں کہ جس روز سرکار خواجہ رحم الدین صابری سرکار رحمتہ اللہ علیہ نے چلہ کشی کے لئے اس سرنگ میں بیٹھنا تھا میں اپنے چند پیر بھائیوں کے ہمراہ آپ کو چلہ گاہ تک چھوڑنے کے لئے گیا جب آپ سرکار چلہ گاہ میں پہنچے تو آپ نے اپنے خادم خاص سے فرمایا کہ ہر روز ایک لوٹا پانی بھر کر میری چلہ گاہ یعنی قبر والے کمرے کے باہر رکھ دیا اور سنو جس دن وضو والا لوٹا پانی سے بھرا ہوا ملے تو سمجھ لینا کہ خواجہ رحم الدین کا انتقال ہو گیا ہے۔ حاجی فضل الٰہی صابری مرحوم فرماتے ہیں کہ جب چالیس روز پورے ہوئے تو میں اپنے چند پیر بھائیوں کے ہمراہ آپ کی چلہ گاہ میں پہنچا تو کیا دیکھا کہ آپ اتنے کمزور اور نحیف ہو گئے تھے کہ اپنے قدموں سے چل کر باہر تک نہیں آ سکتے تھے یہاں تک کے کچھ کھایا پیا بھی نہیں جاتا تھا ہم آپ کو چلہ گاہ سے باہر لے کر آئے پھر آپ کو پانی پلانے کے لئے روئی گیلی کر کے آپ کے ہونٹوں سے لگاتے تھے اس کے بعد رفتہ رفتہ آپ کی طبیعت بحال ہونے لگی اور آپ صحت یاب ہو گئے۔

اجمیر کی دوبارہ حاضری ☆

چلہ کشی کے بعد جب آپ مکمل طور پر صحت یاب ہو گئے تو دوبارہ اجمیر شریف تشریف لے گئے اور وہاں پر حضرت خواجہ سید محمد معین الدین حسن سنجری اجمیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دربار میں حاضری دوبارہ آپ کی ملاقات حضرت ظہور معراج چشتی اجمیری سجادہ نشین اجمیر شریف علیہ الرحمتہ سے ہوئی تو انہوں نے آپ کو معین الدین غوری کا لقب عطا فرمایا۔

(نوٹ) آپ کے والدین نے آپ کا نام رحم دین رکھا تھا اور معین الدین غوری کا لقب حضرت ظہور معراج متولی درگاہ اجمیر شریف نے آپ کو عطا فرمایا تھا اور حسن ثانی کا خطاب بھی آپ کو اسی لئے دیا گیا تھا کہ حسن ابدال جو بذات خود ایک ولی کامل کے نام سے منسوب تھا ان کا نام حسن تھا اور وقت کا ابدال تھا اس لئے اس جگہ کا نام حسن ابدال رکھا گیا ہے۔ آپ چونکہ حضرت حسن کے بعد حسن ابدال میں

تشریف لائے تھے اور مرتبہ ولایت میں ان کے ہم پلہ ولی کامل تھے اس لئے آپ کو اس علاقہ کے عارفین اور کاملین حسن ثانی کے خطاب سے پکارتے تھے۔ اسی طرح آپ کو ایک لقب سخی صابر دین بھی عارفین اور کاملین نے عطا فرمایا تھا وہ اس لئے کہ آپ حد درجہ کے سخی تھے۔ حضرت مخدوم پاک نے آپ کو جو کچھ بھی روحانی فیوض و برکات عنایت فرماتے تھے آپ نے حسن ابدال اور دیگر علاقوں میں ان انوار و تجلیات کی بارش کر دی اور صابر دین اس لئے کہا جاتا ہے کہ آپ نے دین اسلام پر جو استقامت اختیار فرمائی جو تکالیف برداشت کیں وہ آپ ہی کا حصہ ہے اس لئے آپ کو سخی صابر دین بھی کہا جاتا ہے۔ ان تمام وجوہات کی بنیاد پر اب آپ کو حضرت خواجہ غلام معین الدین غوری سخی صابر دین حسن ثانی رحم الدین چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ کے نام سے لکھا اور پکارا جاتا ہے۔

اجمیر سے ببر کی واپسی ☆

اجمیر شریف میں کچھ عرصہ قیام فرما کر آپ واپس ببر کی تشریف لے آئے اور تبلیغ و ارشاد کا کام شروع کر دیا۔ تھوڑے ہی عرصے میں ہزاروں افراد آپ کے دست حق پرست پر شرف بیعت سے مشرف ہوئے آپ کی سخاوت تقویٰ اور پرہیز گاری کا دور دور تک چرچا ہونے لگا اور لوگ دور دور سے آنے لگے اور آپ کے اس روحانی چشمہ سے فیض یاب ہونے لگے۔ آپ نے ببر کی گاؤں میں جو مسجد اور لنگر خانے تعمیر کرائے تھے وہ آج بھی آپ کے فن تعمیر کا زندہ ثبوت ہے جہاں پر آپ کے عرس کے دنوں کے علاوہ بھی دیگر موقعوں پر لنگر تقسیم کیا جاتا ہے۔

ببر کی سے حسن ابدال ہجرت ☆

آپ اپنے آبائی گاؤں ببر کی میں تبلیغ و ارشاد کا سلسلہ جاری کئے ہوئے تھے کہ ایک دن حضرت خواجہ غریب نواز حضرت سید محمد معین الدین چشتی اجمیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زیارت سے مشرف ہوئے اور حضرت خواجہ غریب نواز علیہ الرحمۃ نے آپ کو اشارہ دیا کہ ببر کی گاؤں چھوڑ کر حسن ابدال چلے جائیں۔ اس زمانہ میں حسن ابدال میں زیادہ آبادی ہندو اور سکھوں کی تھی۔ ہری پور ہزارہ روڈ پر ریلوے اسٹیشن سے پہلے آپ نے ایک ہندو سے کچھ جگہ خریدی اور اس پر جگہ درویشوں کے لئے کمرے تعمیر کروائے ایک پانی کا کنواں کھدوایا اور اس کے علاوہ ایک خوبصورت مسجد تعمیر کروائی جہاں آج بھی زائرین اور اہل محلہ نماز پنجگانہ ادا کرتے ہیں اور شب و روز اس مسجد میں درود و سلام کی مجلس منعقد ہوتی ہیں۔

(نوٹ) آپ کے دربار کے اردگرد کی آبادی اور محلے کا نام بھی آپ کے دربار شریف کی وجہ سے محلہ خواجہ نگر کے نام سے منسوب ہے۔

صاجبزادگان ☆

آپ کے چار صاجبزادے ہیں اور چاروں ظاہری و باطنی علوم سے مرصع تھے۔ آپ کے بڑے صاجبزادے جناب حضرت نذر دیوان چشتی صابری علیہ الرحمۃ جو آپ کے وصال باکمال کے بعد درگاہ کے سجادہ نشین مقرر ہوئے جو کہ صاحب سلسلہ بھی تھے لاتعداد افراد نے آپ کے ہاتھ پر بیعت کی دوسرے صاجبزادے حضرت پیر خواجہ غلام فرید المعروف بابا سائیں صابری علیہ الرحمۃ بھی صاحب سلسلہ اور اپنے زمانے کے عظیم روحانی پیشوا ہوئے ہیں ہزاروں افراد ان کے دست حق پرست پر بیعت سے شرف ہوئے۔ تیسرے صاجبزادے حضرت پیر سجاول دین ہیں ان کے بارے میں مشہور ہے کہ ۴۰ روز کے تھے کہ ماں کے گہوارے میں کلام کرنا شروع کر دیا تھا۔ چھ ماہ کی عمر عزیز میں آپ کا وصال باکمال ہو گیا تھا۔ چوتھے صاجبزادے حضرت پیر عاشق الدین المعروف فقیر نواز صابری علیہ الرحمۃ تھے۔ ۴۶ برس کی عمر میں آپ کا بھی وصال باکمال ہو گیا تھا آپ کے پوتے آج کل حضرت صاجبزادہ علاؤ الدین صابری مد ظلہ العالیٰ سجادہ نشین ہیں جو اپنے اسلاف کے اصولوں پر کاربند رہتے ہوئے بڑے اچھے انداز سلسلہ عالیہ اور دربار شریف کے نظام کو چلا رہے ہیں اور دربار شریف کے نظام کو حسب سابق برقرار رکھے ہوئے ہیں۔ آپ بڑے بلند اخلاق کے مالک اور اعلیٰ تعلیم یافتہ شخص ہیں بڑے ملنسار اور صاحب ذوق ہیں۔

حضرت بابا رنگ علی سے ملاقات ☆

ایک مرتبہ آپ اپنے چند مریدوں کے ہمراہ ایک اونچے ٹیلے پر بیٹھے ہوئے تھے کہ وہاں سے حضرت بابا رنگ علی بادشاہ علیہ الرحمۃ کا اپنے چند مریدوں کے ہمراہ گزر ہوا۔ فقیر رنگ علی بادشاہ موج میں آئے اور اپنے مریدوں سے فرمانے لگے کہ تم میں سے کوئی ہے جو اس ٹیلے سے نیچے گہری کھائی میں چھلانگ لگائے۔ حضرت بابا رنگ علی بادشاہ علیہ الرحمۃ کے تمام مریدین خاموش کھڑے رہے دو۔ تین بار جب بابا رنگ علی علیہ الرحمۃ نے اپنی بات کو دہرایا تو آپ نے حضرت بابا رنگ کو مخاطب کر کے فرمایا کہ بابا یہ سوال آپ اپنے مریدین سے کر رہے ہیں یا کوئی بھی شخص چھلانگ لگا سکتا ہے تو جواب میں بابا

رنگ علی علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ کوئی بھی چھلانگ لگائے آپ نے ایک زوردار نعرہ لگایا اور ٹیلے سے نیچے کھائی کی طرف چھلانگ لگادی۔ کھائی اتنی گہری تھی کہ ٹیلے سے نیچے زمین نظر نہیں آتی تھی جب آپ نے چھلانگ لگائی تو تمام حاضرین حیران و پریشان ہو گئے تھے جب آپ واپس بابا رنگ علی بادشاہ کے پاس آئے تو لوگوں نے آپ کو بالکل ٹھیک ہوش وحواس میں دیکھا۔ بابا رنگ علی سرکار نے آپ سے پوچھا جب چھلانگ لگائی تھی تو کیا محسوس کیا آپ نے فرمایا کہ جب میں چھلانگ لگا کر نیچے گیا تو سیدھا آپ کے گھوڑے کی کمر پر بیٹھ گیا آپ کی بات سن کر حضرت بابا رنگ علی سرکار علیہ الرحمۃ بہت خوش ہوئے اور فرط محبت سے آپ کو گلے لگایا اور ڈھیروں دعاؤں سے نواز کر رخصت ہو گئے۔ اس کے بعد آپ کو بھی حضرت بابا رنگ علی بادشاہ علیہ الرحمۃ سے بہت پیار ہو گیا تھا آپ اکثر ان سے ملنے کے لئے جایا کرتے تھے۔

حضرت مخدوم پاک سے قلبی لگاؤ ☆

آپ سرکار کو حضرت مخدوم علاؤ الدین علی احمد صابر کلیری علیہ الرحمۃ سے حد درجہ قلبی لگاؤ تھا۔ آپ کلیر شریف کی ہر چیز سے پیار فرماتے تھے ایک مرتبہ جب آپ کلیر شریف تشریف لے گئے تو واپسی پر وہاں سے گولر کے تین درخت لے کر آئے اور اپنی خانقاہ میں انہیں لگایا' خوب ان کی دیکھ بھال کی جب وہ درخت جوان ہو گئے تو آپ اس کے گولر بڑے شوق سے تناول فرماتے اور اپنے خصوصی عقیدت مندوں کو تبرکا وہ گولر دیتے تھے۔ گولر کے وہ تینوں درخت آج بھی آپ کے دربار کے صحن میں دربار خواجہ نگر کی شان بن کر کھڑے ہیں۔

(نوٹ) آپ کے دربار شریف کا نقشہ بعینہ کلیر شریف کی طرح ہے جس شخص نے کلیر شریف کو دیکھا ہو تو وہ یہ بات کہنے پر مجبور ہو جاتا ہے کہ یہ دربار کلیر ثانی ہے۔ جس نے کلیر شریف میں حضرت مخدوم پاک علیہ الرحمۃ کا دربار نہ دیکھا ہو وہ آج بھی حسن ابدال ہری پور روڈ پر خواجہ نگر شریف کی زیارت کر لے تو روح کو تازگی اور ایمان کو جلا ملے گی۔

کلیر سے آئے ہوئے مرید کا خیال ☆

آپ نے اپنا مزار اپنی زندگی میں ہی تعمیر کروایا تھا۔ کلیر شریف کے رہنے والے آپ کے ایک

مرید مستری محمد یوسف کا بیان ہے میں آپ کے دربار شریف گنبد کی تعمیر کر رہا تھا کہ اچانک جس پھٹے پر میں کام کر رہا تھا تو آپ سرکار کمر جھکا کر کھڑے ہو گئے میں سیدھا اوپر سے نیچے جب آیا تو آپ کی کمر پر تھا جب میں زمین پر کھڑا ہوا تو آپ نے پوچھا سناؤ کیا محسوس کیا تو میں نے عرض کیا سرکار جب میں آپ کی کمر پر گرا تو ایسا محسوس ہوا کہ میں روئی کے گدے پر آ گرا ہوں۔

آپ کی سخاوت اور حاسدین کی شکایت ☆

آپ انتہا درجہ کے سخی تھے آپ کی سخاوت کا چرچا دور دور تک پھیلا ہوا تھا۔ لنگر اتنا وسیع کہ ہزاروں افراد روزانہ پیٹ بھر کر کھانا کھاتے تھے۔ لوگ حیران و پریشان تھے کہ آپ کا بظاہر کوئی کاروبار بھی نہیں ہے مگر لنگر ہمہ وقت جاری وساری ہے۔ بعض حاسدین کے دل میں خیال گزرا کہ آپ نے شاید نوٹ بنانے والی مشین لگائی ہوئی ہے۔ لوگوں کی شکایت پر تھانے دار نے پولیس کی فورس کے ہمراہ چھاپہ مارا۔ پورے دربار اور گھربار کی مکمل تلاشی لی جب کچھ نہ ملا تو تھانے دار ناکام واپس جانے لگا تو آپ نے تھانے دار و بلا کر اپنا مصلّہ اٹھا کر دکھایا تو تھانیدار یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ آپ کے مصلے کے نیچے نئے نوٹوں کی گڈیاں پڑی ہیں۔

کشف وکرامات ☆

حضرت بابا غریب شاہ صابری کلیری علیہ الرحمۃ جو کہ آپ کے خلیفہ اکبر بھی ہیں۔ آپ فرماتے ہیں کہ میں جوانی کے عالم میں تھا اور مجھے کسی مرد کامل درویش کی تلاش تھی کہ ایک درویش حضرت بابا ستار صاحب سے ملاقات ہوئی تو انہوں نے فرمایا کہ حسن ابدال ضلع اٹک میں ایک ولی کامل جن کا نام حضرت خواجہ غلام معین الدین غوری حسن ثانی سخی صابر دین رحم الدین صابری ہے لہٰذا آپ ان سے ملیں۔ آپ فرماتے ہیں کہ میں آپ کی ملاقات کی غرض سے کلیر سے دہلی اور دہلی سے حسن ابدال کے لئے روانہ ہوا تو راستے میں میرے دل میں خیال پیدا ہوا کہ اگر خواجہ رحم الدین صاحب نے مجھے اپنے ہاتھ سے کوئی چیز کاٹ کر کھلائی تو سمجھوں گا کہ آپ واقعی مرد کامل ہیں۔

حضرت بابا غریب شاہ سرکار علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ جب میں اسٹیشن سے اتر کر خواجہ نگر دربار میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تو میں نے دیکھا کہ آپ ایک پلنگ پر تشریف فرما تھے۔ بظاہر آپ کے

قریب کوئی چیز بھی نہ تھی۔ میں نے سلام عرض کیا اور قریب ہو کر بیٹھ گیا آپ نے میری خیریت وغیرہ دریافت فرمائی پھر مجھ سے حضور مخدوم پاک کے دربار شریف کے حالات پوچھے۔ اسی اثناء میں آپ نے ایک کھیرا اپنے ہاتھ میں چاقو لے کر کاٹا اور مجھے کھانے کے لئے دیا۔ کھیرا کھانے کے بعد میں آپ کے قدموں میں گر لیا اور سمجھ گیا کہ جس مرد قلندر کی مجھے تلاش ہے وہ آپ ہی ہیں میں نے عرض کیا حضور مجھے شرف بیعت سے مشرف فرمائیں آپ نے حکم دیا کہ لنگر خانے میں چلے جاؤ آج کے بعد لنگر کی ڈیوٹی تمہاری ہے۔ چنانچہ میں تین برس تک لنگر کی خدمت کرتا رہا۔ تین سال کے بعد آپ نے مجھے بیعت سے مشرف فرمایا اور حکم دیا کہ اب کلیر شریف جاؤ اور زندگی وہیں پر ہی گزارو۔ چنانچہ بابا غریب شاہ تمام زندگی اس کے بعد کلیر شریف میں ہی رہے اور ۱۳۰ برس کی عمر میں ماہ اگست ۲۰۰۱ء میں آپ کا وصال با کمال کلیر شریف میں ہوا۔ کلیر شریف میں بابا غریب شاہ سرکار نے مدرسہ گلزار فرید کے نام سے ایک دینی ادارہ تعمیر کیا جس سے ہزاروں طالب علم دینی اور دنیاوی تعلیم حاصل کر چکے ہیں اور موجودہ دور میں بھی ۶۰۰ طالب علم دینی و دنیاوی تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔ حضرت بابا غریب شاہ صابری سرکار علیہ الرحمۃ نے کلیر شریف میں ایک بلند دروازہ بھی بنوایا ہے جس کی بلندی ۱۲۰ فٹ اور لمبائی ۸۰ فٹ اور چوڑائی ۴۰ فٹ ہے اس دروازے میں کمرے اور مہمان خانوں کے علاوہ ایک لائبریری بھی بنائی جا رہی ہے۔ یہ دروازہ حضرت بابا غریب شاہ سرکار کے فن تعمیر کا انمول شاہکار ہے جو رہتی دنیا تک قائم رہے گا۔ آپ نے چند کتابیں بھی لکھی ہیں ان میں ایک کتاب حالات کلیر دوسری کتاب سوانح حیات مخدوم پاک تیسری کتاب تذکرہ مشاہیر اولیاء اللہ ہے دنیا بھر میں آپ کے لاکھوں مریدین ہیں۔

کرامت نمبر۲ ☆

حاجی فضل الٰہی صاحب بابر محلہ صدر بازار راولپنڈی والوں کو آپ سرکار حضرت خواجہ رحم الدین صابری علی علیہ الرحمۃ نے اپنا بیٹا بنایا ہوا تھا آپ کا معمول تھا کہ آپ جب کبھی بری امام پاک سرکار میں تشریف لاتے تو راولپنڈی میں حاجی فضل الٰہی کے گھر پر ہی قیام فرماتے تھے۔

حاجی صاحب کی دوسری بیوی کے ہاں اولاد نہ تھی۔ ایک مرتبہ آپ سرکار حاجی فضل الٰہی صاحب جو کے گھر تشریف لائے تو ان کی بیوی نے پر شکوہ لہجے میں عرض کیا حضور آپ مجھے بیٹی بھی کہتے ہیں مگر آپ نے کبھی اپنی بیٹی کے لئے خدا سے دعا نہیں کی کہ خدا اسے بھی بیٹا دے دے چاہے جیسا بھی ہو۔ تو آپ فوراً بولے کہ بیٹی خدا جیسا بھی دے لے لو گی؟ انہوں نے کہا کہ ہاں مجھے منظور ہے۔ تو آپ

نے فرمایا چاہے ایک آنکھ خراب ہی کیوں نہ ہو تو انہوں نے عرض کیا مجھے یہ بھی منظور ہے تو آپ نے فرمایا کہ بیٹی انشاء اللہ تیرے گھر بیٹا پیدا ہوگا مگر ایک آنکھ خراب ہوگی۔ چنانچہ خدا پاک نے آپ کی دعاؤں کے صدقے حاجی فضل الٰہی صاحب کو بیٹا دیا اور آپ کے فرمان کے مطابق ایک آنکھ میں تھوڑا سا فرق ہے آپ نے ہی ان کا نام محبوب الٰہی رکھا جو آج بھی بابو محلہ صدر راولپنڈی میں بقید حیات ہیں۔ جب بیٹا پیدا ہوا تو آپ نے ہی ان کے منہ میں گھٹی ڈالی تھی۔

کرامت نمبر۳ ☆

اسی طرح فتح جنگ کے علاقہ کے زمینداروں کی ایک لڑکی اکثر و بیشتر آپ کے در دولت پر آتی اور آپ کی خدمت کا فریضہ سرانجام دیتی تھی۔ وہ بھی آپ کی بیٹی بنی ہوئی تھی اور اولاد نرینہ کی دولت سے محروم تھی۔ ایک دن اس نے گلے شکوے کے لہجے میں عرض کیا حضور بیٹی تو بنایا ہے مگر بیٹی کا خیال کچھ نہیں۔ آپ خدا سے میرے لئے دعا کیوں نہیں کرتے کہ خدا پاک مجھے بیٹا دے دے۔ آپ نے فرمایا کہ جا بیٹی خدا بیٹا دے گا۔ تو اس مائی نے عرض کیا حضور اگر بیٹا پیدا ہوا تو مجھے کیسے پتہ چلے گا کہ یہ بیٹا خدا نے آپ کی دعا سے دیا ہے۔ جب یہ بات ہو رہی تھی تو آپ اس وقت اپنی خانقاہ کے صحن میں بچ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے اور آگ جل رہی تھی آگ میں لوہے کا چمٹا پڑا ہوا تھا جو کہ آگ کی طرح سرخ ہو چکا تھا۔ یکا یک آپ نے اس مائی کی یہ بات سن کر آگ سے چمٹا نکالا اور اس کے دائیں ہاتھ پر گرم گرم چمٹا لگا کر نشان لگا دیا اور جلال میں آ کر فرمایا کہ بیٹی جب تیرے ہاں بیٹا پیدا ہوگا تو اس کے داہنے ہاتھ پر اسی طرح نشان ہوگا تو سمجھ لینا کہ خدا پاک نے یہ بیٹا خواجہ رحم الدین کی دعا سے دیا ہے۔ پھر خداوند کریم کی کرنی کہ ایسا یہ ہوا کہ اس مائی کو خدا نے بیٹا دیا اور اس کے ہاتھ پر داہنی طرف چمٹے کا نشان تھا وہ شخص آج بھی فتح جنگ میں بقید حیات موجود ہے۔

کرامت نمبر۴ ☆

جھیلا نامی آپ کا ایک خادم خاص تھا۔ ایک مرتبہ آپ نے اس سے فرمایا کہ ہم نے غسل کرنا ہے لہٰذا ڈول میں پانی بھر کر لاؤ اور حودی میں ڈال دو۔ وہ پانی لے کر آیا تو اس نے آواز دی کہ پانی آ گیا ہے۔ مگر اندر سے جواب نہ ملا پھر اس نے دروازے پر دستک دی مگر غسل خانے میں سے جواب نہ آیا پریشان ہو کر کھڑا ہو گیا۔ تھوڑی دیر کے بعد اس کو محسوس ہوا کہ غسل خانے میں کوئی موجود ہے کپڑے اتار رہا ہے۔ اس نے پھر آواز دی تو آپ نے فرمایا کہ حودی میں پانی ڈال دو وہ خادم پانی ڈال کر کھڑا رہا۔

جب آپ غسل سے فارغ ہوئے اور نئے دھلے ہوئے کپڑے پہن کر باہر تشریف لائے تو خدام خاص غسل خانے میں کپڑے اور برتن اٹھانے گیا تو یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ آپ نے جو کپڑے اتارے ہیں وہ کیچڑ میں لت پت ہیں۔ وہ اور زیادہ پریشان ہوا کہ آپ میرے سامنے یہی کپڑے پہنے ہوئے غسل خانے میں داخل ہوئے تھے۔ اس وقت تو کپڑوں کی پوزیشن ایسی نہ تھی اور نہ ہی غسل خانے میں کہیں کیچڑ گارا ہے بلکہ غسل خانہ پختہ فرش پلستر والا ہے بالآخر یہ ماجرا کیا ہے۔

وہ فوراً آپ کے حجرہ خاص میں گیا اور عرض کرنے لگا۔ حضور آپ میرے سامنے غسل خانے میں داخل ہوئے جب میں پانی لے کر آیا تو آواز دی تو آپ اندر موجود نہ تھے بعد ازاں دستک دی تو آپ نے جواب نہ دیا۔ کافی دیر بعد آپ کی آواز آئی اب یہ کپڑے بھی کیچڑ میں لت پت ہیں ماجرا کیا ہے ذرا اس راز سے پردہ تو اٹھائیں۔ آپ پہلے تو مسکرادیئے اور فرمایا کہ تجھے کیا غرض ہے جا اپنا کام کر مگر جب اس خادم خاص نے زیادہ مجبور کیا تو آپ نے فرمایا کہ میں جب غسل خانے میں داخل ہو کر میں کپڑے اتار رہا تھا تو دریا میں میرے ایک مرید کی کشتی ڈوبنے لگی تھی تو اس نے مجھے یاد کیا تو میں نے پرواہ نہ کی اور سوچا کہ شاید کوئی اور اس کی مدد کردے گا جب دوسری مرتبہ آواز آئی پھر تیسری مرتبہ آواز آئی تو پھر مجھ سے نہ رہا گیا۔ میں نے کپڑے پہنے اور وہاں پہنچ کر اس کی کشتی کو نکالا جس کی وجہ سے میرے کپڑے کیچڑ میں لت پت ہیں۔

آپ کے خلفائے نامدار☆

یوں تو آپ کے بہت سے خلفاء ہوئے ہیں مگر چند مشہور خلفاء کے اسمائے گرامی درج ذیل ہیں۔ حضرت بابا غریب شاہ صابری علیہ الرحمۃ جن کا مزار کلیر شریف انڈیا بھارت میں ہے۔ ۱۳۰ برس کی عمر میں آپ کا وصال باکمال ہوا، حضرت بابا اکبر دین المعروف بہشتی بابا۔ آپ کے بہشتی کہلانے کی وجہ یہ ہے کہ ان کے کندھے پر ہر وقت پانی کا مشکیزہ ہوتا تھا اور ہاتھ میں چاندی کا گلاس ہر وقت لوگوں کو پانی پلاتے رہتے تھے اپنے مرشد کے حکم پر دن میں کئی مرتبہ حضرت بابا ولی قندھاری کے ہاں جاتے اور لوگوں کو پانی پلاتے تھے ان کا مزار مبارک محلہ کا کشال پشاور میں ہے جو کہ رحم نگر کے نام سے مشہور ہے۔ حضرت سید ہدایت شاہ جن کا مزار جبیساں ضلع اٹک میں واقع ہے، حضرت سید منور شاہ المعروف آموں والے بابا جن کا مزار اسلام آباد میں واقع ہے، حضرت بابا متولی شاہ آپ کا مزار کلیر شریف انڈیا میں ہے، حضرت میاں غلام ربانی آپ نے ہزاروں بچوں اور بچیوں کو اپنی ظاہری زندگی میں قرآن پڑھایا حج بیت اللہ

شریف کی سعادت حاصل کرنے کے لئے گئے تو آپ کی خواہش کے مطابق آپ کا وصال با کمال مدینہ منورہ میں ہوا وہیں آپ کا مزار پر انوار ہے۔

وصال با کمال سے ایک دن پہلے کا واقعہ☆

اپنے وصال با کمال سے ایک دن قبل آپ نے غسل کیا نئے کپڑے پہنے اور مریدوں کے ہمراہ جن میں حاجی فضل الٰہی اور گوہر مسعود صاحب راجہ قابل ذکر ہیں آپ اپنے مزار شریف کے اندر گئے اور اپنی قبر کے قریب کھڑے ہو کر فرمانے لگے کہ اگر مجھے شریعت محمدی کا خیال نہ ہوتا تو میں آج ہی قبر میں چلا جاتا۔ اس کے بعد آپ نے راجہ گوہر مسعود کو حکم دیا کہ چمبا پنڈ چلے جاؤ اور وہاں جا کر میاں غلام ربانی صاحب سے کہہ دیں کہ دربار عالیہ خواجہ نگر کے ایک فقیر کا وصال با کمال ہو گیا ہے آ کر جنازہ پڑھا دیں۔

جب میاں غلام ربانی صاحب کو پیغام ملا تو فوراً تشریف لائے تو خواجہ نگر پہنچ کر معلوم ہوا کہ آپ کا انتقال ہو چکا ہے۔ میاں غلام ربانی خود فرماتے ہیں کہ آپ نے اپنی ظاہری زندگی میں ہی مجھے جنازہ پڑھانے کا حکم دے دیا تھا۔ بابو محلہ صدر راولپنڈی کے حاجی فضل الٰہی صاحب فرماتے ہیں کہ میں راولپنڈی میں تھا کہ سرکار نے ایک آدمی بھیج کر بلوایا اور کافی دیر تک مجھ سے باتیں کرتے رہے اور بہت سے احکامات مجھے سونپے اس کے بعد آپ نے نعرہ لگایا اور اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔

وصال با کمال☆

آپ کا وصال با کمال ۲۳ محرم الحرام بروز جمعۃ المبارک ۱۳۶۸ ہجری بمطابق ۱۹۵۰ء کو ہوا۔ مزار پر انوار خواجہ نگر شریف ہری پور روڈ حسن ابدال ریلوے سٹیشن کے نزدیک مرجع خاص و عام ہے جہاں اہل عقیدت آج بھی حاضری دے کر اپنے دامنوں کو گوہر مراد سے بھرتے ہیں۔ آپ کا سالانہ عرس مبارک ۲۲، ۲۳، ۲۴ محرم الحرام کو بڑے جوش و خروش اور نہایت ہی عقیدت و احترام سے منایا جاتا ہے۔ فقیر راقم الحروف کو بارہا آپ کے دربار پر حاضری کا شرف حاصل ہے اور سجادہ نشین اول جناب صاحبزادہ نذر دیوان صابری علیہ الرحمۃ اور سجادہ نشین دوئم حضرت خواجہ غلام فرید صابری علیہ الرحمۃ سے بھی نیاز مندی حاصل رہی ہے جبکہ موجودہ سجادہ نشین الحاج صاحبزادہ علاؤالدین صابری مدظلہ کے بھائی صاحبزادہ افتخار الدین صابری سے بھی نیاز مندی کا شرف حاصل ہے۔ موجودہ سجادہ نشین اور آپ کے

تمام برادران اور دربار کے منتظم اعلیٰ صاحب زادہ عمران الٰہی صابری بڑے ہی احسن انداز سے اپنے اسلاف کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے دربار شریف کی خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔ آپ کے وصال باکمال پر مولوی حکیم سید محمد سعید غور غشتی حضرو والوں نے یہ قطعہ وصال باکمال لکھا۔

قطعہ تاریخ وصال باکمال

چوں رفت ازدیہ فنا آں رحم الدین اولیاء
شور ماتم شد بیا افسوس بس حسرتا

ماہ محرم جمعہ بود تاریخ بس تو سہ غور
غوغائے ماتم سرفرود افسوس بس حسرتا

تاریخ ابجدع و یشن آمد رقم کافی اوین
تاریخ ہجری بالیقن افسوس بس حسرتا

محرم ۱۳۶۸ھ/۱۹۵۰ء بروز جمعتہ المبارک

منقبت در شان حضرت خواجہ رحم الدین صابری علیہ الرحمۃ

از قلم شاعر اہلِ سنت جناب عبدالقیوم طارق سلطان پوری مدظلہ

عشق کا بستاں درد کا چارہ خواجہ رحم الدین
حسن کی دنیاں نور کی صہبا خواجہ رحم الدین

پیکر راحت بحر عنایت گنج مروت زین عطا
کان سخاوت فیض کا دریا خواجہ رحم الدین

قول حلاوت پند سعادت بات حقیقت نور سخن
آپ سراپا عنبر سارا خواجہ رحم الدین

ذکر تمہارا قریہ قریہ فیض تمہارا چار جہت
کوچہ کوچہ شہرہ تمہارا خواجہ رحم الدین

دید تمہاری غم کا مداوا یاد تمہاری زیست مری
کیا کہنے اے میرے مسیحا خواجہ رحم الدین

حضرت صاحبزادہ نذر دیوان صابری علیہ الرحمۃ

تعارف☆

نیّرِ اُفقِ ولایت، مہرِ تاباں، بقیۃ السلف، پیرِ طریقت حضرت صاحبزادہ نذر دیوان صابری چشتی رحیمی علیہ الرحمۃ حضرت خواجہ غلام معین الدین غوری نخی صابر دین حسن ثانی رحم الدین چشتی صابری علیہ الرحمۃ کے خلیفہ اکبر اور سجادہ نشین تھے۔ آپ کی ولادت ۲۱ ستمبر ۱۹۳۰ء کو ببر کی شریف تحصیل حسن ابدال میں ہوئی۔ آپ کے والدین نے بچپن ہی سے آپ کی ظاہری و باطنی تعلیم و تربیت پر خصوصی توجہ دی تھی۔ آپ ظاہری و باطنی تعلیم کے زیور سے مکمل طور پر آراستہ تھے۔ تمام عمر بڑی جرات و خودداری سے اپنے والد گرامی کے نقش قدم پر چلتے ہوئے والد گرامی کے سلسلہ عالیہ کو جاری رکھا۔ آپ نے خواجہ نگر شریف میں اپنے والد گرامی حضرت خواجہ رحم الدین سرکار رحمتہ اللہ علیہ کے وصال باکمال کے بعد ان کے سالانہ عرس کا جو نظام اور پروگرام ترتیب دیا وہ انتہائی قابل رشک تھا جو کہ آج بھی آپ کے بعد قائم و دائم ہے۔

آپ بڑے باہمت و بلند حوصلہ، نیک سیرت باکردار، باصلاحیت، عبادت گزار اور نماز روزہ کے پابند تھے۔ اپنے شیوخ کی طریقت اور اسوہ حسنہ کے ساتھ ساتھ شریعت محمدیہ علی صاحبہ وسلام کا خصوصی خیال رکھتے تھے۔ آپ بڑے پکے اور سچے عاشق رسول ﷺ تھے۔ حسن ابدال میں ۱۲ ربیع الاول شریف کے دن جلوس میلاد النبی کا خصوصی اہتمام فرماتے تھے۔ اور اس کی قیادت بھی اپنے ہم عصر علماء اور مشائخ کے ہمراہ خود فرماتے تھے۔ آپ علماء اور مشائخ کا بے حد احترام فرماتے تھے اور ان کے مشن کو زندہ رکھنے کے لئے بڑی بڑی تحریکات میں آپ خود حصہ لیتے تھے۔ ملکی سطح پر علماء اور مشائخ کے ساتھ آپ نے نہ صرف کام کیا بلکہ حکمرانوں کے ضمیروں کو بھی جھنجوڑا کرتے تھے۔ آپ کا انتظامیہ پر اتنا رعب و دبدبہ تھا کہ بڑے بڑے افسران نام سن کر گھبراتے تھے۔ حتیٰ کہ حسن ابدال اور ضلع راولپنڈی کی اہم سیاسی شخصیات آج بھی اس بات کی شاہد ہیں کہ مرحوم ذوالفقار علی بھٹو سابق وزیراعظم پاکستان آپ کو نہ صرف قدر کی نگاہ سے دیکھتے تھے بلکہ کبھی کبھار خواجہ نگر کے آستانے پر ٹیلی فون کر کے بات بھی کرتے اور دعا کے لئے عرض کرتے تھے۔

آپ اتحاد بین المسلمین کے عظیم داعی اور علمبردار تھے۔ اس کے علاوہ آپ کی پوری زندگی سماجی وفلاحی کاموں کے لئے وقف رہی۔ حالانکہ والدگرامی کے بعدان کے مریدوں کا خیال پھر اپنے ہزاروں مریدین کی جماعت کی مصروفیات کے باوجود پوری زندگی خدمت خلق خدا میں گزاردی۔

وصال باکمال☆

آپ کا وصال باکمال مورخہ ۱۸ ستمبر بروز جمعۃ المبارک ۱۹۹۲ء ۱۸ ربیع الاول ۱۴۱۳ھ کوحسن ابدال میں ہوا۔ مزار شریف خواجہ نگر میں ہری پورروڈ حسن ابدال ضلع اٹک میں مرجع خاص و عام ہے۔

آباد خدا رکھے میخانہ محمد ﷺ کا

حضرت پیر سجاول دین صابری چشتی رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆

ولی مادر زاد، پروردہء آغوش ولایت، مہر طریقت حضرت صاحبزادہ پیر سجاول دین صابری چشتی رحیمی علیہ الرحمۃ کی ولادت باسعادت ۸ نومبر ۱۹۳۵ء کو حضرت خواجہ غلام معین الدین سخی صابر دین حسن ثانی رحم الدین صابری چشتی علیہ الرحمۃ کے گھر واقع ببر کی شریف ہوئی۔ آپ حضرت خواجہ رحم الدین سرکار علیہ الرحمۃ کے تیسرے فرزند ارجمند اور مادر زاد ولی تھے۔ آپ کی پیدائش سے قبل ہی آپ کے والدین کو باشارہ باطنی خوشخبری سنادی گئی تھی کہ پیدا ہونے والا بچہ ولی کامل ہوگا۔ چنانچہ جب آپ پیدا ہوئے تو آپ کے چہرے کے انوار وتجلیات کا یہ عالم تھا کہ دیکھنے والا پکار کے کہہ اٹھتا تھا کہ یہ ولی کامل ہوگا۔ ابھی آپ گود میں ہی تھے۔ جب چالیس دن کے ہوئے تو آپ نے کلام کرنا شروع کر دیا تھا۔ مگر آپ زیادہ دیر زندہ نہ رہ سکے صرف چھ ماہ کی قلیل عمر عزیز میں آپ کا وصال باکمال ہوگیا۔ جب آپ کا وصال باکمال ہوگیا تو آپ کے والد گرامی حضرت خواجہ رحم الدین صابری علیہ الرحمۃ نے آپ کو اپنے آبائی گاؤں ببر کی تحصیل حسن ابدال میں امانتاً سپرد خاک کر دیا۔ لیکن جب حضرت خواجہ غلام معین الدین غوری سخی صابر دین حسن ثانی رحم الدین صابری علیہ الرحمۃ کو باشارہ باطنی اپنا آبائی گاؤں ببر کی چھوڑ کر حسن ابدال خواجہ نگر میں ہری پور روڈ پر منتقل ہونے کا حکم ملا تو انہوں نے اپنے مریدین اور خدام کو حکم دیا کہ پیر سجاول دین کی قبر کشائی کر کے ان کا تابوت نکال کر ان کو بھی خواجہ نگر لے چلو، چنانچہ تعمیل حکم کے تحت مریدین نے قبر کشائی کی، جب تابوت نکالنے کی کوشش کی تو تابوت باہر نہ نکلتا تھا۔ خدام نے حضرت خواجہ رحم الدین سرکار علیہ الرحمۃ کی خدمت میں حاضر ہوکر عرض کیا کہ حضور پیر سجاول دین صاحب کا تابوت قبر سے باہر نہیں نکل رہا ہے۔

آپ نے فرمایا کہ ٹھیک ہے تم یہیں ٹھہرو آپ بذات خود قبر پر تشریف لے گئے۔ اور کچھ دیر مراقبہ میں رہ کر واپس تشریف لائے اور فرمایا کہ فوراً ایک بکرا لے کر آؤ، چنانچہ بکرا آپ کی خدمت میں

حاضر کیا گیا۔ آپ نے اس قبر کے قریب اس کو ذبح کر کے اس کا خون پیر سجاول دین کی قبر میں ڈالا اور آپ کا تابوت نکال کر ذبح شدہ بکرا اس میں دفن کر دیا اور آپ کو خواجہ نگر شریف دفن کر دیا۔

وصال باکمال ☆

آپ کا وصال باکمال ٦ جولائی ١٩٣٦ء ٧۔٦ کو ببر کی شریف نزد دورہ گاؤں میں ہوا۔ مزار فیض آثار خواجہ نگر شریف میں ہری پور روڈ نزد ریلوے اسٹیشن حسن ابدال ضلع اٹک میں مرجع خاص و عام ہے۔

فقیر راقم الحروف کو بارہا آپ کے مزار پر حاضری کا شرف حاصل رہا ہے۔

آباد خدا رکھے میخانہ محمد ﷺ کا

حضرت پیر عاشق الدین فقیر نواز صابری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆

پروردۂ آغوش، ولایت، واقف اسرار خفی وجلی، نیر ولایت حضرت پیر عاشق الدین المعروف فقیر نواز صابری چشتی رحیمی رحمتہ اللہ علیہ حضرت خواجہ غلام معین الدین غوری سخی صابر دین حسن ثانی رحم الدین صابری چشتی کے چوتھے فرزند ارجمند ہیں۔

ابھی آپ کی ولادت نہیں ہوئی تھی کہ والدین اجمیر شریف میں حضرت خواجہ سید محمد معین الدین حسن سنجری اجمیری علیہ الرحمتہ کے دربار پر حاضری دے رہے تھے کہ کسی فقیر نے آپ کی والدہ کو آپ کی ولادت کی خوشخبری دی۔

جب آپ کی ولادت ہوئی تو والدین نے آپ کا نام نامی عاشق الدین المعروف فقیر نواز رکھا۔ فقیر نواز نام سے آپ کو اس لئے پکارا جاتا ہے کہ آپ کی ولادت کی خبر کسی فقیر نے غریب نواز کے دربار میں دی تھی۔ اس لئے آپ فقیر نواز کے نام سے مشہور اور جانے پہچانے جاتے ہیں۔

آپ کے بارے میں مشہور ہے کہ آپ کو سکول داخل کرایا جاتا تھا مگر آپ اسکول نہیں جاتے تھے۔ دنیاوی تعلیم ایک دن بھی سکول میں حاصل نہیں کی اور دینی تعلیم بھی اسی طرح تھوڑی بہت! اسلام کے بنیادی مسائل اور تعلیم قرآن سے باخبر تھے۔

مگر آپ کی لکھائی کا خط اس قدر خوشخط تھا کہ لوگ دنگ رہ جاتے اور بڑے بڑے سخت لفظ آپ با آسانی لکھ اور پڑھ لیا کرتے تھے۔ حتیٰ کہ فارسی اور انگریزی زبان پر آپ کو مکمل عبور تھا۔ بڑی آسانی سے بول لیا کرتے تھے۔ جبکہ فارسی کو لکھ بھی لیتے تھے۔

چلہ معکوس ☆

بین الاقوامی شہرت یافتہ قوال جناب عزیز میاں چشتی نظامی مرحوم ایک مرتبہ حسن ابدال خواجہ نگر کے عرس کے موقع پر آپ کے بڑے بھائی پیر طریقت مرد قلندر خواجہ غلام فرید صابری چشتی رحیمی علیہ الرحمتہ کی خدمت میں حاضر تھے کہ انہوں نے حضرت خواجہ غلام فریدی صابری چشتی رحیمی علیہ الرحمتہ سے عرض کیا۔ حضور چلہ معکوس طریقت میں کسے کہتے ہیں اور اس کی بنیاد اور طریقہ کیا ہے تو خواجہ غلام فرید

علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ میں خواجہ فقیر نواز کو بلاتا ہوں وہ آپ کو اس کی مکمل تفصیل بتا دیں گے۔

چنانچہ بلانے پر آپ تشریف لائے تو خواجہ صاحب نے فرمایا کہ عزیز میاں کو چلہ معکوس کے بارے میں تفصیل بتائیں تو آپ نے چلہ معکوس کی بنیاد اور اس کا طریقہ تمام کا تمام تصوف کی معتبر کتابوں کے حوالے سے بیان کر دیا۔ حالانکہ آپ اردو ذرا بھی پڑھے ہوئے نہ تھے نہ ہی طریقت و تصوف کی ظاہری طور پر آپ نے کوئی کتاب پڑھی ہوئی تھی اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ باطنی طور پر زیور تعلیم سے مرصع تھے۔ جس کو علم لدنی کہتے ہیں۔

وصال باکمال ☆

آپ کا وصال باکمال ۱۸ جون ۱۹۷۹ء میں صرف ۴۵ برس کی عمر میں ہوا۔ مزار شریف دربار خواجہ نگر حسن ابدال میں مرجع خاص و عام ہے۔

آباد خدا رکھے میخانہ محمد کا ﷺ

حضرت پیر سید لطف علی شاہ بخاری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆

فخر السادات، مرد میدان جاہد و فی اللہ، خانوادۂ رسول ہاشمی ﷺ حضرت پیر سید لطف علی شاہ بخاری علیہ الرحمۃ ضلع ہری پور سرائے نعمت کے عظیم روحانی پیشوا حضرت پیر سید گل بادشاہ بخاری علیہ الرحمۃ کے گھر سرائے نعمت ضلع ہری پور ہزارہ میں پیدا ہوئے۔ والدین کی روحانی تربیت اور خصوصی توجہ نے آپ کو یکتائے روزگار بنا دیا تھا۔ آپ حضرت مخدوم سید جلال الدین سرخ بخاری علیہ الرحمۃ اُچ شریف ضلع بہاولپور کی اولاد پاک سے ہیں۔ آباؤ اجداد اچ شریف سے ہجرت کر کے مختلف مقامات سے ہوتے ہوئے سرائے نعمت ہری پور ہزارہ آ کر آباد ہوئے اور اسی جگہ کو مستقل مسکن بنا لیا۔

آپ نے ابتدائی تعلیم اپنے گھر میں ہی حاصل کی اور دینی اور دنیاوی تعلیم کے لئے مختلف سکولوں کالجوں میں پڑھتے رہے۔ چونکہ آپ کے والد گرامی بذات خود ایک بہت طریقت اور عالم دین تھے اس لئے دینی اور روحانی تعلیم اپنے والد گرامی ہی مکمل کی۔ آپ ہمہ وقت اپنے والد گرامی کی صحبت میں رہتے۔ آنے جانے والے مہمانوں علماء مشائخ کی خدمت بجالاتے تمام عمر اپنے آباؤ اجداد کے طریقہ پر عمل پیرا رہے کبھی زندگی میں خلاف شرع کام سرزد نہ ہوا اور نہ ہی کسی کو ایسا کرتا دیکھ کر پسند کرتے۔ آپ کے گھر میں خدا پاک کی دی ہوئی تمام نعمتیں موجود تھیں۔ مگر آپ نے کبھی دنیا داری کو اپنے نزدیک بھٹکنے بھی نہ دیا ہر وقت یاد خدا میں مستغرق اور عشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جذبہ سے سرشار رہتے تھے۔

بیعت وخلافت ☆

آپ اپنے والد گرامی حضرت پیر سید گل بادشاہ علیہ الرحمۃ کے دست حق پرست پر شرف بیعت سے مشرف تھے اور انہی سے خرقہ خلافت پایا اور ان کے وصال کے بعد ان کی مسند پر مسند نشین ہوئے۔

سرائے نعمت سے حسن ابدال ہجرت ☆

آپ کے والد بزرگوار حضرت پیر سید گل بادشاہ علیہ الرحمۃ کے عقیدت مندوں کا سلسلہ بہت وسیع و عریض تھا جو کہ پورے ملک میں پھیلا ہوا تھا۔ دور دراز سے آنے والے حضرات کو سرائے نعمت

آپ کی خانقاہ تک پہنچنے کے لئے بہت تکالیف اٹھانی پڑتی تھیں۔ جس کی وجہ سے انہوں نے اپنے عقیدت مندوں اور مریدین کی سہولت کے لئے حسن ابدال محلہ کچڑا پیرانوالی گلی میں اپنی بیٹھک بنائی اور کبھی کبھی یہاں تشریف لاتے اور بیرون اضلاع اور دور دراز سے آنے والوں سے حسن ابدال میں ہی ملاقات فرمایا کرتے تھے۔ جب ان کا وصال با کمال ہوا تو انہیں ان کی وصیت کے مطابق سرائے نعمت میں ہی دفن کیا گیا۔ مگر آپ نے اپنا مستقل مسکن محلہ کچڑا حسن ابدال گلی پیرانوالی کو ہی بنالیا یہیں پر اپنے والد گرامی کے مریدین اور پھر اپنے عقیدت مندوں اور مریدین سے ملاقات فرماتے اسی جگہ کو رشد وہدایت کا مرکز بنایا یہیں پر با قاعدہ لنگر خانے اور مہمان خانے قائم فرمائے اور پھر یہیں کے ہو کے رہ گئے۔

سیرت وکردار☆

آپ انتہائی درجہ کے سخی اور بلند ہمت، با کردار، نیک سیرت، عبادت وریاضت میں بے مثال تقویٰ پرہیز گاری میں اعلیٰ درجہ کے مالک تھے۔ انتہائی سادہ طبیعت، بردبار، وضع دار، متواضع اور انسان دوست شخصیت کے مالک تھے۔ آپ تمام مکاتب فکر کے لوگوں کو دعوت دیتے تھے کہ آؤ سب کے سب محمد مصطفیٰ ﷺ کی ذات کو مرکز تسلیم کر کے ایک ہو جائیں۔ آپ نے پوری زندگی اتحاد بین المسلمین کے داعی کی حیثیت سے گذاری فرقہ واریت کو آپ نے اپنے اور حلقہ احباب میں پنپنے نہ دیا بلکہ شب وروز کی جدوجہد سرکار ﷺ کی محبت کی دعوت تھی آپ کو حضور ﷺ کی ذات سے بے مثال عشق تھا آپ ہمیشہ فرمایا کرتے تھے کہ خداوند کریم موت دے تو جوانی کی اس لئے کہ کمزور ونحیف لاغر ومجبور ہو کر مرنا اچھا نہیں بلکہ میری زندگی کی سب سے بڑی خواہش ہے کہ اللہ تعالیٰ جوانی کی عمر میں موت دے چنانچہ خدا پاک نے آپ کی دعا کو قبول بھی کیا اور آپ کا ۴۲ سال کی عمر میں انتقال ہوا۔

کشف وکرامات☆

حسن ابدال سے ہزارہ روڈ پر ضلع ہزارہ کی حدود میں لب میل، کالو پنڈ، جہ دال ڈھوچ وغیرہ ۸۴ گاؤں میں جانوروں کو بیماری پڑ گئی اور ہر گاؤں اور گاؤں کے ہر گھر میں جانور مر رہے تھے۔ جب بہت سا نقصان ہو گیا اور لوگ پریشان ہوئے تو آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کرنے لگے۔ شاہ صاحب ہماری تو زندگی کی کمائی برباد ہو گئی۔ ۸۴ گاؤں میں کوئی گھر ایسا نہیں جہاں بیماری نہ ہو ہم پر یہ مصیبت اور ناگہانی آفت آن پڑی ہے۔ آپ خدا پاک کی بارگاہ میں ہمارے لئے کوئی دعا فرمائیں۔

آپ سے لوگوں کی گریہ وزاری دیکھی نہ گئی اور فرمایا کہ انشاء اللہ اب تمہارے ان ۸۴ گاؤں میں اس بیماری سے کوئی جانور نہیں مرے گا یہ بیماری اب یہاں سے ختم ہوجائے گی۔ آپ نے اس پورے علاقے کے لئے ایک ایسا عمل کیا جس کو علاقائی زبان میں "حوضہ" کہتے ہیں۔ اس کے بعد پھر کبھی آج تک ان دیہاتوں میں ایسی بیماری نہیں آئی بلکہ جو جانور بچ گئے تھے آپ کی دعا سے وہ بچ گئے اور تندرست وتوانا ہو گئے۔

کرامت ☆

سلطان پور حسن ابدال کے رہائشی آپ کے ایک مرید کا بیٹا ذہنی توازن کھو کر پاگل ہو گیا۔ ماں باپ نے کافی علاج معالجہ کروایا۔ لاکھوں روپے خرچ کئے مگر جوں جوں دوا کی مرض بڑھتی گئی۔ بالآخر ایک دن اس بچے کے والدین اسے لے کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہنے لگے سرکار ہم نے دنیا کا کوئی علاج نہیں چھوڑا۔ لاکھوں روپیہ خرچ کر کے برباد ہو گئے ہیں۔ مگر اس بچے کو آرام نہیں آرہا اب یہ آپ کے قدموں میں حاضر ہے اور اب یہ جب تک ٹھیک نہیں ہو جاتا آپ کے ہاں ہی رہے گا۔ اگر ٹھیک ہو گیا تو ہم لے جائیں گے۔ وگرنہ یہ پھر آپ ہی کے پاس رہے گا۔ آپ نے فرمایا کہ مجھے سودا منظور ہے۔ اگر ٹھیک ہو گیا تو لے جانا وگرنہ میرا تو ہے ہی۔ ماں باپ بچے کو چھوڑ کر چلے گئے آپ نے اس کا کوئی علاج معالجہ دوائی وغیرہ نہیں کی بلکہ روزانہ اپنی خصوصی توجہ سے اسے پیار سے دیکھتے اسی طرح چھ ماہ گزر گئے اور وہ بچہ بغیر کسی علاج معالجہ کے بالکل ٹھیک ہو گیا۔ اس کے بعد اس کے ماں باپ اسے لے گئے اس کی شادی کرادی بال بچے دار ہے اور آج کل امریکہ میں سکونت پذیر ہے۔

وصال باکمال ☆

آپ کی خواہش کے مطابق ۴۲ سال کی عمر عزیز میں آپ کا وصال باکمال مورخہ ۲۹ دسمبر ۱۹۸۸ء کو ہوا۔

مزار شریف محلہ کچڑا گلی پیراں والی حسن ابدال شہر ضلع اٹک میں مرجع خاص و عام ہے۔ جہاں اہل عقیدت آج بھی حاضری دے کر اپنے دامنوں کو گوہر مراد سے بھرتے ہیں۔ آپ کے ہاں اولاد نہ تھی۔ اس لئے آپ کے وصال باکمال کے بعد آپ کی بیوہ کو مریدین نے سجادہ تسلیم کیا ہے اور وہی سجادہ نشین ہیں۔ جبکہ آپ کے بھانجے سید عظمت حسین شاہ بخاری مدظلہ العالیٰ آپ کے دربار کے منتظم اعلیٰ ہیں جو کہ بڑی خوبی اور احسن طریقہ سے دربار شریف کے نظام کو چلا رہے ہیں اور ہر سال آپ

کے عرس مبارک کی نگرانی بھی پیر سید عظمت علی بخاری صاحب ہی فرماتے ہیں۔ سید عظمت علی شاہ صاحب اپنی جوانی کی عمر کی تمام صلاحیتیں بروئے کار لاتے ہوئے آپ کے مشن کی تکمیل اوراس کے فروغ کے لئے مصروف عمل ہیں۔ فقیر راقم الحروف کو آپ کے دربار پر حاضری کا شرف حاصل ہے اور دربار کے منتظم اعلیٰ پیر سید عظمت حسین شاہ صاحب سے بھی کافی عرصہ سے یاداللہ ہے جو کہ انتہائی ملنسار اور اعلیٰ اخلاق کے مالک ہیں۔

آباد خدا رکھے میخانہ محمد ﷺ کا

حضرت حافظ عبدالغفور نقشبندی چشتی رحمتہ اللہ علیہ

تعارف☆

نمونہ سلف صالحین ، یادگار اسلاف ، عاشق قرآن ، تاجدار ولایت ، قطب زماں آفتاب طریقت ، ماہتاب شریعت ، حضرت قبلہ الحاج حافظ عبدالغفور صاحب المعروف باباجی صاحب رحمتہ اللہ علیہ ۱۳۱۲ھ کی ولادت باسعادت بمقام دریا شریف تحصیل حضرو ضلع اٹک میں اپنے وقت کے عظیم ولی کامل حضرت محمد جی علیہ الرحمۃ کے گھر ہوئی۔ آپ کا شمار دنیائے اسلام کے ان نامور مشائخ عظام میں ہوتا ہے کہ جن کی زندگی دین اسلام کے لئے مکمل طور پر وقف تھی آپ علم شریعت وطریقت ومعرفت کے ایسے تابناک اور درخشاں آفتاب ہیں جو رہتی دنیا تک چمکتا رہے گا۔ آپ کی نگاہ کیمیا نے ان گنت گمراہوں کو راہ ہدایت دکھائی اور انہیں ظلمت کدہ جہاں سے نکال کر روحانیت کی منزل پر لا کھڑا کیا ہزاروں بے حس اور خدا پاک کے دروازے سے دور افراد کو ذاکر وشاغل بنا دیا بہت سے تارک سنت افراد کو سنت کا پابند بنا کر ان کے دلوں کو نور ایماں سے منور کر دیا۔

تعلیم وتربیت☆

آپ نے ابتدائی تعلیم اپنے والد گرامی جناب حضرت محمد جی علیہ الرحمۃ سے حاصل کی۔ پھر قرآن مجید حفظ کرنے کے لئے شکر درہ ضلع اٹک میں تشریف لے گئے۔ شکر درہ کا گاؤں دریا شریف سے ۱۶ میل کے فاصلے پر ہے۔ آپ یہ تمام فاصلہ روزانہ پیدل طے فرماتے تھے۔

آپ کے اس دور کی یہ بات بہت مشہور ہے اور اس کے گواہ بھی کافی لوگ ہیں کہ آپ نے دریا شریف سے شکر درہ تک کے تمام راستے پر ہر جگہ پر سجدہ ضرور کیا ہے۔ یعنی یہ تمام راستہ آپ کے سجدوں سے پڑھے۔ علاقہ بھر میں حضرت باباجی صاحب علیہ الرحمۃ سب سے پہلے حافظ قرآن ہیں۔ قرآن کریم حفظ کرنے کے بعد آپ حصول علم کے لئے ماصرہ کھوڑی، رام پور، دہلی وغیرہ تشریف لے گئے اور مختلف مدارس میں اکتساب فیض کرتے رہے۔

بیعت وخلافت ☆

آپ کے والد گرامی چونکہ مانکی شریف کی مشہور ومعروف خانقاہ سے منسلک تھے۔ اسی لئے آپ بھی باطنی وروحانی تعلیم وتربیت کے لئے مانکی شریف تشریف لے جاتے تھے اور حضرت پیر صاحب مانکی شریف سے روحانی فیوض وبرکات حاصل کرتے رہے بعد ازاں آپ قطب الاقطاب حضرت خواجہ غلام حسن سواگ تحصیل کروڑ ضلع لیہ کی خدمت میں حاضر ہو کر ان کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف ہوئے۔

غوث زماں' قطب الاقطاب حضرت خواجہ غلام حسن پیر آف سواگ شریف کے وصال باکمال کے بعد آپ نے ان کے پوتے حضرت خواجہ غلام محمد کی خدمت عالیہ میں رہ کر سلوک کی منزلیں طے کیں۔ انہوں نے جب آپ کے سینے کو روحانیت کا خزینہ دیکھا تو آپ کو سلاسل اربعہ کی خلافت دے کر سلسلہ عالیہ نقشبندیہ، چشتیہ، قادریہ، سہروردیہ میں اجازت بیعت سے سرفراز فرمایا۔

باباجی کا قرآن پاک سے عشق ☆

آپ نے دریا شریف میں ایک مدرسہ کھولا اور اس میں بچوں کو قرآن مجید حفظ کرانا شروع کر دیا۔ آپ نے ایک استاد صرف اس لئے رکھا ہوا تھا کہ یہ دیکھے کہ بچوں نے وضو کرنے میں غفلت تو نہیں کی۔ طلباء پڑھائی کرنے میں کوئی کمی تو نہیں چھوڑتے۔ قرآن حکیم کی صحت تلاوت کا اور مخارج کا پورا پورا خیال رکھواتے تھے۔ آپ کا معمول تھا کہ عشاء کی نماز کے بعد طالب علموں سے دو رکعت نفلوں میں ان کا سبق اور منزل سنتے تھے۔ کئی مرتبہ پورا پورا قرآن دو رکعت نماز نفل میں سن لیتے تھے۔

ایک مرتبہ دریا شریف میں آپ کے برادر نسبتی حضرت شیخ الحدیث مولانا حافظ محمد آمین تشریف لائے تو نماز عشاء کے بعد آپ نے ان سے فرمایا کہ برخودار آج ہمارا قرآن سننے کو جی چاہتا ہے چلو ہمیں قرآن سناؤ، آپ کا فرمان سن کر حافظ محمد آمین نے عرض کیا کہ حضرت کچھ طبیعت بھی ٹھیک نہیں ہے اور منزل بھی نہیں دہرائی ہے۔ آپ نے دوبارہ فرمایا کہ برخودار کھڑا تو ہو اللہ کریم اپنا فضل کرے گا۔

مولانا حافظ محمد آمین آپ کا حکم نہ ٹال سکے اور دو رکعت نماز نفل کی نیت کر کے پہلا سپارہ شروع کیا اور پہلی رکعت میں بائیس سپارے پڑھ دیئے تو آپ نے پیچھے سے اللہ اکبر کہا تو پھر انہوں نے

رکعت ختم کی اور بعد دو سجدوں کے دوسری رکعت میں آٹھ سپارے مکمل کر کے سلام پھیر دیا۔

آپ بڑھاپے کے باوجود بھی پوری عمر قرآن حکیم کھڑے ہو کر نفلوں میں پڑھتے اور سنتے تھے۔آپ کا یہ معمول تھا کہ جب طبیعت ذرا پریشان ہوتی تو فوراً اپنے صاحبزادگان میں سے کسی ایک کو حکم دیتے کہ قرآن سناؤ پھر پورا قرآن حکیم سنتے۔

آپ ہر اسلامی تہواری مہینے کے پہلے جمعے ، نماز جمعۃ المبارک کے بعد قرآن حکیم کا ختم کرواتے اور پھر شرینی تقسیم فرماتے تھے۔اسی طرح ہر جمعرات مزار شریف پر قرآن کریم کا ختم ہوتا اور شیرینی بانٹی جاتی تھی۔

تقریباً کوئی دن ایسا نہ تھا کہ جس دن آپ نے تلاوت قرآن کریم نہ کروائی ہو۔ بالخصوص رمضان المبارک کے مہینے میں دربار شریف میں عید کا سماں ہوتا تھا۔ پورے رمضان المبارک میں قرآن خوانی ہوتی رہتی تھی۔ رمضان شریف کے پہلے تین دنوں دوران تراویح دس دس سپارے روزانہ سنائے جاتے اور تین دن میں قرآن حکیم ختم کیا جاتا۔ پھر بقایا دنوں میں تراویح میں پانچ سپارے روز سنائے جاتے تھے۔حتیٰ کہ ستائیسویں رات کو پورا قرآن حکیم نماز تراویح میں ختم کرایا جاتا رہا۔الحمدللہ یہ سلسلہ آج بھی اسی طرح بدستور جاری وساری ہے۔

آپ کے روزمرہ کے معمولات☆

آپ کا معمول زندگی تھا کہ آپ نے جو بھی اور دو وظائف اوائل عمر میں وقتاً فوقتاً شروع کئے تھے وہ آخری وقت تک جاری رکھے۔آپ اکثر مریدین کو بھی نصیحت فرمایا کرتے تھے کہ جو نیک کام ایک دفعہ شروع کر دو اسے تاحیات جاری رکھو آپ تھوڑا اور مسلسل پڑھنے کی ہدایت فرمایا کرتے تھے۔آپ کا زندگی بھر معمول رہا کہ دو کوزے پانی سے سنت کے مطابق وضو فرماتے تھے۔آپ روزانہ صبح گیارہ بجے وضو توڑنے کے لئے باہر تشریف لے جاتے۔ وضو تازہ کرنے کے بعد آپ نماز چاشت ادا فرماتے اور پھر اس کے بعد ذکر واذکار میں مشغول رہتے پھر زوال کے وقت نماز زوال ادا فرماتے اس کے بعد مہمانوں کے ساتھ کھانا تناول فرماتے۔آپ عام طور پر روٹی کا چوتھا حصہ بالخصوص مکئی کی روٹی کھاتے تھے۔ کھانے کے بعد آرام کی بجائے وظائف میں مصروف ہو جاتے۔ وظائف سے فارغ ہو کر نماز ظہر ادا فرماتے نماز کے بعد ختم خواجگان پڑھتے اور فارغ ہو کر تھوڑی دیر کے لئے دور

دور سے آئے ہوئے مہمانوں عقیدت مندوں کی بات سنتے اور ان کے لئے دعائیں فرما کر جانے والوں کو الوداع فرماتے مہمانوں سے فارغ ہو کر دینی کتب کا مطالعہ فرما کر نماز عصر ادا فرماتے بعد ازاں ختم خواجگان پڑھتے پھر دعا سے فارغ ہو کر مسجد کی تیسری منزل پر تشریف لے جاتے اور نماز مغرب کے وقت تک ذکر واذکار میں مصروف رہتے پھر نماز مغرب کے بعد نیچے تشریف لاتے اور اپنے حجرے میں سنتیں اور نوافل اوابین ادا فرماتے ،نماز کے بعد مہمانوں کو کھانا دینے کے لئے لنگر والوں کو حکم دیتے اور خود تسبیح میں مصروف ہو جاتے ۔ وظائف سے فارغ ہو کر آپ معمول کے مطابق کھانا تناول فرمانے کے بعد نماز عشاء ادا کر کے کچھ دیر آئے ہوئے مہمانوں کے ساتھ بیٹھ کر ان کی دلجوئی فرماتے اور ان کا حال احوال اور آنے کا مقصد پوچھتے ۔اگر کسی مہمان نے واپس جانا ہوتا تو اسے واپسی کی اجازت دے دیتے تھے ۔آپ کا معمول تھا کہ مہمان کو رخصت کرتے وقت آپ باقاعدہ اس سے پوچھتے تھے کہ وہ ناراض تو نہیں جا رہا۔طبیعت پر بوجھ تو نہیں اگر خدمت میں کوئی کوتاہی ہو گئی تو جاتے ہوئے معاف کر دینا جاتی دفعہ مہمان کو مسواک یا کنگھی عطا فرماتے اور تاکید کرتے جاتی دفعہ خردہ یعنی تبرک ضرور لے کر جانا۔اگر کوئی غریب مہمان ہوتا تو آپ اسے کرایہ کے علاوہ کپڑے وغیرہ بھی عطا فرمایا کرتے تھے ۔مہمانوں کی رخصتی کے بعد آپ طالب علموں کے ساتھ مشغول ہو جاتے ان سے فراغت کے بعد آپ بقایا رات کا حصہ اللہ پاک کی یاد میں گزارتے تھے ۔صبح تہجد کی اذان ہوتی اور تمام حاضرین کو پابندی سے نماز پڑھواتے اور تاکید کرتے کہ گھر بھی تہجد پڑھا کرو تہجد کے وقت آپ سبز قہوہ کی پیالی نوش فرماتے صبح کی نماز کے بعد آپ ساری مسجد کا چکر لگاتے اور طالب علموں اور مہمانوں کی خیریت دریافت فرماتے اس کے بعد آپ درس دینے کے لئے بیٹھ جاتے تھے ۔درس میں جو مہمان حاضر ہوتے ان کی تکالیف کا اس پیرائے میں بیان فرماتے کہ وہ خود بخود راضی بہ رضا ہو جاتے کئی دفعہ ساری محفل دھاڑیں مار مار کر روتی ۔صبح کی نماز کے بعد آپ تین مرتبہ دعا مانگتے تھے ۔ تیسری دعا میں پتھر دل انسان بھی رو پڑتا تھا۔صبح کی مجلس میں روحانیت ہی روحانیت ہوتی تھی اور عجیب پر کیف منظر اور سماں طاری ہو جاتا تھا۔اس کے بعد آپ مہمانوں سے اپنے حجرے میں فرداً فرداً ملاقات فرماتے جانے والوں کو تحفے اور تبرک دے کر رخصت فرماتے ۔

سیرت و کردار☆

آپ عجز و انکساری میں بے مثل و بے مثال تھے۔ تقویٰ پرہیز گاری طہارت آپ کا شعار تھا۔ شریعت محمدی پر سختی سے کار بند رہتے کسی بھی حال میں خلافت شریعت کوئی کام سرزد نہ ہونے دیا۔ آپ اخلاق محمدی کا مکمل نمونہ تھے۔ آپ سے ایک مرتبہ ملنے والا متاثر ہوئے بغیر نہ رہتا تھا۔ مہمان نوازی اس قدر فرماتے تھے کہ مہمان شرمندہ ہو جاتا تھا۔ کسی کی تکلیف کو برداشت نہ فرماتے بلکہ اس کی تکلیف و مصیبت کو اپنی تکلیف سمجھتے اور اس کی اس انداز سے دلجوئی فرماتے کہ اس کی آدھی تکلیف اور مصیبت آپ کی دلجوئی سے رفع ہو جاتی اور بقایا آدھی کے لئے آپ دعا فرماتے اور دعا بھی اس طرح فرماتے کہ جیسے آدمی خود تکلیف میں ہو تو وہ اللہ کریم کی بارگاہ میں ہاتھ پھیلاتا ہے۔ آپ قرون اولیٰ کی یادگار تھے۔ آپ کی سخاوت بھی اپنے عروج پر تھی لنگر اتنا کھلا تھا کہ ہر آنے جانے والا مہمان اس سے فیض یاب ہو کر جاتا۔ مہمانوں کی تواضع ہمیشہ گوشت روٹی اور پلاؤ اور اس کے ساتھ کوئی نہ کوئی میٹھی چیز بھی ضرور ہوتی۔ ہر مہمان چاہے وہ غریب ہو یا امیر سب کے لئے ایک ہی لنگر چلتا تھا۔ آپ صاجزادگان کو حکم دیتے تھے کہ مہمانوں کی خدمت خود کیا کریں اور ان کا خصوصی خیال رکھا کریں۔

سرہند شریف کی حاضری☆

آپ ایک مرتبہ اپنے مرشد کامل کے پوتے حضرت خواجہ غلام محمد علیہ الرحمۃ کے ہمراہ حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کے دربار شریف واقع سرہند شریف انڈیا تشریف لے گئے۔ سرہند شریف کی سرزمین پر آپ نے جوتے نہیں پہنے، بلکہ سرہند شریف میں پندرہ روز تک پاپیادہ رہے اور جس وضو سے آپ سرہند شریف میں داخل ہوئے تھے پندرہ روز تک اسی وضو سے نماز بھی ادا فرماتے رہے اور حضرت مجدد علیہ الرحمۃ کے دربار میں حاضری دیتے رہے۔ سرہند شریف کے قیام پندرہ روز میں آپ نے نہ کھانا کھایا اور نہ ہی نیند کی بلکہ مسلسل لگاتار پندرہ روز کے روزے سے رہے۔

آپ کے معاصرین مشائخ کے آپ کے بارے میں ارشادات☆

آپ حضرت پیر صاحب مانکی شریف علیہ الرحمۃ کے پاس آیا جایا کرتے تھے وہ بھی آپ کی

بہت تعظیم وتوقیر فرماتے ،اسی طرح حضرت خواجہ احمد میروی علیہ الرحمۃ سے بھی آپ نے اکتساب فیض بھی کیا مگر خواجہ احمد میروی علیہ الرحمۃ بھی آپ کا بے حد احترام فرماتے تھے۔اسی طرح حضرت خواجہ عبدالرحمٰن چھوہروی علیہ الرحمۃ بھی آپ سے بڑی محبت فرماتے تھے اور آپ کو آنے والے وقت کا قطب کہا کرتے تھے۔آپ اپنے آخری زمانہ میں دربار عالیہ گولڑہ شریف میں حضرت محبوب المشائخ قبلہ بابو جی علیہ الرحمۃ کی خدمت میں اکثر تشریف لے جاتے اور ان کے ساتھ بیٹھ کر محفل سماع بھی سنتے تھے۔ حضرت قبلہ بابو جی بھی آپ سے بڑی محبت وشفقت فرماتے تھے اور اکثر اپنے مریدین سے فرمایا کرتے تھے کہ اگر دنیا لینی ہے تو گولڑہ شریف آ جاؤ اور اگر دین لینا ہے تو فقیر صاحب یعنی بابا جی صاحب دریا شریف کے پاس چلے جاؤ۔آپ کی عادت شریفہ تھی کہ آپ ہمیشہ دو زانوں ہو کر بیٹھتے تھے۔گولڑہ شریف میں بھی اسی طرح بیٹھتے کہ حضرت قبلہ بابو جی کے حکم پر کھل کر بیٹھتے مگر تھوڑی دیر کے بعد پھر دو زانوں ہو جاتے۔ایک مرتبہ آپ نے حضرت قبلہ بابو جی علیہ الرحمۃ کی خدمت میں عرض کیا کہ حضرت میرے ساتوں بیٹوں کو اپنی دست حق پرست پر بیعت فرمالیں تو حضرت قبلہ بابو جی نے کچھ دیر توقف کے بعد فرمایا کہ فقیر صاحب میری طرف سے آپ خود ہی ان کی بیعت لے لیں۔

آپ کی تعلیمات ☆

آپ فرمایا کرتے تھے کہ برخودار تمہارے لئے ایک ہی کتاب کافی ہے۔جس کا نام قرآن مجید ہے۔جو مومنوں کے لئے شفا ہے طالب علموں کے لئے علم کا سمندر اور بے ہدایتوں کے لئے مکمل ہدایت ہے۔اسے مضبوطی سے تھام لو گے تو تمہیں کسی دوسری کتاب کی ضرورت نہیں پڑے گی۔

نمبر۲ ☆

آپ فرمایا کرتے تھے کہ جب نماز درست ہو جائے گی تو امید ہے کہ نجات میسر آ جائے گی کیونکہ دین قائم ہو جائے گا۔تہجد کی نماز کو بھی لازم پکڑو اور سحری کے وقت استغفار ضرور کرو۔توبہ استغفار کے وقت اگر رو سکو تو خوب رویا کرو کیونکہ اللہ جل شانہ کو مومن کا رونا بہت پسند ہے اور وہ بھی سحری کے وقت اور ہاں اگر رونا نہ آئے تو رونے والوں جیسا منہ ہی بنا لیا کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ دلوں کے بھید خوب جانتا ہے۔

نمبر۳ ☆

آپ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ یہ حق ہے کہ قیامت آ کر رہے گی اور پھر یوم حساب ہوگا اس دن ہر ایک کو اس کی نیکی اور بدی کا ٹھیک ٹھیک بدلہ دیا جائے گا اپنی زندگی کو نعمت جانو اور نیک عمل کرو۔ اس لئے کہ نیک عمل کے بغیر جنت کی طلب اور نبی مکرم ﷺ کی سنت کی پیروی کے بغیر شفاعت کی امید اور نافرمانی کے باوجود رحمت کی تمنا حماقت اور بے وقوفی ہے۔ اے اللہ کے بندو نبی کریم ﷺ کی تابعداری میں قرآن حکیم کے بتائے ہوئے راستے پر چل کر نیک عمل کرلو یقیناً اللہ تعالیٰ اور نبی کریم ﷺ تم سے راضی ہو جائیں گے۔ اور پھر رحمت شفاعت اور جنت سے نوازے جاؤ گے۔ آپ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ صدقہ دینا ہزار رکعت نفل پڑھنے سے بہتر ہے۔ صدقہ ہر بلا اور بیماری کو کھا جاتا ہے۔ نفس سے کنارہ کش ہو کر اتباع سنت کو لازم پکڑو اس کے بغیر قطعی گذارا نہیں۔

نمبر۴ ☆

آپ اپنے مریدین وعقیدت مندان کو درود شریف کلمہ شریف اور استغفار پڑھنے کی بہت زیادہ تاکید فرماتے تھے۔ کلمہ شریف کے متعلق آپ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ کلمہ طیبہ اللہ تعالیٰ کے غضب کو ٹھنڈا کرتا ہے۔ کلمہ طیبہ دوزخ کی آگ کو ٹھنڈا کرتا ہے۔ کلمہ طیبہ کا ورد دل کی تسکین کا سبب بنتا ہے۔ کلمہ طیبہ توحید کا اقرار ہے اور ماسوائے حق کے سب سے منہ پھیر کر معبود برحق کی طرف دل پھیرتا ہے۔ کلمہ طیبہ ظلمات کفر اور کدورت وشرک کو رفع کرتا ہے۔ کلمہ طیبہ کی ایک دفعہ تصدیق بھی دائمی عذاب دوزخ سے نجات دلاتی ہے۔ کلمہ طیبہ تمام دینی ودنیاوی مشکلات کا حل ہے۔ کلمہ طیبہ کی عظمت کا ظہور ذکر کرنے والے کے درجات کے مطابق ہوتا ہے۔ جس قدر پڑھنے والے کا درجہ ہوگا۔ اسی قدر کلمہ مقدسہ کی عظمت کا ظہور بھی زیادہ ہوگا۔

اولاد وامجاد ☆

آپ نے دو شادیاں کیں۔ جن سے ایک صاحبزادی اور سات صاحبزادے آپ کی اولاد ہیں۔ آپ کے ساتوں صاحبزادے بڑی ہی پختہ منزل کے حافظ قرآن ہیں۔ اور اپنی اپنی جگہ پر ڈیوٹیاں دینے میں مصروف ہیں۔ صاحبزادگان کے اسمائے گرامی حسب ذیل ہیں۔ حافظ محمد

شریف صاحب، حافظ محمد صدیق صاحب حافظ سلطان محمود صاحب، حافظ محمد سعید، حافظ محمد عبدالحق صاحب۔

کشف و کرامات ☆

محمد بشیر صاحب راولپنڈی والے حضرت قبلہ باباجی صاحب کی خدمت میں تین دن تک رہ کر واپس جانے لگے تو آپ نے ان سے پوچھا کہ کیسے آئے تھے تو انہوں نے عرض کیا کہ میں مرید ہونے کے لئے آیا تھا مگر تین دن کے قیام کے دوران میں نے آپ کی کوئی کرامت نہیں دیکھی۔اس پر آپ نے فرمایا کہ برخوردار یہ بتاؤ کہ تم نے تین دن کے قیام کے دوران میرا کوئی فعل خلاف شریعت بھی دیکھا ہے اس پر بشیر صاحب نے عرض کیا ایسا تو نہیں دیکھا تو آپ نے فرمایا کہ برخوردار اس سے بڑھ کر اور کیا کرامت چاہتے ہو۔یہ سن کر بشیر صاحب کی آنکھوں میں آنسو آ گئے اور عرض کرنے لگے حضور مجھے اپنے دست حق پرست پر شرف بیعت سے مشرف فرمالیں۔آپ نے فرمایا کہ برخوردار جاؤ پہلے داڑھی کے ساتھ صلح کرلو پھر آنا۔

کرامت ☆

آپ داڑھی رکھنے کے متعلق بہت سختی فرماتے تھے۔آپ کی سب سے بڑی کرامت یہ تھی کہ آپ نے جس منہ پر ایک دفعہ ہاتھ پھیر کر یہ فرمایا کہ برخوردار داڑھی سے صلح کرلو تو پھر اس نے داڑھی کبھی نہیں منڈوائی۔یہ بات بھی بڑی مشہور ہے کہ آپ کے وصال باکمال کے بعد بھی آج بھی کوئی شخص آپ کے مزار پر حاضری دے کر یہ منت مان لے کہ اگر اللہ تعالیٰ میرا یہ کام کردے تو میں داڑھی بھی رکھ لوں گا تو اس کا کام اللہ کریم کے فضل سے ضرور ہو جاتا ہے چاہے وہ کتنا ہی مشکل کام کیوں نہ ہو۔

کرامت نمبر۳ ☆

آپ کا معمول تھا کہ آپ غیر محرم عورتوں سے پردہ فرمایا کرتے تھے۔ایک دفعہ آپ کسی کام کی غرض سے کہیں باہر جانے کے لئے مسجد شریف سے باہر تانگے پر سوار ہونے کے لئے تشریف لائے تو ایک عورت راستے میں یک دم آ کر کھڑی ہو گئی۔آپ نے اپنا چہرہ مبارک دیوار کی طرف موڑ لیا اور بانگی بابا (مرحوم) جو آپ کے ہمراہ تھے سے فرمایا کہ اس سے کہو راستہ چھوڑ دے۔بانگی بابا کے بار بار اصرار پر

بھی اس عورت نے راستہ نہ چھوڑا اور رو کر کہنے لگی کہ میرا بیٹا پھانسی چڑھ رہا ہے۔ میں اس کو بری کرانے کے لئے باباجی صاحب کے پاس دعا کرانے آئی ہوں۔ جب تک باباجی میرے بیٹے کی پھانسی سے رہائی کے لئے دعا نہیں فرمائیں گے میں راستہ سے نہیں ہٹوں گی۔ آپ کافی دیر تک خاموشی سے کھڑے رہے اور وہ عورت جانے کا نام نہیں لے رہی تھی تو آپ نے بانگی بابا سے فرمایا کہ اس عورت سے کہہ دو کہ گھر جا کر ابلے ہوئے چنے بانٹے تیرا بیٹا بری ہو جائے گا۔ چنانچہ اس عورت نے ایسا ہی کیا اور چند دنوں کے بعد اس کا بیٹا باعزت بری ہو کر اپنے گھر آ گیا۔

کرامت نمبر۴ ☆

باباجی علیہ الرحمۃ کے پاس ایک طالب جو آنکھوں سے نابینا تھا مدرسے میں داخل ہو کر آپ سے کافی عرصہ قرآن کریم حفظ کرتا رہا۔

جن دنوں آپ علیل تھے۔ آپ نے اس طالب علم کو بلایا اور اس کی آنکھوں پر ہاتھ پھیر کر دم فرمایا تو اس کی آنکھوں کی بینائی واپس لوٹ آئی اس کے بعد آپ نے فرمایا کہ حافظ صاحب جاؤ دنیا کا نظارہ کرلو۔ مگر یہ بات کسی کو بتانی نہیں ہے۔ چنانچہ اس حافظ نے آپ کی زندگی کے دوران کبھی کسی سے بھی اس بات کا ذکر نہیں کیا بعد از وصال باکمال آپ کے ایک مرید خاص خواجہ فخر الدین صاحب سے اس کا ذکر کیا کہ خدا پاک نے مجھے آپ کی دعا کی برکت سے آنکھیں عطا کی ہیں۔

کرامت نمبر۵ ☆

موضع ساماں کے رہنے والے ایک مرید خاص فرماتے ہیں کہ رمضان المبارک کی ۲۷ ویں شب کو ختم شریف کے موقع پر آپ لنگر تقسیم کرنے سے قبل دعا کے لئے لنگر خانے میں تشریف لائے تو آپ کے ساتھ دو بہت خوبصورت شخصیتیں جنہوں نے اپنے چہرے پر نقاب ڈالا ہوا تھا۔ آپ لنگر خانہ میں ان کے ساتھ بڑے مودبانہ انداز میں کھڑے ہو گئے۔ ان دو میں سے ایک ہستی نے دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے اور پھر آپ ان کے ہمراہ واپس حجرے میں تشریف لے آئے کچھ دیر گزرنے کے بعد میں نے پوچھا کہ حضرت ابھی تھوڑی دیر پہلے آپ کے ہمراہ جو مہمان تھے وہ کون تھے آپ نے فرمایا کہ ایک نبی کریم ﷺ اور دوسرے حضرت غوث پاک علیہ الرحمۃ تھے۔

کرامت نمبر ۶ ☆

ایک مرتبہ گندم کی فصل کے موقع پر آپ نے اپنے ایک مرید کو فرمایا کہ برخوردار کچھ گندم دربار شریف کے لنگر کے لئے خرید لو۔ آپ کے خادم خاص نے عرض کیا حضور میرے پاس پیسے تو ہیں نہیں گندم کہاں سے خریدوں گا۔ تھوڑی دیر کے بعد آپ نے خادم کو بلایا اور فرمایا کہ الماری میں فلاں کتاب ہے۔ اس کو الماری سے نکالو اس میں رقم رکھی ہے۔ آپ حجرہ میں چادر تانے چارپائی پر لیٹے ہوئے تھے۔ چنانچہ خادم نے کتاب الماری سے نکالی اور ایک ایک صفحہ کھول کر دیکھ لیا مگر اس کو اس میں رقم نظر نہ آئی تو عرض کرنے لگا کہ حضرت میں نے پوری کتاب دیکھ لیا ہے اس میں تو کوئی پیسہ نہیں ہے۔ آپ نے فرمایا کہ لاؤ کتاب مجھے دے دو خادم نے کتاب آپ کے ہاتھ میں دی تو تھوڑی دیر کے بعد سو سو کے نئے نوٹ چادر کے باہر کی طرف آپ نے پھینکنے شروع کر دیئے۔ جب مطلوبہ رقم پوری ہو گئی تو خادم خاص نے عرض کیا یا حضرت جتنی گندم خریدنے کا مجھے حکم دیا گیا ہے اس کے لئے رقم پوری ہو چکی ہے۔ لیکن آپ لگاتار نوٹ پھینکتے رہے اور فرمایا کہ اس سے بھی زیادہ خرید لو۔

بوقت وصال باکمال آپ کی سخاوت و وصیت ☆

آپ تقریباً پانچ ماہ علیل رہے۔ بوجہ علالت آپ کافی کمزور ہو گئے تھے۔ کھانا پینا بھی بہت کم ہو گیا تھا اس کمزوری اور نقاہت کے باوجود آپ نے اپنے معمولات اوراد و وظائف میں کمی نہ آنے دی اور پانچوں نمازیں باجماعت ادا فرماتے رہے آخری وقت تک باہوش رہے۔

وصال باکمال سے کچھ دیر قبل آپ نے جو کچھ بھی آپ کے پاس تھا۔ اللہ پاک کی راہ میں خیرات کر دیا یہاں تک کہ بدن پر جو کپڑے تھے وہ بھی اتار کر چادر لپیٹ لی اور کپڑے بھی خدا واسطے کسی کو دے دیئے اور حاضرین کو گواہ بنا کر فرمایا کہ گواہ رہنا کہ میرے پاس اب کچھ بھی نہیں رہا۔ آپ کی بات سن کر ایک خادم نے عرض کیا حضور آپ اولاد کے لئے کیا چھوڑ کر جا رہے ہیں تو آپ نے جواباً فرمایا کہ اگر میرے پیچھے میرے قدموں کے نشانوں پر چلتے رہے اور مہمانوں کی خدمت و تواضع کرتے رہے ان کے لئے راستے درست کرتے رہے اور ان کو وضو کے لئے کوزے بھر کر دیتے رہے تو ان کو کسی چیز کی کمی نہ ہو گی آپ نے اپنے صاحبزادوں کو بلا کر کسیاں اور بیلچے دیئے اور کہا کہ ان سے مہمانوں کے راستے درست کرتے رہنا۔

وصال باکمال ☆

آپ کا وصال باکمال ۹ جمادی الثانی ۱۳۹۵ھ ۱۹۷۵ء ماہ مئی صبح کے وقت ہوا۔ مزار پُر انوار دریاشریف تحصیل حضرو ضلع اٹک علاقہ چھچھ میں آج بھی مرجع خاص و عام ہے۔ اہل عقیدت و محبت آج بھی آپ کے مزار پر انوار پر حاضری دے کر اپنے قلوب واذکان کو نور ایمان سے منور کرتے ہیں۔

فقیر راقم الحروف کا عرصہ دراز سے معمول ہے کہ جب کبھی بھی طبیعت پریشان ہو تو سکون قلب کے لئے اکثر بروز سوموار آپ کے دربار شریف پر حاضری دیتا ہے۔ الحمدللہ آپ کے دربار کی حاضری کے بعد اطمینان قلب حاصل ہوتا ہے۔

آپ کے تمام صاحبزادگان اور پھر ان کے صاحبزادگان الحمدللہ آپ کے نقش قدم پر چلتے ہوئے آستانہ عالیہ اور جامع مسجد سے ملحقہ دارالعلوم کی بہتر طریقے سے خدمت کا فریضہ انجام دے رہے ہیں۔ آپ کا سالانہ عرس مبارک آپ کے دربار پر ہر سال ۹۔۱۰ جمادی الثانی کو نہایت ہی اہتمام واحترام سے منایا جاتا ہے۔ ملک بھر کے طول وعرض سے مریدین عقیدت مندان علمائے کرام مشائخ عظام شرکت کرتے ہیں۔ فقیر راقم الحروف کا آپ کے صاحبزادے جناب حافظ محمد سعید صاحب علیہ الرحمۃ حافظ استاد سلطان محمود صاحب اور حافظ عبدالحق صاحب مدظلہ العالی سے خصوصی اور گہرا تعلق ہے۔ بڑے ہی مہربان اور خلیق الصبح شخصیات ہیں اور آپ کی جلائی ہوئی شمع کو روشن کئے ہوئے ہیں۔

آباد خدا رکھے میخانہ محمد کا ﷺ

حضرت علامہ عبدالحق قادری غوبہ غشتوی رحمتہ اللہ علیہ

تعارف☆

محقق بے مثل استاذ الاساتذہ عالم ربانی پیر طریقت حضرت میاں عبدالحق چشتی علیہ الرحمۃ بن امیر احمد بن احمد شیخ جو کہ صحابی رسول ﷺ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد پاک سے ہیں۔ آپ کا خاندان شروع ہی سے مذہبی اور علم وعرفان اور روحانیت کا مرکز تھا دور دور سے علم وعرفان کے متلاشی روحانی سکون حاصل کرنے کے لئے اسی دروازے پر آتے زمانے کے بڑے بڑے فاضلین اور نامور علمائے کرام نے آپ کے اجداد سے اکتساب فیض کیا۔

خاندان کے علمی اور گھر کے مذہبی ماحول نے آپ میں بچپن سے ہی دینی علوم کے حصول کا جذبہ بیدار کر دیا تھا۔ مگر شومیٔ قسمت کے ابھی آپ کی عمر عزیز صرف ایک سال تھی کہ آپ کے والد گرامی کا سایہ سر سے اٹھ گیا اور ان کے بعد آپ کی پرورش اور تعلیم وتربیت کا بوجھ آپ کے چچا حضرت علامہ میاں فیض علیہ الرحمۃ پر پڑ گیا۔

تعلیم وتربیت☆

والد گرامی کے وصال باکمال کے بعد آپ کے چچا نے آپ کی تعلیم وتربیت پر خصوصی توجہ دی اور آپ کو حضرت علامہ فضل احمد غازی والوں کے پاس داخل کرا دیا جہاں آپ نے مولانا فضل احمد سے کافیہ تک پڑھا اس کے بعد مولانا سید حبیب شاہ قاضی پوری علیہ الرحمۃ سے اکتساب فیض کیا اسی دوران علامہ نور گل جو کہ حضرت علامہ فضل حق رامپوری کے شاگرد تھے ان سے اکتساب فیض کیا بعد ازاں علوم حکمت سیکھنے کے لئے حضرت علامہ مولانا محمد دین بدھوی علیہ الرحمۃ کے سامنے زانوئے تلمذ طے کئے اسی دوران آپ کچھ عرصہ ہروئی والا سلطانپوری میں علامہ پیر سید ضیاء الدین شاہ سلطان پوری علیہ الرحمۃ سے بھی اکتساب فیض کرتے رہے اور دورہ حدیث کی تکمیل کے لئے جب مدرسہ دیوبند گئے تو قسمت نے یاوری کی اور دوران تعلیم ہی آپ بیمار ہو گئے اور واپس تشریف لے آئے۔

آغاز تدریس ☆

تکمیل علوم کے بعد آپ دو سال تک دارالعلوم مکھڈ شریف میں مسند تدریس پر فائز رہے اس کے بعد دربار عالیہ سیال شریف ضلع سرگودھا سے ملحقہ مدرسہ شمس الاسلام میں تدریسی ذمہ داریاں نبھاتے رہے مگر چند ماہ کے بعد ہی واپس تشریف لے آئے اور اپنے علاقے میں ایک دارالعلوم قائم کیا اور تادم آخر اسی میں درس نظامی کی مکمل کتابیں پڑھاتے رہے آپ کی محنت اور خصوصی لگن اور توجہ سے جتنے بھی علماء نے آپ کے سامنے زانوئے تلمذ طے کئے الحمدللہ وہ تمام ہی اپنے وقت کے چوٹی کے فاضلین اور بہترین عالم اور درسی کتابوں کے مدرس ہیں۔ آپ نے علم کے جو موتی بکھیرے ہیں ان کی تعداد احاطہ تحریر میں لانا ناممکن ہے۔

آپ کے مشہور تلامذہ ☆

آپ سے کثیر تعداد میں علمائے کرام نے اکتساب فیض کیا کابل اور کوہاٹ کی طرف سرحدی علاقہ میں آپ کے بے شمار شاگرد اور علماء ہیں۔ مگر چند علماء کے نام تبرکاً دیئے جاتے ہیں۔ جن میں مولانا گل اکرام راولپنڈی، حضرت علامہ پیر مفتی محمد ہدایت الحق حقانی علیہ الرحمۃ حضرو ضلع اٹک، حضرت علامہ پیر سید غلام محی الدین شاہ سلطان پور شریف علیہ الرحمۃ، حضرت علامہ عبدالحق بارہ زئی شریف حضرو ضلع اٹک کے علاوہ چند سرکردہ دیوبندی علماء نے بھی آپ کے سامنے زانوئے تلمذ طے کر کے اکتساب فیض کیا۔ جن میں مولوی غلام خان راولپنڈی، مولوی حبیب الرحمٰن، مولوی ضیاء الحق، مولوی فضل الرحمٰن جیسے حضرات شامل ہیں۔

صاحبزادگان ☆

آپ کے چار صاحبزادے ہیں۔ جن میں سے آپ کے بڑے صاحبزادے مولانا عبدالسلام دورہ حدیث شریف پڑھتے ہوئے وصال باکمال فرما گئے۔

جبکہ دوسرے صاحبزادے مولانا حبیب الرحمٰن صاحب اور مولانا سیف الرحمٰن صاحب مولانا محمد نعمان ہیں جو اپنے وقت کے بہترین متجر عالم دین ہیں اور مسلک حقہ اہل سنت جماعت کی خدمت اپنے والد گرامی علیہ الرحمۃ کے نقش قدم پر چلتے ہوئے سرانجام دے رہے ہیں۔

بیعت وخلافت ☆

آپ سلسلہ عالیہ قادریہ میں حضرت محدث اعظم پاکستان مولانا سردار احمد قادری علیہ الرحمہ کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف ہوئے اور انہیں سے خرقہ خلافت بھی حاصل کیا۔

ایک مرزائی سے مناظرہ ☆

آپ ایک مرتبہ علاقہ جھاڑ تربیلہ میں مولانا جان محمد سے ملنے کے لئے تشریف لے گئے تو انہوں نے بتایا کہ میاں عبدالجبار مرزائی ساکن گندف سیداں ہزارہ ڈویژن نے مجھے خط لکھا ہے کہ یا تو مرزائیوں کو کافر کہنا چھوڑ دو یا پھر ہم سے مناظرہ کے لئے تیار ہو جاؤ۔

مولانا جان محمد علیہ الرحمۃ نے آپ سے مشورہ کیا کہ اب ہمیں کیا کرنا چاہئے۔ آپ نے فرمایا کہ مولانا آپ علاقہ کے مفتی ہیں اگر آپ اس مسئلہ میں خاموش رہے تو لوگ سمجھیں گے مولوی عبدالجبار مرزائی حق پر ہے لہٰذا چاہئے کہ مناظرہ کا چیلنج قبول کر لیا جائے اور میں بذات خود مناظرہ کروں گا۔

چنانچہ آپ مولانا جان محمد کو ہمراہ لے کر علاقہ گندف سیداں ہزارہ چلے گئے اور مولوی عبدالجبار مرزائی کو مناظرے کے لئے پیغام بھیجا۔ جب آپ کی آمد کی اطلاع علاقہ اور گردونواح کے مسلمانوں کو ہوئی تو عوام اہل سنت اور علمائے کرام کا ایک جم غفیر آپ کے گرد جمع ہو گیا۔

مولوی عبدالجبار مرزائی بار بار پیغام بھیجنے کے باوجود نہ آیا اور نہ ہی کوئی اس کا حواری میدان مناظرہ میں پہنچا بالآخر شدید اصرار اور عوام کی مزاحمت کی وجہ سے شام چار بجے مولوی عبدالجبار مرزائی اپنے حمایتوں کے ہمراہ پہنچا۔ علاقہ کے تمام علماء نے متفقہ طور پر اہل سنت جماعت کی طرف سے آپ کو مناظر منتخب کیا۔ جب مناظرہ شروع ہوا تو آپ نے اس کے مختلف سوالات کا بڑے ہی مدلل انداز میں ردّ کیا۔ اور اس کو اپنی گرفت میں لے لیا۔ جب مولوی عبدالجبار مرزائی کا کوئی بس نہ چلا اور علم کے اس کوہ گراں کے سامنے نہ ٹھہر سکا تو اپنی ندامت کو چھپانے کے لئے پشتو میں اپنے ساتھی سے کہنے لگا (خو دیر زور ور ملا دے) یعنی (یہ مولوی کوئی آفت ہے) آپ نے فرمایا عبدالجبار ہم نے تمہارے جھوٹے مدعی نبوت کی گمراہیاں کھول کر تمہارے سامنے رکھ دی ہیں۔ اب تمہاری مرضی ہے کہ راہ حق قبول کرو یہ نہ کرو۔ آپ کی زبان ترجمان سے یہ بات سن کر مولوی عبدالجبار مرزائی مبہوت ہو کر اٹھ کھڑا ہوا اور میدان مناظرہ سے راہ فرار اختیار کرتے ہوئے بھاگ گیا۔

اس طرح آپ نے اس مناظرے میں کامیابی حاصل کر کے مسلمانوں کا سر فخر سے بلند کر دیا۔ اس کے بعد لوگوں کے سوال کے جواب میں آپ نے ارشاد فرمایا کہ جب تک یہ شخص اس بُرے مذہب وعقیدے سے توبہ نہیں کرتا اس کی غمی خوشی میں شرکت نہ کی جائے۔

علم وحکمت کا منبع ☆

آپ کی ذات علم وحکمت کا مرکز ومنبع ہے اور اپنے وقت کے اجل علماء نے آپ کے سامنے زانوئے تلمذ طے کر کے اکتساب فیض کیا ہے۔ چنانچہ آپ کے علمی مقام کی طرف اختر راہی نے فکر ومنظر میں دو کتب خانوں کے چند نادر مخطوطات کے عنوان سے ایک مضمون میں آپ کے بارے میں ان الفاظ میں اشارہ فرمایا ہے کہ میاں عبدالحق صاحب علیہ الرحمۃ بلند پایہ عالم دین ہیں۔ علاقہ میں ان کا فتویٰ تسلیم کیا جاتا ہے۔ ۸۰ برس کی زندگی کا بڑا حصہ تدریس وتعلیم میں گزرا ہے۔ ان کے رشحات قلم سے دو تین کتابیں بھی شائع ہوئی ہیں۔ موصوف کے کتب خانے میں تفسیر احادیث، فقہ حنفی اور درس کتب کا بہت بڑا ذخیرہ ہے۔ آپ کے مخطوطات کی تعداد چالیس پچاس کے درمیان ہے۔

وصال باکمال ☆

آپ کا وصال باکمال اپنے آبائی گاؤں غور غشتی میں ۱۳ اپریل ۱۹۹۴ء کو ہوا اور وہیں آپ کا مزار پر انوار مرجع خاص وعام ہے۔ آپ کے چھوٹے صاجزادے حضرت علامہ مولانا مفتی محمد نعمان صاحب ایک جیدی عالم دین اور مفتی ہیں اہلِ سنت ان کی علمیت اور خدمتِ دین پر فخر کرتے ہیں۔

آباد خدا رکھے میخانہ محمد کا ﷺ

حضرت مفتی محمد ہدایت الحق حقانی نقشبندی رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆

عالم ربانی مرشد لاثانی آفتاب طریقت ماہتاب شریعت ہمالہ علوم حضرت علامہ مولانا الحاج پیر مفتی محمد ہدایت الحق حقانی نقشبندی مجددی علیہ الرحمۃ ہزارہ کے ممتاز عالم دین حضرت علامہ مولانا احمد نبی علیہ الرحمۃ کے گھر ۱۳۴۵ ہجری ۱۹۲۶ء میں سنگل کوٹ بٹل ضلع مانسہرہ ہزارہ میں آپ کی ولادت باسعادت ہوئی۔ آپ کٹھان خیل گھرانے کے چشم و چراغ تھے۔ آباؤ اجداد شروع سے زمیندارہ کے ساتھ ساتھ دین اسلام کی خدمت کا فریضہ بھی سرانجام دیتے رہے۔ آپ کی تربیت بھی اسی دینی ماحول میں ہوئی جس کے سبب آپ میں بچپن کے زمانے ہی میں خدا پاک نے وہ صلاحیتیں پیدا کر دی تھیں کہ آپ کے والدین دیکھ کر خوش ہوتے اور آپ کے لئے دعا گو رہتے تھے۔

تعلیم و تربیت ☆

آپ نے اردو تعلیم چار جماعتیں پڑھنے کے بعد دینی علوم کا سلسلہ باقاعدہ شروع کر دیا اور دینی علوم عربیہ کی کتب متداولہ مختلف مقامات پر اپنے زمانے کے مشہور اساتذہ کرام سے پڑھیں۔

آپ کے اساتذہ میں حضرت مولانا محمد ضیاء الدین مکھڈ شریف حضرت علامہ مولانا ولی احمد صاحب بہاولپور حضرت مولانا عبدالحق غور غشتی اور شیخ الجامعہ علامہ مولانا محب النبی رحمتہ اللہ علیہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے نام نامی شامل ہیں۔

تکمیل فنون اور کتب حدیث پڑھنے کے بعد ۱۳۵۹ ہجری ۱۹۴۰ء میں دار العلوم نعمانیہ لاہور سے سند فراغت و دستار فضیلت حاصل کی۔

آغاز تدریس ☆

آپ نے درس نظامی میں شامل تمام فنون کی کتب متداولہ اور کتب حدیث اپنی زندگی میں کئی کئی مرتبہ پڑھا دی تھیں۔ شعبہ کتب کا آپ کو بہت ملکہ حاصل تھا ایک ایک جملے اور لفظ پر کھل کر بحث کرتے اور اپنے تلامذہ کو جب تک مطمئن نہ کر لیتے بحث ختم نہ فرماتے تھے۔ ابتدائی زمانہ میں آپ جامعہ نعیمیہ گڑھی شاہو لاہور میں تین ماہ تک مسند تدریس پر فائز رہے اور اس کے بعد آپ نے حضر شہرو

علاقہ چھچھ ضلع اٹک میں جامعہ عربیہ حقائق العلوم کے نام سے ایک ادارہ کی بنیاد رکھی اور اس میں تدریس کے فرائض سرانجام دینے شروع کئے اور اپنی ہمت اور محنت شاقہ سے بہترین اور جید علمائے کرام کی جماعت تیار کی جو آج اندرون و بیرون ملک تبلیغ اسلام اور مسلک حقہ اہل سنت کی ترویج و اشاعت کا بہترین فریضہ سرانجام دے رہی ہے۔

آپ کے مشہور تلامذہ ☆

مناظر اسلام شیر سرحد حضرت علامہ مولانا عبدالقیوم سرحدی مناظر اہل سنت حضرت علامہ مولانا محمد عبدالمالک لقمانوی خطیب اعظم مانسہرہ حضرت علامہ مولانا سید جیلانی شاہ خطیب اعظم چکار آزاد کشمیر حضرت علامہ مولانا خلیل الرحمٰن صاحب قندھار کابل مولانا سید ابرار شاہ سوات، الحاج پیر علاؤ الدین صدیقی صاحب سجادہ نشین آستانہ عالیہ نیریاں شریف' مولانا الحاج حافظ محمد فاروق چشتی حال خطیب برطانیہ کے علاوہ دیگر کثیر تعداد میں علمائے اہل سنت نے آپ سے اکتساب فیض کیا۔

بیعت و خلافت ☆

آپ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے عظیم روحانی پیشوا حضرت الحاج پیر غلام محی الدین غزنوی نیروی رحمتہ اللہ علیہ کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف ہوئے اور انہی سے دستار فضیلت و اجازت بیعت بھی حاصل ہوئی۔

سیرت و کردار ☆

آپ اپنے وقت کے بہترین عالم فاضل اور عارف کامل تھے۔ پابندی شریعت آپ کا شعار رہا ہے۔ تمام زندگی دین اسلام کی خدمت میں گزاری دنیا اور اہل سے آپ کو کوئی غرض نہ تھی سیرت و صورت میں یکساں ظاہر و باطن میں تضاد نہ تھا۔ آپ کے چہرے کی زیارت کر کے آنے والا یہ بات کہنے پر مجبور ہو جاتا تھا کہ آج کے دور میں اگر اپنے اسلاف کی تصویر دیکھنی ہے تو آپ کی زیارت کر لی جائے۔

آپ اخلاق محمدی کا مکمل اور عملی نمونہ تھے۔ مہمان نواز اس درجہ کے تھے کہ اپنے ہاتھوں سے مہمان کو کھانا پیش کرتے اور اس کی خوب تواضع فرماتے وضع داری میں بھی آپ اپنی مثال آپ تھے۔ جس سے ایک مرتبہ تعلق ہو گیا تو اسے نبھانا بھی جانتے تھے۔ اپنے محسنوں کو ہمیشہ ہمیشہ یاد رکھتے تھے۔ تقویٰ اور پرہیزگاری کا پیکر اور علم و عرفان کا بحر بیکراں تھے۔ ظاہری اور باطنی علوم پر مکمل دسترس حاصل

تھی۔ زبان اس قدر شیریں کہ جو کلمہ یا جملہ ارشاد فرماتے دل پر اثر کرتا تھا۔ لباس میں سادگی اپنایا کرتے تھے۔ بناوٹ تصنع ریاکاری اور شوخی کا آپ کے قریب سے بھی گذر نہ تھا۔ نماز پنجگانہ نماز تہجد ورد کرتے ذکر اللہ سے کبھی غافل نہ ہوئے آپ ایک مکمل اور اکمل شخصیت تھے۔ درحقیقت آپ قرون اولیٰ کی بہترین اور عملی تصویر تھے۔

آپ کی دینی خدمات☆

آپ نے تعلیم سے فراغت کے بعد حضرو ضلع اٹک کو اپنا مسکن بنایا اور مقبرے والی مسجد میں خطابت وامامت اور تدریس کا سلسلہ شروع کیا۔

اس کے ساتھ ساتھ ایک الگ جگہ پر جامعہ عربیہ حقائق العلوم کے نام سے حضرو شہر محلہ مسلم گنج میں ہی دینی تعلیم کے فروغ اور مکمل درس نظامی کے لئے ایک الگ جگہ خرید کر شعبہ حفظ وقرات تجدید اور درس نظامی کا آغاز کیا۔

مگر چونکہ جلد ہی یہ ارادہ پاکستان آزاد کشمیر اور افغانستان کے عوام اور علمائے کرام میں مقبول ومشہور ہو گیا اور دور دور سے لوگ آکر اکتساب فیض کرنے لگے۔ طلباء کی بڑھتی ہوئی تعداد اور محلہ مسلم گنج حضرو کی بلڈنگ جو مختصر اور خستہ حال بھی ہے اس کے پیش نظر آپ نے حضرو سے ۵ کلومیٹر دور جی ٹی روڈ ہٹیاں کے مقام پر ۶ کنال رقبہ خرید کر اس میں بہترین جامع مسجد مدنی اور جامعہ عربیہ مظہر العلوم وحیدیہ کے نام سے تعمیر شروع کر دی۔

جب آپ نے اس ارادے کا سنگ بنیاد رکھا تو اس موقعہ پر علاقہ چھچھ کی معروف درگاہ آستانہ عالیہ دریائے رحمت دریا شریف نزد حضرو ضلع اٹک کے سجادہ نشین حضرت قبلہ پیر طریقت استاذ الحفاظ جناب صاحبزادہ محمد شریف صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور جناب استاذ العلماء حضرت علامہ سلطان محمود صاحب مدظلہ العالیٰ صاحب الحاج الحافظ محمد سعید صاحب مدظلہ العالیٰ سابق ایم پی اے اور راقم الحروف صاحبزادہ مقصود احمد صابری بھی موجود تھے۔ جنہوں نے اس موقع پر سنگ بنیاد میں حصہ لیا اور دعا میں شامل ہو کر اس ارادے کے بانی ممبران کی لسٹ میں اپنا نام درج کرایا جو قیامت تک جاری رہے گا۔

اس موقع پر آپ بہت خوش تھے اور فرما رہے تھے کہ خدا پاک کا شکر ہے کہ آج دل کی بہت ہی دیرینہ تمنا پوری ہوگئی ہے۔ الحمد للہ دار العلوم کے ساتھ ایک وسیع وعریض جامع مسجد مدنی کی تعمیر آپ کی ظاہری حیات مبارکہ میں کافی حد تک مکمل ہو گئی تھی اور تقریباً دار العلوم کے بھی کمرے مکمل ہونے

والے تھے کہ زندگی نے وفا نہ کی اور آپ نے دنیا سے رخت سفر باندھا۔ الحمد للہ آپ کے بڑے صاحبزادے جناب پیر طریقت خطیب اسلام حضرت علامہ الحاج صاحبزادہ محمد احسان الحق صاحب مد ظلہ العالٰی جو کہ ایک بلند پایہ خطیب بہترین مدرس اور عالم و فاضل ہیں۔ برق رفتاری کا مظاہرہ کرتے ہوئے اس ارادے کی تعمیر و ترقی میں اپنے دوست اور برادران جناب صاحبزادہ محمد مفتاح الحق عثمانی صاحبزادہ محمد اظہار الحق کے ہمراہ اپنے کام میں مصروف ہیں اور اپنے والد گرامی کے اس عظیم مشن کی تکمیل کے لئے کوشاں ہیں۔

راقم الحروف سے آپ کا تعلق ☆

راقم الحروف سے آپ کا گہرا اور قلبی تعلق تھا۔ آپ ہمیشہ سے ہی راقم کے ساتھ بزرگوں والی شفقت فرماتے تھے۔ جب کبھی بھی راقم کو آپ کے ہاں جامعہ میں جانے کا اتفاق ہوتا تو آپ کو خوشی کی انتہا نہ رہتی پھولے نہ سماتے مہمان نوازی آؤ بھگت آپ کی طبیعت کا پہلے ہی خاصہ تھی مگر راقم الحروف کے ساتھ کچھ زیادہ ہی مہمان نوازی فرماتے حتیٰ کہ راقم الحروف اکثر ہاتھ جوڑتا کہ حضور آپ ہمارے بزرگ ہیں آپ اس طرح نہ کیا کریں مجھے سخت شرمندگی اور ندامت ہوتی ہے مگر آپ اپنی روایات کو برقرار رکھتے ہوئے اپنے کام میں مگن رہتے۔ کئی مرتبہ اپنے صاحبزادگان کو بھی نصیحت فرماتے کہ یہ میرے عزیز ہیں تمہارے بھائی ہیں ان کا ہر طرح خیال رکھنا۔ الحمد للہ نیک باپ کی نیک اولاد اپنے والد گرامی سے بھی زیادہ راقم الحروف کے ساتھ بھائیوں والا سلوک کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ عمریں دراز کرے اور ترقیاں عطا فرمائے۔ آپ کبھی کبھی بذات خود اپنی خوشی سے صرف راقم کو ملنے کے لئے حضرو سے راولپنڈی تشریف لاتے اور حیران کر دیتے اور کبھی کبھی راقم الحروف کے لئے خصوصی تحفے بھی لاتے جن میں حضرو کا بنا ہوا اسپیشل کھسہ تلے والا شامل تھا لے کر آتے۔

راقم الحروف کی مشہور و معروف روحانی محفل سالانہ خواجہ غریب نواز علیہ الرحمۃ کانفرنس میں اکثر آپ راقم کی دعوت پر شرکت فرماتے تو کم از کم ایک ویگن حضرو سے علماء کی بھر کر لاتے۔ ایک مرتبہ راقم الحروف آپ کو دعوت دینے کے لئے جب حضرو پہنچا تو معلوم ہوا کہ آپ دل کے عارضہ میں مبتلا ہیں اور طبیعت میں کافی حد تک نقاہٹ محسوس کی جا رہی تھی اور چند یوم قبل ہی آپ کو دل کا شدید قسم کا دورہ پڑا تھا۔ راقم الحروف نے آپ کی علالت کے پیش نظر عرض کیا کہ حضرت آپ کافی بیمار ہیں اگرچہ میں دعوت دینے کے لئے حاضر ہوا ہوں مگر آپ کی طبیعت کے پیش نظر اب میری عرض یہ ہے کہ آپ خود

تشریف نہ لائیں بلکہ صاجزادگان کو ہی بھیج دیجئے۔ خدا پاک نے اگر صحت دی تو انشاء اللہ اگلے سال آپ کو بلاؤں گا آپ نے فرمایا کہ ٹھیک ہے اگر میری صحت ٹھیک رہی اور زرا بھی افاقہ ہوا تو ضرور آؤں گا اور غریب نواز علیہ الرحمۃ کی عُرس میں ضرور شرکت کروں گا۔ اور پھر آپ نے کیا بھی ایسے ہی کہ وقت اور دن مقررہ پر آپ پوری دیگین علمائے کرام کی بھر کر بذات خود بنفس نفیس تشریف لے آئے فقیر نے قدم بوسی کی اور عرض کیا حضور آپ اگر تشریف نہ لاتے تو بہتر تھا اس لئے کہ آپ ہمارا سرمایہ اور ہمارے بزرگ ہیں۔ ہمیں آپ کی ضرورت ہے۔ صحت سے بڑھ کر کوئی چیز نہیں ابھی آپ کو آرام کرنا چاہئے۔ ایسی محفل میں صحت کے بعد بھی شرکت ہوسکتی تھی۔ آپ نے فرمایا کہ جس کی محفل ہے وہ جانے غریب نواز علیہ الرحمۃ کرم کریں گے انشاء اللہ کچھ بھی نہ ہوگا۔ میں تو آپ کی محفل کو کامیاب کرنے کے لئے اور بارگاہ غریب نواز علیہ الرحمۃ میں حاضری لگوانے آیا ہوں۔ اس بات کا فقیر کو شدید احساس ہوا اور رہے گا کہ آپ نے ناسازی طبع کے باوجود اپنی جان پر اتنا بڑا ظلم اور فقیر پر احسان عظیم فرمایا اس واقعہ سے آپ میں دھڑے بندی اور وضع داری کا پتہ چلتا ہے کہ اس کو نبھانے کے لئے آپ کسی چیز کو بھی راستے میں حائل نہ ہونے دیتے تھے۔

سلسلہ رشد و ہدایت ☆

آپ نے وسیع پیمانے پر اپنے مرشد کامل کی طرف سے دی گئی اس امانت کو لوگوں تک پہنچایا اور اس کا حق ادا کر دیا۔ کراچی، حیدر آباد، گوجرانوالہ، لاہور، ہزارہ، کشمیر، پشاور، مردان، کوہاٹ، کوئٹہ اور بلوچستان میں ایک بہت بڑی تعداد مریدین کی موجود ہے۔ آپ کے در پر آنے والا کبھی خالی دامن نہ گیا جو بھی آیا فیض کی دولت سے مالا مال ہوتا گیا۔ ہزاروں گم گشتگان راہ کو راہ ہدایت دکھلائی بے راہوں کو راہبر بنایا۔ بھٹکے ہوئے گمراہوں کو خدا پاک کے دروازے پر لا کھڑا کیا اور ان کے مردہ دلوں کو ذکر خدا سے جلا بخشی اور عشق رسول ﷺ کی شمع ان کے سینوں میں روشن کی۔

آپ کی نادر تصنیفات ☆

آپ نے خطابت اور تدریس کے ساتھ ساتھ مختلف موضوعات پر مندرجہ ذیل کتابیں تصنیف فرمائیں۔ (۱) ☆ نافع المسلمین (مختلف مسائل) (۲) ☆ گنجینہ تصوف (۳) ☆ مقاصد ابرار (۴) ☆ اوضح لبیان فی حیلۃ الاسقاط مع دوران القرآن (حلیہ السقاط کا ثبوت) (۵) ☆ جواہر البیان

المسی خلاصۃ القرآن (مضامین قرآن پر مشتمل رسالہ)
(نوٹ) آپ کی یہ تمام تصانیف ۱۹۷۸ء تک لکھی جا چکی تھیں جو کہ تمام مطبوعہ ہیں ان کے علاوہ بھی مزید چند تصانیف لکھی گئیں جن کی تفصیل معلوم نہ ہو سکیں۔

وصالِ باکمال ☆

وصال باکمال سے چند روز قبل اپنے مریدین کی دعوت پر چند مذہبی اور روحانی پروگراموں میں شرکت کے لئے کراچی تشریف لے گئے۔ کراچی میں قیام کے دوران ایک پاکیزہ محفل کی صدارت فرما رہے تھے کہ آپ کو دل کا شدید دورہ پڑا جو کہ جاں لیوا ثابت ہوا اور ہسپتال پہنچنے سے قبل ہی واصل بحق ہو گئے۔

آپ کا وصال باکمال ۶۷ سال ۶ ماہ ۶ دن کی عمر میں ۱۳۔ اکتوبر ۱۹۹۵ء بوقت فجر بروز جمعۃ المبارک کو کراچی میں ہوا۔ اسی روز آپ کے جسد خاکی کو بذریعہ جہاز کراچی سے اسلام آباد پھر وہاں سے بذریعہ ایمبولینس حضرو لے جایا گیا اور مورخہ ۱۴۔ اکتوبر ۱۹۹۵ء بروز ہفتہ صبح ۹ بجے آپ کی نماز جنازہ مبلغ عالم اسلام الحاج حضرت پیر علاؤالدین صدیقی جو آپ کے مرشد کامل کے فرزند ارجمند و نور نظر و جانشین ہیں نے پڑھائی نماز جنازہ میں کثیر تعداد میں علمائے کرام مشائخ عظام اور ہزاروں کی تعداد میں عوام اہل سنت اور آپ کے مریدین و عقیدت مندان نے شرکت کی۔

بعد ازاں حضرو سے آپ کو جلوس کی شکل میں جی ٹی روڈ ہٹیاں میں آپ کی قائم کردہ عظیم درس گاہ جامعہ عربیہ مظہر العلوم وحیدیہ جامع مسجد مدنی سے ملحقہ ایک پلاٹ میں تدفین کی گئی۔ الحمدللہ وہاں پر بہترین مزار تعمیر ہو چکا ہے۔ جو کہ آج بھی مرجع خاص و عام ہے۔

فقیر راقم الحروف عرس مبارک کے علاوہ بھی کئی مرتبہ خصوصی طور پر مزار شریف پر حاضری کی سعادت حاصل کر چکا ہے۔

آباد خدا رکھے میخانہ محمد کا ﷺ

حضرت خواجہ احمد میروی چشتی نظامی رحمۃ اللہ علیہ

تعارف ☆

مردخود آگاہ، طوراستقامت کشتہء جوروجفا، سراپا مہرووفا، عارف کامل، مرشد اکمل، پیر طریقت، امیر شریعت، حضرت خواجہ احمد میروی علیہ الرحمۃ ۱۲۵۰ھ بمطابق ۱۸۳۴ء میں حضرت خواجہ برخوردار علیہ الرحمۃ کے گھر بلوچستان کے کوہستانی علاقہ میں آپ کی ولادت ہوئی۔ آپ کے آباؤ اجداد کا اصل وطن کنارادریائے چناب پنجاب ہے آپ کے دادا سکھوں کے عہد میں ان کے ظلم وستم سے تنگ آ کر اپنے قبیلے کے ہمراہ بلوچستان کے پہاڑی علاقوں میں آ کر آباد ہوئے اور وہیں پر بلوچ خاندان کی ایک شاخ میں شادی کی جس سے آپ کے والد میاں برخوردار پیدا ہوئے پھر انہوں نے بھی اسی بزدار قوم میں شادی کی۔ جس سے دو فرزند حضرت خواجہ احمد میروی اور خواجہ یعقوب اور ایک صاحبزادی کی ولادت ہوئی۔ آپ کے دوسرے بھائی خواجہ یعقوب بچپن ہی میں انتقال فرما گئے تھے۔

آپ کے اجداد پانچ پشتوں سے صالحین اور کاملین سے وابستہ اور خود بھی صالحین میں سے تھے۔ پانچ پشتوں میں بڑے بڑے کاملین پیدا ہوئے جن سے ہزاروں افراد سے اکتساب فیض کیا۔

آپ کے والد ماجد میاں برخوردار علیہ الرحمۃ حضرت خواجہ محمد سلیمان تونسوی المعروف پیر پٹھان علیہ الرحمۃ کے مرید اور خدادوست بزرگ تھے۔ وظائف کی تکمیل کے لیے جنگلوں میں چلے جاتے اور یاد خدا میں ہمہ وقت مصروف رہتے ایک دفعہ آپ کی موجودگی میں ان پر وجد طاری ہو گیا آپ ابھی چھوٹی عمر میں تھے والد گرامی کی اس کیفیت کو دیکھ کر آپ کی چیخیں نکل گئیں۔ اس کے بعد انہوں نے معمول بنا لیا کہ آنکھ بچا کر تنہائی میں تشریف لے جاتے۔ ایک مرتبہ حضرت پیر پٹھان علیہ الرحمۃ کی زیارت سے مشرف ہو کر واپس آ رہے تھے کہ موضع منگروٹ جو تونسہ شریف سے مغرب کی جانب ۴ کلو میٹر دور ہے پہنچے تھے کہ ان کا وصال با کمال ہو گیا۔ مسجد بلوچ خاناں میں آپ کا مزار بنا۔ جب آپ کے والد کا انتقال ہو گیا تو وہاں کے لوگوں نے ان کی قبر کے قریب مسجد بنا دی اور آپ نے اسی جگہ قیام کر لیا مگر دل کہیں نہ لگتا تھا۔

تعلیم وتربیت☆

والد ماجد کی وفات کے بعد آپ کی کفالت تعلیم وتربیت کی ذمہ داری آپ کے ماموں علی خان پر آپڑی وہ بھی حضرت خواجہ محمد سلیمان تونسوی علیہ الرحمۃ کے مرید تھے۔ آپ اپنے ماموں کے ہمراہ ۴ برس کی عمر شریف میں تونسہ شریف پہنچے۔ اس وقت آپ کے ماموں نے آپ کو جب حضرت خواجہ پیر پٹھان علیہ الرحمۃ کی خدمت میں پیش کیا تو ایک بکرا بھی نذر کیا۔ حضرت پیر پٹھان کی نظریں قبول کرتے ہوئے آپ کے چہرے پر تھیں اور زبان ترجمان سے فرمایا۔ کیا خوب نَر ہے۔ اور وہی پر مقیم ہو کر تحصیل علم کرنے لگے اور متواتر نو سال تک تونسہ شریف میں علم حاصل کرتے رہے۔ ابھی چھ برس کی عمر شریف تھی کہ طالب علموں کے ساتھ کہیں ختم پڑھ کر آرہے تھے کہ ختم والوں نے بکرے کا سر آپ کی چادر مبارک میں مدرسہ کے لنگر کے لیے باندھ دیا۔ آپ لے کر خانقاہ معلّٰی تونسہ شریف پہنچے اور اس کو پکانا شروع کیا مگر دیر تک وہ سر گلنے کا نام تک نہیں لیتا تھا۔ گلتا بھی کیوں۔ اس لیے کہ وہ اللہ کے ولی کی چادر میں آیا تھا۔ اب اس پر آگ اثر نہ کرتی تھی۔ یہ دیکھ کر آپ مزار شریف میں آئے اور طواف کیا۔ اس کے بعد وہ سر پکایا اور طلبا نے کھایا۔

اس کے بعد آپ ملتان تشریف لے گئے اور کچھ عرصہ ملتان کے علما سے اکتساب فیض کرتے رہے۔

آپ نے ابتدائی تعلیم اپنے والد گرامی جناب میاں برخودار علیہ الرحمۃ سے حاصل کی اور قرآن پاک پڑھنے کے لئے اپنے گاؤں سے ۸ کلومیٹر دور ایک مولوی صاحب کے پاس جاتے رہے۔ اس دوران آپ نے سخت ریاضت برداشت کی۔ صبح کو سبق پڑھ کر استاد محترم کے مویشی چرانے چلے جاتے۔ سردیوں کے موسم میں استاد محترم نے اونٹ کی اون کا کمبل دیا ہوا تھا جسے اوڑھ کر آپ پہاڑی کی غار میں سو جاتے اس دوران ایک سال تک آپ کے والد محترم نے آپ کی کوئی خبر نہ لی۔ لیکن آپ قرآن پاک کی تعلیم کے حصول کے لئے مسلسل تکلیف برداشت کرتے رہے اور قرآن پاک مکمل کرنے کے دوران آپ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ ایک پٹھان خراسان سے بڑے بڑے چار سیب لے کر آیا۔ حضور پیر پٹھان نے ایک سیب کاٹا اور آدھا مجھے دے دیا اور فرمایا کھا لو۔ باقی تین سیب اہلِ مجلس میں تقسیم کر دیئے۔ آپ فرماتے ہیں کہ سیب کا آدھا ٹکڑے کھانے کی دیر تھی کہ میرا دل سرکار دو عالم ﷺ کی محبت میں روشن ہو گیا۔

بیعت وخلافت ☆

جب آپ بچپن کے عالم میں حصول علم کے لئے اپنے ماموں علی خان کے ہمراہ تونسہ شریف حضرت خواجہ پیر پٹھان کے دام محبت میں گرفتار ہو گئے تھے۔ چنانچہ علوم دینیہ کی تکمیل کے بعد دوبارہ تونسہ شریف حاضر ہو کر حضرت پیر پٹھان علیہ الرحمۃ کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف ہوئے مگر اس کے بعد جلد ہی حضرت پیر پٹھان علیہ الرحمۃ کا وصال با کمال ہو گیا۔

اس کے بعد آپ مسلسل عبادت وریاضت میں مصروف رہے اور سلوک منزلیں طے کیں ایک مرتبہ آپ مکھڈ شرف ضلع اٹک میں حضرت مولانا محمد علی مکھڈی چشتی نظامی علیہ الرحمۃ کے عرس مبارک میں شرکت کے لئے تشریف لے گئے تو حضرت خواجہ محمد فاضل شاہ علیہ الرحمۃ نے آپ کو اجازت وخلافت عطا فرمائی اور اس کے بعد جب آپ تونسہ شریف پہنچے تو حضرت پیر پٹھان علیہ الرحمۃ کے پوتے حضرت خواجہ اللہ بخش تونسوی سجادہ نشین تونسہ شریف نے آپ کو خرقہ خلافت عطا فرمایا۔

میرا شریف میں مستقل سکونت ☆

ایک دن حضرت خواجہ اللہ بخش نے فرمایا۔ میاں احمد جاؤ کہیں پھر آؤ تو آپ ایک مرتبہ سیر و سیاحت کرتے ہوئے جب تحصیل پنڈی گھیپ ضلع اٹک کی بستی موضع میرا میں پہنچے تو آپ کی طبیعت کو بہت سکون ملا اور یہاں پر دل لگ گیا۔ آپ کو موضع میرا بہت پسند آیا آپ نے وہیں پر مستقل سکونت اختیار کرنے کا پروگرام بنالیا اور قیام پذیر ہو گئے۔ میرا شریف میں قیام کے بعد آپ نے ایک دینی ادارہ قائم کیا جہاں دور دور سے علماء اور طلباء آ کر آباد ہو گئے۔ مسجد، خانقاہ، لنگر خانہ کی تعمیر سے یہ ایک خاصہ قصبہ بن گیا۔ آپ نے میرا شریف میں علماء اور طلباء اور فقراء کے لئے باقاعدہ لنگر خانہ قائم کر کے لنگر جاری کیا۔ آپ کے پاس ایسے چند علماء بھی آ گئے جو طلباء کو بلا معاوضہ تعلیم دیتے تھے۔ تھوڑے ہی دنوں میں میرا شریف کا یہ دینی مدرسہ پورے علاقے میں اسلام کا عظیم مرکز بن گیا اور بہت سے علماء نے اس جگہ سے اکتساب فیض کیا۔ آپ نے میرا شریف کے گرد ونواح میں بہت سی مساجد کی تعمیر کروائی اور بعض مقامات پر زائرین کے لئے مسافر خانے تعمیر کرائے۔ جس سے مخلوق خدا نے فائدہ اٹھایا۔

سیرت وکردار ☆

آپ عبادت وریاضت میں یگانہ روزگار تھے۔ ہمیشہ نماز پنجگانہ باجماعت ادا فرماتے تھے حتیٰ

کہ شدید علالت کے زمانے میں آپ کے مریدین آپ کی چارپائی مسجد میں لاتے اور آپ مسجد میں ہی نماز باجماعت ادا فرماتے تھے آپ کے تمام افعال واقوال اعمال شریعت محمدیہ اور طریقت خواجگان چشت کے عین مطابق تھے آپ ایک متواضع، منکسر المزاج، متوکل اور ایثار پیشہ بزرگ تھے۔ اپنے مریدین کی اصلاح وتربیت بڑی نرمی وشفقت سے فرماتے تھے۔ کبھی کسی پر ناراض نہ ہوتے تھے۔ اخلاق اور حلم کا عالم یہ تھا کہ ایک مرتبہ ایک شخص نے آپ کے جوتے چوری کر لئے اچانک مریدین نے دیکھ کر پکڑ لیا آپ نے فرمایا کہ بھائی جب تم نے ان کو اپنے قریب آتے ہوئے دیکھ لیا تھا تو جوتے گہری جگہ پر پھینک دیئے ہوتے۔ لہٰذا اب تو تم یقیناً چور بن چکے ہو۔ اب تمہیں ایسی سزا دوں گا کہ تم یاد رکھو گے۔ پھر اپنے خادم سے فرمایا کہ اسے جوتے کے لئے حافظ بدرالدین صاحب سے ایک روپیہ لا دو۔

بدی را بدی سہل باشد جدا
اگر مروی احسن الی من اسا

استغنا اور روابط حکومت وقت ☆

آپ میں توکل واستغنا بچپن ہی سے مزاج میں بدرجہ اتم موجود تھا۔ جن دنوں آپ تونسہ شریف میں حصول علم کے لئے قیام پذیر تھے تو نواب بہاولپور کے وزیر احمد خان نے طلباء کا ماہانہ وظیفہ مقرر کیا تو طلباء کی فہرست میں آپ کا نام تھا جب آپ کو معلوم ہوا تو اپنے استاد سے کہہ کر اپنا نام اس فہرست سے خارج کروا دیا۔ اور وظیفہ لینے سے صاف انکار کر دیا اور فرمایا کہ میں یہاں پر محبت الٰہی کا درس لینے آیا ہوں۔ احمد خان کا دست نگر نہیں بننا چاہتا۔ میں تو رب کریم اور اپنے خواجگان چشت کی رضا پر راضی ہوں اگر آپ کے بچپن کا یہ عالم ہے تو بعد میں کیا مقام ہوگا۔

میں گدا ہوں اپنے کریم کا

جب آپ میرا شریف میں رشد وہدایت پر مامور تھے اور آپ کا شہرہ چار دانگ عالم میں پھیل چکا تھا۔ اس زمانے میں انگریزوں کی حکومت تھی انگریزوں کا براعظم پاک وہند پر مکمل تسلط ہو چکا تھا۔ لیکن آپ نے ہمیشہ انگریز اور اس کے حواریوں کو اسلام کا متعصب دشمن سمجھتے ہوئے سخت نفرت کی نگاہ سے دیکھتے رہے اور انگریزوں کی لائی ہوئی تہذیب کی برملا مخالفت کرتے رہے۔

حضرت تاجدار گولڑہ سے خصوصی تعلق ☆

آپ کے حضرت تاجدار گولڑہ پیر سید مہر علی شاہ علیہ الرحمۃ سے خصوصی تعلق اور گہرے مراسم تھے باہم خط و کتابت اور آمد و رفت بھی تھی آپ حضرت تاجدار گولڑہ علیہ الرحمۃ کو پیار سے لالو بھائی کہہ کر پکارتے تھے۔

ایک مرتبہ آپ دربار تونسہ شریف کا دروازہ بند کر کے وظائف پڑھ رہے تھے کہ حضرت خواجہ نظام الدین تونسوی علیہ الرحمۃ تشریف لے آئے اور فرمایا کہ آج تو میرے بابا سے آپ نے بہت کچھ حاصل کیا ہے۔ یہ سن کر آپ کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔

آپ کے خلفائے کرام ☆

آپ کی شخصیت مرجع انام تھی۔ ان گنت افراد شرف بیعت سے مشرف تھے اور کثیر تعداد حضرات صاحب کمال بنے اور خرقہ خلافت حاصل کیا آپ کے چند خلفا کے اسمائے گرامی درج ذیل ہیں۔

حضرت مولانا حافظ فضل کریم مہتمم مدرسہ اسلامیہ اشاعت العلوم چکوال، مولانا نور محمد چکڑالہ، حضرت مولانا محمد اکبر علی میانوالی، الحاج میاں مہر پشاور، احمد دین صاحب بمبئی، حضرت شاہ محمد حسین صاحب جھنگ، مولانا محبوب الرحمٰن صاحب ملتان، حضرت مولانا غلام جیلانی صاحب میانوالی، حضرت پیر سید محمود شاہ صاحب کراچی، سید فیض اللہ شاہ صاحب ساکن چھبر شریف ضلع جہلم، حضرت سید لعل شاہ، حضرت مولانا خواجہ امیر احمد بسالوی تحصیل جنڈ ضلع اٹک، حضرت مولانا فخر الدین بیر بلوی بیربل شریف ضلع خوشاب، حضرت سید عنایت اللہ شاہ ساکن چھبر شریف ضلع جہلم۔

وصال باکمال ☆

آپ کی صحت مبارکہ آخری العمر ٹھیک رہی اور اپنے معمولات باقاعدگی سے ادا کرتے رہے۔ ۲۱ ذالحج ۱۳۲۹ھ بمطابق ۱۹۱۱ء کو آپ کے ہاتھ پر ایک پھوڑا نکلا جس سے آپ کو بہت تکلیف ہوئی اور اس سے آپ کا مرض موت شروع ہوا۔

آخر محرم الحرام ۱۳۲۹ھ ۲۷ دسمبر ۱۹۱۱ء بروز بدھ آپ کا وصال باکمال ہوا۔

مزار پر انوار میرا شریف تحصیل پنڈی گھیپ ضلع اٹک میں مرجع خاص و عام ہے۔ آپ نے

چونکہ مجرد زندگی گزری نہ شادی کی نہ ہی اولاد تھی۔ اس لئے آپ کے بعد آپ کے مرید وخلیفہ خاص حضرت مولانا احمد خان رحمۃ اللہ علیہ آپ کے سجادہ نشین ہوئے اور پھر ان کے بھتیجے حضرت فقیر عبداللہ علیہ الرحمۃ سجادہ نشین ہوئے۔ فقیر راقم الحروف کو بھی آپ کے دربار گوہر بار میں حاضری کا شرف حاصل ہے۔ آج کل حضرت خواجہ محبوب الرحمٰن چشتی میروی زیب سجادہ ہیں ان کے بڑے صاجزادے خواجہ محمود احمد میروی فقیر راقم الحروف کے عظیم دوست ہیں۔

آباد خدا رکھے میخانہ محمد کا ﷺ

حضرت علامہ احمد خان چشتی نظامی رحمۃ اللہ علیہ

تعارف ☆

عالم ربانی، فاضل اکمل، شیخ طریقت حضرت مولانا احمد خان چشتی نظامی میروی رحمۃ اللہ علیہ اپنے آبائی گاؤں چکڑالہ ضلع میانوالی میں ۱۲۸۷ھ بمطابق ۷۱۔۱۸۷۰ء کو اعوان قبیلہ کے چشم و چراغ جناب محمد پناہ کے گھر آپ کی ولادت ہوئی۔ ابھی آپ کی عمر صرف بارہ سال تھی کہ والد گرامی کا انتقال ہو گیا۔ آپ نے ابتدائی تعلیم اپنے آبائی گاؤں میں حاصل کی۔ اس کے بعد موضع کھیوال ضلع جہلم اور پنجاب کے بعض دیہاتوں کے مختلف مدارس میں اپنے وقت کے بہترین فاضلین اور نامور علماء سے اکتساب فیض کرتے رہے اور کتب احادیث و تفاسیر مولانا احمد صاحب سکندر پوری سے پڑھیں۔

بیعت و خلافت ☆

آپ نے علم دینیہ کی تکمیل کے بعد شیخ العصر حضرت خواجہ احمد میروی چشتی نظامی تونسوی کے دست حق پرست پر شرف بیعت حاصل کیا۔ تصوف کی باطنی اور روحانی تعلیم کے حصول اور منازل سلوک طے کرانے کے بعد آپ کے پیرو مرشد نے آپ کو گڑھی افغاناں ضلع راولپنڈی کے عرس مبارک کی ایک بہت بڑی تقریب میں آپ کو دستار خلافت اور اجازت بیعت سے سرفراز فرمایا۔ ۱۳۲۴ھ سے آپ مستقلاً اپنے مرشد کے پاس دربار میرا شریف میں مقیم ہو کر رشد و ہدایت اور بالخصوص اپنے مرشد کے قائم کردہ دینی مدرسہ میں طلباء کو تعلیم دینے میں مصروف ہو گئے۔ اپنی محنت شاقہ سے مدرسے کو رونق اور ترقی بخشی۔

مرشد کامل کا وصیت نامہ ☆

آپ کے پیرو مرشد خواجہ احمد میروی چشتی نظامی علیہ الرحمۃ نے آپ کے بارے میں ایک مختصر وصیت نامہ لکھا جس کے بعد آپ کو اپنا جانشین اور وارث مقرر کیا جس کی عبارت مندرجہ ذیل ہے۔
تمام پیر بھائیوں کو معلوم ہونا چاہئے کہ میاں جلال الدین المعروف استاد صاحب جھگی والے اول سے آخر تک میرے سفر و حضر میں ہمرکاب رہے۔ لیکن اس وقت چونکہ وہ بہت کمزور ہو چکے ہیں۔ لنگر کے انتظام اور دیگر کاروبار کے متحمل نہیں رہے۔ لہٰذا میں نے اپنا قائم مقام مولوی احمد خان کو مقرر کیا۔ لنگر کا

انتظام ان کے ذمے ہے۔ ادائے قرض وخرچہ، لنگر، جنازہ، گوروکفن سے جو مال باقی رہے، دو حصے وارث لے لیں۔ تیسرے حصے کا وارث مولوی احمد خان ہے۔

سیرت و کردار☆

آپ اپنے زمانے کے متجر عالم دین تھے دور دور تک آپ کے علم وعرفان کا شہرہ تھا۔ متقی و پرہیز گار عبادت گزار نماز پنج گانہ کا باجماعت اہتمام باقاعدگی سے فرماتے رہے مرشد کے دربار، مدرسے، خانقاہ، لنگر اور دیگر تمام معاملات کو بخوبی خندہ پیشانی سے توجہ دیتے اخلاق محمدی کا عملی نمونہ تھے۔ سخی اتنے تھے کہ کسی کو لنگر کے بغیر اجازت نہ دیتے تھے۔ ظاہری تعلیم کے علاوہ بھی طالبان حق کو باطنی تعلیم کا مشاہدہ کراتے اور تھوڑے ہی عرصہ میں ان کو سلوک کی منزلیں طے کرا دیتے تھے۔

۱۹۶۵ء کی جنگ کے موقع پر آپ عیدگاہ راولپنڈی تشریف لے گئے۔ چونکہ جنگ کی وجہ سے رات کے وقت تمام لائٹس بند کر دی جاتی تھیں۔ آپ نے خدام سے فرمایا کہ میری چارپائی باغ کے صحن میں بچھا دو اور ایک لالٹین جلا کر اس کے قریب رکھ دو۔ میزبان نے عرض کیا حضور رات کے وقت روشنی جلانے کا سرکاری حکم نہ ہے۔ آپ نے فرمایا میری سرکار کا حکم ہے کہ رات کے وقت وظیفہ پڑھنا۔ یہ سن کر میزبان نے عرض کیا جیسا حضور کا حکم۔

آپ دنیاداروں سے الگ تھلگ رہتے۔ کبھی کسی امیر یا وڈیرے کو خاطر میں نہ لاتے۔ اپنے مدرسے کے غریب طلبا اور مرشد کے آستانے پر آنے والے غریب زائرین اور پیر بھائیوں سے شفقت سے پیش آتے۔

اکثر فرماتے تھے میں تو راکھا ہوں مگر لوگ میرے پاؤں کی جوتیوں کو چومتے ہیں۔ یہ سب میرے خواجہ احمد میروی چشتی نظامی علیہ الرحمۃ کا کمال ہے۔

ایک مرتبہ نواب آف کالا باغ نے حکم دیا کہ میرا شریف کی تمام بکریاں پکڑ کر پنڈی گھیپ پھاٹک میں بند کر دو۔ یہ اعلان سن کر آپ نے فرمایا کہ میری تمام بکریاں حضرت فقیر عبداللہ صاحب کے حوالے کر دو۔ میں خود نگہبانی کروں گا۔ تاجدار مدینہ ﷺ نے حلیمہ سعدیہ کی بکریاں چرائی تھیں۔ میں بھی سب کی بکریاں چراؤں گا۔ یہ اعلان سن کر تمام میرا شریف کے لوگ اپنی اپنی بکریاں لے کر آپ کے پاس

آ گئے۔ کسی کی بکری کو نواب کے آدمیوں نے چھوا تک نہیں۔

وصال باکمال☆

مرشد کامل کے وصال باکمال کے بعد تمام زندگی میرا شریف کی درگاہ کے بحکم شیخ سجادہ نشین رہے اور اپنی ذمہ داریوں کو بحسن وخوبی انجام دیتے رہے مورخہ ۲۱ صفر ۱۳۵۰ھ بمطابق ۸ جون ۱۹۳۱ء کو آپ کا وصال باکمال ہوا۔ مزار پرانوار دربار عالیہ میرا شریف تحصیل پنڈی گھیپ ضلع اٹک میں آج بھی مرجع خاص و عام ہے۔ جہاں اہل عقیدت و محبت حاضری دے کر شرف باریابی حاصل کرتے ہیں۔ آپ کے وصال باکمال کے بعد آپ کے بھتیجے مولوی فقیر عبداللہ چشتی نظامی علیہ الرحمۃ آپ کے جانشین مقرر ہوئے۔ چونکہ آپ کے ہاں اولاد نرینہ نہ تھی۔ آپ کے وصال باکمال پر مولانا غلام محمد جھنڈیالوی نے ایک طویل مرثیہ لکھا جس کے آخری چند اشعار درج ذیل ہیں۔

قضائے قادر مطلق بہ حق کرد وصال میروی باذات سبحان

دریفارفت فیاض زمانہ ہنوز از وے خلائق ماندہ عطشان

فقیر خان احمد کز کمالش مکرم شد بہ عالم نسل انسان

ازیں محنت سرا رحلت گرفتہ شدہ مجلس گزیں با حور و غلمان

بہ سال رحلتش فکرم دعا کرد نصیب ش باد دائم ''زیب غفران''

فقیر راقم الحروف کو بارہا آپ کے مزار پرانوار پر حاضری کی سعادت حاصل ہے دعا ہے۔

آباد خدا رکھے میخانہ محمد کا ﷺ

حضرت مولانا خواجہ محمد علی مکھڈی چشتی نظامی رحمۃ اللہ علیہ

تعارف ☆

دانائے سرحقیقت، بحر معرفت، شیخ طریقت عالم ربانی مرشد لاثانی حضرت مولانا محمد علی چشتی مکھڈی علیہ الرحمۃ ۱۷۵۰ء بمطابق ۱۱۶۴ھ کو محمد شفیع بن حضرت داؤد جلال آبادی کے گھر بٹالہ مشرقی پنجاب ہندوستان میں ولادت ہوئی۔

آپ حضرت شاہ غلام علی بٹالوی ثم دہلوی علیہ الرحمۃ کے خالہ زاد بھائی ہیں۔آپ کے والد کا آپ کے بچپن ہی میں انتقال ہوگیا تھا۔آپ کے بڑے بھائی مولانا عبدالرسول نے آپ کی پرورش اور تعلیم وتربیت فرمائی تھی۔آپ کے والد کے وصال باکمال کے بعد آپ کے خالہ زاد بھائی شاہ غلام علی صاحب بٹالہ سے دہلی چلے گئے اور وہیں عمر گزاری اور وہیں ان کا وصال باکمال ۱۲۴۰ھ ۱۸۲۴ء میں ہوا، اور آپ اپنے اقربا سمیت مکھڈ شریف تحصیل جنڈ ضلع اٹک تشریف لے آئے اور حضرت مولانا محکم الدین علیہ الرحمۃ کی خدمت میں حاضر ہوئے مولانا محکم الدین اپنے وقت کے متجر عالم تھے۔دوردور تک ان کا شہرہ تھا۔آپ عرصہ دراز تک مکھڈ شریف میں مولانا محکم الدین صاحب علیہ الرحمۃ کی خدمت میں رہ کر اکتساب فیض کرتے رہے حتیٰ کہ مولانا محکم الدین مکھڈی علیہ الرحمۃ کا وصال باکمال ہوگیا اور آپ کو ان کا جانشین مقرر کردیا گیا۔

تعلیم وتربیت ☆

آپ نے ابتدائی تعلیم اپنے بڑے بھائی مولانا عبدالرسول علیہ الرحمۃ سے حاصل کی بٹالہ میں میاں جنوۃ اللہ سے فن خطابت سیکھا۔اس کے بعد حصول علم کے لئے سفر اختیار کیا اور مولوی اسد اللہ بہاولپوری علیہ الرحمۃ میاں مصطفیٰ جی پشاوری علیہ الرحمۃ اور میاں مرتضیٰ سیالوی کی خدمت میں رہ کر عربی فارسی کی تعلیم حاصل کی اور بقیہ تعلیم مولانا محکم الدین مکھڈی سے مکھڈ شریف جا کر حاصل کی۔

مکھڈ شریف میں درس وتدریس ☆

آپ نے مولانا محکم الدین علیہ الرحمۃ کے وصال باکمال کے بعد مکھڈ شریف میں درس و تدریس کا مستقل سلسلہ شروع کردیا اور بہت جلد آپ کا مدرسہ برصغیر پاک وہند کے بڑے مدرسوں میں شمار ہونے لگا اور دوردور کے شہروں کابل، بخارا، قندھار تک کے طلباء حصول علم کے لئے آتے رہے اور

اس چشمہ فیض سے مستفیض ہونے لگے۔ علوم معقول ومنقول یعنی منطق، فلسفہ کے دقیق ابواب اور کتب میں آپ کی دسترس کی بڑی شہرت تھی اس دور کے علماء منطق اور فلسفہ کے دقیق مسائل آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر حل کراتے تھے۔ آپ کے جانشین اول محمد عابد جی مہاروی علیہ الرحمۃ جانشین دوم مولانا زین الدین علیہ الرحمۃ اور حضرت خواجہ شمس الدین سیالوی علیہ الرحمۃ آپ کے نامور شاگردوں میں سے ہیں۔

تلاش مرشد اور بیعت وخلافت ☆

ظاہری علوم میں مشغول رہنے کے بعد آپ کو حصول علم باطنی کے لئے کسی راہبر کامل کی تلاش کا اشتیاق ہوا تو اپنے عزیز ترین شاگرد حضرت خواجہ شمس الدین سیالوی علیہ الرحمۃ کو ہمراہ لے کر دیوانہ وار مکھڈ سے نکل کھڑے ہوئے۔ مکھڈ سے موضع انب علاقہ سون میں حضرت ابراہیم کی خدمت میں پہنچے مگر قلبی تسکین نہ ہوئی اس کے بعد مختلف مقامات سے ہوتے ہوئے تونسہ شریف حضرت خواجہ محمد سلیمان تونسوی علیہ الرحمۃ کی خدمت میں پہنچے اور سلام عرض کرنے کے بعد ایک طرف بیٹھ گئے حضرت پیر پٹھان نے پوچھا کہاں سے آئے ہو تو عرض کیا مکھڈ سے آیا ہوں تو اس پر حضرت پیر پٹھان نے فرمایا کہ مکھڈ میں ایک مولوی رہتا ہے۔ جس کے علم کی بڑی شہرت ہے آپ نے عرض کیا، مولوی مجھے ہی کہتے ہیں، یہ سن کر حضرت خواجہ پیر پٹھان اپنی جگہ سے کھڑے ہو گئے اور آپ سے معانقہ کیا اور اپنے پاس بٹھالیا۔

آپ چھ ماہ تک متواتر حضرت پیر پٹھان تونسوی علیہ الرحمۃ کی خدمت اقدس میں رہ کر اکتساب فیض کرتے رہے۔ لیکن حضرت پیر پٹھان علیہ الرحمۃ نے آپ کو بیعت نہ کیا۔ چنانچہ چھ ماہ کے بعد حضرت خواجہ تونسوی نے آپ کو پیغام بھیجا جس کا مطلب یہ تھا کہ اے صوفی یہاں کیوں آئے ہو ہم تو رند مشرب لوگ ہیں اور آپ زہد و پارسائی کا دعویٰ رکھتے ہیں۔ ہمارا آپ کا کیا جوڑ ہے۔ اس کے جواب میں آپ نے اسی وقت ایک رباعی جو آپ کی طبع زاد تھی لکھ کر خدمت میں بھیج دی۔ وہ رباعی یہ ہے۔

من برائے دین فروشی سوئی تو
آمدم تا دین وہم بر روئی تو
ننگ و ناموسم نہ ماند حبہ ای
چونکہ پا اندا ختم درکوئی تو

اس کے ساتھ ہی بیعت کے لئے درخواست کی حضرت خواجہ تونسوی بہت خوش ہوئے آپ کو بیعت فرمایا اور توجہ باطنی سے نواز کر تھوڑے ہی عرصے میں خرقہ خلافت عطا فرما کر حکم دیا کہ مکھڈ جا کر خلق خدا کی راہنمائی کرو۔ چنانچہ مکھڈ واپس پہنچ کر آپ نے سلسلہ درس وتدریس کے ساتھ سلسلہ ارشادو

تلقین بھی شروع کر دیا اور علاقہ میں تعلیمات خواجگان چشت اہل بہشت کو عام کیا اس علاقہ کے متعدد علماء آپ نے حلقہ ارادت میں داخل ہوئے۔ آپ نے زائرین کے لئے ایک وسیع لنگر جاری کر دیا۔ اس کے علاوہ علماء طلباء اور آنے والے زائرین کے قیام کے لئے معقول انتظام کیا۔

مرشد کامل سے عقیدت ومحبت ☆

آپ اگر چہ عمر کے لحاظ سے حضرت خواجہ محمد سلیمان تونسوی المعروف پیر پٹھان علیہ الرحمۃ سے ۲۰ سال بڑے تھے مگر پھر بھی جب تک زندہ رہے اور تعلق بیعت کے بعد ہر سال حضرت خواجہ تونسوی کی خدمت بابرکت میں حاضر ہوتے رہے۔ ایک مرتبہ حضرت خواجہ محمد سلیمان تونسوی علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ مولوی بوڑھا ہو گیا ہے لیکن ان کا عشق جوان ہے۔ جو اسے ہر سال میرے دروازے پر لے آتا ہے۔

وصال باکمال ☆

۲۹ رمضان المبارک ۱۳۵۳ھ بمطابق ۱۸۳۸ء میں چند دن بیمار رہنے کے بعد حضرت خواجہ تونسوی علیہ الرحمۃ کی ظاہری حیات مبارکہ میں ہی آپ کا وصال باکمال ہوا مزار فیض آثار مکھڈ شریف تحصیل جنڈ ضلع اٹک میں مرجع خاص وعام ہے۔

فقیر راقم الحروف کو آپ کے دربار عالیہ میں حاضری کا شرف حاصل ہے۔

آباد خدا رکھے میخانہ محمد کا ﷺ

حضرت خواجہ زین الدین چشتی نظامی رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆

پیر طریقت، امیر شریعت، واقف رموز حقیقت حضرت خواجہ زین الدین مکھڈی چشتی نظامی رحمتہ اللہ علیہ موضع انگہ ضلع سرگودھا میں قطب شاہی اعوان قبیلہ کے چشم و چراغ جناب حافظ امیر گل بن میاں مبارک کے گھر آپ کی ولادت ہوئی۔ آپ نے ابتدائی تعلیم موضع کفری میں مولانا غلام نبی سے حاصل کی بعد ازاں موضع لیٹی میں مولانا محمد روشن سے اکتساب فیض کرتے رہے۔ آخر میں مکھڈ شریف پہنچ کر مولانا محمد علی کے سامنے زانوئے تلمذ طے کر کے علوم متداولہ کی تکمیل کی۔

درس وتدریس ☆

علوم متداولہ کی تکمیل کے بعد آپ نے اپنے استاذی المکرّم عارف کامل ولی العصر کے مدرسے میں ہی پڑھانا شروع کر دیا۔ طلبہ کو ہمیشہ تعلیم پر توجہ دینے پر تلقین کرتے رہتے اور انہیں دوسرے اشغال سے الگ تھلگ رہنے کی نصیحت کرتے تھے۔

بیعت وخلافت ☆

آپ نے اپنے استاذی المکرّم شیخ العصر مولانا محمد علی چشتی نظامی مکھڈی علیہ الرحمۃ کے دست مبارک پر شرف بیعت حاصل کیا اور انہیں سے خرقہ خلافت لے کر صاحب ارشاد ہوئے۔ آپ نے کچھ عرصہ حضرت خواجہ محمد سلیمان تونسوی علیہ الرحمۃ سے بھی فیض حاصل کر کے باطنی تعلیم مکمل کی۔

ذوق علم ☆

آپ کی ذات کو کتابوں سے حد درجہ عشق اور پیار تھا ہر وقت کتاب کے مطالعے میں مصروف رہتے تھے۔ آپ صاحب مطالعہ اور کتاب دوست عالم تھے۔ کتب فروشوں سے نادر و نایاب کتابیں منہ مانگے داموں خرید لیا کرتے تھے۔ تونسہ شریف میں جب عرس مبارک میں شرکت کے لئے تشریف لے جاتے تو ایک ایک کتب فروش کے پاس جا کر کتابیں دیکھتے اور واپسی پر ضرورت کے مطابق کتابیں خرید

لیتے تھے۔ تونسہ شریف آنے والے تمام تب فروش ان کی عادت سے واقف ہو گئے تھے۔ اس لئے مولانا نازین الدین کی واپسی تک تونسہ شریف میں رہتے تھے۔ کتابوں کی خریداری کے بعد آپ اکثر یہ شعر پڑھتے تھے۔

جمادے چند دا دم جاں خریدم
بنام یزد عجب ارزاں خریدم

آپ کتابوں کی حفاظت اور جلد بندی میں پوری توجہ سے کام لیتے تھے۔ ملھڈ کے اہل علم اور طلبہ کو کتابیں عاریۃً دے دیتے تھے۔ خانقاہ مکھڈ شریف کے کتب خانے کا بڑا حصہ آپ ہی کا جمع کردہ ہے۔ آپ کی مہر کا نقش یہ تھا۔

سلیمان محمد علی ناموروذیشان شدذین الدین بہرہ ور

آپ کی اولادوامجاد☆

آپ کو خداوند کریم نے ایک صاجزادی اور دو صاجزادے عطا فرمائے تھے۔ دونوں صاجزادے سراج الدین اور خواجہ محکم الدین آپ کی زندگی میں وصال کر گئے تھے اور صاجزادی کا عقد آپ نے اپنے شاگرد میاں محمد سے کر دیا تھا۔ جن کے فرزند مولانا غلام محی الدین آپ کے وصال باکمال کے بعد آپ کے جانشین ہوئے۔

وصال باکمال☆

خلیفہ محمد عابد جی خلیفہ اول مولانا محمد علی مکھڈی کے وصال باکمال کے بعد حضرت خواجہ شاہ محمد سلیمان تونسوی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کو مکھڈ سے تونسہ شریف بلوا کر مولانا محمد علی مکھڈی علیہ الرحمۃ کا جانشین وخلیفہ دوئم نامزد کیا آپ تقریباً ۳۲ سال مکھڈ شریف میں مولانا محمد علی علیہ الرحمۃ کی سجادگی مسند پر فائز رہ کر ۱۳ محرم الحرام ۱۲۹۵ھ بمطابق ۱۷ جنوری ۱۸۷۸ء کو آپ کا وصال باکمال ہوا۔ آپ کا مزار پر انوار آپ کے مرشد کے مقبرہ کے اندر مکھڈ شریف تحصیل پنڈی گھیپ ضلع اٹک میں مرجع خاص و عام ہے۔ آپ کے وصال باکمال پر مولوی عبداللہ گلیانی نے ''غاب نورالہ'' سے سال وصال باکمال نکالا

ہے۔فقیر راقم الحروف نے آپ کے مزار پر انوار پر حاضری کی سعادت حاصل کی ہے اور دربار کے سجادہ نشین حضرت صالح گل مدظلہ العالی کی بھی دو مرتبہ زیارت سے مشرف ہوا ہے جن کا وجود باجود آج کے دور میں غنیمت ہے۔اپنے وقت کے بہترین عارف کامل اور خداترس بندہ پرور انسان ہیں۔اور آستانہ عالیہ کے نظام کو بہترین انداز میں چلا رہے ہیں۔

دعا ہے کہ

آباد خدا رکھے میخانہ محمد ﷺ کا

حضرت خواجہ غلام محی الدین چشتی نظامی رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆

ولی کامل، شیخ طریقت، امیر شریعت، حضرت خواجہ غلام محی الدین چشتی نظامی رحمتہ اللہ علیہ ۱۲۷۵ھ بمطابق ۵۹۔۱۸۵۸ء کو مکھڈ شریف تحصیل پنڈی گھیپ ضلع اٹک میں جناب میاں محمد بن حافظ محمد حسن کے گھر آپ کی ولادت باسعادت ہوئی۔ آپ کے آباؤ اجداد موضع تھوہا محرم خان تحصیل تلہ گنگ ضلع چکوال کے رہنے والے تھے۔ وہاں سے ہجرت مکانی کر کے مکھڈ شریف میں آباد ہوئے تھے۔

آپ بچپن میں ہی یتیم ہو گئے تھے۔ آپ کے دادا جناب حافظ محمد محسن نے آپ کی تربیت و تعلیم پر خصوصی توجہ دی۔

تعلیم و تربیت ☆

آپ نے ابتدائی تعلیم اپنے دادا جناب حافظ محمد محسن رحمتہ اللہ علیہ سے حاصل کی بعد ازاں مزید تعلیم کے لئے مولوی محمد قاسم ساکن بھو، نزد فتح جنگ ضلع اٹک اور مولوی خورشید لنگڑیال، حافظ عبدالقدوس چھاچھی اور مولانا خان محمد مرجانی سے علوم درسیہ کی تحصیل کی۔

بیعت وخلافت ☆

آپ حضرت خواجہ شاہ محمد سلیمان تونسوی رحمتہ اللہ علیہ کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف ہوئے۔

۱۲۹۵ھ میں آپ کے نانا حضرت خواجہ زین الدین علیہ الرحمۃ کا وصال باکمال ہوا تو خواجہ اللہ بخش تونسوی علیہ الرحمۃ نے آپ کو خرقہ خلافت عطا فرمایا اور اجازت بیعت وارشاد عطا فرمائی تھی۔

سعادت حج بیت اللہ شریف ☆

۱۲۹۵ھ میں آپ نے حضرت خواجہ شاہ محمد سلیمان تونسوی کے ہمراہ حج بیت اللہ شریف بھی ادا کیا اور زیارت روضہ رسول کریم سے بھی شرف ہوئے۔

سیرت وکردار☆

آپ نے تمام زندگی اپنے اسلاف کے اصولوں کے مطابق گزاری اور شریعت وطریقت کی پابندی کو اپنا شعار بنائے رکھا ہر وقت ذکر خدا میں مصروف رہتے آنکھوں میں حسن رسول کا جلوہ سمایا رہتا۔ حضور اقدس ﷺ کا ذکر سنتے تو تڑپ جاتے آنکھوں سے آنسوؤں کی لڑیاں بہہ جاتیں۔

تقوئی پرہیز گاری کا پیکر تھے۔ اخلاق اس قدر اعلیٰ درجہ کا تھا کہ آنے والا آپ کے انداز گفتگو سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہتا۔ طلباء کو پڑھانے میں استعداد رکھتے تھے۔

مکھڈ شریف میں آپ کی حسن کارکردگی ☆

آپ کے دور میں مدرسہ مولوی محمد علی صاحب کی رونق میں اضافہ ہوتا گیا۔ تشنگان علوم دینیہ دور دور سے آ کر پیاس بجھاتے تھے۔ آپ خود ہی مدرسہ کے مہتمم اور مدرس بھی تھے۔ کتابوں کے ذخیرہ میں غیر معمولی اضافہ کیا۔ مدرسہ سے الگ عمارت تعمیر کرائی اور کتابوں کو ترتیب سے الماریوں میں رکھوایا آپ ایک بہترین منتظم کی حیثیت سے مدرسے اور خانقاہ کا نظام چلاتے رہے۔

آپ کی اولاد وامجاد☆

آپ کے پسماندگان میں تین صاحبزادے ہیں۔ غلام زین الدین، احمد الدین، محمد الدین (مؤلف کتاب تذکرۃ الصدیقین)۔

وصال باکمال☆

آپ کا وصال باکمال ماہ ذوالحجہ ۱۳۳۸ھ بمطابق ۱۹۲۰ء کو ہوا۔

مزار پرانوار مکھڈ شریف تحصیل پنڈ گھیپ ضلع اٹک میں مرجع خاص وعام ہے۔

فقیر راقم الحروف نے آپ کے مزار پرانوار پر حاضری کی سعادت حاصل کی ہے۔ دعا ہے کہ

آباد خدا رکھے میخانہ محمد کا ﷺ

حضرت شاہ نذر دیوان رحمتہ اللہ علیہ

تعارف☆

آفتاب علم وحکمت، ماہتاب شریعت وطریقت، خورشید ولایت' حضرت شاہ نذر دیوان رحمتہ اللہ علیہ حضرت بری امام علیہ الرحمۃ اور حضرت سید شاہ چن چراغ علیہ الرحمۃ کے برادر بزرگ تھے۔آپ انتہا درجہ کے عابد وزاہد متقی و پرہیز گار تھے۔نماز روزہ اور تہجد دیگر نوافل کا خصوصی اہتمام فرماتے۔شریعت وطریقت معرفت وحقیقت کے علوم سے مکمل بہرہ ور تھے۔آپ کی نگاہ کیمیا کا اثر رکھتی تھی۔حسن اخلاق بہت بلند تھا۔سخاوت حد درجہ کی فرماتے تھے۔آپ کا لنگر بہت وسیع اور دراز تھا ہر غریب وامیر چھوٹا اور بڑا مرد وزن آپ کے لنگر سے مستفید ہوتے تھے۔جوانمردی آپ کا خصوصی شعار تھا۔حق گوئی اور انسان دوستی کا یہ عالم تھا کہ کبھی کسی کے حقوق کی پامالی برداشت نہ کرتے تھے اور غاصب کے خلاف کمر بستہ ہوجاتے اور آہنی چٹان بن کر مقابلہ فرماتے تھے۔

آپ حضور اقدس علیہ الرحمۃ کی اس حدیث مبارکہ کو ہمیشہ سامنے رکھتے تھے کہ سب سے بڑا جہاد ظالم حکمران کے سامنے کلمہ حق کہنا ہے۔

آپ نے اٹک جیسے سخت علاقے میں بڑے بڑے جاگیرداروں سرمایہ داروں وڈیروں ملک اور نوابوں کے سامنے کلمہ حق کو بلند کیا۔آپ کی نگاہ جس پر پڑ جاتی تھی وہ آپ کا ہی ہوئے رہ جاتا۔آپ نے علم وعرفان کے وہ موتی اور لعل وگوہر بکھیرے جس سے آپ کے در پر آنے والے مستفیض ہوتے رہے اور اب تک اس چشمہ فیض سے مستفید ہورہے ہیں۔

راولپنڈی میں ورود مسعود☆

آپ اٹک سے اکثر وبیشتر راولپنڈی تشریف لاتے اور حضرت سید عبداللطیف شاہ قادری المعروف بری امام علیہ الرحمۃ سے ملاقات فرماتے اور اس کے بعد حضرت سید شاہ چن چراغ علیہ الرحمۃ سے بھی ملاقات فرماتے۔حضرت شاہ چن چراغ علیہ الرحمۃ سے آپ کے خاندانی مراسم بھی تھے۔اسی بنا پر آپ نے حضرت شاہ چن چراغ علیہ الرحمۃ کے دربار کے نزدیک محلہ امام باڑا سے اگلے چوک جس کا نام پل شاہ نذر ہے اس چوک میں جہاں آغا غلام جیلانی مرحوم سابق میئر راولپنڈی کا مکان ہے۔اس

کے عقب میں گلی کے اندر آپ کی بیٹھک آج بھی موجود ہے۔ آپ وہاں پر کافی دن قیام فرماتے اور لوگوں کو علم وعرفان کی دولت سے مالا مال فرماتے راولپنڈی میں امام باڑا محلہ سے آگے جامع مسجد روڈ پر پل شاہ نذر دیوان آپ کے نام نامی اسم گرامی سے منسوب اور مشہور ہے۔

وصال باکمال ☆

آپ وصال باکمال گیارہ سو ہجری کے اوائل میں ہوا مزار پرانوار اٹک قلعہ کے قریب اٹک شہر میں مرجع خاص وعام ہے۔

آباد خدا رکھے میخانہ محمد کا ﷺ

حضرت شیخ یحییٰ نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ

تعارف ☆

تاجدار ولایت، واقف رموز حقیقت، عارف باللہ تاجدار نقشبندیت حضرت شیخ یحییٰ نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ ۱۶۳۱ء بمطابق ۱۰۴۱ کو جناب پیر داد صاحب کے گھر پیدا ہوئے۔ آپ کا نام نامی اسم گرامی شیخ یحییٰ، کنیت شیخ ابو اسماعیل یحییٰ اور لقب سر الاعظم تھا۔ آپ نسباً چغتائی تھے۔ آپ کے آباؤ اجداد ماوراالنہر سے اٹک تشریف لائے تھے۔ گلشن ولایت کے اس گل سر سید کے بارے میں کچھ معلوم نہ ہو سکا کہ آپ نے کتنا علوم ظاہری حاصل کیا اور کس کس سے اکتساب فیض کیا۔

بیعت وخلافت ☆

آپ نے سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کے مشہور بزرگ حضرت سعدی لاہوری علیہ الرحمۃ کے دست حق پرست پر شرف بیعت حاصل کیا اور انہی سے خرقہ خلافت حاصل کیا۔ پیرو مرشد کی نظر میں آپ کی عظمت کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ جب ۱۶۹۳ء میں حضرت سعدی لاہوری پشاور تشریف لائے تو اس گوہر ولایت کی عظمت وجلالت کو اپنے مریدین پر واضح کرتے ہوئے فرمایا کہ وہ اب شیخ یحییٰ سے اکتساب فیض کریں۔ پیر طریقت شیخ عمر چمکنی علیہ الرحمۃ اپنی کتاب توضیع المعانی کے دیباچے میں آپ کے مناقب لکھتے ہوئے رقم طراز ہیں کہ

قطب ہفت اقلیم شیخ رہنما
شیخ یحییٰ بندۂ خاص خدا
مخزن لطف و عنایات خدا
غوث اظم خواجہ ہر دوسرا

حضرت شاہ محمد غوث قادری کا روحانی استفادہ ☆

حضرت سید شاہ محمد غوث قادری پشاوری ثمہ لاہوری علیہ الرحمۃ جو اپنے وقت کے عظیم المرتبت بزرگ تھے۔ انہوں نے نہایت حسن عقیدت سے آپ کی خدمت عالیہ میں حاضر ہو کر آپ سے

سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں روحانی استفادہ کیا۔ وہ اپنے ایک رسالہ میں آپ کی عظمت وجلالت کو بیان کرتے ہوئے رقم طراز ہیں کہ

حضرت یحیی جیو صاحب که از افراد زمانه بو دند

ترجمہ: حضرت شیخ یحیٰی جی افرادِ زمانہ میں سے ایک فرد تھے۔

مرشد کی راہ میں عقیدت☆

آپ کا اپنے مرشد شیخ سعدی لاہوری علیہ الرحمۃ سے عقیدت ومحبت کا یہ عالم تھا کہ آپ فرطِ ادب سے اٹک سے لاہور تک پیدل تشریف لے جاتے اور یہ سفر پیدل ۱۴ دن میں طے کرتے تھے۔

سیرت وکردار☆

آپ کے آئینہ اخلاق میں تواضع، انکساری، فیاضی، اتقاد وقدس توکل واستغناء کے جوہر نمایاں نظر آتے ہیں۔ آپ کا تمام وقت یادِ خدا میں گزرتا تھا شغل حق کے سوا آپ کو کسی طرف دیکھنے کی فرصت نہ تھی آپ ہمیشہ زمین پر آرام فرماتے تھے۔ سرہانے کبھی تکیہ نہ رکھتے تھے۔ آپ کی محفل اس قدر پرتاثیر وپروقار ہوتی تھی کہ کسی کو مجلس میں بات کرنے کی جرأت نہ ہوتی تھی دوسری خصوصیت یہ تھی کہ جو بھی شریک مجلس ہوتا وہ جب تک مجلس میں بیٹھتا خدا پاک کی طرف متوجہ رہتا۔ آپ کی ذاتِ گرامی زہد وورع، عرفان وتصوف کا وہ سرچشمہ تھی کہ ہندوستان سرحد پنجاب اور سندھ سے لوگ آ کر اخلاق اور تزکیہ نفس کی تعلیم حاصل کرنے اور عرفان کے نور سے منور ہو کر جاتے تھے۔ عوام تو عوام رہے بلکہ اکابر علما، اور مشائخ کبار بھی آپ کی خدمت میں حاضری کو اپنے لئے باعث سعادت سمجھتے تھے۔

اولاد وامجاد☆

تذکروں میں آپ کے دو صاحبزادوں کے نام ملتے ہیں۔ جن میں سے ایک صاحبزادے کا نام شیخ اسماعیل اور دوسرے کا نام خواجہ محمد عیسیٰ تھا۔

خلفاء☆

آپ کے خلفاء کی تعداد کثیر ہے لیکن جنہوں نے غیر معمولی شہرت و عظمت حاصل کی وہ حضرت میاں محمد عمر چمکنی مشہور ہیں۔ جن کا مزار پشاور کے نزدیک چمکنی میں ہے۔

وصال باکمال☆

آپ کا وصال باکمال ۱۷۱۸ء بمطابق ۱۱۳۱ھ میں ہوا۔

مزار پرانوار دریائے اٹک کے کنارے میں مرجع خاص و عام ہے۔

آبادر کھے خدا میخانہ محمد کا ﷺ

حضرت مولانا قاضی غلام جیلانی نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ

تعارف ☆

عالم ربانی، مرشد لاثانی، ہمالہ علوم، علامہ زماں حضرت مولانا قاضی غلام جیلانی نقشبندی رحمتہ اللہ علیہ شمش آباد ضلع اٹک میں ۱۲۸۵ھ بمطابق ۶۹۔۱۸۶۸ء کو جناب قاضی نادردین بن قاضی جنگ باز شمش آبادی کے گھر آپ کی ولادت باسعادت ہوئی۔ آپ کا سلسلہ نسب حضرت خواجہ بندہ نواز گیسودراز علیہ الرحمۃ سے ملتا ہے۔ ان کا خاندان ''مشوانی سادات'' کے نام سے معروف ہے۔ جو گنگرے پہاڑی علاقے اور اس کے قرب وجوار میں آباد ہے۔ معرکہ بالاکوٹ ۱۲۴۶ھ کے بعد سکھوں نے مقامی آبادیوں پر مظالم ڈھانے شروع کئے تو اس خانوادے کے ایک بزرگ قاضی جنگ باز قصبہ نقارچیاں متصل غازی سے ترک سکونت کر کے شمش آباد آ گئے۔ آپ کے والد قاضی نادردین اپنے وقت کے متجر عالم دین اور رئیس القلم تھے۔ شمش آباد کے عوام نے انہی سے نوشت وخواند سیکھی تھی۔ ہندی زبان کے بہترین شاعر تھے۔ ان کی علمی ودینی یادگار پند نامہ بطرز سی حرفی موجود ہے۔ آپ نے ابتدائی کتابیں اپنے علاقے کے جید علماء سے پڑھیں پھر مدرسہ عالیہ رامپور میں داخل ہو کر مولانا ابوطیب مکی اور مولانا منور علی کے سامنے زانوے تلمذ طے کر کے اسی مدرسہ سے سند فضیلت حاصل کی اور پھر اسی مدرسہ میں مدرس مقرر ہو کر تدریس کے فرائض سرانجام دیتے رہے۔ بعدازاں مولانا کرامت علی جونپوری رحمتہ اللہ علیہ کے سلسلہ تبلیغ وارشاد سے وابستہ ہو کر بنگال چلے گئے اور وہاں پر تبلیغ وارشاد میں مصروف رہے مولانا کرامت علی جونپوری رحمتہ اللہ علیہ کے صاحبزادے وخلیفہ اعظم مولانا عبدالاول جونپوری نے آپ کو ''محی الدین'' کا لقب عطا فرمایا تھا۔ آپ کو خدا پاک نے وعظ کرنے میں وہ دسترس اور کمال عطا کیا تھا کہ سامعین کے دلوں پر آپ کی بات کا اس قدر اثر ہوتا تھا وہ کہ مست ومخمور ہو جاتے تھے۔

بیعت وخلافت ☆

آپ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں مولانا سراج الدین (موسیٰ زئی شریف) سے صاحب ومجاز وارشاد تھے۔ اپنے نام کے ساتھ نقشبندی مجددی لکھتے تھے۔

حج بیت اللہ اور زیارت روضہ رسول ﷺ

۱۹۰۴ء میں آپ حج بیت اللہ شریف کی ادائیگی اور زیارت روضہ رسول ﷺ سے مشرف ہونے کے لئے حجاز مقدس تشریف لے گئے اور وہاں پر شیخ الدلائل مولانا عبدالحق سے الحزب الاعظم اور دیگر وظائف کی اجازت حاصل کی۔

اولاد امجاد☆

آپ کی ایک صاحبزادی اور چھ صاحبزادے تھے جن میں صاحبزادوں کے نام درج ذیل ہیں۔ جناب قاضی عبدالسلام، قاضی انوارالحق، قاضی نورالاسلام، قاضی محمد زاہدالحسینی مصنف کتب کثیرہ سابق پروفیسر گورنمنٹ کالج اٹک قاضی منظورالحق زیر تعلیم تھے کہ وصال کر گئے اور چھوٹے صاحبزادے قاضی محمد طاہر ہیں۔

آپ کی علمی اور تحریری خدمات☆

جس طرح اللہ تعالیٰ نے آپ کے وعظ میں تاثیر رکھی تھی۔ اسی طرح زور قلم سے دینی مسائل کو سلجھانے کا بھی خدا پاک نے ملکہ عطا فرمایا تھا۔ آپ نے تقریباً ۵۰ کے قریب کتابیں تحریر فرمائی ہیں جن میں سے چند ایک یہ ہیں۔

جامع التحریر فی حرمت العنا والمز امیر، عذاب شریعت دارد، تیغ غلام گیلانی (برگردن قادیانی)، قول مقبول درردقادیانی مجہول بطریق المنطق والمعقول، جواب حقانی درردبنگالی قادیانی (بنگال کا قصبہ برہمن باریہ قادیانیوں کا مرکز تھا اسی مرکز کے کرتا دھرتا لوگوں کے بارے میں یہ رسالہ ہے)، بدیع الکلام، فتاویٰ فتاح الجنت، تحیۃ الہالک، راحت الافکار، ظہور الشفقت، حق الایضاح۔

وصال باکمال☆

آپ کا وصال باکمال ۲۴ ذوالعقد ۱۳۴۸ھ بمطابق ۲۳ اپریل ۱۹۳۰ء کو ۶۳ برس کی عمر میں ہوا۔ مزار پرانوار شمس آباد ضلع اٹک میں مرجع خاص وعام ہے۔

آباد خدا رکھے میخانہ محمد کا ﷺ

حضرت سید لعل شاہ ہمدانی نقشبندی رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆

تاجدار ولایت، واقف رموز حقیقت، شیخ العصر حضرت پیر سید لعل شاہ ہمدانی رحمتہ اللہ علیہ کے اجداد میں سے حضرت سید بلاول شاہ اپنے آبائی علاقہ سے ہجرت کر کے موضع دندہ ضلع اٹک میں آ کر مقیم ہوئے۔ دندہ گاؤں پھر انہی کے نام سے دندہ شاہ بلاول مشہور ہوا۔ آپ کی ولادت بھی دندہ شاہ بلاول ہی میں ہوئی۔ جب سن شعور کو پہنچے تو حضرت مولانا احمد دین انگوی (خلیفہ حاجی دوست محمد قندھاری) سے دس سال تک علوم متداولہ حاصل کرتے رہے اور سند فراغت حاصل کر کے فارغ التحصیل ہوئے۔ اور پھر اپنے استاد گرامی کی نگرانی میں ہی درس و تدریس میں مصروف ہو گئے۔ اور یہ سلسلہ کافی عرصہ تک جاری رہا۔ دن و رات کی محنت شاقہ سے آپ نے سینکڑوں طالبان حق کو زیور تعلیم سے نہ صرف آراستہ کیا بلکہ ان کے قلوب و اذہان کو نور ایمان سے بھی منور کیا۔

بیعت و خلافت ☆

آپ کو حضرت حاجی دوست محمد قندھاری علیہ الرحمۃ کی نہ صرف محبت میں بیٹھنا نصیب ہوا بلکہ آپ ان کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف بھی ہوئے۔ حضرت حاجی دوست محمد قندھاری علیہ الرحمۃ کے وصال باکمال کے بعد آپ نے خواجہ محمد عثمان سے تجدید بیعت کی اور بعد ازاں ان سے خرقہ خلافت بھی حاصل کیا اور اجازت بیعت سے بھی مشرف ہوئے۔

سیرت و کردار ☆

صاحب فوائد عثمانی نے آپ کا ذکر ان الفاظ میں کیا ہے۔ عالم فاضل، صالح، متقی، دائم الذکر والفکر، صلاحب استغراق و صاحب حلم و خلق و صاحب سخاوت و صاحب توکل۔

وصال باکمال ☆

آپ کا وصال باکمال ۷ شعبان المعظم ۱۳۱۳ھ ۲۳ جنوری ۱۸۹۶ء کو دندہ شاہ بلاول میں ہوا۔ مزار شریف دندہ شاہ بلاول ضلع اٹک میں مرجع خاص و عام ہے۔

آباد خدا رکھے میخانہ محمد کا ﷺ

حضرت خواجہ سیّد نور محمد شاہ نقشبندی رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆

ولی ابن ولی قیوم العصر آفتاب شریعت ماہتاب طریقت حضرت خواجہ سید نور محمد شاہ چوراہی رحمتہ اللہ علیہ کی ولادت باسعادت ۱۱۷۹ھ موضع تیزئی شریف تیراہ افغانستان میں حضرت خواجہ سید محمد فیض اللہ تیراہی کے گھر میں ہوئی۔ باطنی فیض اپنے والد گرامی سے حاصل کیا اور علوم دینیہ کی کتابیں حضرت مولانا محمد امین علیہ الرحمۃ سے پڑھیں اور انہیں سے تکمیل کی۔ ابتدائی کتابیں اور کتب فقہ اپنی والدہ ماجدہ سے پڑھیں۔ مولانا محمد امین آپ کے والد گرامی کے خلیفہ مجاز تھے۔ لہٰذا تصوف میں بھی آپ نے ان سے استفادہ کیا۔

آپ مادرزاد ولی تھے۔ آپ کے والد گرامی نے دو شادیاں کی تھیں۔ بڑی بیوی سے ایک صاحبزادی تھی۔ جب کہ دوسری بیوی سے ابھی کوئی اولاد نہ تھی۔ پہلی بیوی نے بارگاہ خداوندی میں منت مانی تھی کہ اگر ہمارے گھر خداوند تعالیٰ لڑکا دے تو میں تمام زندگی روزانہ ایک سو نفل ادا کیا کروں گی۔ جب کہ چھوٹی بیوی نے یہ منت مانی کہ اگر اللہ کریم مجھے اولاد نرینہ عطا فرمادے تو میں بڑی بیوی کو پیش کردوں گی۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے دونوں کی دعا قبول فرمالی اور چھوٹی بیوی کے ہاں خدا پاک نے بیٹا دیا جس کا نام والد بزرگوار نے نور محمد رکھا اور فرمایا کہ یہ لڑکا امام ربانی مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کا متبع ہوگا اور اس سے سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کو فروغ حاصل ہوگا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ آپ کے دم قدم کی برکت سے اس سلسلہ کا نام چاردانگ عالم میں بلند ہوگیا۔

شجرہ نسب ☆

۲۷ واسطوں کے بعد آپ کا سلسلہ حضرت مولائے کائنات علی کرم اللہ وجہہ کریم سے اور ۱۴ واسطوں کے بعد حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی الحسنی والحسینی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملتا ہے۔ جس کی تفصیل اس طرح ہے حضرت خواجہ سیّد فیض اللہ شاہ بن خواجہ سیّد خان محمد شاہ بن سیّد علی ولی محمد بن سیّد شیخ الایمان بن سیّد سلطان بن سیّد شیخ الاسلام بن سیّد عبدالرسول بن سیّد موسیٰ بن سیّد عبدالغفار بن سیّد ابوالنصر بن ابوصالح بن سیّد عبدالرزاق بن عبداللہ الجیلی بن یحییٰ زاہدی بن محمد مورس بن داؤد بن موسیٰ بن عبداللہ

الحوارث بن موسیٰ الجونی بن عبداللہ بن حسن مثنیٰ بن امام حسن بن علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم۔

سیرت و کردار☆

آپ انتہائی بلند اخلاق، نیک سیرت، باکردار، باہمت، متقی و پرہیزگار، پابند شریعت و طریقت اور آپ کی تمام زندگی سرکار دو عالم ﷺ کے اسوہ حسنہ کے مطابق گزری۔

پابندی شریعت آپ کا خاصہ اور آداب طریقت و معرفت اور اسرار حقیقت سے آشنا تھے۔ خلق عظیم کا مجسمہ اور صبر و رضا کے پیکر تھے۔ آپ نے تھوڑے ہی عرصہ میں تمام علوم ظاہری و باطنی میں مہارت تامہ اور شہرت حاصل کر لی تھی۔ لوگ اپنی الجھنیں لے کر حاضر ہوتے آپ آن کی آن میں الجھی ہوئی گتھیاں سلجھا دیتے۔ آپ نے اپنے دست مبارک اور قلم سے قرآن مجید کا ایک نسخہ مکمل کیا۔ جو کہ دربار عالیہ چورا شریف میں حضرت پیر سید سردار بادشاہ رحمتہ اللہ علیہ کے پاس تھا۔ چونکہ حضرت پیر سردار بادشاہ رحمتہ اللہ علیہ کا وصال ہو گیا ہے۔ تو اب ان کی جگہ ان کے سجادہ نشین حضرت پیر جاوید احمد شاہ نوری مدظلہ العالی کے پاس ہے اور اس کے آخر میں یہ الفاظ رقم ہیں۔ قرآن مجید بدست خواجہ نور محمد ۲ ربیع الثانی ۱۲۳۷ھ از شاگرد آں میاں نصر اللہ نور اللہ مرقدہ، ساکن کھودو پور۔

بیعت و خلافت☆

آپ اپنے والد گرامی حضرت خواجہ سیّد فیض اللہ تیراہی نقشبندی رحمتہ اللہ علیہ کے مرید و خلیفہ تھے۔ والد گرامی کے بعد آپ ہی سجادہ نشین مقرر ہوئے۔ جب آپ سجادہ نشین مقرر ہوئے تو سب سے پہلے آپ کی خدمت میں دو افغان بھائی اللہ نور اور عجب نور حاضر خدمت ہو کر شرف بیعت سے مشرف ہوئے۔ اور آپ کی خصوصی توجہ کے باعث دونوں بھائی سلوک و معرفت کی منزلیں طے کر کے منصب اجازت و خلافت پر فائز ہو گئے۔ ان کا فیض اتنا ہو گیا کہ لوگ دور دور سے آ کر گروہ در گروہ داخل سلسلہ ہونے لگے دونوں بھائی صاحب کشف و کرامت تھے۔

حاسدین کی معاندانہ سرگرمیاں☆

حضرت خواجہ سید نور محمد شاہ چوراہی نقشبندی رحمتہ اللہ علیہ تقریباً اسی سال تیزئی شریف ملک افغانستان میں جلوہ گر رہے اور ہزاروں افراد آپ کے فیض و کرم سے مالا مال ہوئے اور ہزاروں افراد رشد و ہدایت اور عشق و محبت کے چشموں سے سیراب ہوتے رہے تیزئی شریف افغانستان میں آج بھی

آپ کے فیض وکرم کے ڈنکے بج رہے ہیں۔ جب آپ کے روحانی کمالات کا شہرہ عام ہوا تو بعض لوگ بغض وحسد کی آگ میں جل کر درپے آزاد ہو گئے مگر آپ تمام باتوں کو خنداں پیشانی سے برداشت کرتے رہے مگر حاسدین کی معاندانہ سرگرمیاں بڑھتی رہیں۔ چپری نامی گاؤں کا ایک حاسد مولوی ولی خان بغض وعناد کی آتش کا شکار ہو کر جگہ جگہ لوگوں کو آپ کے خلاف ورغلاتا اور بہکاتا رہا اور آنے والے عقیدت مندوں اور مریدین کے راستے میں کانٹے بچھاتا۔ اور طرح طرح کی رکاوٹیں کھڑی کرتا اور کبھی ان لوگوں کو آپ کے خلاف نازیبا کلمات استعمال کر کے روکتا اور کہتا کہ آپ کا سلسلہ عالیہ نقشبندیہ اچھا نہیں ہے۔ ولی خان کی اس مہم اور پروپیگنڈہ سے متاثر ہو کر ناواقف اور سادہ لوح افغان مشتعل ہو کر آپ کی مخالفت پر کمربستہ ہو گئے۔ اور پنجاب اور دیگر مقامات سے آنے والے زائرین اور عقیدت مندان کو لوٹنے اور پریشان کرنے گے۔ اس صورت حال کو دیکھ کر آپ نے مولوی ولی خان کو بلا کر سمجھایا اور فرمایا کہ میرے عقیدے اور عمل قول وفعل میں کوئی شرعی سقم ہے۔ تو مجھے آگاہ کرو وگرنہ اپنی حرکات سے باز آجاؤ۔ ولی خان پر اس بات کا کوئی اثر نہ ہوا۔ بلکہ وہ پہلے سے بھی زیادہ مخاصمت پر اُتر آیا۔ اور آپ کے پاس آنے جانے والے عقیدت مندوں کو مزید تنگ کرنے لگا۔

آپ نے جب اپنے پاس آنے والے عقیدت مندوں اور مریدین اور اعزا پر افغانوں کا یہ ظلم اور تشدد دیکھا تو آپ سے نہ رہا گیا اور آپ نے وہاں سے ہجرت کا فیصلہ کر لیا اور تیزئی شریف سے ۱۵ میل دور ایک گاؤں میں تشریف لے گئے اور کچھ عرصہ قیام کے بعد ۱۲۸۴ھ میں وہاں سے بھی ۷۵ میل دور موضع چورا شریف ضلع اٹک صوبہ پنجاب تشریف لے آئے اور وہیں پر مستقل رہائش اختیار کرتے ہوئے۔ اس جگہ کو اپنا روحانی مسکن بنالیا اور مخلوق خدا کو رشد وہدایت کے سرچشمہ سے سیراب فرمانے لگے۔

آپ کی اولاد اور روحانی فیض ☆

آپ کے چار صاحبزادے ہیں۔ حضرت خواجہ سید احمد گل، خواجہ سید فقیر محمد، خواجہ سید دین محمد، خواجہ سید شاہ محمد علیہم الرضوان الحمد اللہ چاروں صاحبزادے پابند شریعت وطریقت اور صاحب کمال صاحب کشف وکرامت گذرے ہیں ہر چہار صاحبزادگان آپ کے وصال با کمال کے بعد مسند خلافت پر فائز رہے۔ آپ کے انتقال کے وقت آپ کے دوسرے صاحبزادے حضرت خواجہ سید فقیر محمد شاہ موجود تھے۔ اور سر مبارک آپ کا ان کے زانو پر رکھا ہوا تھا۔ انہوں نے اپنے ہاتھوں آپ کی تجہیز وتکفین کی اور اپنے دست مبارک سے آپ کو لحد مبارک میں اتارا اور آپ کا جو کچھ بھی روحانی فیض اور باطنی خزانہ جو آپ کے سینے میں مخفی تھا۔ اس سے اسی وقت مالا مال ہو گئے اور یہی وجہ ہے کہ نہ صرف پاکستان

بلکہ پوری دنیا میں سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کو جو دوام بانی چوراشریف' حضرت خواجہ سید فقیر محمد شاہ رحمتہ اللہ علیہ کی ذات سے ملا ہے۔اس کی بدولت آج دنیا بھر میں اللہ ھو کی صدائیں بلند ہو رہی ہیں۔

آپ کے خلفائے نامدار☆

یوں تو آپ کے بہت سے خلفاء ہیں ہر ایک ایک دوسرے سے بڑھ کر صاحب کمال ہے۔ ان میں حضرت خواجہ انور ختکی حضرت خواجہ شاہ نامداد ہستیالوی المعروف ہادی نامدار حضرت خواجہ محمد منیر ہوشیار پوری حافظ عبداللطیف قصہ خوانی بازار پشاور والے آسمان رشد وہدایت پر آفتاب و ماہتاب بن کر چمکے اور ایک زمانے نے ان سے روحانی فیض حاصل کیا۔

کشف وکرامات☆

آپ کے ایک مخلص عقیدت مند مستری جان محمد جو کہ اولاد نہ ہونے کی وجہ سے سخت پریشان تھے۔ایک روز خیال آیا کہ یہ میرا مال و دولت اور تمام ساز و سامان آہنگری کس کام کے ہیں جبکہ میرے بعد ان کو استعمال میں لانے والا ہی کوئی نہیں۔انہوں نے اپنے دیرینہ برادر طریقت میاں نیک محمد کی معیت میں تمام ساز وسامان آہنگری آپ کی خدمت میں حاضری دی اور حال دل عرض کیا اور روتے ہوئے زبان حال سے کہنے لگا۔

رحم کن برما کہ ناکارہ ایم
چارہ ما کن کہ بے چارہ ایم

ترجمہ:۔ہم پر رحم کر کے ہم ناکارہ ہیں۔ہمارا چارہ کر کہ ہم بے چارہ ہیں۔

آپ نے بکمال شفقت اس کے سر پر ہاتھ پھیرا اور فرمایا کہ اللہ رب العزت عنقریب تمہیں اپنی عنایات و نوازشات سے نوازے گا۔رخصت کرتے وقت دوبارہ دعاؤں سے نوازا اور فرمایا جان محمد خداوند تعالیٰ تمہیں دو بیٹے اور ایک بیٹی دے گا۔بڑے بیٹے کا نام سلیمان اور دوسرے بیٹے کا نام غلام محمد رکھنا اور بیٹی کا نام عائشہ رکھنا۔مگر افسوس یہ کہ بڑا بیٹا سلیمان تمہیں جلد ہی داغ مفارقت دے جائے گا۔چنانچہ بالکل ایسا ہی ہوا۔اللہ پاک نے اسے دو بیٹے ایک بیٹی دی بڑا بیٹا کچھ عرصہ کے بعد ہی انتقال کر گیا۔

کرامت نمبر۲☆

ایک مرتبہ محمد شاہ نامی شخص آپ کی صاحبزادی کا زیور اور تلوار چوری کر کے لے گیا۔آپ کی

خدمت عالیہ میں اطلاع کی گئی تو آپ نے چھوٹے صاحبزادے حضرت سید شاہ محمد کو بلا کر فرمایا کہ محمد شاہ کا پتہ کراؤ انہوں نے پتہ کر کے آپ کو بتایا کہ حضور وہ موضع چنگی چلا گیا ہے۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ صبح سے پہلے اس کو جا کر کہہ دو کہ زیور اور تلوار واپس کر دے۔ اور انشاء اللہ تعالیٰ اس کی زندگی میں کل کا دن آخری دن ہے۔ چنانچہ حضرت سید شاہ محمد حسب الحکم تلاش میں نکلے اور نماز ظہر سے قبل ہی اس سے زیور اور تلوار واپس لے لی۔ آپ کے ارشاد گرامی کے مطابق عصر کی نماز کے وقت اس کی گردن پر ایک سرخ رنگ کی علامت ظاہر ہوئی وہ اسی وقت کہنے لگا کہ یہ آپ ہی کی بددعا کا اثر ہے۔ اور یہ میری موت کی نشانی ہے۔ چنانچہ وہ نماز عشاء سے پہلے ہی اس دنیائے فانی سے کوچ کر گیا۔

کرامت نمبر۳ ☆

ایک دفعہ آپ تیزئی شریف کے نواحی گاؤں ''لحاظ'' میں تشریف لے گئے۔ گاؤں کے لوگوں نے پینے کے پانی کی قلت کا ذکر کیا اور آپ کی خدمت میں التجا کی کہ حضور اللہ پاک کی بارگاہ میں دعا کریں کہ رب کریم ہماری اس مشکل کو حل کر دے آپ نے فرمایا کہ تمام گاؤں کے لوگ استخارہ کرو میں بھی استخارہ کرتا ہوں جو اللہ پاک کا حکم ہو گا اس کی تعمیل کی جائے گی۔

چنانچہ اگلے روز صبح فجر کے وقت تمام لوگ آپ کے پاس مسجد میں حاضر ہو کر عرض کرنے لگے کہ ہم نے استخارہ کیا ہے۔ ہمیں یہی حکم ملا کہ ہماری مشکل کا حل آپ کے پاس ہی حل ہو گا۔ ہم تمام حاضرین حاضر ہیں۔ جیسا آپ حکم فرمائیں ویسے ہی تعمیل ہو گی۔ آپ نے بارگاہ خداوندی میں دست طلب کو دراز کیا اور خدا پاک کی بارگاہ میں التجا کی اور تمام دوستوں کو ساتھ لے کر مسجد کے دوسرے گوشے کی طرف تشریف لے گئے تقریباً ایک میل کا فاصلہ طے کرنے کے بعد رُک گئے اور ارشاد فرمایا کہ بس اسی جگہ ٹھہرنے کا حکم ہے اور فرمایا انشاء اللہ اسی جگہ سے مقصد و مدعا حاصل ہو گا۔ آپ نے اسی جگہ دو نفل ادا کئے اور زمین کی کھدائی شروع کر دی دوران کھدائی زمین کے نیچے سے ایک پتھر اپنی جگہ سے ہلا اتنے میں مریدین نے کدال آپ کے دست مبارک سے لے کر کھدائی کا کام شروع کر دیا اور آدھے گھنٹے کی کوشش کے بعد پتھر کو اپنی جگہ سے ہٹایا تو کیا دیکھا وہاں ایک نہایت ہی عمدہ شیریں اور شفاف پانی کا چشمہ جاری ہے۔ آپ کے حکم کے مطابق کھدائی کر کے پانی آبادی کی طرف لے جانے کا کام شروع کر دیا گیا۔ آپ نے اس جگہ پر تین گائے خدا پاک کے نام پر ذبح کی تو اس کے بعد نماز عصر تک پانی موضع ''لحاظ'' تک پہنچ گیا اور اسی پانی سے وضو کر کے نماز عصر ادا کی گئی۔

مسجد سے آگے پانی کے گزارنے میں ایک بہت بڑا پتھر حائل تھا۔ پانی کو دوسری طرف گزارنے کے لئے ایک زمیندار سے کہا گیا کہ وہ اپنی زمین سے پانی کو گزارنے کے لئے راستہ دے۔ مگر وہ رضامند نہ ہوا۔ سب حاضرین بہت پریشان تھے۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ پریشان نہ ہوں اللہ تعالیٰ خود ہی پانی کے گزارنے کا راستہ بنادے گا۔ چنانچہ نصف شب ایک بہت زوردار دھما کہ ہوا جس سے لوگوں کے دل دہل گئے۔ سب لوگ چھوٹے بڑے عورتیں مرد جاگ اٹھے۔ پھر تمام شب کسی کو نیند نہ آئی صبح مسجد میں نماز کے لئے گئے تو یہ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ اس پتھر میں تین گز مربع کا ایک سوراخ ہو گیا اور سوراخ کے ذریعے پانی کا راستہ بن گیا۔

کرامت نمبر۴ ☆

ایک مرتبہ دریائے اٹک (دریائے سندھ) کو عبور کرنے کے لئے کشتی پر سوار ہوئے۔ اتفاق سے اس کشتی میں سکھ سپاہی بھی سوار تھے۔ سکھ سپاہیوں میں سے ایک سپاہی بہت بے ادب اور گستاخ تھا۔ آپ کو دیکھ کر کہنے لگا حضرت آپ تختہ کے نیچے کھڑے رہیں تاکہ ہمارے کھانے کی چیزیں آپ سے نہ چھو جائیں۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ان کو چھونے کی تکلیف سے بچائے۔ جب کشتی روانہ ہوئی تو دوران سفر چند مسائل پر گفتگو ہوئی آپ نے اپنے خاص انداز محبت سے سکھوں کو مسائل سمجھائے۔ ابھی آپ کی کشتی کنارے پر نہ پہنچی تھی کہ آپ کی نگاہ ولایت سے تمام سکھ سپاہی کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو گئے۔ دریا کے کنارے موضع خوشحال گڑھ میں پہنچ کر سب نے حجامت بنوائی اور آپ کی اقتداء میں نماز ظہر ادا کی۔

ملفوظات ☆

ایک دن ایک درویش نے عرض کیا کہ حضور یہ بات سمجھ سے بالاتر ہے کہ دوسرے لوگ صدہا برس ریاضت وعبادت مجاہدات کے بعد بھی اس قدر جوش عشق ومحبت اور جذب وفیض حاصل نہیں کر پاتے۔ جس قدر آپ کے غلام وخدام چند روز میں حاصل کر لیتے ہیں آپ نے فرمایا کہ تمہارا سوال بالکل درست ہے۔ مگر یاد رکھو دوست یا اولاد اس شخص کی تنگ دست ہوتی ہے۔ جن کا باپ یار فیق غریب اور مفلس ہو۔ اور جن کا باپ یار فیق مالدار ہو ان کو زیادہ تر خلوص ومحبت کی ضرورت ہے۔ محنت کی چنداں حاجت نہیں۔

(نمبر۲) ☆ آپ فرماتے ہیں کہ آدمی کو دو چیزیں درست اور شکستہ چاہیں درست چیزیں یہ کہ (ا) دین درست (ب) یقین درست، شکستہ چیزیں یہ کہ (ج) دست شکستہ (د) پا شکستہ۔ (ا) دین درست سے مراد یہ ہے کہ قولاً فعلاً اعتقاداً، شریعت کے موافق ہو۔ (ب) یقین درست کے معنی مواعید الٰہی پر پورا یقین ہے۔ (ج) دست شکستہ کا مطلب یہ کہ اشارۃً یا صریحاً کسی سے کسی چیز کا طالب نہ ہو۔ (د) پاشکستہ سے مراد یہ کہ کسی کے پاس کسی غرض سے نہ جائے۔ یعنی محتاجی ظاہر نہ کرے۔

(نمبر۳) ☆ آپ فرماتے ہیں کہ فقر و فاقہ کمال طریقہ ہے۔

(نمبر۴) ☆ آپ فرماتے ہیں کہ فقیر کے ''ف'' سے مراد فاقہ ''ق'' سے مراد قناعت ''ر'' سے مراد ریاضت ہے اور ''ی'' سے مراد یاد الٰہی ہے۔ اگر کوئی شخص یہ امور انجام دے تو ''ف'' سے فضل الٰہی ''ق'' سے قرب مولا ''ی'' سے یاریٔ خدا اور ''ر'' سے رحمت الٰہی مراد حاصل ہو۔ ورنہ ''ف'' سے فضیحت ''ق'' سے قہر الٰہی ''ی'' سے یاس اور ''ر'' سے رسوائی ملے۔

(نمبر۵) ☆ آپ فرماتے ہیں کہ جس طرح طلب حلال مومنوں پر فرض ہے۔ اسی طرح ترک حلال عارفوں پر فرض ہے۔ کیوں کہ درویشوں کی فاقہ کی رات معراج کی رات ہوتی ہے۔

(نمبر۶) ☆ آپ فرماتے ہیں کہ جو مخدوم بننا چاہتا ہو اس کو چاہئے کہ پیر کی خدمت کرے کیونکہ

ہر کہ خدمت کرو اُو مخدوم شد
ہر کہ خودرا دید اُو محروم شد

جس کسی نے خدمت کی وہ مخدوم بن گیا اور جس نے اپنے آپ کو دیکھا وہ محروم رہا۔

وصال باکمال ☆

آپ کا وصال باکمال ۱۲ شعبان المعظم ۱۲۸۴ھ ۱۷ نومبر ۱۷۶۹ء کو ہوا۔ مزار پر انوار چورا شریف ضلع اٹک میں واقع ہے۔ جہاں آج بھی ہزاروں عقیدت مندان اپنے دامنوں کو گوہر مراد سے بھرتے ہیں۔

آپ کے خلیفہ مولوی مست علی نے آپ کی قطعہ تاریخ اس طرح لکھی ہے۔

رفعت نور محمد از دنیا
کہ ہم عمر خود نگفتہ دروغ
مست مسکین کے ہست خادم اُو
سال تاریخ اُو بگفت فروغ

فقیر راقم الحروف کو بارہا آپ کے مزار پرانوار کی حاضری کی سعادت حاصل ہے۔

آباد خدا رکھے میخانہ محمد کا ﷺ

حضرت خواجہ سید فقیر محمد شاہ نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ

تعارف ☆

غوث زماں آفتاب ولایت ماہتاب شریعت امام العارفین حضرت خواجہ سید فقیر محمد شاہ چوراہی رحمۃ اللہ علیہ حضرت خواجہ سید نور محمد تیراہی چوراہی رحمۃ اللہ علیہ کے دوسرے صاحبزادے ہیں۔ آپ کی ولادت باسعادت ۱۲۱۳ھ میں تیزئی شریف نزد تیراہ افغانستان میں ہوئی۔ آپ کا سلسلہ نسب حضرت امیر المومنین مولائے کائنات علی کرم اللہ وجہہ کریم سے ۲۷ واسطوں کے بعد اور ۱۴ واسطوں کے بعد حضرت غوث الثقلین السید نا عبد القادر جیلانی الحسنی والحسینی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملتا ہے جس کی تفصیل اس طرح ہے۔ حضرت خواجہ سید فقیر محمد شاہ رحمۃ اللہ علیہ بن سید نور محمد شاہ رحمۃ اللہ علیہ بن سید فیض اللہ رحمۃ اللہ علیہ بن سید خان محمد رحمۃ اللہ علیہ بن سید علی ولی محمد رحمۃ اللہ علیہ بن سید شیخ الایمان رحمۃ اللہ علیہ بن سید سلطان رحمۃ اللہ علیہ بن شیخ الاسلام رحمۃ اللہ علیہ بن عبد الرسول رحمۃ اللہ علیہ بن موسیٰ رحمۃ اللہ علیہ بن عبد القادر رحمۃ اللہ علیہ بن محی الدین ابو النصر رحمۃ اللہ علیہ بن ابو صالح رحمۃ اللہ علیہ بن عبد الرزاق رحمۃ اللہ علیہ بن غوث الاعظم عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ بن ابی صالح رحمۃ اللہ علیہ بن موسیٰ رحمۃ اللہ علیہ بن عبد اللہ الجیلی رحمۃ اللہ علیہ بن یحییٰ زاہدی رحمۃ اللہ علیہ بن محمد مورس رحمۃ اللہ علیہ بن داؤد رحمۃ اللہ علیہ بن موسیٰ رحمۃ اللہ علیہ بن عبد اللہ الحوارث رحمۃ اللہ علیہ بن موسیٰ الجون رحمۃ اللہ علیہ بن عبد اللہ رحمۃ اللہ علیہ بن حسن مثنیٰ رحمۃ اللہ علیہ بن امام حسن رحمۃ اللہ علیہ بن علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم۔

آپ پیدائشی ولی ہیں۔ جس دن آپ کی ولادت باسعادت ہوئی آپ نے اپنی والدہ ماجدہ کا دودھ نہ پیا تھا۔ یہ خبر سن کر آپ کے جد اعلیٰ حضرت خواجہ سیّد فیض اللہ شاہ علیہ الرحمۃ تیراہی تشریف لائے تو آپ کے روئے انور کو دیکھ کر فرمایا کہ یہ تو ابھی سے اپنا حصہ طلب کر رہے ہیں۔ چنانچہ انہوں نے اپنی زبان مبارک آپ کے منہ میں ڈال دی۔ جسے آپ کافی دیر تک چوستے رہے۔ اس کے بعد آپ نے والدہ ماجدہ کا دودھ بھی پینا شروع کر دیا۔ اس طرح سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کی عظیم نسبت آپ کو روز ازل سے ہی نصیب ہوگئی۔ اور آپ کے جد اعلیٰ حضرت خواجہ سید فیض اللہ شاہ تیراہی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ یہ بچہ آسمان طریقت کا ماہتاب بن کر چمکے گا۔ اور پوری دنیا میں اس کے ہاتھ سے سلسلہ عالیہ میں داخل ہونے والوں کی شہرت کا ڈنکا بجے گا۔ اور اس سے مخلوق خدا کو بہت فیض پہنچے گا۔ آپ کا چہرہ مبارک بچپن ہی سے انوار الٰہی کی تابانیوں سے آفتاب و ماہتاب کی طرح چمکتا ہے۔

تعلیم و تربیت☆

آپ نے علوم ظاہری و باطنی کی تعلیم اپنے والد ماجد حضرت خواجہ سید نور محمد شاہ چوراہی رحمتہ اللہ علیہ سے حاصل کی تھی۔ والد گرامی کی نگاہ فیض اور تربیت کی بدولت آپ کا عالم یہ تھا کہ آپ قرآن مجید کے ایک ایک حرف کے جدا جدا اسرار و رموز بیان فرماتے تھے۔ جسے سن کر بڑے بڑے علماء انگشت بدنداں رہ جاتے تھے۔ اپنے وقت کے ابدال شمار کئے جاتے تھے۔ آپ کو علوم ظاہری و باطنی میں جو کمال حاصل تھے وہ دوسروں کو عشر عشیر بھی نصیب نہ ہوئے تھے۔

سیرت و کردار☆

ایام صغرسنی سے ہی ذکر و فکر و مراقبہ و اتباع شریعت و طریقت میں مصروف رہتے اور تمام امور میں اپنے والد گرامی رحمتہ اللہ علیہ کے نقش قدم پر چلتے بچپن ہی سے آپ کے سر اقدس پر بلندی کا ستارہ چمکتا تھا۔ قطع ماسوائے اللہ کا طریق آپ کو پہلے ہی مرغوب تھا۔ والد ماجد کے ساتھ ابتداء ہی سے محبت و ربط حاصل تھا۔ جس کی وجہ سے آپ کھانے پینے اٹھنے بیٹھنے طریق کلام میں اور اخلاق و اعمال اور سیرت و کردار میں بالکل متحد الاوصاف ہو گئے تھے۔ غریبوں مسکینوں اور مفلسوں کی مجلس و محبت میں زیادہ خوش رہتے تھے۔ پابندی شریعت میں بے مثل و بے مثال تھے۔ نماز تہجد کے بعد ذکر و فکر میں مشغول رہتے۔ پھر بعد از نماز فجر طلوع آفتاب تک مراقبہ میں رہتے۔ پھر دو تین سپارے قرآن پاک تلاوت کے بعد ختم شریف پڑھتے۔ طعام قبل از دو پہر تناول فرما کر قیلولہ فرماتے اکثر و بیشتر نماز ظہر کے وضو سے عشاء کی نماز ادا فرماتے ظہر کے بعد تلاوت قرآن پاک فرماتے اس کے بعد احباب کی حاجات کی طرف متوجہ ہو جاتے۔ حاضرین کو حسب ضرورت دعا تعویذ وغیرہ دیتے۔ نماز عصر کے بعد ختم شریف برائے ایصال حضرت خواجہ محمد معصوم رحمتہ اللہ علیہ پڑھا کرتے نماز پنجگانہ باجماعت ادا فرماتے بعد از نماز مغرب طعام تناول فرما کر نماز عشاء اول وقت میں ادا فرماتے۔ دوران سفر آپ جہاں کہیں بھی تشریف لے جاتے آپ کا قیام مسجد میں ہی ہوتا تھا۔ تعویز وغیرہ لکھنا آپ پسند نہ فرماتے تھے۔ اکثر لوگوں کو صرف اور صرف دعا سے ہی نوازتے تھے اور آپ کی دعا کی برکت سے لوگوں کے مسائل اور مشکلات حل ہو جاتی تھیں۔ آپ بناوٹ تصنع کے بالکل خلاف تھے۔ بالکل سادہ زندگی گزارتے۔ غرور تکبر فخر خود غرضی خود پسندی آپ کے نزدیک نہ تھی۔ ولایت کے انوار و برکات آپ کے چہرہ انور سے عیاں تھے۔ آپ کی طبیعت میں اس قدر جمال تھا کہ سالہا سال تک کبھی آپ کو غصہ نہ آتا تھا۔ کسی دوست کے بارے میں شکایت

سننا گوارہ نہ فرماتے تھے۔ تحمل و بردباری میں بے مثال تھے۔ اگر کسی سے کوئی غلطی ہو جاتی تو آپ فوراً معاف فرما دیتے تھے۔

آپ کو جو کمالات حاصل تھے وہ اس زمانے میں کسی کو حاصل نہ تھے۔ قرآن مجید کے ہر ایک حرف کے جملہ فوائد و خواص اسرار و نکات ایسے معلوم تھے کہ دوسروں کے لیے اُن کا سمجھنا محال تھا۔ آپ اپنے وقت میں مرجعِ اہلِ اللہ تھے۔

آپ کی عادت شریفہ تھی کہ ایک مرتبہ اگر کسی کی دعوت قبول کر لی تو پھر کسی دوسرے کی دعوت کو کبھی ترجیح نہ دیتے تھے۔

خمیری روٹی اور کھچڑی آپ کی مرغوب غذا تھی۔ کسی خاص چیز کے عادی نہ تھے۔ جو کچھ موقع پر حاضر ہوتا برضا و رغبت تناول فرما لیتے تھے۔ ہمیشہ پاکیزہ چیزیں پسند فرماتے۔ آخری العمر راولپنڈی کے احباب کے اصرار پر چائے پینا شروع کر دی تھی۔

حلیہ مبارک ☆

آپ کا قد مبارک دراز چہرہ گندمی بینی سرخ و دراز ریش مبارک سفید چشم مبارک موزوں گیسو مبارک شانوں تک معلق رہتے۔ پیشانی کشادہ انگشت مبارک نرم اور لمبی سینہ فراخ اور باوجود ضعیف العمری کے بینائی اور سماعت میں فرق نہ تھا۔ رات کو سرمہ طاق سلائیاں لگاتے۔ بالوں پر حنا و مہندی لگاتے۔ جب باہر تشریف لے جاتے تو سر پر لنگی رکھ لیتے۔ پیرانہ سالی کے باوجود رفتار کافی تیز ہوتی تھی۔ اکثر اوقات آپ کے ہمراہی آپ سے بہت پیچھے رہ جاتے تھے۔

آپ کے مختلف معمولات و عادات ☆

آپ کی خوراک نہایت سادہ تھی۔ جو خمیری روٹی اور کھچڑی پر مشتمل تھی۔ کسی خاص چیز کے عادی نہ تھے۔ جو کچھ حاضر ہوتا برضا و رغبت تناول فرما لیتے تھے۔ آپ کی اصل غذا ذکر حق تھی۔ آپ کسی کا احسان نہ اٹھاتے تھے۔ لیکن اگر کوئی احسان کرتا تو آپ اسے یاد رکھتے۔ حتیٰ کہ اس کا دس گناہ بدلہ عنایت فرماتے۔ جس کسی کی دعوت ایک دفعہ قبول فرماتے دوبارہ مشکل سے ہی قبول ہوتی تھی۔ آپ کا معمول تھا کہ شہروں میں کم از کم تین دن اور زیادہ سے زیادہ پندرہ دن قیام فرماتے۔ اور جیسی جگہ ہوتی ویسا ہی قیام ہوتا۔ آپ کے ساتھ ہمیشہ چند خلفاء اور درویش سفر میں رہتے تھے۔ آپ زاہد خشک یا محض ظاہر

پرست نہ تھے۔ بلکہ لوگوں کی درستگی و باطنی تربیت کا خیال زیادہ رکھتے تھے۔ اور کبھی بھی اتباع سنت سے قدم باہر نہ رکھتے۔ آخری عمر میں احباب راولپنڈی کے اصرار پر چائے پینی شروع کر دی تھی۔ سردی کے دنوں میں تین تین ماہ تک پانی نہ پیتے اکثر شب بیدار رہتے تھے۔ جب آرام فرماتے تو سر سے پاؤں تک سیاہ چادر اوڑھتے تھے۔

بیعت وخلافت ☆

آپ اپنے والد گرامی حضرت خواجہ سید نور محمد شاہ چوراہی رحمۃ اللہ علیہ کے مرید تھے۔ انہوں نے آپ میں تمام خوبیاں دیکھ کر بیس برس کی عمر شریف میں آپ کو دستار خلافت واجازت سے نوازا۔ دستار خلافت کے بعد آپ اپنے برادر اصغر حضرت خواجہ سید دین محمد چوراہی رحمۃ اللہ علیہ کے ہمراہ پنجاب کے تبلیغی دورے پر روانہ ہوئے تو باولی شریف ضلع گجرات تشریف لے گئے تو خلیفہ حضرت محمد خان عالم رحمۃ اللہ علیہ کے فرزند گرامی قدر حضرت خواجہ غلام محی الدین رحمۃ اللہ علیہ ودیگر بہت سے لوگ آپ کے دست حق پرست پر بیعت ہو کر حلقہ ارادت میں داخل ہوئے۔ اس کے بعد آپ سیالکوٹ تشریف لے گئے اور کئی سو افراد آپ کے دست حق پر بیعت سے مشرف ہوئے غرض کہ دو ماہ کے تبلیغی اور روحانی دورے میں پنجاب کے طول وعرض میں دورے کے دوران ہزاروں لوگ آپ کے دامن عقیدت ومحبت سے وابستہ ہو گئے۔

عاجزی اور وضع داری ☆

آپ کے پاس اگر کوئی زاہد خشک یا باتونی شخص آجاتا تو آپ فرماتے کہ مجھے باتیں نہیں آتیں۔ آپ اپنے خلفاء اور اجازت یافتوں کی بھی توقیر وعظمت کرتے اور ان کی قدر ومنزلت زیادہ فرماتے تھے تاکہ وہ اپنے عقیدت مندوں کی نظر میں وقیع اور ذی اقتدار رہیں۔

آپ جس خلیفہ کے حلقہ احباب میں تشریف لے جاتے وہاں پر اسی کے مشورے سے ہر ایک کام انجام دیتے یہاں تک کہ تعویزات اور وظائف وغیرہ بھی انہی کی تحویل میں رکھتے آپ کے دل میں دنیاوی شان وشوکت اور وقعت وعزت مچھر کے برابر بھی نہیں تھی۔ آپ کبھی کبھی خاص احباب سے معانقہ فرماتے ورنہ اکثر مصافحہ پر ہی اکتفا فرماتے آپ اپنے بزرگان اور خواجگان کے طریقہ پر سختی سے قائم رہتے اپنے معمولات میں ذرا برابر بھی فرق نہیں آنے دیا۔ آپ اپنے مریدین کو لفظ مرید سے نہ

پکارتے تھے۔ بلکہ لفظ یار یا دوست سے یاد فرماتے تھے۔ ایک دن آپ کے نبیرہ نے کہہ دیا کہ فلاں شخص تو ہمارا مرید ہے۔ اس پر آپ اس پر سخت ناراض ہوئے یہاں تک کہ کلام بھی نہ کیا۔ صاحبزادہ نبیرہ نے اوراد و وظائف اور نفلی عبادت ترک کر دیا۔ لوگوں نے کہا کہ کیا وجہ ہے کہ آپ نے سب کچھ ترک کر دیا ہے صاحبزادہ صاحب نے جواب دیا کہ جب حضرت صاحب ناراض ہیں تو ان چیزوں کا کیا فائدہ۔ کیونکہ عبادات کی قبولیت تو آپ کی رضا کے ساتھ ہے۔ جب آپ ناراض ہیں تو پھر ضرورت نہیں۔ جب قبلہ حضور باباجی صاحب کو یہ خبر پہنچی تو صاحبزادہ صاحب کو بلوا کر ارشاد فرمایا کہ نہ میرے باپ دادا نے کسی کو لفظ مرید سے پکارا اور نہ ہی میں نے کسی کو مرید کے لفظ سے بلایا پھر تم اس قابل کہاں سے ہو گئے ہو کہ مرید کے لفظ سے پکارتے جاؤ توبہ کرو اور آئندہ کے لئے کسی کے لئے لفظ مرید استعمال نہ کرنا۔

کشف و کرامات ☆

ایک مرتبہ آپ امرتسر میں مسجد خیر دین میں تشریف فرما تھے کہ ایک بیوہ عورت حاضر خدمت ہوئی اور عرض کیا کہ میرا لڑکا محمد علی بی اے میں پڑھتا تھا۔ اس کا والد فوت ہو گیا ہے۔ میں نے گھر کا سامان بیچ کر مصائب آلام برداشت کر کے بی اے کا امتحان دلوایا تھا جو کہ فیل ہو گیا ہے اب میرے لئے کوئی چارہ کار نہیں ہے یہ کہہ کر وہ زار و قطار رونے لگی۔ آپ نے اسے تسلی دیتے ہوئے فرمایا کہ جاوہ تو پاس ہے۔ جب وہ عورت گھر آئی تو اسے ٹیلی گرام ملا کہ محمد علی پاس ہے اور اس کے بجائے ایک سکھ لڑکا فیل ہوا ہے۔ پہلے والی اطلاع غلط دی گئی تھی یہ دیکھ کر وہ عورت بہت خوش ہوئی۔ سب کو بتاتی تھی کہ میرا لڑکا حضرت خواجہ سید فقیر محمد شاہ چوراہی رحمتہ اللہ علیہ کی دعا سے پاس ہوا ہے۔ وہ لڑکا اپنی والدہ کے ہمراہ آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر شرف بیعت سے مشرف ہوا اور کافی مدت تک راولپنڈی میں سینئر جج کے عہدے پر فائز رہا اور سیشن جج کے عہدے سے ریٹائرڈ ہوا۔

کرامت نمبر۲ ☆

راولپنڈی صدر سے چار میل دور گرجا گاؤں سے متصل پیر بخش نامی آپ کا ایک مرید رہتا تھا۔ اس کا بیان ہے کہ ہمارے آبائی گاؤں میں پانی نہیں تھا کیونکہ زمین بہت سنگلاخ تھی۔ لوگ بہت دور دراز سے پانی لاتے تھے۔ آپ کی خدمت میں عرض کیا گیا کہ حضور پانی نہ ہونے کی وجہ سے پوری آبادی کے لوگ پریشان ہیں۔ جبکہ جگہ بہت سخت پتھریلی ہے لہٰذا دعا فرمائیں آپ نے فرمایا کہ کنواں کھدوا دیا جائے پانی آجائے گا۔

پیر بخش نے اپنی جیب سے چار سو روپیہ خرچ کر کے کنواں کھدوایا مگر پانی نہ نکلا لوگ پیر بخش کو لعن وطعن کرنے لگے کہ تیرے پیر نے تجھے برباد کر دیا لوگوں نے آپ کی خدمت میں گوش گزار کیا۔ آپ نے نہایت خاص حالت میں فرمایا کہ پیر بخش کے حق میں دعا کرو۔ پھر فرمایا میاں پیر بخش جاؤ خداوند تعالیٰ پانی دے دے گا۔ گھبرانے اور غم کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔

میاں پیر بخش اچانک باہر نکلے تو دیکھا کہ بچے کنویں کے پاس جمع ہیں اور ایک شور وغل اور کہرام برپا ہے۔ اور بچے چلا چلا کر کہنے لگے بابا پانی آ گیا ہے پیر بخش نے دیکھا تو کنویں میں سے پانی نیچے کی طرف سے اوپر کی طرف تیزی سے بڑھ رہا ہے۔ ایسا معلوم ہوتا کہ گویا غیب سے ایک نہر آ رہی ہے۔ دیکھتے ہی دیکھتے پانی کنویں کے کنارے پر پہنچ گیا۔ پانی اس قدر میٹھا اور ٹھنڈا کہ شاید اس سے پہلے ایسا پانی کسی نے دیکھا اور پیا ہو لوگ پانی استعمال کرتے تھے اور خوشیاں منا رہے تھے۔ انہی دنوں محمد بخش نامی ایک شخص نے خواب میں دیکھا کہ حضرت باباجی تیراہ شریف افغانستان سے وہ پانی لا رہے ہیں اور کنویں میں گراتے جا رہے ہیں۔

کرامت نمبر۳ ☆

ایک مرتبہ آپ موضع نارنگ غالباً نارنگ منڈی حال ضلع شیخوپورہ کی مسجد میں قیام فرماتھے۔ وہاں پر ایک بوہڑ کا درخت تھا جو نماز مغرب کے بعد ہلنے لگا آپ نے لوگوں سے اس کی وجہ دریافت کی تو لوگوں نے بتایا کہ یہ درخت ہر روز اسی طرح اسی وقت ہلتا ہے۔ نہ جانے کیا وجہ ہے اسی وجہ سے لوگ مغرب کی نماز ادا کرنے یہاں نہیں آتے آپ ان کی بات سن کر فوراً مراقب ہو گئے اور تھوڑی دیر بعد فرمایا کہ ہن نہ ہلسی آپ نے اپنی زبان میں فرمایا کہ اب نہیں ہلے گا۔ لوگوں نے اس کی وجہ پوچھی تو آپ نے فرمایا درخت کے ایک کونے میں ایک جن کا ڈیرہ ہے۔ وہ شام کو پرندوں کو درخت سے اڑانے کے لئے ہلاتا ہے کہ کوئی پرندہ اس پر رات نہ گزارے اب میں نے اسے منع کر دیا ہے کہ پرندوں اور نمازیوں کو مت پریشان کر اب وہ یہاں سے چلا گیا ہے۔ لہٰذا درخت اب کبھی نہ ہلے گا۔

کرامت نمبر۴ ☆

ایک مرتبہ آپ موضع بن تحصیل پنڈی گھیپ کی ایک مسجد میں تشریف فرماتھے وہاں عقیدت مندوں کا ایک بہت بڑا اژدہام جمع تھا۔ بڑی روحانی اور پر کیف مجلس ہو رہی تھی کہ اچانک آپ اٹھ کھڑے ہوئے اور تمام عقیدت مندان اور مریدین سے ارشاد فرمایا کہ تمام سے تمام اپنا سامان لے کر

فوراً مسجد سے باہر نکل جاؤ لوگ سمجھ نہ سکے کہ معاملہ کیا ہے۔ جب سب لوگ باہر نکل گئے اور آپ سب سے آخر میں باہر نکلے ابھی آپ نے مسجد سے باہر قدم رکھا ہی تھا کہ مسجد کی چھت دھڑام سے نیچے آ گری تب لوگوں کو معلوم ہوا کہ باہر نکلنے کا حکم دینے میں راز کیا تھا۔

کرامت نمبر ۵ ☆

ایک مرتبہ حسن دین نامی ٹھیکیدار آپ کی خدمت عالیہ میں حاضری ہو کر عرض کرنے لگا حضور زندگی کافی گزر گئی اب شباب بھی ختم ہو گیا ہے۔ مگر اولاد جیسی نعمت سے محروم ہوں۔ آپ نے ایک تعویز عنایت فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ حسن دین میرا خالق و مالک تمہیں بیٹا دے گا اس کا نام عبدالطیف رکھنا۔ چنانچہ جب دوسرے سال آپ اس گاؤں میں تشریف لے گئے تو حسن دین ایک بچے کو گود میں اٹھائے ہوئے آپ کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور عرض کرنے لگا حضور یہ بچہ وہی ہے جو آپ کی دعا سے خداوند تعالیٰ نے مجھے عطا کیا ہے۔

کرامت نمبر ٦ ☆

موضع ڈیرہ یانوالہ ضلع سیالکوٹ کی مسجد پٹھان والی میں آپ جلوہ افروز تھے کہ ایک مرید ولی داد خان نے حاضر ہو کر عرض کیا حضور اللہ نے بیٹیاں تو دی ہیں لیکن بیٹا نہیں ہے۔ دعا فرمائیں کہ خدا پاک مجھے بیٹے جیسی نعمت سے نواز دے۔ آپ نے گڑ پڑھ کر دیا اور فرمایا کہ یہ گڑ اپنی بیوی کو کھلا دینا۔ انشاءاللہ میرا مالک بیٹا دے گا۔ اور اس کا نام محمد شریف رکھنا جب اگلے سال دوبارہ اس گاؤں میں گئے تو ولی داد خان بچے کو گود میں اٹھائے ہوئے حاضر ہوا اور عرض کرنے لگا حضور یہ بچہ وہی ہے جو خدا پاک نے آپ کی دعا سے دیا تھا۔ جس کا نام آپ نے محمد شریف رکھا تھا۔

اولاد ☆

آپ کے پانچ بیٹے ہیں حضرت خواجہ سید گل نبی، حضرت خواجہ سید محمد نبی، حضرت خواجہ سید احمد نبی، حضرت خواجہ سید شاہ، حضرت خواجہ سید قادر شاہ سب کے سب صاحبزادے اپنے وقت کے ولی کامل ہیں۔

آپ کے خلفاء ☆

آپ کے خلفاء کی فہرست بہت طویل ہے۔ بطور اختصار پنجاب سے تعلق رکھنے والے چند خلفاء کے نام نامی اسم گرامی لکھنے کی سعادت حاصل کروں گا۔ جن سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ اس آفتاب

طریقت و معرفت سے کیسے کیسے باکمال لوگوں نے روشنی حاصل کی اور اس عالم کو منور کیا۔

(نمبر۱) ☆ سنوسی ہند امیر ملت حضرت پیر سید جماعت علی شاہ محدث علی پوری رحمتہ اللہ علیہ یہ آپ کے بہت محبوب خلفاء میں سے تھے۔ ایک دفعہ خدام میں سے کسی نے عرض کیا حضور ہمیں برس ہا برس گذر گئے ہیں اور ہمہ وقت خدمت میں حاضر رہتے ہیں مگر ہماری طرف آپ کی وہ نظر عنایت نہیں جو کہ پیر سید جماعت علی شاہ علی پوری پر ہوئی ہے۔

آپ نے ارشاد فرمایا کہ فقیر کے پاس خدا کا دیا ہوا سب کچھ ہے۔ مگر ہر ایک کی قسمت اور مقدر جدا جدا ہے۔ مگر تمہیں معلوم نہیں کہ حافظ سید جماعت شاہ محدث علی پوری کے پاس چراغ بھی تھا۔ تیل بھی تھا بتی بھی تھی اور دیا سلائی بھی تھی۔ میں نے تو صرف سلگانے کی محنت کی ہے۔ خداوند تعالیٰ نے روشن کر دیا ہے۔

(نمبر۲) ☆ حضرت حافظ عبدالکریم رحمتہ اللہ علیہ عیدگاہ شریف راولپنڈی۔

(نمبر۳) ☆ حضرت خلیفہ محمد خان عالم باولی شریف رحمتہ اللہ علیہ ضلع گجرات۔

(نمبر۴) ☆ حضرت صاحبزادہ غلام محی الدین باولی شریف۔

(نمبر۵) ☆ حضرت پیر سید جماعت علی شاہ ثانی علی پوری ضلع نارووال۔

(نمبر۶) ☆ حضرت مولانا غلام نبی قریشی چک قریشاں ضلع سیالکوٹ۔

(نمبر۷) ☆ حضرت مولوی محمد حسن گجراتی (گجرات)

(نمبر۸) ☆ حضرت مولانا غلام محمد بگوی خطیب بادشاہی مسجد لاہور۔

(نمبر۹) ☆ حضرت صاحبزادہ نواب الدین علی ساکن بشندور شریف ضلع جہلم۔

(نمبر۱۰) ☆ حضرت حافظ فتح الدین رنگ پورہ ضلع سیالکوٹ۔

(نمبر۱۱) ☆ راجہ شیر باز خان موضع بڑکی تحصیل گوجر خان ضلع راولپنڈی۔

(نمبر۱۲) ☆ حضرت مولانا مست علی موضع مترانوالی ضلع سیالکوٹ۔

(نمبر۱۳) ☆ حضرت سید غلام قادر شاہ کوٹلی سیداں۔

(نمبر۱۴) ☆ حضرت حافظ جی جوڑی والہ۔

(نمبر۱۵) ☆ حضرت پیر سید چنن شاہ آلومہار شریف ضلع سیالکوٹ۔

پند ونصائح ☆

اپنے وصال با کمال سے قبل آپ نے تمام احباب کو جمع کر کے وصیت فرمائی کہ۔

(نمبر۱) ☆ جس جگہ جاؤ تو یاروں میں حمد وشکر نہ چھوڑ جاؤ یعنی یاروں کو بوجہ تکلیف یہ کہنے کا موقع نہ ملے کہ خدا کا شکر ہے کہ پیر صاحب چلے گئے۔

(نمبر۲) ☆ یاروں کو آپس میں حسد وکینہ نہ رکھنا چاہئے جس کو خدا خیر و برکت دے۔اس سے مستفید و مستفیض ہونا چاہئے۔

(نمبر۳) ☆ سفر میں ذکر کو ہر حال میں مقدم رکھنا چاہئے اگر کسی جگہ ذکر میں کچھ قصور واقع ہو تو اس جگہ نہ رہیں، کیونکہ وہاں کے لوگ فیض سے محروم رہیں گے۔

(نمبر۴) ☆ یاروں کے ساتھ سیر کو نہ جانا چاہئے جب تک وہ خود خواہش مند نہ ہوں۔

(نمبر۵) ☆ پیر کو چاہئے کہ وہ انتظار کئے بغیر خود ہی چلا جائے۔تاکہ لوگوں میں کسی طرح کی بدگمانی یا خیال بد پیدا نہ ہو۔

وصال با کمال ☆

آپ کا وصال با کمال ایک سو سال کی عمر شریف میں ۲۹ محرم الحرام ۱۳۱۵ھ بمطابق ۳۰ جون ۱۸۹۷ء کو ہوا۔مزار پر انوار چورہ شریف ضلع اٹک صوبہ پنجاب میں مرجع خاص وعام ہے۔ جہاں آج بھی حاضری دے کر لوگ اپنے قلوب واذہان کو نہ صرف منور کرتے ہیں بلکہ اپنے دامنوں کو بھی گوہر مراد سے بھرتے ہیں۔فقیر راقم الحروف نے بھی بارہا آپ کے دربار میں حاضری دی ہے۔مادۂ تاریخ وفات غفرلہ ۱۳۱۵ھ ہے۔

آباد خدا رکھے میخانہ محمد کا ﷺ

حضرت خواجہ سیّد احمد نبی شاہ نقشبندی رحمتہ اللہ علیہ

تعارف☆

عالم ربانی، مرشد لاثانی، امیر شریعت، حضرت خواجہ سید احمد نبی المعروف زلفاں والی سرکار رحمتہ اللہ علیہ والی چورہ شریف امام المشائخ عارف ربانی شیخ العصر حضرت خواجہ سید فقیر محمد شاہ چوراہی رحمتہ اللہ علیہ کے گھر تیراہ شریف افغانستان میں آپ کی ولادت غالباً ۱۲۸۰ھ یا ۱۲۸۲ ہجری میں ہوئی۔

آپ کی تمام روحانی تعلیم وتربیت آپ کے والد ماجد حضرت خواجہ سید فقیر محمد چوراہی رحمتہ اللہ علیہ نے ہی مکمل کی آپ اپنے والد گرامی حضرت خواجہ چوراہی کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف تھے اور انہی سے خرقہ خلافت اور اجازت بیعت سے مشرف ہو کر اپنے والد کے جانشین ہوئے۔

وسن پورہ لاہور میں ورودِ مسعود☆

لاہور میں ایک عقیدت مند بابا وسن کے کنویں پر تشریف لے آئے اور وہاں ایک حجرہ میں عبادت الٰہی میں مصروف رہ کر اس جگہ کو رشد وہدایت کا مرکز بنایا اور تادم آخر تک مخلوق خدا کو فیض سے مستفیض فرماتے رہے۔

آپ عالم شباب میں تھے کہ آپ کے والد گرامی حضرت خواجہ سید فقیر محمد شاہ چوراہی علیہ الرحمۃ کا وصال باکمال ہو گیا۔ اس کے بعد آپ چورہ شریف سے ہجرت کر کے لاہور شہر سے باہر ایک ویران علاقہ میں آ کر قیام پذیر ہو گئے۔ اس ویران علاقہ میں آپ کی آمد کی بدولت بہت جلد آبادی ہو گئی۔ جس جگہ پر آپ نے قیام کیا وہ جگہ ایک زمیندار بابا وسن کی ملکیت تھی۔ جو کہ آباد ہونے کے بعد اسی بابا وسن کے نام پر وسن پورہ کے نام سے آج بھی مشہور ہے۔ بابا وسن آپ کے دلی عقیدت مند اور عابد و پرہیز گار شخص تھا۔ پہلے پہلے آپ ایک تھڑے پر نماز ادا فرماتے تھے۔ بعد ازاں آپ نے اس جگہ باقاعدہ ایک عالی شان مسجد تعمیر کرا دی جو کہ آج بھی مسجد پیراں والی کے نام سے معروف ہے اور آپ کے فن تعمیر کا شاہکار ہے۔ آپ کا قیام زیادہ تر اپنے حجرے میں ہوتا تھا اور بوقت نماز مسجد شریف میں قیام ہوتا تھا۔ جس جگہ آپ کی قیام گاہ تھی وہ جگہ آج بھی لاہور وسن پورہ میں پیراں والے چوک کے نام سے مشہور ہے۔

آپ نے تمام زندگی قریہ قریہ تشریف لے جا کر شریعت مقدسہ کی تلقین وتبلیغ فرمائی آپ کے مریدین کا حلقہ احباب کابل افغانستان، جموں کشمیر، بلوچستان، سندھ، امرتسر، بمبئی، دہلی اور اجمیر شریف تک پھیلا ہوا ہے۔

سیرت وکردار☆

آپ انتہائی نیک، متقی پرہیز گار، نیک سیرت باکردار بلند اخلاق کے مالک تھے۔ لباس، اقوال وافعال، اعمال میں سنت مبارکہ کا عکس جمیل نظر آتا تھا۔ شانوں تک حسین وجمیل دلآویز زلفیں آپ کے حسن ظاہری وباطنی میں اضافہ کرتی تھیں۔ اسی وجہ سے آپ کو زلفاں والی سرکار کے نام سے پکارا جاتا تھا۔

آپ کا دستر خوان صبح وشام کھلا رہتا تھا۔ مہمان نوازی زمانے میں مشہور تھی۔ سخاوت کا عالم یہ تھا کہ آنے والا کبھی بھی کوئی سوالی خالی نہ گیا۔ آپ مہمانوں کا خصوصی احترام فرماتے اور اپنے پاس آنے والوں کو یکساں دیکھتے تھے۔ اتفاقاً اگر کوئی دوست کسی مہمان کو ناپسندیدگی سے دیکھتا تو آپ سختی سے منع فرمادیتے اور فرماتے کہ اللہ تعالیٰ کے حضور میں ملکی، علاقائی اور لسانی کوئی فرق نہیں ہے وہاں تو اعمال کا فرق ہے۔ سب مسلمان ایک ہی تسبیح کے دانے ہیں۔

آپ اپنے احباب کو ہمیشہ تلقین فرماتے کہ بچوں کو دنیاوی تعلیم کے ساتھ ساتھ قرآن پاک کی تعلیم بھی دلوائیں، آپ فرماتے تھے کہ آپ صبح خود اٹھو تا کہ بچے بھی صبح اٹھنے کے عادی بنیں اور تم پر خدا کی رحمتوں کا نزول ہو۔

کشف وکرامات☆

ایک مرتبہ آپ دن پورہ پیراں والے چوک کی خانقاہ میں مریدین کے ہمراہ تشریف فرما تھے کہ ایک مائی آپ کی خدمت شریفہ میں حاضر ہو کر رونے لگی۔ آپ نے اس کی طرف مسکرا کر دیکھا اور فرمایا۔ مائی رونے کی کوئی ضرورت نہیں۔ چلی جا۔ آپ کا فرمان ذیشان سن کر مائی واپس چلی گئی۔ اس موقع پر آپ کے تمام مریدین وعقیدت مندان بہت حیران تھے کہ مائی کے کچھ کہے بغیر آپ نے اسے تسلی دے کر واپس بھیج دیا ہے۔

اس واقعہ کو چند دن ہی گزرے تھے کہ وہ مائی لنگر کے لیے کچھ سامان اور اپنے بچوں سمیت

خوشی خوشی حاضر ہوئی۔ آپ نے اسے دیکھتے ہی پوچھا کیوں مائی ٹھیک ہے نا؟ مائی نے عرض کیا حضور آپ کا احسان ہے۔ مریدین نے عرض کیا حضور معاملہ کیا ہے؟ آپ نے فرمایا۔ مائی سے ہی پوچھ لو۔ آپ کے ارشاد پر مائی نے بتایا کہ کارپوریشن والوں نے سڑک بنانے کا پروگرام بنایا تو میرا مکان سڑک کی حدود میں آ گیا۔ مجھے کوئی سفارش نظر نہیں آئی تو میں حضور زلفاں والی سرکار کی خدمت میں حاضر ہوئی تو آپ نے فرمایا۔ جا مائی واپس چلی جا۔ تو مجھے یقین ہو گیا کہ مقصد پورا ہو جائے گا۔ اس کے بعد آپ کی نگاہ پاک کے صدقے کارپوریشن والوں نے سڑک کا نقشہ ہی بدل دیا اور میرا مکان چھوڑ کر سڑک بنا دی اور میرے مکان کے سامنے چوک بنا دیا۔ آج تک وہ مکان وسن پورہ چوک پیراں میں شمال کی جانب موجود ہے۔

کرامت نمبر۲ ☆

آپ کا ایک مرید کوٹ سعید میں رہتا تھا۔ اس کا سات برس کا لڑکا پیدائشی گونگا تھا۔ کسی سے کوئی بات نہ کرتا تھا۔ ماں باپ نے علاج معالجے کرائے مگر سب بے سود ثابت ہوئے۔

بالآخر وہ بچے کو لے کر آپ کی خدمت شریفہ میں حاضر ہوئے۔ اس وقت آپ کی مجلس میں بابو غلام رسول بھون والے موجود تھے کہ ایک شخص آپ کی خدمت اقدس میں شکر قندی لے کر حاضر ہوا۔ آپ نے وہ شکر قندی لے کر اس بچے کی طرف اشارہ کر کے فرمایا۔ بھئی کہہ شکر قندی۔ بچہ نہ بول سکا۔ بچے کا والد حیران تھا کہ میں نے حضرت کو بتایا بھی نہیں کہ بچہ گونگا ہے مگر نہ جانے آپ کو کیسے علم ہو گیا۔ آپ نے دوبارہ اس بچے سے فرمایا۔ ''کہہ شکر قندی۔'' بچہ نہ بول سکا۔ جب آپ نے تیسری مرتبہ غصے سے فرمایا ''کہہ شکر قندی'' تو بچے نے مسکرا کر کہا۔ ''شکر قندی۔'' یہ دیکھ کر بچے کا باپ آپ کے قدموں میں گر گیا۔ آپ نے ڈھیروں دعاؤں کے ساتھ بچے کے والد کو رخصت کرتے ہوئے فرمایا کہ فکر نہ کرنا بچہ بہت نیک ہو گا۔ چنانچہ آپ کے فرمان کے مطابق بچہ اپنے وقت کا صوفی منش درویش صفت انسان کہلایا۔

مہمان نوازی اور سخاوت ☆

آپ بے حد مہمان نواز تھے۔ ہر وقت لنگر جاری رہتا۔ آپ کا معمول تھا کہ پہلے مہمانوں کو کھانا کھلاتے۔ آپ سب سے بعد میں تناول فرماتے۔ لنگر میں جو اچھی چیز حاضر ہوتی وہ مہمانوں کو پیش

کر دیتے آپ کے درِ دولت سے کبھی بھی کوئی خالی ہاتھ نہ لوٹا۔ جو کچھ پاس ہوتا عطا فرما دیتے تھے۔

دربار مجدد پاک سے الفت ☆

آپ سفر بہت کم فرماتے تھے لیکن جتنی دیر سفر میں رہتے کئی غیر مسلم آپ کا روئے تاباں دیکھ کر کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو جاتے تھے۔ آپ زیادہ تر سفر کشمیر کے علاقہ میں فرماتے اور فرماتے کہ اس علاقے کے سفر میں سکون ملتا ہے۔ عام طور پر پاپیادہ سفر کرتے۔ تھکنے کی صورت میں گھوڑی پر سفر فرماتے تھے۔ آپ کے ساتھ سفر میں عقیدت مند دس دس گھوڑیاں ہمراہ رکھتے تھے۔

آپ کا معمول تھا کہ ہر سال ایک گھوڑی نکال کر حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کے دربار سرہند شریف نذرانہ پیش کرتے تھے۔ اگر کوئی شخص حضرت مجدد پاک کا واسطہ پیش کر کے کچھ عرض کرتا تو آپ موم کی طرح نرم ہو جاتے۔ ایک مرتبہ ایک میراثی نے دربار سرہند شریف کا صدقہ جوڑا گھوڑا مانگا۔ دوستوں کو غصہ آ گیا تو آپ نے فرمایا لے بھئی جوڑا اور گھوڑا۔ اور فرمایا کہ اگر دربار سرہند کے صدقے جان بھی مانگے تو حاضر ہے۔ تمام دوست حیران تھے وہ میراثی جوڑا گھوڑا لے کر ابھی گیا ہی تھا کہ ایک دوست آزاد کشمیر سے حاضر خدمت ہوا جس کے ہاتھ میں اعلیٰ قسم کے گھوڑے کی لگامیں تھیں۔ اس نے وہ گھوڑا آپ کو نذرانہ پیش کیا۔ آپ نے مسکرا کر دوستوں' عقیدت مندوں سے فرمایا بھئی سودا ٹھیک ہے۔ میرا سودا میراثی سے نہیں بلکہ شہنشاہِ سرہند سے تھا۔

وصال باکمال ☆

آپ کا وصال باکمال ۵ شوال المکرّم ۱۳۴۵ ہجری بروز جمعۃ المبارک کو وسن پورہ پیراں والا چوک لاہور میں ہی ہوا۔ آپ کی نماز جنازہ حضرت علامہ مولانا سید دیدار علی شاہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ بانی دار العلوم حزب الاحناف لاہور نے پڑھائی۔

حضرت ابوالبرکات سید احمد شاہ صاحب حزب الاحناف لاہور والوں کے والد گرامی حضرت قبلہ پیر سید دیدار علی شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ میری آنکھوں نے آج تک لاہور میں اتنا بڑا اجتماع نہیں دیکھا جتنا کہ لاہور کے ریلوے اسٹیشن پر آپ کے وصال والے دن دیکھا۔

بعد ازاں آپ کو لاہور سے چورا شریف لایا گیا۔ جہاں آپ کی نمازِ جنازہ حضرت پیر سید جماعت علی شاہ محدث علی پوری نے پڑھائی۔ آپ کا مزار پُر انوار چورا شریف تحصیل جنڈ ضلع اٹک میں

مرجع خاص وعام ہے جہاں ہر سال آپ کا سالانہ عرس مبارک نہایت عقیدت واحترام سے منایا جاتا ہے۔

آپ کے دربار شریف کے سجادہ نشین مبلغ یورپ حضرت الحاج پیر سید محمد کبیر علی شاہ نقشبندی مجددی اور عالمی مبلغ اسلام وارث علوم خواجہ چوراہی شہباز طریقت امیر شریعت شہنشاہِ خطابت حضرت علامہ الحاج پیر سید محمد شبیر علی شاہ گیلانی نقشبندی مجددی مدظلہ العالی ہیں۔

جوکہ اپنے بزرگوں کے نقش قدم پر چلتے ہوئے پوری دنیا میں عشق ومحبت کے دیپ روشن کیے ہوئے ہیں اور سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کے امین اور وارث بن کر اس کی اشاعت میں مصروف عمل ہیں باوجود پیرانہ سالی کے اپنے خواجگان کا پیغام گھر گھر پہنچا رہے ہیں۔ دعا ہے کہ خداوند کریم حضرت کا سایہ تا دیر غلامان چوراشریف کے سروں پر قائم رکھے۔ آمین بحق سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

آباد خدا رکھے میخانہ محمد کا ﷺ

حضرت خواجہ سیّد دین محمد شاہ نقشبندی رحمتہ اللہ علیہ

تعارف☆

عارف باللہ، محبوب المشائخ، عارف ربانی، مرشد لاثانی حضرت خواجہ دین محمد نقشبندی رحمتہ اللہ علیہ بمقام تیزئی شریف علاقہ تیراہ شریف افغانستان میں حضرت خواجہ سید نور محمد تیراہی رحمتہ اللہ علیہ کے گھر آپ کی ولادت باسعادت ۲۷ رجب المرجب شریف بروز جمعۃ المبارک ۱۲۳۱ھ کو ہوئی۔

آپ حضرت خواجہ نور سید محمد شاہ نقشبندی تیراہی رحمتہ اللہ علیہ کے تیسرے صاحبزادے اور حضرت خواجہ فقیر محمد چوراہی نقشبندی کے برادر اصغر ہیں۔ جب آپ کی ولادت باسعادت ہوئی تو آپ کے والد گرامی نے اپنے بڑے بھائی خواجہ سید احمد گل کو آپ کی ولایت کی خبر دی اور فرمایا کہ میرا یہ لڑکا بہت سعادت مند ہوگا۔ اس کے چہرے سے ولایت کے آثار نمایاں ہیں۔

ابتدائی زمانہ میں آپ کو ظاہری تعلیم سے کوئی رغبت نہ تھی۔

بلکہ ہمہ وقت ذکر الٰہی میں مشغول و مصروف رہتے تھے۔ آپ کے والد گرامی نے حضرت خواجہ محمد امین جو استاد کلاں کے نام سے مشہور تھے سے فرمایا کہ میرے فرزند سید دین محمد شاہ کو اگر آپ توجہ سے پڑھائیں تو اُمید ہے کہ وہ صاحب علم ہو جائے گا۔ چنانچہ اس دن کے بعد سے آپ مولانا خواجہ محمد امین کے پاس حصولِ علم کے لیے جانے لگے۔ ابھی آپ نے صرف سات سپارے پڑھے تھے کہ گھر واپس آ گئے۔

اس بات کا ذکر کسی نے حضرت خواجہ سید فقیر محمد شاہ علیہ الرحمۃ سے ذکر کیا تو انہوں نے فرمایا کہ مجھے حضرت خواجہ سید فیض اللہ شاہ تیراہی علیہ الرحمۃ کا فرمان یاد ہے کہ انہوں نے فرمایا تھا کہ جو شخص مولانا محمد امین سے ایک سبق پڑھے گا وہ ہرگز علم سے بے بہرہ نہ رہے گا۔ اس لیے مجھے یقین ہے کہ میرا فرزند سید دین محمد شاہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے صاحبِ علم ہوگا۔ اس کے بعد دوبارہ آپ خواجہ محمد امین کے پاس گئے اور آپ نے قرآن مجید اور کتب تصوف خواجہ محمد امین "جو استاد کلاں" کے نام سے مشہور تھے۔ ان سے پڑھیں اور کتب تصوف اپنے چچا حضرت سید گل محمد رحمتہ اللہ علیہ برادر اصغر خواجہ سید نور محمد رحمتہ اللہ علیہ سے پڑھیں۔

آپ کو دینی کتب کے مطالعہ کا بے حد شوق تھا۔ عوام و خواص میں "حضرت ملا" کے لقب سے

پہچانے جاتے تھے۔قوت حافظ اس قدر تیز تھا کہ جو کتاب آپ کی نظر سے گزر جاتی تھی۔اس کے مضامین آپ کو کافی عرصہ تک یاد رہتے۔آپ نے تمام عمر درس وتدریس میں گزاری۔کنز الدقائق اور تفسیر قرآن پر آپ کو مکمل عبور حاصل تھا۔

بیعت وخلافت ☆

آپ اپنے والد گرامی حضرت خواجہ سید نور محمد شاہ تیراہی کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف ہوئے اور انہی سے خرقہ خلافت پایا۔

حضرت باواجی نے آپ کو اپنی حیات میں ہی جانشین مقرر فرمادیا تھا۔

حج بیت اللہ اور زیارت حرمین شریفین ☆

۱۲۹۰ھ میں آپ حج بیت اللہ شریف کی ادائیگی کے لئے تشریف لے گئے اور حج بیت اللہ شریف کی ادائیگی کے بعد زیارت روضہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے تشریف لے گئے۔ مدینہ منورہ میں آپ کا معمول تھا کہ زیادہ وقت رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر رہتے تھے۔

آپ کے نامور خلفاء ☆

آپ کے لاتعداد مرید تھے۔جن میں سے چند خلفائے نامدار یہ ہیں۔جنہوں نے علم وعرفان کی دنیا میں بہترین مقام حاصل کیا۔

(۱) مفتی غلام رسول امرتسری (۲) مولوی احمد دین خونی چک (۳) مفتی غلام مصطفیٰ امرتسری (۴) مولوی محمد احسن سہالوی (۵) حضرت سید چمن شاہ ترٹہ ریاست کپورتھلہ۔سید گلاب شاہ شیخوپوری۔مولوی عبدالسلام امرتسری۔مولوی کرم داد ضلع گجرات۔سید حسین بلیری۔جمیل شاہ۔ حاجی شاہ۔خلیفہ نظام الدین جاترکے مولوی محمد یوسف مدد کالس۔مولوی احسن اللہ امرتسری۔احمد شاہ کشمیری موضع شراق واڑہ۔خلیہ عبدالوہاب شراق واڑہ مولوی نور حسین بھاگ والا۔منشی غلام علی پشاوری۔خواجہ محمد دیدار شاہ چوراہی (۶) خواجہ محمد عادل شاہ مؤلف انوار تیراہی معروف بہ گلزار نوری ۔حضرت شاہ۔حضرت سید شاہ جو اپنے وقت کے شمس وقمر تھے۔آخر الذکر چاروں حضرات آپ کے فرزند اور نور چشم۔

اتباعِ سنت ☆

آپ کی ہر ہر ادا سنت مصطفےٰ ﷺ کے مطابق ہوا کرتی تھی۔ جب دوستوں میں تشریف فرما ہوتے تھے تو پابندی مصطفےٰ ﷺ کا درس دیا کرتے اور فرماتے کہ اس کے بغیر نہ کوئی چارہ ہے نہ گزارہ۔ آپ نے اپنی تمام حیات طیبہ کو شریعت کے سانچے میں ڈھالا ہوا تھا۔ اگر کوئی غیر مقلد بھی دیکھ لیتا تو بے ساختہ یہ کہنے پر مجبور ہو جاتا کہ ابھی دنیا میں اللہ کے مقبول بندے موجود ہیں۔ آپ کا فرمان ہے کہ مرشد کامل کے بغیر اتباع سنت مصطفےٰ ﷺ کامل نصیب نہیں ہوتی۔

کشف و کرامات ☆

ایک دفعہ چورہ شریف اور گردونواح کے علاقے میں کافی عرصہ سے بارش نہ ہونے کے سبب گرمی اپنے عروج پر تھی جس کی وجہ سے لوگ سخت پریشان تھے۔ آپ کے دربار کے کچھ یاران طریقت جمع ہو کر حاضر خدمت ہوئے اور عرض کی حضور ایک عرصہ سے بارانِ رحمت کا نزول نہیں ہوا۔ خدا کی بارگاہ میں التجا فرمائیں کہ بارش ہو جائے۔ آپ نے فرمایا اچھا نمازِ ظہر کے بعد سب دعا کریں گے۔ چنانچہ نماز ظہر کے بعد آپ نے اللہ کریم کی بارگاہ میں دعا کی۔ ابھی دعا کیے ہوئے تھوڑی دیر بھی نہ گزری تھی کہ بارانِ رحمت کا نزول ہو گیا۔ جس سے مخلوق خدا کو سکون ملا اور گرمی کی شدت کم ہو گئی۔ تمام لوگ خدا کی بارگاہ میں سجدہ شکر بجا لائے۔

کرامت نمبر۲ ☆

آپ کے والد گرامی حضرت خواجہ سید فقیر محمد شاہ نقشبندی علیہ الرحمۃ کے خلیفہ حسن علی کے مریدوں میں سے ایک مرید مسمی نور عبداللہ ساکن مرزا بد اعتقاد ہو کر کنارہ کش ہو گیا۔ اگر کہیں ملاقات ہو جاتی تو راستہ بدل دیتا تھا۔

ایک دفعہ آپ حضرت خواجہ سید دین محمد شاہ نقشبندی علیہ الرحمۃ کی بارگاہ میں اس کا ذکر ہوا تو آپ نے فرمایا کہ ایک روز خود ہی ہمارے پاس چلا آئے گا۔

اچانک گردشِ زمانہ نے نور عبداللہ کو گھیرے میں لے لیا اور اس کے گھر میں فاقوں کی نوبت آ گئی۔ مفلسی اور غربت نے ڈیرے ڈال لیے۔ بالآخر وہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اپنے کیے پر پشیمانی کا اظہار کیا۔ آپ نے اپنے صاجزادگان حضرت قاضی سید عادل شاہ اور سید دیدار شاہ سے فرمایا

کہ اس کو کپڑے پہنادو اور اس کے ساتھ ہی آپ نے اپنی چادر مبارک عنایت فرما کر ارشاد فرمایا کہ یہ اس کو اوڑھا دو۔ اس کے ساتھ ہی آپ نے کمال شفقت ومحبت سے اس کو نوازِ کر اجازت بیعت عنایت فرمائی اور بسال شریف کی طرف روانہ کر دیا۔ تھوڑے ہی عرصے میں لوگوں کا خلیفہ نور عبداللہ کی طرف ایسا رجوع ہوا کہ سینکڑوں آدمی روزانہ بیعت کے لیے حاضرِ خدمت ہوتے اور رشد وہدایت پاتے۔ دور دور تک ان کے فیضان کا شہرہ بلند ہو گیا۔

کرامت نمبر۳ ☆

آپ کا ایک مرید حافظ محمد لانی والا ایک ہندو کے سودی قرض سے تنگ آ کر آپ کی خدمت عالیہ میں حاضر ہو کر طالبِ دعا ہوا۔ آپ نے دعا فرمائی اور ارشاد فرمایا حافظ صاحب غم نہ کرو خدا کے فضل وکرم سے وہ ہندو تم سے سود وصول نہ کر سکے گا۔

چند ماہ بعد اس ہندو نے انگریز کی عدالت میں مقدمہ دائر کیا تو جج نے پوچھا دعویٰ اصل کا ہے یا سود کا۔ ہندو فوراً کہنے لگا۔ جناب دعویٰ اصل کا ہے۔ جج نے اسی وقت حکم نامہ جاری کر دیا کہ اصل رقم ادا کر دی جائے۔ اس طرح حافظ محمد صاحب کو سود ادا نہ کرنا پڑا اور سودی رقم اور سود خور ہندو سے جان چھوٹ گئی اور اس کے بعد سے حافظ صاحب مسلسل آپ کی خدمت میں حاضری دیتے رہے۔

وصال باکمال ☆

آپ کا وصال باکمال ۶ ذی العقدہ ۱۳۲۵ھ بمطابق ۱۱ دسمبر ۱۹۰۷ء بروز جمعرات کو چورہ شریف میں ہوا۔ مزار فیض آثار چورا شریف تحصیل جنڈ ضلع اٹک میں مرجع خاص وعام ہے۔ فقیر راقم الحروف کو آپ کے مزار شریف کی زیارت کا شرف حاصل ہے۔ آپ کے وصال پر کسی عاشق صادق نے قطعہ لکھا جو درج ذیل ہے۔

جناب خواجہ دین محمد چوزیں دا رفنا نقل مکاں یافت
بسا حلقش خواجہ سروشم بگفتا بس بہشت جاوداں یافت

آباد خدا رکھے میخانہ محمد کا ﷺ

حضرت خواجہ امیر احمد چشتی نظامی رحمتہ اللہ علیہ

تعارف☆

زبدۃ العارفین، عمدۃ السالکین، دلیل الکاملین حضرت خواجہ امیر احمد بسالوی رحمتہ اللہ علیہ بسال شریف تحصیل جنڈ ضلع اٹک کے زمیندار اور نیک و دیندار گھرانے کے چشم و چراغ ہیں۔ آپ کی ولادت باسعادت ٹھک سوڑہ تحصیل تونسہ شریف میں جناب حافظ قاری غلام کے گھر ہوئی جو کہ حضرت مولائے کائنات علی المرتضٰی کرم اللہ وجہہ کی اولاد سے تھے اور اپنے وقت کے چوٹی کے عالم و حافظ و قاری اور متقی و پرہیزگار بزرگ تھے۔

بچپن ہی سے گھر کے دینی ماحول نے آپ کو یاد خدا کی طرف راغب کیا۔ سن شعور پر پہنچنے کے بعد آپ نے ابتدائی تعلیم اپنے گھر میں ہی حاصل کی بعد ازاں تکمیل علوم دینیہ کے لئے مختلف مقامات پر مختلف متجر علماء سے اکتساب فیض کیا۔

آپ بچپن سے ہی یاد خدا میں مست اور سرشار رہتے تھے۔ پیشانی سے نور ولایت چمکتا نظر آتا تھا۔ عام بچوں سے مختلف عادات رکھتے تھے۔ دنیاوی کسی کھیل یا شغل میں کبھی انہماک نہ ہوئے۔ دنیاوی معاملات سے بے خبر خوف ذکر خدا اور ذکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں وقت گزارتے شریعت مطہرہ کی پابندی سختی سے فرماتے تھے۔ نماز روزہ اور دیگر نفلی عبادات کا خصوصی اہتمام فرماتے تھے۔ تمام عمر خلاف شریعت کوئی کام سرزد نہ ہونے دیا آپ کی زندگی آپ کے حلقہ احباب کے لئے مشعل راہ تھی۔ جس نے بھی آپ کو دیکھا وہ خدا پرست اور دیندار ہو گیا آپ صاحب کشف و کرامت بزرگ تھے۔ بہت سی کرامات آپ سے سرزد ہوئیں وقت کے بڑے بڑے علماء اور مشائخ آپ کا بے حد احترام کرتے تھے۔

آپ کا اخلاق بہت بلند تھا اپنا ہو یا بیگانہ دوست ہو یا دشمن سب سے اخلاق کے ساتھ پیش آتے۔ سخاوت میں آپ کی نظیر نہ ملتی تھی آنے والا سائل کبھی آپ کے دروازے سے خالی نہ گیا عبادت وریاضت میں یکتائے روزگار تھے۔

آپ حضرت خواجہ اللہ بخش تونسوی رحمتہ اللہ علیہ کے دست حق پرست پر شرف بیعت
مشرف ہوئے۔ انہی سے خرقہ خلافت حاصل کر کے صاحب ارشاد ہوئے۔

حضرت خواجہ محمود احمد تونسوی کے ہمراہ گولڑہ شریف آمد ☆

آپ کے مرشد کامل حضرت خواجہ اللہ بخش تونسوی رحمتہ اللہ علیہ آپ پر خصوصی نظر شفقت فرماتے تھے۔ ان کے وصال باکمال کے بعد ان کے صاحبزادے حضرت خواجہ محمود احمد تونسوی رحمتہ اللہ علیہ بھی آپ پر خصوصی شفقت فرماتے اور محبت سے پیش آتے تھے۔ انہوں نے دربار عالیہ تونسہ شریف کی جامع مسجد کی امامت وخطابت کے فرائض کی ذمہ داری بھی آپ کو سونپی ہوئی تھی۔

حضرت خواجہ محمود احمد تونسوی رحمتہ اللہ علیہ ایک مرتبہ گولڑہ شریف تشریف لائے تو آپ بھی ہمراہ تھے۔ گولڑہ شریف میں آپ عام لوگوں کی صف میں تشریف فرما تھے کہ حضور تاجدار گولڑہ رحمتہ اللہ علیہ کی نظر آپ پر پڑ گئی تو معلوم کرنے پر پتہ چلا کہ حضرت خواجہ محمود احمد تونسوی رحمتہ اللہ علیہ کے ہمراہی ہیں یہ سن کر حضور تاجدار گولڑہ رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ مجھے اس شخص سے اللہ اللہ کی خوشبو آ رہی ہے۔

جب آپ بسال شریف آ کر مسند نشین ہوئے تو پھر گاہے بہ گاہے گولڑہ شریف حضرت پیر سید خواجہ مہر علی شاہ رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضری دیتے رہے۔ جس وقت حضور تاجدار گولڑہ کا وصال باکمال ہوا اور آپ نے یہ خبر جانکاہ سنی تو آپ پہلے ہی بہت شدید علیل تھے اور چلنے پھرنے سے معذور تھے۔ باوجود اس کے آپ ڈولی میں بیٹھ کر گولڑہ شریف پہنچے۔ اور پھر رات بھر گولڑہ شریف قیام کے دوران حضور تاجدار گولڑہ رحمتہ اللہ علیہ کے مزار پر انوار کی طرف دیکھ کر مسکراتے تھے۔

گولڑہ شریف کے امام مولانا اللہ بخش کچھ عرصہ آپ کے ہاں بسال شریف میں امامت و خطابت اور تدریس کے فرائض سرانجام دیتے رہے۔ آپ اکثر ان سے فرمایا کرتے تھے کہ میں نے حضور تاجدار گولڑہ رحمتہ اللہ علیہ سے اجازت لے کر آپ کو اپنے پاس رکھا ہوا ہے۔

سادات جنڈ کی راہنمائی ☆

جنڈ کے سادات کا ایک گھرانہ شیعہ نظریات کی بنا پر اصحاب ثلاثہ پر کھلے عام تکفیر اور اعلانیہ تبرا بازی کرتا تھا اور ان کی یہ عادت ومعمول پورے علاقے میں مشہور ہو گئی تھی۔

جب آپ کو علم ہوا تو آپ نے ان کو اس غلط تبلیغ سے روکا منع فرمایا اور ان کو عقائد اہل سنت کی روشنی میں تبلیغ کی تو اس خاندان کے نامور بزرگ سید محبوب علی شاہ نے باطل نظریات سے تائب ہو کر اہل سنت کے عقائد کو قبول و تسلیم کرتے ہوئے آپ کے دست حق پرست پر بیعت سے بھی مشرف ہوئے اور اہل سنت جماعت کی تبلیغ کو اپنا شعار بنالیا۔

آپ کے مرشد کا آپ کے بارے فرمان ☆

آپ کے مرشد حضرت خواجہ احمد میروی چشتی نظامی علیہ الرحمۃ کے ساتھ آپ کے گہرے مراسم تھے۔ جب میرا شریف کی خانقاہ میں حضرت خواجہ میروی کو درس و تدریس کے لیے عالم دین کی ضرورت محسوس ہوئی تو انہوں نے آپ کو میرا شریف بلوالیا۔ آپ تقریباً ۲۰ برس تک دربار عالیہ میرا شریف کے دارالعلوم میں تدریس کے فرائض سرانجام دیتے رہے۔ حضرت خواجہ میروی آپ کی ذات پر بہت مہربان تھے۔ جس کا اندازہ خواجہ میروی کی وصیت نامے کی اس تحریر سے لگایا جاسکتا ہے۔

مولوی امیر احمد از جگری یاران ایں جانب
است ہر روز دا عشق خدا از دیا دیا شید

(ترجمہ) مولوی امیر احمد صاحب میرے جگری دوستوں میں سے ہیں ان کے دل میں عشق الٰہی روز افزوں ترقی کرے۔

وصال باکمال ☆

آپ کا وصال باکمال ۲۱ ذی الحج ۱۳۵۷ھ بمطابق ۱۹۳۹ء کو ذکر خدا کرتے ہوئے ہوا۔ مزار پرانوار بسال شریف تحصیل جنڈ ضلع اٹک میں مرجع خاص و عام ہے۔ آپ کے مزار پرانوار کے ساتھ عظیم الشان خوبصورت جامع مسجد آپ کی یادگار ہے۔

آباد خدا رکھے میخانہ محمد کا ☆

ضلع چکوال کے

بزرگانِ دین کے

حالاتِ زندگی

حضرت سخی سیدن شاہ شیرازی رحمتہ اللہ علیہ

تعارف☆

امام الاولیاء برھان العرفا سلطان الفقرا حضرت سخی سیدن شاہ شیرازی رحمتہ اللہ علیہ کے والد گرامی ایران کے شہر شیراز سے ہجرت کر کے چکوال کے قریب ایک گاؤں جنڈیال میں آ کر آباد ہوئے۔ اور اسی مقام پر حضرت سخی سیدن شاہ شیرازی رحمتہ اللہ علیہ کی ولادت باسعادت ہوئی آپ کا سلسلہ نسب ۲۹ واسطوں سے حضرت امام حسین علیہ السلام سے جاملتا ہے۔ آپ مادر زاد ولی تھے۔ بچپن ہی سے ولایت کے آثار نمایاں تھے۔

قصبہ جنڈیال کا چوا سیدن شاہ کے نام سے مشہور ہونے کی وجہ☆

قصبہ جنڈیال اگر چہ ایک بیابان ویران اور خشک جگہ کا نام ہے مگر وہ آپ کی ذات گرامی کی وجہ سے چوا سیدن شاہ شیرازی کے نام سے مشہور ہو گیا اس کی وجہ مورخین لکھتے ہیں کہ آپ ایک دن سیر کرتے کرتے قرطاس جس کا موجودہ نام کٹاس ہے کے مقام پر پہنچے تو دیکھا کہ وہاں ہندوؤں کا تیرتھ تھا جس کے درمیان ایک بہت بڑی جھیل اپنے آپ پر ناز کر رہی تھی آپ نے وہاں کے سادھوؤں سے کہا کہ ہمیں بھی تھوڑا سا پانی دے دو تا کہ ہماری بستی جنڈیال بھی سیراب ہو جائے۔ ہندوؤں نے انکار کرتے ہوئے کہا کہ یہاں سے پانی وہاں نہیں جائے گا۔ آپ ان کا جواب سن کر خاموش ہو گئے اور اپنا عصا مبارک ہاتھ میں پکڑ کر اس جھیل کے کنارے سے آپ نے لکیر کھینچی۔ بس پھر کیا تھا کہ آگے آگے آپ چلتے جا رہے تھے اور پیچھے پیچھے پانی خود بخود اس لکیر کے ساتھ ساتھ پہاڑوں کو چیرتا ہوا چلا آ رہا تھا۔ آپ جب بستی میں پہنچے تو پوری بستی پانی سے سیراب ہو گئی اور آج تک وہ پانی اسی طرح پوری رفتار سے پورے علاقے کو سیراب کر رہا ہے۔ اس طرح وہ خشک علاقہ جہاں پانی کا نام ونشان تک نہ تھا۔ آج وہ پانی کی نعمت سے سیراب اور لبریز ہے۔ اسی وجہ سے جنڈیال گاؤں کا نام تبدیل ہو کر چوا سیدن شاہ کے نام سے مشہور ہو گیا ہے اور قیامت تک اسی نام سے مشہور رہے گا۔

سکھ کا جھٹکا☆

ایک مرتبہ ایک سکھ آپ کے دربار شریف پر حاضر ہوا اور ایک بیل کا جھٹکا کرنے لگا قریب ہی

کھڑے ہوئے آپ کے عقیدت مندان اور مسلمانوں نے اسے منع کیا کہ یہاں پر اپنی مذہبی رسم کے طور پر جھٹکا نہ کرے اور ہم مسلمان ہونے کے ناطے اس طرح کا کافرانہ فعل ادا نہ کرنے دیں گے۔ اس لئے کہ دربار شریف کی حدود میں تو ویسے بھی اس طرح کی حرکت زیب نہیں دیتی۔ لہٰذا دربار شریف کے تقدس کی خاطر ایسا نہ کرو مگر وہ سکھ باز نہ آیا اور کہنے لگا میں جھٹکا ضرور کروں گا دیکھتا ہوں مجھے کون روکے گا۔ چنانچہ اس سکھ نے تلوار اٹھائی اور بیل کی گردن پر مارنے لگا تو وہی تلوار اس کی اپنی گردن کو چیرتی ہوئی چلی گئی اور وہ سکھ وہیں تڑپ کر مر گیا۔

ہندوؤں کا پورا قبیلہ مسلمان ہو گیا ☆

ایک ہندو عورت آپ کی بہت معتقد تھی اس کے گھر والوں کو جب علم ہوا کہ یہ حضرت سخی سیدن شاہ شیرازی رحمتہ اللہ علیہ کی مرید اور معتقد ہے اور ان کے پاس جاتی ہے تو انہوں نے اسے روکنے کی کوشش کی اور اس کو طرح طرح کی تکالیف اور اذیتیں پہچانا شروع کر دیں اور کہتے کہ حضرت سید سخی سیدن شاہ رحمتہ اللہ علیہ کے پاس نہ جایا کر مگر وہ چونکہ وہ محبت میں گرفتار اور آپ سے والہانہ انداز میں سچا عشق کرتی تھی جو صرف اور صرف خدا پاک کی بارگاہ تک حصول کا ذریعہ بن چکا تھا۔ ان کے کہنے پر وہ نہ رکی اور اس نے بھی کھلے لفظوں میں کہہ دیا کہ میں کسی طرح بھی آپ کا دامان کرم نہ چھوڑوں گی چاہے کتنی بڑی سزا بھگتنی پڑے ہر سختی برداشت کی جاسکتی ہے۔ مگر آپ کا دامن نہ چھوڑوں گی۔ خاندان کے لوگوں نے اسے اپنی ہندوانہ رسم کے مطابق گنگا پر لے جا کر نہلانے کا پروگرام بنایا اور اس عورت سے کہا کہ چونکہ تم مسلمانوں کے پاس جاتی ہو تمہارا جسم ناپاک ہو گیا ہے اس لئے تم گنگا میں نہاؤ تا کہ تمہارا جسم ہندو مت کے مطابق پاک ہو جائے۔

چنانچہ جب وہ عورت دریا میں نہانے اتری تو اس کے ہاتھوں کے سونے کے کنگن دریا میں گر گئے اس نے گھر والوں کو بتایا کہ میرے کنگن دریا میں گر گئے ہیں تو کسی نے بھی یقین نہیں کیا بلکہ الٹا اسے یہ کہا کہ تم کنگن بابا سخی سیدن شاہ شیرازی رحمتہ اللہ علیہ کو دے آئی ہو اور نام دریا کا لگا رہی ہو۔ اس نے بہت کچھ کہا مگر گھر والے نہ مانے بالآخر وہ عورت آپ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور سارا ماجرہ پیش خدمت کیا۔ آپ نے اپنا عصا زمین پر مارا تو وہاں پر پانی کا چشمہ جاری ہو گیا۔ آپ نے اس عورت سے فرمایا کہ یہ لو یہ گنگا بہہ رہی ہے اس میں سے اپنا زیور نکال لو۔ اس عورت نے پانی میں ہاتھ مار کر زیور ڈھونڈ کر نکال لیا اور گھر جا کر اپنے سسرال والوں کو سارا ماجرا سنا دیا وہ تمام کے تمام سن کر حیران و پریشان

ہوئے اور اس عورت کی ہمراہی میں آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر کلمہ پڑھا اور پورے خاندان کے لوگ مسلمان ہو گئے اور پورے قبیلے نے آپ کے دست حق پرست پر بیعت بھی کر لی۔

وہ پانی کا چشمہ آج بھی جاری وساری ہے جسے اب کنویں کی شکل دے دی گئی ہے۔ یہ چشمہ آپ کے مزار پرانوار سے ڈیڑھ سو گز کے فاصلے پر جنوب کی طرف گنگا کھوئی کے نام سے مشہور ہے۔ اس کھوئی پر پھوڑے پھنسی والے مریض آ کر غسل کرتے ہیں۔ اور شفایاب ہوتے ہیں۔

بیل شیر کو کھا گیا ☆

ایک دفعہ ایک سکھ جادوگر جس کا نام کرنتال سنگھ تھا۔ اس نے آپ کو چیلنج کیا کہ آپ رات کے وقت میرے پاس قیام کر کے دکھائیں۔ آپ اپنے بیل پر سوار ہو کر اس کے گھر چلے گئے اور اپنے بیل کو اس جگہ باندھا جہاں کرنتال سنگھ کا شیر بندھا ہوا تھا۔ کرنتال سنگھ نے ہنس کر کہا کہ حضرت اس بیل کو یہاں باندھیں ورنہ میرا شیر بیل کو کھا جائے گا۔ آپ اس کی بات سن کر مسکرائے اور فرمایا کہ زندگی موت تو میرے رب کے ہاتھ ہے یہ تو وقت بتائے گا کہ شیر میرے بیل کو کھائے گا یا میرا بیل شیر کو کھائے گا۔ آپ نے رات کرنتال سنگھ کے ہمراہ اسی کے کمرے میں گزاری۔ صبح اٹھ کر جب کرنتال سنگھ اپنے شیر کو دیکھنے گیا کہ اس نے بیل کے ساتھ کیا سلوک کیا ہے تو وہ یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ آپ کے بیل نے شیر کو کھا لیا ہوا تھا یہ منظر دیکھ کر سکھ پریشان ہو گیا۔

باوالشکری سلطان ☆

آپ کے ایک خلیفہ جو کہ حضرت باوالشکری سلطان کے نام سے مشہور ہیں وہ اپنے وقت کے رئیس اعظم اور کشمیر کے بادشاہ تھے۔ ایک دفعہ باوالشکری کو خواب میں آپ کی زیارت ہوئی تو کیا دیکھتا ہے کہ آپ باوالشکری کو شکار کھیلنے کی دعوت دے رہے ہیں۔ آپ چونکہ شکار کے شوقین تھے۔ دوسرے ہی دن باوالشکری سلطان ایک بہت بڑے لشکر کے ہمراہ کشمیر سے روانہ ہوئے اور جب آپ کے در دولت پر پہنچے تو قدموں میں گر گئے اور آپ کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف ہوئے اور اس کے بعد اپنے تمام ساتھیوں اور سپاہیوں کو حکم دیا کہ تم واپس کشمیر چلے جاؤ اور میں تمام عمر آپ کے قدموں میں ہی گزاروں گا۔ اس بڑے لشکر کے ساتھ آنے کی وجہ سے آپ باوالشکری سلطان کے نام سے مشہور ہو گئے۔ باوالشکری کا تعلق چونکہ کشمیر سے تھا آپ کو اس علاقہ کا پانی راس نہ آیا جس کی وجہ سے باوا

لشکری سلطان بیمار ہو گئے۔ لشکری سلطان کی یہ حالت دیکھ کر آپ نے اپنا عصا مبارکہ زمین پر مارا تو پانی کا ایک چشمہ جاری ہو گیا۔ جس میں کشمیر کی وادیوں کا پانی تھا۔ آپ نے باوا لشکری سلطان سے فرمایا کہ کشمیر کا پانی حاضر ہے خوب پیئو۔ چنانچہ باوا لشکری سلطان نے وہ پانی پینا شروع کیا تو بعد میں صحت یاب ہو گئے۔ وہ چشمہ آج بھی جاری وساری ہے۔

كَانَ اللّٰهَ وَ كَانَ لَهٗ کی عملی تفسیر ☆

آپ نے ابتدائی زمانہ میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت مبارکہ پر عمل کرتے ہوئے لوگوں کی بکریاں اور گائے بھینسیں چرانے کا کسب کمال کرنے لگے اس سے ایک تو آپ رزق حلال کما کر اپنے لواحقین کا پیٹ پالتے دوسرے اس طرز عمل سے علاقے میں آپ کی اجنبیت بھی رفتہ رفتہ تمام ہوتی گئی۔ آپ کا معمول تھا کہ آپ گاؤں سے لوگوں کے مال مویشی ہانکتے اور جنگل میں لے جاتے اور ان کو کھلے میدان میں آزاد چھوڑ کر فرماتے ''اے مویشیوں'' میں تمہیں خدا کے حوالے کرتا ہوں تم اپنا رزق تلاش کر کے اپنا پیٹ بھر لو جب تک میں خدا کی بارگاہمیں سجدہ ریز ہو کر خدا پاک کی بندگی ادا کرتا ہوں۔ مویشی راعی کی بات سن لیتے اور زبان خلق سے کہتے اے ہمارے راعی تو کوئی عام راعی یا چرواہا نہیں ہے۔ تیری رعایا تیرا مقام ولایت جانتی ہے تو جس کے حضور حق بندگی ادا کر رہا ہے وہ ہمارا بھی رب ہے، ہم پر بھی اس کی عبادت فرض ہے وہ روزی رساں خود ہمارے رزق کا بندوبست کر دے گا۔ لہٰذا جس طرح تو عبادت کرے گا اسی طرح ہم بھی خالق و مالک کی عبادت کریں گے۔ آپ تو ان جانوروں کو خدا کے سپرد کر کے اور ان سے غافل و بیگانہ ہو کر خدا کی بارگاہ میں سجدہ ریز اور مصروف عبادت ہو جاتے۔ جبکہ دوسری طرف مویشی بھی آپ کی تقلید میں زمین پر سجدہ کی حالت میں گر کر عبادت شروع کر دیتے تھے۔

آپ مویشیوں کے اس طرز عمل سے بالکل بے خبر تھے۔ سر شام آپ انہیں ہانکتے ہوئے ان کے مالکان کے گھروں میں لا کر چھوڑ دیتے اس دوران ایک قابل ذکر تبدیلی واقع ہوئی کہ تمام مویشی فربہ اور صحت مند ہو گئے اور دودھ دینے والے جانوروں کی شرح دودھ بھی زیادہ ہو گئی۔

مگر چوآ سیدن شاہ کے لوگ آپ کے مقام ولایت سے بے خبر تھے اور آپ سے ایک آجڑی کا کام لے رہے تھے۔ ایک دن حسب معمول جنگل میں ایک طرف آپ خدا پاک کی بارگاہ میں سجدہ ریز تھے اور دوسری طرف مویشی بھی اپنے معبود کی ثناء وعبادت میں مصروف تھے کہ جنڈیال

چوا کے ایک آدمی کا وہاں سے گزر ہوا۔ نافہم وناشناس شخص نے جانوروں کو زمین پر سجدے کی حالت میں گرے ہوئے دیکھا پھر اس نے آپ کی طرف دیکھا تو آپ بھی بارگاہ خداوندی میں سجدہ ریز تھے۔ اس نے سمجھا کہ کوئی شخص ان جانوروں اور آپ کو مار کر چلا گیا ہے وہ بھاگا بھاگا گاؤں میں گیا اور سب سے شور مچا مچا کر کہنے لگا کہ تمہارے جانور چرانے والے کو بھی اور تمام جانوروں کو بھی کسی نے ہلاک کر دیا ہے۔

یہ خبر سنتے ہی لوگ لاٹھیاں اور ڈنڈے اٹھائے جنگل کی طرف دوڑ پڑے آپ کو اللہ تعالیٰ نے بذریعہ کشف سارے معاملے کی خبر کر دی۔ آپ نے سجدے سے سر اٹھایا تو دیکھا کہ تمام جانور بارگاہ خداوندی میں سجدہ ریز ہیں۔ آپ نے جانوروں کو بالکل نہیں چھیڑا اور خود دوبارہ عبادت میں مصروف ہو گئے۔ اتنے میں گاؤں کے لوگ جنگل میں پہنچ گئے اور بلند آواز سے آپ کو پکارا۔ آپ نے عبادت موقوف کی اور لوگوں کی طرف دیکھا اور پوچھا کہو کیا بات ہے؟ یہ ڈانگ سوٹے اٹھا کر کس لئے لائے ہو؟

گاؤں کے لوگ کہنے لگے ہمارے جانوروں کو کس نے مارا ہے؟ آپ نے فرمایا انہیں کون مار سکتا ہے۔ انہیں صرف وہی مار سکتا ہے جو ان کا خالق و مالک ہے لوگوں نے کہا یہ پھر مردہ حالت میں کیوں پڑے ہوئے ہیں۔ آپ نے فرمایا بے وقوفو یہ زندہ ہیں اور دیکھو۔ آپ نے جانوروں کو پکارا اور فرمایا خدا کا نام لے کر اٹھو۔ سب جانور ایک ساتھ کھڑے ہو گئے اہل جنڈیال چوا جو غصے سے بھرے ہوئے تھے اس ماجرہ کو دیکھ کر حیران و ششدرہ رہ گئے اور انگشت بہ دندان ہو کر پوچھا کہ حضرت یہ کیا ماجرا ہے۔ آپ نے فرمایا کوئی خاص بات نہیں۔ ہر مخلوق کا فرض ہے کہ وہ اپنے خالق و مالک کی بندگی اور عبادت کرے میں ان کے سامنے اپنے رزاق اور معبود کی بندگی کرتا ہوں یہ جانور میری تقلید میں خدا پاک کی بندگی کرتے ہیں اور میری طرح سارا دن عبادت میں غرق رہتے ہیں۔ عبادت کے دوران ان کی حالت مردوں جیسی ہو جاتی ہے۔ مگر خدا پاک اپنی قدرت کاملہ سے ان کے اجسام میں رزق پہنچا دیتا ہے۔ لوگوں نے آپ کی باتیں سنیں تو حیران رہ گئے کہ ہم تو آپ کو صرف ایک چرواہا اور آجڑی سمجھتے تھے۔ لیکن ہمارے سامنے تو ایک چرواہے کے روپ میں ایک مادہ روحانیت اور ولایت کامل کھڑا ہے۔ گاؤں کے تمام لوگ آپ کے قدموں پر گر گئے اور معافیاں مانگنے لگے۔ حضرت ہم تو آپ کے مقام سے نابلد تھے۔ ہمارے قلوب واذہان پر مہر لگی ہوئی تھی ہماری کورچشمی اور بدبختی تھی کہ ہم آپ کو پہچان نہ سکے آپ ہمیں معاف فرما دیں۔

آپ نے ان کو مخاطب کر کے فرمایا کہ لوگو تم سب کو خدا نے پیدا کیا ہے تمہیں اپنی بے شمار نعمتوں سے مالا مال کیا ہے۔ تمہارے دلوں کے اندر محبت جیسا جذبہ پیدا کیا ہے۔ اس لئے تم پر فرض ہے کہ تم خدا پاک کی عبادت کرو اور اس کی مخلوق سے محبت کرو۔

سیرت و کردار☆

آپ ایک جلیل القدر علمی اور روحانی شخصیت تھے۔ اپنے زہد وتقویٰ اور پرہیز گاری، دینی و ملی مذہبی خدمات و معاملات میں ید اولی رکھنے کی بدولت آپ ہر دلعزیز تھے۔ آپ کی خدمت میں سارا دن لوگوں کا ٹھٹھہ لگا رہتا جو بھی آتا وہ روحانیت و طریقت کے جام شیریں نوش کرتا۔

آپ کی شخصیت کو خالق کائنات نے جسمانی اور روحانی دونوں قسم کے حسن سے مزین کیا تھا۔ آپ کی آنکھوں میں روحانیت کی ایک خاص چمک تھی جو دیدنی تھی آپ ایک ستودہ صفات اور جامع خصوصیات ہستی تھے۔ آپ جب اپنی مجلس میں درس دیتے تھے۔ انداز اس قدر دلکش اور دلنشین ہوتا کہ آپ کے منہ سے نکلے ہوئے جملے لوگوں کے دل و دماغ پر نقش ہو جاتے۔ آپ کے فیضان علم و معرفت سے لاکھوں افراد سیراب ہوئے۔ علم روحانیت اور طریقت میں آپ کے سامنے زانوئے تلمذ طے کرنے والے بے شمار ہیں۔ آپ کی پوری زندگی عشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و محبت الٰہی اور اطاعت الٰہی اور اتباع کا عملی پیکر تھی۔ آپ سادہ طبیعت مگر باوقار تھے۔ آپ ایک کھرے سچے پکے مسلمان اور باعمل مومن کی جیتی جاگتی تصویر تھے۔ آپ کی پاکیزہ زندگی سے بلا مبالغہ ہزاروں طالبان حق کے سینے نور ایمان سے منور ہوئے آپ گفتار و کردار کے غازی تھے۔ آپ کی گفتار و کردار اور نشست و برخاست منکسر المزاج تواضع اور عفو و حلم میں قرون اولیٰ کے درخشاں چہرے کا عکس جمیل ضوفشاں تھا۔ آپ بلاشبہ ان برگزیدہ ہستیوں میں سے تھے۔ جن سے شرف انسانیت اور اعتبار دنیا قائم و دائم ہے۔ آپ کی ذات والا صفات بیک وقت ہشت پہلو تھی۔ ہر میدان میں آپ ید طولیٰ رکھتے تھے۔ آپ وسیع القلب بالغ النظر اور دور اندیش بزرگ تھے۔

آپ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ چواسیدن شاہ کے چاروں طرف بزرگوں کے ایسے ایسے گوشہ عافیت ہوں گے کہ وہ حضرات میرے مزار کے چاروں طرف پہرے داروں کی حیثیت اختیار کرلیں گے اور آپ کا فرمانا برحق ہوا آپ کے مزار کے شمال جانب گھٹالی والی سرکار رحمۃ اللہ علیہ کا مزار ہے۔ جبکہ جنوب کی طرف چنیے والی سرکار رحمۃ اللہ علیہ کا مزار پر انوار ہے۔ مشرق کی جانب حضرت نور شاہ غازی

رحمتہ اللہ علیہ کا مزار فیض آثار ہے جبکہ مغرب کی جانب حضرت شاہ مشرف بخاری رحمتہ اللہ علیہ کا مزار پر انوار لوگوں کو مستفید و مستفیض کر رہا ہے۔

کرامت ☆

آپ کے وصال باکمال کے بعد انگریزوں کے دور میں چند ملزموں کو عدالت میں سزائے موت سنوانے کے لئے ہتھکڑیاں لگا کر لے جایا جا رہا تھا ملزموں نے یہ خواہش ظاہر کی کہ عدالت میں پیش کرنے سے پہلے ہمیں حضرت سخی سیدن شاہ شیرازی رحمتہ اللہ علیہ کے مزار پر حاضری دینے کا موقع دیا جائے۔ چنانچہ حکام نے ان کی خواہش کی تکمیل کی اجازت دے دی ملزمان چونکہ بے گناہ تھے۔ جب وہ مزار شریف میں داخل ہوئے تو انہوں نے دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے تو اچانک خدا پاک کی قدرت سے ان کی ہتھکڑیاں ٹوٹ کر زمین پر گر گئیں۔ بعد میں سپاہیوں کی کوشش کے باوجود بھی ان کو ہتھکڑیاں نہ لگ سکیں۔ ناچار انہیں بغیر ہتھکڑیوں کے ہی عدالت میں پیش کیا گیا۔ جب عدالت میں سپاہیوں نے دربار شریف میں پیش آنے والا ہتھکڑیوں کا واقعہ پیش کیا تو انگریزوں نے چشم حیرت سے ملزموں کی طرف دیکھا اور دوبارہ مقدمے کی ساری تحقیقات و کارروائی کا حکم دیا۔ جس سے بعد میں معلوم ہوا کہ یہ ملزم نہیں بلکہ بے گناہ ہیں لہٰذا عدالت نے ان کو باعزت بری کر دیا۔

آپ کے مزار پر بے دینی کی ابتداء اور اس کا اختتام ☆

آپ کے وصال باکمال کے بعد اس مزار کی انتظامیہ میں ایک گدی نشین ناچ گانے کے دلدادہ تھے۔ انہوں نے آپ کی تعلیمات کو غلط رنگ دے کر لوگوں میں یہ بات مشہور کر دی کہ حضرت سخی سیدن شاہ شیرازی رحمتہ اللہ علیہ طوائفوں کے ناچ گانوں کے شوقین تھے اور یوں ایک عرصہ تک آپ کے عرس مبارک پر رنگ و بو اور رقص و سرور کی محفلیں جمنے لگیں لیکن جہالت کی یہ رسم اور روش زیادہ دیر قائم نہ رہ سکی۔ اللہ تعالیٰ نے ایک مرد کامل کو اس بے راہ روی اور بے حیائی کے خاتمے کے لئے روانہ کیا اور وہ مرد کامل حاجی غلام احمد المعروف باواجی نے ایک عظیم تحریک کے نتیجے میں آپ کے دربار عالیہ کو اس طوائفی رنگ سے پاک کیا اس نیکی کے کام میں چوآ سیدن شاہ کے باشعور اور تعلیم یافتہ طبقہ اور علماء اور مشائخ نے بھرپور حصہ لیا جس کی وجہ سے سرکاری اور حکومتی سطح پر ان محافل نشاط و طرب پر ہمیشہ ہمیشہ کے لئے پابندی لگا دی گئی جو آپ کے عرس کے موقع پر زیر عمل آتی تھیں۔

وصالِ با کمال☆

آپ کے وصال با کمال کے سن اور تاریخ کے بارے میں ابھی تک معلوم نہیں ہو سکا کہ آپ کس سن اور کس تاریخ یا دن کو واصل بحق ہوئے۔

تاہم چیت کی پہلی جمعرات کو آپ کا عرس مبارک بڑی دھوم دھام سے منایا جاتا ہے۔ لوگ آپ کے دربار پر حاضری دے کر اپنے دامنوں کو گوہر مراد سے بھرتے ہیں۔

آپ کا مزار پرانوار چوآ سیدن شاہ ضلع چکوال میں مرجع خاص وعام ہے۔

آباد خدا رکھے میخانہ محمد ﷺ کا

حضرت مولانا احمد الدین سیالوی رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆

بحر العلوم علامۃ الدھر عمدۃ المحققین حضرت علامہ مولانا احمد الدین صاحب سیالوی رحمتہ اللہ علیہ ۲۰ رمضان المبارک ۸ جولائی ۱۸۵۲ء/ ۱۲۶۸ ہجری کو استاذ العلماء حضرت مولانا غلام حسین بن قاضی محمد احسن رحمتہ اللہ علیہ کے گھر پیدا ہوئے۔ آپ کا تاریخی نام چراغ دین ہے جو کہ سن ہجری کے لحاظ سے ہے۔ جس کا مادہ ۱۲۶۸ء ہے آپ کا آبائی وطن موضع بولہ تحصیل پنڈ دادان خان ضلع جہلم ہے۔ آپ کے آباؤ اجداد اپنے علاقہ سے منتقل ہو کر چکوال شہر میں آ گئے اور چکوال شہر کو مخلوق خدا کی رشد و ہدایت کا مرکز بنایا اور خدمت دین اسلام میں مصروف ہو گئے۔ آپ کی عمر عزیز ابھی صرف ۷ برس کی تھی کہ آپ کے والدین نے آپ کو با قاعدہ تعلیم دینے کا سلسلہ شروع کر دیا اور آپ نے اپنی تمام مروجہ تعلیم اپنے والد گرامی سے ہی حاصل کی۔

۱۲۸۲ھ میں انگریز گورنمنٹ نے علمائے کرام کا انٹرویو لیا جس میں اول آنے پر آپ کو ۵۰ روپے نقد انعام دیا گیا اور ۱۵ روپے ماہانہ کا وظیفہ مقرر کیا تا کہ اورینٹل کالج لاہور میں اعلیٰ تعلیم حاصل کر سکیں۔ لیکن جب آپ کالج گئے تو وہاں کا ماحول اور نظام تعلیم چونکہ بہت پست تھا۔ آپ واپس چلے آئے۔

زیارت حرمین اور تکمیل تعلیم ☆

۱۲۹۸ھ میں آپ زیارت حرمین شریفین کی زیارت کے لئے عرب شریف تشریف لے گئے۔ حج بیت اللہ کی سعادت حاصل کرنے کے بعد روضہ رسول کریم ﷺ کی زیارت سے مشرف ہوئے۔

بعد ازاں آپ کی ملاقات فاتح عیسائیت نقیب ملت حضرت مولانا رحمت اللہ کیرانوی مہاجر مکی رحمتہ اللہ علیہ سے ہوئی جو آپ کے والد ماجد حضرت مولانا غلام حسین رحمتہ اللہ علیہ کے بھی استاد تھے۔ آپ نے ان کے پاس ایک سال سے زیادہ کا عرصہ رہ کر ان سے حدیث، قرات، ہیت، ردبع مجیب اور ربع مقنطرہ وغیرہ علوم وہاں کے جید علماء سے حاصل کر کے تعلیم و تدریس کی اعلیٰ سندیں حاصل کیں اور وطن تشریف لے آئے۔

آغاز درس وتدریس ☆

حرمین شریفین سے زیارات اور علوم کی تکمیل کے بعد آپ کراچی تشریف لے آئے اور کراچی کے محلہ کھڈہ میں مولانا محمد عبداللہ کے پاس کچھ عرصہ قیام کیا اور وہاں پر ایک دینی مدرسہ مظہر العلوم کے نام سے قائم کیا جو ابھی تک قائم ودائم ہے۔

کراچی میں قیام کے دوران کئی علماء اور طلباء نے آپ سے اکتساب فیض کیا۔ آپ نے علم الطب بھی حاصل کیا ہوا تھا۔ اس وجہ سے آپ لوگوں کا علاج معالجہ بھی کرتے تھے اور آپ کے علاج سے کئی لاعلاج مریض شفایاب ہوئے۔

بیعت وخلافت ☆

۱۲۸۰ھ میں اپنے والد گرامی کے ہمراہ حضرت خواجہ شمش العارفین خواجہ شمش الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر ان کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف ہوئے۔

۱۳۱۰ھ میں آپ دوبارہ بلاد مقدسہ کی زیارت کے لئے دوبارہ تشریف لے گئے اور بغداد شریف میں حضرت نقیب سلمان رحمۃ اللہ علیہ کے دست مبارک پر سلسلہ عالیہ قادریہ میں شرف بیعت سے مشرف ہوئے اور انہی سے سلسلہ عالیہ قادریہ میں خلافت سے سرفراز ہوئے۔

چکوال میں سلسلہ رشد وہدایت ☆

زیارات مقدسہ سے مشرف ہونے کے بعد آپ اپنے گھر واپس تشریف لے آئے اور جالی والی مسجد چکوال شہر میں تدریس کا سلسلہ شروع کیا تھوڑے ہی عرصہ میں آپ کی شہرت کا دور دور چرچا ہونے لگا۔ دور دور سے علماء اور طلباء آنے لگے اور مستفیض ہونے لگے۔ خاص طور پر مثنوی شریف، ربع مجیب، ربع مقنطرہ، وغیرہ اور دیگر علوم دینیہ پڑھنے کے لئے دور دور سے علمائے کرام حاضر ہو کر زانوے تلمذ طے کر کے اکتساب فیض کرتے رہے۔

قدوۃ المحققین حضرت مولانا غلام محمود پپلاں ضلع میانوالی والے (محشی تکملہ ومصنف نجم الرحمن) آپ کے خصوصی شاگردوں میں سے تھے۔ آپ پہلے حافظ قرآن نہ تھے۔ مگر بعد میں حفظ کرنے کا شوق پیدا ہوا اور قرآن پاک حفظ کر کے ہر سال نماز تراویح میں سناتے رہے۔ تاریخ گوئی میں آپ کو کمال دسترس حاصل تھی۔ آپ عربی فارسی اور اردو میں مشق سخن فرماتے تھے۔

اولاد وامجاد☆

آپ کے دو صاحبزادے تھے۔ بڑے صاحبزادے مولانا حافظ علاؤ الدین ۲۱ سال کی عمر شریف میں ہی فوت ہو گئے تھے۔ دوسرے صاحبزادے مولانا حافظ قاضی ضیاء الدین ایم اے بی ٹی ڈسٹرکٹ انسپکٹر سکولز صحیح العقیدہ سنی تھے۔ ملازمت کے دوران ایک حادثہ کا شکار ہو کر انتقال فرما گئے تھے۔ تاریخ مادہ قاضی صاحب مرحوم الابد اور مولوی ضیاء الدین علامہ زمان ۱۳۴۴ھ ہے۔ ان کی وفات حسرت آیات کے موقع پر آپ نے جس صبر وتحمل کا مظاہرہ کیا اس نے دیکھنے والوں کو محو حیرت بنا دیا۔

وصال باکمال☆

آپ کا وصال باکمال ۸ مئی ۱۹۲۹ء بمطابق ۱۳۴۷ھ کو صبح صادق سے کچھ پہلے صرف ایک دن علیل رہنے کے بعد اپنے گھر میں ہوا۔

مزار پر انوار آپ کے آبائی قبرستان چکوال شہر میں ہے

کتنے افسوس کی بات ہے کہ اس علامہ زماں کی قبر کسمپرسی کے عالم میں ہے اور آج ان کی قبر مبارک کا تعین کرنے والا شاید ہی کوئی موجود ہو۔ اہل سنت و جماعت بالخصوص علمائے اہلِ سنت چکوال کے لیے لمحہ فکر یہ ہے۔

آباد خدا رکھے میخانہ محمد کا ﷺ

حضرت سید لعل حسین دوالمیالوی رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆

صوفی کامل ولی العصر مناظر السلام شاعر بارگاہ رسالت حضرت علامہ مفتی پیر سید لعل حسین شاہ دوالمیالوی چشتی نظامی رحمتہ اللہ علیہ تحصیل چواسیدن شاہ ضلع چکوال کے معروف گاؤں دوالمیال کے مشہدی کاظمی سادات کے عظیم مبلغ حضرت مولانا سید رسول شاہ رحمتہ اللہ علیہ کے گھر آپ کی ولادت باسعادت ہوئی آپ کے والد گرامی ساتھ والے گاؤں تترال کی جامع مسجد میں امامت وخطابت کے فرائض سرانجام دیتے تھے۔اس طرح سادات کا یہ علمی اور روحانی گھرانہ شروع ہی سے اس علاقہ میں علم وعرفان کا نور بکھیر رہا تھا۔گھریلو مذہبی ماحول سے متاثر ہو کر آپ میں بھی علوم دینیہ کا شوق پیدا ہوا۔اور اس کے حصول کے لئے گھر سے نکلے اور اپنے عظیم خاندان سادات کے مشن کے وارث بنے جس کے لئے خدا پاک نے آپ کو چن لیا تھا۔آپ بچپن ہی سے نیک سیرت و باکردار باصلاحیت شخصیت کے مالک تھے۔عام بچوں کے طرز زندگی سے مختلف آپ کا انداز فکر تھا۔آپ کی اس خصوصیت کے پیش نظر خاندان کے بزرگوں نے پہلے ہی کہہ دیا تھا یہ بچہ ایک وقت علم وحکمت و عرفان کا آفتاب و ماہتاب بن کر چمکے گا۔اور دور دور تک اس کے علم وعرفان کا شہرہ ہوگا۔دنیا اس کے فیض کے چشمے سے سیراب ہوگی اور وقت نے ثابت کیا کہ آپ نے اپنی شبانہ روز کی جدوجہد سے وہ مقام حاصل کرلیا کہ اس وقت کے علماء فضلاء صلحاء اتقیاء آپ کی نہ صرف تعظیم کرتے بلکہ آپ کے علم وفضل پر ناز کرتے تھے۔

تعلیم وتربیت ☆

آپ نے ابتدائی تعلیم اپنے گھر میں والد گرامی سے حاصل کی اور بعدازاں آپ کے والد گرامی نے آپ کو چکوال شہر کے معروف عالم دین مولانا غلام حسین کے پاس داخل کرادیا وہاں سے ابتدائی کتابیں مکمل کرنے کے بعد ضلع سرگودھا کے شہر بھیرہ شریف میں مولانا غلام قادر بھیروی رحمتہ اللہ علیہ اور مولانا عبدالعزیز بگوی سے اکتساب فیض کیا۔بعدازاں پشاور شہر میں مولانا قاضی غلام محی الدین

مفتی قدیم پشاوری کے ہاں پشاور میں کچھ عرصہ اور پھر بقایا تعلیم لاہور جا کر مکمل کی۔ آپ خداداد صلاحیتوں کے مالک اور غضب کی ذہانت رکھتے تھے۔ جس زمانہ میں آپ بھیرہ شریف میں زیر تعلیم تھے تو امتحان میں شامل سو طالب علموں میں سے آپ کی کارکردگی سب سے بہتر رہی اور اول درجہ میں امتحان پاس کیا۔ اسی طرح جہاں بھی گئے وہاں تمام طلباء پر آپ کو سبقت حاصل رہی۔

مجذوب سے ملاقات ☆

دوران تعلیم بھیرہ میں قیام کے دوران موضع لون میانی میں مقیم ایک مجذوب فقیر کے پاس آپ آیا جایا کرتے تھے اور یہ مجذوب فقیر بھی آپ سے بڑی محبت وشفقت سے پیش آتے اور آپ کی زبان سے نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سنتے تھے۔ کچھ عرصہ کے بعد اس مجذوب فقیر کا انتقال ہو گیا۔ تو آپ ان کے وصال باکمال کے بعد ان کے مزار شریف پر بھی اکثر حاضری دیا کرتے تھے۔ ایک روز آپ اس مجذوب کے مزار پر تلاوت کرتے کرتے سو گئے تو خواب میں وہ مجذوب فقیر ملے اور فرمایا کہ آپ ضلع اٹک کی تحصیل پنڈی گھیپ کے گاؤں میرا شریف چلے جائیں اور حضرت خواجہ احمد میروی رحمتہ اللہ علیہ کی بارگاہ میں حاضری دو۔

بیعت وخلافت ☆

مجذوب فقیر کا حکم ملتے ہی آپ فوراً وہاں سے ضلع اٹک تحصیل پنڈی گھیپ کے میرا شریف پہنچے اور حضرت خواجہ احمد میروی رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں پہنچے اور ان کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف ہوئے اور مرشد کامل کے حکم پر واپس اپنے گاؤں پہنچ کر آپ نے درس وتدریس کا وسیع و عریض سلسلہ شروع کر دیا اور اس کے ساتھ ہی عظیم الشان جامع مسجد کی تعمیر کا کام شروع کر دیا۔ ابھی مسجد کی تعمیر مکمل نہ ہوئی تھی کہ مرشد کامل کا پیغام ملا آپ تعمیل ارشاد کے لئے فوراً میرا شریف پہنچے اور مرشد کامل خواجہ احمد میروی رحمتہ اللہ علیہ کی بارگاہ میں قدم بوس ہوئے آپ کے مرشد نے آپ کو خرقہ خلافت اور دستار سے نواز کر اجازت بیعت وارشاد عطا فرمائی اور حکم دیا کہ خلق اللہ کی خدمت کرو اور اللہ کے ذکر میں مست رہو۔

حج بیت اللہ و زیارت روضہ رسول ﷺ

۱۸۹۴ء میں آپ حج بیت اللہ شریف اور زیارت روضہ رسول کریم ﷺ کی سعادت حاصل کرنے کے لئے حرمین شریفین حجاز مقدس روانہ ہو گئے حجاز مقدس میں اس سفر کے دوران آپ کو مختلف جگہوں پر تقاریر کرنے کا شرف حاصل ہوا۔ حجاز مقدس سے واپسی پر آپ نے بہت سی قیمتی کتابیں بھی خریدیں جو کہ آپ کی لائبریری کی زینت اور علمی یادگار ہیں۔

مرزائیوں سے مناظرہ ☆

جس زمانے میں آپ حصول علم کے لئے کوشاں تھے اس زمانے میں آپ کا گاؤں دوالمیال قادیان کے بعد مرزائیت کا بہت بڑا مرکز تھا۔ یہاں کے مرزائیوں کا سرخیل مولوی کرم داد مرزائی تھا جو کہ مولوی نور دین مرزائی بھیروی کا شاگرد تھا۔ آپ نے مرزائیوں کا بڑھتی ہوئی یلغار کو روکنے کے لئے ان سے ہر میدان میں مقابلے کا فیصلہ کر لیا اور اپنے رفقاء اور عقیدت مندان کو ساتھ ملا کر اس فتنہ کی سرکوبی کے لئے سرگرم عمل ہو گئے۔ آپ نے مرزائیت سمیت دیگر تمام مذاہب باطلہ وعقائد باطلہ رکھنے والوں کے خلاف بھرپور علمی مواد سے تقریروں اور تحریروں کی جو مہم چلائی اس سے مرزائی بوکھلا کر رہ گئے اور حواس باختہ ہو کر مولوی کرم داد مرزائی نے آپ کو مناظرے کا چیلنج کر دیا۔ آپ نے فوراً قبول کر لیا دوران مناظرہ خدا پاک کے فضل وکرم سے آپ کامیاب ہوئے اور مرزائی مناظر کو ہزیمت اٹھانا پڑی اس سلسلہ میں ناکامی کے بعد انہوں نے آپ کے خلاف مختلف قسم کے مقدمے بنائے جو کہ کافی عرصہ تک چلتے رہے۔ ان میں بھی کامیابی آپ ہی کو نصیب ہوئی۔ آپ نے مسلمانوں کی قوت کو یکجا کرنے کے لئے اور فتنہ قادیانیت کے بھرپور مقابلے کے لئے انجمن اسلامیہ کی بنیاد رکھی جس کا پہلا اجلاس۔ مارچ ۱۹۲۴ء کو ہوا اور اس طرح مسلمان ایک پلیٹ فارم پر متحد ہونا شروع ہو گئے۔ انہی دنوں مولوی کرم داد خان مرزائی نے آپ کو ایک بار پھر مناظرہ کا چیلنج دیا اور کہا کہ اگر آپ نے مجھے شکست دے دی تو میں مرزا جی کو کافر اور اس کے سب دعوؤں کو جھوٹا مان لوں گا۔ چنانچہ ۱۶ مارچ ۱۹۲۴ء کو چواسیدن شاہ شیرازی رحمتہ اللہ علیہ کے دربار کے احاطہ میں پولیس کی نگرانی میں مناظرہ طے پا گیا۔ تمام علماء نے متفقہ طور پر آپ کو مسلمانوں کی طرف سے مناظر مقرر کیا اور مولانا حاجی عبدالواحد علمبردار لاہوری رحمتہ اللہ علیہ صدر مناظرہ اور مولانا قاضی فضل احمد لدھیانوی رحمتہ اللہ علیہ معاون مناظرہ مقرر ہوئے اور مرزائی

جماعت کی طرف سے آپ کے سابقہ حریف مولوی کرم داد مناظر اور فتح محمد نمبردار صدر اور محمد بخش باخندہ معاون مناظرہ مقرر ہوئے۔ چنانچہ دوران مناظرہ آپ نے قرآن وحدیث کی روشنی میں دلائل و براہین قاطعہ سے رد مرزائیت کیا اور اس قسم کے مضبوط دلائل پیش کئے کہ مرزائی مناظر انگشت بدنداں رہ گیا اختتام مناظرہ پر انسپکٹر پولیس مہر خان صاحب نے مسلمانوں کے دلائل کو مضبوط اور جامع قرار دیتے ہوئے مسلمانوں کی فتح کا اعلان کیا۔ اس طرح قادیانیوں کو اس مناظرہ میں بھی بری طرح ناکامی کا سامنا کرنا پڑا مگر باوجود اس کے مولوی کرم داد مرزائی نے اپنے وعدے کے مطابق حق کو قبول نہ کیا اور شکست تسلیم کرتے ہوئے وہاں سے راہ فرار اختیار کی۔ اس مناظرہ کی مکمل روئیداد انجمن تائید اسلام لاہور کے ماہوار رسالے کے شمارہ ۱۵ مئی ۱۹۴۵ میں شائع ہوئی تھی۔

تیسرا مناظرہ اور اس کا انجام ☆

گجرات شہر کے ملک عبدالرحمٰن خادم ایڈووکیٹ مرزا کے قریبی حواریوں اور مبلغین میں سے ایک شخص جس نے ۱۹۳۳ میں مرزائیت کو تبلیغ کے لئے احمد پاکٹ بک کے نام سے کتاب لکھ کر شائع کی تھی اور اس کے جواب میں مناظر اہل سنت حضرت علامہ مولانا محمد عمر اچھروی رحمتہ اللہ علیہ نے مقیاس النبوۃ کی ۳ جلدوں پر مشتمل کتاب تقریباً ۱۲ سو صفحات پر تصنیف فرما کر ۱۹۳۴ میں شائع کی تھی۔ حضرت سید لعل حسین دالمیالوی کے قریبی گاؤں چھبی کوٹ راجگان سے تھا یہ شخص راجہ علی محمد گجرات میں محکمہ جنگلات افسر تھا۔ راجہ صاحب کا تعلق ملک عبدالرحمٰن خادم سے تھا اور وہ انہی کی وجہ سے مرزائیت بھی اختیار کئے ہوئے تھے۔ اور راجہ علی محمد نے ملک عبدالرحمٰن خادم مرزائی کی ہمشیرہ سے شادی کر لی تھی اس وجہ سے ملک عبدالرحمٰن خادم ایڈووکیٹ کا اس علاقہ میں آنا جانا تھا جو کہ شادی کی وجہ سے اور زیادہ ہو گیا۔ آپ نے اس کا بھی گھیراؤ کیا۔ چنانچہ ۱۹۳۶ کے لگ بھگ موضع چھبی کوٹ راجگان میں حضرت پیر طریقت سید لعل حسین شاہ دوالمیالوی رحمتہ اللہ علیہ اور ملک عبدالرحمٰن خادم مرزائی کے درمیان مناظرہ ہوا۔ جس میں مرزائی مناظر ملک عبدالرحمٰن خادم کو عبرتناک شکست ہوئی اور لوگوں پر حق آشکار ہو کے رہا۔ اس کے علاوہ بھی آپ نے مرزائیوں سے بہت مناظرے کئے۔ جن میں حافظ کوہاڑا مولوی فیض محمد مکھیالوی حافظ کفایت حسین پشاوری، حافظ شہباز، سید محبوب شاہ سگھر پور اور سید فضل حسین احمد آبادی سے مختلف موضوعات پر مناظرے کئے اور مرزائیت کا ناطقہ ایسا بند کیا کہ مرزائی ہزار کوششوں کے باوجود بھی اپنے من تو آگے نہ بڑھا سکے اور اسی گاؤں تک محدود ہو کے رہ گئے۔ اہل سنت کے ممتاز عالم دین مولانا قاضی زاہد الحسینی نے

اسی وجہ سے فرمایا تھا کہ حضرت سید لعل حسین دوالمیالوی اور مولانا محمد کرم الدین دبیر اگر اس علاقہ میں موجود نہ ہوتے تو یہ پورا علاقہ مرزائی بن گیا ہوتا اور کچھ لوگ رافضی ہو جاتے۔ ۱۹۴۰ء میں آپ کافی ضعیف ہو گئے تھے۔ عمر عزیز نوے برس سے تجاوز کر چکی تھی تو اس درمیان ایک مرتبہ پھر دوالمیال میں مرزائی فتنہ نے سر اٹھایا اور دوبارہ پھر مناظرہ کی نوبت آئی تو آپ نے اپنی طرف سے حضرت علامہ قاضی زاہد الحسینی کو مناظر مقرر کیا اور اس مناظرے کے تمام انتظامات خود سنبھالے مرزائیوں کی طرف سے کرم الٰہی جو منڈی بہاؤالدین میں سکول ٹیچر تھا کو شکست فاش ہوئی۔ اس مناظرہ کی مکمل روئیداد علامہ زاہد الحسینی کی مطبوعہ کتاب ،ردّ الزاہدیہ برفرقہ احمدیہ میں محفوظ ہے۔

آپ کی دینی تحریکات اور تحریری خدمات ☆

فتنہ قادیانیت کے خلاف مسلسل شب و روز کی مصروفیت کے علاوہ آپ نے تحریر کے میدان میں بھی بہت کام کیا ہے۔ جہلم شہر سے نکلنے والے ہفت روزہ اخبار ،سراج الاخبار، میں مسلمانوں کے دینی مسائل پر علماء کی طرف سے ان کے جوابات شائع ہوا کرتے تھے۔ اس اخبار میں آپ کے جوابات اکثر شائع ہوتے۔ امرتسر سے نکلنے والے معروف اور بلند پایہ رسالہ الفقیہہ میں آپ اور آپ کے صاحبزادے کی طرف سے بہت سے کالم اور مذہبی مضمون شائع ہوا کرتے تھے۔ جہلم اور گرد ونواح میں ایک مرتبہ طاعون کی بیماری پھیل گئی اور پورے علاقے کو گھیرے میں لے لیا لوگ نقل مکانی کرنے پر مجبور ہو گئے اس موقع پر جہلم شہر کے معروف عالم دین مولانا عبدالکریم قریشی قلعداری نے ایک فتویٰ شائع کیا کہ ایسی حالت میں لوگوں کا نقل مکانی کرنا ٹھیک ہے اور تنگ گھر چھوڑ کر کھلی فضاء میں منتقل ہونا ازروئے شریعت جائز ہے۔ اس فتویٰ پر حضرت سید لعل حسین دوالمیالوی رحمتہ اللہ علیہ نے بھی تصدیق فرمائی تھی اس کے بعد افادہ عامہ کے لئے یہ فتویٰ سراج الاخبار کے شمارے ۱۳ اکتوبر ۱۹۳۴ء کو شائع ہوا تھا۔ علاوہ ازیں ، الٰہی عتاب ، تیغ الٰہی برفرقہ سبائی ، اظہار حق اور باغ فدک کا قصہ آپ کی مشہور تصانیف ہیں۔ اس کے علاوہ آپ کی تصانیف میں سوز احقر ، زکرولی اور احمدی پاکٹ بک کے جواب میں حنفی پاکٹ بک آپ کی یادگار ہیں۔

آپ کے ہم عصر علماء اور مشائخ ☆

آپ کے ہم عصر علماء اور مشائخ میں حضرت مولانا نظام الدین وزیر آبادی ، مولانا محمد مسعود

سکنہ الہٹرز دچونڈہ، مولانا نجم الدین ڈھریالوی، مولانا مفتی عطامحمد رتوی، مولانا کرم الدین ڈیرہ، مولانا حافظ غلام احمد سلوئی والے حضرت علامہ غلام محمد گھوٹوی رحمتہ اللہ علیہ جیسی مقتدا اور ماہر علوم وفنون شخصیات سے آپ کے گہرے مراسم تھے۔

مدرسہ اشاعت اسلام چکوال ☆

مدرسہ اشاعت اسلام چکوال اہل سنت کا عظیم اورقدیمی مدرسہ ہے جو کہ صدیوں سے آباد ہے اس مدرسہ کے سالانہ اجتماع میں آپ بنفس نفیس باقاعدگی سے ہر سال شرکت فرماتے تھے۔

آپ کے معروف تلامذہ ☆

آپ کے مشہور ومعروف شاگردوں کی ایک طویل فہرست ہے۔ جس میں سے چند علمائے کرام کے اسمائے گرامی درج ذیل ہیں۔ جن میں مولانا سید فضل حسین شاہ مولانا سید کرم حسین شاہ، مولانا میاں لعل دین دعولوی، حضرت پیر سید مہتاب حسین شاہ دعولوی، مولانا سید فردوس شاہ قصوری رحمتہ اللہ علیہ جیسی نابغہ روزگار شخصیات شامل ہیں۔ جنہوں نے آپ کے سامنے زانوے تلمذ طے کر کے اکتساب فیض کیا۔

سیرت وکردار ☆

آپ نہایت بلند پایہ اخلاق کے مالک اور پرعزم واستقلال اور بہادر شخص تھے۔ شریعت وطریقت کی پاسداری آپ کا وطیرہ تھا زہد وتقویٰ میں بے مثال اور علم وفضل میں یگانہ تھے۔ تمام زندگی ناموس رسول ﷺ کے تحفظ کی خاطر جہاد کرتے رہے۔ بڑے سے بڑا گستاخ رسول بھی آپ کے سامنے مبہوت ہو کے رہ جاتا تھا۔ آپ انتہائی خوبصورت اور دراز قد تھے۔ عملی زندگی بھی انتہائی خوبصورت تھی۔ وضع داری رواداری میں بے مثال اور یکتا تھے۔ اللہ پاک ہی کے لئے دوستی رکھتے اور اللہ پاک ہی کے لئے کسی سے دشمنی فرماتے تمام عمر اپنی ذات پر ہونے والے حملوں کا کوئی جواب نہیں دیا بلکہ اپنے دشمنوں کو معاف فرمادیتے تھے۔ نماز پنجگانہ تہجد اور دیگر نوافل کا بہت خیال فرماتے تھے۔ ہر وقت آپ کی زبان پر خدا پاک اور اس کے رسول اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر جاری رہتا ہے۔

وصال باکمال☆

آپ کا وصال باکمال مورخہ ۱۳ فروری ۱۹۴۷ء بمطابق ۲۱ ربیع الاول شریف ۱۳۶۶ھ بروز جمعرات سو برس کی عمر میں ہوا۔ نماز جنازہ آپ کے صاحبزادے اور خلف الرشید حضرت مولانا سید کرم حسین شاہ نے پڑھائی عوام کا ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر آپ کے جنازہ میں دیکھنے میں آیا۔ ہر آنکھ پرنم اور ہر دل غمگین تھا۔ اس موقع پر سید محمد شاہ خطیب جامع مسجد دوالمیال جناب حافظ عبداللہ تتر الوی اور حضرت مولانا غلام احمد سلوئی والے خاص طور پر شریک ہوئے۔ آپ کا مزار آپ کے آبائی علاقہ کے قبرستان واقع موضع دوالمیال نزد چوآ سیدن شاہ ضلع چکوال میں مرجع خاص و عام ہے۔ جہاں سے آج بھی اہل عقیدت و محبت فیض یاب ہو رہے ہیں۔

آباد خدا رکھے میخانہ محمد کا ﷺ

حضرت اسد الرحمٰن قدسی قلندر رحمۃ اللہ علیہ

تعارف ☆

نازش اہل ھدیٰ رہبر کاملاں، پیشوائے عارفاں حضرت پیر طریقت اسد الرحمٰن قدسی قلندر رحمۃ اللہ علیہ آف بھوپال شریف انڈیا بھارت کے رہنے والے اور ایک علمی و روحانی گھرانے کے چشم و چراغ ہیں۔ آپ کی ولادت باسعادت ۱۲ رجب المرجب شریف ۱۳۱۱ھ کو صبح کے وقت ہوئی۔ آپ کی والدہ ماجدہ فرماتی ہیں کہ ولادت سے قبل میں محو خواب تھی کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ آسمان سے صبح کا ستارہ ٹوٹ کر میری جھولی میں آ کر گر گیا ہے۔ آپ فرماتی ہیں کہ گھبرا کر بیدار ہوئی تو اسی وقت آپ کی ولادت باسعادت ہوگئی۔ مجھے دوران زچگی عام عورتوں کی طرح نہ ہی کوئی تکلیف ہوئی اور نہ ہی کوئی پریشانی ولادت کے بعد دو سال تک آپ نہ روئے نہ ہنسے اور نہ ہی بولے۔ اہل خاندان اس کیفیت سے سخت پریشان تھے کہ آخر ماجرہ کیا ہے۔ جب آپ پورے دو برس کے ہوگئے تو پندرہ شعبان المعظم کی رات آپ کی والدہ ماجدہ نے آپ کو اپنے مصلے کے قریب ہی سلا دیا اور خود نوافل پڑھنے لگیں نصف شب گزرنے کے بعد آپ کی والدہ ماجدہ نے دیکھا کہ آپ اپنی انگشت شہادت آسمان کی جانب کئے ہوئے ہیں اور زبان سے کچھ فرمار ہے تھے اس روز کے بعد آپ نے کلام کرنا بھی شروع کر دیا۔

نام نامی اسم گرامی ☆

آپ کا نام نامی اسم گرامی آپ کے والد بزرگوار نے اسد الرحمٰن اس وجہ سے رکھا تھا کہ ۱۲ رجب المرجب حضرت مولائے کائنات حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی ولادت باسعادت کا دن ہے اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کا یہ نام نامی اسم گرامی آقائے نامدار تاجدار مدینہ ﷺ نے رکھا تھا۔ اس وجہ سے آپ کا نام نامی اسم گرامی اسد الرحمٰن قدسی رکھا گیا جبکہ لقب آپ کا حبیب الاولیاء حضرت شیخ المشائخ شاہ محمد سلیمان پھلواری رحمۃ اللہ علیہ نے رکھا تھا۔ جب کہ مدرسہ دیوبند کے مولوی اشرف علی تھانوی نے آپ کو ''ولی اشرف'' کا خطاب دیا تھا۔ اور واقعی آپ ولی اشرف اور حبیب الاولیاء ہی ہیں۔

تعلیم وتربیت☆

جب آپ کی عمر شریف ۴ برس کی ہوئی تو آپ کی والدہ ماجدہ جو کہ حافظہ قرآن تھیں نے آپ کو قرآن عظیم پڑھانا شروع کیا۔ آپ نے دو سال میں قرآن پاک مکمل کرلیا، جس روز آپ نے قرآن کریم مکمل ختم کیا تو آپ کی والدہ ماجدہ نے خواب میں دیکھا کہ آپ نبی کریم ﷺ کے سامنے رحل پر قرآن کھولے ہوئے ہیں اور حضور کریم حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ ﷺ کو قرآن پاک پڑھ کر سنا رہے ہیں۔ حضور اقدس ﷺ نے ایک بڑا تھیلا آپ کو دیا جس میں اخروٹ کے برابر کوئی چیز عنایت فرمائی۔

سیرت وکردار☆

آپ چونکہ مادرزاد ولی تھے۔ بچپن ہی میں ولایت کے آثار نظر آنا شروع ہو گئے تھے۔ عام بچوں سے الگ تھلگ رہتے کبھی کھیل کود میں حصہ نہ لیتے بلکہ ہمہ وقت اپنی مستی میں مست رہتے نگاہوں میں حسن رسول ﷺ کا جلوہ سینے میں عشق مصطفیٰ ﷺ کا سمندر ٹھاٹھیں مارتا تھا۔ اخلاق محمدی کا مکمل نمونہ اور ہر وقت شریعت مطہرہ کی پاسداری فرماتے۔ آپ انتہائی درجہ کے متقی اور پرہیز گار، عبادت گزار تھے۔ نماز پنجگانہ کا خصوصیت سے اہتمام فرماتے تھے۔ تمام زندگی میں خلاف شریعت وطریقت کوئی کام نہ کیا اگرچہ آپ قلندرانہ وضع قطع کے مالک تھے مگر پابند شریعت وطریقت رہے۔ بناوٹ تصنع ریاکاری سے پرہیز فرماتے ہر وقت یاد خدا میں مستغرق رہتے، سخاوت کا عالم یہ تھا کہ جو کچھ بھی پاس ہوتا وہ خدا کی مخلوق میں تقسیم فرما دیتے، آنے والے، ہر عقیدت مند کی خوب تواضع اور دلجوئی فرماتے۔ طریقت میں نسبت اویسی رکھتے تھے۔ مگر چہرہ انور کے جلال اور لباس ظاہریہ سے قلندرانہ صفات کے مظہر اتم نظر آتے تھے۔ آپ کے چہرہ پر اس قدر جلال تھا اور آنکھوں میں ایسی مستانہ وار کیفیت تھی کہ کسی شخص کو آپ سے آنکھ ملانے کی جرات ہ ہوتی تھی۔

جس جس نے بھی آپ کے رخ زیبا کو دیکھا وہ آپ ہی کا ہو کر رہ گیا آپ کے چہرے کی زیارت کرنے والا یہ بات کہنے پر مجبور ہو جاتا تھا کہ آپ قرون اولیٰ کی یادگار ہیں۔ آپ کے پاس جنات بھی آتے تھے جو کہ غالباً آپ کے مرید تھے۔ اور بعد از وصال باکمال اہل دل اور اہل نظر نے دیکھا ہے کہ جنات آپ کے مزار پر انوار پر بھی حاضری دیتے ہیں۔ آپ کی عادت شریفہ تھی کہ گلاب کے پھول اکثر اپنے سامنے رکھ لیتے اور اپنی قمیض کے بٹنوں میں لگاتے اور فرماتے کہ یہ پھول جب تک

سرسبز وشاداب رہیں گے یہ میرے خدا کا ذکر کرتے رہیں گے۔ اس لئے اپنے پاس سے نہ ہٹاؤں گا۔

ہجرت اور نقل مکانی☆

آپ کی ولادت باسعادت بھوپال انڈیا بھارت میں ہوئی جبکہ وہاں سے ہجرت فرما کر موضع بھون کلر کہار روڈ تحصیل وضلع چکوال کو آپ نے رشد وہدایت کا مرجع بنایا اور تادم آخر وہیں پر قیام پذیر رہے۔

طریقت فیض رحمانیہ☆

طریقہ فیض رحمانیہ قلندریہ حضرت امام جعفر علیہ السلام سے چلا آرہا ہے۔ قلندری ایسی نسبت طریقت ہے جو رسول کریم ﷺ کے توسل سے بندے کو خدا پاک سے ملا کر مقام رضا تک پہنچا دیتی ہے اور اس کی حقیقت کو الفاظ میں بیان کرنا ممکن نہیں ہے۔ آپ کو یہ نعمت عظمیٰ معراج شریف کی رات کو نصیب ہوئی تھی۔

بیعت وخلافت☆

آپ ابتداء میں اپنے والد گرامی جناب مولانا حبیب الرحمٰن شاہ بن شاہ نجف علی کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف ہوئے اور انہیں سے خرقہ خلافت بھی حاصل تھا۔ بعد میں شاہ محمد سلیمان پھلواری رحمۃ اللہ علیہ سے سلاسل اربعہ میں خلافت حاصل کی۔ اسی طرح انہیں مصر وممالک مغربیہ کے شیخ المشائخ سید المصطفیٰ رحمۃ اللہ علیہ سے مغربی سلاسل طریقت بکتاشیہ، ملویہ، رفاعیہ وشاذلیہ وغیرہ میں اجازت بیعت حاصل کی۔ ۱۹۴۰ء بمطابق ۱۳۵۹ھ کے سفر حج میں سید حمزہ رفاعی شیخ مدینہ سے بھی آپ نے اکتساب فیض کیا تھا۔ برصغیر کے اہل علم سے آپ کے مخلصانہ روابط تھے مولوی اشرف علی تھانوی دیوبندی نے آپ کو ''ولی الاشرف'' کا خطاب دیا تھا۔ اسی طرح شاہ محمد سلیمان پھلواروی نے آپ کو ''حبیب الاولیاء'' کا لقب عطا کیا تھا۔ جن دنوں علامہ محمد اقبال شاعر مشرق رحمۃ اللہ علیہ لاہوری آپ سے ملنے کے لئے آپ کے آستانہ پاک بھوپال ''ثمرستان عبید'' حاضر ہوئے تھے تو اس موقعہ پر علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے حسب ذیل قطعہ پڑھا تھا۔

چشمہ فیض تشنہ لب کے لئے

مرکز رُشد بہر اہل صفا

کوئی سمجھے تو ہے مقام قدس
آستانہ جناب قدسی کا

ایک روایت کے مطابق علامہ محمد اقبال رحمتہ اللہ علیہ نے "شکوہ" لکھنے کے بعد "جواب شکوہ" قدسی صاحب کی تحریک اور ان کی خواہش کے احترام میں لکھا تھا۔

آپ کی علمی اور تحریری خدمات ☆

آپ بلند پایہ صوفی عالم صاحب کمال درویش صاحب علم عرفان اور قادر الکلام شاعر تھے۔ آپ نے کم وبیش ۳۰ کتابیں یادگار چھوڑی ہیں۔ جن میں سے چند درج ذیل ہیں۔ ☆علم بیان، تصوف ☆ صراط مستقیم ☆ علم وعرفان ☆ اطمینان قلب ☆ الحبیب ☆ نامہ قدسیکشکول قلندری ☆ نقوش ماضی ☆ منہاج المبین ☆ جہاں نما ☆ لطائف سبحانی ☆ نعمت عظمیٰ ☆ شرعۃ المتین صحیح ترین احادیث شریفعہ کا فہم سلیس ترجمہ ☆ نغمات (مجموعہ کلام) ☆ رباعیات قدسی (مجموعہ کلام) آپ کے کلام میں تغزل اور زبان وبیان کی پاکیزگی پائی جاتی ہے۔ آپ نے زیادہ تر کتابیں اور تحریرات تصوف پر لکھی ہیں۔

وصال باکمال ☆

آپ کا وصال باکمال مورخہ ۲۴ نومبر ۱۹۷۷ء بمطابق ۱۲ ذالحج ۱۳۹۷ھ کو ہوا۔ مزار فیض آثار موضع بھون چکوال شہر سے ۱۲ کلومیٹر دور سرگودھا کلر کہار روڈ تحصیل وضلع چکوال میں مرجع خاص وعام ہے۔
فقیر راقم الحروف کو ۱۹۸۰ء سے بارہا آپ کے آستانہ عالیہ پر حاضری کا شرف حاصل ہوا ہے۔

حضرت پیر حبیب الرحمٰن درانی نقشبندی رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆

پیر طریقت ، رہبر شریعت ، عالم و فاضل ، کامل و اکمل حضرت پیر حبیب الرحمٰن خان درانی چوراہی نقشبندی رحمتہ اللہ علیہ اپنے زمانہ کے معروف عالم دین اور شیخ طریقت جناب حافظ عبدالرحمٰن خان بریلوی رحمتہ اللہ علیہ کے گھر پیدا ہوئے آپ کا تعلق نادر شاہ درانی کے خاندان سے تھا۔ آپ کے آباؤ اجداد کابل سے بریلی شریف آ کر آباد ہوئے تھے۔ بعد ازاں بریلی شریف سے آپ کے والد گرامی اپنے اہل اہل خانہ کے ہمراہ ضلع چکوال کے معروف قصبہ بھون میں آ کر آباد ہوئے اور ہدایت خلق اللہ کو اپنا شعار بنایا۔ آپ کے والد گرامی حضرت علامہ مولانا حافظ عبدالرحمٰن رحمتہ اللہ علیہ جامع مسجد بریلی شریف کے خطیب اور مفتی تھے تمام عمر بریلی شریف میں دین اسلام اور مسلک حقہ اہل سنت کی عظیم خدمات سرانجام دیں۔

آپ نے تحریک پاکستان میں بھرپور حصہ لیا اور اپنے اکابرین کی قیادت میں آپ نے دن رات ایک کر کے قیام پاکستان کے لئے جدوجہد کی۔ آپ اپنے وقت کے بہترین عالم و فاضل تھے۔ اس کے ساتھ ساتھ باطنی علوم پر بھی خصوصی دسترس رکھتے تھے۔ عوام کا ایک جم غفیر آپ کے اردگرد رہتا دور دور سے لوگ آتے اور فیض یاب ہو کر جاتے۔ آپ اپنے پورے علاقے اور حلقہ احباب میں جنوں والے بابا جی کے نام سے مشہور تھے۔

آپ کو حضور غوث الاعظم رحمتہ اللہ علیہ سے خصوصی محبت اور لگاؤ تھا ہر مشکل وقت میں حضور غوث الاعظم کو مدد کے لئے پکارتے تھے۔ آپ کے پاس جتنے مرید اور عقیدت مند آتے ان کو بھی آپ یہی تلقین فرماتے آپ بذات خود بھی وظیفہ پڑھتے اور مریدین کو بھی یہی پڑھنے کو بتاتے تھے۔

مشکل میں کچھو امداد غوث اعظم۔ سُن لو علی کا صدقہ فریاد غوث اعظم۔ آپ کا یہ وظیفہ پتھر پر لکیر کا کام کرتا ہے۔

بیعت و خلافت ☆

آپ حضرت خواجہ احمد نبی چوراہی رحمتہ اللہ علیہ کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف تھے اور انہی سے خرقہ خلافت پا کر صاحب ارشاد ہوئے۔

سیرت و کردار☆

آپ انتہائی درجہ کے عالم و کامل تھے ہر وقت ورد وظیفہ میں مصروف رہتے۔ اللہ اللہ کا ذکر آپ کی زبان پر جاری رہتا۔ نماز پنجگانہ، تہجد اور دیگر نوافل کا خصوصیت سے اہتمام فرماتے تھے۔ عبادت و ریاضت میں یکتا تقویٰ پرہیز گاری میں بے مثل تھے۔ لنگر ہر وقت جاری رہتا تھا۔ ہر ماہ حضرت غوث الاعظم رحمتہ اللہ علیہ کی روح پر فتوح کے لئے گیارہویں شریف کی محفل سجاتے تھے۔ آپ شریعت و طریقت پر سختی سے کار بند رہتے۔ بیواؤں اور یتیموں کا خصوصی خیال فرماتے اور ان کی امداد بھی کرتے تھے۔ کئی یتیم و غریب بچیوں کے لئے آپ نے جہیز بنوا کر ان کی شادیاں کیں آپ دین کے کام کے ساتھ ساتھ فلاحی کاموں میں بھی حصہ لیتے تھے اور مخلوق خدا کو فیض پہنچانے کا کوئی موقع ہاتھ سے نہ جانے دیتے۔ آپ کو آسیب زدہ مریضوں کا علاج کرنے میں بہت شہرت تھی آپ کے پاس جو بھی مریض آیا شفایاب ہو کر گیا۔ آپ آستانہ عالیہ کی دیگر خدمات کے علاوہ ہر سال میلاد النبی ﷺ کے موقعہ پر نبی پاک ﷺ کا میلاد خصوصی طور پر بڑی محبت سے مناتے تھے۔

اولاد امجاد☆

آپ کے چار صاحبزادے ہیں جو کہ اعلیٰ عہدوں پر فائز ہیں آپ کے دو صاحبزادے امریکہ میں ہیں اور ایک صاحبزادے ملک کے ایک حساس ادارے میں ایس پی کی پوسٹ پر تعینات ہیں۔

اور چھوٹے صاحبزادے جناب انصار احمد درانی جو کہ محکمہ تعلیم راولپنڈی میں اعلیٰ عہدے پر فائز ہیں اور آپ کے جانشین بھی ہیں۔ آپ کے سلسلہ عالیہ کو بڑے اچھے انداز میں چلا رہے ہیں۔ دن رات مخلوق خدا کی خدمت پر مامور ہیں اور ہر ماہ گیارہویں شریف کا اہتمام اور سالانہ جلوس و جلسہ عید میلاد النبی کے موقع پر بھون ضلع چکوال میں انہی کی قیادت میں نکالا جاتا ہے اہل علاقہ صاحبزادہ انصار احمد خان درانی صاحب سے بڑی عقیدت و محبت رکھتے ہیں۔

وصال باکمال☆

آپ کا وصال باکمال ماہ اکتوبر ۱۹۹۲ء کو ہوا۔ مزار پر انوار موضع بھون ضلع چکوال میں مرجع خاص و عام ہے فقیر راقم الحروف کو آپ کے صاحبزادے جناب انصار احمد خان درانی سے

شرف نیاز حاصل ہے ان کی دعوت پر کئی مرتبہ مختلف محافل میں شرکت کا موقع ملا ہے انتہائی ملنسار اور خلیق شخص ہیں۔

جناب انصار احمد درانی کی دعوت پر فقیر راقم الحروف نے ۱۲ ربیع الاول ۲۰۰۰ء کے موقع پر بھون میں جلوس عید میلاد النبی ﷺ کی قیادت بھی کی ہے۔ جبکہ اس روز دورانِ جلوس مختلف مقامات پر بڑے بڑے اجتماعات سے خطاب کرنے کا موقع بھی ملا ہے۔

آباد خدا رکھے میخانہ محمد ﷺ کا

حضرت پیر سید غلام شاہ چشتی نظامی رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆

عارف کامل، فنافی الرسول، حجۃ الکاملین حضرت سید غلام شاہ رحمتہ اللہ علیہ اپنے دور کے بہترین عارف کامل نیک سیرت، خوبصورت باکردار، صالح، متقی و پرہیز گار پابند شریعت وطریقت بزرگ تھے۔ آپ موضع نارنگ ضلع چکوال کے رہنے والے تھے۔ آپ نے علوم ظاہریہ کی تعلیم مختلف علماء سے حاصل کی بعد از فراغت آپ کو مرشد کامل کی تلاش کی جستجو ہوئی۔ جس کسی بھی درویش سے ملاقات ہوتی آپ اس کی خدمت وتواضع خوب فرماتے مگر کسی جگہ بھی تسکین نہ حاصل ہوئی۔

آپ کی عادت شریفہ تھی کہ جس بزرگ سے بھی ملاقات ہوتی اس سے وظیفہ ضرور پوچھتے تھے۔ ایک مرتبہ ایک درویش راولپنڈی سے آپ کے گاؤں میں تشریف لائے تو حسب معمول آپ نے ان سے بھی وظیفہ پوچھا تو انہوں نے کہا کہ سورۃ یٰسین شریف کا عمل کرو اور اس کی زکوٰۃ اس طرح دو کہ ایک چلہ میں سوا لاکھ مرتبہ ختم ہو جائے۔ انہوں نے یہ بھی بتایا کہ دوران چلہ آپ کے پاس جنات بھی آئیں گے ان سے خوف نہ کھانا ڈرنے کی ضرورت نہیں بلکہ اپنا کام جاری رکھنا۔

چنانچہ آپ نے سورۃ یٰسین شریف کا عمل شروع کر دیا جب عمل کے اختتام کا وقت آیا تو آخری راتوں میں سے ایک رات آپ کے پاس جنات کا سردار آیا اس کے ہمراہ چند جنات اور بھی تھے انہوں نے آپ کو ڈرایا دھمکایا اور کہا کہ یہ عمل چھوڑ دو ورنہ ہم تمہیں جان سے مار ڈالیں گے۔ آپ نے بھی سوچا کہ ایسے عمل کا کوئی فائدہ نہیں لہٰذا اس کو چھوڑ دیا اور عمل کرنے سے توبہ کر لی۔

حضرت پیر سیال لجپال کی محبت ☆

اسی دوران آپ کے دل میں پیر سیال لجپال حضرت خواجہ شمش الدین سیالوی رحمتہ اللہ علیہ کی محبت پیدا ہوئی اور دل ان کی محبت اور شوق زیارت میں مچلنے لگا شب و روز یہی تھا کہ کس طرح سیال شریف پہنچا جائے۔ آخر ایک دن گھر سے سیال شریف کی جانب چل دیئے دوران سفر جب آپ بھیرہ شریف پہنچے تو دل میں مختلف قسم کے خیالات پیدا ہونے لگے دل کی اس کیفیت سے پریشان ہو کر آپ واپس اپنے گھر تشریف لے آئے۔

چنانچہ کچھ دن کے بعد پھر سیال شریف کی حاضری کی نیت سے چل دیئے مگر راستے میں جب یہ خبر سنی کہ حضرت خواجہ شمس الدین سیالوی رحمتہ اللہ علیہ کا تو وصال با کمال ہو چکا ہے اور آپ دوسری مرتبہ پھر اپنے گھر واپس تشریف لے آئے۔

بیعت وخلافت ☆

حضرت خواجہ سیالوی رحمتہ اللہ علیہ کے وصال با کمال کے بعد آپ نے جلالپور شریف حاضر ہو کر حضرت پیر سید غلام حیدر علی شاہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے دست حق پرست پر بیعت ہونے کا فیصلہ کیا اور ساتھ ہی یہ بھی سوچا کہ اگر حضرت جلالپوری نے بیعت نہ فرمایا تو پھر سید ھا حج بیت اللہ شریف کے لئے چلا جاؤں گا۔

چنانچہ آپ گھر سے نکل کر جلالپور شریف پہنچے اور حضرت پیر سید حیدر علی شاہ رحمتہ اللہ علیہ کے دست حق پرست پر ۱۳۰۲ھ میں بیعت ہوئے اور ۱۳۱۲ھ میں مرشد کامل نے آپ کو خرقہ خلافت اور اجازت بیعت سے نواز کر سرفراز فرمایا۔

احترام مرشد ☆

خرقہ خلافت اور اجازت بیعت سے سرفراز ہونے کے بعد آپ بہت عرصہ تک لوگوں کو بیعت نہیں فرماتے تھے۔ آپ کے مرشد کامل حضرت خواجہ جلالپوری اکثر تاکیداً فرمایا کرتے تھے کہ آپ صاحب اجازت ہیں اس لئے خلق خدا کی دستگیری کیا کرو۔ مگر آپ عرض کرتے حضور میں بندہ گنہگار ہوں ابھی اتنی اہلیت نہیں رکھتا۔ ایک مرتبہ سیال شریف میں خواجہ جلالپوری رحمتہ اللہ علیہ نے اپنے ہمراہیوں سے فرمایا کہ سید غلام شاہ لوگوں کو بیعت کرنے سے انکار کرتے ہیں اور ہمیشہ کوئی نہ کوئی بہانہ اور عذر پیش کر دیتے ہیں۔

آپ کی عادت شریفہ تھی کہ حضرت خواجہ پیر سید حیدر علی شاہ جلالپوری رحمتہ اللہ علیہ جب بھی سیال شریف سے واپس تشریف لاتے تو آپ ان سے ملاقات کے لئے جلالپور شریف ضرور جاتے تھے۔ اس مرتبہ بھی حضرت جلالپوری واپس تشریف لائے تو آپ اپنے گھر سے نکلے اور جلالپور شریف پہنچے تو خواجہ جلالپوری رحمتہ اللہ علیہ کے ہمراہیوں نے بتایا کہ سیال شریف میں حضرت خواجہ جلالپوری آپ کے بارے میں شکوہ کر کے فرما رہے تھے غلام شاہ کو ہم نے اجازت بیعت دی ہے۔ مگر وہ لوگوں کو بیعت

کرنے سے گریزاں ہیں۔ جب آپ حضرت خواجہ حیدر علی شاہ رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو حضرت پیر حیدر علی شاہ جلالپوری رحمتہ اللہ علیہ نے بھرے مجمع میں فرمایا کہ غلام شاہ تمہیں خلق خدا کو بیعت کرنے سے گریزاں نہیں ہونا چاہئے تمہیں چاہئے کہ ہدایت خلق خدا میں مصروف ہو جاؤ۔ آپ نے مرشد کامل کے اس پرزور اصرار پر تعمیل حکم کا وعدہ کیا اور زبان حال سے عرض کیا۔

"سر تسلیم خم ہے جو مزاج یار میں آئے"

اُس کے روز کے بعد آپ ہدایت خلق خدا میں مصروف ہو گئے اور لوگوں کو بیعت کرنے کا سلسلہ عام کر دیا۔ آپ کے پیر و مرشد حضرت خواجہ جلالپوری رحمتہ اللہ علیہ کی آپ پر خصوصی شفقت اور نظر تھی۔ آپ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ میرے مریدوں میں دو شخص خاص طور پر اپنی مسلمہ ارادت و اخلاص میں بے نظیر و بے مثال تھے۔ ایک تو دنیاداروں میں راجہ بہادر خان مرحوم سکنہ چک جانی جو کہ اعلیٰ طبقے کا رئیس ہونے کے باوجود خصائل و شمائل اور عادات و اطوار خدمت درویشاں و محبت شیخ میں بے مثال تھا۔ دوسرے حضرت سید غلام شاہ صاحب ہیں جو کہ اپنی عاجزی، مسکینی، انکساری اور جوش عقیدت و خلوص میں بے مثل و بے مثال ہیں۔

وصال باکمال ☆

آپ کا وصال باکمال ۱۳۳۵ھ کو آبائی گاؤں موضع نارنگ تحصیل و ضلع چکوال میں ہوا۔ مزار شریف موضع نارنگ تحصیل و ضلع چکوال میں مرجع خاص و عام ہے۔

آباد خدا رکھے میخانہ محمد کا ﷺ

حضرت مولانا مفتی عطا محمد نقشبندی رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆

عالم یگانہ، علامۃ الدھر، عارف کامل، ولی العصر، حضرت علامہ مولانا مفتی عطا محمد رتوی رحمتہ اللہ علیہ ۱۳۰۱ھ بمطابق ۱۸۸۳ء میں رتہ شریف نزد کلر کہار تحصیل وضلع چکوال کے ایک دیندار گھرانے میں آپ کی ولادت باسعادت ہوئی۔ آپ کے والد گرامی اپنے وقت کے بہترین فاضل جلیل اور عارف کامل تھے۔ جو کہ حضرت خواجہ غلام نبی للّٰی کے مرید وخلیفہ تھے۔ آپ نے قرآن پاک حفظ کرنے کے بعد اپنے والد ماجد سے ہی سکندر نامہ تک فارسی کی کتب پڑھیں بعد ازاں کچھ دین موضع یوسف شاہ ضلع سرگودھا اور کچھ دن بیر بل شریف پڑھتے رہے پھر گوٹہ ضلع ملتان میں صرف ونحو کے امام مولانا حافظ جمال اللہ رحمتہ اللہ علیہ جو کہ حضرت خواجہ شمش الدین سیالوی رحمتہ اللہ علیہ کے مرید وخلیفہ مجاز تھے۔ ان کی خدمت میں زانوئے تلمذ طے کر کے تین سال کے عرصے میں متن متین اور قطبی تک کتابیں پڑھیں۔ بعد ازاں استاد محترم سے اجازت لے کر دہلی لے گئے اور کوچہ بلی ماراں میں قیام کیا مگر طبیعت کو اطمینان حاصل نہ ہوا تو وہاں سے رامپور تشریف لے گئے اور وہاں اس زمانے کے شہرہ آفاق بزرگ عارف کامل مولانا فضل حق رامپوری رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہو کر سات سال تک درسیات کی کتب متداولہ کی تکمیل کی جب آپ درسی کتابوں کی تکمیل سے فارغ ہو گئے تو مولانا فضل حق رامپوری نے آپ کو اپنے مدرسے میں صدر مدرس کے عہدے کی پیشکش کی لیکن آپ نے فرمایا کہ والد گرامی سے اجازت لینا ضروری ہے جب آپ نے والد گرامی سے اجازت مانگی تو انہوں نے اجازت دینے سے انکار کر دیا اور تاکیداً واپسی کا حکم دیا چنانچہ آپ کو مجبوراً واپس آنا پڑا۔

لِلّٰہ شریف کی حاضری ☆

آپ کے والد گرامی نے آپ کو بچپن میں ہی حضرت خواجہ دوست محمد للّٰہی رحمتہ اللہ علیہ فرزند و خلف الرشید حضرت خواجہ غلام نبی للّٰہی کے دست اقدس پر بیعت کرا دیا تھا۔ رامپور سے واپسی پر آپ پہلے للہ شریف حاضر ہوئے سٹیشن پر آتے تو حضرت خواجہ محبوب الرسول رحمتہ اللہ علیہ سجادہ نشین للہ شریف سٹیشن پر آپ کے استقبال کے لئے پہلے سے کھڑے ہوئے تھے۔ آپ کچھ دیر للہ شریف میں قیام کے

بعد اپنے گھر رتہ شریف چکوال تشریف لے آئے۔

درس وتدریس کا آغاز☆

جب آپ رتہ شریف تحصیل وضلع چکوال میں اپنے گھر پہنچے تو آپ کے والد گرامی نے تدریس کا کام آپ کے سپرد کر دیا آپ نے دن ورات کی محنت شاقہ سے رتہ شریف جو کہ شہر سے دور دراز ایسا افتادہ دیہات تھا کو علم وعرفان کا مرکز بنا دیا اور دور دراز سے علماء طلباء آ کر تعلیم حاصل کرنے لگے۔ آپ بیس سال تک اس فریضہ کو باقاعدگی سے ادا کرتے رہے اور ساتھ ساتھ اپنے والد گرامی سے روحانی تعلیم بھی حاصل کرتے رہے۔ کیونکہ آپ کی رامپور سے واپسی سے پہلے ہی حضرت خواجہ دوست محمد للہی رحمتہ اللہ علیہ کا وصال باکمال ہو چکا تھا۔

درس وتدریس کو خیر باد کہہ کر عبادت وریاضت اور خلق خدا کی رشد وہدایت میں ہمہ تن مصروف ہو گئے۔

سیرت وکردار☆

آپ اپنے زمانے کے بہترین خطیب ومقرر تھے۔ جب روح پرور آواز سے مثنوی شریف پڑھا کرتے تھے تو یوں محسوس ہوتا تھا کہ پوری فضا جھوم رہی ہے۔ للہ شریف میں معراج شریف کی تقریبات میں آپ کے والد گرامی نے تیس سال اور آپ نے چالیس سال تک شرکت وخطاب کیا اور حاضرین کو اپنی وجد آفرین آواز سے مستفیض کیا آپ کا وعظ نصف شب سے شروع ہو کر صبح صادق تک جاری رہتا۔ مگر سامعین کو رات گزر جانے کا احساس تک نہ ہوتا۔

آپ انتہائی پاک باز دیانتدار سخی اور تہجد گزار نیک سیرت خوبصورت اور باوجاہت شخصیت کے مالک تھے جب آپ درس وتدریس کے لئے بیٹھتے تو حاضرین پر ایک ہیبت طاری ہو جاتی کسی کو مجال نہ تھی کہ آپ کے سامنے دم مارتا دوران درس وتدریس ایک عجیب کیف وسماں بندھ جاتا کثیر تعداد میں علمائے کرام نے آپ سے اکتساب فیض کیا۔

وصال باکمال☆

آپ کا وصال باکمال ۱۰ رجب المرجب شریف ۱۳۸۶ھ بمطابق ۱۹۵۷ء کو موضع رتہ شریف میں ہی ہوا۔ آپ کا مزار پرانوار موضع رتہ شریف نزد کلر کہار تحصیل وضلع چکوال میں مرجع خاص وعام ہے۔

آپ کے وصال کے بعد آپ کے چھوٹے صاحبزادے حضرت مولانا مفتی عبدالقدوس ہاشمی رحمۃ اللہ علیہ فاضل دار العلوم حزب الاحناف لاہور جو کہ ایک جید عالم دین اور بلند پایہ خطیب ہیں۔ دین اسلام کے خلاف بری رسموں کے خلاف آپ کا مسلسل جہاد جاری ہے اور اصلاح معاشرہ کے لئے ہمہ وقت کوشاں رہتے ہیں۔ وہ آپ کے جانشین منتخب ہوئے انہی کی سربراہی میں آپ کا سالانہ عرس مبارک نہایت عقیدت و احترام سے منایا جاتا رہا ہے۔ آج کل موجودہ سجادہ نشین ناصر جمیل ہاشمی صاحب اپنے بزرگوں کے نقش قدم پر چلتے ہوئے سلسلہ کی خدمت سرانجام دے رہے ہیں۔ اس کے علاوہ ملکی سیاست میں بھی سرگرم عمل ہیں۔

آباد خدا رکھے میخانہ محمد ﷺ کا

حضرت پیر سید ظہور شاہ قادری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆

مجمع جمال صوری ومعنوی صاحب کمال ظاہری وباطنی عارف حق مرد خدا حضرت مولانا پیر سید ظہور شاہ رحمتہ اللہ علیہ ۱۳۰۶ھ بمطابق ۱۸۳۸ء میں مولانا پیر سید امیر شاہ قادری رحمتہ اللہ علیہ کے گھر جلالپور جٹاں ضلع گجرات میں آپ کی ولادت باسعادت ہوئی۔ آپ کے جد امجد کشمیر سے ہجرت مکانی کر کے جلالپور شریف میں تشریف لے آئے تھے۔ آپ جب سن شعور کو پہنچے تو قرآن پاک مولانا حافظ نور الدین رحمتہ اللہ علیہ سے پڑھا اور کچھ درسی کتابیں بھی انہی سے پڑھیں۔ بعد ازاں کچھ عرصہ کے بعد اپنے برادر مکرم جناب مولانا پیر سید محمد اعظم شاہ رحمتہ اللہ علیہ کے پاس جموں کشمیر جا کر پڑھتے رہے اس کے بعد کچھ عرصہ تک پشاور اور بعد ازاں بریلی شریف جا کر اکتساب فیض کیا اور سند فراغت حاصل کی۔

بیعت وخلافت ☆

ظاہری اور علوم دینیہ کی تکمیل کے بعد آپ اپنے والد گرامی پیر طریقت مولانا سید محمد امیر شاہ قادری رحمتہ اللہ علیہ کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف ہوئے اور مجاہدہ وریاضت اور سلوک کی منزلیں طے کرانے کے بعد آپ کے مرشد اور والد گرامی حضرت مولانا پیر سید محمد امیر شاہ قادری رحمتہ اللہ علیہ نے آپ کو خرقہ خلافت سے نوازا اور اجازت بیعت دی اس کے علاوہ آپ نے حضرت میاں شیر محمد شرق پوری رحمتہ اللہ علیہ سے بھی استفادہ کیا۔

سیرت وکردار ☆

آپ اپنے دور کے مقبول ترین مقرر وخطیب تھے۔ آپ جہاں کہیں بھی خطاب فرمانے کے لئے تشریف لے جاتے ہزاروں کی تعداد میں سامعین آپ کی تقریر سننے کے لئے پہنچ جاتے۔ آپ خدا پاک کی دی ہوئی نعمت خوش الحانی سے جب تقریر فرماتے تو مجمع میں سحر طاری ہو جاتا۔ آپ اپنے خطاب کے اندر عوام الناس کو عقائد واعمال اور اخلاق کی اصلاح بھرپور طریقے سے فرماتے اور اس دوران کلمہ طیبہ کا ذکر بھی کراتے۔ جس کا حاضرین کے دل پر گہرا اثر پڑتا اور بہت سے لوگ راہ راست پر آجاتے۔

قدرت ایزدی نے آپ کو زور بیان کے ساتھ ساتھ حسن سیرت وصورت کا حصہ وافر عطا فرمایا تھا۔ آپ اپنے خطابات میں مسلک اہل سنت کی حقانیت کو بڑے مدلل طریقے سے بیان فرماتے تھے اور عقائد باطلہ بالخصوص اہل تشیع کا رد بڑی خوبصورتی سے فرماتے تھے انسان تو انسان حیوان بھی آپ کے حسن بیان سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتے تھے۔

اونٹ نے آپ کا وعظ سنا☆

ایک دفعہ آپ موضع کنووال ضلع جہلم میں بہت بڑے اجتماع سے خطاب فرما رہے تھے کہ ایک اونٹ سوار اپنا سفر موقوف کر کے مجلس میں آ کر بیٹھ گیا۔ جب اس نے اونٹ کو بٹھانا اور باندھنا چاہا تو اونٹ نے شور مچا دیا۔ آپ نے اونٹ کی آواز اور شور سن کر فرمایا کہ اسے چھوڑ دو یہ بھی کالی کملی والے آقا ﷺ کا ذکر سننا چاہتا ہے۔ چنانچہ اونٹ کو چھوڑ دیا گیا تو وہ خاموشی سے بیٹھ کر جب تک آپ کی تقریر جاری رہی سنتا رہا۔

تصویر بنوانے سے انکار☆

آپ شریعت مطہرہ پر بڑی ہی پابندی سے عمل کرتے تھے اگر کوئی شخص آپ کے سامنے خلاف شریعت کام کرتا تو آپ سختی سے منع فرما دیتے تھے۔ ایک مرتبہ آپ موضع بوچھال کلاں ضلع چکوال میں ایک عظیم مذہبی اجتماع سے خطاب فرما رہے تھے کہ انگریز ڈپٹی کمشنر نے سرراہ گذرتے ہوئے عوام کا جم غفیر دیکھا تو رک گیا اور جلسہ گاہ میں جا کر اجتماع کی تصویر بنانے لگا۔

آپ نے فوراً منع فرما دیا اور فرمایا کہ ہمارے دین اسلام میں تصویر بنانے کی اجازت نہیں ہے۔ چنانچہ انگریز ڈپٹی کمشنر فوٹو اتارنے سے باز رہا اور کافی دیر تک عوام الناس میں کھڑے ہو کر آپ کی تقریر دل پذیر کو سنتا رہا جلسہ کے اختتام پر وہ انگریز ڈپٹی کمشنر آپ کی خدمت عالیہ میں بصد احترام حاضر ہوا اور آپ سے معذرت کرنے کے بعد رخصت ہو کر واپس چلا گیا۔

الاستقامت فوق الکرامت☆

ایک مرتبہ ایک شیعہ نے آپ کے خلاف مقدمہ دائر کر دیا اور الزام لگایا کہ یہ اہل تشیع کو برا بھلا کہتے ہیں اور گالیاں دیتے ہیں۔ چنانچہ اس سلسلہ میں آپ کو گرفتار کر لیا گیا۔ آپ کے صاحبزادے سید فخر الزمان شاہ قادری جن کی عمر اس وقت چھ سال کی تھی انہوں نے جب آپ کو ہتھکڑی پہنے ہوئے

دیکھا تو رونے لگے اور پوچھنے لگے یہ زنجیر آپ کو کس نے پہنائی ہے؟ آپ نے انہیں دلاسہ دیا اور فرمایا کہ بیٹا یہ اسلام کی خاطر میرا زیور ہے۔ چنانچہ یہ کیس تین ماہ تک چلتا رہا بالآخر ہندو جج کنول نین نے آپ کو باعزت طور پر بری کر دیا اور فیصلے میں لکھا کہ میں ایسے شخص کے بارے میں تصور بھی نہیں کر سکتا کہ وہ کسی کو گالی دے یا کسی کے خلاف ناشائستہ بات زبان پر لائے۔

شعروشاعری☆

آپ ایک کامیاب مقرر اور بہترین خطیب ہونے کے ساتھ ساتھ اپنے زمانے کے بہترین شاعر بھی تھے۔ آپ کے کلام میں بلا کا اثر تھا آپ کے منظوم کلام کی مقبولیت کا یہ عالم تھا کہ دیہاتی عورتیں دودھ پلاتی اور آٹا پیستی ہوئیں آپ کے اشعار پڑھا کرتی تھیں۔

آپ کی قلمی خدمات☆

آپ نے واعظ وتبلیغ کا سلسلہ جاری رکھتے ہوئے تصنیف وتالیف کا سلسلہ بھی نہایت خوش اسلوبی سے جاری رکھا اور عوام اہل سنت کے لئے نہایت مفید ومقبول عام تصانیف کا ذخیرہ بطور یادگار چھوڑا۔ جن میں اصلاح اعمال کے علاوہ عقائد باطلہ خاص طور پر مرزائیت اور اہل تشیع کی مدلل طریقہ سے تردید کی ہے۔ آپ کی چند شہرہ آفاق تصانیف مندرجہ ذیل ہیں۔

ظہور صداقت دررد مرزائیت، قہر یزدانی بر سر دجال قادیانی، نور ہدایت، ظہور ہدایت، شمشیر پیر بر گردن شریر، وظائف حضوری، چرخہ ظہوری، خطبات ظہوری، سیف مرید بر فرقہ یزید، صمصام حنفیہ، سیف الخادمین علی رؤس الفاسقین، مرغوب الواعظین المعروف بہ محبوب العاشقین، ظہور کرامت۔

اولادامجاد☆

اللہ کریم نے آپ کو چار صاجزادیاں اور چار صاجزادے سید قمر الزمان شاہ، سید فخر الزمان شاہ، فاضل حزب الاحناف لاہور، سید محبوب زماں شاہ سید خالد مسعود شاہ جن میں سید فخر الزماں شاہ آپ کے دربار کے سجادہ نشین ہیں۔

وصال باکمال☆

آپ کا وصال باکمال ۲۲ جمادی الاول ۸ فروری ۱۹۵۳ء اتوار اور پیر کی درمیانی شب ہوا۔ آپ کا مزار پر انوار منارہ ضلع چکوال میں مرجع خاص و عام ہے آپ کے بعد آپ کے صاحبزادے سید فخر الزمان شاہ قادری سجادہ نشین مقرر ہوئے جو ہر سال بڑے اہتمام سے آپ کا عرس مبارک کراتے ہیں۔

آباد خدا رکھے میخانہ محمد کا ﷺ

ضلع جہلم کے

بزرگانِ دین کے

حالاتِ زندگی

فاتح ہند سلطان شہاب الدین محمد غوری چشتی رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆

محسن اسلامیان ہند، فاتح ہند، عالم اسلام بالخصوص برصغیر کے عظیم جرنیل مرید خاص حضرت سلطان الہند خواجہ سید محمد معین الدین غریب نواز حسن سنجری اجمیری چشتی رحمتہ اللہ علیہ جناب سلطان شہاب الدین محمد بن سام غوری شہید نے کفرستان ہند میں سب سے پہلے پاکستان کی بنیاد رکھی۔ مقام غور وفکر یہ ہے کہ ظلمت کدہ عالمین میں وادی بطحا سے توحید کا پرچم اور تبلیغ کا مشن لے کر فصحائے عرب پر چھانے والی ہستی و شخصیت کا نام نامی اسم گرامی حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے جنہوں نے اس جہان کو اندھیرے سے نکال کر نور ایمان سے منور کیا۔ اسی طرح برصغیر پاک و ہند میں سب سے پہلے اسلامی مملکت پاکستان کا عملی تصور عالم اسلام کے عظیم جرنیل سلطان شہاب الدین محمد غوری نے پیش کیا۔ پھر بیسیوں صدی ہجری میں اس کو عملی شکل دینے والی شخصیت کا نام نامی اسم گرامی بھی محمد علی ہے۔ قائداعظم محمد علی جناح نے اس تصور کو عملی شکل دینے میں وہ کردار ادا کیا جو تا قیام قیامت قائم و دائم رہے گا اور یہ پاکستان وہی ہے جس کی نشاندہی ترائن کی دوسری جنگ سے پہلے بذریعہ مذاکرات سلطان شہاب الدین غوری نے ہندوستان کے مسلمانوں کے لئے الگ خطہ زمین بشمول سرہند پنجاب اور ملتان کر دی تھی۔ یعنی موجودہ پاکستان کے وجود میں آنے سے ساڑھے سات سو سال قبل دو قومی نظریئے کی بشارت دے دی تھی جس کو بعد میں قائداعظم محمد علی جناح نے مذاکرات و دلائل کے ذریعے موجودہ پاکستان کی شکل دی۔

شہاب الدین غوری کا پس منظر ☆

سلطان غوری امیر سبکتگین کے زمانہ حکومت میں بنی حسین ممالک غور پر بنی سبکتگین کی طرف سے حکومت کرتے تھے۔ رعب و دبدبہ شان و شوکت میں اپنی مثال آپ تھے۔ بنی حسین کے چار افراد محمد ،سوری، حسین شاہ اور سام بہت مشہور ہوئے ہیں۔ ۵۴۴ھ میں محمد قتل ہو گیا۔ سیف الدین نے اپنے بھائی محمد کے قتل کا بدلہ لینے کے لئے بہرام شاہ والی زنی پر حملہ کر دیا۔ بہرام شاہ ہندوستان چلا گیا اور سیف الدین نے غزنی پر قبضہ کر لیا۔ ۵۴۴ میں بہرام شاہ نے افواج فراہم کر کے دوبارہ غزنی پر قبضہ کر لیا اور سیف الدین سوری کو شہر پناہ غزنی کے دروازے پر سولی دے دی۔ سیف الدین کے قتل کے بعد اس

کا بھائی علاؤ الدین بلاد غور پر قابض ہو گیا۔ ۵۴۷ میں غزنی پر حملہ کیا اور بزور تیغ قبضہ کر کے شہر کو جلا کر خاک کر دیا۔

غیاث الدین اور شہاب الدین کی نامزدگی

علاؤ الدین نے بلاد غور پر اپنے بھتیجوں غیاث الدین اور شہاب الدین پسران سام بن حسین کو مامور کیا۔ دونوں نے نہایت خوش اسلوبی سے اپنے مقبوضہ علاقہ جات کا انتظام انصرام چلایا۔ علاؤ الدین ۵۵۶ھ میں وصال کر گیا تو ابوالفتح غیاث الدین بن سام بن حسین دارالحکومت فیروز کوہ میں تخت حکومت پر متمکن ہوا امرائے غزنی نے غزنی چھین لیا اور پندرہ برس تک غزنی پر قابض رہے۔ ۵۷۱ھ میں شہاب الدین نے فتوحات کی ابتداء کی اور لاہور پر آسانی سے قبضہ کر لیا اور خسرو ملک والی لاہور کو قید کر لیا۔ اور منبروں پر غیاث الدین کے نام کا خطبہ پڑھا جانے لگا اور شہاب الدین کو اعزاز الدین کا خطاب عنایت کیا گیا۔

فتح اوچ شریف

۵۷۴ھ بمطابق ۱۱۷۸ء میں رانی اوچہ موجودہ اوچ شریف نزد پنجند ہیڈ کو فتح کر لیا۔ اوچ کی فتح سے راجگان ہند میں کھلبلی مچ گئی اور ایک دوسرے کو شہاب الدین غوری سے بچنے کی تلقین کرتے رہے اور متحد ہو کر ایک دوسرے کی مدد کی قسمیں کھانے لگے۔ پورے ہندوستان سے فوجیں فراہم کر کے لشکر اسلام کے مقابلے میں آ گئے سخت خونریزی اور مقابلے کے بعد مسلمانوں کو شکست ہو گئی شہاب الدین بھی زخمی ہو گئے۔ چنانچہ خدام نے شہاب الدین کو بحفاظت غزنی پہنچا دیا۔

۵۸۷ھ میں شہاب الدین غوری نے قلعہ بھٹنڈہ جو پتھورا والی اجمیر کے مقبوضات سے تھا فتح کر لیا۔

ترائن کی دوسری جنگ

۵۸۸ھ کے دوران ہی پتھورا چوہان اور پرتھوی راج اور اس کا بھائی کھانڈے راؤ والی دہلی ہندوستان کے ایک سو کے قریب راجاؤں کے ساتھ قلعہ بھٹنڈہ پر دوبارہ قبضہ کرنے نکلا۔ تھانیسر سے سات کوس اور دہلی سے چالیس کوس کے فاصلے پر دونوں فوجیں صف آرا ہوئیں۔ پتھورا دو لاکھ فوج اور تین ہزار ہاتھی لے کر مقابلے کے لئے آیا۔ اس خونریز لڑائی میں کشتوں کے پشتے لگ گئے لشکر اسلام کے

سپاہیوں نے چاروں طرف سے بھرپور حملہ کردیا۔ اگرچہ مسلمانوں کی فوج کی تعداد صرف ایک لاکھ تھی مگر راجپوتوں کو شکست فاش ہوئی۔ پتھورا سرستی کے کنارے گرفتار ہوا اور شہاب الدین غوری کے حکم سے قتل کردیا گیا۔ اس عظیم فتح کے بعد سلطان شہاب الدین محمد غوری نے اجمیر کو بھی فتح کرلیا۔ جب کہ ۵۹۹ھ میں شہر کوئلی علی لڑھ اور ۵۹۹ھ نہر ووالا فتح کیا اور غیاث الدین ۵۹۹ھ بمطابق ۱۲۰۳ء میں وفات پا گیا ۶۰۱ھ میں شہاب الدین غوری نے خوارم کی فوج پر لشکر کشی کی جس میں غوری کو شکست ہوگئی اس شکست کے بعد بلاد غور میں شہاب الدین کی شہادت کی غلط خبر پھیل گئی جس کے پس منظر میں شہاب الدین غلام قطب الدین ایبک تھا۔ جس نے یہ خبر مشہور کرا کے ملتان پر قبضہ کرلیا تھا۔

کھوکھروں کی بغاوت

لاہور اور ملتان کے درمیان پہاڑوں میں رہنے والی قوم کھوکھروں نے بغاوت کردی اور دن دیہاڑے مسافروں کو لوٹنے لگے۔ چنانچہ اس طرح غزنی اور لاہور کا راستہ خطرناک ہوگیا کسی کی جان مال محفوظ نہ رہا۔ شہاب الدین غوری نے پہلے ملتان پر قبضہ کیا پھر کھوکھروں کی سرکوبی کے لئے حملہ کردیا۔ موضع شاہ پور ضلع سرگودھا کے قریب ایک دن اور رات کی مسلسل لڑائی کے بعد کھوکھروں کو شکست اور ناکامی ہوئی۔ ان کی عورتیں اور بچے گرفتار ہوئے جو بعد میں فی کس پانچ پانچ دینار فروخت ہوئے۔ کھوکھروں کو شکست دینے کے بعد شہاب الدین غوری نے لاہور میں بڑا دربار منعقد کیا۔ اس دوران والی بامیان کو لکھ بھیجا کہ میرا ارادہ سمرقند پر حملہ کرنے کا ہے۔ لہٰذا فوجیں فراہم کرنے کے علاوہ دریائے جیحوں پر پل باندھ رکھو تاکہ فوجوں کو دریا عبور کرتے ہوئے دقت نہ ہو۔

ابن خلدون کے مطابق کوکریا کھوکھریا اور کفار تراہیہ پہاڑی قومیں تھیں۔ مذہباً یہ سب بت پرست اور مسلمانوں کے پکے دشمن تھے۔

خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کی غائبانہ امداد

شہاب الدین غوری کو جتنی بھی فتوحات ملی ہیں اور اس نے ہندوستان کو فتح کیا اور راجاؤں کو عبرتناک انجام تک پہنچایا یہ فیضان غریب نواز تھا۔ اگر اس حقیقت کا صحیح معنوں میں مشاہدہ کیا جائے کہ دو لاکھ فوج اور تیس ہزار ہاتھی کے مقابلے میں صرف مسلمانوں کی ایک لاکھ تعداد، دوسری طرف پورے ہندوستان کے ایک سو کے قریب بڑے بڑے راجے اور ایک طرف اکیلا شہاب الدین غوری تو پھر تسلیم کرنا پڑے گا کہ پس پردہ کوئی روحانی اور غائبانہ امداد تھی جو اسے کامیابی سے ہمکنار کر رہی تھی۔ راجہ

پرتھوی راج جو کہ تمام ہندو راجاؤں کا سربراہ اور والی اجمیر تھا۔ حضرت خواجہ خواجگان فخر کون و مکاں عطائے رسول سلطان الہند حضرت خواجہ سید محمد معین الدین اجمیری رحمتہ اللہ علیہ نے جب اس عالم کفر میں محبتوں کے چراغ جلائے اور اس ظلمت کدے کی وادی کو نور ایمان سے منور کر کے توحید کے جام پلائے تو راجہ پرتھوی راج نے سمجھ لیا کہ ہوسکتا ہے کہ یہ فقیر آنے والے وقتوں میں ہمارے حکومت کے لئے کوئی مسئلہ نہ کھڑا کر دے۔ چنانچہ اس نے سب سے پہلے رام دیو کو آپ کی خدمت میں بھیجا کہ وہ اپنے سفلی اور کالے علم کے ذریعے کوئی نقصان پہنچائے تاکہ غریب نواز رحمتہ اللہ علیہ یہ جگہ چھوڑنے پر مجبور ہو جائیں۔ رام دیو اپنے بڑے غضبناک گروہ کے ساتھ آپ کے در دولت پر پہنچا تو آپ کی پہلی نظر پڑنے کے دیر تھی کہ کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو گیا اور قدموں میں گر کر معافی کا خواستگار ہوا آپ نے اس کا نام رام دیو کی بجائے شادی دیو رکھ دیا۔ رام دیو کے مسلمان کا ہونے کا پرتھوی راج کو بہت شدید دھچکا لگا اور وہ مزید انتقامی کارروائیوں پر اتر آیا۔ اس نے اس کے بعد جے پال جوگی کو تیار کیا کہ وہ قوت آزمائی کرے۔

جے پال جوگی کا جادو اور پھر کلمہ پڑھ کر مسلمان ہونا

جے پال جوگی اپنے وقت کا نامی گرامی جادوگر تھا۔ سینکڑوں شاگرد اس کے پاس تھے۔ راجہ نے اسے پیغام بھیج کر بلایا تو وہ ہرن کی کھال پر اڑتا ہوا پہنچا اور اس کے شاگرد شیروں پر سوار اور ہاتھوں میں سانپوں کے کوڑے لئے ہوئے تھے۔ پرتھوی راج نے اس سے استدعا کی کہ وہ خواجہ غریب نواز رحمتہ اللہ علیہ اور ان کے قافلے کو نیست و نابود کر دے۔ اس نے ایک طوفان بدتمیزی برپا کیا اور ہاتھوں میں سانپ اور کچھ اس کے شاگرد آگ برسانے وال سانپ لئے ہوئے۔ تمام شاگرد شیروں پر سوار تھے۔ حضور غریب نواز رحمتہ اللہ علیہ نے جب شور کی آواز سنی تو اسے منع فرمایا مگر وہ باز نہ آیا تو مجبوراً خواجہ غریب نواز رحمتہ اللہ علیہ نے مٹھی بھر خاک زمین سے اٹھا کر ان ساحروں اور جادوگروں پر پھینک دی آناً فاناً تمام جادو کے کھیل وغیرہ بھسم ہو کر رہ گئے۔ جادوگر حیران و پریشان جے پال اپنے منتر جنتر پڑھ کر تھک گیا تو اس نے پھر حضور غریب نواز رحمتہ اللہ علیہ سے کہا کہ تم نے ہمیں زمین پر تو عاجز کر دیا لیکن تمہارا آسمان پر کامیاب ہونا محال ہے۔ لہٰذا اپنے آپ کو آفت میں نہ ڈالو وگرنہ میں آسمان کی جانب سے تمہارے اوپر ایسی آگ برساؤں گا کہ تم یاد رکھو گے۔ اس کی یہ بات سن کر حضرت خواجہ نواز رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا۔

تو کار زمین رانکو ساختی
که با آسماں تیز پر داختی

ترجمہ:۔تم نے زمین پورہ کر کیا کرلیا ہے کہ آسمان پراڑنے کی خواہش کررہے ہو۔

آپ کا جواب سن کر جے پال اور شرمندہ ہوا پھر غصے میں آ کر ہرن کی کھال پر سوار ہو کر آسمان کی جانب اڑنے لگا۔حتیٰ کہ لوگوں کی نظروں سے غائب ہو گیا۔

ادھر حضور غریب نواز رحمتہ اللہ علیہ نے اپنی جوتی کو حکم دیا کہ اوپر جاؤ اور اس کافر کو مار مار کر زمین پر گرادو اب حضرت غریب نواز رحمتہ اللہ علیہ کی جوتیاں آسمان پر گئیں اور جے پال جوگی کے سر اور منہ پر تڑاتڑ برسنے لگیں۔ بالآخر مجبور ناکام ہو کر غریب نواز رحمتہ اللہ علیہ کے قدموں میں گر گیا اور کلمہ پڑھ کر وہ بھی مسلمان ہو گیا اس کے شاگرد بھی اس کی پیروی کرتے ہوئے مسلمان ہو گئے اور خواجہ غریب نواز رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں تھوڑا ہی عرصہ رہے کہ ولایت کی دولت سے مالا مال ہو گئے۔ایک مرتبہ دوران عبادت وریاضت خواجہ غریب نواز سرکار رحمتہ اللہ علیہ نے پوچھا کہ تمہاری کوئی تمنا ہے تو بتاؤ پوری کردی جائے تو اس نے کہا میں چاہتا ہوں کہ میں ہمیشہ زندہ رہوں آپ نے بارگاہ الٰہی میں دعا کی تو فوراً آواز آئی معین الدین اس کے لئے جو مانگے گا عطا کروں گا۔آپ نے دعا کی یا اللہ اس میرے مرید کو حیات خضر عطا فرما آواز آئی معین الدین ہم نے تیری دعا قبول کرلیا ہے۔اس کو بشارت دے دو یہ قیامت تک زندہ رہے گا۔مگر نظر کسی کو نہیں آئے گا۔

حضور خواجہ غریب نواز سرکار رحمتہ اللہ علیہ نے بشارت دی اور اس کا نام جے پال جوگی سے بدل کر عبداللہ بیابانی رکھ دیا۔آپ کے بارے میں یہ مشہور ہے کہ آپ اجمیر شریف کے پہاڑوں میں رہتے ہیں اور بعض لوگوں سے آپ کی ملاقات بھی ہوئی ہے مگر کسی کو یہ معلوم نہ ہو سکا کہ یہ کون بزرگ ہیں۔آپ کے بارے میں یہ بھی مشہور ہے کہ آپ ہر شب جمعہ کو اپنے مرشد حضور خواجہ غریب نواز سرکار رحمتہ اللہ علیہ کے دربار پر حاضری دیتے ہیں۔آپ کے بارے میں ایک روایت یہ بھی ہے کہ کھنہ کاک پل ہائی وے روڈ راولپنڈی میں آپ کا مزار ہے جو کہ عبداللہ بیانی کے نام سے مشہور ہے۔اور اس جگہ کی نشاندہی عارف کامل شہنشاہ کلیام خواجہ فضل الدین کلیامی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمائی ہے۔واللہ اعلم بالصواب

جب شادی دیو اور جے پال جوگی ناکام اور مسلمان ہوئے تو راجہ کا تعصب اور ابھرا اس نے لوگوں پر ظلم وتشدد شروع کردیا۔راجہ کے ملازموں میں سے ایک ملازم حضور خواجہ غریب نواز سرکار رحمۃ

اللہ علیہ کا مرید بھی تھا۔ راجہ نے اس پر سختی شروع کر دی جب یہ بات حضور خواجہ غریب نواز سرکار رحمتہ اللہ علیہ کے علم میں آئی تو آپ نے اپنے خدام کے ذریعے راجہ کو پیغام بھیجا کہ وہ اس غریب آدمی پر ظلم بند کر دے۔ لیکن راجہ نے اس بات کا کوئی اثر نہ لیا۔ بلکہ یہ کہنے لگا کہ یہ کون ہے جو یہاں بیٹھ کر بزرگی کی باتیں کرنے لگا۔ جب قاصد نے راجہ کے رویہ کے بارے میں آپ سے عرض کیا تو جلال میں آ گئے اور فرمایا کہ رائے پتھورا کو ہم نے زندہ گرفتار کر کے لشکر اسلام کے حوالے کر دیا۔ چنانچہ تاریخ گواہ ہے کہ ایسا ہی ہوا کہ راجہ زندہ گرفتار ہوا اور سلطان شہاب الدین غوری نے اسے قتل کر دینے کا حکم دیا اور اسے قتل کر دیا گیا۔

پھر اُسی دن سے ہندوستان میں اسلام کی جڑیں مضبوط ہونے لگیں اور کفر و فساد کی بنیاد ختم ہو گئی۔ اس کے بعد خواجہ غریب نواز کی نگاہ پاک کا صدقہ پھر دوبارہ برصغیر پر کسی ہندو کی حکومت قائم نہ ہو سکی۔

سلطان شہاب الدین غوری کی اجمیر آمد ☆

ہندوستان کی فتح کے بعد سلطان شہاب الدین غوری کے لئے ہندوستان میں اسلامی حکومت کے قیام کا راستہ ہموار ہو گیا۔ سلطان شہاب الدین غوری کیکڑی کے راستے اجمیر کو روانہ ہوا جب دہلی پہنچا تو وہاں ان راجاؤں کے لڑکے جن کے باپ جنگ میں مارے گئے تھے۔ اظہار اطاعت کے لئے جمع تھے۔ سلطان ان سب کے ساتھ ترحم خسروانہ سے پیش آیا اور ان کو جاگیریں عطا کیں۔ پھر وہاں سے سیدھا اجمیر شریف پہنچا اور حضور خواجہ غریب نواز سرکار رحمتہ اللہ علیہ کی قدم بوسی کی حضور خواجہ غریب نواز سرکار رحمتہ اللہ علیہ نے اسے سینے سے لگایا اور فتح کی مبارکباد دی اسی دوران سلطان شہاب الدین غوری آپ کے دست حق پرست پر بیعت سے بھی مشرف ہوا۔ اور آپ سے دعائیں لے کر رخصت ہوا۔

سلطان غوری کی وفات ☆

سلطان شہاب الدین غوری جن کا اصل نام معز الدین بن سام عرف شہاب الدین غوری ہے۔ جب ہندوستان کو فتح کر چکے تھے تو سمرقند کو فتح کرنے کا پروگرام بنا کر لاہور سے نکل کر غزنی کے لئے روانہ ہوئے جب راستے میں کوٹ دھمیک کے نزدیک موضع مہر قلی چوہان تحصیل سوہاوہ ضلع جہلم ۲ شعبان المعظم کو پہنچے تو وہاں تھوڑا سا قیام کیا اس دوران فوج کے چند باغیوں نے بغاوت کر دی۔ انہوں نے رات کی تاریکی سے فائدہ اٹھاتے ہوئے سب سے پہلے آپ کے دربانوں کو زخمی کیا اور خیمہ کے

اندر جا کر خدام کو حرکت کرنے کا موقع نہ دیا۔ سلطان شہاب الدین غوری اس وقت عبادت میں مصروف نماز پڑھ رہے تھے کہ جب سجدے میں گئے تو انہوں نے آپ کو شہید کر دیا بعد ازاں آپ کے خدمت گاروں کو بھی شہید کر دیا۔

آپ کا وصال باکمال ۳ شعبان المعظم ۶۰۲ھ بمطابق ۱۵ مارچ ۱۲۰۶ء کو ہوا مزار پر انوار موضع چوہان کوٹ دھمیک تحصیل سوہاوہ ضلع جہلم میں مرجع خاص وعام ہے آپ کی شہادت پر کسی نے قطع تاریخ یوں لکھی ہے۔

شہادت ملک بحر و بر کہ از ابتدائے جہاں او بناید یک
سوم زنحرہ شعبان بسال شش صدو دونفادرد راغزین عنبر زل دھمیک

خطہ پوٹھوار میں سلطان غوری کے مزار کی نشاندہی کا انکشاف ☆

خانقاہ جلالیہ بھائی خان کے سجادہ نشین اور خاندان رسالت کے عظیم چشم و چراغ فخر السادات سید حبیب شاہ بخاری مدظلہ العالی نے ماہ دسمبر ۱۹۸۷ء کو خواب میں دیکھا کہ ایک جگہ اولیاء اللہ کثیر تعداد میں جمع ہیں تو انہوں نے کسی سے پوچھا کہ یہ نورانی چہروں والی ہستیاں کون ہیں اور کیوں جمع ہیں۔ تو کسی نے بتایا کہ یہ سلطان شہاب الدین غوری کے ایصال ثواب کی محفل اور شرکت کرنے والوں سلطان الہند حضرت خواجہ سید معین الدین حسن سنجری رحمتہ اللہ علیہ اور سرتاج اولیاء حضور غوث پاک رحمتہ اللہ علیہ ہیں اور دیگر اولیائے کاملین ہیں بات خواب کی تھی آئی گئی ہوگئی۔

ایک دن سید حبیب شاہ صاحب کو جو کہ انجمن شعرائے بیت مرکز پوٹھوار کے صدر بھی ہیں۔ انجمن کے کسی کام سے معاونین سے ملاقات کے لئے موضع کروٹہ جانا پڑا۔ جب ویگن میں سوار ہو کر سوہاوہ شہر سے باہر کروٹہ کی طرف روانہ ہوئے تو اچانک ویگن خراب ہوگئی۔ ڈرائیور نے بتایا کہ اس کا پرزہ ٹوٹ گیا اب بندہ یہاں سے سوہاوہ جائے گا۔ پرزہ لائے گا پھر شاید گاڑی ٹھیک ہو سکے گی۔

اس زمانے میں اس سڑک پر آمد و رفت کا کوئی خاصہ انتظام نہ تھا ایک دو ویگن تھیں جو آتی جاتی رہتیں۔

سید حبیب شاہ صاحب چونکہ بڑے مجاہد شخص ہیں۔ انہوں نے سوچا کہ تین کلومیٹر کا راستہ باقی ہے چلو پیدل ہی چلتے ہیں۔ ابھی ڈیڑھ کلومیٹر چلے ہوں گے کہ اچانک کسی وجہ سے پیچھے مڑ کر دیکھا تو

آپ کی نظر دو پھلائی کے درختوں کے سائے میں ایک چھوٹی سے ٹیکری پر ایک قبر پر پڑی آپ آگے بڑھے جب غور کیا تو معلوم ہوا کہ یہ عظیم قبر تو فاتح ہند سلطان شہاب الدین غوری کی ہے۔ قبر پر نظر کیا پڑی پھر وہ رات کے خواب والی محفل اور سلطان الہند اور شہنشاہ بغداد کی زیارت والا تمام ماجرہ سلسلہ سامنے نظر آنے لگا۔

سوہاوہ سے کوٹ دھمیک کی طرف مڑتے ہی تقریباً ۶ کلومیٹر دور یہ مقبرہ ہے۔

سید حبیب شاہ صاحب نے اس خواب کو عرس غوری کی بشارت جانا اور اسی شام کو موضع کروٹھ میں اپنے احباب کے صلاح مشورے کے بعد ۱۵ مارچ ۱۹۸۸ء کو سلطان شہاب الدین غوری شہید کا پہلا عرس ان کے مزار واقع دھمیک موضع چوہان میں شروع کیا۔ بعد ازاں یہ سلسلہ سال بہ سال ہوتا رہا اور ابھی تک جاری وساری ہے۔

شہاب الدین غوری اور ڈاکٹر قدیر خان ☆

ممتاز سائنس دان اور ایٹمی قوت کے حوالے سے پوری دنیا میں پاکستان کی پہچان جناب ڈاکٹر عبدالقدیر خان کے آباؤاجداد کا چونکہ سلطان شہاب الدین غوری شہید سے بہت بڑا تعلق ہے اور ڈاکٹر قدیر خان کے آباؤاجداد غوری شہید کے لشکر کے سپہ سالار تھے یہی وجہ ہے کہ ڈاکٹر عبدالقدیر خان نے میزائل کا نام غوری رکھا ہے۔ جب ڈاکٹر قدیر خان کے علم میں یہ بات آئی کہ سلطان شہاب الدین محمد غوری شہید کا مزار موضع چوہان دھمیک تحصیل سوہاوہ میں ہے تو انہوں نے پوری تحقیق کے بعد مطمئن ہو کر ۱۳ ستمبر ۱۹۹۴ء میں باقاعدہ آپ کے مقبرے کی تعمیر کا آغاز کیا۔

پونے دو کروڑ کی لاگت سے ۶۲ فٹ اونچا مقبرہ تعمیر کرایا جو اڑھائی ایکڑ اراضی پر پھیلا ہوا ہے۔ اس کے ساتھ شاندار مسجد ریسٹ ہاؤس پانی کا کنواں بنوادیا ہے۔ ہزاروں افراد ہر سال اپریل میں عرس کے موقع پر شرکت کرتے ہیں۔

آباد خدا رکھے میخانہ محمد کا ﷺ

حضرت پیر سید محمد ولایت شاہ نقشبندی رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆

شہنشاہ ولایت، امام الاولیا، شمس الاصفیا حضرت پیر سید محمد ولایت شاہ نقشبندی رحمتہ اللہ علیہ موضع چک عبدالخالق المعروف سیداں شریف متصل دینہ تحصیل و ضلع جہلم میں آفتاب ولایت حضرت حافظ پیر سید محمد علی شاہ رحمتہ اللہ علیہ کے گھر آپ کی ولادت ہوئی۔ آپ کے جد اعلیٰ حضرت پیر طریقت آفتاب شریعت حضرت پیر سید گلاب شاہ رحمتہ اللہ علیہ اور آپ کے والد گرامی اپنے زمانے کے قطب الاقطاب تھے۔ سادات کا یہ گھرانہ شروع سے ہی اس علاقہ کو روحانی فیوض و برکات سے مستفید کر رہا تھا کہ اس چمن کے عظیم پھول حضرت پیر سید محمد ولایت شاہ رحمتہ اللہ علیہ وعرفان کا مرکز و گہوارہ بن گیا آپ کے آباؤ اجداد کے خطہ پوٹھوار اور بالخصوص آزاد کشمیر میں لاتعداد عقیدت مندان اور بے شمار مریدین تھے۔ اس خاندان کے بزرگوں کا فیضان عام تھا۔ جہاں جہاں سے اس خاندان کا کوئی فرد گزرتا گیا اس اس جگہ کو روحانی انوار سے منور کرتا گیا اسی طرح آپ نے بھی اپنے بزرگوں کے مشن کو آگے بڑھانے کا سلسلہ جاری رکھا۔

بیعت وخلافت ☆

آپ نے روحانی منازل اپنے جد اعلیٰ سراج الملت حضرت پیر سید گلاب شاہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ اور اپنے والد بزرگوار حضرت قطب الاقطاب جناب پیر سید محمد علی شاہ رحمتہ اللہ علیہ سے طے کیں۔ لیکن جب مرشد کامل کی جستجو ہوئی تو پیر طریقت قطب الاقطاب خواجہ محمد قاسم صادق موہڑوی نے آپ کو دیکھتے ہی ارشاد فرمایا کہ شاہ صاحب آپ نے سلوک کی تمام منزلیں تو پہلے ہی طے کی ہوئی ہیں۔ اس کے بعد آپ کو اپنے دست مبارک پر شرف بیعت سے مشرف فرما کر دستار خلافت سے نوازا اور اجازت بیعت وارشاد عطا کی۔

سیرت وکردار ☆

آپ دین ودنیا میں یکتائے روزگار تھے۔ جہاں آپ اپنے ہزارہا مریدین کو روحانیت کی تعلیم دیتے اور راہ سلوک میں کامل بنا دیتے۔ وہاں سینکڑوں دنیادار بھی آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر

دامن مراد کو بھرتے اور شاداں وفرحاں لوٹتے تھے۔ آپ اپنی نگاہ کرم سے دوسروں میں جان ڈال دیتے تھے۔ اور ایک سنگ دل انسان بھی آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر عقیدت و محبت کا سبق سیکھ لیتا تھا اور ہمیشہ ہمیشہ کے لئے آپ کا گرویدہ احسان ہو جاتا تھا۔ آپ کی زندگی کا ہر ہر سانس طالبان حق کو دعوت تبلیغ دینے میں گزرتا تھا۔ تمام عمر شریعت و طریقت کی پاسداری آپ کا شعار رہا کبھی بھی کوئی کام خلاف شریعت سرزد نہ ہوا آپ انتہائی درجہ کے متقی و پرہیزگار، عبادت گزار، نیک و پارسا تھے اخلاق محمدی کا عملی نمونہ تھے۔ صبر و استقامت میں بے مثل و بے مثال تھے۔

وصال باکمال ☆

آپ کا وصال باکمال مورخہ ۱۲ شوال المکرّم ۱۳۸۵ھ بمطابق ۳ فروری ۱۹۶۶ء بروز جمعرات ہوا۔ مزار پرانوار موضع چک عبدالخالق المعروف سیداں شریف متصل تحصیل دینہ ضلع جہلم میں مرجع خاص و عام ہے۔ آپ کے مزار کے ساتھ آپ کے والد گرامی اور دادا بزرگوار کے مزارات بھی بنے ہوئے ہیں۔

آباد خدا رکھے میخانہ محمد کا ﷺ

حضرت خواجہ صوفی محمد اسلم نقشبندی رحمتہ اللہ علیہ

ولادت باسعادت وتعارف ☆

غریق دریائے رحمت، مقتدائے ارباب ویقین رئیس قوم، حضرت خواجہ صوفی محمد اسلم نقشبندی شادپوری رحمتہ اللہ علیہ کی ولادت ۱۴ اپریل ۱۹۳۴ء بروز پیر صبح کے وقت وادی کشمیر میں ہوئی ابتدائی تعلیم آپ نے آبائی گاؤں میں حاصل کی اکثر آپ علماء اور مشائخ کی صحبت میں بیٹھتے ان سے مذہبی، روحانی مسائل پر گفت وشنید فرماتے آپ کو بچپن سے ہی نماز، روزہ دیگر مذہبی امور میں دلچسپی تھی اس لئے کہ آپ ہوش سنبھالتے ہی پابند صوم وصلوٰۃ تھے چونکہ آپ کے آباؤاجداد بھی خدارسیدہ بزرگ تھے۔ اہل کشمیر ان سے روحانی اکتساب فیض کرتے تھے آپ کا جملہ خاندان مذہبی گھرانہ کہلاتا تھا۔ آپ کے اجداد کی تربیت ہی کا اثر تھا۔ کہ آپ نوجوانی میں ہی کھیل کود دنیا کے لہو ولعب سے دور رہتے اور آپ کے دل میں دینی مذہبی امور کا حد درجہ اشتیاق تھا آپ قلبی طور پر اولیائے کاملین سے عقیدت رکھتے تھے۔ اور اللہ والوں کی جستجو میں ہر وقت رہتے تھے پھر ایک وقت آیا کہ آپ بارگاہ ولایت میں حاضر ہوئے۔

بیعت وخلافت ☆

یکم اکتوبر ۱۹۸۷ء کو حضرت قبلہ عالم سلطان اولیاء سرکار خواجہ صوفی نواب الدین علیہ الرحمۃ دربار عالیہ موہری شریف کے دست حق پرست پر بیعت (مرید) ہوئے اور تھوڑے ہی عرصے کے بعد سلسلہ عالیہ نقشبندیہ، مجددیہ، نوابیہ، معصومیہ کی اجازت وخلافت سے سرفراز فرمائے گئے اور باقاعدہ دربار عالیہ موہری شریف میں جبہ ودستار سے آپ کو نوازا گیا۔

تبلیغ اسلام کے لئے برطانیہ روانگی ☆

پیر ومرشد کے حکم سے آپ ۱۵ اکتوبر ۱۹۶۳ء کو برائے تبلیغ دین اسلام برطانیہ (یورپ) تشریف لے گئے یورپ پہنچ کر جب آپ تبلیغ اسلام کے ساتھ رزق حلال کمانے میں مشغول ہوئے تو دیکھا کہ برطانیہ میں رہنے والے مسلمان صوم وصلوٰۃ کی ادائیگی کے سلسلہ میں از حد پریشان ہیں انہوں نے آپ کی خدمت میں عرض کیا کہ حضرت اگر آپ ہم پر شفقت فرمائیں تو ہمیں پنجگانہ نماز پڑھا دیا کریں ان

دنوں آپ برطانیہ کے دارالخلافہ شہر لندن میں قیام پذیر تھے۔ آپ نے اہل اسلام کی تکلیف کا احساس فرماتے ہوئے انہیں پنجگانہ نماز جمعتہ المبارک اور نماز عیدین پڑھانا شروع کر دیں اور اس کام کا آپ بالکل معاوضہ نہ لیتے تھے جب لوگ وظیفہ کا اسرار کرتے تو آپ فرماتے اس رقم کو آپ لوگ مذہبی اور دینی کاموں پر صرف کریں مجھ پر اللہ تعالیٰ کا فضل اور اُس کے حبیب علیہ السلام کا کرم ہے۔ اس لئے کہ میں خود اپنے دونوں ہاتھوں سے محنت کر کے رزق حلال کماتا ہوں جو کہ میرے اور میرے اہل خانہ اور دوستوں کے لئے کافی ہو جاتا ہے آپ نے مسلسل کئی سال لوگوں کو نمازیں پڑھائیں اور خطبات دیئے جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ تھوڑے ہی عرصہ میں نمازیوں کی تعداد انتہا کو پہنچ گئی۔

لندن میں سلسلہ طریقت کی خدمات ☆

ادھر سلسلہ طریقت کا کام بھی ساتھ ساتھ شروع تھا۔ پیرو مرشد کے حکم سے ہر خاص و عام کو پیغام حق بھی پہنچاتے سلسلہ کے معمولات کے مطابق ختم خواجگان شجرہ شریف محفل ذکر الٰہی کا خصوصی طور پر ہفتہ وار انتظام فرماتے جس میں آپ خود ہی ختم شریف اور شجرہ پاک پڑھتے نعتیہ کلام کے ساتھ آپ مرشد کامل کی شان میں منقبت کے اشعار کا نذرانہ بھی لکھتے اور خود ہی اہل مجلس کو پڑھ کر سناتے آپ کی آواز میں حد درجہ کی خوش گوئی تھی۔ آپ اگر نظماً اشعار فرماتے تو سامعین پر ایک روحانی اور وجدانی کیفیت طاری ہو جاتی ہے۔ آپ کی آواز مبارک میں ایک جادو آنہ انداز پیدا ہو جاتا تھا۔ حاضرین متمنی ہوتے تھے کہ حضرت پھر سے اپنے کلام سے ہمیں محظوظ فرمائیں۔ لندن اور اس کے گرد و نواح میں سینکڑوں کی تعداد میں لوگ حاضر ہوتے اور آپ کے فیوض و برکات سے مالا مال ہو کر جاتے غیر مذاہب بھی مجلس ذکر میں آتے تو مشرف بااسلام و باایمان ہو کر جاتے آپ کی محنت نے وہ رنگ دکھایا جو نوجوان، کلبوں اور قہوہ خانوں کی زینت بنے ہوئے تھے وہ نوجوان آپ کی صحبت پاک کی برکت سے پنجگانہ نماز کے پابند ہوئے۔ صحیح انسانیت کا روپ دھارا انگریز کی دوستی اور اس کے لباس کو تار تار کیا۔ اسلام کا لبادہ اوڑھا۔ ان کی عادات درست ہوئیں ان کا لباس صحیح ہوا۔ ان کی نظروں میں پاکیزگی آئی باشرع ہوئے یہود و نصاریٰ کے تمدن و تہذیب کو ٹھکرایا، اپنے چہروں پر سنت مصطفوی صلی اللہ علیہ وسلم کو سجایا۔ آپ کی محبت نے ہر شے کی طلب کو ان سے چھڑوا دیا جو نوجوان دنیا کی ہنگامہ آرائی میں خوش رہتے تھے وہ ذکر و فکر کی یکسوئی میں دلچسپی لینے لگے غرضیکہ جن دلوں میں اغیار کی محبتوں نے ڈیرے جما رکھے تھے آپ کی صحبت سے صدقِ دل معرفت الٰہی اور عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے سمندر میں غوطہ آرائی اور حلقۂ ذکر و فکر میں نغمہ سرائی کرنے لگے یہ شیخ کامل کی نظر جس نے مس خام کو کیمیا بنا کر رکھ دیا۔ اس لئے کہ جس قلب و روح میں کدورتیں، نفرتیں اور راہ سلوک سے دوریاں تھیں اب ان ہی دلوں میں

نگاہ پاک نے محبتیں، الفتیں اور نزدیکیاں پیدا کر دیں۔

جو لوگ بے راہ، گمراہ، بے کار، تہذیب یورپ کے دلدادہ تھے جن کی شکلوں کو دیکھا جائے تو ایسے معلوم ہوتا تھا۔ بقول شاعر:

وضع میں تم ہو نصاریٰ تو تمدن میں ہنود
یہ وہ مسلماں ہیں جنہیں دیکھ کے شرمائیں یہود

یہ تو یہود و نصاریٰ کی تہذیب کے رنگ تھے جس تہذیب نے نوجوان نسل کے حلئے بگاڑ کر رکھ دیئے تھے۔ جو معصوم چہروں پر بجائے جذب نظر کے، دہشت شیطانی اور وحشت حیوانی نمایاں تھی اور گناہوں کے بدنما داغ ابھر رہے تھے۔ قریب تھا کہ یہ نئی نسل اسلامی حدود سے کہیں دور جا گرتی اور ہمیشہ کے لئے صفوف لشکر اسلامیہ سے ان کے نام و نشان تک مٹ جاتے۔

خراب کر گئی شاہین بچے کو صحبت زاغ کے مصداق

نہ ماں باپ کا ادب نہ استاد کا پاس، نہ حیائے دین اور نہ ہی شرم نبی صلی اللہ علیہ وسلم نہ ہی سحر گاہی سے واقف نہ قیام و قعود کا پتہ نہ ہی رکوع و سجود سے ناطہ، غرضیکہ ارکان اسلام کی دولت سے بھی پہلو تہی اور معرفت خداوندی سے بھی محرومی، نہ عظمت قرآن سے برکت نہ رفعت ایمان سے فائدہ باوجودیکہ تہذیب نو کی یلغار اور کلچرل نصاریٰ کی مار نے نسل انسانی کو تباہی کے کنارے پر لا کھڑا کیا۔ پھر یورپ کی رنگینیاں قلب و ذہن میں اس طرح سما چکی تھیں کہ ان کی واپسی مشکل تھی مگر ایسے حالات میں مرد خدا حضرت خواجہ پیر محمد اسلم رحمتہ اللہ علیہ کی ذات قوم کے نونہالوں کی زندگیوں کو جرائم کے گڑھوں سے نکالنے کے کام آئی۔ آپ کی نگاہ جدھر اٹھی انسانیت کے قلب و روح کی طہارت و نفاست کا سبب بنی تہذیب یورپ کے جو دلدادہ تھے۔ آپ کی صحبت اور مجلس پاک کی وجہ سے باکمال انسان بن گئے۔ ایمان کی چاشنی ملی اور عرفان کی روشنی سے بہرور ہوئے کلب کی کشش دور ہوئی۔ خیالات پاکیزہ ہوئے، طاغوتی غلبہ دور ہوا، پھر وہی اذہان شریعت مطہرہ کی خوشبو سے خوشبودار ہوئے عرفان الٰہی اور عشق مصطفوی صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشبوئیں ہر سو پھیلنے لگیں جو نوجوان مساجد کو دیکھنا پسند نہیں کرتے تھے اب وہی نوجوان مسجدوں کی زینت بننے لگے۔ دیکھتے ہی دیکھتے ہزاروں کی تعداد میں بے راہ روی کا شکار ہونے والے نوجوان آپ کی صحبت کی برکت سے پانچ وقت کے نمازی، صوفی، حاجی کہلانے لگے وہ چہرے جو وحشت و دہشت کا شکار تھے وہی چہرے اب سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت سے نورانی ہو چکے ہیں جن لوگوں کے دل و دماغ سوز و عشق سے خالی تھے انہی دماغوں کی سوچ حق حق ہے اور انہی

دلوں کی آواز اور نغمہ سرائی اللہ ہو ہے اللہ رب العزت نے اُن کے حالات اس لئے درست فرمائے کہ آپ کی نگاہ ولایت نے ان کے دل کی دنیا کو بدل کر رکھ دیا۔

آپ کی ذات والا صفات نے جتنا طریقت کا کام یورپ میں کیا کوئی دوسرا انسان اب تک وہ کام نہ کر سکا یورپ یا دوسری بیرونی دنیا میں ذکر الٰہی کی صدائیں بلند ہو رہی ہیں۔ اس سلسلہ میں آپ کو ہی خراج تحسین پیش کیا جائے گا۔ قبلہ عالم حضرت صوفی نواب الدین رحمتہ اللہ علیہ نے دربار عالیہ موہری شریف کھاریاں پاکستان سے پیغام حق کو ذکر الٰہی اور شریعت مطہرہ کی پابندی کو دنیا والوں کے سامنے مشن مقدس کے طور پر پیش فرمایا تو اس پاک مشن کی تکمیل کے لئے حضرت خواجہ صوفی محمد اسلم رحمتہ اللہ علیہ کا انتخاب اللہ تعالیٰ نے فرمایا اور کما حقہ آپ نے مرشد کامل کے مشن کو ارادۂ تکمیل تک پہنچا کر دکھا دیا۔ جب لوگ ہزاروں کی تعداد میں ۔۔روں آیات ربانی کے لکھے ہوئے بینر اور نعتیہ اشعار کے ساتھ مزین سبز جھنڈے انگلینڈ کی عام گلی کوچوں میں لے کر نکلتے ہیں پھر ساتھ ہی ذکر الٰہی کی نغمہ سرائی ہوتی ہے تو ایسے معلوم ہوتا ہے کہ جیسے وادی کفرستان میں ہزاروں سال پہلے سے ہی اسلام کی رنگینیاں موجود ہیں آپ نے سرزمین کفر پر ایسے لشکر اصفیاء پیدا فرمادیئے کہ جن کی پاکیزہ ریلی دیکھ کر خود بخود کافر و مشرک حلقہ بگوش اسلام ہوتے چلے جاتے ہیں۔

شیخ کاملِ کی محبت ☆

آپ اپنے شیخ کامل کے سچے عاشق اور نیاز مند مرید ہونے کے ساتھ ساتھ اپنے پیر کامل کی مکمل تصویر بھی ہیں اسی لئے آپ کو فنافی الشیخیت کا مقام حاصل ہے۔ جو مرید اپنے شیخ کی ذات کی خلوت و جلوت کے جلوؤں میں گم ہو جائے تو اس کو فنافی الشیخ کہا جاتا ہے۔ پھر وہی انسان فنافی الرسول صلی اللہ علیہ وسلم اور فنافی اللہ کے مقام پر فائز سمجھا جاتا ہے۔

پیر کامل صورت ظل الٰہ۔ یعنی دید پیر دید کبریا ☆

واقعی آپ نے اپنے شیخ کی ذات میں گم ہو کر کائنات ارضی وسماوی کی بسیط فضاؤں میں پرواز فرمائی کہ رہتی دنیا تک طریقت کے نورانی جھنڈے زمین کی فضاؤں اور آسمانوں کی بلندیوں میں لہراتے رہیں گے۔ خداوند قدوس آپ کے سلسلہ عالیہ کو مزید کامرانیوں سے نوازے۔ آمین۔

ایں سعادت بزور بازو نیست . تانجشد خدائے بخشندہ

آپ نے اپنے عقیدت مندوں کے حلقہ میں محبت کی وہ روح پھونکی جو شخص ایک دفعہ ان یاران

نکتہ داں کو دیکھ لیتا خود بخود ہی حلقہ ارادت میں شامل ہو کر ذاکر اور صوفی بن جاتا۔ آپ کے خدام آپ ہی کی طرح ملت اسلامیہ کے لئے اپنا تن، من، دھن قربان کئے ہوئے ہیں۔ آپ کے درویش عقیدت مند، مریدین اور خلفاء دنیائے جہاں کے ہر خطہ میں موجود ہیں اور ذکر الٰہی کے حلقے جمار کھے ہیں۔ انسانی رشد وہدایت کے لئے حلقے بہت بڑے سبب ہیں اس لئے کہ ان ذکر کے حلقوں کے لئے آقائے نامدار سیدنا احمد مجتبیٰ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طرح ارشاد فرمایا ہے۔

واذمررتم برياض الجنة فارتعو هو حلقوالذكر

ترجمہ: نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اے غلاموں جب تم جنت کے باغیچوں کے پاس سے گزرو تو کچھ کھا پی لیا کرو۔ صحابہ کبار نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جنتی باغیچوں سے کیا مراد ہے۔ آپ نے فرمایا کہ وہ ذکر الٰہی کے حلقے ہیں جو کہ تمہاری روح کے لئے مکمل غذا ہیں۔ سبحان اللہ کتنی بڑی بات ہے۔ اور کتنا بڑا کریڈٹ حضرت خواجہ محمد اسلم نقشبندی رحمتہ اللہ علیہ کی ذات کو جاتا ہے کہ آپ کی وجہ سے دنیا میں یہ مقدس حلقے قائم ہیں اور غذائے روح کے علاوہ انسان کی ہدایت کے مکمل اسباب ہیں۔ تو اس سے بڑی اور کس طرح تبلیغ ہو سکتی ہے۔ اصل طریقہ تبلیغ اسلام یہی ہے۔ جس طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور صحاب رسول اسلام کی تبلیغ فرماتے وہ تبلیغ اور وہی دستور ہیں کہ انسان اپنی حیات روح کو پالیتا ہے۔

آپ کی علمی خدمات ☆

حضرت صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے اہل اسلام کے لئے وہ کام کئے جو ہمیشہ کے لئے ہر نسل انسانی فائدہ اٹھاتی رہے گی۔ آپ نے سنہری کارناموں میں دو کام ایسے فرمائے ہیں کہ جنہیں دیکھ کر اپنے تو اپنے بیگانے بھی خوش ہوتے ہیں۔ ایک تو آپ نے آستانہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ نوابیہ بلیک برن برطانیہ میں اسلامی سنٹر قائم فرمایا جس کا نام جامعہ نقشبندیہ اسلمیہ سپر چوئل سنٹر ہے۔ جس میں سینکڑوں کی تعداد میں بچے قرآن پاک کی تعلیم حاصل کر رہے ہیں اور مکمل دینی، مذہبی اور روحانی تعلیم حاصل کر کے عالم حافظ قرآن، صوفی اور عارف باللہ بن کر دنیا کے گوشۂ گوشۂ میں تعلیم اسلام سے لوگوں کو بہرور کر رہے ہیں۔

دربار عالیہ شاد پور شریف ٹاہلیاں والا جہلم پاکستان میں جو آپ نے آستانہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ نوابیہ قائم فرمایا ہے۔ وہ بھی اپنی مثال آپ ہے۔ دیکھنے والے حیرت میں پڑ جاتے ہیں۔

دریائے جہلم کے بالکل کنارے پر پھولوں سے بجی بستی خوشبودار آبادی ہے۔ دریائے جہلم میں طغیانی آتی ہے تو اس کی لہریں مارے عقیدت کے اس آستانہ عالیہ کی دہلیز پر بوسہ زن ہوتیں ہیں۔ دیکھنے والے سمجھتے ہیں آنے والی دریائی لہر اپنا کام دکھائے گی اور ساری بستی کو اپنی لپیٹ میں لے لے گی مگر جب طغیانی اپنا رخ بدلتی ہے اور فضا اپنے اصل حال پر آتی ہے تو بستی ساری کی ساری محفوظ نظر آتی ہے جب کہ مضافات جہلم سیلاب کی زد میں ہوتے ہیں اور دریائی لہریں دربار عالیہ کی چوکھٹ پر سلامی دے کر واپس جاتی ہوئی نظر آتی ہیں۔ یہ آستانہ عالیہ کی چوکھٹ کا کمال ہے۔ کہ دریا کا پانی بجائے آگے جانے کے واپسی کا رخ بدلتا ہے ورنہ

دریا کو اپنی موج کی طغیانیوں سے کام
بیڑا کسی کا پار ہو یا درمیان رہے

سرکار کی دہلیز کا یہ کمال ہے کہ طوفان سیلاب سے شہر کو بچائے رکھتی ہے۔ اور سرکار خواجہ حضور کی ذات کا یہ کمال ہے کہ خداوند قدوس نے ان کی ذات کی برکت کے صدقے ساری دنیا کو آفات و بلیات سے محفوظ کیا ہوا ہے۔

اولیاء راہست قدرت ازالہ
تیرجستہ باز گر دانند زراہ

اس آستانہ عالیہ کی پاک ایک عظیم شاہکار ہے۔ اور دیکھنے والے کو پرشکوہ منظر نظر آتا ہے۔ عقیدت مندوں اور مریدین کے لئے ذکر پاک کی مجالس کے لئے ایسا اہتمام کیا گیا ہے۔ کہ ذاکرین دربار شریف کے کھلے احاطہ میں بیٹھ کر ذکر الٰہی کی برکات سے خوب مالا مال ہو سکیں۔ مہمان دوستوں کے لئے بہت بڑا مہمان خانہ تعمیر کیا گیا ہے جس کا واحد مقصد صرف یہ ہے کہ جو حضرات آستانہ عالیہ کی حاضری کے لئے حاضر ہوتے ہیں ان کو کوئی تکلیف نہ ہو اس طرح لنگر پاک کے لئے لنگر خانہ مکمل ہے۔ دوستوں کے لئے وضو اور غسل کے اعلیٰ قسم کے انتظامات مکمل ہو چکے ہیں دربار عالیہ کی مینا کاری اور باہر کا رنگ و روغن اور ماربل کی زیب و زینت انسان کی آنکھوں میں رعنائی اور دل میں فرحت پیدا کرتی ہے۔ سالانہ عرس پاک یا ماہانہ مجلس پاک کے پروگرام میں حاضری کے دوران حاضر ہونے والے احباب دربار شریف کے دلان میں بیٹھ کر یوں محسوس کرتے ہیں کہ ہم جنت کی کیاریوں میں بیٹھ کر رحمت رب سے لطف اندوز ہو رہے ہیں۔ مقدس درگاہ کی حسین وجمیل فضا نزہت ذہن اور فرحت

قلب پیدا کرتی ہے۔

انشاءاللہ ان مراکز میں آنے والی آئندہ نسلیں بھی فیض یاب ہوتی رہیں گی۔

وصال باکمال ☆

آپ کا وصال باکمال ۱۲اپریل ۱۹۹۹ء کو لندن بلیک برن میں ہوا آپ کا جسد خاکی ۱۶اپریل کو جہلم لایا گیا ہزاروں افراد نے نماز جنازہ میں شرکت کی۔ آپ کا مزار آپ کی بنائی ہوئی مسجد جامع مسجد نقشبندیہ اسلمیہ کے قریب ہی مرجع خاص وعام ہے۔

فقیر راقم الحروف نے آپ کے مزار پر حاضری بھی دی ہے اور آپ کی ظاہری حیات مبارک میں آپ سے ایک پروگرام میں ملاقات کا شرف بھی حاصل کیا ہے۔

آباد خدا رکھے میخانہ محمد کا ﷺ

حضرت پیر صوفی فرزند علی صابری رحمۃ اللہ علیہ

تعارف ☆

پیکر تسلیم و رضا، مجسمہ مہر و فا، آشنائے رموز اسرارِ حقیقت و معرفت، شمع قصر ہدایت، مست الست جمال احدیت وحمدیت، آثار ولایتش ظاہر و خاص و عام بے دلیل، سلطان ارباب مشاہدہ پیر طریقت حضرت صوفی فرزند علی چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ بحر گنج اسرار طریقت و شریعت ہیں۔

آپ موضع بیبال ضلع انبالہ انڈیا کے ایک متوسط قریشی خاندان کے معزز فرد جناب رحمت علی قریشی کے گھر پیدا ہوئے۔ گھر کا ماحول چونکہ شروع ہی سے مذہبی تھا۔ اس لیے آپ کے والدین نے آپ کو سب سے پہلی تعلیم اپنے علاقہ کی مرکزی جامع مسجد بیبال میں معروف صوفی بزرگ حضرت فیض عالم حافظ فیض محمد چشتی صابری علیہ الرحمۃ کے پاس دلوائی جہاں آپ نے بہت جلد اپنی محنت شاقہ اور استاد محترم کی خصوصی توجہ سے جلد ہی قرآن کریم مکمل کرلیا۔

آپ کے ماموں چونکہ بے اولاد اور بہت بڑے ٹھیکیدار تھے۔ انہوں نے آپ کے والدین کی تمام اولاد یعنی آپ کے چاروں بہن بھائیوں کو گود لے لیا۔ قیام پاکستان سے قبل ہی جہلم آ کر انہوں نے ٹھیکیداری ہی کے شعبے کو اپنالیا تھا۔

آپ نے دنیاوی تعلیم جہلم میں ہی حاصل کی اور تعلیم سے فراغت پا کر اپنے ماموں کے ساتھ مل کر کاروبار میں ہاتھ بٹانا چاہا مگر آپ کے ماموں نے آپ کو محکمہ پولیس میں بھرتی کروا دیا۔ پولیس کے محکمہ میں بھرتی تو ہو گئے مگر چونکہ یہ محکمہ آپ کی طبیعت اور مزاج کے موافق نہ تھا اس لیے جلد ہی نوکری کو خیر باد کہہ دیا۔ جس وقت آپ کی بڑی ہمشیرہ کی شادی یو۔پی انڈیا کے ایک معزز خاندان میں طے ہوئی تو آپ پھر دوبارہ انڈیا ضلع انبالہ تشریف لے گئے اور پھر نئے سرے سے اپنے پرانے گھروں کو آباد کیا اور دوبارہ سے اپنا کاروباری نظامِ زندگی سنبھالا۔ اسی دوران دونوں بہنوں کی شادیوں کی ذمہ داری سے بھی سبکدوش ہوئے اور بڑے ہی اچھے انداز میں خوشحالی کے ساتھ گزر بسر کرتے رہے۔

قیام پاکستان اور ہجرت کوٹ ادو میں قیام ☆

جب قیام پاکستان کا اعلان ہوا تو آپ اپنے والدین اور چھوٹے بھائی جناب صوفی نور محمد

صابری اور دیگر اہلِ خانہ کے ہمراہ موضع بیہال ضلع انبالہ سے ہجرت کر کے کوٹ ادو ضلع مظفر گڑھ کے علاقے پاکستان تشریف لے آئے۔ اور کوٹ ادو کے مہاجرین کے کیمپ میں قیام پذیر ہوئے۔

چونکہ آپ ۱۹۳۶ء کے زمانے میں اپنے ماموں کے ساتھ جہلم میں قیام فرما چکے تھے۔ اس لیے وہاں کے لوگوں کے دلوں میں آپ کی عظمت آشکار تھی۔

جہلم کے ایک معزز کاروباری شخص شیخ کمال الدین کو جب آپ کے گھرانے کی ہجرت اور کوٹ ادو میں قیام کا علم ہوا تو وہ جہلم سے خود چل کر کوٹ ادو گئے اور آپ کو دوبارہ جہلم شہر باغ محلہ میں لے آئے۔ جہلم آ کر آپ ایک ٹرانسپورٹ کمپنی کے دفتر میں ملازم ہو گئے۔ آپ کی دیانت و امانت اور صاف ستھری گفتگو سے کمپنی کے مالک مرزا مظہر الحق پر بہت اچھے تاثرات مرتب ہوئے۔ وہ دل و جان سے آپ کا احترام اور آپ کی ذات پر ہر معاملے میں مکمل اعتماد کرتے تھے۔

بلدیاتی انتخاب اور سیاسی زندگی ☆

چونکہ آپ کی نیک نامی اور ذاتی صلاحیت پورے جہلم شہر میں مسلم تھی اور آپ ہمہ صفت موصوف تھے۔ بلدیاتی انتخابات کا عمل شروع ہوا تو تمام برادری اور اہلِ محلہ اور معززین نے اس اہم کام اور علاقہ کے مسائل کے حل کے لیے آپ کو بلدیاتی انتخاب میں اُمیدوار نامزد کیا اور آپ نے بہت اچھی کامیابی حاصل کی۔ اسی طرح آپ تین مرتبہ یکے بعد دیگرے بلدیاتی انتخابات میں کامیابی حاصل کرتے رہے۔

صدر پاکستان فیلڈ مارشل محمد ایوب خان مرحوم کے الیکشن کے موقع پر آپ کی ذات پر اس وقت بہت بڑا امتحان آیا کہ جب ایک شخص ایوب خان کی حمایت کے لیے آپ کے پاس ساری رات مختلف حیلوں بہانوں اور سیاسی داؤ پیچوں حتیٰ کہ آخری حربے کے طور پر ایک بہت بڑی رقم کی آپ کو پیشکش کر کے آپ کے ضمیر کو خریدنے کی کوشش کرتا رہا۔

اس عمل میں آپ کے قریبی عزیز، رشتہ دار اور آپ کے شہر کے معززین بھی شریک تھے۔ جس کی بنا پر اہلِ محلہ اور آپ کے مخلص ووٹرز پریشان تھے کہ آج فقیر کی قلعی کھل جائے گی۔

یہاں تک کہ طرح طرح کی رشتہ داریاں آپ کے راستے کی رکاوٹ بن چکی تھیں۔ مگر آپ نے حق کا ساتھ نہ چھوڑا۔ فاطمہ جناح کے نام پر ووٹ عوام سے لے کر کامیابی حاصل کی تھی اور اپنا ووٹ اُسی طرح ایوب خان کی بجائے فاطمہ جناح کے حق میں استعمال کیا اور کھلم کھلا اعلان کر کے دنیا والوں کو

بتایا کہ حق والوں کا ساتھ اس طرح دیا جاتا ہے۔

اہلِ خانہ واولادوامجاد☆

آپ کی دو بہنیں اور دو بھائی تھے۔آپ کے چھوٹے بھائی کا نام نامی اسم گرامی صوفی نور محمد چشتی صابری تھا۔ جو کہ حضرت پیر صوفی فقیر محمد چشتی صابری علیہ الرحمۃ دربار شریف واقع چاہ بوہڑ والا ملتان چھاؤنی کے مرید تھے۔

نوٹ☆

پیر طریقت صوفی فقیر محمد چشتی صابری علیہ الرحمۃ آپ کے پیر بھائی تھے۔اس لیے کہ وہ بھی حضرت شاہ محمد اسماعیل ذبیح چشتی صابری گنگوہی علیہ الرحمۃ کے خلیفہ پیر طریقت صوفی محمد صدیق سائر صابری دربار شریف واقع منڈی کالیکی ضلع حافظ آباد کے مرید وخلیفہ تھے۔

حضرت صوفی فرزند علی صابری جب کبھی عرس یا میلاد شریف کی محافل میں تشریف لے جاتے تو اپنے بھائی صوفی نور محمد چشتی صابری کے صاحبزادے جناب محمد احسان صابری کو ہمراہ لے کر جاتے۔ جناب محمد احسان صابری ہمہ صفت موصوف اور شبیہ حضرت صوفی فرزند علی صابری رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ جو کہ نہایت ہی وضع دار بااخلاق وبامروّت شخصیت کے مالک اور ہمشکل صوفی صاحب ہونے کی وجہ سے ہمہ صفت موصوف اور پیکر اخلاص ومحبت ہیں۔ کسی بھی محفل میں اگر فقیر راقم الحروف پر نظر پڑ جائے تو دوڑے ہوئے آتے ہیں اور اپنے ساتھیوں میں پوری عقیدت ومحبت سے تعارف کراتے ہیں کہ یہ ہمارے والدین کے استاد محترم کے صاحبزادے ہیں۔ آج کل جہلم شہر میں اپنا ہوٹل چلا رہے ہیں۔ بہت ہی اخلاق ومحبت والے شخص ہیں۔ آپ کے دو بیٹے ہیں بڑے بیٹے صوفی محمد الیاس صابری اور چھوٹے بیٹے محمد دلشاد صابری ہیں۔ اول الذکر آپ کے مرید وخلیفہ اور سجادہ نشین ہیں۔ فقیر راقم الحروف سے بڑی یاد اللہ ہے اور انتہا درجہ کی محبت وشفقت کرتے ہیں۔ فقیر کی دعوت پر سالانہ عرس قبلہ والد گرامی ''عرس فیض عالم و بڑی یارہویں شریف'' میں ایک مرتبہ تشریف لائے ہیں۔ اس کے علاوہ بھی متعدد بار راولپنڈی اسلام آباد کے روحانی مذہبی اجتماعات اور اعراس میں آپ سے شرف نیاز حاصل رہا ہے۔

بیعت وخلافت☆

آپ سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ میں معروف صوفی بزرگ اور شیخ کامل حضرت صوفی محمد صدیق

چشتی صابرؔی علیہ الرحمۃ کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف ہوئے۔ بعد از تکمیل مجاہدات و منازل سلوک مرشد کامل نے آپ کو خرقہ خلافت عطا فرما کر سرفراز و ممتاز فرما کر صاحب ارشاد کیا ہے۔

نوٹ☆

آپ کے پیر و مرشد حضرت صوفی محمد صدیق چشتی صابرؔی علیہ الرحمۃ جن کا دربار کالے کی منڈی تحصیل و ضلع حافظ آباد میں مرجع خاص و عام ہے۔ وہ مرید و خلیفہ حضرت شاہ محمد اسماعیل ذبیح گنگوہی چشتی صابرؔی کے وہ مرید و خلیفہ حضرت صوفی محمد حسین مراد آبادی کے وہ مرید و خلیفہ حضرت حافظ علی حسین کے وہ مرید و خلیفہ حضرت فقیر شاہ کے وہ مرید و خلیفہ حضرت حافظ شاہ محمود کے وہ مرید و خلیفہ حضرت شاہ غلام حسین کے وہ مرید و خلیفہ حضرت عبدالرحمٰن کے وہ مرید و خلیفہ ملا فقیر اخوند عبدالکریم کے وہ مرید و خلیفہ حضرت شاہ عنایت اللہ بہلول پوری چشتی صابرؔی علیہم الرحمۃ کے وہ مرید و خلیفہ قطب زماں حضرت سید محمد سعید المعروف سید میراں شاہ بھیکھ چشتی صابرؔی علیہ الرحمۃ کے ہیں۔

سیرت و کردار☆

آپ کی پوری زندگی میں نماز پنجگانہ کبھی قضا نہیں ہوئی نہ ہی کبھی نوافل کے اہتمام میں کسر چھوڑی۔ آپ عبادت و ریاضت میں یکتا اور مجاہدو سلوک میں بلند مقام رکھتے تھے۔ تمام زندگی اپنے مرشد اور خواجگان کے بتائے ہوئے اوراد و وظائف کو ہر حال میں پورا فرماتے رہے۔ آپ انتہائی سادہ طبیعت اور ظاہر داری بناوٹ اور منفقت سے پاک اور متوکل شخصیت کے حامل تھے۔ لالچ حرص طمع کو اپنے نزدیک بھٹکنے نہیں دیا۔

اگرچہ آپ کی آمدنی بہت قلیل تھی اگر یوں کہا جائے تو بھی بے جا نہ ہوگا کہ آمدن بالکل تھی ہی نہیں مگر اس کے بوجود کبھی کسی دنیادار کے آگے ہاتھ نہ پھیلایا نہ ہی کسی کی جیب پر نظر رکھی۔ بلکہ اپنے مالک کریم کے بھروسے پر زندگی گزارتے رہے۔ غربت و افلاس نے اور بیماریوں نے اگرچہ آپ کے گھر کا محاصرہ کیا ہوا تھا۔ جس کی وجہ سے اپنے بچوں کو نہ ہی اعلیٰ تعلیم دلوا سکے نہ ہی ان کی خواہشات کو کبھی پورا کیا۔ مگر آنے والے مہمان کی خدمت کے لیے ہمیشہ کوشاں رہتے اور ہر قسم کی تواضع سے نوازتے تھے۔

دسترخوان آپ کا وسیع اور دراز تھا۔ ہر جمعرات کو ختم خواجگان اور ماہانہ گیارہویں شریف اور حضرت قطب عالم عبدالقدوس گنگوہی کا سالانہ عرس مبارک بڑے ہی اہتمام و عقیدت اور خلوص و محبت

سے مناتے تھے۔ دور سے مشائخ کو عرس کی دعوت دیتے۔ مشہور و معروف قوالوں کو بلا کر سماع کراتے۔ محفل میلاد شریف میں نعت خوانوں کی دلجوئی فرماتے۔ اس کے علاوہ زندگی بھر آپ کا یہ معمول مستقل رہا کہ جن مشائخ وصوفیاء کے ساتھ آپ کے ذاتی مراسم تھے ان کے ہاں منعقد ہونے والے عرسوں میں ضرور تشریف لے جاتے تھے۔

جسم پر صابری رنگ کا کرتہ اور سر پر صابری رنگ کی ٹوپی ہمہ وقت رکھتے تھے۔ لمبی لمبی سیاہ سفید زلفیں آپ کے شانوں کے دونوں طرف بکھری ہوئیں جن میں نکھار پیدا کرتی تھیں۔

اپنے پیر خانے کالیکی منڈی ہر سال اپنے مرشد کامل کے عرس مبارک میں خصوصی طور پر اپنے مریدین کے ہمراہ تشریف لے جاتے۔ حالت یہ تھی کہ کالیکی منڈی جب تک آپ نہ پہنچتے۔ اس وقت تک عرس میں موجود تمام مشائخ وصوفیا حتیٰ کہ آپ کے تمام پیر بھائی خلفائے کرام کی نظریں خانقاہ کے دروازے پر لگی رہتیں۔ بس آپ کے پہنچنے کی دیر ہوتی تھی کہ عرس مبارک کی محفل میں رونق و بہار آ جاتی اور ہر چہرے پر مسرت وشادمانی کے آثار نمایاں نظر آنے لگتے تھے۔ آپ ہمہ گیر شخصیت کے حامل تھے اور پوری زندگی خواجگان چشت اہلِ بہشت کی طریقت پر عمل اور اس کی پاسداری فرماتے رہے۔ اپنے سے بڑوں کی عزت و تعظیم اور چھوٹوں پر شفقت ومحبت آپ کا وطیرہ تھا۔ کبھی کسی کا دل نہ دکھایا آنے والے کی بات پوری توجہ سے سماعت فرما کر اس کا جواب ارشاد فرماتے اور اس کے مسئلے کا حل نکالتے۔

خدا نے آپ کو اس قدر وجیہہ اور قد آور اور باوجاہت و بارعب بنایا تھا کہ بڑے سے بڑے آدمی کی بھی جلدی جلدی آپ سے بات کرنے یا آپ کی بات کو نظر انداز کرنے کی جرأت نہ ہوتی تھی۔ مگر باوجود اتنی عظمت و مرتبہ و وجاہت کے حلیمی اور عاجزی آپ میں کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔ تمام زندگی جب تک صحت جیسی عظیم نعمت آپ کو حاصل تھی۔ نماز روزہ اور عبادت و ریاضت اور اوراد و وظائف کے علاوہ ہر سال رمضان کے آخری عشرے دس دن کا اعتکاف فرماتے رہے۔

حج بیت اللہ شریف ☆

آپ کے وسائل اگرچہ اس قدر نہ تھے کہ حج بیت اللہ شریف کے لیے جاتے۔ مگر جب خداوند کریم نے کسی کو اپنے گھر کی زیارت اور رسول اللہ ﷺ نے کسی کو مدینہ پاک بلانا ہو تو بغیر وسائل کے بھی اس طرح بلا لیتے ہیں کہ جس طرح آپ کی ذات والا صفات کو بلایا تھا۔

آپ کا ایک عقیدت مند آپ کے پاس آیا اور کہنے لگا حضور میرا کام نہیں ہو رہا ہے آپ دعا

فرمائیں کہ میرا مقصد حل ہو جائے۔

آپ نے اس مرید کو دعاؤں سے نواز کر رخصت کر دیا۔ چند روز ہی گزرے تھے کہ وہ مرید بہت ہی شاداں وفرحاں حاضر خدمت ہوا اور عرض کرنے لگا حضور مسئلہ بہت پیچیدہ تھا جو کہ آپ کی دعا سے حل ہو گیا ہے۔ اب میری دلی تمنا ہے کہ شکرانے کے طور پر آپ کو حج بیت اللہ کے لیے بھیجوں اس طرح اُس شخص نے مکمل خرچ برداشت کیا اور آپ نے حج بیت اللہ بھی ادا کیا اور زیارت روضہ رسول کریم ﷺ بھی کی۔

جاتے ہیں وہی جن کو سرکار بلاتے ہیں

اراسی قسم کا واقعہ آپ کے چھوٹے بھائی صوفی نور محمد چشتی صابرؔی مرحوم کی زندگی میں پیش آیا اور انہوں نے بھی حج بیت اللہ شریف ادا کیا اور زیارت روضہ رسول کریم ﷺ سے مالا مال ہوئے۔

نعت گوئی اور شعروشاعری ☆

آپ جس طرح نعت سننے کا اعلیٰ ذوق رکھتے تھے اسی طرح نعت لکھنے اور پڑھنے کا بھی بہت عمدہ ذوق رکھتے تھے۔ بہت سی نعتیں آپ نے لکھیں جن کا قلمی نسخہ آپ کے صاحبزادے و جانشین محمد الیاس صابرؔی صاحب کے پاس محفوظ ہیں۔ جس کی زیارت ان کے سوا ابھی تک کوئی نہ کر سکا۔ جبکہ آپ بہت پختہ کلام تحریر فرماتے تھے ملک کے بڑے بڑے شعراء جن میں جناب حسان پاکستان محمد اعظم چشتی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ اور شاعر ملت صابریہ اور مشرب صابریہ کے عظیم ترجمان جناب محمد امیر صابرؔی رحمۃ اللہ علیہ جناب عبدالرحمان صابری، حاجی فضل داد صاحب جیسے شعرا اور نعت گو حضرات آپ کو اور آپ کے لکھے ہوئے کلام کو قدر کی نعت سے دیکھتے تھے۔ جس کا بین الثبوت یہ ہے کہ یہ تمام حضرات گاہے گاہے آپ کے پاس جہلم تشریف لاتے اور آپ کے ہاں عرس کے موقع پر خصوصی طور پر تشریف لا کر کلام پیش کرتے تھے۔

ہم عصر مشائخ سے تعلق ورابطہ ☆

راولپنڈی کی مشہور علمی وروحانی شخصیت اور سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ قدوسیہ حافظیہ خاموشیہ کے عظیم ترجمان حضرت قمر المشائخ قطب دوراں الحاج حافظ پیر قمر الدین چشتی صابرؔی رحمۃ اللہ علیہ جن کا مزار پُر انوار راقم الحروف کے مدرسے کے سامنے موہڑہ چھپر چکری روڈ راولپنڈی میں ہے۔ اس کے

علاوہ حضرت قمر المشائخ کے خلیفہ صوفی نجم الدین صابری مرحوم ستلئہ مندر لاہور حضرت شیخ محمد شریف صابری شیخوپورہ حضرت شیخ کلّن صابری، صوفی عبدالرشید صابری، سرفراز بھٹی صابری، صوفی غیاث الدین صابری، صوفی سید فیض الحسن شاہ صابری، سرائے عالمگیر والے جن کا مزار پاک پتن شریف میں ہے۔ حضرت صوفی سید امور الحسن شاہ صابری جن کا مزار پاکپتن شریف میں ہے کہ علاوہ لاتعداد و مشائخ وصوفیاء کے ساتھ آپ کے ذاتی مراسم تھے ان کے ہاں آپ خود عرسوں میں تشریف لے جاتے اور یہ تمام حضرت آپ کے ہاں کے عرسوں میں رونق محفل ہوتے تھے۔

فقیر راقم الحروف سے آپ کا تعلق ☆

آپ راقم الحروف کے والد گرامی حضور فیض عالم شیخ القرآن حضرت حافظ فیض محمد چشتی صابری علیہ الرحمۃ کے خصوصی شاگردوں میں س تھے۔ قبلہ والد گرامی جس زمانے میں موضع بیبال ضلع انبالہ انڈیا میں امامت وخطابت اور درس وتدریس کے فرائض سرانجام دے رہے تھے۔ انہی دنوں آپ نے قبلہ والد گرامی سے قرآن پاک کی تعلیم حاصل کی تقریباً ۳۳-۱۹۳۲ء کی بات ہے۔

قرآن پاک کی تعلیم کے علاوہ ضروریات دین کے بنیادی مسائل بھی آپ نے قبلہ والد گرامی سے سیکھے۔ آپ کے چھوٹے بھائی جناب صوفی نور محمد چشتی صابری مرحوم بھی والد گرامی ہی شاگرد تھے۔ اسی طرح آپ حضرت صوفی فرزند علی صابری رحمۃ اللہ علیہ کے پیر بھائی حضرت صوفی پیر فقیر محمد چشتی صابری جن کا مزار چاہ بوہڑ والا حسن پروانہ قبرستان ملتان میں ہے اور صوفی غلام محمد صابری جن کا مزار پُرانوار سرگودھا میں ہے۔ اس کے علاوہ آپ کے دیگر پیر بھائی حضور فیض عالم قبلہ والد گرامی علیہ الرحمۃ کے خصوصی شاگردوں میں سے تھے۔

قیام پاکستان کے بعد جب آپ حضرت قمر المشائخ حافظ قمر الدین چشتی صابری علیہ الرحمۃ کے ہاں عرس میں تشریف لاتے تو رات کا قیام ہمیشہ سے قبلہ والد گرامی کے پاس ہی کرتے یا کبھی کبھی اپنی بیٹی کے گھر محلہ امر پورہ میں محمد یاسین قریشی جو آپ کے مرید اور سمدھی تھے ان کے ہاں قیام فرماتے۔

نوٹ ☆

آپ کے مرید محمد یاسین قریشی صابری مرحوم فقیر راقم الحروف کے بھی بہت قریبی رشتہ دار

ہیں۔ محمد یاسین قریشی مرحوم کے بھائی محمد یامین قریشی صابری جو کہ فقیر راقم الحروف کی ہمشیرہ کے سسر ہیں۔ حضور فیض عالم قبلہ والد گرامی بھی سال میں ایک مرتبہ آپ کے ہاں منعقد ہونے والے عرس میں جہلم تشریف لے جایا کرتے تھے۔ کبھی کبھی ناغہ ہوتا مگر وہ تواتر سے تشریف لے جاتے تو آپ بھی اپنے استاد کا احترام اس طرح فرماتے کہ جس طرح حق ہے۔ اسی طرح والد گرامی بھی راولپنڈی آپ کی آمد پر آپ کو ایک مشائخ اور صاحبِ نسبت وطریقت سمجھ کر روانگی کے وقت باقاعدہ نذر پیش فرماتے تھے جیسا کہ ہمارے خواجگان کا طریقہ ہے۔

قبلہ والد گرامی کے وصال باکمال کے بعد یہ فقیر راقم الحروف جب بھی عرس کی محفل میں یا عرس کے علاوہ بھی جہلم کبھی گیا تو آپ استاد زادہ سمجھ کر بڑی محبت وشفقت سے پیش آتے اور دل کھول کر مہمان نوازی فرماتے اور باقاعدہ نذرانہ پیش فرماتے۔ فقیر کے عذر پر فرماتے کہ آپ ہمارے استاد کے بیٹے ہیں جس طرح میں ان کو نذر پیش کرتا تھا اسی طرح آپ کا حق بنتا ہے۔ اسے قبول کریں۔

قبلہ والد رامی کے پہلے سالانہ عرس کی مبارک ۱۹۷۷ء۔۶۔۲۴ کو جب فقیر راقم الحروف کی رسم سجادگی کی دستار بندی ہوئی تو اس میں آپ بھی شامل ہیں۔ مزار شریف حضرت سلیمان پارس کے دربار کے احاطہ میں دریائے جہلم کے کنارے جہلم شہر میں مرجع خاص وعام ہے۔ جہاں آج بھی اہلِ عقیدت ومحبت حاضری دے کر اپنے قلوب واذہان کو نور ایمان سے منور کرتے ہیں۔

آباد خدا رکھے میخانہ محمد ﷺ کا

حضرت خواجہ محمد خان عالم نقشبندی رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆

امام الواصلین قدوۃ السالکین، برھان الکاملین حضرت خواجہ محمد خان عالم رحمتہ اللہ علیہ موضع کہری نزد جلالپور جٹاں ضلع گجرات کے کھوکھر گھرانے کے چشم و چراغ ہیں رشتہ ازدواج میں منسلک ہونے کے بعد آپ مستقل طور پر باولی شریف جی ٹی روڈ جہلم میں قیام پذیر ہو گئے۔ آپ حضرت خواجہ سید فقیر محمد چوراہی رحمتہ اللہ علیہ کے خلیفہ حضرت قادری محمد نامدار ساکن نتھیال شریف ضلع اٹک والوں کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف ہوئے مرشد کامل نے کچھ عرصہ کے بعد آپ کی خدمات اور سلسلہ عالیہ میں لگن کی بنا پر آپ کو خلافت بھی عطا کردی۔ ۱۲۵۹ھ میں مرشد گرامی کے وصال با کمال کے بعد آپ نے دوبارہ حضرت خواجہ سید فقیر محمد چوراہی رحمتہ اللہ علیہ کے دست حق پرست پر بیعت ثانیہ کی آپ بہت زیادہ شب بیدار اور عابد وزاہد متقی پرہیز گار تھے آپ سے بہت سی کرامات کا صدور ہوا۔ قاضی سلطان محمود اعوان شریف سے آپ کے تعلقات بڑے گہرے تھے ان کے علاوہ حضرت پیر سید جماعت علی شاہ رحمتہ اللہ علیہ اور حضرت حافظ جماعت علی ثانی لاثانی رحمتہ اللہ علیہ علی پوری سے بھی آپ کے خصوصی مراسم تھے۔ آپ نے لاتعداد لوگوں کو فیض پہنچایا اور مخلوق خدا کو عرصہ دراز تک رشد و ہدایت کا درس دیتے رہے آپ نے بہت سے مریدوں کو منزل مقصود پر پہنچانے کے بعد خرقہ خلافت سے بھی سرفراز فرمایا۔

وصال باکمال ☆

آپ کا وصال باکمال ذالحج ۱۲۸۸ھ میں ہوا مزار شریف باولی شریف جی ٹی روڈ جہلم سے جنوبی جانب واقع ٹیلہ پر ہے آپ کے صاحبزادگان اور کئی خلفا کے مزارات بھی ساتھ ہی ہیں۔

آباد خدا رکھے میخانہ محمد کا ﷺ

حضرت پیر سید فیض اللہ شاہ چشتی نظامی رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆

شیخ طریقت امیر شریعت صوفی باصفا پیکر مہر و وفا حضرت پیر سید فیض اللہ شاہ چشتی نظامی رحمتہ اللہ علیہ اپنے زمانے کے بہترین عارف کامل بزرگ تھے آپ کا سلسلہ نسب چند واسطوں سے مولائے کائنات حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہ الکریم سے ملتا ہے آپ کا سلسلہ طریقت بھی خواجہ تونسوی سے ہوتا ہوا حضرت خواجہ بابا فریدالدین گنج شکر رحمتہ اللہ علیہ اور خواجہ غریب نواز رحمتہ اللہ علیہ خواجہ معین الدین عطائے رسول ہندالولی رحمتہ اللہ علیہ سے ہوتا ہوا مولائے کائنات حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے ملتا ہے۔ آپ سلسلہ عالیہ چشتیہ نظامیہ میں حضرت خواجہ احمد میروی رحمتہ اللہ علیہ کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف ہوئے اور بعد ازاں سلوک کی منزلیں طے کرانے کے بعد مرشد کامل نے آپ کو خرقہ خلافت اور اجازت بیعت سے سرفراز فرمایا۔

آپ نے تمام زندگی یاد خدا میں گزاری آپ کے سینے میں عشق رسول ﷺ کا دریا موجزن تھا۔ ہر وقت ذکر خدا اور ذکر رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں مگن رہتے تھے نماز پنجگانہ باجماعت ادا فرماتے تھے اس کے لئے ایک عالم دین آپ نے اپنے لئے مستقل رکھے ہوئے تھے سفر میں یا حضر میں کہیں بھی ہوں آپ نماز باجماعت ادا فرمالیتے تھے آپ انتہائی نیک متقی و پرہیز گار عبادت گزار اور پارسائی میں بے مثل و بے مثال تھے۔ آپ کے ہم بزرگوں میں حضرت شہنشاہ کلیام بابا جی حضرت خواجہ فضل الدین چشتی صابری کلیامی حضور تاجدار گولڑہ پیر سید مہر علی شاہ رحمتہ اللہ علیہ شامل ہیں۔

آپ اپنے مریدین کو شریعت و طریقت کی تعلیم اس انداز سے دیتے تھے کہ ہر بات سننے والے کے دل پر اثر کرتی تھی اور وہ آپ کی باتوں پر عمل کرنے پر مجبور ہو جاتا تھا۔

آپ کی اولاد ☆

آپ کے تین صاحبزادے ہیں۔ صاحبزادہ حضرت سید احمد شاہ رحمتہ اللہ علیہ بہت ہی جلالی طبیعت کے مالک تھے زبان حق ترجمان سے جو فرماتے وہ اسی وقت پورا ہو جاتا۔ دوسرے صاحبزادے حضرت سید محمد غوث شاہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ آپ جمالی طبیعت کے حامل عجز و انکساری اور سادگی آپ کا

خاصہ رہا ہے نہایت ہی متقی وپرہیز گاراور شرف النفس بزرگ تھے۔آپ کے بارے میں آپ کے والد گرامی اکثر فرمایا کرتے تھے کہ غوث شاہ غوث زماں ہوں گے۔آپ کے چھوٹے اور تیسرے صاجزادے سید بشیر احمد شاہ رحمتہ اللہ علیہ ظاہری وباطنی علوم سے مالامال تھے آپ بھی صاحب کشف و کرامات بزرگ ہوئے ہیں۔

سیرت وکردار☆

آپ کی ذات مجموعہ صفات تھی۔سیادت علم شریعت وطریقت،فقروغیوری،زہدو بے باکی، اورحسن خلق میں مفرد اوراعلیٰ مقام رکھتے تھے۔گلشن زہرہ کی کلی ہونے کے باوجود عاجزی انکساری میں یکتائے زمانہ تھے۔اپنے شیخ سے اس قدر عقیدت ومحبت کے جب بھی میراشریف تشریف لے جاتے تو چھپ اسٹیشن سے پیدل میراشریف تک جاتے۔تقریباً ۷ میل کا یہ طویل سفر پیرانہ سالی میں بھی پیدل ہی طے کرتے تھے۔

وصال باکمال☆

آپ کا وصال باکمال آبائی گاؤں موضع چھبر شریف تحصیل سوہاوہ میں ہوا۔آپ کا مزار آج بھی موضع چھپر شریف تحصیل سوتاوہ ضلع جہلم مرجع خاص وعام ہے۔

آباد خدارکھے میخانہ محمد کا ﷺ

حضرت اکبر علی المعروف چنبی والی سرکار رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆

سند الکاملین سلطان العاشقین حضرت اکبر علی عرف میاں صاحبزادہ المعروف چنبی والی سرکار اپنے زمانہ کے عارف کامل صاحب تقویٰ اور عبادت و ریاضت میں یکتائے روزگار تھے تمام زندگی خدا پاک کے احکامات کی پیروی کرتے رہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت پر عمل پیرا رہے آپ اپنے وقت کے عظیم روحانی پیشوا تھے۔ آپ کی ولادت باسعادت موضع رنمل شریف ضلع گجرات میں تقریباً ۱۸۲۰ء میں ہوئی آپ کا شجرہ نسب چھ واسطوں کے بعد حضرت حاجی محمد نوشہ گنج بخش سے جاملتا ہے حاجی نوشہ گنج بخش رحمتہ اللہ علیہ کی ذات اس روحانی دنیا میں کسی تعارف کی محتاج نہیں ہے۔ سلسلہ عالیہ نوشاہیہ کے بانی آپ ہی ہیں۔ حضرت اکبر علی المعروف چنبی والی سرکار کی پیدائش کے کچھ ہی دنوں بعد آپ کے تایا جان حضرت حاجی غلام حسین شاہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے اس گوہر نایاب کو اپنے بھائی حضرت غلام حیدر شاہ سے یہ کہہ کر مانگ لیا تھا کہ یہ بچہ میرا ہے۔

تعلیم وتربیت ☆

آپ کی تمام تعلیم وتربیت آپ کے تایا حاجی غلام حسین شاہ رحمتہ اللہ علیہ کی نگرانی میں پایہ تکمیل کو پہنچی آپ نے علوم ظاہریہ کی تمام تعلیم اور کتابیں نہایت دل جمعی اور محنت شاقہ سے پڑھیں اور اس میں کمال دسترس حاصل کر کے اپنے زمانے کے بہت بڑے عالم وفاضل کہلائے اور شہرت پائی آپ کے زمانہ میں آپ کی نظیر کا عالم ملنا مشکل تھا۔

بیعت وخلافت ☆

آپ جوانی کے عالم میں ہی اپنے آبائی گاؤں موضع رنمل شریف ضلع گجرات سے ہجرت کر کے اپنے تایا حاجی غلام حسین شاہ رحمتہ اللہ علیہ کے ہاں موضع سنگھوئی ضلع جہلم میں تشریف لے آئے اور اپنے تایا حاجی غلام حسین شاہ کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف ہوئے۔ بیعت ہونے کے بعد آپ کی عبادت وریاضت اور محنت شاقہ اور کثرت نوافل وذکرواذکار کی کثرت کو دیکھتے ہوئے آپ کے پیرومرشد حاجی غلام حسین شاہ رحمتہ اللہ علیہ نے آپ کو خرقہ خلافت سے سرفراز فرمایا کہا جاتا ہے کہ آپ

چھتیس برس تک عبادت وریاضت میں مشغول رہے۔

سیرت وکردار☆

آپ انتہائی خوبصورت اور وجیہہ دراز قد اور ملنسار واخلاق محمدی کا مکمل نمونہ تھے۔ خطہ پوٹھوار کو آپ نے نہ صرف اپنا مسکن بنایا بلکہ یہاں کے لوگوں کو خدا پاک کے در تک رسائی بھی دلائی جو بھی آپ کے پاس ایک مرتبہ آجاتا وہ آپ کی صورت اور سیرت وکردار کو دیکھ کر آپ ہی کا ہو کر رہ جاتا ہزاروں بے راہوں کو راہ ہدایت دکھائی اور ان کے سینوں کو نور ایمان سے منور کیا آپ سیف زبان تھے جو فرما دیتے تھے وہ خدا پاک کے فضل وکرم سے پورا ہو کے رہتا۔

کشف وکرامات☆

آپ کے پاس ایک ابلق رنگ کی گھوڑی تھی جسے پنجابی زبان میں چنبی کہتے ہیں۔ آپ ہمیشہ اس گھوڑی پر سفر کرتے تھے۔ موضع دارا کیال گوجر خان تحصیل میں آپ اپنے عقیدت مندان کے ہاں تشریف لے گئے تو وہاں سے رخصت ہونے لگے تو چوہدری محمد علی کی زوجہ مسماۃ بیگم بی بی نے گھوڑی کی لگام تھام لی اور نہایت احترام سے عرض کرنے لگی کہ حضور میری گود خالی ہے میرے واسطے دعا فرمائیے۔ آپ اس بی بی کی بات سن کر ایک لمحہ کے لئے مراقبہ میں چلے گئے اور بعد مراقبہ تقدیر کا لکھا دیکھ کر خاموش ہو گئے آپ کی خاموشی کو دیکھ کر صادق الیقین بی بی نے دوبارہ اپنا سوال دہرایا تو آپ کا بحر کرم جوش میں آ گیا۔ آپ گھوڑی سے نیچے اترے اور سجدہ ریز ہو گئے۔ سجدے سے سر اٹھایا اور گھوڑی سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ اے چنبی تیرے پیٹ میں جو بچہ ہے۔ فی سبیل اللہ اس بی بی کو بخش دے۔ موقع پر دیکھنے والوں کا بیان ہے کہ اسی وقت حمل کے آثار نمودار ہوئے جب بچہ پیدا ہوا تو سر سے لے کر کمر تک بالوں کے نشان موجود تھے وہ شخص بیوی بچوں والا ہو کر حال ہی میں فوت ہوا ہے۔

وصال باکمال☆

آپ ہمیشہ دوزانو نشست فرماتے تھے۔ اس لئے آپ کے پاؤں میں گٹے پڑ گئے تھے یہ گٹے عمر کے آخری حصے میں زخم کی صورت اختیار کر گئے تھے۔ آپ کو اس تکلیف کی وجہ سے اکثر بخار بھی رہتا تھا تا دم آخر نماز پنجگانہ کھڑے ہو کر ہی ادا فرماتے رہنا آپ کا معمول تھا۔ بالآخر ۳ ۔مئی ۱۸۸۸ء صبح بعد نماز فجر طلوع آفتاب سے قبل آپ کا وصال باکمال ہو گیا۔ آپ کے وصال باکمال کے ۱۹ سال

بعد آپ کے صاحبزادے امام العارفین حضرت صاحبزادہ سید سلطان علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے ۱۹۰۷ء میں آپ کا مزار پرانوار سنگھوئی قصبہ سے باہر بنوایا اور آپ کے جسد خاکی کو روضہ میں منتقل کیا گیا۔ تو دیکھنے والوں نے دیکھا اور بیان کرتے ہیں کہ آپ کا جسم اطہر بالکل تروتازہ تھا ریش مبارک میں پہلے غسل کے قطرے موجود تھے اور آپ کے جسم اطہر سے خوشبو آرہی تھی۔ آپ کا مزار پرانوار موضع سنگھوئی سے باہر تحصیل و ضلع جہلم آج بھی مرجع خاص و عام ہے۔ آپ کا سالانہ عرس مبارک ۱۶۔۱۷ اہاڑ کو ہر سال نہایت عقیدت واحترام سے منایا جاتا ہے۔

آباد خدا رکھے میخانہ محمد کا ﷺ

حضرت خواجہ فیض بخش چشتی نظامی للہی رحمتہ اللہ علیہ

تعارف☆

تاجدار ولایت واقف اسرار ورموز حقیقت فخر العصر حضرت خواجہ فیض بخش للہی چشتی نظامی رحمتہ اللہ علیہ ۱۲۲۰ھ بمطابق ۱۸۰۵ء کے قریب موضع للہ شریف تحصیل پنڈ دادنخان ضلع جہلم میں جناب عبدالحفیظ تمیمی انصاری کے گھر آپ کی ولادت ہوئی آپ نسباً تمیمی انصاری ہیں شجرہ نسب اس طرح ہے۔خواجہ فیض بخش بن عبدالحفیظ بن محمد اعظم بن مولانا کلیم اللہ بن اللہ جوایا بن محمد اسماعیل بن محمد دین بن علاؤالدین بن سانسرا بن سادا بن چیلا بن خضر بن مینو بن کالا بن شیہان ججن بن محمد مقیم بن واگھر بن اللہ بزرگ بن ذوعلم بن طاقی بن عمر بن رطب بن عبداللہ بن نذر بن حارث بن عبدالرحمٰن بن کلیہ بن سامع بن عصمت بن محر بن نوفل بن محرم بن موسیٰ بن حرب بن طاقی بن حضرت تیمّم انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ صحابی رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

حضرت تیمّم انصاری کون تھے☆

علامہ ابن ایثر جرزی نے اسد الغابہ میں صحابی رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت تیمّم بن زید الانصاری کے حوالے سے لکھا ہے وہ عبداللہ بن زید المازخی کے بھائی ہیں اوران کے کنیت ابو عبادہ ہے۔ اگر چہ ابو عمر نے ان کی کنیت ابوالحسن بیان کی ہے اوران کا شمار اہل مدینہ میں کیا جاتا ہے۔حضرت تیمّم انصاری کے بیٹے عباد سے وضو کے بارے میں ایک حدیث مروی ہے۔ جسے امام بخاری اور دوسرے محدثین نے روایت کیا ہے انہی حضرت تیمّم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بھائی عبداللہ بن زید انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مسلیمہ کذاب کو وحشی بن حرب کے ساتھ شریک ہو کر قتل کیا اور خود حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ واقعہ حرہ ۶۳ ہجری میں شہید کئے گئے ان سے عباد بن تیمّم اور ابن المسیب روایت کرتے ہیں۔ حضرت تیمّم اور حضرت عبداللہ بنی نجار میں سے ہیں اور انصاری خزرجی ہیں ان کا شجرہ نسب اس طرح سے تیمّم بن زید بن عاصم بن کعب بن عرو بن عوف بن مبزول بن عمرو بن غنم بن مازن بن نجار بن ثعلہ بن عمرو بن خزرج۔ حضرت تیمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا احوال علامہ ابن عبداللہ نے الاستعیات فی معرفۃ الاصحاب اور حافظ ابن حجر عسقلانی نے الاصابہ فی تیمز الصحابہ میں بھی لکھا ہے لیکن اسد الغابہ کا ترجمہ ان

دونوں سے زیادہ مفصل ہے۔ نیز طبقات ابن سعد میں حضرت تمیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ترجمہ دیا گیا ہے۔

تمیمی خاندان کا ہندو پاکستان میں ورود مسعود☆

چونکہ اس خاندان سے بہت سی تاریخی اور تاریخ ساز شخصیتوں کا تعلق ہے اور یہ ایک نادر تحقیق ہے جو پیش خدمت ہے تاریخ سے یہ بات ثابت ہے کہ محمد بن قاسم کی فوج میں قبیلہ بنی تمیم کے لوگ شامل تھے بعض تمیمی منصورہ اور دیبل کے حاکم بھی رہے دور بنوامیہ اور بنوعباس میں ان میں سے چند ایک سندھ کے گورنر مقرر کئے گئے جناب میر علی شیر قانع تحفۃ الکرام میں لکھتے ہیں کہ تمیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد میں سے کچھ لوگ بغداد سے آئے سندھ کی حکومت پر فائز ہوئے اور بہت سے عرب سامرہ سے سندھ آئے اور یہیں آباد ہوئے۔ خواجہ نظام الدین احمد بخشی، صاحب طبقات اکبری تاریخ تالیف (۱۰۰۲) لکھتے ہیں کہ مولف تاریخ طبقات بہادر شاہی کہتا ہے کہ فتح سندھ کے ابتدائی دور میں سندھ کی حکومت حضرت تمیم انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد کے ہاتھ میں رہی۔

اسی طرح فرحت الناظر کے مصنف لکھتے ہیں کہ محمد بن قاسم کے بعد اس علاقہ (سندھ) کی حکومت دوسو سال تک تمیم انصاری کی اولاد کے پاس رہی اس کے بعد سومروں نے سندھ پر حکومت کی مذکورہ بالا تاریخی شواہد سے معلوم ہوتا ہے کہ سندھ کی حکومت بنوامیہ اور بنوعباس کے گورنروں کی حیثیت سے انہی تمیم انصاری کی اولاد میں سلطان عبدالرشید بن محمود غزنوی رحمۃ اللہ علیہ کے دور حکومت ۴۴۳ ہجری بمطابق ۱۰۶۲ء تک باقی رہی اس کی تائید ان عرب گورنروں کے ناموں سے بھی ہوتی ہے جن کی ایک مفصل فہرست تحفۃ الکرام جلد سوم بخش اول مرتبہ پیر حسام الدین راشدی میں بطور ضمیمہ دی گئی ہے یہ فہرست مستند مآخذ الطبری ما البلاذری ابن ایثر، الیعقوبی اور چچ نامہ کی مدد سے تیار کی گئی ہے۔ سید عبدالحئی ندوی نے بھی ترہیۃ الخواطر جلد اول میں بعض گورنروں کا ذکر کیا ہے ج کے نام یہ ہیں۔

(۱)۔ ہلال بن احواز تمیمی (۱۰۱ ہجری) بمطابق ۷۱۹ء تا (۱۰۷ھ بمطابق ۷۲۵)

(۲)۔ موسیٰ بن کعب التیمی (۱۳۴ ہجری) بمطابق (۷۵۱ء) تا (۱۴۱ھ) بمطابق (۷۵۸ء)۔

(۳)۔ عینیہ بن موسیٰ التمیمی (۱۴۱ ہجری) بمطابق (۷۵۸ء) تا (۱۴۲ھ) بمطابق (۷۵۹)۔

(۴)۔ معبد بن خلیل التمیمی (۱۵۷ھ) بمطابق (۷۷۳ء) تا (۱۵۹ھ) بمطابق (۷۷۵ء)۔

چونکہ ان گورنروں کے ناموں کے ساتھ جدی نسبت تمیمی لکھی گئی ہے اور قبائلی نسبت انصاری نہیں لکھی گئی اس لئے اس پر تبصرہ کرتے ہوئے علامہ اے ایس بزمی انصاری اپنے مقالہ میں لکھتے ہیں۔

ہمارا موقف یہ ہے کہ سندھ کے ان حکمرانوں کا تعلق بنو تمیم قریش سے نہیں تھا بلکہ وہ حضرت تمیم انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد سے تھے اور اپنے مورث اعلیٰ کے نام کی وجہ سے تمیمی مشہور ہوئے۔ نیز یہ کہ ان کی قبائلی نسبت انصاری کا استعمال قریب قریب مسترد ہو گیا تھا۔

سندھ سے ملتان ہجرت ☆

سندھ کی حکومت سومروں کے عروج تک حضرت تمیم انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد کے پاس رہی سلطان عبدالرشید کے عیش و عشرت میں پڑ جانے کے بعد اور کار حکومت سے غفلت کے سبب سومروں نے علم بغاوت بلند کیا اور حکومت پر قبضہ کر لیا حضرت تمیم انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد میں سے بارہویں پشت سے ایک بزرگ حارث نامی اپنے فوجی دستہ اور خاندان کے افراد کے ہمراہ سندھ سے ہجرت کر کے ملتان اور روہڑی کے درمیان بسمد کے مقام پر آ کر آباد ہوئے، بسمد کی بربادی کے بعد یہ لوگ حضرت شیخ الاسلام بہاؤالدین ذکریا ملتانی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کچھ مدت ملتان میں بھی مقیم رہے۔

ملتان سے تمیمی خاندان کا للہ شریف کی جانب ورود مسعود ☆

ملتان سے اس قبیلہ کے کچھ افراد سنبھل چلے گئے وہاں ان کی اولاد میں سے بڑے بڑے نامدار ولی اللہ پیدا ہوئے سنبھل میں جو افراد آباد ہوئے تھے انہی کی اولاد میں ایک معروف فرد نواب امین الدین خان بہادر سنبھالی تھے پھر انہی کی اولاد میں آخری نمائندے نواب عاشق حسین خان تمیمی انصاری رئیس اعظم سنبھل تھے جن کا انتقال ۱۲۷ اکتوبر ۱۹۴۲ء کو ہوا۔

جیسا کہ بیان کیا جا چکا ہے کہ ملتان سے تمیمی انصاری خاندان کے لوگ شہید انوالی بر کنارہ دریائے چناب آئے وہاں کچھ عرصہ مقیم رہنے کے بعد ایک گروہ چنیوٹ کو چلا گیا اور دوسرا گروہ للہ شریف ضلع جہلم میں آ کر آباد ہو گیا۔

تمیمی خاندان کے ایک سردار مسمی کالا تمیمی اپنے تین صاحبزادوں اور ایک بھائی اور ایک مختصر سے فوجی دستے کے ہمراہ شہید انوالی سے چل کر ضلع جہلم پنڈ دادانخان سے بیس میل مغرب کی جانب کوہستان نمک کے دامن میں ایک وسیع خطہ زمین پر قابض ہو کر آباد ہوئے اور اپنے ایک بزرگ للہ کے نام پر گاؤں کا نام بھی رکھا اللہ کے مقام پر یہ خاندان مغل عہد حکومت میں دسویں صدی ہجری کی ابتداء میں

آیا اس خاندان کی اکی معروف شخصیت مولانا کلیم اللہ تمیمی انصاری تھے جو ایک جید عالم دین اور للہ بھیرہ کے سردار اور علاقہ کے قاضی تھے ان کی اولاد میں متعدد افراد صاحب علم و عرفان پیدا ہوئے ان میں سے ایک حضرت خواجہ فیض بخش للہی رحمتہ اللہ علیہ بھی ہیں۔

تعلیم و تربیت ☆

آپ نے سب سے پہلے قرآن مجید حفظ کیا اس کے بعد فارسی و عربی کی ابتدائی درسی کتابیں اپنے خاندان کے بزرگوں سے پڑھیں۔ بعد ازاں گجرات کاٹھیاواڑ تشریف لے جا کر مروجہ علوم وفنون، معقول و معقول میں مہارت حاصل کی بعد ازاں تحصیل علم کی مزید تکمیل کے لئے دہلی تشریف لے گئے اور حضرت شاہ عبد العزیز محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ کے سامنے زانوئے تلمذ طے کر کے دورہ حدیث شریف کی تکمیل کی اور سند حدیث حاصل کی۔

بیعت و خلافت ☆

ظاہری علوم کی تکمیل کے بعد آپ حضرت شاہ غلام علی دہلوی سے بیعت ہونا چاہتے تھے مگر ان سے ملاقات نہ ہو سکی اور ان کا وصال با کمال ہو گیا شاہ غلام علی دہلوی کے وصال باکمال کے بعد آپ حضرت خواجہ غلام محی الدین قصوری راقم الحضوری رحمتہ اللہ علیہ کے دست حق پرست پر شرف بیعت سے مشرف ہوئے اور خرقہ خلافت بھی انہیں سے حاصل کیا۔

چونکہ آپ کا رجحان مسلک ''وحدت الوجود'' کی طرف تھا اور اس پر اطمینان چاہتے تھے۔ اسی زمانہ میں حضرت خواجہ شاہ محمد سلیمان تونسوی رحمتہ اللہ علیہ کا آفتاب شہرت نصف انہار پر تھا آپ حضرت خواجہ محمد سلیمان تونسوی رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور پھر انہی کے ہو کے رہ گئے۔ آپ چونکہ ابتدائی عمر سے ہی عبادت و ریاضت میں مصروف تھے مگر اب حضرت خواہ پیر پٹھان محمد سلیمان تونسوی رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں آنے کے بعد کندن بن گئے تھے آپ نے خواجہ تونسوی سے چشتیہ سلسلہ کا سلوک طے کیا۔ اور خواجہ صاحب سے ہی تصنیفات شیخ اکبر محی الدین ابن عربی کا درس بھی لیا۔ آپ کے کتب خانہ میں ایک قلمی نسخہ۔ نقد العصوص فی شرح نقش الفصوص کا موجود ہے جس کے آخر میں کاتب مولانا محمد حسین تونسوی خلیفہ حضرت شاہ سلیمان تونسوی رحمتہ اللہ علیہ کی لکھی ہوئی عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ ۱۸۴۵ء میں خواجہ تونسوی کی خدمت میں رہ کر اکتساب فیض کرتے رہے۔

۱۸۴۵ء کے بعد حضرت خواجہ شاہ محمد سلیمان تونسوی نے آپ کو خرقہ خلافت عطا فرما کر حکم دیا تو بیکانیز میں قیام پذیر ہو کر اشاعت سلسلہ کریں۔ جب آپ بیکانیز پہنچے اور سلسلہ رشد وہدایت کا آغاز کیا تو لاتعداد افراد آپ کے حلقہ ارادت میں داخل ہوئے اور آپ سے علم ظاہری و باطنی میں اکتساب فیض کرتے رہے۔ آپ مسلسل پانچ سال تک بیکانیز میں ہدایت خلق اللہ کا فریضہ سرانجام دیتے رہے اس دوران جب حضرت خواجہ شاہ محمد سلیمان تونسوی رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں پہنچے تو آپ نے توجہات سے نواز کر للہ شریف میں قیام کا حکم دیا چنانچہ مرشدی کامل کا حکم ملتے ہی آپ للہ شریف پہنچے اور ہدایت اللہ میں مصروف ہو گئے لاتعداد لوگ آپ کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف ہوئے اور ظاہری باطنی علوم میں استفادہ بھی کرتے رہے۔ اسی دوران آپ نے للہ شریف میں علوم دینیہ کی ایک بہترین درسگاہ کی بنیاد رکھی جس میں آپ دور دراز سے آئے ہوئے علماء اور طلباء کو خود بھی پڑھاتے اور اس کے علاوہ اپنے زمانے کے بہترین اساتذہ کو بھی ساتھ ملا کر سلسلہ درس و تدریس کو اس مثالی طریقہ سے چلایا کہ پورے علاقہ میں اس درس گاہ کو ایک معیاری درس گاہ سمجھا جانے لگا۔

سیرت و کردار☆

آپ نے تمام عمر سنت کے مطابق گزاری اور تمام اعمال وافعال سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مطابق تھے اور مسلک حضرت خواجہ شاہ محمد سلیمان تونسوی رحمتہ اللہ علیہ کا رکھتے تھے غلبہ عشق الٰہی کی وجہ سے رات بھر عبادت الٰہی میں مشغول رہتے آخری عمر میں استغراقی کیفیت کا غلبہ ہو گیا تھا دنیا اور اہل دنیا سے نہایت مستغنی تھے اس لئے آپ عوام میں تارک الدنیا کے لقب سے مشہور تھے آپ کے بلند و بالا احوال کو دیکھ کر آپ کے ایک ہم عصر بزرگ میاں غلام محمد قادری رحمتہ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ آپ کو مرتبہ محبوبیت حاصل ہے آپ شریعت محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر سختی سے قائم تھے اور امراء اور حکام کے سامنے کلمہ حق کہنے میں نہایت بے باک تھے۔ اپنے مرشد کامل کے طریقہ کے مطابق سماع سے بھی شغل رکھتے تھے لیکن آپ کی سماع میں مزامیر نہیں ہوتے تھے۔ آپ ذکر بالجہر بہت فرماتے تھے۔

آپ کی تحریری اور عملی خدمات☆

آپ نے مثنوی مولانا جلال الدین رومی رحمتہ اللہ علیہ کے پہلے دو دفتروں پر حاشیہ تحریر فرمایا۔ یہ قلمی نسخہ مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان کے کتابخانہ گنج بخش راولپنڈی میں موجود ہے۔ نیز نقد

النوص فی شرح نقش الفصوص کا قلمی نسخہ جس کا اوپر ذکر ہوا ہے بھی اسی کتب خانہ گنج بخش راولپنڈی میں موجود ہے۔

اولاد امجاد☆

آپ کے دو صاحبزادے ہیں۔ مولانا حافظ ناصر الدین دوسرے مولانا عبدالعزیز۔

وصال باکمال☆

آپ کا وصال باکمال ۲۶ ذیعقد ۱۲۸۲ ہجری ۱۸۶۶ء کو ذکر جہر کرتے ہوئے ہوا اور آپ کو مسجد کے پہلو میں اپنے عبادت خانہ میں دفن کیا گیا۔ مزار پر انوار للہ شریف تحصیل پنڈ دادنخان ضلع جہلم میں آج بھی مرجع خاص و عام ہے آپ کے وصال باکمال کے وقت آپ کے دونوں صاحبزادے کم عمر تھے اس لئے آپ کے صاحبزادوں کے ماموں الٰہی بخش کنڈلوی جانشین مقرر ہوئے۔ جنہوں نے دو صاحبزادوں کی تعلیم و تربیت اپنی نگرانی میں مکمل کرائی بڑے صاحبزادے مولانا ناصر الدین جب تکمیل تعلیم سے فارغ ہوئے تو حضرت خواجہ اللہ بخش تونسوی رحمتہ اللہ علیہ نے خرقہ خلافت عطا فرما کر آپ کا جانشین آپ کے صاحبزادے کو مقرر کیا۔

آباد خدا رکھے میخانہ محمد کا ﷺ

حضرت خواجہ ناصر الدین للہی چشتی نظامی رحمتہ اللہ علیہ

تعارف☆

ولی ابن ولی، عالم ابن عالم حجتہ الاسلام حضرت مولانا خواجہ حافظ ناصر الدین چشتی نظامی للہی رحمتہ اللہ علیہ ۱۲۷۰ ہجری بمطابق ۱۸۵۳ء میں حضرت خواجہ فیض بخش للہی رحمتہ اللہ علیہ کے گھر للہ شریف تحصیل پنڈ دادنخان ضلع جہلم میں آپ کی ولادت ہوئی۔ آپ کی ولادت کے فوراً بعد آپ کے والد گرامی خواجہ فیض بخش رحمتہ اللہ علیہ نے آپ کی ولایت کی بشارت دے دی تھی۔

تعلیم و تربیت☆

آپ نے ابتدائی تعلیم اپنے گھر میں ہی حاصل کی قرآن مجید مکمل حفظ کرنے کے بعد کتب متداولہ اپنے ماموں خواجہ الٰہی بخش کنڈلوی رحمتہ اللہ علیہ اور مولوی شمس الدین کنڈلوی کے سامنے زانوئے تلمذ طے کر کے مکمل کی اور سند فراغت حاصل کی۔

سیرت و کردار☆

آپ انتہائی حلیم الطبع، منکسر المزاج اور ہر دلعزیز بزرگ تھے اکثر اوقات مراقب رہتے تھے اور جب عشق الٰہی کا غلبہ ہوتا تو فقیر احمد بخش اور میاں ابراہیم سے مولانا جامی رحمتہ اللہ علیہ کی غزلیات سنتے۔ اولیاء اللہ کے تذکرے کی کتابیں۔ نفحات الانس تالیف علامہ جامی رحمتہ اللہ علیہ وغیرہ اکثر اوقات آپ کی مطالعے میں رہتی آپ کو اپنے مرشد کامل حضرت خواجہ اللہ بخش تونسوی رحمتہ اللہ علیہ سے انتہائی درجہ کا عشق اور پیار تھا آخر عمر تک ہر سال تونسہ شریف حاضر ہوتے رہے نماز پنجگانہ اور تہجد دیگر نوافل کا آپ خصوصیت سے اہتمام فرماتے تھے حسن اخلاق میں اپنی مثال آپ ہی تھے سخاوت آپ کا شعار تھا۔

آپ کے معاصرین☆

آپ کے معاصرین مشائخ عظام میں سے شیخ غلام حسن قادری بھلوالی، سید نواب شاہ قادری بھرتوی، سید حیات شاہ ساکن علاول خلیفہ حضرت خواجہ شمس الدین سیالوی رحمتہ اللہ علیہ کے ساتھ آپ کے خصوصی تعلق تھے۔

اولادامجاد☆

آپ کے دو صاحبزادے تھے اول صاحبزادے مولانا فضل حسین دوئم مولانا خواجہ محمد عثمان آپ کے بعد آپ کے بڑے صاحبزادے مولانا فضل حسین صاحب آپ کے جانشین ہوئے۔

وصال باکمال☆

آپ کا وصال باکمال ۱۳۳۴ ہجری بمطابق ۱۹۱۵ء کو ہوا مزار فیض آ ثار موضع للہ شریف تحصیل پنڈ دادنخان ضلع جہلم میں مرجع خاص وعام ہے۔

آباد خدا رکھے میخانہ محمد کا ﷺ

حضرت خواجہ فضل حسین للہی چشتی نظامی رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆

عالم ربانی، مرشد لاثانی، واقف اسرار یزدانی حضرت مولانا خواجہ فضل حسین للہی چشتی نظامی رحمتہ اللہ علیہ حضرت خواجہ ناصر الدین للہی چشتی نظامی رحمتہ اللہ علیہ کے گھر موضع للہ شریف میں آپ کی ولادت ہوئی۔ آپ نے ابتدائی تعلیم وتربیت استاذی العلماء مولانا غلام محمد صاحب للہی رحمتہ اللہ علیہ خلیفہ حضرت خواجہ شمس الدین سیالوی رحمتہ اللہ علیہ سے حاصل کی منطق وفلسفہ کی کتابیں مولانا محمد رفیق تلمیذ مولوی رشید گنگوہی سے پڑھیں اس کے بعد آپ نے بقیہ تعلیم امرتسر کے علماء سے حاصل کی۔

بیعت وخلافت ☆

علوم ظاہری کی تکمیل کے بعد آپ حضرت خواجہ اللہ بخش تونسوی رحمتہ اللہ علیہ کے دست حق پرست پر شرف بیعت سے مشرف ہوئے اور والد گرامی خواجہ ناصر الدین کے وصال باکمال کے بعد حضرت خواجہ محمود تونسوی رحمتہ اللہ علیہ اور خواجہ حامد تونسوی رحمتہ اللہ علیہ نے تونسہ شریف میں علماء اور مشائخ کے بہت بڑے اجتماع میں آپ کو خرقہ خلافت اور اجازت بیعت سے سرفراز فرمایا۔

سفر زیارات مقامات مقدسہ ☆

حصول خلافت کے بعد آپ نے مشائخ سلسلہ عالیہ چشتیہ کے مزارات کی زیارت کے لئے اپنے خدام کے ہمراہ ہندوستان کا سفر کیا۔ تونسہ شریف سے مہار شریف ہوتے ہوئے وہاں سے پاکپتن شریف وہاں سے دہلی تشریف لے گئے اور دہلی کے خواجگان کے مزارات پر معتکف رہ کر اکتساب فیض کرتے رہے دہلی سے اجمیر شریف تشریف لے گئے اور حضرت خواجہ سید محمد معین الدین حسن سنجری چشتی اجمیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مزار پر معتکف رہ کر فیض باطنی حاصل کیا اور اس کے بعد للہ شریف واپس آگئے واپس آ کر آپ نے اپنے بزرگوں کے قائم کردہ دینی مدرسہ کی طرف توجہ دی اور اسے نئے سرے سے منظم کر کے علوم ظاہریہ کا مرکز بنایا اور طلبہ کو تعلیم دینے میں مصروف ہو گئے بہت سے علماء اور مشائخ نے آپ سے اکتساب فیض حاصل کیا۔

اولادِ امجاد☆

آپ کے تین صاحبزادے ہیں مولانا حافظ خواجہ نظام الدین دوئم مولانا حافظ خواجہ محمد سعید اور سوئم مولانا حافظ خواجہ محمد اکرم صاحب۔

وصال باکمال☆

آپ کا وصال باکمال ۱۳۵۰ ہجری بمطابق ۱۹۳۱ء کو ہوا۔ آپ کے بعد آپ کے بڑے صاحبزادے حافظ خواجہ نظام الدین چشتی نظامی آپ کے جانشین ہوئے جو کہ حضرت خواجہ نظام الدین تونسوی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ تھے۔

آباد خدا رکھے میخانہ محمد ﷺ کا

حضرت خواجہ غلام نبی للٰہی نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ

تعارف ☆

زبدۃ الکاملین عمدۃ السالکین اکمل العارفین امام العاشقین حضرت خواجہ غلام نبی صاحب رحمۃ اللہ علیہ ۱۸۱۸ء بمطابق ۱۳۳۴ء میں اپنے وقت کے شیخ کامل علامہ الدھر جناب قاضی غلام حسین رحمۃ اللہ علیہ کے گھر للہ شریف ضلع جہلم میں آپ کی ولادت باسعادت ہوئی۔ للہ شریف شروع ہی علم وعرفان کا مرکز ہے اور اس درس گاہ اور دار العلوم سے بڑے بڑے علماء اور مشائخ نے اکتساب فیض کیا ہے علم و عرفان کے اس گہوارے میں آپ نے آنکھ کھولی اور گھر کے مذہبی ماحول نے آپ کو کندن بنا دیا آپ کے والد والدہ اور دیگر اہل خاندان سب کے سب عالم دین اور اپنے وقت کے شیخ طریقت ہو گزرے ہیں آپ کے گھر میں ہر وقت ذکر خدا اور ذکر رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دور دورہ رہتا تھا اور آپ کے بزرگوں کی جلائی ہوئی یہ شمع آج بھی فروزاں ہے۔

تعلیم وتربیت ☆

آپ نے قرآن پاک کی ابتدائی تعلیم اور صرف ونحو میر قطبی، شرح وقایہ اور خیالی وغیرہ اپنے والد ماجد اور بعض دیگر علماء سے پڑھیں۔ بعد ازاں علامۃ الدھر حضرت مولانا محمد احسن المعروف حافظ دراز رحمۃ اللہ علیہ سے پشاور میں تحصیل وتکمیل کی اور اپنے گھر للہ شریف واپس تشریف لے آئے۔

درس وتدریس ☆

للہ شریف واپس تشریف لانے کے بعد آپ نے باقاعدہ درس وتدریس کا سلسلہ شروع کر دیا۔ آپ کی خدمت میں ۸۰۔۷۰ طلباء حاضر رہا کرتے تھے آپ کی یہ خصوصیت تھی کہ آپ مبتدی اور منتہی طلباء کو یکساں توجہ اور التفات سے پڑھاتے تھے۔ جو کتاب بھی زیر درس ہوتی اس کے شروح وحواشی کو سامنے رکھ لیتے اور انہیں ملاحظہ فرماتے جاتے حتیٰ کہ سکندر نامہ اور زلیخاں کی شرح بھی سامنے رکھ لیا کرتے تھے۔ آپ اپنے مدرسے کے طلباء کے قیام وطعام کتب اور دیگر ضروریات کا خود انتظام فرماتے آپ کا معمول تھا کہ پہلے اپنے گھر سے طلباء کے لئے کھانا بھجواتے اور خود بعد میں کھانا کھاتے تھے۔

بیعت وخلافت ☆

جن دنوں آپ نے للہ شریف میں درس وتدریس کے کام کا آغاز کیا آپ کے دل کی کیفیت اچانک بدل گئی اور شوق الٰہی کا ایسا غلبہ بیدار ہوا کہ آپ مرشد کی تلاش میں گھر سے نکل دیئے چلتے چلتے شاہ پور ضلع سرگودھا میں پہنچے تو آپ کی ملاقات اتفاقاً حضرت خواجہ غلام محی الدین قصوری دائم الحضوری رحمتہ اللہ علیہ سے ہوگئی۔ ملاقات کے بعد آپ نے استخارہ کیا اور اس کے بعد حضرت خواجہ غلام محی الدین قصوری دائم الحضوری رحمتہ اللہ علیہ کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف ہوئے۔

مرشد کامل حضرت خواجہ غلام محی الدین قصوری دائم الحضوری رحمتہ اللہ علیہ نے خصوصی توجہ فرما کر مختصر عرصہ میں مقامات مجددیہ اور سلوک کی منزلیں طے کروا کر آپ کو خرقہ خلافت سے سرفراز فرما دیا اسی اثناء میں آپ نے چھ ماہ کے قلیل عرصہ میں قرآن کریم مکمل طور پر حفظ کرلیا اور پہلے ہی سال میں نماز تراویح میں پورا قرآن سنادیا۔

سیرت وکردار ☆

آپ بڑے ہی متقی پرہیز گار اور دیندار ہمہ وقت عبادت وریاضت میں مصروف رہتے تھے نماز پنجگانہ باجماعت ادا فرماتے اور تہجد کا خصوصی اہتمام فرماتے تھے نوافل کثرت سے پڑھتے اور اپنے اوراد ووظائف کا خصوصی خیال فرماتے کسی بھی مصروفیت کے پیش نظر آپ نے اپنی معمولات میں فرق نہیں آنے دیا آپ کو دیکھنے کے بعد قرون اولیٰ کی یاد تازہ ہوجاتی تھی آپ کے مزاج میں تکبر وغرور نام کو نہ تھا۔ آپ اس درجہ کے منکسر المزاج تھے کہ ایک دفعہ کسی جگہ تشریف لے گئے۔ تو اہل علاقہ استقبال کے لئے جمع ہوگئے اور آپ کے پیچھے پیچھے چلتے گئے لوگوں کی اس کیفیت کو دیکھ کر آپ نے فرمایا ایسے ہجوم پر فخر نہیں کرنا چاہئے۔ اگر کوئی بندر یا ریچھ والا کسی گاؤں میں آتا ہے تو لوگ اس کے پیچھے بھی ہو جاتے ہیں۔ اللہ اللہ کتنی کسر نفسی کا عالم تھا۔

اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس قدر روشن ضمیری عطا کی تھی کہ ایک مرتبہ ایک شخص نے صاف پانی پینے کے لئے پیش کیا۔ آپ نے فرمایا یہ مکدر ہے کوئی اور شخص پانی لے آئے۔

جب آپ نے پانی پی لیا تو اس شخص سے پوچھا گیا کہ وجہ تھی پانی مکدر کیوں ہوا تھا تو اس نے بتایا کہ جب میں آپ کے لئے پانی لا رہا تھا تو میری نظر غیر محرم پر پڑ گئی تھی۔

سبحان اللہ اسے کہتے ہیں فراست مومناں اور مشفقانہ تنبیہ اور پردہ داری اور دینداری کا عالم

حضرت حافظ دوست محمد للٰہی نقشبندی رحمتہ اللہ علیہ

تعارف☆

محبوب الفقراء عارف اکمل و افضل حافظ القرآن والحدیث حضرت مولانا حافظ دوست محمد رحمتہ اللہ علیہ ۱۲۶۶ ہجری بمطابق ۵۰-۱۸۴۹ء میں حضرت خواجہ غلام نبی للٰہی رحمتہ اللہ علیہ کے گھر للہ شریف ضلع جہلم میں آپ کی ولادت باسعادت ہوئی۔

ابھی آپ شیر خوارگی کے عالم میں ہی تھے کہ عارف یگانہ مرد قلندر حضرت خواجہ غلام محی الدین قصوری رحمتہ اللہ علیہ نے آپ کو ایک مکتوب تحریر فرمایا۔

مولوی حافظ دوست محمد کو دعا☆

چنانچہ آپ بڑے ہو کر خدا پاک کے فضل و کرم سے حافظ بھی ہوئے اور عالم و فاضل بھی۔ تکمیل علوم کے بعد تین سال تک اپنے والد ماجد حضرت خواجہ غلام نبی للٰہی رحمتہ اللہ علیہ سے کسب سلوک کیا اور سلسلہ مجددیہ کے مقامات کی تکمیل کر کے سرہند شریف میں حضرت مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ کے ایما پر خلافت و اجازت سے مشرف ہوئے اور اپنے والد ماجد حضرت خواجہ غلام نبی للٰہی رحمتہ اللہ علیہ کے وصال باکمال کے بعد مسند ارشاد پر جلوہ افروز ہوئے اور حق و صداقت کا علم اٹھا کر مخلوق خدا کی راہنمائی اور تعلیم و تربیت اور رشد و ہدایت فرماتے رہے آپ غرباء اور مساکین کو الطاف خسروانہ سے نوازتے اہل دنیا سے ہمیشہ کنارا کش رہے صاحب حال ہوتے ہوئے بھی کمال استغناء سے کام لیتے تھے آپ کے پاس آنے والے عقیدت مندان اور مریدین سائلین کامیاب و بامراد لوٹتے تھے آپ انتہائی درجہ کے متقی و پرہیزگار اور پابند شریعت و طریقت تھے تمام عمر خلاف شریعت کوئی کام نہ کیا سخی اتنے تھے کہ اپنے پاس مال دنیا کو جمع نہ ہونے دیتے تھے جو کچھ بھی آتا راہ خدا میں تقسیم فرما دیتے تھے۔

وصال باکمال☆

آپ کا وصال باکمال ۱۸ ذالحجہ ۱۸ اپریل ۱۳۱۸ ہجری ۱۹۰۱ء کو ہوا آپ کو بعد از وصال آپ کو آپ کے والد گرامی کے پہلو میں دفن کیا گیا۔ آپ کے بعد آپ کے جانشین جناب صاحبزادہ خواجہ محمد

عبدالرسول رحمتہ اللہ علیہ مقرر ہوئے مگر عین عالم شباب میں ۲۹ برس کی عمر شریف میں ۷ رمضان المبارک ۳۰ اگست ۱۹۱۲ء کو ان کا بھی وصال باکمال ہو گیا ان کے بعد خواجہ عبدالرسول کے پوتے حضرت خواجہ محمد مطلوب الرسول مدظلہ العالی سجادہ نشین مقرر ہوئے جو کہ اپنے اسلاف کے طریقہ پر کاربند رہتے ہوئے رشد و ہدایت میں مصروف ہیں مولائے کریم ان کا سایہ مریدین پر تادیر قائم رکھے۔

حضرت خواجہ حافظ دوست محمد للہی رحمتہ اللہ علیہ کا مزار پر انوار للہ شریف تحصیل پنڈ دادنخان ضلع جہلم میں آج بھی مرجع خاص و عام ہے۔

آباد خدا رکھے میخانہ محمد کا ﷺ

حضرت خواجہ مقبول الرسول للّٰہی نقشبندی رحمتہ اللہ علیہ

تعارف☆

ولی العصر زبدۃ العارفین قدوۃ السالکین محبوب المشائخ پیر طریقت امیر شریعت حضرت خواجہ مقبول الرسول للّٰہی نقشبندی رحمتہ اللہ علیہ ۱۹۰۴ء بمطابق ۱۳۲۲ ہجری میں امام العارفین عمدۃ السالکین حضرت خواجہ عبدالرسول للّٰہی رحمتہ اللہ علیہ کے گھر للہ شریف ضلع جہلم میں آپ کی ولادت باسعادت ہوئی آپ کے والد اور دادا اپنے اپنے وقت کے مقتدر عالم دین اور شیخ طریقت تھے آپ کا گھرانہ خالصتاً مذہبی گھرانہ تھا اور ہر دور میں آپ کے دروازے پر طالبان عشق و محبت کا جھمگٹا لگا رہتا دور دور سے لوگ آکر اس چشمہ سے سیراب ہوکر اپنی تشنگی کو دور کرتے تھے۔

تعلیم و تربیت☆

آپ کی ابتدائی تعلیم و تربیت آپ کے والد گرامی نے فرمائی اور بعد ازاں آپ کو خلیفہ حضرت خواجہ غلام حسن ڈھڈیاں ضلع جہلم خلیفہ اعظم حضرت خواجہ غلام نبی للّٰہی رحمتہ اللہ علیہ کے سپرد کر دیا اور فرمایا کہ ایسا نہ ہو کہ ہم دنیا سے رخصت ہو جائیں اور ان کی تعلیم و تربیت ادھوری رہ جائے، لہٰذا انہیں آپ باطنی علوم و فیوض و برکات سے نوازیں۔ چنانچہ کچھ ہی دنوں کے بعد حضرت خواجہ عبدالرسول للّٰہی کا وصال باکمال ہو گیا حضرت خواجہ غلام حسن رحمتہ اللہ علیہ نے پوری توجہ سے آپ کی تعلیم و تربیت فرمائی اور برسوں کا کام مہینوں میں مکمل فرما دیا۔ خواجہ صاحب اردو فارسی پر کامل عبور رکھتے تھے دونوں زبانوں میں بلا تکلف تحریر و تقریر پر قادر تھے۔

سیرت و کردار☆

آپ بڑے خلیق، ملنسار، اور سادگی پسند تھے علماء کی تعظیم غرباء سے محبت و شفقت، اور امراء سے بے نیازی آپ کے امتیازی اوصاف تھے تواضع، انکساری کے پیکر تھے اپنے متعلقین کو بھی یہی درس دیتے تھے۔

کوئی عقیدت مند خوشی اور اخلاص سے تحفہ پیش کرتا تو قبول فرما لیتے ورنہ قیمت دیئے بغیر لینا پسند نہ فرماتے تھے اتباع سنت مبارکہ کی پوری کوشش فرماتے اور متبعین کو بھی سنت مطہرہ پر عمل پیرا ہونے

کی تلقین فرماتے۔

آپ نے تمام زندگی خدا اور اس کے رسول اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خوشنودی میں گذاری تمام عمر میں کوئی بھی کام خلاف شریعت وطریقت نہیں کیا ہر وقت ذکر خدا اور عشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں مگن رہے تقویٰ پرہیز گاری کا پیکر تھے عملی طور پر اخلاق محمدی کا نمونہ تھے مہمان نواز حد درجہ کے تھے ہر وقت لنگر جاری رہتا تھا۔

ایک مرتبہ کسی نے آپ سے پوچھا کہ سالک کس فعل یا عمل سے جلد مراد اور منزل تک پہنچتا ہے تو آپ نے فرمایا کہ

یکے آں کہ بر خویشتن بیں مباش
وگرنہ آنکہ برغیر بدبیں مباش

تحریک پاکستان کے لئے عملی خدمات ☆

آپ نے قیام پاکستان کی تحریک میں بھرپور طریقہ سے حصہ لیا۔ مسلم لیگ کے نمائندوں کو کامیاب کرانے کے لئے زبانی اور خطوط کے ذریعے اپنے مریدین کی رغبت دلاتے رہے اگر کسی مرید نے انتخابات میں مخالف پارٹی کو ووٹ دیا تو اس پر سخت ناراض ہوئے۔

قیام پاکستان کی پیشگی بشارت ☆

برصغیر کی تقسیم سے قبل آپ نے میاں کامل دین کو بلایا اور فرمایا کہ قائداعظم آزادی ملک کی خاطر اپنا گھر بار اور آرام کو چھوڑ کر ظاہری کوشش میں مصروف ہیں۔ ہمیں چاہئے کہ باطنی طور پر کوشش کریں۔ لہٰذا تم روزانہ درود پاک استغفار۔ لا حول ولا قوۃ اور یا حی یا قیوم تین تین ہزار مرتبہ اور سورہ مزمل چالیس بار پڑھ کر آزادی کے لئے دعا کیا کرو۔

میاں کامل دین نے ایک سال تک یہ معمول جاری رکھا بعد ازاں آپ نے انہیں ایک خط لکھا کہ پاکستان کی بنیاد تحت الثریٰ تک چلی گئی ہے چنانچہ اس خط کے ایک ماہ بعد پاکستان کا اعلان ہو گیا جس سے آپ بہت خوش ہوئے۔

لیکن ابھی چند ماہ ہی گزرے تھے کہ قائداعظم کا انتقال ہو گیا اور اس کے کچھ ہی عرصے بعد ہندوستان نے کشمیر پر حملہ کر دیا ادھر حیدر آباد پر ہندوستان کا تسلط ہو گیا۔ ان تمام واقعات سے آپ

بڑے مغموم اور پریشان ہوئے لیکن یہ بات باعث اطمینان کہ یہ واقعات مسلمانوں کے لئے تازیانہ عبرت ہیں۔

آپ کا مکتوب ☆

آپ ایک مکتوب میں فرماتے ہیں کہ قائد اعظم صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے انتقال سے مسلمانان عالم اسلام کو جو رنج ہوا ہے وہ محتاج بیان نہیں للہ شریف جیسے بے حس شہر میں چار چار پانچ پانچ سال کے بچوں نے بھی دو تین دن تک کچھ نہ کھایا اور دھاڑیں مار مار کر روئے اس سے اندازہ ہوسکتا ہے۔ اوپر سے حیدر آباد کا معاملہ پیش آیا اس سے تو مسلمانوں کی کمر ٹوٹ گئی مگر بقول شخص

خدا شرے برانگیزد کہ خیر ما دراں باشد

ان صدموں نے جو ایک ساتھ آئے ہیں مسلمانوں کی آنکھیں کھول دی ہیں جو لوگ سستی سے کام لے رہے تھے وہ بہت چوکنے ہو گئے ہیں اور بھاری ذمہ داری محسوس کرنے لگے ہیں گویا تازیانہ عبرت ثابت ہوا۔

مکتوب دیگر بنام مریدین ☆

ایک دوسرے مکتوب میں مریدین کو نصیحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ چاہئے کہ نماز پنجگانہ اوقات مسنونہ اور طریقہ عالیہ نقشبندیہ قادریہ ہرگز قضا نہ کریں۔ خصوصاً بوقت شام شجرہ شریف مروجہ اور بوقت سحر شجرہ شریف داہیہ پڑھیں۔ اشد تاکید ہے امر بالمعروف نہی عن المنکر کا خیال ہر وقت رکھنا اشد ضروری ہے "کار ایں است دیگر ہمہ ہیچ"

شادیاں اور اولاد ☆

آپ نے دو عقد مسنون کئے پہلے عقد سے کوئی اولاد نہ تھی اور اس لئے دوسرا عقد مولانا مفتی عطا محمد رتوی رحمتہ اللہ علیہ کی صاحبزادی سے کیا جس سے تین صاحبزادیاں اور پانچ صاحبزادے پیدا ہوئے صاحبزادگان کے اسمائے گرامی درج ذیل ہیں۔ حضرت الحاج صاحبزادہ حافظ محمد مطلوب الرسول صاحب، صاحبزادہ محمد مقصود الرسول، صاحبزادہ محمد صبغۃ اللہ، صاحبزادہ محمد حجۃ اللہ، صاحبزادہ محمد انوار ہیں۔

وصال باکمال☆

آپ کا وصال باکمال ۲۵ ربیع الثانی ۱۳۶۸ ہجری ۱۳ فروری ۱۹۴۹ کو میو ہسپتال لاہور میں ہوا دوسرے روز آپ کے جسد خاکی کو للہ شریف لے جایا گیا جہاں آپ کو آپ کے جد امجد خواجہ غلام نبی رحمتہ اللہ علیہ کے قدموں میں دفن کیا گیا مزار پر انوار للہ شریف تحصیل پنڈ دادنخان ضلع جہلم میں آج بھی مرجع خاص وعام ہے۔

آباد خدا رکھے میخانہ محمد کا ﷺ

حضرت پیر سید غلام حیدر علی شاہ چشتی نظامی رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆

بلبل چمنستان رسالت ماحی بدعت، حامی سنت، عالم معقول ومنقول حاوی فروع واصول، رہنمائے شریعت، پیشوائے طریقت، امام عرفاء حضرت پیر سید غلام حیدر شاہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ ۳ صفر المظفر ۱۲۵۴ ہجر ۱۲۶ اپریل ۱۸۳۸ء میں حضرت پیر سید جمعہ شاہ رحمتہ اللہ علیہ کے گھر جلالپور شریف تحصیل پنڈ دادنخان ضلع جہلم میں آپ کی ولادت باسعادت ہوئی۔

آپ کی ولادت سے قبل جلالپور میں خشک سالی اور قحط کا دور تھا ایک عرصہ گزر گیا تھا کہ آسمان سے ابر کرم برسا نہ تھا جس کی وجہ سے کھیتیاں خشک دریاؤں پر سیراب کا دھوکا درخت عریاں درودیوار پر بے رونقی چھائی ہوئی تھی۔

مگر آپ کے تشریف لاتے ہی قحط سالی بالکل دور ہو گئی بے رونقی کافور ہو گئی، ابر آسمان پر گھر آیا، بادلوں نے رحمت وراحت کا مینہ برسایا کھیتیاں ہری ہو گئیں۔ درختوں کو لباس سبز ملا۔ دریا موجیں مارنے لگا۔ گویا کہ نئے سرے سے بہار آئی۔ لوگوں میں امن قائم ہوا دنیا راحت سے زندگی گزارنے لگی۔

سلسلہ وشجرہ نسب ☆

آپ حسینی سید ہیں اور آپ کا سلسلہ نسب دسویں پشت میں حضرت سید مخدوم جہانیاں جہاں گشت رحمتہ اللہ علیہ سے ملتا ہے شجرہ نسب اس طرح ہے کہ سید غلام حیدر علی شاہ رحمتہ اللہ علیہ بن سید جمعہ شاہ رحمتہ اللہ علیہ بن سید کاظم شاہ رحمتہ اللہ علیہ بن یحیٰ شاہ رحمتہ اللہ علیہ بن سید قائم دین شاہ رحمتہ اللہ علیہ بن سید لکھی شاہ رحمتہ اللہ علیہ بن سید گلاب شاہ رحمتہ اللہ علیہ بن سید رسول شاہ رحمتہ اللہ علیہ بن سید علم دین شاہ رحمتہ اللہ علیہ بن سید کمال دین شاہ رحمتہ اللہ علیہ بن سید مخدوم جہانیاں رحمتہ اللہ علیہ بن سید احمد کبیر رحمتہ اللہ علیہ بن سید جلال الدین شاہ سرخ بخاری رحمتہ اللہ علیہ بن سید احمد دین شاہ رحمتہ اللہ علیہ بن سید محمد دین شاہ رحمتہ اللہ علیہ بن سید فضل دین شاہ رحمتہ اللہ علیہ بن سید نور الدین شاہ رحمتہ اللہ علیہ بن سید جلال شاہ رحمتہ اللہ علیہ بن سید علی شاہ رحمتہ اللہ علیہ بن سید عفر رحمتہ اللہ علیہ بن سید محمد رحمتہ اللہ علیہ بن سید احمد رحمتہ اللہ علیہ بن سید جعفر رحمتہ اللہ علیہ بن ثانی رحمتہ اللہ علیہ بن سید حضرت امام حسن عسکری بن امام تقی

بن حضرت امام نقی بن حضرت امام علی موسیٰ رضا بن حضرت امام موسیٰ کاظم بن حضرت امام جعفر صادق بن حضرت امام محمد باقر بن حضرت امام ذین العابدین بن حضرت سید الشہداء امام عالی مقام امام حسین علیہم السلام بن امام المشارق والمغارب حضرت علی ابن طالب کرم اللہ وجہ الکریم۔

تعلیم و تربیت ☆

جب آپ نے ہوش سنبھالا تو قرآن کریم کی تعلیم کے لئے آپ کو میاں خان محمد اعظم پوری کے سپرد کر دیا۔ انہوں نے آپ کو قرآن پاک پڑھانا شروع کیا ابھی سلسلہ تعلیم جاری تھا کہ میاں خان محمد اعظم پوری وہاں سے کہیں اور چلے گئے تو بعد میں قرآن پاک کی تکمیل آپ کے چچا جناب سید امام علی شاہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے کرائی۔

اس کے بعد آپ نے اردو، فارسی اور عربی کی ابتدائی کتب میاں عبداللہ چکروی سے شروع کیں ابتدائی کتابوں کی تکمیل کے بعد آپ جلالپور سے پانچ کوس یعنی آج کل کے دور کے دس کلومیٹر دور موضع پنن وال میں تشریف لے گئے اور قاضی محمد کامل سے اکتساب فیض کرنے لگے ابھی تعلیم میں مصروف تھے کہ ایک دن قاضی محمد کامل کے پاس اس کے علاقہ کے بہترین عالم فاضل جن کی پورے علاقے میں علم و فضل کے اعتبار سے شہرت تھی اور وہ ظاہری اور باطنی علوم سے بھی مرصع تھے جناب مفتی غلام محی الدین صاحب رحمتہ اللہ علیہ لے آئے اور جب ان کی نظر آپ پر پڑی تو انہوں نے میاں محمد کامل سے پوچھا کہ یہ صاحبزادے کون ہیں انہوں نے جب آپ کا نام ونسب اور جگہ کا بتایا تو وہ کہنے لگے آج کے بعد جب تک میں اس علاقہ میں موجود ہوں اس صاحبزادے کو میں بذا خود پڑھاؤں گا چنانچہ انہوں نے پوری توجہ اور محنت سے آپ کو پڑھانا شروع کر دیا آپ نے ان سے کنز الدقائق تک پڑھا اور اس سے زیادہ آپ نے نہیں پڑھا مگر بلند صلاحیتوں اور اہل علم مجلسوں اور باطنی تعلق کی بنا پر وہ عالمانہ مقام حاصل کر لیا کہ جس سے بڑے بڑے عالم بھی محروم رہے آپ نے حضرت شیخ الاسلام والمسلمین خواجہ محمد شمش الدین سیالوی رحمتہ اللہ علیہ سے مرقع اور کشکول کا درس لیا۔

شادی ☆

جب آپ کی عمر شریف ۱۴ برس کی ہوئی والدین کے پرزور اصرار پر آپ کی شادی آپ کے

ماموں کی بیٹی سے کردی گئی۔

والد گرامی کی وصال باکمال کے وقت نصیحت ☆

جب آپ کی عمر شریف ۱۷ برس کی ہوئی تو آپ کے والد گرامی جب زندگی کے آخری سانس پورے کر رہے تھے تو آپ کو بطور نصیحت چند باتیں بطور وصیت فرمائیں۔

☆ کسی سائل کو خالی ہاتھ نہ جانے دیا۔ ☆ بزرگوں کا ادب ہمیشہ ملحوظ خاطر رکھنا اور چھوٹوں کے ساتھ شفقت و محبت سے پیش آنا۔ ☆ اقربا کے ساتھ صلہ رحمی کا زریں اصول یاد رکھنا۔ ☆ اور خاص وصیت یہ ہے کہ فیض باطنی حاصل کرنے کے لئے سید میراں شاکر شاہ رحمتہ اللہ علیہ کی درگاہ پر روزانہ حاضری دیتے رہنا۔ یہ بڑے کام کی بات ہے اگر اس پر عمل کرو گے تو فیوض ظاہری و باطنی سے ہمیشہ سرفراز و مالامال رہو گے۔

چنانچہ یہ چند نصیحتیں فرمانے کے بعد آپ کی والد گرامی جناب حضرت سید جمعہ شاہ رحمتہ اللہ علیہ کی روح مبارک پرواز کر گئی اور وہ عمر بھر کے لئے آپ کو داغ مفارقت دے گئے۔

تلاش مرشد و بیعت و خلافت ☆

آپ اپنے والد گرامی کی وصیت کے مطابق حضرت سید میراں شاکر شاہ رحمتہ اللہ علیہ کے مزار پرانوار پر حاضر ہو کر اپنی ریاضت و مجاہدات میں ایک عرصہ تک مصروف رہے اور آپ کو تزکیہ نفس حاصل ہو چکا تھا اب ضرورت محسوس ہوئی کہ کوئی رہبر کامل ہو جو سلوک کی منزلیں کرائے۔ چنانچہ ایک رات عبادت و ریاضت مجاہدہ میں مصروف تھے کہ باطنی طور پر آپ کو اشارہ ہوا کہ آپ حضرت پیر سید غلام علی شاہ رحمتہ اللہ علیہ سے ملیں۔ اشارہ باطنی پاتے ہی فوراً گھر پہنچے اور تمام ماجرا والدہ ماجدہ کی خدمت میں پیش کر دیا۔ انہوں نے فرمایا کہ بے شک حضرت سید غلام علی شاہ اپنے وقت کے ولی کامل ہیں۔ آپ ان سے ضرور ملیں اور بیعت کی درخواست بھی کریں۔ چنانچہ آپ والدہ ماجدہ سے اجازت لے کر ایک خادم خاص کو ہمراہ لے کر جلالپور شریف سے ۱۰ کلومیٹر دور ہرنپور حضرت سید غلام علی شاہ رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں پہنچے بعد از ملاقات اپنے آنے کا مدعا بیان کیا۔ آپ کی بات سن کر حضرت پیر سید غلام علی شاہ رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ شاہ صاحب مجھے بیعت کرنے میں کوئی عذر نہیں لیکن اصل معاملہ یہ ہے کہ آپ کا حصہ میرے پاس نہیں بلکہ سیال شریف میں خواجہ شمس العارفین رحمتہ اللہ علیہ کے پاس ہے

لہٰذا آپ ایک رات میرے پاس قیام فرمائیں اور میں کل بذات خود آپ کے ہمراہ سیال شریف جا کر آپ کو بیعت کرادوں گا۔ حضرت پیر سید غلام علی شاہ رحمتہ اللہ علیہ کا مشورہ سن کر آپ نے اپنے خادم خاص کو فرمایا کہ تم گھر چلے جاؤ اور والدہ ماجدہ کو بتا دینا کہ ہم سیال شریف سے دس بارہ روز کے بعد واپس آجائیں گے۔

چنانچہ آپ اگلے روز حضرت سید غلام علی شاہ رحمتہ اللہ علیہ کی معیت میں ہرنپور سے جانب سیال شریف روانہ ہوئے اور سیال شریف پہنچ کر حضرت خواجہ شمش الدین سیالوی رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت اقدس میں حاضر ہو گئے جب خواجہ شمش الدین سیالوی رحمتہ اللہ علیہ نے آپ کو آتے ہوئے دیکھا تو اپنی جگہ سے کھڑے ہو گئے اور مصافحہ کے بعد آپ کی خیریت دریافت کی تو حضرت سید غلام علی شاہ رحمتہ اللہ علیہ نے آپ کا تعارف کرایا اور خواجہ صاحب کی بارگاہ میں آپ کی بیعت کی درخواست کی جو حضرت خواجہ شمش العارفین نے قبول کرتے ہوئے آپ کو بیعت سے مشرف کیا اس کے بعد آپ تین دن تک سیال شریف میں رہے اور خواجہ شمش العارفین رحمتہ اللہ علیہ سے اجازت لے کر واپس وطن مالوف پہنچے۔ لیکن ابھی ایک دن بھی جلالپور شریف میں قیام نہ کیا تھا کہ آپ دوبارہ جانب سیال شریف روانہ ہو کر مرشد کامل کی بارگاہ میں پہنچ کر قدم بوس ہوئے اور پھر تین دن قیام کے بعد واپس جلالپور شریف آئے حتیٰ کہ آپ نے چھٹی مرتبہ مرشد کامل کی بارگاہ میں جب حاضری دی تو خواجہ شمش العارفین رحمتہ اللہ علیہ کو خلوت خانے میں لے گئے اور کافی عرصہ تک مرشد و مرید دونوں خلوت میں رہے اور جب سلوک کی منزلیں طے کرادیں تو حضرت خواجہ شمش العارفین نے آپ کو خرقہ خلافت سے نوازا اور صاحب ارشاد فرمادیا۔

آپ ۷ رجب المرجب شریف ۱۲۷۱ ہجری ۲۶ مارچ ۱۸۵۵ میں حضرت خواجہ شمش العارفین خواجہ شمش الدین سیالوی رحمتہ اللہ علیہ کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف ہوئے تھے۔

سیرت و کردار☆

آپ منکسر المزاج اور بلند اخلاق کے مالک تھے آپ کی طبیعت میں خود پسندی نام کو بھی نہ تھی نہایت نرم دل اور سراپا شفقت و عنایت تھے غربا کی دلجوئی آپ کا وصف خاص تھا اعمال میں نہایت محتاط اور پابند شریعت و طریقت تھے مہمان نواز حد درجہ کے تھے آنے والا سائل کبھی خالی نہیں لوٹایا۔ عبادت و ریاضت مجاہدات میں بے مثل و بے مثال تھے گفتگو اس قدر نرم کہ سننے والا بات کو سن کر متاثر

ہوئے بغیر نہ رہتا اپنے تمام عمر خلاف شریعت وطریقت کوئی کام نہیں کیا۔ مرشد کامل کے دست مبارک پر شرف بیعت حاصل کرنے کے بعد آپ کا یہ معمول تھا کہ ہر ماہ میں دو یا تین مرتبہ مرشد کی بارگاہ میں ضرور حاضری دیتے مرشد کامل سے تعلق کے بعد تمام عمر کسی دنیاوی کام سے کبھی بھی سفر پر نہیں گئے آپ نے جو بھی سفر کیا وہ سفر سیال شریف ہی کا ہوتا اس کے علاوہ کہیں بھی جانا پسند نہ فرماتے تھے۔ آپ حد درجہ کے خوبصورت تھے دراز قد وقامت، دلکش آنکھیں، شانوں پر زلفیں، کلاہ چہارتر کی سر پر، موسم سرما میں بانات کا کوٹ، گرمیوں میں مل مل کا کرتہ، پاؤں میں بھلمی طرز کا سادہ جوتا پہنے ہوئے حسن مجسم معلوم ہوتے تھے۔

خودنمائی اور شہرت پسندی سے اعراض ☆

آپ میں خودغرضی اور خود پسندی کا مادہ بالکل نہ تھا اور نہ ہی کبھی اپنے سید ہونے پر فخر تھا۔ ایک مرتبہ ایک سیدزادہ جو اوچ شریف کا رہنے والا اور حضرت مخدوم سید جلال الدین شاہ سرخ بخاری رحمتہ اللہ علیہ کی اولاد سے تھا وہ نہایت ہی شان وشوکت کے ساتھ بڑے طمطراق کے ساتھ اپنے گھر سے نکلا۔ وہ جس جگہ اور جس گاؤں اور جس دربار پر جاتا لوگ اس سے مرعوب ہو جاتے اگر کوئی سیدزادہ اس کی خاطر تواضع اچھی طرح کرتا اور کچھ نقد رقم بطور نذرانہ دیتا تو وہ انہیں تمغہ سیادت دے دیتا اگر خدمت اور نذرانہ صحیح نہ ہوتا تو وہ کہہ دیتا کہ یہ سید ہی نہیں ہے۔ دیہات کے غریب سادات اس سے بہت خوف زدہ تھے اس وجہ سے ہر جگہ اس کی خوب خدمت اور آؤ بھگت ہوتی رہی اسی زعم میں وہ جلالپور شریف پہنچا تو عرس مبارک شروع تھا آپ کو جب اطلاع ہوئی کہ اوچ شریف سے سیدزادے آئے ہیں آپ نے دیوان خانہ کی حویلی خالی کروا کر ان کو رہنے کے لئے جگہ دی اور دو دیگیں سالن اور روٹیاں بھجوا دیں۔ مخدوم زادے نے جب یہ دیکھا تو آپ کے خدام سے کہلوا بھیجا کہ میں اس طرح عام لوگوں والا کھانا نہیں کھاؤں گا میرے لئے کھانے کا الگ انتظام ہونا چاہئے۔ چنانچہ جب آپ کو اطلاع ہوئی تو آپ تشریف لائے اور ان مخدوم زادے سے فرمایا کہ جناب عرس پاک شروع ہے اسی مناسبت سے آپ کو لنگر سے حصہ بھیجا گیا ہے تاکہ آپ لوگ بھی لنگر میں شریک ہو جائیں وگرنہ الگ کھانا لگانے میں کوئی امر مانع نہ ہے مگر چونکہ مخدوم زادے کے سر میں تو ہوا ہی اور سوار تھی اس نے کھانا کھانے سے انکار کر دیا اور خدام سے کہلا بھیجا کہ آپ اپنا شجرہ نسب میرے حوالے کریں تاکہ آپ کا سید النسب ہونا پرکھا جائے۔ آپ نے فرمایا کہ یہ وقت فرصت کا نہیں ہے ہمیں فاتحہ وغیرہ کا انتظام النصرام کرنا ہے ایسے کام تو بے کار

وقت میں ہوتے ہیں۔ اور سچی بات تو یہ ہے کہ ہمیں اپنا شجرہ نسب کسی کو دیکھانے اور پرکھانے کی ضرورت تو اس وقت ہو سکتی ہے جبکہ ہمیں اپنی شرافت اور سیادت پر ناز کرنا مقصود ہو۔ اور جب یہ بات ہی نہیں تو پھر فضول وقت ضائع کرنے کی ہمیں کوئی ضرورت نہیں نہ ہمیں اس سے کچھ مطلب ہے نہ ہمیں آپ سے کوئی غرض اور نہ آپ کو ہم سے کوئی غرض لہٰذا ایسی صورت میں نسب نامہ کا جائزہ لینا کیا معنی رکھتا ہے۔ مخدوم زادے نے جب یہ باتیں سنیں تو کہنے لگا کہ بے شک یہ شخص سادات سے نہیں ہے بلکہ سیال والوں کی قوم سے ہے یعنی خواجہ شمس الدین سیالوی رحمتہ اللہ علیہ چونکہ سید نہ تھے بلکہ کھوکھر زمیندار تھے اس نے اپنے خیال سے آپ کے بارے میں کچھ برا بھلا کہا۔ آپ نے سن کر فرمایا کہ شکر الحمد للہ اس نے وہ بات کہی جس پر فخر کرنا مجھے دونوں جہاں کی شہرت وعظمت سے افزوں تر ہے۔ اگر میں اس سلسلہ سے الگ ہو کر اپنے شیخ کے سلسلہ میں منسلک ہو جاؤں اور خواجہ شمس الدین سیالوی رحمتہ اللہ علیہ کے خاندان میں میرا شمار ہو جائے اور وہ خاندان سلیمانی یعنی پیر پٹھان کی اولاد میں ہو جائیں تو میرے لئے بڑی سعادت اور باعث فخر ہو آپ نے فرمایا کہ ہمارے لئے تو یہ بات ہی بڑی باعث فخر ہے کہ ہم امت محمد الرسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں اور تیرے لئے صرف سیادت مایہ ناز ہے **لکم دینکم ولی دین** آپ نے فرمایا کہ ہمارا اس میں کوئی حرج نہیں اگر تیری خوشی اسی میں ہے تو یوں ہی سہی۔ آپ کی یہ باتیں سن کر اس مخدوم زادے کی ہوا بگڑ گئی اور ساری ظاہری شان وشوکت دھری کی دھری رہ گئی پھر اس کو کسی نے پوچھا تک نہیں۔

آپ کی بات کی تائید میں خواجہ اللہ بخش کا فرمان ☆

اس واقعہ کا علم جب حضرت خواجہ اللہ بخش تونسوی رحمتہ اللہ علیہ سجادہ نشین تونسہ شریف کے سامنے کسی نے کیا تو خواجہ اللہ بخش تونسوی رحمتہ اللہ علیہ آپ کی یہ بات سن کر وجد میں آ گئے اور فرمانے لگے کہ ہم پیر سیال کے خاندان سے ہیں وہ ہمارے پیر پٹھان کے خاندان سے ہیں اور اس کے بعد حضرت خواجہ اللہ بخش رحمتہ اللہ علیہ نے آپ کی بہت تعریف کی اور فرمایا کہ بے شک اہل اللہ اور فدایان شیخ کی بھی شان ہوتی ہے۔

زاہد وتقویٰ ☆

آپ انتہائی درجہ کے متقی اور پرہیز گار تھے ہر معاملے میں بڑی احتیاط سے کام لیتے تھے۔

آپ تمام رات جاگ کر گزارتے اور آپ کے وضو کے لئے دو گھڑے پانی آبادی سے باہر دور ایک کنواں تھا وہاں سے پانی منگوایا جاتا تھا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ قریب والی مسجد کے کنویں کا پانی کسی قدر آلائش والا تھا۔ آپ کے بڑے صاحبزادے سید بدیع الزمان شاہ رحمتہ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ میں نے اپنی دادی صاحبہ سے سنا ہے کہ آپ پوری پوری رات جاگ کر گزارتے تھے اگر کبھی دوران عبادت سو بھی جاتے تو آپ کی والدہ ماجدہ آپ کو جگا دیا کرتی تھیں اس لئے کہ آپ کی والدہ ماجدہ اس بات سے بخوبی واقف تھیں کہ ایک دن یہ آفتاب ولایت بن کر دنیا میں چمکیں گے۔

مولوی کرم الٰہی صاحب فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ ہم سیال شریف کے سفر پر آپ کے ساتھ جا رہے تھے کہ راستے میں ہرپنور سے ایک شخص نور محمد نامی بھی ہمارے ساتھ حضور پیر سیال لجپال کے دست اقدس پر بیعت کی غرض سے ہمراہ ہوا۔ اس نے راستے کے لئے اپنے ساتھ آٹا باندھا ہوا تھا جب ہمارا قافلہ راستے میں رکا تو وہاں ایک کتا آیا اور آٹے میں منہ مار کر کچھ آٹا کھا گیا اور کچھ آٹا باہر کی طرف بکھیر گیا اس شخص نے ہم میں سے کسی کو معلوم نہ ہونے دیا اور دوبارہ گٹھڑی باندھ کر سر پر رکھی اور چلتا ہوا۔ ایک جگہ پر حضرت خواجہ جلالپوری سے کہنے لگا کہ حضور آج ہمارے آٹے کی روٹیاں کھائیں گے آپ نے فرمایا تم اپنا آٹا سنبھال کر رکھو نہ جانے واپسی پر تمہارا ہمارے ساتھ تعلق بنے نہ بنے یہ آٹا تمہارے کام آئے گا مگر وہ بضدر ہے اور اصرار کرنے لگا تو آپ نے فرمایا کہ بھائی اصل بات یہ ہے کہ نجس چیز سے ہمیں نفرت ہے اور جب کوئی ایسی چیز ہمارے گلے سے نیچے اترتی ہے تو ہمیں فوراً قے ہو جاتی ہے اور جب تک وہ معدے سے خارج نہ ہو جائے ہمیں چین نہیں آتا۔

مکاشفات ☆

آپ کی ذات بابرکات **اِتقو بفراست المومن فانه ینظر بنور الله** کے مصداق تھا اور اس کی عملی تفسیر تھے آنے والے حالات و واقعات کی آپ پہلے سے خبر دے دیا کرتے تھے ۱۹۰۷ء میں جب بنگال اور پنجاب کا شیرازہ بکھرا ہوا تھا اور ہر طرف بلوے ہو رہے تھے تو آپ نے بہت افسوس کے ساتھ ان واقعات پر اظہار خیال فرمایا تھا اور مفسدین کے خلاف جو خبر آپ نے دی تھی الحمد اللہ مفسدین پنجاب کا وہی حشر ہوا۔ اسی طرح آپ نے بار بار ترکی، ایران، مصر، سراکو اور افغانستان وغیرہ کے متعلق اسلامی لیڈروں کی طرح کئی بار تذکرہ فرمایا چنانچہ جب گورنمنٹ عالیہ کی طرف سے رہبر کابل امیر حبیب اللہ کے پاس ایک زبردست سفارت نہ کی گئی تو اس وقت ہر شخص یہ کہتا تھا کہ اگر گورنمنٹ کے

مطالبات منظور کر لئے گئے تو افغانستان کی آزادی کا خاتمہ ہو جائے گا اور نہ منظور ہوئے تو ایک جنگ عظیم برپا ہو جائے گی جب آپ سے اس بات کا ذکر کیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ خدا تعالیٰ افغانستان کی عزت کو بچائے حاضرین نے اسی وقت سمجھ لیا تھا کہ سفارت ناکام ہوگئی ہے کامیاب نہ ہوگی چنانچہ ویسا ہی ہو کے رہا۔

دولت خان درویش جو آپ کو وضو کرانے کی ڈیوٹی پر مامور تھا وہ کہتے ہیں آپ تمام رات جاگتے تھے آپ کے ساتھ میں بھی جاگتا رہتا کہ نہ جانے کس وقت حضور کو وضو کی حاجت پیش آ جائے چنانچہ ایک عبادت و ریاضت کے بعد آپ نے کچھ آرام کیا اور رات کے پچھلے پہر جاگے خادم نے حسب معمول آپ کو وضو کرا دیا مگر خدا جانے آپ کے دل میں کیا خیال گزرا اور فرمانے لگے دولت خان عاجزی وانکساری خدا کی بارگاہ میں بہت مقبول ہے اور غرور و تکبر انسان کی جڑ کو اکھاڑ کر رکھ دیتا ہے جو کچھ بھی خدا پاک کی بارگاہ سے ملتا ہے وہ عاجزی سے ملتا ہے آپ بار بار اسی طرح فرماتے رہے اور میں بات کو نہ سمجھ سکا آپ اس بات کو بار بار دہراتے ہوئے اپنے محل کے صحن میں ٹہلتے ہوئے جا رہے تھے کہ تھوڑی دیر کے بعد آپ نے فرمایا کہ

بہائے خویش کہ میدانم نمے جونمی ارزد
اگر مولا اکرم سازد بہایم بے بہا باشد

پھر آپ نے مجھے بلایا اور مجھے اس شعر کا مطلب سمجھایا کہ انسان کو اپنی اصلیت نہیں بھولنی چاہئے تا کہ خدا پاک کی حقیقت اسے معلوم ہو سکے۔ میں ہاتھ باندھے نظریں جھکائے کھڑا ہوا تھا اور آپ ٹہلتے جا رہے تھے اور بار بار یہی شعر پڑھ رہے تھے پھر آپ نے فرمایا دولت خان خدا پاک کا فضل ہر حال میں شامل حال ہوتا ہے ورنہ عبادتیں کیا کر سکتی ہیں اور پھر یہ شعر پڑھا۔

عبادت کے بھروسے پر عبث ہے عمر کا کھونا
بجز فضل خدا ممکن نہیں ہے اولیاء ہونا

دولت خان درویش فرماتے ہیں کہ میں حیران تھا کہ آج بار بار مجھ پر نظر توجہ کی جا رہی ہے آخر کیا وجہ ہے اچانک میرے دل میں خیال آیا کہ آج میں نے ایک شخص کا بڑے غرور و تکبر سے مقابلہ کیا۔ جس کا حال آپ پر منکشف ہو چکا ہے اور آپ ازراہ ہمدردی اپنا درویش سمجھتے ہوئے تلقین فرما رہے ہیں۔

اخلاق ☆

آپ کی ذات والا صفات **انک لعلی خلق عظیم** کی مکمل تفسیر تھی آپ کے خلق

سے ہندو، مسلمان، مرید اور غیر مرید، بچے، جوان، بوڑھے عورتیں بھی متاثر رہتے تھے عام طور پر مشہور ہے کہ آپ کسی شخص پر ناراض نہیں ہوتے تھے اگر کسی شخص کی بات پر غصہ آ بھی جاتا تو فرماتے کہ کم بختا تم نے یہ کیا کیا۔ اور یہ کہنے کے بعد بھی اس شخص کو آزردہ نہ ہونے دیتے تھے اور جس طرح بھی ہو سکتا اسے خوشی خوشی واپس لوٹا دیتے۔ آپ نے تمام عمر کسی کے لئے بد دعا نہیں فرمائی۔

مرزا خان جو کہ آپ کا قدیمی مخالف تھا جب اس کی مخالف حد سے بڑھ گئی تو خدام نے عرض کیا حضور اب بات حد سے بڑھ گئی ہے اس کا کچھ بندوبست ہونا چاہئے آپ نے فرمایا کہ اس کے لئے دعا کرو کہ خداوند کریم اس پر رحم کرے اور اسے کسی اچھے کام میں لگا دے تا کہ اسے ہماری مخالفت کرنے کی فرصت ہی نہ رہے۔ چنانچہ کچھ عرصے کے بعد مرزا خان کو نہر پر مربع مل گئے اور وہ اپنی زمین کو آباد کرنے میں ایسا مصروف ہوا اسے دوبارہ شرارت کا خیال ہی نہ آیا۔

اسی طرح مرزا غلام احمد قادیانی کے کسی حامی نے آپ کی خدمت میں آ کر عرض کی کہ مرزا غلام احمد قادیانی کہتا ہے کہ جتنے مشائخ اس زمانے میں ہیں سب دوکاندار ہیں آپ نے بڑی خندہ پیشانی سے متبسم ہو کر فرمایا کہ مرزا صاحب سچ کہتے ہیں حقیقت میں جتنے مشائخ ہیں سب دوکاندار ہی ہیں مگر دوکان پر جب تک سودا نہ ہو لوگ خریداری کرنے کے لئے کب آتے ہیں۔

مرشد کی بارگاہ سے انعام واکرام ☆

یہ امر مسلم ہے کہ جو شخص جس چیز کو پسند کرتا ہے اکثر اسی کا ذکر کرتا ہے۔ اس لئے کہ "ذکر حبیب کم نہیں وصل حبیب سے کے مطابق اور اسی طرح **من احب شیأ فاکثر ذکرہ** کے مطابق آپ کو اپنے پیر و مرشد حضرت خواجہ شمش الدین سیالوی رحمتہ اللہ علیہ سے ایسی قلبی اور معنوی محبت تھی کہ اس کی مثال ممکن نہیں۔ بلکہ جس قدر آپ کو اپنے مرشد کامل سے محبت تھی اسی طرح مرشد کامل کو بھی آپ سے اسی طرح محبت تھی۔

حافظ سراج الدین مظفر گڑھی ماہ صفر کے عرس میں شرکت کے لئے سیال شریف حاضر ہوئے تو حضور خواجہ سیالوی رحمتہ اللہ علیہ اپنے محل میں اپنے بہت سے خدام کے ہمراہ مجلس میں تشریف فرما تھے نماز عصر سے کچھ تھوڑا پہلے حضرت خواجہ شمش العارفین رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ مجھے محسوس ہو رہا ہے کہ حضرت حیدر شاہ جلالپوری رحمتہ اللہ علیہ تشریف لا رہے ہیں اہل مجلس حیران ہو کر ادھر ادھر دیکھنے لگے مگر آپ نظر نہ آئے تو بیٹھ گئے ابھی اس واقعہ کو پندرہ منٹ ہی گزرے تھے کہ آپ ساہیوال کی جانب سے

آتے ہوئے نظر آئے تو میں نے عرض کیا کہ حضور جلالپور شریف والے پیر صاحب وہ نظر آرہے، میں یہ سن کر حضرت خواجہ سیالوی رحمتہ اللہ علیہ اپنی جگہ سے اٹھ کھڑے ہو گئے میں نے عرض کیا حضور ابھی تو بہت دور ہیں تو آپ بیٹھ گئے جب چلتے چلتے دربار شریف کے قریب صرف سو قدم رہ گئے تو حضرت خواجہ جلالپوری رحمتہ اللہ علیہ نے پاؤں سے۔ نعلین جدا کر دیئے اور ننگے پاؤں چلنے لگے اور پیر سیال لجپال کھڑے ہو گئے اور قریب آتے ہی گلے لگا لیا۔

مرشد کی قائم مقامی ☆

حضرت خواجہ محمد الدین رحمتہ اللہ علیہ کی شادی کے موقع پر جب آپ سیال شریف میں تشریف فرما تھے بارات تیار ہو گئی تو عزیز و اقارب نے حضور خواجہ شمش الدین سیالوی رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں بارات کے ساتھ چلنے کی التجا کی تو آپ نے فرمایا کہ ہمارے قائم مقام حضرت جلالپوری بارات کے ساتھ جائیں گے۔ جب چند لوگوں نے زیادہ اصرار کیا تو خواجہ سیالوی نے پرزور لفظوں میں فرمایا کہ نادانو تمہیں معلوم نہیں النائب کا المنیب کیا تم شاہ صاحب کو ہم سے جدا سمجھتے ہو ان کا ساتھ جانا گویا ہمارا ساتھ جانا ہے بالآخر حضرت جلالپوری ہی بارات کے ساتھ گئے اور حق نیابت بحسن خوبی انجام دیا۔

وہ اور نہیں میں اور نہیں ☆

ایک دفعہ جلالپور اور دیگر مضافات کے کچھ لوگ سیال شریف بغرض بیعت حاضر ہوئے اور بیعت کی درخواست حضرت پیر سیال لجپال کی خدمت میں پیش کی۔ حضرت خواجہ سیالوی نے ان سے پوچھا کہ کیا خواجہ جلالپوری بیعت نہیں فرماتے؟ لوگوں نے عرض کیا کہ انہیں تو انکار نہیں ہے لیکن ہم تو حضور ہی کے دست مبارک پر بیعت کرنا چاہتے ہیں حضرت خواجہ شمش العارفین نے فرمایا کہ نادانو کیا شاہ صاحب کی بیعت میں اور ہماری بیعت میں کوئی فرق ہے جاؤ اور شاہ صاحب سے شرف بیعت حاصل کرو۔

عرفی تو مندیش زغوغائے رقیباں ☆

ایک دفعہ مسماۃ بانو جو خواجہ شمش الدین سیالوی رحمتہ اللہ علیہ کی خادمہ تھی جس پر آپ نظر التفات فرماتے تھے وہ ایک مرتبہ جلالپور شریف آئی تو آپ نے حسب توفیق اس کی خدمت و مدارت

میں کوئی کسر نہ چھوڑی اور رخصت کرتے وقت دور تک اس کو رخصت کرنے بھی گئے اور نقد روپے بھی پیش کئے۔ آپ کی ظاہری شان وشوکت انتظام کو دیکھ کر حسد پیدا ہوا اور سیال شریف پہنچ کر حضرت خواجہ شمس الدین سیالوی رحمتہ اللہ علیہ سے جھوٹی جھوٹی شکایتیں کرنے لگی اور آپ کی ذات پر بہتان وافترا باندھنے لگی اور کہنے لگی کہ شاہ صاحب تو مغرور ہو گئے ہیں اور کچھ بے ادب بھی ہو گئے ہیں الغرض اس نے دل کھول کر شکایتیں کی۔ حضرت خواجہ سیالوی رحمتہ اللہ علیہ خاموشی سے سب کچھ سنتے رہے جب وہ سب کچھ کہہ چکی تو آپ نے فرمایا کہ بانو شاہ صاحب نے تمہیں کچھ روپیہ پیسہ کم تو نہیں دیئے عرض کی نہیں تو پھر آپ نے فرمایا کہ یہ تو حسد کی آگ ہے جو تمہارے سینے میں سلگ رہی ہے شاہ صاحب ان تمام عیوب سے پاک اور مبرا ہیں جو تم ان پر لگا رہی ہو اگر آج کے بعد پھر ایسی بات ان کے حق میں کہو گی تو یاد رکھو گھر سے نکال دی جاؤ گی۔

العادت لا یرد الا بالموت ☆

جلالپور شریف کے ایک شخص کی عادت تھی کہ وہ جب بھی سیال شریف جاتا تو آپ کی برائیاں حضرت خواجہ شمس الدین سیالوی رحمتہ اللہ علیہ کے سامنے ضرور بیان کرتا ایک دن حضرت خواجہ سیالوی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ بھائی یا تو تم شاہ صاحب کی شکایت نہ کیا کرو۔ یا تم ہمارے پاس نہ آیا کرو۔ مگر بھلا وہ کب مانتا تھا۔ "**العادت لا یرد الا بالموت**" کے مطابق اس نے پرانی عادت نہ چھوڑی نتیجہ یہ ہوا کہ وہ شخص کتے کی موت مرا اور لوگوں نے دیکھا کہ مرنے کے بعد اس کی صورت خنزیر کی سی ہو گئی تھی **اللهم احفظنا من الحسد و البغض**

مرید کی بیماری اور مرشد کی بے قراری ☆

ایک مرتبہ آپ بیمار ہو گئے تو آپ کے چہرے کے تاثرات چند ہی روز میں بدل گئے بیرا حجام کو لنگر خانے جلالپور شریف سے سیال شریف حضور خواجہ شمس العارفین رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت اقدس میں روانہ کیا کہ جا کر آپ کی صحت کے لئے دعا کرائی جائے۔

ادھر خواجہ سیالوی رحمتہ اللہ علیہ کی یہ کیفیت کہ آپ سخت پریشانی کے عالم میں تھے یہ خبر ملنے سے پہلے خواجہ سیالوی نے ایک رات ایک دن کچھ بھی نہ کھایا طبع مبارک سخت بے قرار رہی کبھی حضور مہمان خانے میں جاتے اور کبھی مسجد شریف کی طرف اور کبھی باہر تشریف لے جاتے آپ کے قریب بیٹھے میاں احمد دین نے عرض کیا حضور طبیعت کیسی ہے۔ فرمایا کہ دل کو قرار نہیں ہے خدا خیر کرے۔ رات

کو آٹھ بجے پیر اجام پہنچا ابھی قدم بوس ہو رہا تھا کہ حضور خواجہ سیالوی رحمتہ اللہ علیہ نے پوچھا میرے شاہ صاحب راضی ہیں؟ عرض کیا حضور آج چھ روز سے سخت بیمار ہیں اور خادم کو حضور کی بارگاہ میں دعا کے لئے بھیجا گیا ہے یہ سنتے ہی خواجہ سیالوی رحمتہ اللہ علیہ نے مراقبہ فرمایا۔ بڑی دیر کے بعد سر اٹھایا اور حضرت خواجہ جلالپوری کی مفصل خیریت دریافت فرمائی اور علاج اور دوا کی کیفیت پوچھی۔ ادھر پیر اجام خواجہ جلالپوری کی کیفیت بیان کرتا جاتا اور ادھر خواجہ سیالوی رحمتہ اللہ علیہ کی آنکھوں سے آنسو جاری اور روتے جاتے تھے اور فرمایا کہ سید تو کس تکلیف میں ہے۔ اللہ تجھ پر رحم کرے۔ پھر دعائے خیر کے لئے ہاتھ اٹھائے اور فرمایا کہ یا ارحم الرحمین یہ میری ساری عمر کی کمائی ہے اسے برباد نہ کرنا کچھ دیر کے بعد فرمایا کہ اللہ شافی مطلق قادر شفا بخشے گا اور میری درخواست کو منظور کرے گا اور فرمایا کہ جلدی جاؤ اور ہمیں ان کے حال سے جلدی مطلع کرنا۔ پیر اجام روانہ ہوا۔ ابھی اسے گئے ہوئے ۱۲ گھنٹے ہی گزرے تھے کہ جلالپور شرف کا ایک درویش یہ خوشخبری لے کر آ گیا کہ اب شاہ صاحب کو آرام ہے حضرت خواجہ سیالوی رحمتہ اللہ علیہ نے فرط مسرت سے نماز شکرانہ ادا کی اور خوشی کے آثار آپ کے چہرہ انور سے نمایاں ہونے لگے۔

آپ کو یکے بعد دیگرے پیش آنے والے صدمات ☆

خوشیوں اور راحتوں کے اس دور میں ایک وقت آیا کہ آپ پر یکے بعد دیگرے صدموں کے پہاڑ ٹوٹنے لگے مگر آپ دل برداشتہ نہ ہوئے اور بڑی خندہ پیشانی سے ان مصائب و آلام کو برداشت کیا سب سے پہلے آپ کو والدہ ماجدہ کے انتقال پر دلی طور پر صدمہ ہوا کہ جن کی دعاؤں کی بدولت خدا پاک نے آپ کو مدارج طے کرائے تھے۔ اس کے بعد آپ کے بڑے بیٹے جناب صاحبزادہ سید بدیع الزماں شاہ رحمتہ اللہ علیہ اکیس برس کی عمر میں ایک سال کی علالت کے بعد داغ مفارقت دے گئے۔ ابھی یہ صدمہ ہلکا نہ ہوا تھا کہ۔ آپ کے پیر و مرشد حضرت خواجہ شمس الدین سیالوی رحمتہ اللہ علیہ ۲ صفر المظفر ۱۳۰۰ھ بمطابق ۴ جنوری ۱۸۸۳ء کو وصال با کمال فرما گئے۔ یہ صدمہ آپ کے لئے جانکاہ تھا۔ ۲۹ سال کی طویل رفاقت اور آپ کا سایہ شفقت قائم رہا اس لئے یہ خبر ملتے ہی آپ کی طبیعت پر بے خودی طاری ہو گئی۔ چھ سات روز تک کھانا مطلقاً نہ کھایا۔ جب طبیعت میں تھوڑا سا سکون آیا تو ایک ہفتے بعد سیال شریف حاضر ہوئے اور روضہ شریف کی تعمیر میں خاص حصہ لیا اور واپس آ کر جلالپور شریف میں پورے آداب و اہتمام سے چالیسیوں کا ختم شریف کرایا۔ ابھی یہ غم روانہ ہوا تھا کہ صاحبزادہ سید قائم الدین شاہ صاحب جن کی صرف دو سال قبل بڑی دھوم دھام سے شادی کی گئی تھی کہ اچانک بیمار ہوئے اور اکیس

برس کی عمر میں ان کا بھی انتقال ہوگیا جب ایک خادم خاص نے آ کر اس عظیم سانحہ کی خبر سنائی تو آپ کی زبان مبارک سے تین مرتبہ یہ کلمہ نکلا الحمد لله على كل حال فرمایا اور سجدے میں سر جھکا دیا۔

اولاد امجاد☆

خداوند قدوس نے آپ کو چار صاجزادے عطا فرمائے تھے سب بڑے صاجزادے سید بدیع الزمان شاہ رحمۃ اللہ علیہ جن کا وصال با کمال ۷ شعبان ۱۲۹۵ ہجری میں ہوا سید قائم الدین شاہ رحمۃ اللہ علیہ جن کا وصال با کمال ۲۱ رجب ۱۳۱۶ ہجری کو ہوا۔ چوتھے صاجزادے سید محمد مظفر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ جن کا وصال با کمال ۱۹ ربیع الاول ۱۳۶۲ ہجری کو ہوا۔

کشف وکرامات☆

منشی غلام حیدر خان تحصیلدار پنڈ دادنخان رشوت ستانی کے کئی مقدمات میں معطل ہو گئے اور اس کے خلاف فوجداری مقدمہ درج ہو گیا۔ انتظامیہ کا تمام عملہ ان کے خلاف تھا۔ مقدمات سے بری ہونے کی کسی کو کوئی امید نہ تھی۔ حکیم محمد سعید سیالکوٹ والے ایک دن جلالپور شریف حاضر ہوئے اور صاجزادہ صاحب کے کمرے جہاں منشی خدا بخش اور بہاول بخش قصاب بیٹھے ہوئے تھے حکیم صاحب اس کمرے میں ٹہلنے لگے اور کہنے لگے کہ کوئی ہے جو غلام حیدر خان کی باعزت بریت کے لئے حضرت قبلہ عالم جلالپوری سے دعائے خیر کرادئے اگر آپ نے دعا کر دی تو وہ بے چارہ ان مقدمات سے ضرور بری ہوگا اور نوکری پر بحال ہو جائے گا۔ بہاول بخش قصاب جو کہ حضرت خواجہ شمش الدین سیالوی رحمتہ اللہ علیہ کا مرید تھا از راہ مذاق کہنے لگا اگر دعا کرادی جائے تو کیا دلاؤ گے حکیم صاحب نے کہا تین سو روپے یہ سنتے ہی بہاول قصاب آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر حضرت خواجہ شمش الدین سیالوی رحمتہ اللہ علیہ کی باتیں کرنے لگا آپ کی یہ عادت تھی کہ جب کوئی شخص حضرت خواجہ سیالوی یا سیال شریف کا ذکر کرتا تو بڑی ہمت وتوجہ سے سنتے آپ بہاول بخش قصاب کی زبانی اپنے مرشد کی تعریف سنتے رہے اور خوش ہوتے رہے جب بہاول قصاب نے دیکھا کہ آپ بڑے ہشاش بشاش ہیں تو ساتھ ہی کہنے لگا کہ حضرت خواجہ سیالوی رحمتہ اللہ علیہ کی یہ بھی عادت تھی کہ اکثر اپنے درویشوں کو دنیا داروں سے کچھ دلایا کرتے تھے آپ نے پوچھا کس طرح اس نے عرض کیا کہ درویشوں کی سفارش سے بعض حاجت مندوں کے لئے دعائے خیر فرماتے اور جب ان کا کام ہو جاتا تو وہ درویشوں کی خدمت کر دیتے تھے۔

میں نے بھی حکیم محمد سعید سے تین سے روپیہ لینا کیا ہے۔ اگر حضور والا منشی غلام حیدر کے حق میں دعا کر دیں تو پھر میرا بھی بھلا ہو جائے گا اور اس کا بھی آپ چونکہ پلنگ پر آرام کر رہے تھے فوراً اٹھے اور متبسم ہو کر دعائے خیر فرمائی جو کہ فوراً قبول ہوئی اور غلام حیدر تحصیل دار تمام مقدمات سے بری ہو کر نوکری پر بحال ہو گیا اور زمانہ معطلی کی تمام سالم تنخواہ بھی اسے مل گئی۔

لا علاج بیمار کو شفا ہو گئی ☆

مولوی محمد اشرف ڈپٹی انسپکٹر پولیس ضلع جہلم کے سارے جسم پر پھوڑے نکل آئے جس جگہ ناسور ہوتا وہاں سے پیپ نکلنی شروع ہو جاتی ہر چند علاج معالجے کرائے مگر مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی۔

دوائیوں سے بجائے فائدہ کے اور نقصان ہوتا گیا ہر ایک زخم سے ایک ایک انچ کے قریب گوشت کا ٹکڑا نکل گیا۔ اکثر حکماء کا خیال تھا کہ یہ مرض جذام کی قسم کا ہے اگر ملازمت کا احترام نہ ہوتا تو لوگ اپنے پاس بھی بیٹھنے نہ دیتے۔ ایک دن عیدا درزی ساکن جلالپور شریف جو کہ مولوی صاحب مذکور کا پیر بھائی تھا ان سے ملنے کے لئے گیا تو انہوں نے اپنی حالت زار رو کر سنائی۔

عیدا اس کے پاس سے رخصت ہو کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور مولوی صاحب کی کیفیت بیان کر کے دعا کا طلب گار ہوا تو آپ نے فرمایا کہ وہ یہاں کیوں نہیں آتا۔ عیدا نے دریائے کرم جوش میں دیکھ کر فوراً اپنے چھوٹے بھائی کو بھیجا کہ مولوی صاحب کو بلا کر لے آؤ۔ چنانچہ اگلے روز وہ مولوی ڈپٹی انسپکٹر پولیس آپ کی خدمات اقدس میں حاضر ہوا اور رو کر کہنے لگا حضور مرض اس خطرناک حد تک بڑھ چکا ہے کہ اب زندگی سے بھی مایوس ہو چکا ہوں آپ نے اس کی کیفیت سن کر فرمایا اب تمام دوائیاں چھوڑ دو قادر مطلق خود شفا بخشے گا۔ آپ نے ان کے لئے دعائے صحت کی اور رخصت کر دیا۔ جب وہ رخصت ہو کر اپنے گھر جا رہے تھے کہ راستے میں ہی شفاء کے آثار ظاہر ہونا شروع ہو گئے تھے زخموں سے جو پیپ بہتی تھی وہ خشک ہو گئی اور اللہ کریم نے مکمل شفا بخش دی۔

بارگاہ غریب نواز میں شرف یابی ☆

ملک محمد نمبردار ساکن شین کے علاقہ چھچھ سب تحصیل حضرو ضلع اٹک ابھی تک کسی کے مرید نہ تھے کہ اجمیر شریف چلے گئے اور دل میں خیال پیدا ہوا کہ حضور غریب نواز کی بارگاہ میں اجمیر پہنچ کر عرض کروں کہ کس کا مرید ہونا چاہئے تین دن کے اندر اگر غریب نواز نے کسی کا مرید ہونے کا حکم دیا تو مرید

ہو جاؤں گا وگرنہ تمام عمر کسی کا مرید نہیں بنوں گا۔

چنانچہ وہ اجمیر شریف پہنچ کر حضور غریب نواز رحمتہ اللہ علیہ کی بارگاہ میں پہنچے اور اپنا مقصد و مدعا بیان کیا اور سو گئے پہلی رات تو کچھ بھی نظر نہ آیا مگر دوسری رات کیا دیکھا کہ حضرت خواجہ غریب نواز رحمتہ اللہ علیہ کا دربار سجا ہوا ہے اور دربان دروازے پر کھڑے ہیں لوگ آ کر اپنی حاجات پیش کر رہے ہیں اور منہ مانگی مرادیں پا رہے ہیں۔ اسی دوران ایک شخص نے اسے پکڑا اور اندر حضور غریب نواز رحمتہ اللہ علیہ کی بارگاہ میں پیش کر دیا حضور غریب نواز رحمتہ اللہ علیہ نے محمد عمر نمبردار کی طرف دیکھا اور فرمایا کہ اس کو تو جلالپور شریف بھیج دیا جائے۔ اس فرمان کے بعد اس شخص نے ملک محمد عمر کو دربار سے باہر کی طرف دھکیل دیا اور ان کی آنکھ کھل گئی اب یہ سخت حیران و پریشان تھے جلالپور شریف کہاں ہے کس ضلع میں ہے کیسے پہنچا جائے اسی تردد میں تھے کہ اچانک ایک سفید ریش بزرگ آئے اور فرمانے لگے پریشان کیوں ہے جلالپور شریف ضلع جہلم میں ہے چنانچہ وہ اجمیر شریف سے سیدھے جلالپور شریف آئے اور آپ کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف ہو کر ممتاز ہوئے۔

مائی کو آسیب سے نجات ☆

مولوی نبی بخش صاحب واعظ رسول نگری فرماتے ہیں کہ جلال پور بھٹیاں ضلع گوجرانوالہ میں ایک جلسہ میں شرکت کے لئے گیا تو وہاں سے چند احباب کے اصرار کرنے پر مرزا بھگنی کا میں نماز جمعتہ المبارک کا اتفاق ہوا دوسرے دن چوہدری احمد بھٹی کے ہاں ضیافت تھی اثنائے گفتگو چوہدری احمد بھٹی نے کہا کہ موجودہ دور میں خالص ولی کا ملنا مشکل ہے لوگوں نے دوکانیں چمکا رکھی ہیں مگر اونچی دوکان پھیکا پکوان کے مصداق مرید اپنے پیر کی اس قدر تعریف کرتے ہیں کہ جیسے خداوند تعالیٰ نے تمام کاروبار نظام زندگی ان کے پیر کے ہاتھ میں دے رکھا ہو مبالغے کی بھی حد ہوتی ہے مولوی نبی بخش صاحب نے ان سے پوچھا کہ کیا تم شان اولیا اللہ کے منکر ہو میاں احمد کہنے لگے نہیں میں تو اولیاء اللہ کو سچے دل سے مانتا ہوں اور میں نے جس مرشد کامل کے ہاتھ میں ہاتھ دیا ہے وہ واقعی خدا کا پیارا اور حبیب ہے۔

مولوی نبی بخش فرماتے ہیں کہ جب میں نے پوچھا کہ تمہارے مرشد کا نام کیا ہے کون ہیں تو میاں احمد بھٹی نے حضرت جلالپوری رحمتہ اللہ علیہ کا نام لیا۔ جب میں نے حضرت جلالپوری رحمتہ اللہ علیہ کا نام نامی اسم گرامی سنا تو چونک گیا اور پوچھا کہ تم کس طرح اس بارگاہ میں پہنچے تو میاں احمد بھٹی نے اپنی ماں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا یہ میری والدہ بعارضہ آسیب بیمار تھیں بڑے بڑے حکیموں طبیبوں

سے علاج کرایا تمام عاجز آ گئے تو پھر بڑے بڑے پیران عظام جو زندہ ہیں ان کی خدمت میں لاہور تک گیا مگر میری والدہ کو آرام نہ آیا آخر ایک روز میری والدہ صاحبہ بے خودی کے عالم میں گھر سے نکل کھڑی ہوئیں اور ایسی نکلیں کہ تلاش کے باوجود پتہ نہ چلا تیسرے روز ایک گاؤں میں جا کر معلوم ہوا کہ ایک عورت کل سے یہاں آئی ہے اور وہ پیر حیدر پیر حیدر پکار رہی ہے۔ ہم دونوں باپ بیٹے وہاں پہنچے تو والدہ وہاں موجود تھیں ایک شخص جس کا نام نور محمد تھا اس نے ہمیں بتایا کہ پیر حیدر شاہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ جلالپور شریف میں رہتے ہیں ان کے پاس چلے جاؤ چنانچہ ہم بمشکل اپنی والدہ کو قابو کر کے وہاں سے چلے ابھی دریائے جہلم عبور ہی کیا تھا کہ والدہ کو آرام آنا شروع ہو گیا اور جب ہم جلالپور شریف آپ کی خدمت میں پہنچے تو والدہ محترمہ بالکل ٹھیک ہو چکی تھیں اس وقت سے آج تک دوبارہ کبھی آسیب کی تکلیف نہیں ہوئی۔

مولوی نبی بخش فرماتے ہیں کہ جب میں نے بتایا کہ میں بھی حضور قبلہ جلالپوری رحمتہ اللہ علیہ سرکار کا مرید ہوں تو اس مائی کی ہچکی بندھ گئی اور آپ کی تعریف میں کہنے لگی۔

لیا کرتے ہیں خود آسیب نام پاک حیدر کا

وصالِ باکمال ☆

آپ نے ۲۴ مارچ ۱۹۰۸ء کو سیال شریف کا آخری سفر فرمایا حضرت خواجہ شمش العارفین خواجہ شمش الدین سیالوی رحمتہ اللہ علیہ کے عرس مبارک کا موقعہ تھا آپ نے چند سال سیال شریف حاضری نہیں دی تھی اس وجہ سے جب آپ اس مرتبہ گئے تو آپ جہاں جہاں سے گزرتے گئے لوگ قطار در قطار آپ کی زیارت کے لئے کھڑے نظر آ رہے تھے صاجزادہ پیر سید فضل شاہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ بھی آپ کے ہمراہ تھے اس وقت ان کی عمر عزیز ۱۴ برس تھی جب آپ کا گزر ہرنپور شریف سے ہوا تو آپ نے حضرت پیر سید غلام علی شاہ رحمتہ اللہ علیہ کے مزار شریف پر حاضری دی اور اپنی جیب سے کچھ نقدی دربار شریف کی تعمیر کے کام کے لئے دی وہ ہرنپور سے خوشاب تک ریل کا سفر تھا ہر اسٹیشن پر لوگوں کا اژدھام زیارت کے لئے موجود ہوتا۔ خوشاب سے سیال شریف تک کا سفر دریا کے ذریعے کشتی پر سفر کیا سیال شریف پہنچے تو نماز عشاء کا وقت تھا لوگوں کے بے پناہ ہجوم نے آپ کو گھیر لیا جناب حضرت صاجزادہ سعد اللہ صاحب سیالوی والد خواجہ محمد الدین سیالوی رحمتہ اللہ علیہ سجادہ نشین سیال شریف چھڑی

سے لوگوں کو ہٹاتے تھے بمشکل آپ دربار شریف کے اندر داخل ہوئے اور فاتحہ خوانی کی حضرت سجادہ نشین سیال شریف بیماری اور نقاہٹ کے باوجود درویشوں کے سہارے دروازے تک استقبال کے لئے تشریف لائے، حضرت خواجہ جلالپوری بھی پوری طرح آداب بجالائے نذر پیش کی احترام کا یہ عالم تھا کہ ادھر سے جو سوال ہوتا اس کے جواب میں ایک لفظ بھی زیادہ زبان پر نہ لاتے تھے اس موقعہ پر حضرت پیر سید مہر علی شاہ رحمتہ اللہ علیہ بھی تشریف لائے ہوئے تھے جب سیال شریف سے رخصت ہونے لگے تو آپ سے بھی ملاقات کی اور دعائے خیر کروائی اور کہا کہ میں نیاز مند ہوں۔ سیال شریف سے واپس گھر پہنچنے پر تین ماہ بعد آپ کو خفیف سا بخار ہوا۔ اور گلے روز بروز سوموار ۶ جمادی الثانی ۱۳۲۶ ہجری ماہ جولائی ۱۹۰۸ء کو آپ کی زبان سے نماز سے قبل اسم اللہ نکلا اور آپ دار آخرت کی طرف مراجعت فرما گئے۔ اگلے روز بروز منگل ۷ جمادی الثانی ۱۳۲۶ ہجری ۱۹۰۸ء کو نماز جنازہ ادا کی گئی اور آپ کی تدفین ہوئی مزار فیض آثار جلالپور شرف تحصیل پنڈ دادنخان ضلع جہلم میں آج بھی مرجع خاص و عام ہے آپ کے وصال باکمال پر علامہ ڈاکٹر محمد اقبال عاشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ قطعہ تاریخ لکھی۔

ہر کر بر خاک مزار پیر حیدر شاہ رفت تربت او امین جلوہ ہائے طور گفت
ہاتف از گردوں رسید و خاک اور ابوسہ داد گفتمش سال وفات او بگو مغفور گفت

فقیر راقم الحروف حضرت پیر سید برکات احمد شاہ جلال پوری کے دور سجادگی میں آپ کے دربار اقدس کی حاضری کا شرف حاصل ہے۔

آباد خدا رکھے میخانہ محمد کا ﷺ

حضرت سید محمد مظفر علی شاہ چشتی نظامی رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆

محبوب العارفین امام العاشقین حضرت خواجہ سید محمد مظفر علی شاہ رحمتہ اللہ علیہ حضرت خواجہ پیر سید حیدر علی شاہ رحمتہ اللہ علیہ کے گھر جلالپور شریف میں ۱۸۶۲ء میں ولادت پائی آپ اپنے خواجگان کی طریقت پر عمل پیرا رہے تمام عمر خلاف شریعت وطریقت کوئی کام نہ کیا انتہا درجہ کے نیک پارسا متقی و پرہیز گار تھے حسن اخلاق اس قدر تھا کہ ملنے والا ہر شخص آپ کا ہو کے رہ جاتا تمام عمر نہ بھلاتا۔

تمام رات شب بیداری میں گزارتے ہمہ وقت ذکر خدا میں مستغرق رہتے حسن رسول آپ کی آنکھوں میں پنہاں رہتا عشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سمندر آپ کے سینے میں موجزن تھا شریعت کے احکام پر سختی سے عمل پیرا رہتے نماز پنجگانہ تمام عمر باجماعت ادا کی تہجد اور دیگر نوافل کا کثرت سے اہتمام فرماتے تھے۔

آپ حضرت پیر سید حیدر علی شاہ جلالپوری رحمتہ اللہ علیہ کے دوسرے فرزند ارجمند تھے اور حضرت خواجہ شمش العارفین خواجہ شمش الدین سیالوی پیر سیال لجپال رحمتہ اللہ علیہ کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف تھے اور اپنے والد گرامی جناب پیر حیدر علی شاہ جلالپوری رحمتہ اللہ علیہ کی طرف سے صاحب مجاز تھے آپ کے والد گرامی نے اپنے وصال باکمال سے تین سال پہلے ہی آپ کو خرقہ خلافت عطا فرما دیا تھا۔

آپ نے پانچ شادیاں کیں۔ پہلی شادی سید الٰہی شاہ کی صاحبزادی سے ہوئی جن کے بطن سے دو صاحبزادیاں پیدا ہوئیں۔ پہلی صاحبزادی کی شادی حضرت سید سیدن شاہ رحمتہ اللہ علیہ سے ہوئی دوسری صاحبزادی کی شادی سید نواب شاہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے صاحبزادے سے ہوئی۔ آپ کی دوسری شادی پنڈ دادنخان کے رئیس اعظم سیف علی خان جاگیردار کی بیٹی سے ہوئی جن کے بطن سے چار صاحبزادے پیدا ہوئے جن کے اسمائے گرامی درج ذیل ہیں۔

☆ ابوالبرکات سید محمد فضل شاہ صاحب۔ ☆ نواب پیر سید محمد مہر شاہ صاحب۔ ☆ سید محمد کرم شاہ اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر۔ ☆ حضرت سید محمد محمود شاہ صاحب رحمتہ اللہ علیہم اجمعین۔

تیسری شادی حضرت سید محمد شاہ صاحب خلیفہ اول کی دختر نیک اختر سے ہوئی۔ چوتھی

شادی تحصیل کہوٹہ ضلع راولپنڈی کے سادات گھرانے میں ہوئی اور پانچواں نکاح بیوہ حضرت سید محمد قائم الدین شاہ رحمتہ اللہ علیہ ہوا جن کے بطن سے ایک صاحبزادہ ہوا جن کا نام حیدر احسان الحق شاہ رکھا گیا۔

وصال باکمال ☆

آپ کا وصال باکمال ۱۹ ربیع الآخر ۱۳۳۵ ہجری کو ہوا مزار پر انوار اپنے والد کے پاس ہی جلالپور شریف تحصیل پنڈ دادنخان ضلع جہلم میں مرجع خاص وعام ہے۔

راقم الحروف کو آپ کے مزار کی زیارت کا شرف حاصل ہے۔

آباد خدا رکھے میخانہ محمد کا ﷺ

حضرت پیر سید بدیع الزمان شاہ چشتی نظامی رحمتہ اللہ علیہ

تعارف☆

عارف کامل و اکمل پیر طریقت صاجزادہ سید بدیع الزمان شاہ جلالپوری رحمتہ اللہ علیہ حضرت خواجہ پیر سید حیدر علی شاہ جلالپوری رحمتہ اللہ علیہ کے گھر جلالپور شریف تحصیل پنڈ دادنخان ضلع جہلم میں آپ کی ولادت ہوئی۔ آپ حضرت خواجہ پیر سید حیدر علی شاہ رحمتہ اللہ علیہ کے فرزند اکبر تھے اپنے والدین کی طرح عبادت گزار پابند شریعت وطریقت اور نہایت درجہ کے متقی و پرہیز گار اور سخی تھے سیرت و کردار اور صورت ظاہری میں اپنے والد کی مثل تھے۔ آپ حضرت خواجہ شمش الدین سیالوی رحمتہ اللہ علیہ کے مرید تھے۔ سخی اس قدر کے آپ اپنا جواب نہ رکھتے تھے ایک مرتبہ آپ کے والد گرامی رحمتہ اللہ علیہ سیال شریف تشریف لے گئے تو لنگر کا انتظام آپ کے سپرد ہوگیا۔ آپ نے اس میں بڑی کشادہ دلی سے کام لیا اور لنگر شریف کو خوب ترقی دی۔ آپ کی والدہ ماجدہ نے آپ سے فرمایا کہ اس طرح خرچ کرو گے تو کتنے دن کام چلے گا آپ نے عرض کیا کہ آپ کے زیورات سے کام چلاتا جاؤں گا۔ مائی صاحبہ نے فرمایا کہ ایسے خرچ میں زیورات بھی کب تک چلیں گے تو آپ نے عرض کی تو پھر مکانات موجود ہیں مائی صاحبہ یہ سن کر خاموش ہوگئیں۔

وصال باکمال☆

آپ کی عمر نے وفانہ کی ابھی آپ اکیس برس کے ہوئے تھے کہ مورخہ ۷ شعبان المعظم ۱۲۹۵ ہجر کو آپ کا وصال باکمال ہوگیا۔ مزار پرانوار آپ کے اجداد کے قبرستان واقع جلالپور شریف تحصیل پنڈ دادنخان ضلع جہلم میں مرجع خاص وعام ہے۔

آباد خدا رکھے میخانہ محمد ﷺ کا

حضرت پیر سید محمد فضل شاہ چشتی نظامی رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆

عارف ربانی پیر لا ثانی، دلبند رسول، صدر الصدور دانائے سر حقیقت، بحر معرفت، شیخ العصر حضرت واجبہ پیر سید محمد فضل شاہ جلالپوری رحمتہ اللہ علیہ ۴ جمادی الاول ۱۳۱۲ ہجری بمطابق ماہ نومبر ۱۸۹۴ء بروز شنبہ حضرت پیر سید مظفر شاہ رحمتہ اللہ علیہ کے گھر جلالپور شریف تحصیل پنڈ دادنخان ضلع جہلم میں آپ کی ولادت ہوئی۔ آپ کا نام نامی اسم گرامی آپ کے دادا جان حضرت پیر سید حیدر علی شاہ جلالپوری رحمتہ اللہ علیہ نے رکھا تھا جو کہ الہامی ہے ولادت کے بعد جب آپ کے دادا جان سے عرض کی گئی کہ بچے کا نام تجویز فرمائیں تو آپ نے فرمایا کہ کل بتاؤں گا چنانچہ رات کو خواب میں اشارہ ہوا کہ فضل شاہ مہر شاہ کرم شاہ چنانچہ آپ کے والد گرامی نے اسی ترتیب سے اپنے صاحبزادوں کے نام رکھے۔

تعلیم و تربیت ☆

آپ نے ابتدائی تعلیم میں قرآن مجید حافظ الہ دین ساکن چک شیر محمد سے ختم کیا اور انہی سے حفظ کرنا شروع کیا ہی تھا کہ آپ بیمار ہو گئے صحت یاب ہونے کے بعد آپ نے مولوی عبدالرحیم صاحب ساکن کروی سے سکندر نامہ تک فارسی اور کتب صرف و نحو اور فقہ میں شرح وقایہ تک عربی پڑھی۔

مولوی صاحب موصوف جب رخصت پر جاتے تو حضرت قبلہ عالم درس و تدریس کے کفیل ہوتے تھے۔ یہ وہ شرف تھا جس کو نہایت فخر سے بیان کرتے تھے۔ منطق، فلسفہ، ادب، عقائد، کلام کیا اور علوم عقلیہ کی تحصیل مولوی فیض الحسن صاحب رحمتہ اللہ علیہ ساکن موضع جھیں ضلع چکوال سے کی۔ صحاح ستہ اور بقیہ علوم نقلیہ مولوی قادر بخش صاحب رحمتہ اللہ علیہ ملتانی اور حافظ جمال الدین ساکن کوٹ مومن اور مولوی محمد سعید سے پڑھے اور علوم دینیہ سے فراغت کی سند حاصل کی۔ ان تمام علوم کے ساتھ انشاء پردازی میں کمال حاصل کیا۔

بیعت و خلافت ☆

علوم دینیہ کی تکمیل کے بعد آپ کے والد گرامی نے آپ کو حضرت پیر سید حیدر علی شاہ جلالپوری رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں پیش کر کے بیعت کے لئے عرض کیا تو انہوں نے ارشاد فرمایا کہ

میں ان کو بیعت کرانے کے لئے سیال شریف لے کر جاؤں گا لیکن آپ کے والد گرامی جناب سید محمد مظفر شاہ جلالپوری رحمتہ اللہ علیہ کی درخواست بھی رد نہ ہو سکتی تھی اس لئے بڑے اصرار کے بعد حضرت پیر سید حیدر علی شاہ رحمتہ اللہ علیہ نے آپ کو اپنے دست مبارک پر شرف بیعت سے مشرف فرمایا اور سیال شریف کے آخری سفر سے واپسی پر آپ کو خلافت سے بھی سرفراز کر کے صاحب اجازت کیا۔ حضرت پیر سید حیدر علی شاہ رحمتہ اللہ علیہ کے عہد مبارک میں تعویذ نویسی وغیرہ آپ ہی کے ذمہ تھی جب آپ کے والد گرامی جناب سید مظفر شاہ رحمتہ اللہ علیہ مسند پر جلوہ افروز ہوئے تو ۲ سال تک بیعت خود لیتے رہے مگر بعد میں یہ کام بھی آپ کے سپرد کر دیا چنانچہ آپ ان کی ظاہری حیات مبارکہ میں ۴ سال تک ان کی تمام خدمات جانشینی آپ ہی ادا فرماتے رہے۔

حج بیت اللہ اور زیارات مقامات مقدسہ☆

ایک مرتبہ آپ کو خواب میں حضور پر نور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت نصیب ہوئی تو سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ کو مدینہ شریف لانے کا حکم دیا صبح کو بیدار ہو کر اپنے والد گرامی حضرت پیر سید مظفر شاہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں خواب سنا کر حج بیت اللہ شریف اور زیارت روضہ رسول ﷺ کی اجازت چاہی تو آپ کے والد گرامی نے فرمایا کہ دور کا سفر ہے راستے کی تکالیف بھی تم برداشت نہ کر سکو گے اس لئے کہ ابھی تمہاری عمر چھوٹی ہے مگر آپ کے بار بار اصرار کرنے پر آپ کو والد گرامی نے اجازت بخشی۔ چنانچہ آپ ۲ شوال المکرم ۱۳۳۱ ہجری ۴ ستمبر ۱۹۱۳ء کو بعمر ۱۹ سال میں آپ پہلی مرتبہ حج بیت اللہ شریف اور زیارت روضہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے چند حضرات اہل سلسلہ کے ہمراہ تشریف لے گئے اور سعادت سے مشرف ہوئے۔ اس سفر میں آپ بیروت، دمشق، مصر، کوفہ اور بیت المقدس میں بھی مختلف بزرگان وصحابہ کرام واہل بیت اطہار کے مزارات پر انوار کی زیارات سے بھی مشرف ہوئے۔

شادی واولاد☆

آپ نے دو شادیاں کیں آپ کا پہلا نکاح مسنونہ جناب سید نواب شاہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ کی صاحبزادی سے ہوا۔ سید نواب شاہ صاحب حضرت پیر سید حیدر شاہ رحمتہ اللہ علیہ کے حقیقی بھانجے اور داماد تھے۔ آپ کی اہلیہ کا جلد ہی انتقال ہو گیا تھا جس کے پیش نظر بعد ازاں آپ کا دوسرا عقد حضرت حاجی آل رسول صاحب مکان شریفی کی صاحبزادی سے ہوا مکان شریفی خاندان کے بزرگان سلسلہ عالیہ نقشبندی کے بڑے عامل عارف کامل بزرگ تھے جب وہ حج پر تشریف لے گئے تو وہیں پر سکونت

اختیار کرلی حاجی آل رسول مکان شریفی کی صاحبزادی سے آپ کا نکاح اپریل ۱۹۰۷ء میں ہوا آپ کی اہلیہ عربی اور فارسی پر خاص کمال رکھتی تھیں ان کا وصال ۱۳۴۰ء میں ہوا۔ ان سے حسب ذیل صاحبزادگان تولد ہوئے۔

☆ پیر سید برکات احمد شاہ رحمتہ اللہ علیہ۔ ☆ سید حسنات احمد شاہ رحمتہ اللہ علیہ۔ ☆ حضرت سید لمعات شاہ صاحب۔

جماعت حزب اللہ کا قیام ☆

آپ نے عارفانہ روایات کے ساتھ اصلاح معاشرہ اور مسلمانان پاک و ہند کو بیدار کرنے میں بھرپور حصہ لیا۔ آپ نے تحریک خلافت کے زمانے سے سیاست میں حصہ لینا شروع کیا اور پھر تادم آخر فعال کردار ادا کرتے رہے۔ آپ کے کارناموں میں جماعت حزب اللہ کا قیام سنہری حروف میں لکھنے کے قابل ہے۔ ۶ جمادی آلاخر ۱۳۴۶ بمطابق ۳۰ دسمبر ۱۹۲۷ء کو حضرت قبلہ عالم پیر سید غلام حیدر علی شاہ جلالپوری رحمتہ اللہ علیہ کے سالانہ عرس مبارک کے موقع پر یہ جماعت معرض وجود میں آئی اور تمام علماء اور مشائخ کی موجودگی باالتفاق رائے آپ کو اس جماعت کا امیر تسلیم کیا گیا۔ پیر صاحب کے سوانح نگار جناب ڈاکٹر عبدالغنی ''حزب اللہ'' کے تعارف میں لکھتے ہیں حزب اللہ خالصتاً ایک اصلاحی تحریک تھی اس کا اجراء ہندوؤں یا انگریزوں کی مخالفت کے لئے عمل میں نہیں آیا تھا اور نہ یہ کسی خاص فرقہ کی حمایت کے لئے قائم کی گئی تھی بلکہ اتحاد بین المسلمین کی داعی اور علمبردار تھی اس کا مقصد مسلمانوں کی انفرادی یا اجتماعی زندگی کے کسی خاص پہلو کی اصلاح نہیں تھا بلکہ یہ ایک جامع، ہمہ گیر، تحریک تھی یہ تحریک ذہنی، معاشرتی، تمدنی، اقتصادی، عملی اور اجتماعی انقلاب برپا کرنا چاہتی تھی حزب اللہ نہایت متحرک اور فعال تنظیم تھی جس کے ہزاروں رضا کار اصلاحی کاموں کے لئے ہر وقت تیار رہتے تھے پیر صاحب مختلف مقامات کا سالانہ دورہ کر کے تنظیم اور تحریک کو قائم رکھتے تھے۔ رسالہ ترجمان۔ جماعت کا آرگن تھا۔ جس میں جماعت کی سرگرمیوں کی رپورٹ باقاعدگی سے چھپتی تھی۔ ماہنامہ صوفی (منڈی بہاؤالدین) بھی جماعت کے نصب العین کے لئے کوشاں تھا۔ جماعت حزب اللہ کی سالانہ کانفرنس جلالپور شریف میں منعقد ہوتی تھی جس میں مسلک اہل سنت کے مایہ ناز عالم دین مقررین مشائخ عظام اہل علم اور شعرائے کرام بطور خاص شرکت کرتے تھے حزب اللہ تحریک نے قیام پاکستان میں فعال کردار ادا کیا۔ مسلم لیگ کے حلقوں میں پیر صاحب کو عزت واحترام کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا۔

جمیعۃ المشائخ کا قیام☆

قیام پاکستان کے بعد آپ کی ذاتی کاوش اور بھرپور جدوجہد سے علماء اور مشائخ اہل سنت کو متحد اور ایک پلیٹ فارم پر اکٹھا کرنے کے لئے جمعیت المشائخ کا قیام عمل میں لایا گیا اور اس کے پہلے روح رواں اور ناظم اعلیٰ آپ ہی تھے۔ ۱۹۴۷ء کے جہاد کشمیر میں آپ کی نگرانی میں ہزاروں رضا کاروں نے حصہ لیا آپ تمام عمر قیام پاکستان کے بنیادی مقصد نظام اسلام کے قیام کے لئے کوشاں رہے۔

آپ کی علمی اور تحریری یادگاریں☆

آپ نے کئی علمی مقالات اور کتابیں یادگار چھوڑی ہیں جن میں سے اہم ترین یہ ہیں۔ (۱) ”حزب اللہ“ جماعت حزب اللہ کا مفصل تعارف ہے بعد میں اس کی تلخیص ایک رسالے کی صورت میں مرتب کی۔ (۲) ”جمعیت المشائخ“ کا تعارف۔ آپ کی یادگار ہیں۔

وصال باکمال☆

آپ کا وصال باکمال جلال پور شریف تحصیل پنڈ دادنخان ضلع جہلم میں ہوا ہیں آپ کا مزار پرانوار بھی مرجع خاص وعام ہے فقیر راقم الحروف کو آپ کے دربار پر حاضری کا شرف حاصل ہے۔

آباد خدا رکھے میخانہ محمد کا ﷺ

حضرت پیر سید برکات احمد شاہ چشتی نظامی رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆

مجاہد تحریک پاکستان مجاہد ملت سرمایہ اہل سنت عارف باللہ مرد حقیقت آگاہ، نمونہ سلف صالحین امیر حزب اللہ ثانی پیر طریقت ماہتاب شریعت حضرت پیر سید برکات احمد شاہ رحمتہ اللہ علیہ فروری ۱۹۱۸ء میں اپنے وقت کے عظیم شیخ کامل حضرت خواجہ پیر سید فضل شاہ ثانی کے گھر پیدا ہوئے اور اپنے وقت کے عظیم شیخ طریقت اور پابند شریعت بزرگ تھے آپ کی پیدائش کے بعد آپ کے والد گرامی نے خصوصی توجہ سے آپ کو ایسی تعلیم دلوائی جس کی وجہ سے آپ دینی و دنیاوی ظاہری و باطنی علوم پر مکمل دسترس رکھتے تھے۔

آپ نے ۱۹۳۹ء میں گورنمنٹ کالج سے بی۔اے کی اور فقہ، تفسیر و حدیث، منطق، صرف و نحو اور عربی ادب کی تعلیم حاصل کی۔۱۹۴۲ء میں حکومت ہند کی وزارت زراعت میں اسسٹنٹ ڈائریکٹر تعینات ہوئے اور پاکستان بننے کے بعد بطور ڈپٹی ڈائریکٹر وزارت خوراک سے منسلک ہو گئے۔ ۱۹۷۸ء میں آپ جائنٹ سیکرٹری کیبنٹ ڈویژن کے عہدے پر فائز رہتے ہوئے ریٹائرڈ ہوئے اور سیاسی میدان میں مسلک اہلِ سنت کو تقویت دینے کے لیے جمعیت علمائے پاکستان میں شامل ہو کر ملک و ملت کی خدمت میں مشغول ہو گئے۔

اوائل عمر میں آپ بڑی اعلیٰ پوسٹ پر حکمرانی بھی فرماتے رہے مگر باوجود اس کے اپنے اسلاف کی تعلیمات اور طریقت کو ہمیشہ ہر میدان میں سامنے رکھا آپ ایک عظیم قومی سطح کے لیڈر بھی تھے جمعیت علمائے پاکستان کے مختلف اعلیٰ عہدوں پر کام کرتے اور ہر موڑ پر ہر میدان میں عملی طور پر نظر آتے ہیں آپ نے اندرون ملک اور بیرون ملک جمعیت علمائے پاکستان کے قائدین علامہ شاہ احمد نورانی صدیقی مدظلہ اور مولانا عبدالستار نیازی مرحوم کے ساتھ دورے کئے اور جمعیت کو فعال بنانے کے لئے دن رات کام کیا۔غالباً ۱۹۹۰ء میں نگران حکومت میں آپ تین ماہ تک صوبہ پنجاب کے وزیر زکوٰۃ و عشر بھی رہے اس کے لئے آپ کا نام اس وقت کے وزیر اعلیٰ پنجاب میاں غلام حیدر وائیں نے خود پیش اور تجویز کیا تھا۔ایک مرتبہ ۱۹۹۱ء میں سینٹ کے ممبر بھی رہ چکے ہیں۔آپ کی تمام زندگی مجاہدانہ کردار سے عبارت ہے آپ بیک وقت ایک بہترین سیاستدان اور چوٹی کے عالم دین اور بیک وقت صوفی

بزرگ اور شیخ طریقت تھے ہر میدان میں مکمل دسترس حاصل تھی بڑے بڑے جاہ وجلال والی شخصیات آپ سے بات کرتے ہوئے گھبراتی تھیں زہد تقویٰ عبادت وریاضت آپ کا زندگی بھر کا شعار رہا ہے دین اسلام کا اور اہل اسلام علمائے کرام مشائخ عظام کو قدر کی نگاہ سے دیکھتے تھے سخاوت آپ کی ذات میں بدرجہ اتم موجود تھی فیاض اس قدر تھے کہ آنے والے کو کبھی بھی خالی ہاتھ نہ لوٹایا۔

فقیر راقم الحروف نے بار بار آپ کی قدم بوسی کی کئی مرتبہ مختلف اجلاس کانفرنسوں میں اکٹھے مل بیٹھنے کا شرف حاصل رہا ہے ہزارہ حویلیاں کے مقام پر اور راولپنڈی میں خیابان سرسید کے مقام پر آپ نے فقیر کی طرف سے دعوت پر خصوصی خطاب بھی فرمایا تھا آپ اس قدر حلیم الطبع شخص تھے کہ ایک مرتبہ ملنے والا دوبارہ ملنے کی خواہش کرتا اور گرویدہ ہو کے رہ جاتا تھا۔

وصال باکمال ☆

آپ کا وصال باکمال مورخہ ۴ ذلحج ۱۴۱۴ء کو ہوا مزار جلالپور شریف تحصیل پنڈ دادنخان ضلع جہلم میں مرجع خلائق ہے۔

آباد خدا رکھے میخانہ محمد کا ﷺ

قطعاتِ تاریخ (سالِ طباعت)

کتاب ''تذکرہ اولیائے پوٹھوار

''جواہر عظمتِ فقر''	''شمعِ اہلِ شریعت''
۲۰۰۵ء	۱۴۲۶ء

صبح محشر تک رہے گا ضوفشاں
آفتابِ آسمانِ حزبِ فیض

انقلاب وقت کی بیداد سے
مٹ نہیں سکتا نشانِ حزب فیض

ہے خزاں کی دسترس سے دور تر
خلدِ منظر گلستانِ حزبِ فیض

غم زدوں، خستہ دلوں کا چارہ گر
ہر مقام ہر آستانِ حزب فیض

معتقد ہوں اولیائے پاک کا
میں بھی ہوں اِک مدح خوانِ حزب فیض

اُن کا محتاج نگاہِ لطف ہوں
ہوں یکے از سائلانِ حزب فیض

(ازقلم: شاعر اہلِ سنت جناب عبدالقیوم طارق سلطان پوری)

☆

صابریؔ مقصود احمد باکمال
ہے قلم کارِ جہانِ حزبِ فیض

صابری مقصود ہے بے شک و ریب
عندلیبِ گلستانِ حزبِ فیض

وہ نقیب کاروانِ علم و فقر
صدقِ فطرت ترجمانِ حزبِ فیض

''اولیائے پوٹھوار'' ہے اُس کی کتاب
ہے انوکھی داستانِ حزبِ فیض

سطوت مردانِ حق کا تذکرہ
یہ ہے دستاویزِ شانِ حزبِ فیض

آشکارا اِس کتابِ خوب سے
احتشامِ جاودانِ حزبِ فیض

ہر ورق ہر صفحہ سے اِس کے عیاں
آب و تاب کا کلانِ حزبِ فیض

کی نمایاں خوب تر مقصود نے
آنِ خیلِ فقر و شانِ حزبِ فیض

داد اِس کارِ اہم کی دے گا وہ
جو بشر ہے قدر دانِ حزبِ فیض

اُس کی اِس سعی بلیغ و خوب پر
تہنیت گو ہے جہانِ حزبِ فیض

طالبانِ فیض پر مقصود نے
خوب کھولا بابِ خوانِ حزبِ فیض

دوسری جلد اِس کی شائع ہو گئی
یہ مبارک ارمغانِ حزبِ فیض

اس کتاب خوب کی تاریخِ طبع
یوں ہے طارق ''بوستانِ حزبِ فیض''

۱۴۲۶ھ

……

محفلِ اہلِ محبت میں سراہا جائے گا
خامہء مقصود احمد کا یہ تازہ شاہکار
اِس کی تاریخ طباعت رُوئے "ایماں" سے کہی
تختِ علم و آگہی و "تاجِ عرفاں پوٹھوار"

۱+۱۴۲۵=۱۴۲۶ھ

"جواہر عظمتِ فقر" — ۲۰۰۵ء

"شمعِ اہلِ شریعت" — ۱۴۲۶ھ

بوستانِ حزبِ فیض

۱۴۲۶ہجری

از قلم شاعر اہلِ سنت جناب ملک عبدالقیوم طارق سلطان پوری

ڈسٹری بیوٹرز

احمد بک کارپوریشن

عالم بزنس سنٹر، اقبال روڈ کمیٹی چوک، راولپنڈی۔ فون 5558320